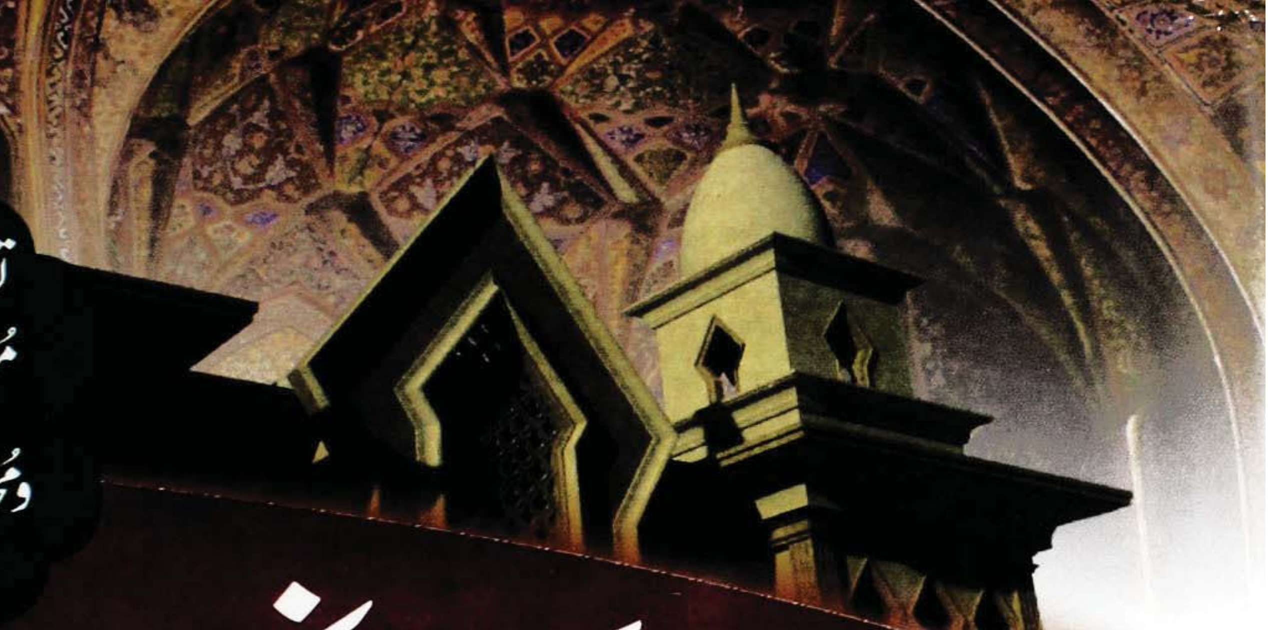

تقریباً ایک ہزار
مُفسرین، مُحدثین
ومُحدّثات کی مختصر
جامع تاریخ

تاریخ
مُفسّرِین ومُحدّثِین

عہدِ رسالت سے موجودہ دور تک کے ان عظیم حضرات کی تاریخ
جنہوں نے اپنی زندگیاں قرآن وحدیث کی خدمت میں
وقف کیں.... ہر صدی کے اعتبار سے مشاہیر مفسرین، محدّثین
ومحدّثات کا تذکرہ.... اپنے موضوع پر پہلی کتاب جس میں
دورِ حاضر کے مفسرین ومحدثین کا تذکرہ بھی شامل ہے

مجموعۂ افادات
حضرت مولانا **قاضی زاہد الحسینی** رحمہ اللہ تعالیٰ
حضرت مولانا **سید احمد رضا بجنوری** رحمہ اللہ تعالیٰ
حضرت مولانا **عبدالقیوم مہاجر مدنی** مدظلہ العالی

اِدارۂ تَالِیفاتِ اَشرَفِیّہ
چوک فوارہ مُلتان پاکِستان

هدیۂ مُحبّت

بخدمت جناب..

....

....

....

نوٹ:۔ دوست احباب کو ہدیہ کر کے اپنے لئے صدقہ جاریہ بنائیے

Marfat.com

تقریباً ایک ہزار مفسرین، محدثین و محدثات کی مختصر جامع تاریخ

تاریخ مفسرین و محدثین

عہد رسالت سے موجودہ دور تک کے ان عظیم حضرات کی تاریخ جنہوں نے اپنی زندگیاں قرآن وحدیث کی خدمت میں وقف کیں.... ہر صدی کے اعتبار سے مشاہیر مفسرین، محدثین و محدثات کا تذکرہ.... اپنے موضوع پر پہلی کتاب جس میں دور حاضر کے مفسرین ومحدثین کا تذکرہ بھی شامل ہے

مجموعۂ افادات

حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری رحمہ اللہ

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمہ اللہ

حضرت مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ مُلتان پاکستان

(061-4519240-0322-6180738

Marfat.com

تاریخ
مفسّرین و محدثین

تاریخ اشاعت.................محرم الحرام ۱۴۳۳ھ
ناشر.....................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت.......فیصل فدا پرنٹنگ پریس ملتان فون 061-4570046

144427

انتباہ

اس کتاب کی کاپی رائٹ کے جملہ حقوق محفوظ ہیں
کسی بھی طریقہ سے اس کی اشاعت غیر قانونی ہے

قانونی مشیر
قیصر احمد خان
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ملتان)

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ....چوک فوارہ....ملتان

ملنے کے پتے

ادارہ اسلامیات.........انارکلی.......لاہور　　دارالاشاعت.........اُردو بازار.........کراچی
مکتبہ سید احمد شہید.........اردو بازار.....لاہور　　مکتبہ رشیدیہ.........سرکی روڈ.........کوئٹہ
مکتبہ زکریا.......بلاک نمبر 10.........ڈیرہ غازیخان　　مکتبہ دارالاخلاص....قصہ خوانی بازار.....پشاور
مکتبۃ الاحمد.......باخری بازار.......ڈیرہ اسماعیل خان　　مکتبۃ الاظہر.........بانو مارکیٹ.....رحیم یار خان

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K (ISLAMIC BOOKS CENTERE
119-121- HALLIWELL ROAD BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

Marfat.com

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

اما بعد! اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس امت مرحومہ کو جن گونا گوں امتیازی صفات سے نوازا' ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ امت کے منتخب افراد نے اپنی زندگی قرآن وحدیث کی مختلف خدمات کے لئے وقف کیں۔ قرآن کریم کی تفسیر وتشریح کے حوالہ سے حضرات مفسرین کی مبارک جماعت سامنے آئی تو حدیث اور اس کے متن وسند کی حفاظت کے حوالہ حضرات محدثین کو نوازا گیا۔ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ اور موجودہ صدی میں کوئی دور ایسا نہیں گزرا جس میں مشاہیر مفسرین ومحدثین پیدا نہ ہوئے ہوں۔ ان نفوس قدسیہ کی جماعت اسلام کی حقانیت کی ایک ظاہری وقوی دلیل ہے کہ دین کی خدمات کے لئے ہر شعبہ میں رجال کثیر پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دینی خدمات کے حوالہ سے اس امت کا ہر دور زرخیز رہا ہے۔

زیر نظر کتاب ''تاریخ مفسرین ومحدثین'' اپنے موضوع پر پہلی جامع کتاب

Marfat.com

ہے جس میں اسلامی تاریخ کی ہر صدی کے نامور مفسرین و محدثین کا مختصر جامع تذکرہ کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا زاہد الحسینی رحمہ اللہ نے تاریخ مفسرین پر جو عظیم الشان کام کیا تھا والد گرامی حضرت مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ نے مولانا کی اجازت سے اس کی تلخیص کی تھی زیر نظر کتاب میں وہی تلخیص شدہ مفسرین کی تاریخ دی گئی ہے۔ اسی طرح محدث اعظم مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے تلمیذ رشید مولانا احمد رضا بجنوری رحمہ اللہ نے آپ کے افادات سے انوار الباری کے نام سے بخاری شریف کی مبسوط شرح ترتیب دی، جس کی پہلی جلد محدثین کے تعارف اور ان کے کارناموں پر مشتمل ہے۔ زیر نظر کتاب میں اسی مقدمہ انوار الباری کی تلخیص مع اضافہ دیدی گئی ہے۔

کتاب ہذا کی دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ حضرات مفسرین کی آخر میں موجودہ دور کے مفسرین اور ان کی تفسیری خدمات کا تذکرہ پیش کیا گیا ہے۔ ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ دور حاضر کے متعدد مفسرین کرام کا تذکرہ ہم سے رہ گیا ہے۔ اس سلسلہ میں اہل علم سے استدعا ہے کہ اپنے قرب و جوار کے مشاہیر مفسرین کی مختصر سوانح ہمیں ارسال کردیں تاکہ کتاب ہذا کے آئندہ ایڈیشن میں شامل کیا جاسکے۔

اسی طرح کتاب ہذا کے حصہ دوم میں محدثین کے تذکرہ میں بھی اضافہ کیا گیا ہے اور بقیۃ السلف حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم کے حسب ارشاد تبرکاً ان حضرات کو بھی محدثین کی فہرست میں شامل کرلیا گیا ہے جو عرصہ پندرہ بیس سال سے بخاری شریف پڑھانے کی مبارک خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں بھی ارباب علم سے گزارش ہے کہ اپنے اپنے علاقہ کے ایسے اساتذہ حدیث کا تذکرہ ہمیں ارسال کردیں جو عرصہ دراز سے بخاری شریف کی تدریس میں مشغول ہیں۔

Marfat.com

محدثین کرام کے تذکرہ میں ایک جدت یہ بھی کی گئی ہے کہ ابو عبیدہ مشہور بن حسن آل مسلمان کی تالیف ''عناية النساء بالحديث النبوي'' سے ہر صدی کی مشہور محدثات و روایات حدیث کا مختصر تذکرہ بھی شامل کتاب کر دیا گیا ہے تا کہ دور حاضر کی خواتین کے عملی جذبہ کو تحرک نصیب ہو اور وہ اپنے اسلاف کی تاریخ اور ان کے علمی کارناموں سے بہت کچھ سیکھ کر کچھ نہ کچھ کرنے کا عزم کریں۔

یہ کتاب اسلامی تاریخ کا وہ تابناک باب ہے جس کی روشنی سے ہم اپنے حال و مستقبل کو سنوار سکتے ہیں اور اپنی زندگی میں دینی حوالہ سے کوئی یادر کھا جانے والا کارنامہ سرانجام دینے کی ہمت و قوت حاصل کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرات مفسرین و محدثین کے طفیل ہماری اس جدید کاوش کو شرف قبولیت سے نوازیں اور ہمیں ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں دنیا و آخرت میں ان کی معیت و قرب نصیب فرمائے اور جن ارباب علم کے افادات سے اس مجموعہ کو مرتب کیا گیا ہے ان کیلئے صدقہ جاریہ بنائے آمین یارب العالمین۔

والسلام

محمد اسحٰق غفرلہ

محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

بمطابق دسمبر ۲۰۱۱ء

Marfat.com

فہرست عنوانات

حصہ اول ......اسلامی تاریخ سے نامور مفسرین اوران کے تفسیری کارناموں کا مبارک تذکرہ

پہلی اور دوسری صدی ہجری کے مفسرین

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	۵۸
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	۵۸
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۵۹
حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۵۹
ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۵۹
حضرت مسروق بن اجدح رحمہ اللہ	۵۹
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	۶۰
رفیع بن مہران بصری	۶۱
سعید بن جبیر بن ہشام الاسدی	۶۱
ابوالاسود بن عمرو بن سفیان رحمہ اللہ	۶۱
ضحاک بن مزاحم ہلالی رحمہ اللہ	۶۱
حضرت عکرمہ افریقی رحمہ اللہ	۶۲
مجاہد بن جبیر رحمہ اللہ	۶۲

Marfat.com

طاوس بن کیسان رحمہ اللہ	۶۲
حافظ ابوالخطاب قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ	۶۲
محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ	۶۲
اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ السدی الکبیر	۶۳
زید بن اسلم رحمہ اللہ	۶۳
علی بن طلحہ رحمہ اللہ	۶۳
ابوعمرو بن العلاء رحمہ اللہ	۶۳
مقاتل بن حیان رحمہ اللہ	۶۳
عبدالملک بن عبدالعزیز	۶۴
سفیان ثوری رحمہ اللہ	۶۴
زائدہ بن قدامہ کوفی رحمہ اللہ	۶۴
امام مالک بن انس رحمہ اللہ	۶۴
عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ	۶۵
یونس بن حبیب نحوی	۶۵
محمد بن مروان سدی صغیر	۶۵
ابومحمد سفیان بن عیینۃ الہلالی رحمہ اللہ	۶۵
ابوزکریا یحیٰی بن سلام رحمہ اللہ	۶۵

تیسری صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

الامام الشافعی رحمہ اللہ	۶۶
ابوعبیدۃ رحمہ اللہ	۶۶
ابوزکریا یحیٰی بن زیاد رحمہ اللہ	۶۶

Marfat.com

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم رحمہ اللہ	۶۷
الامام حافظ عبدالرزاق ابن ہمام رحمہ اللہ	۶۷
ابوالحسن سعید بن مسعدۃ النحوی رحمہ اللہ	۶۷
امام عبداللہ بن زبیر حمیدی رحمہ اللہ	۶۷
قاسم بن سلام ابوعبیدہ رحمہ اللہ	۶۷
الحافظ سنید بن داؤد رحمہ اللہ	۶۸
عبدالرحمٰن بن موسیٰ ہواری رحمہ اللہ	۶۸
ابوبکر عبداللہ (ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ)	۶۸
محمد بن حاتم المروزی رحمہ اللہ	۶۸
اسحٰق ابن راہویہ رحمہ اللہ	۶۸
عبدالملک بن حبیب السلمی رحمہ اللہ	۶۹
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ	۶۹
علی بن حجر رحمہ اللہ	۶۹
عبد بن حمید بن نصر رحمہ اللہ	۶۹
محمد بن احمد [illegible] رحمہ اللہ	۷۰
ابومحمد امام الدارمی رحمہ اللہ	۷۰
محمد بن سحنون قیروانی رحمہ اللہ	۷۰
ابوعبداللہ محمد بخاری رحمہ اللہ	۷۰
شیخ الاسلام عبداللہ بن سعید اسکندری رحمہ اللہ	۷۱
احمد بن الفرات رحمہ اللہ	۷۱
محمد بن عبداللہ بن الحکم رحمہ اللہ	۷۱
امام ابن ماجہ رحمہ اللہ	۷۱

Marfat.com

امام ابوداؤد سجستانی رحمہ اللہ	۷۱
بیہقی بن مخلد رحمہ اللہ	۷۱
مسلم بن قتیبہ رحمہ اللہ	۷۲
امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ	۷۲
اسمٰعیل بن اسحٰق رحمہ اللہ	۷۲
سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ	۷۲
ابوالعباس محمد بن یزید مشہور بہ مبرد رحمہ اللہ	۷۳
احمد بن داؤد دینوری رحمہ اللہ	۷۳
امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ	۷۳
احمد بن یحیٰی ایشبانی رحمہ اللہ	۷۳
چوتھی صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید	
موسیٰ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ قطان	۷۴
ابوعبداللہ بن محمد بن وہب رحمہ اللہ	۷۴
محمد بن المفضل بن سلمہ بغدادی رحمہ اللہ	۷۴
امام ابوبکر محمد بن ابراہیم بن المنذر رحمہ اللہ	۷۴
محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ	۷۵
حافظ کبیر عمر بن بجیر رحمہ اللہ	۷۵
ابواسحٰق ابراہیم زجاج محمد بن السری رحمہ اللہ	۷۵
ابوبکر سلیمان بن الاشعث امام ابوداؤد السجستانی رحمہ اللہ	۷۶
عبداللہ بن محمد رحمہ اللہ	۷۶
محمد بن ابراہیم النحوی رحمہ اللہ	۷۶

Marfat.com

احمد بن عبداللہ دینوری رحمہ اللہ	۷۶
احمد بن محمد امام طحاوی رحمہ اللہ	۷۶
احمد بن سہل بلخی رحمہ اللہ	۷۷
عبدالرحمٰن بن ابی حاتم التمیمی الحنظلی رحمہ اللہ	۷۷
ابوبکر محمد بن القاسم	۷۷
ابوبکر محمد بن عزیز السجستانی رحمہ اللہ	۷۷
محمد بن محمد بن محمود ابومنصور الماتریدی رحمہ اللہ	۷۸
امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ	۷۸
احمد بن جعفر المعروف ابن المناوی رحمہ اللہ	۷۸
احمد بن محمد نحوی مصری رحمہ اللہ	۷۸
علی بن حمشاذ رحمہ اللہ	۷۹
قاسم ابن اصبغ رحمہ اللہ	۷۹
ابوبکر محمد عبداللہ بن جعفر بن درستویہ رحمہ اللہ فارسی نحوی	۷۹
ابوعبداللہ محمد بن حبان بن احمد البستی رحمہ اللہ	۷۹
احمد بن محمد بن سعید الحیری رحمہ اللہ	۸۰
شیخ امام ابونصر منصور بن سعید رحمہ اللہ	۸۰
محمد بن القاسم رحمہ اللہ	۸۰
عبدالعزیز بن احمد بن جعفر بن یزداد رحمہ اللہ	۸۰
ابوالقاسم بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ	۸۰
محمد بن احمد بن علی ابوبکر رازی رحمہ اللہ	۸۰
ابومنصور الہروی رحمہ اللہ	۸۱
حسین بن احمد رحمہ اللہ	۸۱

Marfat.com

ابو محمد عبداللہ بن عطیہ رحمہ اللہ	۸۱
ابو محمد سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ	۸۱
محمد بن عباس ابوالحسن البغدادی رحمہ اللہ	۸۱
ابو حفص بن شاہین رحمہ اللہ	۸۲
محمد بن علی بن احمد المصری رحمہ اللہ	۸۲
المعافا بن زکریا بن یحییٰ رحمہ اللہ	۸۲
ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ	۸۲
حسن بن عبداللہ بن سہل عسکری رحمہ اللہ	۸۳
محمد ابو عبداللہ بن عبداللہ رحمہ اللہ	۸۳
خلف ابن احمد سیستانی رحمہ اللہ	۸۳

پانچویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن

احمد بن علی بن احمد باغانی رحمہ اللہ	۸۴
ابو عبید احمد بن ابی عبید قاشانی ہراتی رحمہ اللہ	۸۴
ابو عبداللہ الحاکم رحمہ اللہ	۸۴
محمد بن الحسن بن فورک رحمہ اللہ	۸۴
امام ابو بکر محمد بن الحسین رحمہ اللہ	۸۵
احمد بن موسیٰ بن مردویہ رحمہ اللہ	۸۵
ہبۃ اللہ بن سلامہ رحمہ اللہ	۸۵
ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب الاسکافی رحمہ اللہ	۸۵
عبدالقاہر بن محمد بن طاہر بن محمد التمیمی	۸۵
شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سعید الحوفی رحمہ اللہ	۸۶

Marfat.com

ابوعبدالرحمان اسمٰعیل بن احمد رحمہ اللہ	۸۶
الشیخ ابومحمد مکی بن ابی طالب حموش رحمہ اللہ	۸۶
ابومحمد عبداللہ بن یوسف الشافعی رحمہ اللہ	۸۶
مکی بن ابی طالب القیسی رحمہ اللہ	۸۷
احمد بن محمد رحمہ اللہ	۸۷
ابوعمرو عثمان بن سعید الدانی رحمہ اللہ	۸۷
ابوالفتح رازی رحمہ اللہ	۸۷
اسمٰعیل بن عبدالرحمان رحمہ اللہ	۸۷
محمد بن احمد بن مطرف الکنانی رحمہ اللہ	۸۸
احمد بن الحسین رحمہ اللہ	۸۸
ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری رحمہ اللہ	۸۸
علی بن احمد الواحدی رحمہ اللہ	۸۸
شہفور بن طاہر محمد الاسفرائنی رحمہ اللہ	۸۹
عبدالقاہر بن الطاہر التمیمی رحمہ اللہ	۸۹
عبدالکریم بن عبدالصمد ابومعشر طبری رحمہ اللہ	۸۹
علی بن فضال بن علی رحمہ اللہ	۹۰
عبداللہ بن محمد انصاری الہروی رحمہ اللہ	۹۰
علی بن محمد بن موسیٰ معروف بہ بزدوی رحمہ اللہ	۹۰
علی بن الحسن بن علی رحمہ اللہ	۹۰
عبداللہ بن محمد بن باقیا	۹۰
عبدالواحد بن محمد رحمہ اللہ	۹۱
محمد بن عبدالحمید بن حسن رحمہ اللہ	۹۱

Marfat.com

منصور بن محمد السمعانی رحمہ اللہ	۹۱
الامام ابوالقاسم عبدالکریم رحمہ اللہ	۹۱
علی بن سہل بن عباس رحمہ اللہ	۹۱
ابوسعد محسن البیہقی رحمہ اللہ	۹۲
عبدالوہاب بن محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ	۹۲

چھٹی صدی ہجری کے مفسرین قرآن

امام ابوالقاسم حسین بن محمد المعروف بالراغب الاصفہانی رحمہ اللہ	۹۳
ابوزکریا یحیٰی الخطیب تبریزی رحمہ اللہ	۹۳
عمادالدین محمد طبری رحمہ اللہ	۹۳
محمد بن محمد بن احمد ابوحامد غزالی رحمہ اللہ	۹۳
ابوشجاع شیرویہ دیلمی رحمہ اللہ	۹۴
استاذ ابونصر بن ابی القاسم رحمہ اللہ	۹۴
محی السنۃ ابومحمد حسین الفراء بغوی رحمہ اللہ	۹۴
محمد بن عبدالملک الکرجی رحمہ اللہ	۹۴
اسمٰعیل بن محمد القرشی رحمہ اللہ	۹۴
عالی بن ابراہیم غزنوی رحمہ اللہ	۹۵
عمر بن محمد بن احمد نسفی رحمہ اللہ	۹۵
محمد بن عبداللہ رحمہ اللہ	۹۵
ابوالمحاسن مسعود بن علی بیہقی رحمہ اللہ	۹۶
احمد بن علی بن محمد رحمہ اللہ	۹۶
محمد بن عبدالرحمٰن الزاهد رحمہ اللہ	۹۶

Marfat.com

محمد بن طیفور سجاوندی غزنوی رحمہ اللہ	۹۶
امام امین الدین طبری رحمہ اللہ	۹۶
ابونصر احمد ارزاقی رحمہ اللہ	۹۷
ابوعبداللہ الحسین المروزی رحمہ اللہ	۹۷
ابوالفضل خوارزمی	۹۷
ابوالعباس خضر بن نصر رحمہ اللہ	۹۷
ابوعبداللہ بن ظفر بن محمد رحمہ اللہ	۹۷
ابوبکر محمد عبدالغنی بن قاسم رحمہ اللہ	۹۸
شیخ ظہیر الدین نیشاپوری رحمہ اللہ	۹۸
علی بن عبداللہ رحمہ اللہ	۹۸
ابوالقاسم عبدالرحمٰن سہیلی رحمہ اللہ	۹۸
ناصر الدین عالی غزنوی رحمہ اللہ	۹۹
علی بن ابی العز الباجسرانی رحمہ اللہ	۹۹
احمد بن اسمٰعیل قزوینی رحمہ اللہ	۹۹
ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی رحمہ اللہ	۹۹
الحسن بن الخطیر نعمانی رحمہ اللہ	۱۰۰
عبدالمنعم بن محمد الخزرجی رحمہ اللہ	۱۰۰
ساتویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن	
شیخ ابومحمد روزبہان بقلی رحمہ اللہ	۱۰۱
مبارک بن محمد عبدالکریم شیبانی	۱۰۱
عبدالجلیل بن موسیٰ انصاری رحمہ اللہ	۱۰۱

Marfat.com

تاج الاسلام المروزی سمعانی رحمہ اللہ	۱۰۱
عبداللہ بن الحسین العکبری	۱۰۲
ابومحمد عبدالکبیر بن غافقی رحمہ اللہ	۱۰۲
نجم الدین خیوقی رحمہ اللہ	۱۰۲
الشیخ فخر الدین محمد الحرانی رحمہ اللہ	۱۰۲
یحییٰ بن احمد بن خلیل رحمہ اللہ	۱۰۲
امام عبدالسلام بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ	۱۰۲
علی بن احمد بن الحسن حرالی رحمہ اللہ	۱۰۳
حسام الدین محمد سمرقندی رحمہ اللہ	۱۰۳
معافی بن اسمٰعیل ابی سفیان رحمہ اللہ	۱۰۳
شہاب الدین عمر سہروردی رحمہ اللہ	۱۰۳
عبدالغنی بن محمد القاسم رحمہ اللہ	۱۰۴
امام بکر فضل رحمہ اللہ	۱۰۴
علم الدین علی	۱۰۴
عبدالرحمٰن بن محمد اللخمی رحمہ اللہ	۱۰۴
نجم الدین بشیر الزمینی رحمہ اللہ	۱۰۴
شیخ عبدالواحد زملکانی رحمہ اللہ	۱۰۴
یوسف بن قزاغلی الجوزی رحمہ اللہ	۱۰۵
محمد بن عبداللہ المرسی رحمہ اللہ	۱۰۵
الامام شیخ عزالدین رحمہ اللہ	۱۰۵
عبدالعزیز بن عبدالسلام السلمی رحمہ اللہ	۱۰۵
عبدالرزاق بن رزق الحنبلی رحمہ اللہ	۱۰۶

Marfat.com

عبدالعزیز بن ابراہیم القرشی رحمہ اللہ	۱۰۶
محمد بن سلیمان رحمہ اللہ	۱۰۶
محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح رحمہ اللہ	۱۰۶
عبدالعزیز بن احمد دبیری رحمہ اللہ	۱۰۶
موفق الدین احمد کواشی رحمہ اللہ	۱۰۷
عبدالجبار بن عبدالخالق رحمہ اللہ	۱۰۷
احمد بن محمد بن منصور	۱۰۷
احمد بن عمر الانصاری رحمہ اللہ	۱۰۷
قاضی ناصر الدین بیضاوی رحمہ اللہ	۱۰۷
محمد بن محمد رحمہ اللہ	۱۰۸
شیخ نجم الدین رحمہ اللہ المعروف بہ دایہ	۱۰۸

آٹھویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن

ابوالبرکات عبداللہ رحمہ اللہ.........امام بدرالدین	۱۰۹
علامہ قطب الدین محمود بن مسعود رحمہ اللہ	۱۰۹
خواجہ رشید الدین فضل رحمہ اللہ	۱۰۹
عماد الکندی	۱۱۰
احمد بن محمد بن عثمان رحمہ اللہ.....احمد بن محمد مکی رحمہ اللہ	۱۱۰
احمد بن محمد بن عبدالولی رحمہ اللہ	۱۱۰
نظام الدین قمی نیشاپوری	۱۱۰
السید محمد بن ادریس رحمہ اللہ	۱۱۱
امام برہان الدین الجعبری رحمہ اللہ	۱۱۱

Marfat.com

عبدالواحد ابن المنیر رحمہ اللہ	۱۱۱
احمد بن محمد السمنانی......ھبۃ اللہ رحمۃ اللہ	۱۱۱
علی بن عثمان بن حسان رحمہ اللہ	۱۱۲
الشیخ علاؤالدین علی بن محمد رحمہ اللہ	۱۱۲
ابوالحسین بن ابی بکر......الحسین بن محمد	۱۱۲
محمد بن یوسف ابن حیان اثیرالدین رحمہ اللہ	۱۱۳
احمد بن الحسن جاربردی رحمہ اللہ	۱۱۳
احمد بن عبدالقادر القیسی رحمہ اللہ......محمد بن احمد اللبان رحمہ اللہ	۱۱۳
علامہ شمس الدین ابن القیم رحمہ اللہ	۱۱۴
شہاب الدین مسعود السمین......علی بن عبدالکافی السبکی رحمہ اللہ	۱۱۴
محمد بن علی بن عابد الانصاری	۱۱۵
علامہ مخلص الہندی رحمہ اللہ......محمد بن محمد الرازی رحمہ اللہ	۱۱۵
محمد بن محمد بن محمد الاقصرائی رحمہ اللہ	۱۱۵
محمود بن احمد قنوی رحمہ اللہ	۱۱۵
سراج الدین (سراج الہندی رحمہ اللہ)	۱۱۵
خضر بن عبدالرحمٰن زردی رحمہ اللہ	۱۱۶
اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القیسی رحمہ اللہ	۱۱۶
محمد بن محمد بن محمود رحمہ اللہ	۱۱۶
ابراہیم بن عبدالرحیم بن جماعۃ	۱۱۶
مسعود بن عمر الامام سعدالدین رحمہ اللہ	۱۱۷
امام بدرالدین محمد زرکشی رحمہ اللہ	۱۱۷
امیر کبیر تاتارخان دہلوی رحمہ اللہ	۱۱۷

Marfat.com

فضل اللہ بن ابی الخیر رحمہ اللہ	۱۱۷
علی بن محمد قوشجی رحمہ اللہ	۱۱۷

نویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن

محمد بن محمد بن عرفہ الورغمی رحمہ اللہ	۱۱۸
شیخ شہاب الدین احمد بن محمود سیواسی رحمہ اللہ	۱۱۸
زین بن ابراہیم رحمہ اللہ	۱۱۸
شیخ اشرف جہانگیر سمنانی رحمہ اللہ	۱۱۹
علی بن محمد المعروف سید سند رحمہ اللہ	۱۱۹
مجد الدین ابو طاہر فیروز آبادی رحمہ اللہ	۱۱۹
سید محمد بن سید یوسف	۱۱۹
محمد بن خلفۃ الوشتانی رحمہ اللہ...... یوسف بن احمد بن محمد	۱۲۰
عبداللہ بن مقداد........ شیخ علی بن احمد مہائمی رحمہ اللہ	۱۲۰
السید علی بن محمد بن ابی القاسم رحمہ اللہ	۱۲۱
السید محمد بن ابراہیم........ محمد بن محمد بن محمد بن احمد	۱۲۱
محمد بن یحییٰ الطرابلسی ابن زہرہ رحمہ اللہ	۱۲۲
قاضی شہاب الدین دولت آبادی ثم الدہلوی رحمہ اللہ	۱۲۲
خواجہ یعقوب چرخی رحمہ اللہ..... تقی الدین ابو بکر بن شہبہ رحمہ اللہ	۱۲۲
شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی رحمہ اللہ	۱۲۲
احمد بن محمد بن عبداللہ الرومی الحنفی رحمہ اللہ	۱۲۳
الامام بدر الدین عینی محمود بن احمد حنفی رحمہ اللہ	۱۲۳
السید علاؤ الدین سمرقندی رحمہ اللہ	۱۲۳

Marfat.com

امام علاؤالدین احمد بن محمد ابن اقیرس	۱۲۴
جلال الدین محلی الشافعی رحمہ اللہ	۱۲۴
محمد بن حسن بن محمد بن علی شمنی رحمہ اللہ	۱۲۴
علی بن محمد البسطامی مصنفک رحمہ اللہ	۱۲۴
عبدالرحمٰن بن محمد بن مخلوف ثعالبی رحمہ اللہ	۱۲۵
شیخ ابوالعدل ابن قطلو بغا رحمہ اللہ	۱۲۵
محمد بن سلیمان الرومی......عمر بن علی بن عادل رحمہ اللہ	۱۲۵
محمد بن عبداللہ قرماس رحمہ اللہ	۱۲۶
ملاخسرو محمد بن فراموز رحمہ اللہ	۱۲۶
برہان الدین ابن عمر البقاعی رحمہ اللہ	۱۲۶
حسن بن محمد شاہ چلپی المعروف اخی زادہ رحمہ اللہ	۱۲۶
ابراہیم بن محمد الکنانی رحمہ اللہ	۱۲۶
مولی احمد بن اسمٰعیل کورانی رحمہ اللہ	۱۲۷
معین الدین بن بنی سید صفی الدین رحمہ اللہ	۱۲۷
عبدالرحمٰن بن احمد المعروف بہ مولانا جامی رحمہ اللہ	۱۲۷

دسویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن

محی الدین محمد رحمہ اللہ	۱۲۸
محمد بن ابراہیم النکساری رحمہ اللہ......محمد بن عبدالرحمٰن الایجوی رحمہ اللہ	۱۲۸
محمد بن محمد بن ابی بکر بن علی رحمہ اللہ	۱۲۸
مولانا حسین بن علی کاشفی رحمہ اللہ......جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ	۱۲۹
شیخ بہاؤالدین باجن رحمہ اللہ	۱۳۰

Marfat.com

قاضی زکریا بن محمد بن احمد الانصاری رحمہ اللہ	۱۳۰
سید عبدالوہاب بخاری رحمہ اللہ	۱۳۰
محی الدین محمد بن عمر بن حمزہ رحمہ اللہ	۱۳۱
شمس الدین احمد بن سلیمان رحمہ اللہ	۱۳۱
محی الدین محمد قراباغی رحمہ اللہ	۱۳۱
اسلام الدین ملا عصام رحمہ اللہ	۱۳۱
سعد اللہ بن عیسیٰ رحمہ اللہ ....خیر الدین خضر العطوفی رحمہ اللہ	۱۳۲
محمد بن عبدالرحمٰن البکری شافعی رحمہ اللہ	۱۳۲
محمد بن مصلح الدین الحنفی معروف بہ شیخ زادہ رحمہ اللہ	۱۳۲
عصام الدین اسفرائنی رحمہ اللہ	۱۳۲
مولانا معین المعروف بہ معین المسکین رحمہ اللہ	۱۳۳
سید رفیع الدین صفوی رحمہ اللہ	۱۳۳
شیخ بدرالدین محمد العامری رحمہ اللہ	۱۳۳
عبدالمعطی بن احمد بن محمد السخاوی رحمہ اللہ	۱۳۳
شمس الدین محمد رحمہ اللہ	۱۳۴
الامام شمس الدین محمد بن محمد الشربینی رحمہ اللہ	۱۳۴
محمد مصلح الدین لاری رحمہ اللہ	۱۳۴
ابوالسعود محمد بن محمد بن مصطفیٰ رحمہ اللہ	۱۳۴
شیخ حسن بن محمد گجراتی رحمہ اللہ	۱۳۵
شیخ بدرالدین محمد المقری رحمہ اللہ	۱۳۵
محمد بن الشیخ ابی الحسن محمد بن عمر رحمہ اللہ	۱۳۵
مولانا وجیہ الدین گجراتی رحمہ اللہ	۱۳۵

۱۹۲۴۴۷

Marfat.com

مولانا محمد بن بدرالدین صاروخانی رحمہ اللہ	۱۳۵

گیارھویں صدی ھجری کے مفسرین قرآن

شیخ مبارک ناگوری رحمہ اللہ......محمد بن بدرالدین رحمہ اللہ	۱۳۶
ابوالفضل فیضی بن مبارک ناگوری رحمہ اللہ	۱۳۶
طاہر بن یوسف سندھی رحمہ اللہ......مولانا عثمان سندھی رحمہ اللہ	۱۳۷
شیخ منورالدین بن عبدالحمید رحمہ اللہ	۱۳۷
علی بن سلطان ملا علی قاری رحمہ اللہ	۱۳۷
مولانا صبغۃ اللہ بن روح اللہ الحسینی رحمہ اللہ	۱۳۷
نظام الدین بن عبدالشکور رحمہ اللہ	۱۳۸
نواب مرتضیٰ احمد بخاری رحمہ اللہ	۱۳۸
شیخ عیسیٰ بن قاسم سندی رحمہ اللہ.........شیخ علی بن محمد رحمہ اللہ	۱۳۸
قاضی مظہر بن النعمان رحمہ اللہ ....شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ	۱۳۹
مولانا سید محمد رضوی رحمہ اللہ	۱۳۹
شیخ محمد علی بن محمد البکری الشافعی رحمہ اللہ	۱۳۹
شیخ محب اللہ الہ آبادی رحمہ اللہ ......میر محمد ہاشم بن محمد قاسم گیلانی رحمہ اللہ	۱۴۰
عبدالحکیم بن مولانا شمس الدین سیال کوٹی رحمہ اللہ	۱۴۰
سید محمد بن الحسین رحمہ اللہ	۱۴۰
شہاب الدین احمد خفاجی رحمہ اللہ ....شیخ نعمت اللہ فیروز پوری رحمہ اللہ	۱۴۱
خواجہ معین الدین کشمیری رحمہ اللہ	۱۴۱
شیخ جعفر بن جلال گجراتی رحمہ اللہ	۱۴۱
شیخ یعقوب صرفی رحمہ اللہ ....مولانا یعقوب بنانی رحمہ اللہ	۱۴۲

Marfat.com

اسمٰعیل بن محمد بن قونوی رحمہ اللہ	۱۴۲
شیخ عبدالواجد بن کمال الدین رحمہ اللہ	۱۴۲
سید عبداللہ بن احمد اشرفی رحمہ اللہ	۱۴۲

بارھویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن

خضر بن عطاء رحمہ اللہ	۱۴۳
شیخ محمد بن جعفر رحمہ اللہ ....نعمت خان رحمہ اللہ	۱۴۳
شیخ جمال الدین ولد رکن الدین رحمہ اللہ	۱۴۳
علامہ غلام نقشبندی عطاء اللہ رحمہ اللہ	۱۴۴
ملاجیون.......امان اللہ بن نور اللہ حنفی رحمہ اللہ	۱۴۴
مفتی شرف الدین رحمہ اللہ	۱۴۴
شیخ عارف اسمٰعیل حنفی بروسی رحمہ اللہ ......شیخ فتح محمد رحمہ اللہ	۱۴۴
شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحمہ اللہ .....سید عبدالغنی نابلسی حنفی رحمہ اللہ	۱۴۵
شیخ محمد طاہر رحمہ اللہ.....مولانا محمد حکم بریلوی رحمہ اللہ	۱۴۵
شاہ محمد غوث پشاوری ثم لاہوری رحمہ اللہ	۱۴۵
مولانا نور الدین احمد آبادی رحمہ اللہ	۱۴۶
مولانا عابد لاہوری رحمہ اللہ ......شیخ محمد ناصر الہ آبادی رحمہ اللہ	۱۴۶
شیخ ولی اللہ مجددی رحمہ اللہ ......سید محمد وارث بنارسی رحمہ اللہ	۱۴۶
مخدوم عبداللہ رحمہ اللہ	۱۴۷
شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمہ اللہ	۱۴۷
مولانا رستم علی قنوجی رحمہ اللہ	۱۴۷
شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی رحمہ اللہ	۱۴۷

Marfat.com

الشیخ الکبیر اہل اللہ بن شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ	۱۴۸
قاضی احمد بن صالح صنعانی رحمہ اللہ	۱۴۸
سید علی بن صلاح الدین الحسینی رحمہ اللہ	۱۴۸
شاہ غلام مرتضیٰ بن شاہ محمد تیمور الہ آبادی رحمہ اللہ	۱۴۸
علی بن محمد دمشقی رحمہ اللہ	۱۴۸

تیرھویں صدی ھجری کے مفسرین قرآن

منعم خان رحمہ اللہ ......مولانا وحید الحق پھلواری رحمہ اللہ	۱۴۹
سلیمان بن عمر بن منصور الازہری رحمہ اللہ	۱۴۹
محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ......شاہ حقانی رحمہ اللہ	۱۴۹
ملا محمد سعید گندسو دویم رحمہ اللہ......عبدالصمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ	۱۵۰
شیخ اسلم بن یحییٰ بن معین کشمیری رحمہ اللہ	۱۵۰
السید علی بن ابراہیم بن محمد رحمہ اللہ	۱۵۰
حکیم محمد شریف خان دہلوی رحمہ اللہ	۱۵۰
قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ	۱۵۱
مولانا سلام الدین فخر الدین دہلوی رحمہ اللہ	۱۵۱
شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہما	۱۵۱
سراج الہند شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ	۱۵۱
احمد بن محمد صادی مالکی رحمہ اللہ ......مولانا محمد اشرف لکھنوی	۱۵۲
شاہ عزیز الدین قادری نقشبندی رحمہ اللہ	۱۵۲
مولوی ولی اللہ بن مفتی سید احمد علی حسینی رحمہ اللہ	۱۵۲
حضرت شاہ رفیع الدین قدس سرہٗ	۱۵۲

Marfat.com

ابوعلی محمد ابن علی بن عبداللہ شوکانی رحمہ اللہ	۱۵۳
شاہ رؤف احمد نقشبندی رامپوری رحمہ اللہ	۱۵۳
قاضی عبدالسلام بن عطاء الحق رحمہ اللہ	۱۵۳
مفتی محمد قلی کنشوری بن محمد حسین رحمہ اللہ ......سید محمد عثمان میرغنی رحمہ اللہ	۱۵۳
مفتی محمد یوسف بن مفتی اصغر علی رحمہ اللہ	۱۵۴
مولانا جان محمد لاہوری رحمہ اللہ	۱۵۴
مولانا ولی اللہ بن حبیب اللہ انصاری رحمہ اللہ	۱۵۴
ابوالثناء شہاب الدین بغدادی.......مولانا محمد سعید مدارسی رحمہ اللہ	۱۵۴
ظہور علی بن حیدر رحمہ اللہ .....مولانا تراب علی بن شجاعت علی رحمہ اللہ	۱۵۵
مولانا عبدالحلیم بن امین اللہ لکھنوی رحمہ اللہ	۱۵۵
سید حافظ محمد شریف معروف بہ ابی زادہ رحمہ اللہ	۱۵۵
مولوی عبداللہ بن صبغۃ اللہ مدارسی رحمہ اللہ	۱۵۵
مولانا قطب الدین خان بن محی الدین دہلوی رحمہ اللہ	۱۵۶
مولانا نصیر الدین بن جلال الدین رحمہ اللہ	۱۵۶
مولانا عبدالعلی بن پیر علی نگرامی رحمہ اللہ	۱۵۶
شیخ محمد بن عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ .....مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ	۱۵۶
منشی جمال الدین بن وحید الدین رحمہ اللہ	۱۵۷
سید حاجی محمد فوزی ترکی رحمہ اللہ	۱۵۷
سید بابا قادری ابن شاہ محمد یوسف رحمہ اللہ	۱۵۷
مراد علی ولد حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن السیلانی رحمہ اللہ	۱۵۷
خواجہ محمد عبیداللہ ملتانی رحمہ اللہ	۱۵۸

Marfat.com

چودھویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن

شاہ عبدالحی احقر بنگلوری رحمہ اللہ	۱۵۹
مولانا فیض الحسن سہارنپوری رحمہ اللہ	۱۵۹
عمار علی رحمہ اللہ ......محمود آفندی رحمہ اللہ	۱۵۹
مولانا نواب سید صدیق حسن رحمہ اللہ	۱۶۰
حافظ مولوی محمد بن بارک اللہ رحمہ اللہ	۱۶۰
قاضی احتشام الدین مرادآبادی رحمہ اللہ	۱۶۰
حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمہ اللہ	۱۶۰
سید محمد نواوی الجنتی رحمہ اللہ	۱۶۰
مولانا ناصرالدین ابوالمنصو ر رحمہ اللہ	۱۶۱
شیخ محمد حسن بن کرامت علی امروہی رحمہ اللہ	۱۶۱
مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ	۱۶۱
فتح محمد تائب لکھنوی رحمہ اللہ	۱۶۱
جمال الدین قاسمی الحلاق رحمہ اللہ	۱۶۲
مولانا عبدالحق مہاجر مکی رحمہ اللہ	۱۶۲
سردار محمد عباس خان رحمہ اللہ ......مولانا عبدالحق رحمہ اللہ	۱۶۲
سید امیر علی بن معظم علی حسینی ملیح آبادی رحمہ اللہ	۱۶۳
سید احمد حسن دہلوی رحمہ اللہ	۱۶۳
مولانا وحیدالزمان بن مسیح الزمان رحمہ اللہ	۱۶۳
مولانا محمود حسن شیخ الہند رحمہ اللہ	۱۶۴
مولانا تاج محمود امروٹی رحمہ اللہ ......شیخ ریاست علی حنفی رحمہ اللہ	۱۶۴

Marfat.com

مولانا سید محمد انور شاہ	۱۶۵
فتح الدین اذبر بن حکیم میاں غلام محمد رحمہ اللہ	۱۶۵
حافظ محمد ادریس رحمہ اللہ ......مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمہ اللہ	۱۶۵
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ	۱۶۶
محمد مصطفیٰ مراغی رحمہ اللہ	۱۶۶
شیخ الاسلام مولانا عبدالرحمٰن امروہی......مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ	۱۶۶
خواجہ حسن نظام دہلوی رحمہ اللہ	۱۷۲
محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ ......مولانا محمد اکرم رحمہ اللہ	۱۷۳
شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ	۱۷۳
مولانا عبداللطیف بن اسحٰق سنبھلی رحمہ اللہ	۱۷۵
مولانا احمد سعید دہلوی رحمہ اللہ	۱۷۵
مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ ......السید عبدالحمید خطیب رحمہ اللہ	۱۷۶
شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ	۱۷۶
عبدالقدیر صدیقی بن فضل اللہ حیدر آبادی رحمہ اللہ	۱۷۶
مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمہ اللہ	۱۷۶
علامہ سلیمان ندوی رحمہ اللہ	۱۷۷
مرحومہ اہلیہ رحمہ اللہ مولانا عزیز گل رحمہ اللہ	۱۷۷
محمد امین بن مختار الشنقیطی رحمہ اللہ	۱۷۷
مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ	۱۷۷
مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ	۱۸۳
بادشاہ گل صاحب رحمہ اللہ	۱۸۵
مولانا فضل الرحمٰن پشاوری رحمہ اللہ	۱۸۶

Marfat.com

مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ	۱۸۶
شیخ عبدالہادی رحمہ اللہ ......شیخ قاسم افندی قیسی رحمہ اللہ	۱۸۶
مولانا عبدالرحیم صادق رحمہ اللہ	۱۸۷
مولانا سید محمد عبدالحکیم دہلوی رحمہ اللہ ......مولانا عبیداللہ انور	۱۸۷
حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی	۱۸۸
شیخ الاسلام مولانا شمس الحق افغانی	۱۸۸
مولانا محمد علی صاحب صدیقی ......محمد علی صابونی	۱۸۸
ڈاکٹر عدنان زرزور	۱۸۹
حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمہ اللہ تعالیٰ	۱۸۹
محمد اسد نو مسلم......محمد علی خان رحمہ اللہ	۱۹۰
حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی رحمہ اللہ	۱۹۱
حضرت محمد عبداللہ بہلوی رحمہ اللہ	۱۹۱
حضرت مولانا محمد موسیٰ جلالپوری رحمہ اللہ	۱۹۱
پندرھویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن	
حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی رحمہ اللہ	۱۹۲
حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی مدظلہ العالیٰ	۱۹۲
حضرت مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ	۱۹۳
گلدستہ تفاسیر........درس قرآن (تعلیمی)	۱۹۳
آسان ترجمہ قرآن	۱۹۴
حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ	۱۹۵
حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ	۱۹۶

Marfat.com

حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمہ اللہ	۱۹۷
حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ	۱۹۸
محدث کبیر مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۰
مفسر قرآن مولانا عبدالماجد دریا آبادی رحمہ اللہ	۲۰۲
مفسر قرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ	۲۰۳
مفسر قرآن مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ	۲۰۵
حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ	۲۰۶
مولانا محمد اسحاق خان مدنی مدظلہ	۲۰۸
مفسر قرآن علامہ عبدالعزیز شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۹
مولانا محمد صادق صاحب مدظلہ	۲۱۰
مفسر قرآن مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہ	۲۱۱
حصہ دوم اسلامی تاریخ سے نامور محدثین کرام اور محدثات کا مبارک تذکرہ	
امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ	۲۱۴
امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۶۷
امام ابن ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۶۸
امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۷۱
امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۷۳
امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۷۵
امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۷۷
حافظ عبداللہ بن اسحٰق ابومحمد الجوہری، معروف بہ حافظ بدعہؒ	۲۸۱
امام ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ دہلی نیشاپوری	۲۸۲
حافظ امام عباس بحرانی بن یزید البصری رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۸۴

Marfat.com

حافظ ہارون بن اسحٰق بن محمد بن الہمد انی الکوفی	۲۸۴
حافظ ابواللیث عبداللہ بن سریج بن حجر البخاریؒ	۲۸۴
امام ابوالحسن احمد بن عبداللہ عجلیؒ رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۸۵
امام ابوبکر احمد بن عمر بن مہیر خصاف	۲۸۵
حافظ ابو یوسف یعقوب بن شیبہ بصری مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۸۵
امام ابوعبداللہ محمد بن احمد حفص بن الزبرقان (ابوحفص صغیر)	۲۸۶
حافظ عصر امام ابوزرعہ عبیداللہ بن عبدالکریم رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۸۶
امام ابوعبداللہ محمد بن شجاع ثلجی بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۸۷
حافظ محمد بن حماد الطہر انی ابوعبداللہ الرازی رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۸۸
حافظ عباس دوری بن محمد بن حاتم ابوالفضل الہاشمیؒ	۲۸۸
حافظ ابوحاتم رازی محمد بن دریس بن المنذر الحنظلیؒ	۲۸۸
الحافظ الفقیہ ابوالعباس احمد بن محمد بن عیسیٰ البرتیؒ	۲۸۹
حافظ ابوبکر بن ابی الدنیا عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان القرشیؒ	۲۹۰
شیخ الشام حافظ ابوزرعہ دمشقی عبدالرحمٰن بن عمرو بن عبداللہ النصریؒ	۲۹۰
حافظ ابومحمد حارث بن ابی اسامہ رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۹۰
شیخ ابوالفضل عبیداللہ بن واصل البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۹۱
شیخ ابواسحٰق ابراہیم بن حرب عسکری	۲۹۱
حافظ محمد بن النظر بن سلمۃ بن الجارود بن زید ابوبکر الجارودی الفقیہ الحنفی رحمہ اللہ	۲۹
شیخ ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بزار رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۹۱
شیخ ابومسلم ابراہیم بن عبداللہ الکشی رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۹۲
حافظ ابراہیم بن معقل بن الحجاج ابواسحٰق النسفی حنفیؒ	۲۹۲
شیخ محمد بن خلف المعروف، بوکیع القاضی رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۹۲

Marfat.com

حافظ ابو یعلی احمد بن علی بن المثنی بن یحییٰ تمیمی موصلیؒ	۲۹۳
شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد حنفی نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۹۳
شیخ ابو محمد عبداللہ بن علی بن الجارود رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۹۴
حافظ ابو البشر محمد بن احمد انصاری رازی دولابی حنفیؒ	۲۹۴
شیخ حماد بن شاکر النسفی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۹۴
امام محمد بن اسحٰق بن خزیمۃ السلمی نیشاپوری شافعی رحمہ اللہ	۲۹۵
شیخ ابو عوانہ یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم شافعی رحمہ اللہ	۲۹۵
شیخ ابو بکر محمد بن ابراہیم بن المنذر نیشاپوری	۲۹۵
شیخ ابو عبداللہ حسین بن اسماعیل محاملی بغدادی رحمہ اللہ	۲۹۶
امام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۹۶
''حاکم شہید'' حافظ محمد بن محمد بن احمد بلخی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۹۶
حافظ عبداللہ بن محمد بن ابی العوام السعدی حنفی رحمہ اللہ	۲۹۷
حافظ ابو محمد قاسم بن اصبغ القرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۹۷
امام ابو الحسن عبید اللہ بن حسین کرخی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۹۷
حافظ ابو محمد عبداللہ بن محمد الحارثی البخاری حنفی	۲۹۸
امام ابو عمرو احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن طبری حنفیؒ	۲۹۸
شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن حسن نیشاپوری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۹۹
شیخ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۹۹
شیخ ابو الحسن احمد بن محمد بن عبداللہ نیشاپوری حنفی (قاضی الحرمینؒ)	۲۹۹
حافظ ابو الحسین عبدالباقی بن قانع بن حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۰۰

Marfat.com

حافظ ابوعلی سعید بن عثمان بن سعید بغدادی مصریؒ	۳۰۱
حافظ ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۰۱
حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی رحمہ اللہ۔	۳۰۲
حافظ ابومحمد حسن بن عبدالرحمٰن بن خلاد، رامہرمزی رحمہ اللہ	۳۰۲
شیخ ابوعبداللہ محمد بن جعفر بن طرخان استرآبادی حنفی	۳۰۳
حافظ ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۰۳
محدث ابوعمرو اسماعیل بن نجید نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۰۳
ابوالشیخ ابومحمد عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حیان اصبہانیؒ	۳۰۴
الحافظ الامام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص بغدادی حنفی	۳۰۴
شیخ ابوبکر احمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن العباس الاسماعیلی	۳۰۵
شیخ ابوبکر محمد بن فضل بن جعفر بن رجا بخاری حنفیؒ	۳۰۵
امام ابواللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم سمرقندی حنفی	۳۰۶
حافظ ابوحامد احمد بن حسین (ابن طبری) حنفیؒ	۳۰۶
حافظ ابونصر احمد بن محمد کلابازی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۰۷
حافظ ابوالحسن محمد بن المظفر بن موسیٰ بغدادی حنفی	۳۰۷
حافظ ابوالقاسم طلحہ بن محمد بن جعفر بغدادی حنفی	۳۰۷
امام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی دارقطنیؒ (بغدادی)	۳۰۸
حافظ ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان بغدادی معروف ابن شاہینؒ	۳۰۸
شیخ ابوالحسن علی معروف بزاز رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۰۸
حافظ ابوسلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم (الخطابیؒ)	۳۰۹

Marfat.com

حافظ ابوعبداللہ محمد بن اسحٰق بن محمد بن یحییٰ (بن مندہ) اصبہانیؒ	۳۰۹
شیخ ابوالحسن محمد بن احمد بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۰۹
شیخ ابوبکر محمد بن موسیٰ خوارزمی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۰۹
حافظ ابوالفضل السلیمانی احمد بن علی البیکندی حنفیؒ	۳۱۰
حافظ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۱۰
حافظ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد بخاری ''غنجار'' حنفیؒ	۳۱۱
حافظ ابوالقاسم تمام بن محمد ابی الحسین بن عبداللہ	۳۱۱
شیخ ابوالحسین محمد بن احمد بن طیب بن جعفر واسطی کماری حنفیؒ	۳۱۱
شیخ ابوعلی حسین بن خضر بن محمد بن یوسف نسفی حنفیؒ	۳۱۱
حافظ ابوبکر احمد بن محمد الخوارزمی (البرقانی) الشافعی	۳۱۱
امام ابوالحسین احمد بن محمد بن احمد قدوری حنفی رحمہ اللہ	۳۱۲
حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۱۲
حفاظ ابوالعباس جعفر بن محمد نسفی مستغفری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۱۵
شیخ ابوعبداللہ حسین بن علی بن محمد بن جعفر صیمری حنفی	۳۱۵
شیخ ابوجعفر محمد بن احمد بن محمد بن احمد سمنانی حنفی	۳۱۵
حافظ ابوسعد السمان اسماعیل بن علی بن زنجویہ رازی حنفیؒ	۳۱۵
شیخ خلیل بن عبداللہ بن احمد (ابویعلی) قزوینیؒ	۳۱۶
شیخ محمد اسماعیل محدث لاہوری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۱۶
شیخ الآئمہ عبدالعزیز بن احمد بن نصر بن صالح حلوائی حنفیؒ	۳۱۶
شیخ ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمٰن الصابونی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۱۷

Marfat.com

حافظ ابو محمد عبد العزیز بن محمد بن محمد بن عاصم نسفی حنفی	۳۱۷
شیخ ابو القاسم عبد الواحد بن علی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۱۸
حافظ ابو محمد علی بن احمد بن حزم اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۱۸
حافظ ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ بیہقیؒ	۳۱۹
شیخ حسین بن علی بن محمد بن علی دامغانی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۲۰
شیخ ابو الحسن علی بن حسین سندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۲۱
حافظ یوسف بن عبد اللہ بن محمد عبد البر مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۲۱
حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت (خطیب بغدادی) شافعیؒ	۳۲۱
شیخ ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۲۲
شیخ علی مخدوم جلابی غزنوی ہجویری لاہوری حنفی رحمہ اللہ	۳۲۲
شیخ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن محمد دامغانی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۲۳
امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک نیشاپوری شافعی رحمہ اللہ	۳۲۳
امام ابو الحسن علی بن محمد بن حسین حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۲۴
شیخ ابو الحسین قاضی محمد بن عبد اللہ ناصحی نیشاپوری حنفیؒ	۳۲۵
شیخ ابو الحسن علی بن الحسن بن علی صندلی نیشاپوری حنفی	۳۲۵
شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابی نصر حمیدی اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۲۶
شمس الائمہ ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی حنفیؒ	۳۲۷
حافظ ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ بن احمد، حاکم حنفیؒ	۳۲۷
حافظ ابو محمد حسن بن احمد بن محمد سمرقندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۲۷
شیخ ابو سعید محمد بن عبد الحمید بن عبد الرحیم حنفی رحمہ اللہ	۳۲۸

Marfat.com

محمد بن محمد بن محمد ابوالحامد الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۲۸
مسند ہرات شیخ نصر بن حامد بن ابراہیم حنفی	۳۲۹
حافظ ابوزکریا یحییٰ بن مندہ ابراہیم بن ولید اصبہانیؒ	۳۲۹
شمس الائمہ بکر بن محمد بن علی بن فضل رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۰
الشیخ الامام ابومحمد حسین بن مسعود الفراء بغوی شافعیؒ،	۳۳۰
مسند سمرقند شیخ اسحٰق بن محمد بن ابراہیم النوحی نسفی حنفیؒ	۳۳۰
شیخ ابوالمعالی مسعود بن حسین بن حسن حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۱
الشیخ ابوعبداللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخی حنفیؒ	۳۳۱
امام ابواسحٰق ابراہیم بن اسماعیل صغار رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۱
شیخ ابوالحسن رزین بن معاویۃ العبدری مالکیؒ	۳۳۲
شیخ ابومحمد عمر بن عبدالعزیز (معروف بہ صدر شہید حنفیؒ)	۳۳۲
امام طاہر بن احمد بخاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۲
امام محمد بن محمد بن محمد سرخسی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۲
شیخ ابوالفضل قاضی عیاض بن موسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۳
حافظ قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ العربی اندلسی	۳۳۳
شیخ ابوالمعالی محمد بن نصر بن منصور مدینی حنفی رحمہ اللہ	۳۳۳
حافظ شیرویہ دیلمی ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۳
امام عبدالغفور بن لقمان بن محمد کردری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۴
الشیخ ابومحمد عبدالخالق بن اسد الدمشقی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۴
شیخ ابومنصور جعفر بن عبداللہ بن ابی جعفر بن حنفی رحمہ اللہ	۳۳۴

Marfat.com

المحدث محمود بن ابی سعد زنجی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۴
حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۵
شیخ ابوموسیٰ محمد بن ابی بکر اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۵
الشیخ المحدث ابومحمد عبدالحق الاشبیلی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۵
شیخ ابونصر احمد بن محمد بن عمر عتابی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۵
حافظ ابوبکر زین الدین محمد شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۶
ملک العلماء ابوبکر علاء الدین بن مسعود حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۶
ابوسعد شیخ مظہر بن حسین بن سعد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۷
ابوالمفاخر شیخ حسن بن منصور بن محمود (معروف بہ قاضی خاں حنفیؒ)	۳۳۷
شیخ ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل مرغینانی حنفیؒ	۳۳۷
عبدالرحمٰن بن ابی الحسن علی بن محمد بن علی (بن الجوزی) حنبلیؒ	۳۳۸
شیخ ابوالحسن حسن بن خطیر نعمانی ابوعلی فارسی حنفیؒ	۳۳۹
امام حسام الدین علی بن احمد بن مکی الرازی حنفیؒ	۳۴۰
امام ابوالفضل محمد بن یوسف بن محمد غزنوی حنفی	۳۴۰
شیخ احمد بن عبدالرشید بن حسین بخاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۴۰
شیخ ابوشجاع عمر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بلخی حنفی رحمہ اللہ	۳۴۱
شیخ محمد بن عبداللہ صائغی قاضی مرو (معروف بہ قاضی سدید حنفیؒ)	۳۴۱
حافظ ابومحمد عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی الجماعیلی حنبلیؒ	۳۴۱
محدث ابن اثیر جزری مجدالدین مبارک شافعی رحمہ اللہ	۳۴۲
شیخ ابوالمحامد محمود بن احمد بن ابی الحسن حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۴۳

Marfat.com

شیخ ابو ہاشم عبدالمطلب بن فضل بلخی ثم حلبی حنفی رحمہ اللہ	۳۴۳
مسند الشام شیخ تاج الدین زید بن حسن کندی حنفی رحمہ اللہ	۳۴۳
شیخ ابو الغنائم سعید بن سلیمان کندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۴۳
حافظ ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالملک حمیری کتانی (معروف بہ ابن القطان)	۳۴۴
شیخ زین الدین عمر بن زید بن بدر بن سعید موصلی حنفیؒ	۳۴۴
حافظ ضیاء الدین عمر بن بدر بن سعید موصلی حنفیؒ	۳۴۴
محدث ابوالقاسم عبدالکریم بن محمد قزوینی رافعی شافعیؒ	۳۴۵
ملک معظم عیسیٰ بن مالک عادل سیف الدین ابی بکر بن ایوب حنفیؒ	۳۴۵
حافظ ابوبکر محمد بن عبدالغنی بن ابی بکر بن شجاع حنبلی	۳۴۶
الامام المسند ابوعلی حسن بن مبارک زبیدی حنفیؒ	۳۴۶
شیخ عبیداللہ بن ابراہیم بن احمد الحبوبی العبادی (معروف بہ ''ابی حنیفہ ثانی'')	۳۴۶
محدث ابن اثیر جزری الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۴۷
الشیخ عمر بن محمد بن عبداللہ بن محمد شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۴۷
الشیخ محمود بن احمد الحصیری جمال الدین البخاری حنفی	۳۴۷
شمس الائمہ محمد بن عبدالستار بن محمد کردری عمادی حنفی	۳۴۸
حافظ محمد بن عبدالواحد بن احمد بن عبدالرحمٰن بن مقدسی حنبلی	۳۴۸
حافظ عثمان بن عبدالرحمٰن شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۴۸
شیخ حسام الدین اخیس کتی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۴۸
حسن بن محمد بن حسن بن حیدر قرشی عمری صنعانی حنفیؒ	۳۴۹
شیخ محمد بن احمد بن عباد بن ملک داؤد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۴۹

Marfat.com

شیخ یوسف بن فرغلی بن عبداللہ بغدادی حنفی (سبط ابن الجوزی)	۳۴۹
شیخ محمد بن محمود بن محمد بن الحسن خوارزمی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۵۰
حافظ عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۵۱
شیخ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تور بشتی حنفیؒ	۳۵۱
شیخ محمد بن سلیمان بن حسن بن حسین بلخی حنفیؒ	۳۵۱
شیخ ابوالولید محمد بن سعید بن ہشام شاطبی حنفیؒ	۳۵۱
محدث الشام یحییٰ بن شرف الدین نووی، شافعیؒ	۳۵۲
شیخ ابوالفضل محمد بن محمد برہان نسفی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۵۲
امام حافظ الدین ابوالفضل محمد بن محمد بن نصر بخاری حنفیؒ	۳۵۲
حافظ احمد بن عبداللہ بن محمد طبری مکی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۵۳
شیخ ابومحمد عبداللہ بن سعد بن ابی جمرہ رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۵۳
الامام احمد بن محمد بن عبداللہ الظاہری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۵۳
شیخ ابومحمد علی بن زکریا بن مسعود انصاری منبجی حنفیؒ	۳۵۴
شیخ احمد بن فرح بن احمد بن محمد اشبیلی شافعیؒ	۳۵۴
امام محمود بن ابی بکر بخاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۵۴
شیخ ابوالعباس احمد بن مسعود بن عبدالرحمٰن قونوی حنفیؒ	۳۵۵
قاضی ابوعاصم محمد بن احمد عامری دمشقی حنفی رحمہ اللہ	۳۵۵
الشیخ احمد بن ابراہیم بن عبدالغنی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۵۵
شیخ الاسلام محمد بن علی بن ذہب بن مطیع قشیری منغلوطیؒ	۳۵۶
شیخ الاسلام تقی الدین بن دقیق العید رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۵۶

Marfat.com

شیخ ابو محمد عبد المومن خلف بن ابی الحسن شافعیؒ	۳۵۶
امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی حنفیؒ	۳۵۶
قاضی القضاۃ احمد بن ابراہیم بن عبد الغنی حنفی رحمہ اللہ	۳۵۷
الشیخ الامام حسام الدین حسین بن علی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۵۷
شیخ ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ الظاہری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۵۸
الشیخ الامام ابو الفتح نصر بن سلیمان منجی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۵۸
حافظ احمد بن شہاب الدین عبد الحلیم حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۵۸
شیخ محمد بن عثمان بن ابی الحسن عبد الوہاب انصاری	۳۵۹
(معروف با بن الحریری حنفیؒ)	۳۵۹
شیخ عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ بن سلیمان ماردینی حنفیؒ	۳۵۹
الشیخ الامام علاء الدین علی بن بلبان فارسی حنفیؒ	۳۶۰
شیخ علی بن احمد بن عبد الواحد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۶۰
المحدث الکبیر محمد بن ابراہیم بن غنائم الشروطی الحنفیؒ	۳۶۰
شیخ شمس الدین محمد بن عثمان اصفہانی (معروف با بن العجمی حنفیؒ)	۳۶۱
حافظ قطب الدین عبد الکریم بن عبد النور بن منیر حنفی	۳۶۱
حافظ امین الدین محمد بن ابراہیم والی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۶۱
امام ابو الحسن علی بن بلبان بن عبد اللہ فارسی حنفیؒ	۳۶۱
شیخ ابو عبد اللہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب عمری تبریزی شافعیؒ	۳۶۲
حافظ جمال الدین یوسف بن عبد الرحمٰن حلبی شافعیؒ	۳۶۲
شیخ ابو محمد عثمان بن علی بن محجن زیلعی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۶۳

Marfat.com

الحافظ الشمس السروجی محمد بن علی بن ایبک حنفیؒ	۳۶۳
شیخ احمد بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ ماردینی حنفیؒ	۳۶۳
شیخ برہان الدین بن علی بن احمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۶۴
شیخ اثیر الدین ابوحیان محمد بن یوسف بن علی شافعیؒ	۳۶۴
صدر الشریعۃ امام عبید اللہ بن مسعود حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۶۴
حافظ ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی شافعیؒ	۳۶۵
شیخ محمد بن محمد بن احمد معروف لقوام الدین کاکی حنفیؒ	۳۶۵
حافظ علی بن عثمان بن ابراہیم ماردینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۶۶
حافظ ابن الوانی عبداللہ بن محمد بن ابراہیم حنفیؒ	۳۶۶
حافظ ابن القیم ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر حنبلی	۳۶۶
حافظ ابوالحسن علی بن عبدالکافی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۶۸
امیر کاتب عمید بن امیر عمرو حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۶۹
حافظ عبداللہ بن یوسف بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۰
حافظ علاء الدین مغلطائی (بکجری) حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۲
شیخ عمر بن اسحٰق بن احمد غزنوی ہندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۳
شیخ ابن ربوہ محمد بن احمد بن عبدالعزیز قونوی دمشقی حنفی	۳۷۴
حافظ ابوالمحاسن حسینی دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۴
ابوالبقاء قاضی محمد بن عبداللہ شبلی دمشقی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۵
شیخ محمد بن محمد بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۵
علامہ عبدالوہاب بن تقی الدین شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۵
شیخ محمود بن احمد بن مسعود بن عبدالرحمٰن قونوی حنفی	۳۷۶
حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر شافعی رحمہ اللہ	۳۷۷

Marfat.com

حافظ ابو محمد عبد القادر بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۸
شیخ محمد بن یوسف شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۸
شیخ محمد بن محمود اکمل الدین بابرتی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۹
علامہ میر سید علی ہمدانی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۹
شیخ شمس الدین محمد بن یوسف بن الیاس قونوی حنفیؒ	۳۸۰
شیخ بدر الدین محمد بن بہادر بن عبد اللہ زرکشی شافعیؒ	۳۸۰
حفاظ زین الدین عبد الرحمٰن بن احمد حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۱
علامہ مجد الدین اسماعیل بن ابراہیم حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۱
علامہ جمال الدین یوسف بن موسیٰ الملطی حنفی رحمہ اللہ	۳۸۱
شیخ الاسلام ابو حفص عمر بن رسلان شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۲
حافظ ابو الفضل عبد الرحیم بن حسین عراقی شافعی رحمہ اللہ	۳۸۲
حافظ ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر شافعی رحمہ اللہ	۳۸۲
شیخ محمد بن خلیل بن ہلال حاضری حلبی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۳
حافظ ولی الدین ابو زرعہ احمد بن عبد الرحیم عراقی شافعیؒ	۳۸۳
علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ الدیری المقدسی حنفیؒ	۳۸۳
شیخ محمد بن ابی بکر بن عمر بن ابی بکر قرشی دمامینی رحمہ اللہ	۳۸۴
شیخ ابو حفظ سراج الدین عمر بن علی بن فارسی مصری حنفی	۳۸۴
علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ الدائم برماوی شافعیؒ	۳۸۴
شیخ شمس الدین محمد بن محمد شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۵
شیخ نظام الدین یحییٰ بن یوسف بن عیسیٰ مصری حنفیؒ	۳۸۵
شیخ یعقوب بن ادریس بن عبد اللہ رومی حنفی رحمہ اللہ	۳۸۵

Marfat.com

شیخ شمس الدین محمد بن حمزہ بن محمد بن محمد حنفی رحمہ اللہ	۳۸۵
الشیخ احمد بن عثمان حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۶
شیخ احمد بن ابی بکر محمد شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۶
شیخ علاؤالدین محمد بن محمد بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۶
شیخ محمد بن زین الدین عبدالرحمٰن علی قہمی حنفی رحمہ اللہ	۳۸۷
الشیخ عبدالرحیم بن قاضی ناصرالدین حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۷
حافظ احمد بن علی بن محمد شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۷
الامیر سیف الدین ابومحمد تغمری برمش حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۸
علامہ بدرالدین عینی محمود بن احمد قاہری حنفی رحمہ اللہ	۳۸۸
شیخ عبدالسلام بن احمد بن عبدالمنعم حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۹۳
شیخ کمال الدین بن الہمام محمد بن عبدالواحد حنفیؒ	۳۹۳
شیخ یعقوب بن ادریس حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۹۴
شیخ سعدالدین بن الشمس الدیری نابلی حنفی رحمہ اللہ	۳۹۴
شیخ شرف الدین یحییٰ بن محمد شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۹۵
حافظ تقی الدین بن فہد رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۹۵
شیخ احمد بن محمد بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۹۵
المولی علاؤالدین علی بن محمود حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۹۶
حافظ حدیث علامہ زین الدین ابوالعدل قاسم حنفیؒ	۳۹۶
شیخ ابوعبداللہ محمد بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۹۷
شیخ امین الدین یحییٰ بن محمد اقصرائی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۹۸

Marfat.com

شیخ محی الدین ابوعبداللہ محمد بن سلیمان حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۹۸
شیخ سیف الدین محمد بن محمد بن عمر حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۹۸
شیخ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن حنفیرحمہ اللہ تعالیٰ	۳۹۹
المولیٰ محمد بن قطب الدین ازنیقی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۰۰
مولی خسرو محمد بن قراموز رومی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۰۰
شیخ عزالدین عبداللطیف بن عبدالعزیز بن امین الدین حنفیؒ	۴۰۱
الموالی شمس الدین احمد بن موسیٰ الشہیر ''بالخیالی''، حنفیؒ	۴۰۱
شیخ احمد بن اسماعیل بن محمد کورانی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۰۱
شیخ شہاب الدین العباس احمد بن احمد رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۰۲
حافظ محمد بن عبدالرحمٰن شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۰۲
الشیخ العالم المحدث راجح بن داؤد بن محمد حنفی رحمہ اللہ	۴۰۳
حافظ عبدالرحمٰن بن محمد بن الشیخ ہمام الدین سیوطی شافعیؒ	۴۰۴
السید الشریف علی بن عبداللہ بن احمد سمہودی شافعیؒ	۴۰۵
شیخ عبدالبر بن محمد بن محبّ الدین محمد بن حنفی رحمہ اللہ	۴۰۵
شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر قسطلانی شافعیؒ	۴۰۶
شیخ صفی الدین خزرجی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۰۶
محدث میر جمال الدین عطاء اللہ حسینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۰۶
شیخ یعقوب بن سید علی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۰۷
شیخ پاشا جلبی یکاتی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۰۷
المولی الشہیر بامیر حسن احمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۰۷

Marfat.com

مولی محمد شاہ بن المولی الحاج حسن الرومی حنفی رحمہ اللہ	۴۰۷
شیخ احمد بن سلیمان رومی (ابن کمال پاشا) حنفیؒ	۴۰۹
شیخ اسماعیل شروانی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۱۰
شیخ محمد بن یوسف بن علی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۱۰
شیخ محمد بن بہاؤ الدین بن لطف اللہ الصوفی حنفی	۴۱۱
شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابراہیم بن محمد انطا کی حلبی حنفیؒ	۴۱۱
مسند الشام حافظ محمد بن علی معروف بہ ابن طولون حنفی	۴۱۱
شیخ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۱۱
شیخ یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن ابراہیم جخندی مدنی حنفیؒ	۴۱۱
شہاب الدین ابوالعباس احمد بن علے المز جاجی حنفیؒ	۴۱۱
شیخ عبدالاول بن علاء الحسینی جونپوری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۱۲
ابن نجیم شیخ زین الدین بن ابراہیم بن محمد بن محمد حنفیؒ	۴۱۲
شیخ عبدالوہاب بن احمد بن علی شعرانی شافعی رحمہ اللہ	۴۱۲
شیخ احمد بن محمد بن محمد شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۱۳
شیخ مکہ علی بن حسام الدین بن عبدالمالک حنفی رحمہ اللہ	۴۱۴
شیخ محمد سعید بن مولانا خواجہ خراسانی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۱۵
شیخ محی الدین محمد آفندی بن پیر علی برکلی رومی حنفیؒ	۴۱۶
شیخ محمد بن محمد بن مصطفیٰ العمادی اسکلیبی (معروف بہ ابی السعود حنفی رحمہ اللہ)	۴۱۶
مولانا کلاں اولاد خواجہ کوہی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۱۸
شیخ عبداللہ بن سعد اللہ المتقی سندی مہاجر مدنی حنفیؒ	۴۱۸

Marfat.com

ملک المحدثین الشیخ الجلیل محمد بن طاہر بن علی گجراتی پٹنی حنفیؒ	۴۱۹
الشیخ عبدالمعطی بن الحسن بن عبداللہ باکثیر مکی ہندیؒ	۴۲۰
شیخ محمود بن سلیمان کفوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۲۰
شیخ عبدالنبی بن احمد بن عبدالقدوس گنگوہی حنفی رحمہ اللہ	۴۲۰
شیخ رحمت اللہ بن عبداللہ بن ابراہیم العمری سندھی حنفیؒ	۴۲۱
قاضی عبداللہ بن ابراہیم العمری السندھی حنفی رحمہ اللہ	۴۲۱
شیخ جمال الدین محمد بن صدیق زبیدی یمنی حنفیؒ	۴۲۲
شیخ وجیہ الدین بن نصر اللہ بن عماد الدین حنفیؒ	۴۲۲
شیخ عبداللہ نیازی سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۲۳
شیخ اسماعیل حنفی آفندی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۲۴
شیخ عبدالوہاب متقی بن شیخ ولی اللہ مندوی برہانپوری حنفیؒ	۴۲۴
شیخ ابراہیم بن داؤد ابوالمکارم القادری اکبرآبادیؒ	۴۲۶
شیخ یعقوب بن الحسن الصرفی کشمیری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۲۷
شیخ طاہر بن یوسف بن رکن الدین سندھی رحمہ اللہ	۴۲۷
شیخ محمد بن عبداللہ بن احمد خطیب تموتاشی غزی حنفی رحمہ اللہ	۴۲۸
الشیخ الامام خواجہ محمد عبدالباقی بن عبدالسلام حنفی رحمہ اللہ	۴۲۸
الشیخ الامام علی بن سلطان محمد ہروی معروف بہ ملا علی قاری حنفیؒ	۴۳۱
الشیخ عبدالکریم نہروانی گجراتی حنفی مہاجر مکی رحمہ اللہ	۴۳۴
العلامہ قلیج محمد حنفی اندجانی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۳۵
الشیخ العلام خواجہ جوہرنات کشمیری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۳۵
الشیخ العلامہ احمد بن محمد بن احمد الشلبی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۳۵

Marfat.com

الشیخ العلامہ محمد عاشق بن عمر ہندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۳۶
الشیخ الاجل الامام الربانی مجدد الالف الثانی قدس سرہ	۴۳۶
الشیخ عبدالقادرؒ احمد آبادی حنفی بن الشیخ عبداللہ العیدروس شافعیؒ	۴۳۹
الشیخ عبدالحق بن سیف الدین البخاری الدہلوی حنفیؒ	۴۴۰
الشیخ سیدی العربی بن سیدی یوسف بن محمد الفاسیؒ	۴۴۲
الشیخ العلامہ حیدر پتلو بن خواجہ فیروز کشمیری حنفی رحمہ اللہ	۴۴۳
شیخ احمد شہاب بن محمد خفاجی مصری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۴۳
شیخ زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم مصری حنفیؒ	۴۴۴
الشیخ محمد بن الامام الربانی مجدد الالف ثانی حنفی رحمہ اللہ	۴۴۴
الشیخ ایوب بن احمد بن ایوب حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۴۵
شیخ محمد آفندی بن تاج الدین بن احمد محاسنی دمشقی حنفیؒ	۴۴۵
شیخ نورالحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی رحمہ اللہ	۴۴۶
الشیخ محمد معصوم بن الامام الربانی مجدد الالف الثانی قدس سرہٗ	۴۴۶
الشیخ معین الدین بن خواجہ محمود نقشبندی کشمیری حنفیؒ	۴۴۷
شیخ محمد بن علی بن محمد بن علی حصکفی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۴۸
شیخ ابراہیم بن حسین بن احمد بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۴۸
شیخ داؤد مشکوتی کشمیری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۴۸
شیخ یحییٰ بن الامام الربانی مجدد الالف الثانی قدس سرہٗ حنفی	۴۴۹
الشیخ ابویوسف یعقوب البنانی لاہوری حنفی رحمہ اللہ	۴۴۹
الشیخ محمد فخرالدین بن محب اللہ بن نوراللہ دہلوی حنفیؒ	۴۵۰

Marfat.com

شیخ محدث ملا شنگرف گنائی کشمیری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۵۰
شیخ زین الدین علی تبور، رائے نواری کشمیری حنفی رحمہ اللہ	۴۵۰
شیخ علی بن جار اللہ قرشی خالد مکی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۵۱
الشیخ المحدث حسن بن علی العجیمی المکی، حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۵۱
الشیخ محمد اعظم بن سیف الدین حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۵۱
الشیخ مبارک بن فخر الدین الحسینی الواسطی بالگرامی حنفی ؒ	۴۵۱
الشیخ المحدث فرخ شاہ بن الشیخ محمد سعید بن الامام الربانی قدس سرہ، حنفی رحمہ اللہ	۴۵۲
شیخ عنایت اللہ شال کشمیری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۵۲
الشیخ العلامۃ احمد بن ابی سعید بن عبد اللہ بن حنفی ؒ	۴۵۳
الشیخ ابو الحسن نور الدین محمد بن عبد الہادی سندی حنفی ؒ	۴۵۴
شیخ کلیم اللہ بن نور اللہ حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۵۵
شیخ ابو الطیب محمد بن عبد القادر السندی المدنی حنفی ؒ	۴۵۵
شیخ عبد الغنی بن اسماعیل بن عبد الغنی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۵۶
شیخ محمد افضل بن الشیخ محمد معصوم حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۵۶
شیخ تاج الدین قلعی بن قاضی عبد المحسن حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۵۷
شیخ محمد بن احمد عقیلہ مکی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۵۷
الشیخ نور الدین بن محمد صالح احمد آبادی حنفی رحمہ اللہ	۴۵۸
الشیخ صفۃ اللہ بن مدینۃ اللہ حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۵۸
الشیخ العلام محمد معین بن محمد امین بن طالب اللہ سندی ؒ	۴۵۹
الشیخ محمد حیات بن ابراہیم سندی مدنی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۶۰

Marfat.com

الشیخ الامام العلامہ عبداللہ بن محمد الاماسی حنفیؒ	۴۶۱
شیخ عبدالولی ترکستانی کشمیری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۶۱
الشیخ محمد ہاشم بن عبدالغفور بن عبدالرحمٰن سندی حنفیؒ	۴۶۱
الشیخ العلامہ محمد بن الحسن حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۶۲
الشیخ الامام حجۃ الاسلام الشاہ ولی اللہ الدہلوی حنفیؒ	۴۶۲
شیخ محمد بن محمد بن محمد الحسینی الطرابلسی السندروسی حنفیؒ	۴۶۷
الشیخ المحدث المفتی اخوند ملا ابوالوفا کشمیری حنفیؒ	۴۶۷
شیخ ابوالیمن نورالدین عبداللہ اسکداری صوفی حنفیؒ	۴۶۷
الشیخ ابوالحسن بن محمد صادق السندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۶۷
الشیخ المحدث محمد امین ولی اللہی کشمیری دہلوی حنفیؒ	۴۶۸
شیخ محمد بن احمد بن سالم الحنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۶۸
الشیخ شمس الدین حبیب اللہ مرزا حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۶۸
شیخ غلام علی آزاد بن سید نوح واسطی بلگرامی حنفیؒ	۴۷۰
العلامۃ ابراہیم بن محمد کمال الدین حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۷۰
الشیخ فخرالدین بن محب اللہ حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۷۰
الشیخ محمد بن محمد بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۷۱
الشیخ المحدث خیرالدین بن محمد زاہد السورتی حنفی رحمہ اللہ	۴۷۳
الشیخ قوام الدین محمد بن سعدالدین کشمیری حنفی رحمہ اللہ	۴۷۳
الشیخ رفیع الدین بن فریدالدین مرادآبادی حنفیؒ	۴۷۳
الشیخ المحدث الکبیر عبدالباسط بن رستم علی صدیقی قنوجی حنفیؒ	۴۷۴

Marfat.com

الشیخ المحدث الفقیہ محمد ہبۃ اللہ البعلی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۷۴
الشیخ الامام المحدث الاعلام قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفیؒ	۴۷۵
الشیخ صفی بن عزیز بن محمد عیسیٰ بن سیف الدین سرہندی حنفیؒ	۴۷۶
الشیخ سلام اللہ بن شیخ الاسلام بن عبد الصمد فخر الدین حنفیؒ	۴۷۶
الشیخ الامام الشاہ عبد القادر دہلوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۷۶
الشیخ المحدث العلامۃ السید احمد الطحطاوی حنفی رحمہ اللہ	۴۷۸
الشیخ الشاہ رفیع الدین بن الشاہ ولی اللہ حنفی رحمہ اللہ	۴۷۸
سراج الہند الشیخ الشاہ عبد العزیز دہلوی حنفی رحمہ اللہ	۴۷۹
الشیخ العلامۃ شاہ اسمٰعیل بن الشاہ عبد الغنی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۸۰
الشیخ ابو سعید بن صفی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۸۱
الشیخ المحدث (قاضی ابو عبد اللہ) محمد بن علی الصنعانیؒ	۴۸۲
الشیخ محمد عابد بن احمد علی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۸۳
الشیخ العلامۃ السید محمد امین بن عمر والشہیر با بن عابدین شامی حنفیؒ	۴۸۴
الشیخ اسحٰق بن محمد افضل مکی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۸۴
الشیخ محمد احسن بن حافظ محمد صدیق حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۸۶
الشیخ المحدث طیب بن احمد رفیقی کشمیری حنفی رحمہ اللہ	۴۸۶
شیخ غلام محی الدین بگوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۸۷
الشیخ المحدث رضا بن محمد بن مصطفیٰ حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۸۷
الشیخ الشاہ احمد سعید بن الشاہ ابی سعید الدہلوی المجددی حنفیؒ	۴۸۷
الشیخ المحدث یعقوب بن محمد افضل العمری دہلوی حنفیؒ	۴۸۹

Marfat.com

الشیخ العلامۃ المفتی صدر الدین بن لطف اللہ حنفیؒ	۴۸۹
الشیخ عبدالحلیم بن امین اللہ لکھنوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۹۰
الشیخ المحدث احمد الدین بن نور حیات بگوی حنفیؒ	۴۹۱
الشیخ المحدث عبدالرشید بن الشیخ احمد سعید مجددی دہلوی حنفیؒ	۴۹۲
الشیخ المحدث قطب الدین بن محی الدین دہلوی حنفیؒ	۴۹۲
الشیخ الشاہ عبدالغنی بن الشاہ ابی سعید مجددی حنفیؒ	۴۹۳
الشیخ العلامہ محمد بن احمد اللہ العمری التھانوی حنفی رحمہ اللہ	۴۹۶
الشیخ محمد قاسم بن اسد علی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۹۷
الشیخ المحدث الفقیہ احمد علی بن لطف اللہ السہارنپوری حنفیؒ	۵۰۱
الشیخ عبدالقیوم بن عبدالحی صدیقی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۵۰۲
امۃ الغفور بنت الشاہ اسحٰق بن افضل دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ	۵۰۲
الشیخ المحدث العلامہ تھور علی بن مظہر علی الحسینی نگینوی حنفیؒ	۵۰۲
حضرت مولانا محمد یعقوب بن مولانا مملوک علی نانوتوی حنفیؒ	۵۰۳
حضرت مولانا محمد مظہر بن حافظ لطف علی نانوتوی حنفیؒ	۵۰۳
حضرت عبدالحی بن عبدالحلیم فرنگی محلی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۵۰۴
مولوی سید صدیق حسن خان بن مولوی آل حسن قنوجی	۵۰۵
شیخ المشائخ احمد ضیاء الدین بن مصطفیٰ حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۵۰۸
مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۵۰۹
حضرت مولانا محمد احسن بن حافظ لطف علی حنفیؒ	۵۰۹
حضرت مولانا فضل الرحمٰن بن محمد فیاض گنج مراد آبادی حنفیؒ	۵۱۰

Marfat.com

۵۱۰	حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ
۵۱۱	حضرت حکیم سید فخر الحسن گنگوہی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ
۵۱۲	مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
۵۱۶	قطب الارشاد مولانا رشید احمد الگنگوہی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ
۵۱۹	مولانا ابوالطیب شمس الحق بن الشیخ امیر علی عظیم آبادیؒ
۵۱۹	حضرت مولانا احمد حسن بن اکبر حسین امروہوی حنفیؒ
۵۲۰	العلامۃ محمد یحییٰ بن محمد اسمٰعیل کاندھلوی حنفی رحمہ اللہ
۵۲۱	مولانا وحید الزماں صاحب فاروقی کانپوری رحمہ اللہ
۵۲۱	حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی حنفیؒ
۵۲۳	الشیخ المحدث مولانا خلیل احمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ
۵۲۴	حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ
۵۲۵	حضرت عزیز الرحمٰن دیوبندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ
۵۲۷	الشیخ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ
۵۳۱	الشیخ المحدث ابوالعلیٰ محمد عبدالرحمٰن المبارک پوریؒ
۵۳۲	الشیخ المحدث ابوسعید محمد عبدالعزیز بن مولانا محمد نور حنفیؒ
۵۳۲	الشیخ حکیم الامۃ مولانا اشرف التھانوی حنفی قدس سرہ
۵۳۴	الشیخ المحدث مولانا حسین علی نقشبندی حنفی قدس سرہ
۵۳۵	العلامہ المحدث السید اصغر حسین دیوبندی حنفی رحمہ اللہ
۵۳۶	العلامۃ المحدث مولانا شبیر احمد العثمانی دیوبندی حنفیؒ
۵۳۶	العلامۃ الحاثۃ الشہیر الشیخ محمد زاہد الکوثری حنفیؒ

Marfat.com

العلامۃ مفتی کفایت اللہ شاہجہان پوری حنفیؒ	۵۳۸
العلامۃ محدث ظہیر احسن انیموی عظیم آبادی حنفیؒ	۵۳۹
العلامۃ مولانا محمد اشفاق الرحمٰن کاندہلوی حنفیؒ	۵۴۰
الشیخ المحدث العلامۃ ماجد علی جنوپوری حنفی رحمہ اللہ	۵۴۰
العلامۃ المحدث مولانا محمد اسحٰق البردوانی حنفی رحمہ اللہ	۵۴۰
العلامۃ السید مرتضٰی حسن چاندپوری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ	۵۴۱
الشیخ العلامۃ المحدث مولانا عبدالرحمٰن امروہی حنفیؒ	۵۴۱
العلامۃ المحدث مولانا السید سراج احمد رشیدی حنفیؒ	۵۴۱
العلامۃ المحدث المفتی سعید احمد صاحب لکھنوی حنفیؒ	۵۴۱
المحدث الجلیل علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاوی حنفی	۵۴۲
۴۶۴-السید محمد مہدی حسن الشاہجہاں پوری حنفی رحمہ اللہ	۵۴۳
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا الکاندہلوی حنفی رحمہ اللہ	۵۴۳
الشیخ الجلیل العلامہ ظفر احمد تھانوی حنفی رحمہ اللہ	۵۴۴
العلامۃ المحدیث مولانا محمد یوسف کاندہلوی حنفی رحمہ اللہ	۵۴۶
العلامۃ المحدث مولانا ابوالوفا افغانی حنفی رحمہ اللہ	۵۴۷
العلامۃ مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ	۵۴۷
العلامۃ المحدث مولانا عبیداللہ مبارک پوری رحمہ اللہ	۵۴۸
العلامۃ مولانا سید عبداللہ شاہ حیدر آبادی حنفی رحمہ اللہ	۵۴۸
خادم الحدیث سید احمد رضا بجنوری رحمہ اللہ	۵۴۹
حضرت مولانا عبدالرحمان کاملپوری رحمہ اللہ تعالیٰ	۵۵۲

Marfat.com

شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ	۵۵۳
حضرت مولانا محمد سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی رحمہ اللہ	۵۵۶
حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ تعالیٰ	۵۵۷
حضرت علامہ محمد شریف کشمیری رحمہ اللہ	۵۵۸
حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ	۵۶۲
قائد ملت حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ تعالیٰ	۵۶۶
استاذ العلماء علامہ رسول خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ	۵۶۸
حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ	۵۶۹
استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ	۵۷۲
حضرت مولانا سبحان محمود رحمہ اللہ	۵۷۴
حضرت مولانا علی محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ	۵۷۷
حضرت مولانا محمد موسیٰ خان صاحب رحمہ اللہ	۵۷۸
حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نور اللہ مرقدہٗ	۵۷۹
شیخ الحدیث مولانا سید فخر الدین احمد رحمہ اللہ	۵۸۲
شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۵۸۴
شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ	۵۸۶
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ	۵۹۱
فقیہ العصر مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ	۵۹۳
حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی مدظلہم	۵۹۶
حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم	۵۹۸

Marfat.com

حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۶۰۰
حضرت شیخ الحدیث مولانا روح الامین صاحب رحمہ اللہ	۶۰۸
شیخ الحدیث علامہ عبدالغنی شہید رحمہ اللہ	۶۱۲

اسلامی تاریخ سے نامور محدثات و راویات حدیث کا مختصر و جامع تذکرہ

تابعیات میں سے محدثات وراویات کا ذکر	۶۱۶
دوسری تیسری صدی کی محدثات..... چوتھی صدی کی محدثات وراویات	۶۱۸
پانچویں صدی کی محدثات وراویات	۶۲۰
ام الفتح عائشہ بنت حسن بن ابراہیم اصفہانیہ ورکانیہ	۶۲۰
عائشہ بنت محمد بن حسین بسطامی	۶۲۱
پانچویں صدی کی محدثات	۶۲۲
خواتین کا بخاری کے علاوہ دیگر کتب حدیث کے ساتھ اشتغال	۶۲۴
ساتویں صدی کی محدثات وراویات کا تذکر	۶۲۶
آٹھویں ونویں صدی کی محدثات	۶۲۹
دسویں صدی کی مشہور محدثات	۶۳۵
گیارہویں صدی کی محدثات..... بارہویں صدی کی محدثات	۶۳۵
تیرہویں صدی کی محدثات	۶۳۶

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

اسلامی تاریخ سے نامور مفسرین اوران کے تفسیری کارناموں کا مبارک تذکرہ

Marfat.com

پہلی اور دوسری صدی ہجری کے مفسرین

تاج وسراج المفسرین سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن عزیز کا نزول ہوا اور آپ ہی نے پہنچایا اور سمجھایا بھی ہے اس لئے قرآن عزیز کے سب سے پہلے مفسر خود سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور پھر آپ کے تمام صحابہ بھی مفسرین قرآن کریم ہیں مگر چند صحابہ خصوصی طور پر مفسر تھے اس لئے علماء تفسیر نے طبقات المفسرین میں سے پہلا طبقہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام کو بتایا ہے۔

سیدنا ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی مرتضٰی، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت، ابوموسی اشعری، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہم (مناہل ۱/۳۲۱)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

کاتب وحی ہونے کے علاوہ سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں فتوی بھی دیا کرتے تھے، سید القرا کہلائے آپ سے ۱۶۴ احادیث مروی ہیں فرمایا اے ابی! اللہ نے تیرا نام لے کر فرمایا ہے کہ میں قرآن پڑھوں اور تو سنے آپ کو سید الانصار کا لقب دیا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کو سید المسلمین کہا کرتے تھے آپ سے قرآنی تفسیر کا ایک عظیم نسخہ روایت ہے خلیفہ چلپی نے لکھا، "ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے تفسیر قرآن عزیز میں ایک بڑی کتاب لکھی جس کی اسناد صحیح ہیں، ابن جریر نے اپنی تفسیر میں اور حاکم نے مستدرک میں تفسیر ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو نقل کیا ہے۔ (مفتاح السعادة) مدینہ منورہ میں ۲۰ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حبشہ اور مدینہ منورہ کے مہاجر ہیں تمام غزوات اور جنگ یرموک میں بھی شرکت فرمائی فرمایا تو قرآن پڑھ تا کہ میں سنوں ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم دس آیات قرآنی

Marfat.com

پڑھ کر ان کے معانی سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے بعد آگے پڑھا کرتے تھے، شاگردوں کی تعداد چار ہزار ہے ۳۲ھ کو رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں دفن کر دیئے گئے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

اسلام کیلئے بڑی تکالیف اٹھائیں فرمایا: سلمان من اهل البیت دوسو پچاس سال عمر پائی مدائن میں ۳۵ھ کو انتقال فرمایا۔ "ایران کے نومسلموں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا کہ وہ اسلام لانے کے فوراً بعد عربی زبان میں نماز نہیں پڑھ سکتے۔ چنانچہ آپ نے ان کیلئے سورۃ فاتحہ کا ترجمہ فارسی زبان میں کر کے بھیج دیا عربی زبان سیکھنے تک اپنی نمازوں میں پڑھا کرتے تھے" (مبسوط مطبوعہ مصر ج اص ۳۷) آپ پہلے مترجم اور مفسر ہوئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

قرآن عزیز کا سننا اور پھر اس کا سمجھنا آپ کو زیادہ نصیب ہوا، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر قرآن آپ سے نقل فرمائی آپ اکثر اوقات قرآن عزیز کی تفسیر فرمایا کرتے جس کو ابوحمزہ ثمالی رضی اللہ عنہ لکھ لیا کرتے تھے۔

جس کو فہم القرآن کا نام دیا ہے آپ سے پوچھا گیا ما فی ھذہ الصحیفہ تو آپ نے فرمایا فھم القرآن آپ کی شہادت ۲۱ رمضان ۴۰ھ کو ہوئی۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اجلہ صحابہ کرام کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل تھا باقاعدہ درس قرآن حدیث دیا کرتی تھیں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب بھی ہم کو فہم آیات قرآنی میں کوئی مشکل پیش آتی تو آپ نے راہ نمائی فرمائی وفات ۱۷ رمضان ۵۷ھ جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔

حضرت مسروق بن اجدح رحمہ اللہ

عہد صدیقی میں اسلام لائے کارہائے نمایاں انجام دیئے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود سے اکتساب فیض کیا ارض حرم میں پاؤں پھیلا کر نہ سوتے تھے ۶۳ھ میں وفات ہوئی۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں دو موقع پر سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ اس کو دین کی سمجھ اور قرآن فہمی کی دولت عطا فرما، قرآن عزیز کے اچھے ترجمان علمی مجلس منعقد فرماتے غیر عرب طلباء کیلئے ترجمان مقرر کیے ہوئے تھے اور طلباء کو تفسیری نوٹ لکھواتے تھے ابن ابی ملیکہ نے مجاہد رضی اللہ عنہ کے پاس دو تختیاں دیکھی جن پر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو قرآنی آیات کی تفاسیر لکھائی اصول التفسیر از ابن تیمیہ ص ٦٢ ایک سورۃ کی تلاوت فرماتے اور پھر خود ہی اس کی تفسیر بھی فرماتے تھے۔ ابو وائل فرماتے ہیں: سورۂ بقرہ یا سورۂ نور کی تلاوت فرمائی اور پھر اس کی ایسی جامع تفسیر فرمائی کہ اگر اس کو ترک روم اور دیلمی سن لیتے مسلمان ہو جاتے حضرت مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تیس مرتبہ قرآن عزیز پڑھا آپ کے شاگرد سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ عکرمہ طاؤس عطا ہیں آپ سے جو تفسیر نقل کی گئی ہے وہ علی بن طلحہ ہاشمی (م ۱۴۳ھ کی سند سے منقول ہے یہ تفسیر لیث بن سعد م ۱۷۵ھ کے کاتب ابو صالح کے پاس مصر میں موجود تھی اور یہی تفسیر امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسی سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے فوراً بعد مرتب ہو چکی تھی'' قلمی نسخہ ہرن کی جھلی پر لکھا ہوا مکتبہ ملک عبدالعزیز کے کتب خانہ مدینہ منورہ میں موجود ہے جس پر سال کتابت ۳۱۶ھ درج ہے تنویر المقیاس فی تفسیر ابن عباس کا ایک قلمی نسخہ پبلک لائبریری لاہور میں موجود ہے ۱۲۱۰ھ درج ہے تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اردو ترجمہ کلام کمپنی کراچی نے شائع کیا تفسیری ارشادات ایک مجموعہ مکہ یونیورسٹی نے بھی شائع کیا ہے علاوہ آپ کے چند مسائل نافع بن الازرق بھی ہے قرآن عزیز کے لئے جو اشعار بطور شہادت جن کا ماخذ سیوطی کی اتقان ابن الانباری کی کتاب الوقف اور طبرانی کی معجم کبیر ہے۔ مسائل ابن الازرق میں

جزى الله الاكان بينى وبينهم   جزاء ظلوم لا يؤخذ عاجلاً

مکہ مکرمہ سے طائف منتقل ہو گئے تھے اور وہیں ٦٨ھ کو وصال ہوا۔

Marfat.com

رفیع بن مہران بصری

خود فرماتے ہیں "مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے پاس تخت پر بٹھایا کرتے تھے آپ کے شاگردوں میں سے حضرت قتادہ جیسے مفسر قرآن پیدا ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے بعد تفسیر جاننے والا ابوالعالیہ سے بہتر کوئی نہیں۔"

سعید بن جبیر بن ہشام الاسدی

(۱۳) حضرت قتادہ نے فرمایا: تابعین میں سے سب سے زیادہ تفسیر قرآن عزیز جاننے والے سعید بن جبیر ہیں طبری هو ثقة امام المسلمین حجة ابن حبان کان عبداً فاضلاً ورعاً علامه ذهبی هو احدالاعلام خلیفه وقت عبد الملک بن مروان (م٨٦ھ) نے آپ سے تفسیر قرآن عزیز مرتب کرنے کی درخواست کی جس پر تفسیر لکھی پھر اس قلمی نسخہ کو خلیفہ نے شاہی کتب خانہ کی زینت بنادیا عطاء بن دینار الہلامی مصری نے شاہی کتب خانہ سے حاصل کر کے روایت کیا حجاج بن یوسف کے ظلم کا نشانہ بنے ۹۵ھ میں جام شہادت نوش فرمایا (۱۴) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (۱۵) ابوموسیٰ اشعری رضا (۱۶) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ۔

ابوالاسود بن عمرو بن سفیان رحمہ اللہ

(۱۷) جلیل القدر تابعی تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شاگرد علم نحو کا ابتدائی جملہ الکلمۃ ثلثۃ اضرب اسم وفعل حرف سکھایا تفسیر بھی ابوالاسود نے حضرت علی سے روایت کی وفات ۹۹ھ یا ۱۰۱ھ بھی لکھی ہے۔

ضحاک بن مزاحم ہلالی رحمہ اللہ

خراسان کے بہت بڑے عالم اور مفسر القرآن، آپ کا مدرسہ اس قدر وسیع تھا کہ آپ حمار پر سوار ہو کر طلباء کی نگرانی فرمایا کرتے طلباء کی تعداد تین ہزار تک پہنچ جاتی ۱۰۲ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

حضرت عکرمہ افریقی رحمہ اللہ

ولادت مدینہ منورہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام آزاد علم کی اشاعت کیلئے خراسان، اصبہان، مصر وغیرہ کا سفر کئی بار کیا چنانچہ ابن خلکان رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ کان عکرمة الطواف والجولان فی البلاد ۱۰۴ھ کو وفات ہوئی۔

مجاہد بن جبیر رحمہ اللہ

ولادت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ممتاز شاگرد تھے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تین دفعہ قرآن عزیز پڑھا مکہ مکرمہ میں بحالت سجدہ وفات ۱۰۲ھ میں پائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان کی سواری کی رکاب تھام لیتے تھے (مقدمہ کسالہ تفسیر از ابن تیمیہ رحمہ اللہ تفسیر مجاہد رحمہ اللہ حکومت قطر سے طبع ہو چکی ہے۔

طاوس بن کیسان رحمہ اللہ

یمن کی بستی جند میں پیدا ہوئے، ابن عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ انچاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

انی لا ظن طاؤس من اهل الجنته "۱۰۶ھ کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔

حافظ ابوالخطاب قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ

عربی النسل اور مادر زاد نابینا تھے اجلہ علماء محدثین و مفسرین سے استفادہ کیا آپ کے استاد ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، "قتادہ احفظ الناس تھے۔" امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ "قتادہ تفسیر القرآن اور اختلاف العلماء میں سب سے مقدم تھے کہتے کہ مجھے ہر آیت کے متعلق تفسیر کا کچھ نہ کچھ حصہ معلوم ہے عراقی علماء نے آپ کو عالم اهل البصرة کا لقب دیا ۱۱۷ھ میں انتقال فرمایا۔

محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے شرف تلمذ تفسیر القرآن میں بلند مقام ۱۱۸ھ میں وفات ہوئی۔

Marfat.com

اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ السدی الکبیر

سدی انس بن رضی اللہ عنہ مالک اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تفسیر امام بخاری کے علاوہ دوسرے محدثین نے آپ سے روایات لی ہیں آپ کی وفات ۱۲۷ھ کو ہوئی کوفہ کے نامور مفسر سمجھے گئے ثقہ ہونے میں اختلاف ہے۔

زید بن اسلم رحمہ اللہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام تھے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ آپ کے درس میں بیٹھتے امام مالک رضی اللہ عنہ جیسے اجلہ علماء کرام آپ کے شاگرد ہوئے ۱۳۶ھ کو وفات ہوئی۔

علی بن طلحہ رحمہ اللہ

ابوالحسن تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی اور پھر اس کو ایک صحیفہ کی شکل میں جمع کر دیا امام احمد رحمہ اللہ کا ارشاد: "مصر میں تفسیر کا وہ صحیفہ محفوظ ہے جسے علی بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اگر کوئی آدمی اس کیلئے مصر کا سفر کرے تو یہ کوئی مشقت کی بات نہ ہوگی کچھ اقتباسات محمد فواد مصری رحمہ اللہ معجم غریب القرآن کے نام سے شائع کر دیئے وفات ۱۴۳ھ کو ہوئی۔

ابو عمرو بن العلاء رحمہ اللہ

امام حسن بصری کے ساتھ خادمانہ تعلق قرآن کریم کے ساتھ عشق قراء سبعہ میں سے ایک آپ بھی ہیں کتاب بہ نام مرسوم المصحف لکھی کوفہ میں ۱۴۵ھ کو انتقال فرمایا۔

مقاتل بن حیان رحمہ اللہ

تہذیب میں ابن حبان نے لکھا ابن کثیر رحمہ اللہ اور مفسر بغوی رحمہ اللہ نے اپنی اسناد میں اس مفسر کا ذکر بھی کیا ہے بلخ سے کابل آکر مقیم ہو گئے، ایک تفسیر بہ نام نوادر التفسیر مرتب کی انتقال ۱۵۰ھ کو ہوا۔

Marfat.com

عبدالملک بن عبدالعزیز

تین سو سے زائد شیوخ جن میں سے امام احمد رحمہ اللہ بھی بصرہ میں تدریس آپ کے حلقہ درس میں سے سفیان ثوری رحمہ اللہ ابوداؤد رحمہ اللہ، عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ہوئے امام المتقین کہا جاتا تھا خلیفہ چلپی رحمہ اللہ ان کی مرتبہ تفسیر کو تفسیر شعبہ کہا جاتا تھا ۱۶۰ھ میں بصرہ میں انتقال ہوا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ

کوفہ میں خلیفہ سلیمان بن عبدالملک رحمہ اللہ کے زمانہ میں پیدا ہوئے، علم و معرفت تقوی پر اہل زمانہ متفق تھے معمر اوزاعی فضیل بن عیاض رحمہ اللہ آپ کے شاگرد ہیں آپ کی قرآن عزیز کی تفسیر رضا لائبریری رام پور (بھارت) میں محفوظ ہے امتیاز عرشی کی ترتیب سے سورۃ بقرہ تا سورۃ والطور شائع ہو چکا ہے بصرہ میں ۱۶۱ھ میں فوت ہوئے۔

زائدہ بن قدامہ کوفی رحمہ اللہ

ابواسحاق رحمہ اللہ و دیگر جلیل القدر علماء سے علوم حاصل کئے سنت نبوی کے اس قدر دلدادہ تھے کہ کسی بدعتی اور تقدیر کے منکر کو اپنے مدرسہ میں داخل نہ کرتے تھے جہاد بالسیف بھی کیا حدیث اور تفسیر میں کتابیں لکھی ۱۶۱ھ کو شہید ہوئے۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ

ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی زیارت کی سترہ سال کی عمر میں آپ مدرس، مفتی اور قاضی مشہور ہو چکے لقب امام اہل مدینہ آپکی کتاب مؤطا امام مالک ہے ایک قرآن عزیز کی تفسیر بھی ہے تراجم مالکیہ کتابه فی التفسیر وھذه سبعون الف مسئلته ساتویں صدی ہجری محقق عالم ابوالحسن علی الاشبیلی رحمہ اللہ م ۶۶۶ھ نے اپنے استاد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مرتبہ تفسیر قرآن کریم پڑھی ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۷۹ھ مزار مبارک جنت البقیع مدینہ منورہ میں ہے۔

Marfat.com

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے جلیل القدر شاگردوں علم وعمل تقویٰ مجاہد فی سبیل اللہ بھی مصنف کتاب الزہد جامع کتاب ہے احیاء المعارف (انڈیا) سے ١٩٦٦ء کو شائع ہو چکی ہے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی مرتب فرمائی ١٨١ھ کو انتقال فرمایا۔ حضرت فضیل کو ایک منظوم خط لکھا جسکے دو اشعار:

یا عابد الحرمین لوا بصرتنا لعلمت انک فی العبادۃ تلعب
من کان یخضب خدہ بدموعہ فنحور نا بدمنا تتخضب

یونس بن حبیب نحوی

بصرہ میں ابوعمرو بن العلاء اور حماد بن مسلمہ سے عربی ادب حاصل کیا کتاب معانی القرآن الکریم ١٨٦ھ کو فوت ہوئے۔

محمد بن مروان سدی صغیر

وکیع بن الجراح رحمہ اللہ آپ کو نیشا پوری کہا سندھی الاصل صحاح ستہ کے جامعین محدثین عظام، امام احمد وامام شافعی آپ کے شاگردوں میں سے ہیں دن کو روزہ اور رات کو تلاوت قرآن کی تفسیر بھی لکھی جس کا نام تفسیر وکیع ہے نفیس ترین تفسیر ہے ١٩٧ھ کو وفات ہوئی۔

ابو محمد سفیان بن عیینہ الہلالی رحمہ اللہ

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر حجاز میں امام مالک رحمہ اللہ اور سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نہ ہوتے تو حجاز کا علم دنیا میں باقی نہ رہتا، آپ بلند پایہ مفسر تھے ابن ندیم نے لکھا ہے لہ تفسیر معروف وفات ١٩٨ھ کو ہوئی۔ آپ کی تفسیر تیسری صدی تک اہل علم میں متداول تھی۔

ابوزکریا یحییٰ بن سلام رحمہ اللہ

تبلیغ اسلام کے لئے اپنی زندگی افریقہ میں گزاردی قرآن عزیز کی ایک تفسیر مرتب فرمائی ٢٠٠ھ کو انتقال فرمایا۔

Marfat.com

تیسری صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

الامام الشافعی رحمہ اللہ

۱۳ سال کی عمر میں موطا امام مالک حفظ کر کے مدینہ منورہ امام مالک کی خدمت میں پہنچے آٹھ ماہ رہ کر پھر مکہ مکرمہ اور پھر عراق آ کر امام محمد کی شاگردی اختیار کر لی۔

احکام القرآن کے موضوع پر تفسیر مرتب فرمائی قاہرہ میں طبع ہوئی کتب خانہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد میں موجود ہے وفات ۲۰۴ کو ہوئی۔

ابو عبیدۃ رحمہ اللہ

دو کتابیں ان کی مشہور ہیں تفسیر غریب القرآن اور کتاب مجاز القرآن، دونوں کتابیں مصر سے شائع ہو چکی ہیں وفات ۲۰۷ھ کو ہوئی۔

ابو زکریا یحییٰ بن زیاد رحمہ اللہ

یہ فراء کے لقب سے مشہور ہیں، آپ کے درس میں اس وقت کے قضاۃ اور علماء بھی بیٹھا کرتے تھے، فراء نے اپنے شاگردوں کو تفسیر املاء کرائی جس کا حجم ایک ہزار ورق تھا، آپ کی مرتبہ کتاب معانی القرآن طبع ہو چکی ہے۔

۲۰۷ھ کو وفات ہوئی، المامون نے بیٹوں کی تعلیم و تربیت کیلئے آپ کی خدمات حاصل کی تھیں، فراء باہر جانے لگے تو استاد کی جوتیاں اٹھانے کیلئے دونوں شہزادے جھگڑنے لگے آخر فراء کے فیصلے پر دونوں نے ایک ایک جوتی اٹھائی، المامون خوش ہوا استاذ کے اس قدر ادب و احترام پر دس دس ہزار دینار انعام دیا اور اتنی ہی رقم فراء کی خدمت میں پیش کی۔

Marfat.com

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم رحمہ اللہ

استنباط احکام اور تنقید و تنقیح میں ید طولیٰ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام احکام القرآن لکھی۔

الامام حافظ عبدالرزاق ابن ہمام رحمہ اللہ

کئی کتابیں لکھیں، قرآن کریم کی ایک تفسیر عبدالرزاق ہے، مصر کے قلمی کتب خانہ میں ہے اور یہ ۷۲۴ھ کا مکتوبہ ہے، وفات ۲۱۱ھ کو ہوئی، اس تفسیر کا عکس کتب خانہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد میں موجود ہے جس کا نمبر ۲۹ ہے، تحقیق و تعلیق و طبع شدہ۔

ابوالحسن سعید بن مسعدۃ النحوی رحمہ اللہ

یہ نقش اوسط کے نام سے معروف ہیں، تفسیر معانی القرآن لکھی ۲۱۵ کو وفات ہوئی۔

امام عبداللہ بن زبیر حمیدی رحمہ اللہ

ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی سفیان ابن عینیہ اور امام شافعی سے اکتساب فیض کیا، دس ہزار احادیث زبانی یاد تھیں، آپ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایک بھی صحابی رضی اللہ عنہ کو برا کہے تو وہ جادہ سنت سے منحرف ہے۔

آپ کی مشہور کتاب حدیث مسند حمیدی اج تک متداول ہے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی، مکہ مکرمہ میں ۲۱۹ھ کو وفات پائی۔

قاسم بن سلام ابوعبیدہ رحمہ اللہ

علماء حدیث و تفسیر فقہ ادب اور دیگر علوم کے جامع مانے گئے ہیں، اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں ابوعبیدہ مجھ سے اور امام احمد، امام شافعی سے زیادہ فائق ہیں ہم لوگ تو ان کے محتاج ہیں، مفید کتابیں کتاب الاموال طبع ہو چکی ہے، کتاب معانی القرآن بھی ہے جو آثار اسانید صحابہ و تابعین اور فقہاء کی تفاسیر کا مجموعہ ہے۔ ۲۲۴ھ میں مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے۔

Marfat.com

الحافظ سنید بن داؤد رحمہ اللہ

ابوعلی المصیصی ایک تفسیر مرتب کی جو اپنے استاد وکیع سے روایت کی۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ م ۹۷۳ھ نے اس تفسیر میں مندرجہ احادیث وآثار کی علیحدہ تخریج بھی مرتب فرمائی۔ وفات ۲۲۶ھ کو ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن موسیٰ ہواری رحمہ اللہ

اندلس کے مشہور عالم اور مفتی تھے، ایک تفسیر لکھی ہے ۲۲۸ھ کو وفات ہوئی۔

ابوبکر عبداللہ (ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ)

ابن ماجہ رحمہ اللہ جیسے جلیل القدر ائمہ حدیث آپ کے شاگرد ہیں، علم حدیث میں مسند اور مصنف آپ کی مشہور تصانیف ہیں قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی ہے۔ ۲۳۵ کو فوت ہوئے، مصنف ۱۲ جلدوں میں مجلس علمی کراچی کی توجہ سے طبع ہو چکی ہے۔

محمد بن حاتم المروزی رحمہ اللہ

السمین کے لقب سے مشہور ہوئے امام مسلم، ابوداؤد رحمہ اللہ اور ابن ماجہ رحمہ اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔ بغداد میں باقاعدہ درس تفسیر القرآن دیا کرتے تھے قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی ۲۳۵ھ کو فوت ہوئے۔

اسحٰق ابن راہویہ رحمہ اللہ

علم تفسیر میں آپ کا ممتاز مقام ہے، زبانی یادداشت سے تفسیر قرآن عزیز لکھوایا کرتے تھے مگر تفسیر کا باسند الفاظ کے ساتھ لکھوانا مشکل کام ہے۔

تابعین رحمہ اللہ کے بعد تفسیر کو زندہ کیا، قرآن عزیز کی تفسیر بھی لکھی۔ ۲۳۸ھ کو فوت ہوئے۔

Marfat.com

عبدالملک بن حبیب السلمی رحمہ اللہ

ابو مروان فقہ مالکی تقریباً پوری حفظ تھی، تفسیر اور دیگر معارف قرآنی کے متعلق ان کی ساٹھ کتابیں ہیں، ۲۳۸ھ کو وفات ہوئی۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

امام شافعی رحمہ اللہ امام یوسف رحمہ اللہ، سفیان بن عینیہ رحمہ اللہ جیسے نادر روزگار ائمہ ہدیٰ سے استفادہ کیا، بلند پایہ محدث، مفسر اور فقیہ تھے، لاکھوں احادیث یاد تھیں، فتنہ خلق قرآن کا استیصال آپ ہی کی قربانیوں کا ثمرہ ہے، ۲۴۱ھ کو فوت ہوئے، تقریباً ۲۲ کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے ایک تو قرآن کریم کی تفسیر ہے۔

علی بن حجر رحمہ اللہ

سعدی رحمہ اللہ کے نام سے شہرت پائی سب ائمۃ الحدیث ان کے شاگرد تھے، آپکی تصنیف احکام القرآن بھی ہے ۲۴۴ھ کو وفات ہوئی، سعدی کا مقولہ ہے کہ عصر کے بعد کتب بینی سے نظر کمزور ہو جاتی ہے

عبد بن حمید بن نصر رحمہ اللہ

کچھ میں پیدا ہوئے۔ ارض عرب کا سفر کیا، امام مسلم رحمہ اللہ اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے آپ سے علم حاصل کیا ۲۴۹ھ کو وفات ہوئی، نام عبدالحمید ہے، مسند صغیر اور دوسری مسند کبیر، قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کو ہر زمانہ میں قبولیت حاصل رہی، امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس تفسیر کو دیکھا، من تفسیر عبد، قال حدثنا ابراھیم بن حزیم بن خاقان (م ۵۲) ثنا ابو محمد عبد الحمید بن حمید فذکر (تہذیب التہذیب ج ٦ ص ۴۵٦) تفسیر ابن جریر رحمہ اللہ کی طرح تفسیر بالماثور ہے، شاہ عبدالعزیز دہلوی نے فرمایا کہ یہ تفسیر مشہور ہے، عرب میں اس کو پڑھا جاتا ہے، عبد بن حمید رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ابن جریر طبری رحمہ اللہ، ابن المنذر رحمہ اللہ، ابن ابی حاتم رحمہ اللہ

Marfat.com

جیسے جلیل القدر علماء حدیث وتفسیر تھے (درمنثور ج۲۲۶،۴) کتاب التفسیر (ترمذی) ہیں ایک سو آیات کی تفسیر عبد بن حمید رحمہ اللہ سے روایت ہے۔

محمد بن احمد السفدی رحمہ اللہ

امام سیوطی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ سفدی نے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی تھی۔ وفات ۲۵۵ھ کو ہوئی۔

ابو محمد امام الدارمی رحمہ اللہ

حرمین، حجاز، شام، عراق کا علمی سفر کیا، مفسر و محدث ہوئے، مسند دارمی، امام مسلم رحمہ اللہ، ترمذی رحمہ اللہ اور ابوداؤد رحمہ اللہ آپ کے شاگردوں میں سے ہیں، ایک تفسیر بھی لکھی، ابن حجر نے فرمایا باکمال مفسر اور صاحب علم فقیہہ تھے آپ کی ولادت ۱۸۱ھ اور وفات ۲۵۵ھ کو ہوئی، امام احمد نے فرمایا دارمی پر دنیا پیش کی گئی مگر آپ نے قبول نہ کی، امام بخاری رحمہ اللہ نے آپ کی وفات کا سنا تو آنکھوں سے آنسو ڈھلک کر چہرے پر آ گئے، اور پھر بے ساختہ یہ شعر پڑھا:

ان تبق تفجع بالا حبته کلهم   وفناء نفسک لا ابالک افجع

محمد بن سخون قیروانی رحمہ اللہ

امام زہری رحمہ اللہ اور سلمہ بن سیب رحمہ اللہ سے اکتساب فیض کیا، موطاء امام مالک کی شرح چار جلدوں میں لکھی تفسیر احکام القرآن بھی لکھی۔ ۲۵۶ھ کو فوت ہو کر قیروان میں دفن ہوئے۔

ابو عبداللہ محمد بخاری رحمہ اللہ

امام بخاری رحمہ اللہ ہیں جن کی جمع کردہ صحیح بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا درجہ حاصل ہے، ولادت بروز جمعۃ المبارک سنہ ۱۹۴ھ کو بخارا میں ہوئی، اسحٰق بن راہویہ، علی ابن المدینی، احمد بن حنبل، یحیٰ بن معین رحمہ اللہ سے علم حاصل کیا۔ طلب علم کیلئے مصر، شام، بصرہ، کوفہ، بغداد کے کئی سفر کئے، صحیح بخاری کو سولہ سال کی محنت شاقہ کے بعد مرتب فرمایا، صحیح

Marfat.com

بخاری میں کتاب التفسیر کے عنوان سے تفسیر قرآن عزیز کو جمع فرمایا، اور مستقل طور پر بھی قرآن عزیز کی تفسیر کبیر لکھی ہے۔ وفات سنہ ۲۵۶ھ کو عید الفطر کی رات ہوئی۔

شیخ الاسلام عبداللہ بن سعید اسکندری رحمہ اللہ

ابوحاتم رحمہ اللہ نے لکھا ہے ھو امام اھل زمانہ قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی سنہ ۲۵۷ھ کو وفات پائی

احمد بن الفرات رحمہ اللہ

ابومسعود الرازی رحمہ اللہ صاحب قلم بھی تھے، پانچ لاکھ سے زیادہ احادیث اپنے قلم سے لکھیں، قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی، سنہ ۲۵۸ھ کو وفات پائی۔

محمد بن عبداللہ بن الحکم رحمہ اللہ

امام شافعی رحمہ اللہ کی صحبت میں رہے، فقہ شافعی میں مہارت، امام طبری رحمہ اللہ جیسے آپ کے شاگردوں میں سے ہیں، احکام القرآن نام کی تفسیر لکھی سنہ ۲۶۸ھ کو فوت ہوئے۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ

"سنن ابن ماجہ" قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی، ابن جوزی نے اس تفسیر کا ذکر المستظم میں کیا ہے ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا لا بن ماجتہ تفسیر حافل ابن خلکان نے فرمایا تفسیر القرآن الکریم علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے الاتقان میں اس کو ابن جریر کے طرفہ کی تفسیر بتایا ہے۔

امام ابوداؤد سجستانی رحمہ اللہ

مشہور کتاب سنن ابی داؤد کتاب التفسیر، نظم القرآن، کتاب فضل القرآن کا تعلق تفسیر سے ہے، وفات ۲۷۵ھ کو ہوئی۔

بیہقی بن مخلد رحمہ اللہ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ دیگر علماء عظام سے اکتساب علم کیا، علم و فضل کے علاوہ مجاہد

Marfat.com

تھے، فرمایا ''میں نے اندلس میں ایسا پودا لگا دیا ہے جو خروج دجال کے بغیر نہ اکھڑ سکے گا۔''
ایک مسند مرتب کی جس میں تیرہ سو سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی روایات جمع کر دی ہیں اور قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی ابن حزم اندلسی نے کہا ہے **لم یولف فی الاسلام مثل تفسیرہ** اور بروکلمن نے ابن عساکر رحمہ اللہ کی یہ رائے ذکر کی ہے کہ بیہقی رحمہ اللہ کی تفسیر ابن جریر رحمہ اللہ کی تفسیر سے فائق ہے آپ کی وفات ۲۷۶ھ کو ہوئی۔

مسلم بن قتیبہ رحمہ اللہ

ابن راہویہ رحمہ اللہ یحی ابن اکثم رحمہ اللہ سے اکتساب فیض کیا، اس موضوع پر کتابیں تحریر کیں۔ (۱) تفسیر غریب القرآن (۲) کتاب معانی القرآن (۳) تاویل مشکل القرآن (۴) مستقل علیحدہ تفسیر القرآن کا ذکر بھی قاضی عیاض نے کیا ہے۔ وفات ۲۷۶ھ میں ہوئی۔

امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ

امام بخاری رحمہ اللہ کے خصوصی تلمیذ ہیں، حافظ، تقوی اور تفقہ لاثانی تھا، سنن ترمذی مشہور ہے ابواب التفسیر میں ۹۲ سورتوں کے ضروری مقامات کی تفسیر بیان فرمائی ہے، تفسیر ترمذی کے نام سے مشہور ہے، یہ تفسیر قلمی پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔ (۱-۳۵۹)

اسمٰعیل بن اسحٰق رحمہ اللہ

مالکی فقہ کے شیخ مانے گئے، ایک تفسیر احکام القرآن بھی ہے جو پچیس جلدوں پر مشتمل ہے ۲۸۲ھ کو فوت ہوئے

سہل بن عبد اللہ تستری رحمہ اللہ

علوم شریعت وطریقت کے آپ جامع تھے مکہ مکرمہ میں ذوالنون مصری سے شرف ہوا، ایک جامع تفسیر عربی زبان میں لکھی جس کو ابو یوسف سنجری رحمہ اللہ نے مصنف رحمہ اللہ سے ۲۷۵ھ میں سنا اور روایت بھی کیا یہ تفسیر طبع ہو چکی ہے۔ وفات ۲۸۳ھ کو ہوئی۔

Marfat.com

ابو العباس محمد بن یزید مشہور بہ مبرد رحمہ اللہ

اعراب القرآن کے نام سے دو مستقل کتابیں ما اتفق لفظه واختلف معناه من القرن المجید اور کتب خانہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد میں موجود ہے، وفات ۲۸۵ھ کو ہوئی۔

احمد بن داؤد دینوری رحمہ اللہ

اصمعی رحمہ اللہ سے اکتساب فیض کیا۔ علوم اسلامیہ، تاریخ اور حکمت و فلسفہ میں یکتائے روزگار تھے، امام سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا: کان من نوادر الرجال ممن جمع بین اداب العربیته وحکم الفلاسفته ابتداء آفرینش انسانی سے لے کر مؤلف کے دور تک تاریخ کے واقعات کو مختصر طور پر جمع کیا ان کی کتاب اخبار الطوال ہے، قاہرہ سے شائع ہو چکی ہے ایک تفسیر کا نام تفسیر الدینوری ہے، جو تیرہ جلدوں میں ہے اور بغداد میں اس کا مخطوطہ موجود ہے، آپ کی وفات ۲۸۲ھ کو ہوئی۔

امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ

گرامی قدر والد اور دوسرے علماء سے علم حاصل کیا، آپ نے اپنے والد ماجد سے تیس ہزار مسند احادیث اور ایک لاکھ بائیس ہزار تفسیری ارشادات سنے۔ ۲۹۰ھ کو وفات ہوئی۔

احمد بن یحییٰ ایشبانی رحمہ اللہ

ثعلب جو امام وقت مانے گئے، قرآنی موضوع کے متعلق کتاب معانی القرآن، کتاب اعراب القرآن اور غریب القرآن لکھیں، وفات ۲۹۱ھ کو ہوئی۔

Marfat.com

چوتھی صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

موسیٰ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ قطان

امام محمد رحمہ اللہ اور ابن سحنون رحمہ اللہ کے شاگرد رشید تھے علم نبوت میں کامل دسترس حاصل تھی، احکام القرآن کے نام سے ایک تفسیر بارہ جلدوں میں مرتب فرمائی، ۳۰۶ ہجری کو فوت ہوئے، طرابلس کا قاضی مقرر کیا گیا، آپ نے ہر مظلوم کی مدد کی اور ہر ظالم کو سزا دی۔

ابو عبد اللہ بن محمد بن وہب رحمہ اللہ

ابن وہب رحمہ اللہ نے ایک تفسیر لکھی، فیروز آبادی نے ''تنویر المقیاس فی تفسیر ابن عباس'' میں اس سے استفادہ کیا ہے، اس تفسیر کا ایک مخطوطہ خزانہ آیا صوفیہ میں محفوظ ہے، ایک نسخہ سورۂ اخلاص تک خزانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں موجود ہے۔ چھٹی صدی ہجری کا مخطوطہ ہے، آپ کا انتقال ۳۰۸ھ میں ہوا۔

محمد بن المفضل بن سلمہ بغدادی رحمہ اللہ

معانی القرآن کے عنوان پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ضیاء القلوب ہے۔ ۳۰۸ھ کو فوت ہوئے

امام ابو بکر محمد بن ابراہیم بن المنذر رحمہ اللہ

ولادت نیشاپور اقامت مکہ مکرمہ میں محمد بن میمون رحمہ اللہ، محمد بن اسمٰعیل الصائغ رحمہ اللہ سے اکتساب علم کیا، زمانہ کے امام مجتہد مشہور ہوئے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی، امام ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ۳۱۶ میں ابن المنذر رسے ان کی ملاقات ہوئی تھی۔

Marfat.com

محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ

طلب علم کیلئے مصر، شام، عراق تک سفر کیا، قرآن عزیز کی تفسیر احادیث، آثار صحابہؓ سے قرآن عزیز کی تفسیر کی گئی جس کا نام جامع البیان فی تفسیر القرآن ہے مگر مشہور ابن جریر رحمہ اللہ اور طبری رحمہ اللہ ہے، امراء اور سلاطین سے لاتعلق رہے، یہ تفسیر ساری تفسیر بالماثور ہے، مصر کے مطبع میمنہ سے ۱۳۲۱ھ شائع ہوئی۔ نسخہ مدینہ منورہ کے کتب خانہ میں موجود تھا، دارالعلوم دیوبند کتب خانہ اس کا اُردو میں بھی ترجمہ کر رہا ہے، منصور بن نوح رحمہ اللہ کا فارسی ترجمہ ۷ جلدوں میں ۱۳۴۲ھ میں تہران سے شائع ہو چکا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے کہا ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے یہ تفسیر سات سالوں ۲۸۳ھ تا ۹۰ھ) میں نقل کی، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سند کے اعتبار سے بھی دوسری تفاسیر سے افضل ہے، امام نووی رحمہ اللہ آج تک ایسی جامع تفسیر کوئی نہیں لکھی گئی، ابو حامد اسفرائنی رحمہ اللہ اس تفسیر کو حاصل کرنے کے لئے چین تک سفر کرنا مہنگا نہیں، دور حاضر مفتی عبدہ رحمہ اللہ ابن جریر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں صرف حدیث مرفوع ہی نقل کرتے ہیں، دور حاضر کے مستشرقوں نے بھی اعتراف کیا ہے کہ یہ تفسیر دوسری تفسیر سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

حافظ کبیر عمر بن بجیر رحمہ اللہ

سمرقند کے قصبہ ہمدان میں ۲۲۳ھ کو پیدا ہوئے، علم حدیث میں حافظ کا مقام حاصل کیا اور صحیح احادیث کا ایک عظیم مجموعہ مرتب فرمایا۔

قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی مرتب فرمائی اور ۳۱۱ھ کو فوت ہوئے۔

ابواسحٰق ابراہیم زجاج محمد بن السری رحمہ اللہ

معانی القرآن کے نام سے ایک جامع کتاب مرتب فرمائی۔ ۳۱۶ھ کو بغداد میں فوت ہوئے، مفسرین رحمہ اللہ نے بھی استفادہ کیا ہے، پہلی جلد مصر میں طبع ہو چکی ہے۔

Marfat.com

ابوبکر سلیمان بن الاشعث امام ابوداؤد السجستانی رحمہ اللہ

فن تفسیر اور علم عقائد پر بھی مفید کتابیں لکھیں طبری رحمہ اللہ کے ہم زمان ہیں، ایک تفسیر لکھی جس کا نام کتاب التفسیر رکھا۔ ۳۱۶ کو وفات ہوئی۔ فرمایا جس دن میں کوفہ میں طلب علم کیلئے پہنچا ایک درہم تھا، لوبیا خرید لیا، جس دن تیس ہزار احادیث لکھ چکا اسی دن لوبیا بھی ختم ہو گیا۔

عبداللہ بن محمد رحمہ اللہ

احناف کے بلند پایہ عالم تھے، قرآن کریم کی ایک تفسیر بارہ جلدوں میں مرتب کی، ۳۱۹ھ کو وفات پائی

محمد بن ابراہیم النحوی رحمہ اللہ

علماء کرام مشکلات علمیہ کیلئے دور دراز سے آیا کرتے تھے مصنف غریب الحدیث اور معانی القرآن لکھی۔ ۳۲۰ھ کو فوت ہوئے۔

احمد بن عبداللہ دینوری رحمہ اللہ

علم و حافظ بے مثال فقہ مالکی کے مقلد تھے، معانی القرآن کے موضوع سے خاص شغف تھا، عراق میں آپ کے حلقہ درس بہت وسیع تھا، معانی القرآن مستند کتاب ہے، مفسرین رحمہ اللہ نے علمی استشہاد کیا ہے، ربیع الاول ۳۲۲ھ کو فوت ہوئے۔

احمد بن محمد امام طحاوی رحمہ اللہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کتابوں اور ان کی فقہ کے مطالعہ کا شوق تھا، درس و تدریس میں شہرت حاصل کی، امام طبرانی رحمہ اللہ محدث اور ابوبکر بن المقری رحمہ اللہ جیسے جلیل القدر علماء آپ کے شاگرد تھے، علم حدیث کی دو کتابیں معانی الاثار اور مشکل الاثار مشہور ہیں، تفسیر کے ضمن میں آپ نے احکام القرآن مرتب فرمائی بعض علماء تذکرہ نے آپ کی ایک اور تفسیر کا ذکر بھی تفسیر القرآن کے نام سے کیا ہے، وہ ایک ہزار اوراق پر مشتمل ہے۔ وفات ۳۲۱ھ کو ہوئی۔

Marfat.com

احمد بن سھل بلخی رحمہ اللہ

کتاب نظم القرآن، کتاب قوارع القرآن، کتاب ما اغلق من غریب القرآن تفسیر کی قابل قدر کتابیں ہیں، ۳۲۲ھ کو فوت ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن ابی حاتم التمیمی الحنظلی رحمہ اللہ

علم کا سمندر کہلائے گئے، ابدال زمانہ تھے جرح و تعدیل میں تالیف فرمائی، فرقہ جہمیہ کے رد میں قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی جو بقول امام سبکی چار جلدوں میں ہے اور آثار مسندہ پر مشتمل ہے یہ تفسیر قلمی تفسیر ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کے نام سے مدینہ منورہ کے کتب خانہ محمودیہ میں موجود ہے، انتقال ۳۲۷ھ کو ہوا، اس تفسیر کا ابتدائی حصہ ڈاکٹر زہران اور ڈاکٹر بشیر حکمت رحمہ اللہ کی تحقیق اور تعلیق کے ساتھ شائع ہو چکا ہے۔

ابو بکر محمد بن القاسم

۲۷۱ھ میں پیدا ہوئے، انباری رحمہ اللہ کہلائے۔ تین لاکھ اشعار یاد تھے، امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہا ایک سو بیس کتب تفسیر یاد تھیں، امام جوزی رحمہ اللہ نے فرمایا تفاسیر پوری سند کے ساتھ یاد تھیں۔

محمد بن جعفر تیمی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ انباری کو تیرہ صندوق کتابوں کے یاد تھے، ایک کتاب اضداد القرآن کے موضوع پر لکھی، کویت نے طبع کرائی ہے، معانی باہم مخالف ہیں مگر کلمات ایک ہی طرز پر ہیں، انتقال ۳۲۸ھ کو ہوا۔

ابو بکر محمد بن عزیز السجستانی رحمہ اللہ

ایک کتاب بنام غریب القرآن لکھی جو نزہۃ القلوب کے نام سے مشہور ہے، تفسیر تبصیر الرحمٰن کے حاشیہ پر طبع ہوئی مستقل کتاب بھی طبع ہوئی۔ وفات ۳۳۰ھ کو ہوئی۔

Marfat.com

محمد بن محمد بن محمود ابو منصور الماتریدی رحمہ اللہ

امام الہدیٰ رحمہ اللہ کا لقب دیا گیا، کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی ہے جو فقہ حنفی کے نقطہ نظر سے لکھی گئی ہے، خلیفہ چلپی نے اس کا نام تاویلات اہل السنۃ رکھا مگر مشہور نام تاویلات قرآن ہے اس کے متعلق الشیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ کتاب لا یوازیہ کتاب من سبقتہ فی ھذا الفن اس تفسیر کے کئی قلمی نسخے پائے جاتے ہیں، مکتبہ حرم مکہ کتب خانہ بانکی پور کتب خانہ خدا بخش پٹنہ میں ۶۳۱ھ کا مخطوطہ ہے، اس کا ایک کامل نسخہ عکسی پبلک لائبریری لاہور میں موجود ہے۔ وفات ۳۳۳ھ کو ہوئی۔

امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ

اول آپ عقیدۃً معتزلی تھے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلک اہلسنت والجماعۃ کو اختیار کر، چنانچہ خواب سے بیدار ہوتے ہی مسلک اہل السنۃ والجماعت اختیار کر لیا اور معتزلہ سے کئی مناظرے کیے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام المخزن فی علوم القرآن لکھی وفات ۳۳۴ھ کو ہوئی، علامہ محمد زاہد کوثری رحمہ اللہ نے فرمایا پورے قرآن عزیز کی تفسیر ستر جلدوں میں ہے۔

احمد بن جعفر المعروف ابن المناوی رحمہ اللہ

علوم قرآنیہ پر چار سو سے زیادہ کتابیں علاوہ ابن الجوزی رحمہ اللہ (م ۵۹۷ھ) نے اکیس کتابوں کا خود مطالعہ کیا۔ ولا نجد فی کلامہ شیئا من الحشوبل ھو نقی الکلام و جمع بین الروایتہ والدرایتہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ان مخطوطات کا مطالعہ بھی کیا ہے جو ابن المناوی رحمہ اللہ نے اپنے قلم سے تحریر کیے ہیں۔ ۳۳۶ھ کو فوت ہوئے۔

احمد بن محمد نحوی مصری رحمہ اللہ

ابن نحاس رحمہ اللہ کے نام سے مشہور تھے، کتاب الناسخ والمنسوخ مشہور ہے مگر

Marfat.com

بروکلمن نے لکھا ہے کہ ان کی ایک کتاب بہ نام اعراب القرآن بھی ہے سیوطی رحمہ اللہ نے ایک معانی القرآن کا ذکر بھی کیا ہے ابن خلکان رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ابن نحاس رحمہ اللہ نے قرآن عزیز کی ایک تفسیر ھی مرتب کی ہے آپ کی وفات ۳۳۷ھ میں ہوئی۔

علی بن حمشاذ رحمہ اللہ

نیشاپور کا نام روشن کیا، شب بیدار علم حدیث میں ایک عظیم مسند جمع کی، تفسیر بھی لکھی جو دوسوتیس اجزاء پر مشتمل ہے وفات ۳۳۸ھ کو ہوئی۔

قاسم ابن اصبغ رحمہ اللہ

بیانی کہلائے، بقی بن مخلد رحمہ اللہ سے علم حاصل کیا حدیث بلاد اسلامیہ کا سفر کیا، مکہ مکرمہ میں محمد بن اسمٰعیل الصائغ رحمہ اللہ سے اکتساب علم کے بعد قرطبہ تدریس و تعلیم امیر عبدالرحمٰن رحمہ اللہ اور ولی عہد رحمہ اللہ دونوں نے آپ کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔

احکام القرآن کے نام سے ایک تفسیر بھی لکھی۔ ۳۴۰ھ کو وفات پائی۔

ابوبکر محمد عبداللہ بن جعفر بن درستویہ رحمہ اللہ فارسی نحوی

امام دار قطنی جیسے امام الحدیث آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ ثعلب رحمہ اللہ اور اخفش رحمہ اللہ کی مرتب کردہ تفاسیر پر ایک محاکمہ لکھا جس کا نام ''کتاب التوسط بین الاخفش وثعلب فی تفسیر القرآن'' ہے وفات ۳۴۳ھ کو ہوئی۔

ابوعبداللہ محمد بن حبان بن احمد البستی رحمہ اللہ

تفسیر میں کامل رسوخ حاصل تھا، جو سات جلدوں میں ہے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی جو طبع ہو چکی ہے قلمی نسخہ مدینہ منورہ کے کتب خانہ محمودیہ میں ہے۔ ۳۵۴ کو وفات پائی۔

Marfat.com

احمد بن محمد بن سعید الحیری رحمہ اللہ

نیشاپور کے امام حاکم آپ کے شاگرد ہیں، احادیث کی کتابت فرمایا کرتے تھے، صحیح مسلم کی شرح الصحیح المخرج قرآن کریم کی ایک بہت بڑی تفسیر لکھی، طرطوس میں ۳۵۲ھ کو شہید کر دیئے گئے

شیخ امام ابونصر منصور بن سعید رحمہ اللہ

تاج المعانی ایک تفسیر مرتب فرمائی جملہ تفاسیر مروجہ کا انتخاب ہے یہ تفسیر ۳۵۳ھ کو لکھی گئی۔

محمد بن القاسم رحمہ اللہ

ابن قرطبی رحمہ اللہ مصر کے مفتی اعظم تھے، احکام القرآن کے نام سے ایک تفسیر لکھی ۳۵۵ھ کو فوت ہوئے۔

عبدالعزیز بن احمد بن جعفر بن یزداد رحمہ اللہ

غلام حلال رحمہ اللہ کے نام سے مشہور تھے امام بغوی رحمہ اللہ اور ابن ساعد رحمہ اللہ وغیرہ سے سماع حدیث کیا فقہ حنبلی، میں امام وقت مانے جاتے تھے علم تفسیر اور اصول میں بہترین تصانیف کیں اور قرآن کریم کی بھی ایک بہترین تفسیر لکھی ۳۶۳ھ کو فوت ہوئے۔

ابوالقاسم بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ

دور دراز کے سفر کئے اور ایک ہزار اساتذہ سے سماع کیا، اپنے زمانہ میں مسند الدین کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے حدیث پر معجم کے عنوان سے کتابیں لکھی ہیں، قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی، ۲۸ ذیقعدہ ۳۶۵ھ کو وفات پائی۔

محمد بن احمد بن علی ابوبکر رازی رحمہ اللہ

چونہ ساز تھے جصاص مشہور ہوئے، محقق حنفی ہونے کی وجہ سے رئیس الاحناف

Marfat.com

تھے۔ احکام القرآن کے موضوع پر ایک مبسوط تفسیر لکھی جو اس موضوع پر درجہ اسناد رکھتی ہے، دستیاب ہے۔ ۳۷۰ھ میں رحلت فرمائی۔

ابو منصور الہروی رحمہ اللہ

ازہری لغت میں ایک جامع کتاب التہذیب ایک تفسیر بھی بہ نام التقریب فی التفسیر لکھی ۳۷۰ھ کو وفات پائی۔

حسین بن احمد رحمہ اللہ

ابن خالویہ حلب میں سکونت اختیار کر لی تھی، مگر جامع رسالہ مالیس فی کلام العرب کے عنوان سے لکھا اور پارہ عم کے اعرابات پر ایک تفسیر بنام اعراب القرآن لکھی جو حیدر آباد دکن سے شائع ہو چکی ہے۔ ۳۷۰ھ کو وفات ہوئی۔

ابو محمد عبد اللہ بن عطیہ رحمہ اللہ

دمشق کے مشہور عالم تھے۔ آپ کی تفسیر ابن عطیہ ہے، ۳۸۲ھ کو وفات ہوئی، پچاس ہزار اشعار یاد تھے جن میں سے کلمات قرآنیہ کی تفسیر سے استشہاد کرتے تھے اس تفسیر کا ایک کامل نسخہ آیا صوفیہ کے قلمی کتب خانہ میں موجود ہے جس کا نمبر ۱۱۹، ۱۲۱ ہے نسخہ ناقص ایک نسخہ عاشر افندی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

ابو محمد سہل بن عبد اللہ رحمہ اللہ

ایک تفسیر لکھی جو ان آیات پر مشتمل ہے جن سے سلوک اور تصوف کے مسائل کا استنباط کیا جا سکتا ہے انتقال ۳۸۳ھ کو ہوا، کتاب تفسیر تستری دستیاب ہے۔

محمد بن عباس ابو الحسن البغدادی رحمہ اللہ

ابن جوزی رحمہ اللہ نے لکھا ہے صرف تفسیر قرآن عزیز کے متعلق انکی کتابیں ایک سو ہیں، علامہ ذہبی رحمہ اللہ ن ہو حجۃ ثقۃ کہا ہے ۳۸۴ھ کو فوت ہوئے اٹھارہ صندوق کتابوں کے چھوڑے

Marfat.com

ابو حفص بن شاہین رحمہ اللہ

موثر انداز میں وعظ فرمایا کرتے تھے امام دار قطنی رحمہ اللہ سے عمر میں نو سال بڑے تھے۔ حدیث میں حافظ کا درجہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ تصانیف کی تعداد تین سو تیں ہے جن میں سے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی ہے جو کہ ایک ہزار اجزاء پر مشتمل ہے۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا مجھ سے شیخ عماد الدین حزالی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ابن شاہین رحمہ اللہ کی تفسیر تیس جلدوں میں واسط (عراق) میں موجود ہے۔

محمد بن علی بن احمد المصری رحمہ اللہ

ادفوی قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام الاستغناء فی علوم القرآن لکھی امام سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ تفسیر سو جلدوں میں ہے امام ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس تفسیر کا ایک کامل نسخہ مصر میں قاضی عبدالرحیم کے وقف کتب خانہ میں موجود ہے۔ وفات ۳۸۸ھ میں ہوئی۔

المعافا بن زکریا بن یحییٰ رحمہ اللہ

مسلک میں ابن جریر طبری رحمہ اللہ کے پیروکار تھے قرآن عزیز کی ایک بڑی تفسیر لکھی، ۳۹۰ھ کو وفات پائی۔

ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ

امام وقت تھے، احناف میں علمی اور عملی لحاظ سے ممتاز حیثیت کے مالک تھے، کئی کتابیں تصنیف کیں، کتاب النوازل فقہ میں اور تنبیہ الغافلین پر مطبوعہ ہے ایک تفسیر بھی لکھی جو چار جلدوں میں ہے نویں صدی ہجری تک متداول رہی، ابن عرب شاہ حنفی رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ ترکی میں بھی کیا، تفسیر ابو اللیث رحمہ اللہ کا ایک قلمی نسخہ آیا صوفیہ کے کتب خانہ میں ایک حصہ از سورۃ المجادلہ پبلک لائبریری لاہور میں موجود ہے۔ مصر کے قلمی ذخائر میں ایک کامل نسخہ تین جلدوں میں موجود ہے۔

Marfat.com

ایک نسخہ ناقص از سورۂ یونس تا الم السجدہ رامپور میں ہے۔
ایک نسخہ آیا صوفیہ کے کتب خانہ میں موجود ہے نمبر ۴۹،۱۴۸ ہے۔
ایک نسخہ مکتبہ حمیدیہ میں ہے نمبر ۵۲
ایک نسخہ مکتبہ آغا بشریہ میں ہے نمبر ۲۰،۱۹
ایک نسخہ آستانہ کے کتب خانہ کوپریلی میں ہے نمبر ۲۷ ہے۔
وفات ۳۹۳ھ میں ہوئی۔

حسن بن عبداللہ بن سہل عسکری رحمہ اللہ

اپنے دور کے بہترین ادیب اور مفسر قرار دیئے گئے، تصانیف جمہرۃ الامثال، شرح دیوان حماسہ اور کتاب الاوائل ایک تفسیر بھی بہ نام کتاب المحاسن فی تفسیر القرآن لکھی جو پانچ جلدوں میں اورنٹیل کالج لاہور کی لائبریری میں موجود ہے۔ وفات ۳۹۵ھ کو ہوئی۔

محمد ابو عبداللہ بن عبداللہ رحمہ اللہ

ابن زمنین تفسیر ابن سلام رحمہ اللہ کا اختصار کرنے کے علاوہ ایک مستقل تفسیر بھی لکھی ہے بہرہ کے مقام پر ۳۹۹ھ کو وفات پائی، تفسیر کا کامل نسخہ جو کہ ۳۹۵ھ میں لکھا گیا تھا فاس کی جامع قرویینین کے کتب خانہ میں ہے۔

خلف ابن احمد سیستانی رحمہ اللہ

اپنے دور حکومت میں علماء اسلام کو جمع کر کے ان سے قرآن کریم کی ایک جامع تفسیر لکھوائی جس پر بیس ہزار دینار خرچ ہوئے تاریخ یمینی و قد کان جمع العلماء علی تصنیف کتاب فی تفسیر کتاب اللہ وشحها بما رواہ الثقات من الحدیث (ص ۱۶۳ مطبوعہ لاہور) تاریخ ادبیات ایران میں ہے کہ یہ تفسیر سو جلدوں میں تھی، تاریخ یمینی میں ہے کہ اس کا ایک نسخہ نیشاپور کے مدرسہ صابونی رحمہ اللہ میں ہے، خلیفہ چلپی رحمہ اللہ نے لکھا ہے ھو من اکبر التفاسیر علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے مات شہیدا بالحبس فی بلاد الہند ۳۹۹ھ۔

Marfat.com

پانچویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

احمد بن علی بن احمد باغانی رحمہ اللہ

علماء تاریخ نے ان کے متعلق لکھا ہے کان بحرا من بحارا العلوم خصوصا علوم قرآنیہ میں اپنے دور کے بے نظیر عالم تھے۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر احکام القرآن کے موضوع پر لکھی ہے، ۴۰۱ھ کو وفات پائی۔ اندلس سے تعلق تھا۔

ابوعبید احمد بن ابی عبید قاشانی ہراتی رحمہ اللہ

کلمات قرآن وحدیث پر وسیع نظر رکھتے تھے۔ غریب القرآن اور غریب الحدیث کے نام سے علیحدہ علیحدہ کتابیں لکھیں، نام جامع العربین رکھا جو کہ قلمی دار الکتب المصریہ میں موجود ہے، وفات ۴۰۱ھ کو ہوئی، ایک قلمی نسخہ مخطوطہ ۶۶۷ھ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔

ابوعبداللہ الحاکم رحمہ اللہ

آپ کے شاگردوں میں امام بیہقی رحمہ اللہ بھی ہیں، مستدرک حاکم حدیث کی مشہور و معروف کتاب ہے آپ نے قرآن عزیز کی تفسیر بھی لکھی جو کہ آپ کی کتاب مستدرک میں موجود ہے۔ ۴۰۵ھ کو وفات پائی۔ نیشاپور میں ۳۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔

محمد بن الحسن بن فورک رحمہ اللہ

علمائے فقہ و تفسیر نے اپنی تصانیف میں ان کے حوالے دیئے ہیں تصانیف کی تعداد ایک سو تک پہنچتی ہے، معانی القرآن پر ایک مبسوط کتاب لکھی ۴۰۶ھ کو فوت ہوئے۔

Marfat.com

امام ابوبکر محمد بن الحسین رحمہ اللہ

نیشاپور کے ممتاز عالم تھے آپ کے شاگردوں میں امام ثعلبی رحمہ اللہ جیسے عالم پیدا ہوئے قرآن کریم کا باقاعدہ درس با تفسیر دیا کرتے تھے اور طلباء کو تفسیر لکھوایا بھی کرتے تھے۔
چنانچہ مکمل تفسیر مرتب کی اور شاگردوں کو بھی لکھوائی۔ ۴۰۶ھ کو وفات ہوئی۔

احمد بن موسیٰ بن مردویہ رحمہ اللہ

اصفہان کے تھے، قرآن کریم کی ایک بڑی تفسیر لکھی ۴۱۰ھ کو وفات ہوئی۔

ہبۃ اللہ بن سلامہ رحمہ اللہ

اصفہان سے تعلق تھا نظر سے محروم تھے مگر حافظہ کمال کا تھا، تفسیر القرآن کے بہترین عالم تھے، علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے احفظ الائمۃ للتفسیر ناسخ اور منسوخ کے موضوع پر ایک کتاب بھی مرتب کرائی ۴۱۸ھ کو وفات ہوئی۔

ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب الاسکافی رحمہ اللہ

آپ کی تفسیر درۃ التنزیل وغیرۃ التاویل ہے قاہرہ سے طبع ہو چکی ہے ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد میں موجود ہے، آپ کی وفات ۴۲۱ھ کو ہوئی۔

عبدالقاہر بن محمد بن طاہر بن محمد التمیمی

ولادت تو بغداد میں ہوئی، آپ کے والد آپ کو نیشاپور لے آئے جہاں استاد ابواسحٰق اسفرائی رحمہ اللہ جیسے فاضل یگانہ سے علوم وفنون حاصل کرنے کے بعد ان ہی کے جانشین ہو گئے۔ امام عبدالقاہر سترہ علوم کا درس دیتے تھے۔
آپ کی ایک کتاب التفسیر بھی ہے ۴۲۹ھ کو انتقال ہوا۔

Marfat.com

شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سعید الحوفی رحمہ اللہ

قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام البرهان فی تفسیر القرآن لکھی جس سے اہل مصر نے بڑا فائدہ اٹھایا یہ تفسیر دس بڑی جلدوں میں ہے۔ ۴۳۰ھ کو انتقال فرمایا۔

ابوعبدالرحمان اسمٰعیل بن احمد رحمہ اللہ

آپ نے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی قلمبند کرائی جس کا نام کفایۃ فی التفسیر ہے (اس کا کچھ حصہ ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد کی لائبریری میں موجود ہے) اور وجوہ القرآن کے نام سے ایک نسخہ کیمرج لائبریری میں موجود ہے ۴۳۰ھ کو انتقال فرمایا۔ استنبول یونیورسٹی کی لائبریری میں نمبر ۷۸۷اے ۳۵۰ بہ تفسیر ''تفسیر النیسا پوری'' اور کفایۃ التفسیر کے نام سے موجود ہے۔

الشیخ ابومحمد مکی بن ابی طالب حموش رحمہ اللہ

آپ کی تالیف ''مشکل اعراب القرآن'' ایک ممتاز کتاب ہے جس کو خلیفہ چلپی رحمہ اللہ نے مطالعہ کیا، وفات ۴۳۷ھ کو ہوئی۔ ۵۸۹ھ کا مخطوطہ بمبئی کی جامع مسجد میں ہے، ایک عکسی نسخہ ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد میں ہے۔

ابومحمد عبداللہ بن یوسف الشافعی رحمہ اللہ

نیشا پور کے قریب حوین نامی بستی میں پیدا ہوئے اور جوینی کہلائے اکابر علماء سے تفسیر وحدیث وفقہ حاصل کئے۔

صاحب قلم بھی تھے، کتاب المحیط مشہور ہے، قرآن کریم کی تفسیر بھی لکھی، جو حدائق ذاتبہجۃ ہے، خلیفہ چلپی رحمہ اللہ نے فرمایا تین سو جلد ابن النجار اپانچ سو جلد ہے، امام سیوطی رحمہ اللہ کے شاگرد وداؤدی رحمہ اللہ نے لکھا۔ میں نے یہ تفسیر دیکھی ہے، فنی اور علمی اعتبار سے قابل استناد نہیں، وفات ۴۳۷ھ کو نیشا پور میں ہوئی۔

Marfat.com

مکی بن ابی طالب القیسی رحمہ اللہ

۳۹۳ھ کو جامع مسجد قرطبہ میں تدریس کرتے تھے اور متواضع بزرگ تھے، قرآنیات کے موضوع پر الہدایہ الی بلوغ النہایۃ فی معانی القرآن وتفسیرہ ۷۰ اجزاء، کتاب الماثور فی احکام القرآن عن مالک ۱۰ اجزاء۔

کتاب اختصار احکام القرآن ۴ اجزاء۔ کتاب مشکل المعانی وتفسیر ۱۵ اجزاء۔ ۴۳۷ھ کو وفات ہوئی۔ سلطان اندلس آپ کا معتقد تھا۔

احمد بن محمد رحمہ اللہ

اندلس کے جلیل القدر علماء میں سے تھے، قرآن کریم کی تفسیر بہ نام التفصیل الجامع لعلوم التنزیل بالتفسیر لکھی، خود اس کا اختصار بہ نام التحصیل لکھا۔ ۴۴۰ھ کو وفات پائی۔

ابو عمرو عثمان بن سعید الدانی رحمہ اللہ

۳۷۱ھ قرطبہ میں پیدا ہوئے، قرآنی علوم کے ساتھ آپ کو خاص شغف تھا، ایک کتاب جس کا نام المحکم ہے صرف قرآن عزیز کے نقاط کے متعلق ہے، دمشق سے شائع ہو چکی ہے۔ انتقال ۴۴۴ھ کو ہوا۔

ابوالفتح رازی رحمہ اللہ

ایک تفسیر لکھی جس کا نام "ضیاء القلوب فی التفسیر" ہے وفات ۴۴۸ھ کو ہوئی۔

اسمٰعیل بن عبدالرحمان رحمہ اللہ

تفسیر اور اس کی تاویل سے پوری طرح باخبر تھے، تفسیر لکھی جس کا نام تفسیر صابونی ہے ۴۴۹ھ کو فوت ہوئے، نیشاپور میں صابونی رحمہ اللہ کے نام پر ایک مدرسہ بھی جاری تھا جس کے آثار آج بھی موجود ہیں۔

Marfat.com

محمد بن احمد بن مطرف الکنانی رحمہ اللہ

۳۸۸ھ قرطبہ میں پیدا ہوئے، ابن قتیبہؒ کی دو کتابیں ''تفسیر غریب القرآن'' اور ''تاویل مشکل القرآن'' کو یکجا کر کے بہ نام القرطین مرتب کیا جو کہ مصر سے ۱۳۵۵ھ کو شائع ہو چکی ہے آپ کی وفات ۴۵۴ھ کو ہوئی۔

احمد بن الحسین رحمہ اللہ

حافظ کبیر امام بیہقی رحمہ اللہ کے نام سے مشہور تھے ساری زندگی درس و تدریس میں صرف کر دی، تحریر کردہ اوراق کی تعداد دو لاکھ ہے۔ حدیث کی ''السنن الکبریٰ'' اور تفسیر میں کتاب ''حکام القرآن'' مطبوعہ ہیں، امام الحرمین فرماتے ہیں: ''ہر شافعی المذہب پر امام شافعی رحمہ اللہ کا احسان ہے''۔ خود امام شافعی رحمہ اللہ کی گردن میں امام بیہقی رحمہ اللہ کا احسان ہے۔'' ۴۵۸ھ کو نیشاپور میں وفات ہوئی۔

ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری رحمہ اللہ

امام بیہقی رحمہ اللہ آپ کے ہم سبق ہیں، علوم شریعت اور علوم طریقت رکھنے کے ساتھ مجاہد فی سبیل اللہ بھی تھے، دو تفسیریں لکھیں ایک کا نام التیسیر فی علم التفسیر ہے اور دوسری کا نام التفسیر الکبیر ہے۔ ۴۶۵ھ کو وفات پائی۔ آپ کی تفسیر کے متعلق علامہ سبکی اور ابن خلکان رحمہ اللہ نے کہا ہے من اجود التفاسیر واوضحہا ابن جوزی لکھتے ہیں آپ کی ایک تفسیر کا نام لطائف الاشارات ہے، ہر سورۃ کی ابتداء میں بسم اللہ کا معنی اس طرح کیا کہ اس سورۃ کے معانی سے تعلق ہو، ایک نسخہ کامل مکتوبہ قدیم مکتبہ حبیبیہ میں ہے، ایک نسخہ کامل مکتبہ آصفیہ میں ہے۔ ۲۷ھ کا مکتوبہ کامل نسخہ جامع عثمانیہ حیدر آباد دکن میں ہے، ایک نسخہ مکتبہ محمد پاشا رحمہ اللہ میں نمبر ۱۷ا ہے۔

علی بن احمد الواحدی رحمہ اللہ

آپ نے تین تفسیریں لکھی جن کے نام ''البسیط'' یعنی مفصل اور ''الوسیط'' ایک تفسیر ایسی

Marfat.com

مرتب فرمائی جس میں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام تفسیری ارشادات کو جمع کر دیا۔ اس تفسیر کا نام "تفسیر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" رکھا۔ ۴۶۸ھ کو انتقال فرمایا، تفسیر وسیط جلد دوم کا مخطوطہ ۸۷۶ھ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں ہے، اسباب النزول بھی لکھی ہے جس کا ایک نسخہ مطبوعہ قاہرہ ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

شہفور بن طاہر محمد الاسفرائنی رحمہ اللہ

آپ نے علم کلام، علم تفسیر اور دوسرے علوم پر تصانیف فرمائی ہیں۔ علم کلام وعلم عقائد پر آپ کی تصنیف "التبصیر فی الدین" شائع ہو چکی ہے۔ ایک تفسیر لکھی اور اس کے تعارف میں بتلایا کہ میں نے ایسی تفسیر کا مرتب کرنا ضروری سمجھا جس میں فرقہ ناجیہ اہل السنۃ والجماعۃ کے علماء کے اقوال ہوں تفسیر کا نام تاج التراجم رکھا پہلے ہر آیت کا لفظی ترجمہ پھر اسکا معنی اور متعلقہ قصہ اور شان نزول انتقال ۱۷۱ء کو ہوا، اس تفسیر کا نام تاج التراجم فی تفسیر القرآن الاعاجم ہے اور تفسیر اسفرائنی کے نام سے بھی مشہور ہے یہ فارسی زبان کی پہلی جامع تفسیر ہے، ایران سے شائع ہو چکی ہے، دوسری جلد قلمی جامع مسجد برہان پور (بھارت) کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ الخراسانی الحمیدی ۵۲۳ھ۔

عبدالقاہر بن الطاہر التمیمی رحمہ اللہ

آپ کے حلقہ درس سے امام ناصر مروزی رحمہ اللہ اور ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ جیسے علماء پیدا ہوئے، سترہ فنون میں درس دیا کرتے تھے، ۴۵۷ھ کو وفات پائی، ایک تو کامل تفسیر قرآن عزیز ہے اور ایک کتاب نفی خلق القرآن اور ایک کتاب تاویل المتشابہات ہے۔

عبدالکریم بن عبدالصمد ابو معشر طبری رحمہ اللہ

آپ اپنے زمانہ میں امام الشوافع تھے، ایک تفسیر لکھی جس کا نام "عیون المسائل فی التفسیر" ہے مکہ مکرمہ میں ۴۷۴ھ کو فوت ہوئے، کتب خانہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد میں اس کا عکسی نسخہ نمبر: ۷۶ موجود ہے۔

Marfat.com

علی بن فضال بن علی رحمہ اللہ

فقہ حنبلی میں مقام عظیم کے مالک تھے، قرآن عزیز کی دو تفسیریں لکھی ایک کا نام ''برہان الحمیدی'' ہے بقول نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ ۳۵ جلدوں میں ہے اور دوسری کا نام ''الاکسیر فی علم التفسیر'' ہے ۴۷۹ھ کو وفات پائی۔

عبداللہ بن محمد انصاری الہروی رحمہ اللہ

طریقت کے امام زمانہ فقہ حنبلی کے مقلد تھے، مناظرہ میں اکثر وقت صرف ہوتا تھا، آپ کی تفسیر فارسی ''کشف الاستار وعدۃ الابرار'' ایک سو ستائیس تفاسیر کا خلاصہ ہے، وفات ۴۸۰ھ کو ہوئی۔

علی بن محمد بن موسیٰ معروف بہ بزدوی رحمہ اللہ

سمرقند کے علماء کا مرجع تھے، لقب ''امام الدنیا فی الفروع والاصول'' تھا۔ فقہ حنفی کے مفتی اعظم تھے، تفسیر قرآن عزیز پر بھی پورا عبور حاصل تھا۔
مفصل تفسیر لکھی جو ایک سو بیس جلدوں میں ہے ۴۸۲ھ وفات ہوئی سمرقند دفن کیا۔

علی بن الحسن بن علی رحمہ اللہ

نیشاپور کے حنفی علماء میں سے تھے۔ معتزلہ کے ساتھ کامیاب مناظرے کئے۔
۴۸۴ھ میں انتقال ہوا۔ آپ کی تفسیر ''تفسیر نیشاپوری'' مطبوعہ ہے۔

عبداللہ بن محمد بن باقیا

حنفی مسلک کے امام وقت تھے، فاضل بزاز کا لقب پایا صاحب قلم تھے آپ کی تصنیف متشابہات پر ''الجمان فی متشابہات القرآن'' ہے۔
۴۸۵ھ کو فوت ہوئے، یہ کتاب کویت کی وزارت نشر واشاعت نے ۱۹۶۸ء میں شائع کی تھی۔

Marfat.com

عبدالواحد بن محمد رحمہ اللہ

ابوالفرج رحمہ اللہ انصاری کے نام سے مشہور ہوئے اور شام کے شیخ مانے گئے آپ کی تفسیر قرآن تفسیر تیس جلد میں ہے۔

جس کا نام الجواہر ہے شیخ کی صاحبزادی رحمہ اللہ اس تفسیر کی حافظہ تھی، دمشق ہی میں ۴۸۶ھ کو فوت ہوئے۔

محمد بن عبدالحمید بن حسن رحمہ اللہ

سمرقند کے جلیل القدر حنفی عالم تھے۔ فقہ، اصول فقہ اور تفسیر قرآن عزیز میں مہارت تامہ رکھتے تھے، عمدہ تفسیر لکھی، ۴۸۸ھ کو فوت ہوئے۔

منصور بن محمد السمعانی رحمہ اللہ

احناف کے بلند پایہ صاحب علم اور صاحب قلم عالم تھے ایک تفسیر بھی ہے مولانا عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے فرمایا۔

آپ کی تفسیر سے کافی زمانہ تک لوگ فائدہ اٹھاتے رہے جس کا نام تفسیر الحسن ہے ۴۸۹ھ کو فوت ہوئے، کتب خانہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد میں عکسی نسخہ نمبر: ۳۳۰ موجود ہے۔

الامام ابوالقاسم عبدالکریم رحمہ اللہ

شافعی علماء محققین میں سے تھے ایک تفسیر ''لطائف الاشارات'' لکھی ۴۸۹ھ کو وفات پائی۔

علی بن سہل بن عباس رحمہ اللہ

نیشاپور کے عالم باعمل تھے، ایک تفسیر لکھی جس کا نام ''زادالحاضر والبادی'' ہے۔ ۴۹۱ھ کو وفات پائی۔

Marfat.com

ابوسعد محسن البیہقی رحمہ اللہ

ان جلیل القدر علماء سے تھے جن کو لغت، عربی ادب اور قرات اور احکام کے ساتھ تعلق تھا، جامع تفسیر مرتب کی جس کا نام ''التہذیب فی التفسیر'' ہے خلیفہ چلپی نے قلمی نسخہ ۶۵۲ھ کا لکھا ہوا خود دیکھا کئی جلدوں میں ہے، کامل قلمی نسخہ مخطوطہ ۱۱۰۰ھ ۹ جلدوں میں اورنٹیل لائبریری بانکی پور (بھارت) میں ہے۔ وفات ۴۹۴ھ کو ہوئی۔

عبدالوہاب بن محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ

شیراز کے قصبہ فاس میں پیدا ہوئے، تصانیف کی تعداد ۷۰ ہے، ایک جامع تفسیر ہے اس میں ترجمہ اور تفسیر کی شہادت کے طور پر ایک ہزار اشعار پیش کیے۔ ۵۰۰ھ کو شیراز میں فوت ہوئے۔

اس تفسیر کا پورا نام ''غرۃ التنزیل'' ہے کامل نسخہ استنبول کی مسجد ''آیا صوفیہ'' کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ امام راغب کی وفات ۵۰۲ھ کو ہوئی۔

Marfat.com

چھٹی صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

امام ابوالقاسم حسین بن محمد المعروف بالراغب الاصفہانی رحمہ اللہ

آپ کی کتاب مفردات القرآن سند کی درجہ رکھتی ہے امام رازی رحمہ اللہ نے امام راغب رحمہ اللہ کو فہم قرآن اور اسلامیات کی روح سمجھنے میں امام غزالی رحمہ اللہ کا ہم پلہ قرار دیا ہے۔ تفسیر الراغب ایک جلد میں ہے امام بیضاوی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اس سے استفادہ کیا ہے۔ اس تفسیر کا پورا نام ''غرۃ التنزیل'' ہے۔ کامل نسخہ استنبول کی مسجد آیا صوفیہ کے کُتب خانہ میں موجود ہے۔ امام راغب کی وفات ۵۰۲ھ کو ہوئی۔

ابوزکریا یحییٰ الخطیب تبریزی رحمہ اللہ

اعراب القرآن کی تشریح میں الملخص لکھی اور ایک جامعہ تفسیر بھی لکھی ہے، وفات ۵۰۲ھ کو ہوئی

عماد الدین محمد طبری رحمہ اللہ

فقہ شافعی کے عظیم مفتی تھے۔ آپ کی تالیفات میں ''احکام القرآن'' مشہور ہے۔ بغداد میں ۵۰۴ھ کو فوت ہوئے۔

محمد بن محمد بن احمد ابو حامد غزالی رحمہ اللہ

آپ کے وعظ و ارشاد میں سوز و گداز تھا، سامعین متاثر ہو جاتے تھے، تصانیف میں المستصفیٰ، احیاء العلوم، کیمیائے سعادت تفسیر قرآن عزیز جواہر القرآن مختصر ہے۔ مصر سے

Marfat.com

۱۳۳۹ھ کو شائع ہو چکی ہے۔ تفسیر سورۃ یوسف کا مخطوطہ محررہ ۱۱۶۱ھ پنجاب یونیورسٹی (لاہور) کی لائبریری میں محفوظ ہے۔ ۵۰۵ھ کا سال وفات ہے۔ آپ کی ایک تفسیر صوفیانہ طرز پر ''مشکوۃ الانوار'' کے نام سے ۱۹۶۴ء کو قاہرہ سے طبع ہو چکی ہے۔

ابوشجاع شیرویہ دیلمی رحمہ اللہ

آپ نے حدیث میں ایک مسند جمع کی ہے جس میں دس ہزار احادیث ہیں، ایک تفسیر بھی مرتب فرمائی جس کا ذکر علامہ سید سلیمان ندوی نے فرمایا ہے۔ ۵۰۹ھ کو وفات پائی۔

استاذ ابونصر بن ابی القاسم رحمہ اللہ

قشیری مشہور ہوئے قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی ہے۔ امام سبکی رحمہ اللہ نے لکھا ہے میں نے وہ تفسیر دیکھی ہے۔ وفات ۵۱۴ھ کو نیشاپور میں ہوئی۔

محی السنۃ ابومحمد حسین الفراء بغوی رحمہ اللہ

زاہد اور شب بیدار تھے، خشک روٹی پر گزارہ کیا، تفسیر معالم التنزیل لکھی جو تفسیر بغوی کے نام سے مشہور ہے، آپ نے اپنی تفاسیری اسناد کو باقاعدہ ذکر فرمایا ہے۔ دستیاب ہے۔ دیوبند کے ایک ادارہ نے اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ وفات ۵۱۶ھ کو ہوئی امام ابن تیمیہ نے کہا ''تفسیر البغوی اسلم من البدعة والاحادیث الضعیفة''۔

محمد بن عبدالملک الکرجی رحمہ اللہ

علم حدیث، فقہ، ادب اور تفسیر میں کمال حاصل تھا، شافعی المسلک تھے، قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی ہے۔ ۵۳۲ھ میں فوت ہوئے۔

اسمٰعیل بن محمد القرشی رحمہ اللہ

قوام السنۃ کے لقب سے مشہور ہوئے، ابن السمعانی وغیرہ علماء آپ کے شاگرد ہیں،

Marfat.com

درس تفسیر و حدیث کیلئے تین ہزار مجالس منعقد کیں قرآن کریم کی تین تفسیریں لکھیں ہیں۔ الجامع فی التفسیر۔ تین جلد۔ المعتمد فی التفسیر دس جلد۔ الموضح فی التفسیر فارسی تین جلد۔ عبد الاضحیٰ کے دن ۵۳۵ھ کو وفات پائی۔

عالی بن ابراہیم غزنوی رحمہ اللہ

جلیل القدر علماء میں سے تھے۔ ایک تفسیر بھی لکھی جس میں قرآنی رموز اور معارف کو بہ انداز عجیب بیان فرمایا ہے۔ ۵۳۷ھ کو وفات پائی۔ حدائق حنفیہ میں ان کی مرتبہ تفسیر کا نام "تفسیر التفسیر" بتایا گیا ہے۔

عمر بن محمد بن احمد نسفی رحمہ اللہ

سمرقند کے قریب نسف قصبہ میں پیدا ہوئے اپنی ایک کتاب تطویل الاسفار التحصیل الاسفار میں اپنے پانچسو اساتذہ کرام کا تذکرہ فرمایا، جنات رحمہ اللہ بھی آ کر آپ کے پاس علم حاصل کرتے تھے۔ انہیں مفتی الثقلین کہا گیا، آپ کی کتاب القند فی تذکرۃ علماء سمرقند بیس جلد میں ہے جامع صغیر کو نظم میں بیان کیا ہے ایک تفسیر التیسیر فی علم التفسیر لکھی ہے۔ جس کا ایک حصہ مکتوبہ ۱۱۸۵ھ پبلک لائبریری لاہور میں موجود ہے وفات ۵۳۸ھ کو ہوئی۔

محمد بن عبداللہ رحمہ اللہ

لقب ابن العربی رحمہ اللہ تھا۔ امام غزالی رحمہ اللہ سے اکتساب فیض کیا۔ تفسیر قرآن کریم پر کامل عبور تھا۔ قرآنیات پر کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ آپ کی کتاب احکام القرآن مشہور ہے جو فقہ مالکی میں دو جلدوں میں طبع ہوئی اور مکتبہ مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں موجود ہے اور آپ کی تصنیف انوار الفجر جامع اور مفصل تفسیر ہے بیس سال کی محنت کے بعد اس کو مرتب فرمایا جو اسی ہزار اوراق ہے۔ سکندریہ میں سلطان ابو عنان رحمہ اللہ فارس کے کتب خانہ میں موجود ہے جو اسی جلدوں میں ہے۔ ۵۴۳ھ کو فوت ہوئے۔

Marfat.com

ابوالمحاسن مسعود بن علی بیہقی رحمہ اللہ

فخرالزمان تھے آپ نے تفسیر بیہقی لکھی ۵۴۴ھ کو وفات پائی۔

احمد بن علی بن محمد رحمہ اللہ

ابوجعفرک کے لقب سے مشہور تھے۔ مقبول تفاسیر لکھیں جو آپ کی زندگی ہی میں مقبولیت حاصل کر گئیں۔ آپ کی ایک تصنیف المحیط بلغات القرآن بھی ہے۔ ۵۴۴ھ کو فوت ہوئے۔

محمد بن عبدالرحمٰن الزاھد رحمہ اللہ

علامہ مرغینانی رحمہ اللہ آپ کے شاگرد تھے آپ سلوک اور تصوف میں ممتاز مقام کے مالک تھے آپ کا لقب زاہد تھا ایک تفسیر لکھی ایک ہزار سے زائد اجزاء پر مشتمل ہے ۵۴۶ھ میں وفات پائی۔ علامہ کوثری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ تفسیر ایک سو مجلدات میں ہے۔ آپ احناف کے بڑے عالم تھے۔

محمد بن طیفور سجاوندی غزنوی رحمہ اللہ

داؤدی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ کان لہ تفسیر حسن قرآن حکیم کی ایک تفسیر عید المعانی ہے۔ اس کی جلد دوم سورۃ ابراہیم سے آخر قرآن تک مخطوطہ ۶۲۵ھ مصر کے کتب خانہ تیموریہ رحمہ اللہ میں ہے۔

امام امین الدین طبری رحمہ اللہ

مشہد کے ان مشہور علماء میں سے تھے جن کو تفسیر قرآنی کے ساتھ خاص شغف تھا چنانچہ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام مجمع البیان مرتب کی۔

۵۴۸ھ میں شہید ہوئے۔ تفسیر طبع ہو چکی ہے۔ اس کا ترجمہ فارسی زبان میں محمد بن احمد خواجگی شیرازی رحمہ اللہ نے کیا ہے۔

Marfat.com

ابو نصر احمد ارزاقی رحمہ اللہ

زاہدی کے لقب سے مشہور ہوئے قرآن عزیز کی ایک تفسیر فارسی میں بہ نام زاہدی رحمہ اللہ مرتب کی اس تفسیر کا بخارا اور اسکے قرب و جوار میں کافی چرچا تھا۔ بقول سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ، امام زاہدی رحمہ اللہ کی تفسیر کے ترجمہ نے سب سے زیادہ ہر دلعزیزی حاصل کی، اس تفسیر کے حوالے سے اکثر تفاسیر میں درج ہیں۔ احمد یحییٰ منیری رحمہ اللہ نے اس تفسیر کو معتبر سمجھا علامہ زاہدی نے ۵۴۹ھ کو وفات پائی۔ ادارہ تحقیقات پاکستان دانش گاہ لاہور، تفسیر زاہدی جلد اول و دوم ۶۲۲۱ بار چہار مہر از سعد الدین محمد یہ سال ۱۷۵۰ء ۱۱۶۴ھ نصف اول اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں قلمی موجود ہے۔ (۵۱۹ھ) کل صفحات ۱۵۰۶ ہیں۔

ابو عبد اللہ الحسین المروزی رحمہ اللہ

لغت، ادب، فقہ پر کئی کتابیں لکھیں، جن کی تعداد علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے چار سو سے زائد لکھی ہے۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے۔ ۵۵۹ھ کو وفات پائی۔

ابو الفضل خوارزمی

زین المشائخ بقالی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ تفسیر مفتاح التنزیل لکھی، وفات ۵۶۲ھ قلمی نسخہ دمشق میں موجود ہے۔

ابو العباس خضر بن نصر رحمہ اللہ

داؤدی رحمہ اللہ نے کہا ہے کان من الائمۃ آپ کی تصنیفات میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبات کا مجموعہ بھی ہے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے ۵۶۷ھ کو انتقال فرمایا۔

ابو عبد اللہ بن ظفر بن محمد رحمہ اللہ

حجۃ الدین رحمہ اللہ کے لقب سے مشہور ہوئے، ولادت صقلیہ میں ہوئی تربیت مکہ

Marfat.com

مکرمہ میں علماء حرم سے استفادہ کیا، ایک تفسیر لکھی جس کا نام ینبوع الحیات ہے۔ الینبوع فی علوم القرآن لکھا ہے تفسیر حلب میں شیعہ سنی فسادات میں ضائع ہو گئی متفرق اجزاء دار الکتب المصریہ کے قلمی ذخیرہ میں موجود ہیں۔ ۵۶۷ھ کو فوت ہوئے۔

ابو بکر محمد عبد الغنی بن قاسم رحمہ اللہ

فقہ شافعی کے ممتاز علماء میں سے تھے۔ تفسیر ضیاء القلوب کا اختصار کیا، مصر میں ۵۷۲ھ کو وفات پائی

شیخ ظہیر الدین نیشاپوری رحمہ اللہ

قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام البصائر فی التفسیر لکھی جو کئی جلد فارسی میں ہے وفات ۵۷۷ھ کو ہوئی۔ قدیم نسخہ مخطوطہ ۶۸۲ھ بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

علی بن عبد اللہ رحمہ اللہ

ابن النعمہ کے نام سے مشہور ہوئے کئی کتابیں جن میں سے ایک قرآن عزیز کی تفسیر ری الظمان ہے جو کئی جلدوں میں ہے۔ ۵۷۷ھ کو وفات پائی۔

ابو القاسم عبد الرحمٰن سہیلی رحمہ اللہ

مراکش کے مشہور سیرت و تفسیر کے عالم تھے تفسیر کلمات مبہمہ پر ایک کتاب لکھی جس کا نام التعریف والاعلام ہے ۵۸۴ھ کو مراکش میں وفات پائی۔ سہیلی مناجات جو اشعار میں ہے اور علماء میں مستجاب سمجھی جاتی ہے انہیں کا کلام ہے:

یا من یرجی للشدائد کلھا	یامن الیہ المشتکی والمفزع
یامن خزائن رزقہ فی قول کن	امنن فان الخیر عندک اجمع
حاشا لجودک ان تقنط عاصیا	الفضل اجزل والمواہب اوسع

Marfat.com

ناصرالدین عالی غزنوی رحمہ اللہ

احناف میں سے مشہور مفسر گزرے ہیں، ایک تفسیر کا نام تفسیر التفسیر ہے اور دو جلدوں میں ہے آپ کی وفات ۵۸۲ھ کو ہوئی۔

علی بن ابی العز الباجسرانی رحمہ اللہ

حنبلی المذہب اور متقی و پرہیز گار عالم تھے۔ تفسیر چار جلدوں میں لکھی ۵۸۸ھ کو فوت ہوئے

احمد بن اسمٰعیل قزوینی رحمہ اللہ

عابد اور شب بیدار تھے۔ آخر عمر میں ہر رات ایک بار ختم کرلیا کرتے تھے، تفسیر بھی لکھی جس کی خصوصیت یہ کہ جو کلمہ ایک دفعہ ذکر کیا ہے اس کو دوبارہ نہیں لائے۔ ۵۹۰ھ کو وفات ہوئی۔

ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی رحمہ اللہ

بغداد کے مشہور حنبلی عالم تھے، مصنف، واعظ اور مناظر بھی تھے۔ وعظ میں ہزاروں کا مجمع ہوتا تھا۔ سیاح ابن جبیر ۵۸۰ھ کا اپنا مشاہدہ لکھتا ہے کرسی پر آ کر بیٹھ گئے تو چند قاریوں نے مختلف مقامات سے آیات قرآنی تلاوت کیں۔

اس قدر جامع اور مؤثر تفسیر فرمائی سب کی آنکھیں پرنم ہو گئیں اور ہزاروں انسانوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی تصانیف کی تعداد دو سو پچاس بتائی گئی ہے۔

(۱) زاد المسیر فی علم التفسیر چار جلدوں میں۔ قلمی نسخہ مدینہ منورہ کے کتب خانہ محمودیہ میں ہے۔

نسخہ محررہ ۶۵۶ھ کتب خانہ ٹونک میں آج کل یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں چھپ کر دستیاب ہے۔

(۲) المغنی فی التفسیر۔

Marfat.com

(۳) فنون فی علوم القرآن اس کا قلمی نسخہ دار الکتب المصریہ میں موجود ہے۔
(۴) المدھش قرآنی آیات کا باہمی ربط اور چند قواعد ترجمہ وتفسیر پاکستان میں بھی طبع ہو چکی ہے۔ رمضان المبارک ۵۹۷ھ کو فوت ہوئے۔

الحسن بن الخطیر نعمانی رحمہ اللہ

تفسیر حدیث، لغت، حساب، طب میں اپنے وقت کے مشہور عالم تھے، ایک تفسیر لکھی جو کئی جلد ہے۔ ۵۹۸ھ کو فوت ہوئے۔

عبدالمنعم بن محمد الخزرجی رحمہ اللہ

ابن الفرس کے نام سے شہرت پائی احکام القرآن پر ایک تفسیر لکھی۔ ۵۹۹ھ کو نماز پڑھتے ہوئے وفات پائی۔

Marfat.com

ساتویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

شیخ ابو محمد روز بہان بقلی رحمہ اللہ

شیراز کے مشہور واعظ اور عالم دین تھے، تفسیر بہ نام عرائس البیان فی حقائق القران لکھی جو صوفیانہ مشرب پر بطرز وعظ ہے۔ اس میں رطب و یابس کو جمع کر دیا ہے علماء کے ہاں ناقابل استناد ہے۔ وفات ۶۰۶ھ کو ہوئی، یہ تفسیر مطبوعہ اور دستیاب ہے۔ ایک دوسری تفسیر لطائف البیان فی تفسیر القران میں صرف مفسرین کے اقوال جمع کر دیئے ہیں۔

مبارک بن محمد عبدالکریم شیبانی

ابن الاثیر کی کنیت سے مشہور ہیں، ابن کلیب سے استماع حدیث و تفسیر کیا، تصانیف شرح مسند الامام شافعی رحمہ اللہ اور تفسیر القرآن الکریم جو دستیاب ہے۔ وفات ذی الحجہ ۶۰۶ھ کو ہوئی۔

عبدالجلیل بن موسیٰ انصاری رحمہ اللہ

شعب الایمان اور قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی ہے۔ ۶۰۸ھ کو فوت ہوئے۔

تاج الاسلام المروزی سمعانی رحمہ اللہ

نیشاپور میں پیدا ہوئے طلب علم کیلئے دور دراز کا سفر کیا حتیٰ کہ آپ کے اساتذہ کی تعداد چار ہزار ہے۔ تصانیف میں ایک تفسیر بھی ہے جس کے متعلق قاضی ابن خلکان رحمہ اللہ نے فرمایا "کتاب نفیس"۔ ۶۱۴ھ کو وفات پائی۔

Marfat.com

عبداللہ بن الحسین العکبری

قرآن کریم کے اعراب وقرأت پر ایک کتاب لکھی جو اعراب ابی البقاء کے نام سے مشہور ہوئی ایک کتاب البیان فی اعراب القرآن بھی ہے منسوب ہے۔ وفات ۶۱۶ھ کو ہوئی۔ اعراب ابی البقاء ۱۳۰۶ھ کو پہلی بار مصر سے شائع ہوئی۔

ابو محمد عبدالکبیر بن غافقی رحمہ اللہ

نامور علماء میں سے تھے۔ تصنیفات میں ایک قرآن حکیم کی تفسیر بھی ہے جس میں کشاف کی تفسیر اور تفسیر ابن عطیہ کو جمع کر کے اضافہ بھی کیا ہے۔ وفات ۶۱۷ھ کو ہوئی۔

نجم الدین خیوقی رحمہ اللہ

آپ عالم باعمل تھے امام رازی رحمہ اللہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت توبہ کی تھی۔ قرآن عزیز کی ایک جامع تفسیر لکھی جو بارہ جلدوں میں ہے۔ ۶۱۸ھ کو فتنہ تاتار میں شہید کردیئے گئے۔

الشیخ فخرالدین محمد الحرانی رحمہ اللہ

ابن الجوزی رحمہ اللہ کے حلقہ خواص میں شامل تھے۔ ایک تفسیر مرتب کی جو کئی مجلدات میں ہے۔ ۶۲۲ھ کو حران میں وفات پائی۔

یحییٰ بن احمد بن خلیل رحمہ اللہ

علم اصول اور تفسیر کے ممتاز مدرس تھے۔ اشبیلیہ میں آپ کا حلقہ درس دوسرے تمام دینی مدارس سے زیادہ وسیع تھا تصنیف کا کام بھی کرتے تھے۔ تفسیر کشاف پر تنقیدی تبصرہ کیا جو بہ نام الحسنات والسیات ہے وفات ۶۲۶ھ کو ہوئی۔

امام عبدالسلام بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ

ابن برجان کے نام سے مشہور ہوئے الارشاد فی تفسیر القرآن لکھی جو کئی جلدوں میں ہے اس کا ایک عکسی نسخہ جامع الاول العربیہ قاہرہ کے علمی ذخائر میں موجود ہے ۶۲۷ھ کو وفات پائی۔

Marfat.com

علی بن احمد بن الحسن حرالی رحمہ اللہ

تفسیر قرآن عزیز میں منفرد شان کے مالک تھے نہایت محققانہ طور پر باربط درس قرآن عزیز دیا کرتے تھے تفسیر قرآن کریم کے قواعد پر ایک کتاب لکھی جس کا نام "مفتاح اللب المقفل علی افہم القرآن المنزل" ہے امام بقاعی نے اپنی تفسیر "بقاعی" کی بنیاد اسی کتاب پر رکھی ہے۔ ایک تفسیر بھی لکھی ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا "وله تفسير عجيب" قصبہ حرالی ملک شام میں اچانک وفات ۶۲۷ھ کو ہوئی۔

حسام الدین محمد سمرقندی رحمہ اللہ

فقہ اور فتاوی میں آپ کا مرتبہ کامل الفتاوی مستند ہے۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام "مطلع المعانی ومنبع المبانی" لکھی جو کئی جلدوں میں ہے آپ کی وفات ۶۲۸ھ کو ہوئی۔

معافی بن اسمٰعیل ابی سفیان رحمہ اللہ

ممتاز شافعی علماء میں سے تھے۔ "نہایۃ البیان فی تفسیر القرآن" لکھی اور اپنی زندگی میں ہی اس کا درس بھی دیتے، چھ جلدوں میں ہے، آپ کی وفات ۶۳۰ھ میں ہوئی۔

شہاب الدین عمر سہروردی رحمہ اللہ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے، بابا فرید الدین شکر گنج رحمہ اللہ اور حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمہ اللہ ملتانی بھی آپ سے اکتساب فیض کیلئے بغداد پہنچے، تصوف میں آپ کی بلند پایہ کتاب "عوارف المعارف" مشہور ہے۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کا نام "بغیۃ البیان فی تفسیر القرآن" ہے اس کا قلمی نسخہ مصر کے کتب خانہ فریویہ میں محفوظ ہے۔ وفات ۶۳۲ھ کو ہوئی۔ مزار عالی بغداد ہی میں ہے۔ بعض علماء نے فرمایا "نجتہ البیان فی تفسیر القرآن" ہے۔

Marfat.com

عبدالغنی بن محمد القاسم رحمہ اللہ

مفسر قرآن محمد بن القاسم الحرانی رحمہ اللہ کے صاحبزادے ہیں۔ قرآن حکیم کی تفسیر لکھی جس کا نام ''الزائد علی تفسیر الوالد'' رکھا ۶۳۹ھ کو وفات پائی۔

امام بکر فضل رحمہ اللہ

بخارا کے حنفی علماء میں سے ہیں۔ فقہ اور تفسیر میں قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں تفسیر فارسی لکھی جس کا نام ''لطائف التفسیر'' ہے۔ وفات ۶۴۰ھ میں ہوئی۔ ''لطائف التفسیر'' کا قلمی نسخہ امداد العلماء حضرت امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ العزیز کے ذاتی کتب میں تھا۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کو دیدیا گیا۔

علم الدین علی

آپکا لقب امام سخاوی رحمہ اللہ ہے۔ استاذ القراء تھے دمشق میں درس قرآن مجید و درس حدیث دیتے تھے۔ شاطبیہ کی ایک شرح اور قرآن مجید کی ایک تفسیر بھی لکھی وفات ۶۴۳ھ کو ہوئی

عبدالرحمٰن بن محمد اللخمی رحمہ اللہ

احناف کے بلند پایہ عالم مدرس، مناظر اور مصنف تھے۔ مفید ترین کتابیں لکھیں اربعہ قرآن مجید کی جامع تفسیر بھی لکھی۔ ۶۴۳ھ کو وفات ہوئی۔

نجم الدین بشیر الزمینی رحمہ اللہ

تبریز کے شافعی عالم تھے قرآن مجید کی تفسیر کئی جلدوں میں لکھی مکہ مکرمہ میں ۶۴۶ھ کو فوت ہوئے

شیخ عبدالواحد زملکانی رحمہ اللہ

ایک تفسیر ''نہایۃ التامیل فی علوم الترمیل'' ہے اس کے دو نسخے دار الکتب المصریہ میں موجود ہیں۔ ۶۵۱ھ کو فوت ہوئے۔

Marfat.com

یوسف بن قزاغلی الجوزی رحمہ اللہ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کے پوتے ہیں جدامجد سے پڑھا مشہور حنفی محقق، عالم ربانی جمال حصیری رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں تکمیل کی، باپ دادا اگرچہ حنبلی تھے مگر آپ نے حنفی مسلک اختیار کیا اور مناقب ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر ایک کتاب لکھی، تاریخ کے موضوع پر ''مراۃ الزمان'' اور فقہ حنفی میں ''جامع کبیر'' قرآن کریم کی ایک تفسیر انتیس جلدوں میں لکھی ۶۵۴ھ کو فوت ہوئے۔

محمد بن عبداللہ المرسی رحمہ اللہ

مکہ مکرمہ خراسان اور دیگر اسلامی ممالک کا سفر طلب علم کیلئے کیا، قرآن کریم کی تین تفسیریں لکھیں۔ التفسیر الکبیر، التفسیر الاوسط، التفسیر الصغیر ۶۵۵ھ کو فوت ہوئے۔

الامام شیخ عزالدین رحمہ اللہ

اپنے قصبہ راس عین کی نسبت سے الراسعی حنبلی کہلاتے تھے قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام رموز الکنوز لکھی جو آٹھ جلدوں میں ہے۔ کافی مقبول رہی، قاضی جمال الدین رحمہ اللہ اس کے حافظ تھے۔ انتقال ۶۶۰ھ کو ہوا۔

عبدالعزیز بن عبدالسلام السلمی رحمہ اللہ

سیف الدین آمدی رحمہ اللہ وغیرہما نے آپ کو سلطان العلماء کا لقب دیا تھا، دمشق میں افتاء اور تدریس کا کام کرتے تھے بدعات اور منکرات کے سخت مخالف تھے۔ سہروردی قدس سرہ العزیز کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ مستجاب الدعاء بھی تھے۔ جب فرنگیوں نے دمیاط پر حملہ کیا آپ نے ان کی ناکامی کی دُعاء کی تو ایسی ہوا چلی کہ ان کی کشتیاں اور جہاز غرق ہوگئے مجازاۃ القرآن کے نام سے مختصر جامع تفسیر لکھی جو مصر سے شائع ہو چکی ہے۔ ایک بڑی تفسیر بھی لکھی ہے۔ ۶۶۰ھ کو وفات پائی قرافہ کبری قاہرہ میں دفن ہوئے۔

Marfat.com

عبدالرزاق بن رزق الحنبلی رحمہ اللہ

ایک تفسیر لکھی جس کا نام مطلع انوار التنزیل ومفاتح اسرار التاویل ہے۔ چار جلد ہے امام سیوطی رحمہ اللہ نے اس کا خلاصہ بھی لکھا ہے وفات ۶۶۱ھ کو ہوئی۔

عبدالعزیز بن ابراہیم القرشی رحمہ اللہ

ابن سریرہ کے نام سے مشہور ہوئے ایک تفسیر لکھی جو تسیر کشاف اور تفسیر ابن عطیہ دونوں کا مجموعہ ہے۔ وفات ۶۶۲ھ کو ہوئی۔

محمد بن سلیمان رحمہ اللہ

ولی کامل تھے۔ احناف میں ممتاز درجہ کے مالک تھے۔ ایک تفسیر لکھی جو تفسیر ابن نقیب کے نام سے مشہور ہے یہ تفسیر ۹۹ مجلدات میں ہے مفصل ہونے کے باوجود یہ تفسیر قابل استناد سمجھی گئی شعرانی رحمہ اللہ نے فرمایا

"میں نے اس سے بڑی کوئی تفسیر نہیں دیکھی" یہ تفسیر دراصل پچاس تفاسیر کا مجموعہ ہے اور اس کا نام التحریر والتحیر ہے۔ ۶۶۸ کو فوت ہوئے۔

محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح رحمہ اللہ

قرطبہ کے عظیم مفسر تھے۔ ایک تفسیر احکام القرآن صرف آیات احکام ہی کی تفسیر لکھی جو بارہ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ زاہدانہ اور درویشانہ زندگی بسر کی۔ شوال ۶۷۱ھ کو وفات پائی۔ یہ تفسیر قرطبی کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

عبدالعزیز بن احمد دبیری رحمہ اللہ

اپنے زمانہ کے جامع المعقول والمنقول تھے ایک تفسیر لکھی جس کا نام تفسیر دبیری ہے آپ کی وفات ۶۷۳ کو ہوئی۔

Marfat.com

موفق الدین احمد کواشی رحمہ اللہ

فقہ شافعی کے مستند اور محقق عالم تھے۔ ایک تفسیر لکھی جس کا نام کشف الحقائق فی التفسیر ہے۔ مرتب کر کے اس کے نسخے اس دور کے علمی مراکز مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ اور بیت المقدس کو بھی بھیجے۔ یہ تفسیر مفسرین کرام کے ہاں قابل استناد ہے۔ امام شعرانی رحمہ اللہ نے تفسیر کواشی کو دس بار مطالعہ کیا ہے۔ سیوطی رحمہ اللہ نے اس پر اعتماد کیا۔ یعقوب چرخی رحمہ اللہ نے استفادہ کیا ہے۔ کواشی ۶۸۰ھ کو فوت ہوئے۔ آپ کی تفسیر کے ایک حصہ کا نسخہ ٹونک کے کتب خانہ میں موجود ہے دوسرا حصہ ''التبصرہ'' کا ایک نسخہ مکتوبہ ۱۱۰۷ھ کتب خانہ جامع پاشا موصل میں ہے۔ اسی ''التبصرہ'' ایک نسخہ جو ایک ہی جلد میں ہے مکتوبہ ۱۰۷ھ میں ''حلب'' کے کتب خانہ عثمانیہ میں موجود ہے۔

عبدالجبار بن عبدالخالق رحمہ اللہ

وعظ بھی فرمایا کرتے تھے۔ ایک تفسیر لکھی جو آٹھ جلدوں میں ہے۔ بغداد میں شعبان ۶۸۱ھ کو فوت ہوئے

احمد بن محمد بن منصور

ابن المنیر کے نام سے مشہور ہوئے آپ کی ولادت اسکندریہ میں ہوئی۔ قرآن کریم کی تفسیر لکھی جو ہر دور میں قابل اعتماد سمجھی گئی ۶۸۳ھ کو وفات پائی۔

احمد بن عمر الانصاری رحمہ اللہ

زندگی قرآن وسنت کی روشنی میں گزری خرقہ خلافت ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ سے عطا ہوا تھا۔ آپ کی تصانیف فقہ میں ''تہذیب'' عقائد میں ''ارشاد'' حدیث میں ''مصابیح'' اور تفسیر میں ''مہدوی'' مشہور ہیں جو دس جلدوں میں ہے۔ آپ کی وفات ۶۸۵ھ کو ہوئی۔

قاضی ناصر الدین بیضاوی رحمہ اللہ

بڑے عالم دین اور مصنف تھے۔ آپ کی تفسیر انوار التنزیل تفسیر بیضاوی کے نام

Marfat.com

سے مشہور ہے اس تفسیر میں علمی ادبی فوائد کا بیش بہا ذخیرہ جمع ہے عقائد اہل سنت کی تائید اور معتزلہ کی مدلل تردید بھی کی گئی ہے اس تفسیر کو قبولیت حاصل ہوئی۔ انتقال ٦٨٥ھ کو ہوا۔ قلمی نسخہ محررہ ٩٥٧ھ مولانا منظور الحسینی رحمہ اللہ اٹک ضلع جہلم کے پاس ہے۔ ایک قلمی نسخہ محررہ ١٠٠٧ھ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں ہے۔ ایک قلمی نسخہ محررہ ٩٩١ھ ندوۃ المصنفین اعظم گڑھ میں ہے۔ نواب ضابطہ خان کے ملازم حافظ محمد یوسف رحمہ اللہ کاندھلوی تفسیر بیضاوی کے حافظ تھے'' امام سیوطی رحمہ اللہ نے اس تفسیر کی بہت تعریف کی۔ سیوطی رحمہ اللہ (م ٩١١ھ) کا مرتبہ حاشیہ بہ نام نواھد الابکار و شواھد الافکار طبع ہو چکا ہے۔ ایک نسخہ ضلع اٹک (کیمبلپور) کے مشہور صوفی عالم مولوی صاحب مرحوم مکھڈ کے ذاتی کتاب خانہ میں موجود ہے۔ اس تفسیر پر تنقیدی مواخذات شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ، بہاؤ الدین آملی نے کئے اور ان مقامات کی نشاندہی بھی کر دی ہے جو باہمی متضادات اور متناقض ہیں۔

محمد بن محمد رحمہ اللہ

برہان نسفی کے نام سے مشہور تھے ممتاز عالم تھے۔ امام رازی رحمہ اللہ کی مرتبہ تفسیر کا انتخاب لکھا۔ ٦٨٧ھ کو فوت ہوئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پہلو میں دفن کر دیئے گئے۔

شیخ نجم الدین رحمہ اللہ المعروف بہ دایہ

ممتاز صوفیاء کرام میں سے تھے نجم الدین ابوالجناب سے اکتساب علم کیا، کچھ پاروں کی تفسیر بہ نام تاویل النجمیہ لکھی، جو بحر الحقائق کے نام سے مشہور تھی۔ اس تفسیر کو احمد بن محمد رحمہ اللہ البیابانکی ٧٣٦ھ نے مکمل فرمایا پانچ بڑی جلدوں میں ہے۔ مخطوطہ دار الکتب مصریہ میں محفوظ ہے۔ ناقص نسخہ کتب خانہ فاضلیہ گڑھی افغاناں میں ہے۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

آٹھویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

ابوالبرکات عبداللہ رحمہ اللہ

نسفی مشہور تھے فقہ حنفی اور علم کلام کے بہت بڑے عالم تھے۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر بنام مدارک التنزیل لکھی جو تفسیر مدارک کے نام سے مشہور ہے۔ اہل السنۃ والجماعت اور فقہ حنفی کو مدلل ثابت فرمایا ہے۔ یہ تفسیر مطبوعہ اور عام دستیاب ہے۔ مفید اور جامع شرح مولانا عبدالحق مہاجر مکی رحمہ اللہ نے بہ نام الاکلیل علی مدارک التنزیل لکھی ہے۔ علامہ نسفی رحمہ اللہ نے ۷۰۱ھ کو وفات پائی۔

امام بدرالدین

حلبی رحمہ اللہ مشہور ہوئے۔ تفسیر کشاف پر محاکمہ کرتے ہوئے ایک کتاب بنام مختصر الراشف عن زلل الکاشف لکھی۔ ۷۰۵ھ کو فوت ہوئے۔

علامہ قطب الدین محمود بن مسعود رحمہ اللہ

شیراز کے جلیل القدر عالم حنفی تھے تفسیر پر عبور حاصل تھا۔ تفسیر لکھی جس کا نام علامی ہے۔ چالیس جلدوں میں ہے وفات تبریز میں ۷۱۰ھ کو ہوئی۔ بعض نے اس کا نام مفتاح المنان فی تفسیر القرآن لکھا ہے، اس تفسیر کی پہلی جلد قلمی دارالکتب المصریہ میں ہے۔ استنبول میں محمد اسعد رحمہ اللہ کے کتب خانہ میں کامل نسخہ بھی ہے۔

خواجہ رشید الدین فضل رحمہ اللہ

ہمدان کے ان علماء میں سے تھے جو علم و فضل کے ساتھ ملکی امور کا بھی وسیع تجربہ رکھتے

Marfat.com

تھے۔ چنانچہ سلطان ابو سعید رحمہ اللہ نے آپ کو وزیر مقرر کر لیا تھا۔ مبسوط اور جامع تفسیر مرتب فرمائی جس پر علماء نے تقاریظ لکھی ہیں وفات ۷۱۸ھ کو ہوئی۔

عماد الکندی

اسکندریہ کے قاضی تھے۔ غرناطہ میں سکونت اختیار کر لی تھی، علم تفسیر کتاب بہ نام کفیل لمعانی التنزیل لکھی جو ۲۳ جلدوں میں ہے۔ یہ تفسیر کشاف کی شرح ہے اور اس پر مناقشات کی توجیہات پر مشتمل ہے۔ وفات ۷۲۰ھ کو ہوئی۔

احمد بن محمد بن عثمان رحمہ اللہ

البناء رحمہ اللہ کے نام سے مشہور تھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی باء کی تفسیر میں مستقل کتاب لکھی۔ سورۃ العصر اور سورۃ الکوثر کی مستقل تفاسیر بھی لکھیں۔ قرآن کریم کے رسم الخط کی امتیازی شان پر ایک کتاب بہ نام ''عنوان الدلیل مرسوم خط التنزیل'' لکھی تفسیر کشاف کا بہترین حاشیہ مرتب فرمایا۔ ۷۲۴ھ کو وفات ہوئی۔

احمد بن محمد مکی رحمہ اللہ

قمولی کے لقب سے مشہور تھے۔ تدریس، تصنیف اور افتاء کے ماہر تھے آپ کی تصانیف میں البحر المحیط اور جواہر البحر مشہور ہیں تفسیر کبیر کا تکملہ لکھا۔ ۷۲۷ھ کو انتقال ہوا۔

احمد بن محمد بن عبد الولی رحمہ اللہ

المقدسی بن جبارہ کے نام سے مشہور تھے ایک تفسیر بہ نام فتح القدیر لکھی، بیت المقدس میں ۷۲۷ھ کو فوت ہوئے۔

نظام الدین قمی نیشاپوری

مشہور نام نظام الاعرج ہے فلسفہ، تصوف اور جغرافیہ کے ماہر تھے۔ ایک تفسیر بھی لکھی۔ اس کا نام غرائب القرآن ورغائب الفرقان ہے۔ دوسری تفسیر لب التاویل فی

Marfat.com

تفسیر القرآن ہے۔ایک جلد میں ہے۔غرائب القرآن کا قلمی نسخہ مخطوطہ ۸۲ ۷ھ کتب خانہ درگاہ حضرت پیر محمد شاہ صاحب احمد آباد میں ہے ایک مخطوطہ کتب خانہ دار المصنفین اعظم گڑھ میں موجود ہے۔سال وفات ۷۲۸ھ۔۷۱۰ھ لکھی ہے۔

السید محمد بن ادریس رحمہ اللہ

بڑے مفسر تھے۔آپ کی تفاسیر کے نام التیسیر ، الاکسیر الابریز فی تفسیر القرآن العزیز، اورالنہج القویم فی تفسیر القرآن الکریم مشہور ہیں ۷۳۰ھ کو وفات پائی۔

امام برھان الدین الجعبری رحمہ اللہ

نزول قرآن عزیز کو ایک بلیغ قصیدہ میں مدون کر دیا۔جس کا نام ''تقریب المامول فی ترتیب النزول'' ہے۔یہ قصیدہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی مولفہ الاتقان میں نقل ہے آپ کی وفات ۷۳۲ھ کو ہوئی۔

عبدالواحد ابن المنیر رحمہ اللہ

خاندان علمی تھا۔علماء زمانہ نے عزالقضاۃ کا خطاب دیا تھا۔قرآن عزیز کی ایک تفسیر دس جلدوں میں لکھی جو تفسیر ابن المنی کے نام سے مشہور اور دستیاب ہے ۷۳۶ھ کو وفات ہوئی۔

احمد بن محمد السمنانی

قرآن عزیز کے ساتھ آپ کا عشق تھا۔قابل قدر تھے۔ابن عربی کے نظریات کے شدید مخالف تھے۔آپ نے ایک تفسیر مرتب کی جو تیرہ جلدوں میں ہے۔ایک کتاب ''تکملنہ التاویلات النجمیہ'' بھی لکھی۔بغداد میں ۷۳۶ھ کو وفات ہوئی۔

ھبۃ اللہ رحمۃ اللہ

شرف الدین البارزی کے نام سے شہرت پائی آپ کا فتوی آخری فتوی سمجھا جاتا تھا۔

Marfat.com

ایک تفسیر ''روضات الجنان فی تفسیر القرآن'' دس جلدوں میں ہے۔آپ کا انتقال ۷۳۷ھ کو ہوا۔عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام پر مدلل فتویٰ تحریر فرمایا۔

علی بن عثمان بن حسان رحمہ اللہ

دمشق تقی واسطی رحمہ اللہ ، علامہ نووی رحمہ اللہ سے اکتساب فیض کیا۔جلیل القدر عالم تھے۔تفسیر طبری کا اختصار کیا۔۷۳۹ھ کو وفات پائی۔

الشیخ علاؤ الدین علی بن محمد رحمہ اللہ

مزاج تصوف کی طرف مائل تھا، دمشق کی خانقاہ السمساطیہ کے عظیم کتب خانہ کے ناظم مقرر ہوئے۔علامہ بغوی رحمہ اللہ کی مرتبہ تفسیر معالم التنزیل کا اختصار بنام لباب التاویل کیا جو تفسیر خازن کے نام سے مشہور اور عام دستیاب ہے۔وفات ۷۴۱ھ کو حلب میں ہوئی۔

ابو الحسین بن ابی بکر

اسکندریہ کی نسبت سے اسکندری کہلائے، تفسیر لکھی جو ''تفسیر الاسکندری'' کے نام سے دس جلدوں میں ہے۔۷۴۱ھ کو وفات پائی۔

الحسین بن محمد

قصبہ طیب میں پیدا ہوئے اسی لئے طیبی رحمہ اللہ کہلائے۔علم حدیث اور تفسیر پر بالغ نظر رکھتے تھے۔مشکوۃ شریف کا حاشیہ طیبی کے نام سے مشہور ہے۔اس کا ایک مخطوطہ گڑھی افغانان متصل حسن ابدال رحمہ اللہ کی خانقاہ فاضلیہ میں موجود ہے۔علم تفسیر میں تفسیر کشاف کا حاشیہ ''فتوح الغیب فی الکشف عن قناع الریب'' لکھا جو آٹھ جلدوں میں طبع ہو چکا ہے۔
جب یہ حاشیہ لکھنے کا ارادہ کیا تو خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طیبی کو دودھ کا بھرا ہوا پیالہ عنایت فرمایا۔اس حاشیہ کے متعلق ابن خلدون نے لکھا کہ علامہ طیبی نے یہ ثابت

Marfat.com

کیا کہ صحیح بلاغت وہی ہے جو اہل السنۃ کے اختیار کردہ طریقہ تعبیر سے ادا ہوتی ہے۔ معتزلہ کے اعتراضات اور تنقیدات کے وندان شکن جوابات بھی دیئے۔ مفسر نے تمام علوم بلاغت کو بالاستیعاب لکھ کر معانی کا حق ادا کیا ہے۔ درس تفسیر کو مکمل فرما چکے۔ روبقبلہ بیٹھے ہوئے تھے کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ ۷۴۳ھ کا دن تھا۔ حاشیہ طیبی رحمہ اللہ قلمی نسخہ محررہ ۷۲۷ھ خدابخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔

محمد بن یوسف ابن حیان اثیر الدین رحمہ اللہ

آپ کے اساتذہ کی تعداد چار سو پچاس ہے۔ سلف صالحین کے پورے متبع اور مقلد تھے، قرآن کریم کی تفسیر البحر المحیط مشہور ہے۔ بقول علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ "ابن حیان رحمہ اللہ ان علماء کرام میں سے ہیں جن کی تصانیف ان کی زندگی میں قبول ہو چکی تھیں۔" ایک غریب القرآن بھی ہے۔ البحر المحیط ۱۳۲۸ھ کو طبع ہو چکی ہے۔ وفات ۷۴۵ھ کو قاہرہ میں دفن ہوئے۔

احمد بن الحسن جاربردی رحمہ اللہ

فخر الدین لقب تھا علم صرف ونحو میں واقعی امام تھے۔ امام بیضاوی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ تفسیر کشاف پر مفید اور جامع حاشیہ لکھا۔

تبریز میں رمضان ۷۴۶ھ کو فوت ہوئے۔

احمد بن عبد القادر القیسی رحمہ اللہ

محقق حنفی عالم تھے۔ البحر المحیط کا انتخاب الدار اللقیط لکھا جو البحر المحیط کے حاشیہ پر طبع ہو چکا ہے ۷۴۷ھ کو وفات پائی۔

محمد بن احمد اللبان رحمہ اللہ

آپ کی کتاب تفسیر الایات المتشابہات الی الآیات المحکمات مطبوعہ اور دستیاب ہے ۷۴۹ھ کو وفات ہوئی۔

Marfat.com

علامہ شمس الدین ابن القیم رحمہ اللہ

علماء مصر سے اکتساب علوم کیا۔ ابن تیمیہ کی شاگردی ایسی اختیار کی کہ سایہ کی طرح زندگی بھر ان کے ساتھ رہے، مگر بعض عقائد میں اسی طرح مسلک علماء حق سے انحراف تھا۔ آپ کے ہمعصر علامہ سبکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب السیف الصقیل فی الرد علی ابن الزفیل میں آپ پر تنقید فرمائی ہے۔ جامع کتاب زاد المعاد مرتب کی ہے اور کتاب الروح جیسی مایہ ناز کتاب بھی علمی شاہکار ہے قرآن کریم کی قسموں پر ایک جامع کتاب ''البتیان'' لکھی جو چھپ کر تفسیر ابن القیم کے نام سے دستیاب ہے۔ وفات ۷۵۱ھ کو ہوئی۔

شہاب الدین مسعود السمین

الحلبی المصری رحمہ اللہ کہلائے۔ تفسیر میں احکام القرآن نامی ایک کتاب لکھی ایک تفسیر بھی لکھی جس کا نام ''الدار المصون فی علم الکتب المکنون'' ہے اس میں صحابہ کرامؓ اور تابعین رحمہ اللہ کے اقوال تفسیر یہ بہ نشان نام جمع فرما دیئے ہیں اور یہ مختصر تفسیر ہے۔ مفصل تفسیر بھی لکھی ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے ''میں نے السمین رحمہ اللہ کی مرتبہ تفسیر دیکھی جو مفسر کے اپنے قلم سے ہے اور بیس جلدوں میں ہے۔'' ایک نسخہ مدینہ منورہ میں مکتبہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ میں موجود ہے۔ وفات ۷۵۶ھ کو ہوئی۔

علی بن عبد الکافی السبکی رحمہ اللہ

قاضی جلال الدین قزوینی رحمہ اللہ کی وفات پر دمشق کے قاضی مقرر ہوئے، ایک تفسیر بنام الدر النظیم فی تفسیر القرآن الکریم لکھی۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''آپکی سب تصانیف آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں''۔

۷۵۶ھ کو فوت ہوئے اور قاہرہ کے باب النصر میں دفن ہوئے۔

Marfat.com

محمد بن علی بن عابد الانصاری

آپکو امام الکتابت رحمہ اللہ کا لقب دیا گیا۔ تفسیر کشاف کا کامیاب حاشیہ لکھا ۷۶۲ھ کو فوت ہوئے

علامہ مخلص الہندی رحمہ اللہ

دہلی کے جلیل القدر عالم تھے۔ ایک تفسیر بنام کشف الکشاف لکھی جس میں زیادہ کشاف پر علمی تنقید ہے ۷۶۴ھ کو فوت ہوئے۔

محمد بن محمد الرازی رحمہ اللہ

تحتانی کے لقب سے مشہور تھے دمشق میں مقیم تھے اور زندگی کا آخری دور علم تفسیر معانی اور بیان کی تدریس میں گزارا اہل دمشق آپکے گرویدہ تھے تفسیر کشاف کا حاشیہ لکھا، دمشق ہی میں ۷۶۶ھ کو فوت ہوئے

محمد بن محمد بن محمد الاقصرائی رحمہ اللہ

محقق اور نکتہ شناس عارف تھے، درس حدیث و تفسیر دیتے رہے، اقصرائی نے تفسیر کشاف پر حاشیہ لکھا۔ ۷۷۰ھ کو انتقال ہوا۔

محمود بن احمد قنوی رحمہ اللہ

فقہ و تفسیر میں خصوصاً محقق تھے۔ کتاب المعتمد اختصار مسند ابی حنفیہ رحمہ اللہ، کتاب مشارق الانوار لحل مشکل الاثار تفسیر بنام تہذیب احکام القرآن لکھی۔ ۷۷۱ھ کو انتقال ہوا۔

سراج الدین (سراج الہندی رحمہ اللہ)

آباؤ اجداد غزنی سے تھے۔ حجاز اور مصر کا سفر کیا پھر مصر ہی میں مقیم ہو گئے۔ مصر میں احناف کے مقتداء تھے تاریخ اور اسماء الرجال کی کتابوں میں آپ کو سراج الہندی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ امام ابن تیمیہ کے ساتھ کئی مناظرے کیے۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر تفسیر المعراج لکھی ہے۔ ۷۷۳ھ کو قاہرہ میں انتقال ہوا۔

Marfat.com

خضر بن عبدالرحمٰن زردی رحمہ اللہ

قرآن کریم کی ایک تفسیر بنان بتیان لکھی۔ مفسر کی وفات ۷۷۳ھ کو ہوئی۔ اس تفسیر کا ایک مخطوطہ محررہ ۱۰۴۷ھ ٹونک کے کتب خانہ عرفانیہ میں محفوظ ہے۔

اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القیسی رحمہ اللہ

۷۰۰ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے، ابن عساکر رحمہ اللہ وغیرہم سے اکتساب فیض کیا۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ کا یہ جامع ارشاد ہے:

"الامام المفتی المحدث البارع الفقیہ المفسر" تصنیف تفسیر ابن کثیر مشہور متداول اور مستند تفسیر ہے۔ آپ کے تمام تصانیف نے آپ کی زندگی ہی میں قبولیت حاصل کر لی تھی۔ ۷۷۴ھ کو فوت ہوئے۔ تفسیر ابن کثیر کا اختصار علامہ محمد علی صابونی رحمہ اللہ استاذ دراسات اسلامیہ مکہ مکرمہ نے مرتب کیا۔ اس کا اُردو زبان میں ترجمہ کراچی کے مطبع اصح المطابع نے شائع کیا ہے۔

محمد بن محمد بن محمود رحمہ اللہ

بغداد کے قریب ایک بستی کی نسبت سے بابرتی کہلائے، حنفی مسلک کے محقق اور جلیل القدر عالم ھدایہ کی ایک شرح لکھی اور تفسیر کشاف کا جامع حاشیہ لکھا اور ایک مستقل تفسیر بھی لکھی۔ شب جمعہ ۷۷۶ھ کو انتقال ہوا۔ ۷۸۶ھ سلطان وقت بھی حاضر تھا۔

ابراھیم بن عبدالرحیم بن جماعۃ

مصر میں پیدا ہوئے، گھرانہ علمی تھا۔ القدس میں قیام کیا آخر عمر میں شام کے قاضی مقرر ہوئے۔ تفسیر میں مہارت تھی۔ ایک تفسیر دس جلدوں میں لکھی جس کو تفسیر ابن جماعۃ کہا جاتا ہے۔ عسقلانی رحمہ اللہ نے خود ان کے قلم سے لکھی ہوئی دیکھی ہے۔ ۷۹۰ھ کو وفات ہوئی۔

Marfat.com

مسعود بن عمر الامام سعد الدین رحمہ اللہ

خراسان تفتازان میں پیدا ہوئے۔ قرآن حکیم کی ایک تفسیر فارسی میں بنام کشف الاسرار وعدۃ الابرار لکھی، کشاف پر حاشیہ کی تلخیص لکھی۔ ۷۹۲ھ کو فوت ہوئے۔ یہ قلمی حاشیہ طلائی جدول سے مزین اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں موجود ہے۔

امام بدر الدین محمد زرکشی رحمہ اللہ

قاہرہ میں ولادت ہوئی۔ شیخ جمال الدین رحمہ اللہ السنوی سے اکتساب فیض کیا۔ ابن کثیر رحمہ اللہ، شیخ شہاب الدین الاوزاعی سے علوم حاصل کئے، تصانیف علوم قرآن اور قواعد تفسیر القرآن کے نام کی لکھی۔ جو چار جلد میں طبع ہو چکی ہے جس کا نام البرہان ہے علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے بھی اس سے استفادہ کیا ہے۔ ۷۹۴ھ کو فوت ہوئے۔

امیر کبیر تاتار خان دہلوی رحمہ اللہ

تفسیر تاتارخانی مرتب کرائی، سلطان فیروز رحمہ اللہ شاہ تغلق کے زمانہ میں ۷۹۹ھ کو انتقال ہوا۔ آپ نے علماء کے ایک گروہ کو جمع کیا اور تمام تفاسیر کو اکٹھا کیا اور آئمہ تفسیر کے ہر آیت کے متعلق تمام اقوال اس تفسیر میں جمع کرادیئے تاتار خان رحمہ اللہ نے دل وجان سے کوشش کی کہ اس دور کی تمام تفاسیر اس کی ایک کتاب میں جمع کردی جائیں۔ (تاریخ فیروز شاہی ص ۲۶۶)

فضل اللہ بن ابی الخیر رحمہ اللہ

ایک یہودی کے گھر ولادت ہوئی ہمدانی کے نام سے مشہور ہوئے۔ ہمدانی نے قرآن حکیم کی ایک تفسیر تفسیر طنطاوی رحمہ اللہ کی طرز پر لکھی ۸۰۰ھ میں آپ کو شہید کردیا گیا۔

علی بن محمد قوشجی رحمہ اللہ

سمرقند میں پیدا ہوئے، علم تفسیر میں محققانہ بصیرت رکھتے تھے، تفسیر کشاف کا جو حاشیہ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ نے لکھا۔ قوشجی نے اس حاشیہ کا حاشیہ لکھا ہے۔ ۸۷۰ھ میں وفات پائی

Marfat.com

نویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

محمد بن محمد بن عرفہ الورغمی رحمہ اللہ

آباؤاجداد تونس کے تھے۔ مگر آپ کے والد ماجد رحمہ اللہ جو کہ باعالم باعمل تھے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے آپ کو آٹھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا ہے۔ فقہ میں آپ نے ایک کتاب بہ نام المبسوط لکھی جس پر علماء نے حواشی تحریر کیے۔ تفسیر دو جلدوں میں لکھی۔ جو تفسیری فوائد کا مجموعہ ہے۔ ۸۰۳ھ کو فوت ہوئے۔

شیخ شہاب الدین احمد بن محمود سیواسی رحمہ اللہ

تمام تفاسیر کا مطالعہ کیا۔ سب کا خلاصہ بطور حاصل مطالعہ لکھا۔ جس کا نام التفاسیر للفضلاء والمشاہیر رکھا۔ یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود جامع ہے۔ ۸۰۳ھ کو وفات پائی۔ ناقص نسخہ خدابخش لائبریری ''پٹنہ'' میں موجود ہے ایک کامل نسخہ مکہ مکرمہ کے کتب خانہ حرم میں موجود ہے نمبر ۳۷۱ ہے۔

زین بن ابراہیم رحمہ اللہ

آپ نے امام ابوزرعہ رحمہ اللہ عراقی کے نام سے شہرت پائی، ابوحیان رحمہ اللہ اندلسی نے قرآن کریم کے الفاظ غریبہ کو ایک کتاب میں جمع کر دیا جس کا نام اتحاف الاریب بما فی القران من الغریب ہے۔ ابوزرعہ رحمہ اللہ نے اس ساری کتاب کو منظوم کر دیا جس کا نام الفیہ فی غریب القران ہے۔ قلمی نسخہ جامع ازہر کے مخطوطات میں ہے۔ از ۱۳۷۴ھ جلالین کے حاشیہ پر شائع ہو چکی ہے۔ وفات ۸۰۶ھ کو ہوئی۔

Marfat.com

شیخ اشرف جہانگیر سمنانی رحمہ اللہ

سلطان ابراہیم سمنانی رحمہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ انیس سال کی عمر میں تخت نشینی ہوئی مگر تیئس سال کی عمر میں تخت سے دستبردار ہوکر اوچ شریف میں شیخ جلال الدین رحمہ اللہ سے اکتساب فیض کیا۔ ایک تفسیر لکھی جس کا نام نور بخشیہ ہے۔ ۸۰۸ھ کو کچھوچھہ میں انتقال ہوا۔

علی بن محمد المعروف سید سند رحمہ اللہ

جرجانی مشہور ہوئے۔ علماء احناف میں سے بے نظیر محقق عالم تھے۔ شیراز آکر درس و تدریس میں مصروف ہوگئے۔ تیمور رحمہ اللہ نے جب شیراز کو تاراج کیا تو سید صاحب کو سمرقند لے گیا۔ آپ کی تصانیف تقریباً پچاس ہیں۔ تفسیر کشاف پر بہترین حواشی مرتب فرمائے۔ آپ نے قرآن عزیز کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا جس کو ناواقف شیخ سعدی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ آپ نے شیراز میں ۸۱۶ھ کو وفات پائی۔

مجد الدین ابو طاہر فیروز آبادی رحمہ اللہ

امام ابن القیم رحمہ اللہ اور امام التقی السبکی رحمہ اللہ سے اکتساب فیض کیا۔ حنفی علماء میں شانِ امامت رکھتے تھے۔ سلطان روم مراد خان رحمہ اللہ نے آپ کو علوم کی اشاعت کے مواقع مہیا کر دیئے۔ مشارق الانوار کی شرح لکھی۔ کتاب ''الامع اللباب'' ساٹھ جلدوں میں لکھی۔ کشاف کے خطبہ کی شرح لکھی اور جو بنام ''تفسیر مجاہد'' کتب خانہ تحقیقات اسلامیہ میں عکس موجود ہے نمبر ۱۲۶ ہے۔ مستقل تفسیر لطائف فی التمیز فی لطائف الکتاب العزیز لکھی جو پانچ جلدوں میں قاہرہ سے طبع ہو چکی ہے۔ ۸۱۶ھ کو وفات ہوئی۔

سید محمد بن سید یوسف

دہلی میں ولادت ہوئی۔ شاہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمہ اللہ سے علوم ظاہریہ اور فیوضات

Marfat.com

باطنیہ کا اکتساب کیا۔ ایک دن مرشد رحمہ اللہ کی پالکی اٹھا کر جا رہے تھے سر کے بال الجھ گئے۔ تکلیف کے باوجود اسی طرح رہنے دیا حضرت الشیخ رحمہ اللہ نے برجستہ یہ شعر پڑھا:

ہر کہ غلام سید گیسودراز شد — واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد

آپ کی تصانیف ایک سو پانچ ہیں۔ انہی سے گیسودراز کے نام سے مشہور ہوئے جن میں اردو نثر کی پہلی کتاب ''معراج العاشقین'' ہے۔ تفسیر کشاف پر حاشیہ لکھا ایک مستقل تفسیر بھی لکھی جس کا نام ''درر ملتقط'' ہے۔ اس میں زیادہ بحث علم معرفت کے متعلق ہے۔ ۸۲۵ھ کو وصال فرمایا درر ملتقط کا پہلا حصہ کتب خانہ ناصریہ لکھنؤ میں موجود ہے۔ ضلع ہزارہ میں تشریف لانا بھی ثابت ہے اور ''مشوانی سادات'' کا سلسلہ نسب آپ سے ملتا ہے اور حضرت مولانا زاہد الحسینی رحمہ اللہ مرتب تذکرۃ المفسرین کا سلسلہ نسب بھی آپ تک پہنچتا ہے۔

محمد بن خلفۃ الوشتابی رحمہ اللہ

امام ابن عرفہ رحمہ اللہ کے جانشین تھے۔ آپ کے حلقہ درس سے ثعالبی رحمہ اللہ جیسے مفسر قرآن پیدا ہوئے۔ ایک تفسیر آٹھ جلدوں میں لکھی ہے۔ ۸۲۸ھ کو وفات ہوئی۔

یوسف بن احمد بن محمد

اجداد کا مسکن تو حرم مکہ مکرمہ تھا۔ مگر یہ خود یمن آباد ہو گئے۔ دیگر تصانیف کے علاوہ آپ کی مرتبہ تفسیر ''الثمرات فی تفسیر آیات الاحکام ہے۔ ۸۳۲ھ کو وفات ہوئی۔

عبداللہ بن مقداد

قاضی جمال الدین لقب تھا۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر تین جلدوں میں ہے جو کہ ابھی تک غیر مطبوع ہے۔ ۸۳۲ھ کو وفات ہوئی۔

شیخ علی بن احمد مہائمی رحمہ اللہ

بمبئی کے قریب قصبہ مہائم میں پیدا ہوئے۔ علوم اسلامیہ میں یکتائے روزگار تھے۔

Marfat.com

ادراک مطالب میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی سی شان رکھتے تھے۔ عربی زبان میں ایک تفسیر بھی لکھی جس کا نام تفسیر رحمانی ہے۔ دو جلدیں مصر سے شائع ہو چکی ہے۔ ہر سورۃ کی ابتداء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر اس انداز سے کی کہ اس میں ساری سورۃ کا مضمون اجمالی طور پر سمو دیا ہے۔ اعجازی اور ادبی نکات پر بے مثل بحث کی۔ وفات ۸۳۵ھ کو ہوئی ایک کتاب حجۃ اللہ البالغہ کی طرز پر لکھی ہے جس کا نام انعام الملک العلام ہے۔

السید علی بن محمد بن ابی القاسم رحمہ اللہ

ایک مستقل تفسیر آٹھ جلدوں میں لکھی اور تفسیر کشاف کا حاشیہ تجرید الکشاف بھی لکھا۔ ۸۳۷ھ کو وفات ہوئی۔

السید محمد بن ابراہیم

ابن الوزیر کے نام سے مشہور تھے۔ قرآن عزیز کی نظم بیان کو یونانی زبان کے طرز ادا پر فضیلت ثابت کرنے کیلئے ایک کتاب ترجیح اسالیب القرآن علی اسالیب الیونان لکھی۔ ایک تفسیر بہ نام التفسیر النبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھی۔ جس میں ان ارشادات امام الاولیاء سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع فرما دیا جو قرآن کریم کی تفسیر میں روایت کئے گئے تھے۔ ۸۴۰ھ کو وفات ہوئی۔ ترجیح اسلوب القرآن قاہرہ سے شائع ہو گئی ایک مطبوعہ نسخہ کتب خانہ ادارہ تحقیقات اسلامیہ میں موجود ہے۔

محمد بن محمد بن محمد بن احمد

ابو یاسر کے نام سے مشہور تھے۔ مفسر وقت ابن عرفہ رحمہ اللہ سے بھی اکتساب کیا، علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کے شاگرد رشید تھے۔ محقق مصنف تھے۔ عمدۃ الاحکام کی شرح غایۃ الالہام تین جلدوں میں لکھی۔ المغنی کی شرح بھی چار جلدوں میں لکھی۔ ایک مستقل تفسیر لکھی اور تفسیر کشاف میں مندرجہ احادیث کی تخریج بھی لکھی جس کا نام الفتح الشافی رکھا مگر مکمل نہ ہو سکی۔ ۸۴۴ھ کو وفات پائی۔

Marfat.com

محمد بن یحییٰ الطرابلسی ابن زہرہ رحمہ اللہ

طرابلس میں پیدا ہوئے قاہرہ آئے اور امام بلقینی رحمہ اللہ سے استفادہ کے بعد وطن لوٹ گئے ایک تفسیر بہ نام فتح المنان فی تفسیر القرآن لکھی۔ ۸۴۸ھ کو فوت ہوئے۔

قاضی شہاب الدین دولت آبادی ثم الدہلوی رحمہ اللہ

خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید تھے۔ فتاوی ابراہیم شاہی آپ کے دور کا مرتبہ ہے۔ ایک کتاب متن الارشاد لکھی جس کے اکثر اقتباسات شرح ملا جامی میں منقول ہیں۔ قرآن حکیم کی فارسی تفسیر بہ نام بحر مواج لکھی۔ لکھنؤ سے طبع ہو چکی ہے۔ قلمی نسخہ بھی کتب خانہ فاضلیہ متصل گڑھی افغانان میں موجود ہے۔ وفات ۸۴۹ھ کو ہوئی۔ مرض الموت میں سلطان ابراہیم آیا اور پانی کا ایک پیالہ بھر کر ان کے سر پر پھیرتے ہوئے کہا یا اللہ! ان کے بدلے میں میری جان لے لے اور ان کو زندگی عطا کر تا کہ یہ دین کی خدمت کرتے رہیں۔

خواجہ یعقوب چرخی رحمہ اللہ

غزنی کے قصبہ چراخ میں پیدا ہوئے ہرات اور پھر مصر جا کر اکتساب علم کیا، علوم ظاہر کے ساتھ علوم باطنیہ سے بھی حصہ وافر ملا تھا۔ خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمہ اللہ سے خلافت کا شرف حاصل ہوا۔ آخری دو پاروں کی تفسیر فارسی میں لکھی جو مطبوعہ ہے اور آج تک متد اول ہے ۸۵۱ھ کو وفات پائی۔ قصبہ یلغتو میں دفن ہوئے۔

تقی الدین ابو بکر بن شُہبہ رحمہ اللہ

شافعی فقہ کے علاوہ تاریخ اور تفسیر پر بھی عبور حاصل تھا۔ قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی جو تفسیر ابن شہبہ کے نام سے مشہور ہے ۸۵۱ھ کو فوت ہوئے۔

شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی رحمہ اللہ

ابن حجر عسقلانی کے نام سے مشہور ہیں، سراج بلقینی، حافظ ابن الملقن اور حافظ عراقی

Marfat.com

سے شرف تلمذ حاصل کیا، علل الحدیث اور علم اسماء الرجال میں سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ منصب قضاء پر بھی فائز رہے۔ پھر مستعفی ہو کر تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ آپ کی مشہور تصانیف میں بخاری شریف کی جامع اور مستند شرح فتح الباری، تہذیب، تقریب التہذیب، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، طبقات الحفاظ اور درکامنہ ہیں۔ قرآن عزیز کی تفسیر ایک تو تجرید التفسیر من صحیح البخاری ہے دوسری تفسیر الاحکام لبیان ما ابہم فی القرآن بھی لکھی ہے جو برلن کے قلمی کتب خانہ میں موجود ہے ۸۵۲ھ کو فوت ہوئے۔

احمد بن محمد بن عبداللہ الرومی الحنفی رحمہ اللہ

دمشق میں پیدا ہوئے۔ فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ کی تفسیر کا ترجمہ ترکی نظم میں کیا۔ ۸۵۴ھ کو فوت ہوئے۔

الامام بدر الدین عینی محمود بن احمد حنفی رحمہ اللہ

جلیل القدر علماء سے اکتساب علم کیلئے دور دراز کے سفر کئے۔ محدث ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ آپ سے عمر میں ۱۲ سال چھوٹے تھے اور امام عینی رحمہ اللہ سے استفادہ کیا ہے آپ کے شاگردوں میں علامہ ابن الہمام حنفی رحمہ اللہ، حافظ سخاوی رحمہ اللہ، شیخ کمال الدین رحمہ اللہ مالکی جیسے علماء یگانہ تھے۔

زود نوشی کا یہ عالم تھا کہ پوری قدوری ایک رات میں لکھ لی تھی۔ بخاری کی شرح ہدایہ کی شرح، تفسیر کشاف کا حاشیہ معالم التنزیل بغوی کا حاشیہ، تفسیر ابی اللیث سمرقندی کا حاشیہ لکھا آپ کے تصنیفی شاہکار ہیں۔ ۸۵۵ھ کو قاہرہ میں فوت ہوئے۔

السید علاؤ الدین سمرقندی رحمہ اللہ

اکثر تفاسیر کا انتخاب کر کے ایک تفسیر بہ نام بحر العلوم لکھی، چار جلدوں میں ہے۔ ڈیڑھ سو سال عمر پائی ۸۶۰ھ کو فوت ہوئے۔

Marfat.com

امام علاؤالدین احمد بن محمد ابن اقیرس

قاہرہ کے مشہور عالم اور مفسر قرآن عزیز مسلکا شافعی تھے۔ قرآن مجید کی ایک تفسیر بہ نام کنز الرحمن فی احکام القرآن دس جلدوں میں لکھی، ۸۶۲ھ کو فوت ہوئے۔

جلال الدین محلی الشافعی رحمہ اللہ

تفسیر جلالین کی سورۃ فاتحہ اور سورۃ الکف تا آخران ہی کی تفسیر ہے، تکمیل جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے کی۔ ۸۶۴ھ کو انتقال ہوا۔

محمد بن حسن بن محمد بن علی شمنی رحمہ اللہ

قسطنطنیہ سے باہر علاقہ شمنی میں پیدا ہوئے، ابتداءً مالکی تھے پھر حنفی مسلک اختیار کر لیا، محقق مفسر تھے، تصانیف میں قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی ہے، جس کے متعلق علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے کہا ہے۔

اما التفسیر فھو بحرۃ المحیط و کشاف دقائقہ اس سے تفسیر کا عظیم المرتبت ہونا معلوم ہوتا ہے۔ ۸۷۲ھ کو انتقال ہوا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ تفسیر آپ کے والد ماجد رحمہ اللہ نے مرتب کی۔

علی بن محمد البسطامی مصنفک رحمہ اللہ

جلیل القدر علماء میں سے تھے۔ بغوی رحمہ اللہ کی مرتبہ مصابیح کی شرح لکھی، سلطان روم محمد خان رحمہ اللہ کی درخواست پر فارسی زبان میں قرآن کریم کی تفسیر بہ نام تفسیر محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھی۔

خلیفہ چلپی رحمہ اللہ نے ایک جلد دیکھی ہے جو کہ صرف پارہ ۳۰ عم کی تفسیر ہے۔ مفسر کی وفات ۸۷۵ھ کو ہوئی، قسطنطنیہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے احاطہ مزار میں دفن کر دیئے گئے۔

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن محمد بن مخلوف ثعالبی رحمہ اللہ

الجزائر کے عالم باعمل نہایت ہی متقی تھے۔ علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے فرمایا "کان اماماً علامة مصنفا" کئی مرتبہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف عطا ہوا تفسیر میں دو کتابیں لکھیں ایک کتاب الذهب الابریز فی غرائب القرآن العزیز ہے اور دوسری کا نام تفسیر الجواہر ہے یہ دیگر تفاسیر کا انتخاب ہے خلیفہ چلپی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس تفسیر کا نصف اس کے پاس ہے۔ وفات ۸۷۵ھ کو ہوئی۔

شیخ ابوالعدل ابن قطلو بغا رحمہ اللہ

متبحر حنفی عالم دین تھے۔ احناف کے حالات پر ایک کتاب تاج التراجم لکھی، تفسیر ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ کی احادیث کی تخریج لکھی ہے۔ ۸۷۹ھ کو وفات ہوئی۔

محمد بن سلیمان الرومی

حنفی جلیل القدر عالم تھے۔ مولوی محی الدین کافیجی کے نام سے مشہور تھے کیونکہ کافیہ کا مطالعہ بہت کرتے تھے۔ مسلک حنفی تھا مگر ہر مکتب فکر کے علماء آپ کا احترام اور آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ ایک دن اپنے شاگرد رشید جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ زید قائم کی ترکیب کریں، عرض کیا (جملہ اسمیہ ہے) اس میں اشکال کی کیا بات ہے کافیجی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس جملہ میں ایک سو تیرہ ابحاث ہیں۔ آپ کی تصانیف میں مختصر فی علوم التفسیر ہے۔ ۸۷۹ھ کو شب جمعہ میں شہید کر دیئے گئے۔

عمر بن علی بن عادل رحمہ اللہ

حنابلہ میں مشہور عالم تھے، قرآن کریم کی تفسیر چھ جلدوں میں لکھی جس کا نام مشہور تفسیر عادل ہے۔ علامہ شعرانی رحمہ اللہ نے یہ تفسیر سات مرتبہ مطالعہ کی ہے وفات دمشق میں ۸۸۰ھ کو ہوئی۔ آپ کی تفسیر کا ایک کامل نسخہ کتب خانہ سلطانیہ مصر میں ہے۔ ایک

Marfat.com

کامل نسخہ اسپین میں اسکوریال میں ہے جو کہ ایک قلعہ ہے جس میں بادشاہوں کی قبریں ہیں اور ایک قدیمی کتب خانہ بھی ہے۔ ایک کامل نسخہ چھ جلدوں میں دمشق کے کتب خانہ ظاہریہ میں ہے جو کہ ۱۱۶۵ھ کا مخطوطہ ہے۔

محمد بن عبداللہ قرماس رحمہ اللہ

ایک منظوم تفسیر بہ نام فتح الرحمٰن فی تفسیر القرآن لکھی اور پھر اس کا خلاصہ نثر میں لکھا جس کا نام نثر الجمان من فتح الرحمٰن ہے۔ ۸۸۲ھ کو فوت ہوئے۔

ملا خسرو محمد بن فراموزر رحمہ اللہ

یہ روم کے بلند پایہ حنفی علماء میں سے تھے۔ سلطان محمد فاتح رحمہ اللہ قسطنطنیہ آپ کو اپنے زمانہ کا ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہا کرتا تھا آپ نے تفسیر بیضاوی کا کامیاب حاشیہ لکھا۔ جس کا قلمی نسخہ کتب خانہ مکھڈ ضلع اٹک میں موجود ہے۔ وفات ۸۸۳ھ کو ہوئی۔

برہان الدین ابن عمر البقاعی رحمہ اللہ

محقق مفسر تھے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سے اکتساب فیض کیا ربط آیات اور ربط سور پر قلم اٹھایا تو اس کا حق ادا کر دیا تفسیر کا نام نظر الدرر فی تناسب السور ہے۔ بقاعی کی وفات ۸۸۵ھ کو ہوئی۔ قلمی نسخے مکتبہ شیخ الاسلام مکہ مکرمہ، مکتبہ محمودیہ مدینہ منورہ، خزانہ مصریہ، جرمنی کے سرکاری کتب خانہ میں، مکتبہ آغا بشیر میں کامل نسخہ موجود ہے جس کا نمبر ۷۶ ہے۔

حسن بن محمد شاہ چلپی المعروف اخی زادہ رحمہ اللہ

تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا۔ ناقص نسخہ (از سورۂ ہود تا آخر) اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں موجود ہے۔ وفات ۸۸۶ھ کو ہوئی۔

ابراہیم بن محمد الکنانی رحمہ اللہ

ابن جماعۃ کے نام سے شہرت پائی، ابن شہبہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ابن جماعۃ رحمہ

Marfat.com

اللہ نے قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی ہے جو دس جلدوں میں ہے اور اس میں بہت ہی عجیب و غریب مسائل ذکر کیے وفات ۸۹۰ھ کو ہوئی۔

مولی احمد بن اسمٰعیل کورانی رحمہ اللہ

علوم اسلامیہ میں نادر روزگار تھے، مراد خان رحمہ اللہ سلطان نے آپ کو مدرس مقرر کر دیا اور اپنے بیٹے محمد خان رحمہ اللہ کو ان کی شاگردی میں دے دیا، محمد خان رحمہ اللہ تخت نشین ہوا، استاذ کو مملکت روم کا مفتی اعظم مقرر کر دیا آپ کے اس منصب کی مصروفیات کے باوجود الکوثر الجاری علی ریاض البخاری لکھی، اور ایک تفسیر غایۃ الامانی فی تفسیر الکلام الربانی لکھی اس تفسیر میں دلائل اعتزالی کا رد کر کے اہل السنۃ والجماعۃ کی تائید میں دلائل پیش کیے ہیں۔ اسی طرح فقہ حنفی کی تائید کی ہے، ہر رات کو قرآن عزیز ایک بار ختم کیا کرتے تھے آپ کا انتقال ۸۹۳ھ کو ہوا۔ محمد خان رحمہ اللہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

معین الدین بن نبی سید صفی الدین رحمہ اللہ

مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور مکہ مکرمہ ہی میں خدمت علوم اسلامیہ کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام جامع البیان فی تفسیر القرآن ہے ۸۹۴ھ کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی، اس تفسیر کا قلمی نسخہ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں ہے۔ دہلی سے طبع ہو چکی ہے۔

عبدالرحمٰن بن احمد المعروف بہ مولانا جامی رحمہ اللہ

آپ علوم اسلامیہ اور تفسیر میں اپنے وقت کے امام مانے گئے، فارسی نظم میں آپ کی کتاب یوسف زلیخا بے نظیر ہے۔ شرح ملا جامی آپ کی مقبول ترین اور بے مثل یادگار ہے ایک تفسیر بھی لکھی جس کا تذکرہ "شقائق النعمانیہ" میں بھی ہے۔ وفات ۸۹۸ھ کو ہوئی۔ آپ کی تفسیر کا ایک نسخہ بایزید لائبریری استنبول میں موجود ہے۔ مخطوطہ ۱۳۲ فولیو ۱۵ اے اور ایک ناقص نسخہ پارہ اول آیت فارھبون تک مصر کے کتب خانہ تیموریہ میں موجود ہے جلد اول نمبر ۲۳۴ ہے۔

Marfat.com

دسویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

محی الدین محمد رحمہ اللہ

آپ ابن خطیب کے نام سے مشہور تھے آپ نے تفسیر کشاف پر میر سید شریف رحمہ اللہ کے حاشیہ کا حاشیہ لکھا جو نہایت ہی جامع اور مفید مسائل علوم معانی، ادب اور تفسیر پر مشتمل ہے ۹۰۱ھ کو وفات ہوئی۔

محمد بن ابراہیم النکساری رحمہ اللہ

آپکی تصانیف میں شرح وقایہ کا حاشیہ اور تفسیر بیضاوی کا حاشیہ بھی ہے جو کہ اپنی جامعیت کے لحاظ سے مستقل تفسیر سمجھی جاتی ہے مگر سورہ دخان تک ہے تفسیر بھی مرتب کی۔ ۹۰۱ھ کو انتقال ہوا

محمد بن عبدالرحمٰن الایجوی رحمہ اللہ

آپ کے والد نے تفسیر لکھنی شروع کی جب والد ماجد عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سورۃ الانعام تک پہنچے تو اپنے بیٹے سے فرمایا کہ باقی تفسیر کی تکمیل تو نے کرنی ہے، چنانچہ محمد رحمہ اللہ نے باقی تفسیر مدینہ منورہ میں روضۃ من ریاض الجنۃ میں بیٹھ کر مکمل کی، یہ تفسیر تفسیر بالماثور ہے۔ آیات کی تفسیر کو براہ راست صحاح ستہ سے استفادہ کیا ہے۔ تفسیر کا نام جوامع البیان ہے وفات ۹۰۵ھ کے بعد ہوئی

محمد بن محمد بن ابی بکر بن علی رحمہ اللہ

قادری سلسلہ کے عظیم روحانی پیشوا سمجھے جاتے تھے، امام بقاعی رحمہ اللہ نے آپ کو ذہن ثاقب اور سخن فہم کا خطاب دیا تھا۔ آپ کی تصانیف میں جمع الجوامع اور تفسیر بیضاوی کا مفید حاشیہ بھی ہے۔ ۹۰۶ھ کو وفات پائی۔

Marfat.com

مولانا حسین بن علی کاشفی رحمہ اللہ

قرآن عزیز کی ایک تفسیر فارسی زبان میں لکھی جس کا نام جواہر التفسیر تحفۃ الامیر رکھا اس کے علاوہ ایک اور تفسیر بھی بہ نام تفسیر حسینی لکھی آپ کی وفات ۹۰۶ھ کو ہوئی۔ جواہر التفسیر کا قلمی نسخہ جو کہ ۹۸۰ھ کا مخطوطہ ہے اور تفسیر حسینی کا قلمی نسخہ مخطوطہ ۹۶۷ھ دونوں اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں موجود ہے تفسیر حسینی کا اُردو زبان میں ترجمہ فخر الدین حنفی نے کیا۔ ۱۳۰۰ھ مطبع فرنگی محل لکھنؤ سے شائع ہوا جس کا نام تفسیر قادری مشہور ہے، دوسرا ترجمہ اُردو زبان میں جو بہ نام تفسیر سعیدی دو جلدوں میں طبع ہو چکا ہے جہانگیر رحمہ اللہ جب صوبہ گجرات پہنچا تو اس نے علماء و مشائخ کو تفسیر حسینی کاشفی اور روضۃ الاحباب ہدیہ کیں۔

جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

اصلی نام عبدالرحمٰن تھا ایک ہزار تک تفسیری مولفات ہیں، تفسیر جمان القرآن، یہ تفسیر تفسیر بالماثور تھی اور بہت زیادہ مفصل پھر خود ہی اس کا خلاصہ بہ نام در منثور کر دیا، در منثور کا مشہور قلمی نسخہ پانچ جلدوں میں کتب خانہ احمدیہ حلب میں موجود ہے، مصر کے مطبع میمنہ سے شائع ہو چکی ہے اس کا اختصار ایک ترکی عالم نے ایک جلد میں کر دیا جس کا قلمی نسخہ قاہرہ کے کتب خانہ تیموریہ میں ہے اسی کتب خانہ میں سیوطی رحمہ اللہ کی مرتبہ تفسیر الاکلیل کا مخطوطہ ۸۸۴ھ موجود ہے۔ اکیل شیخ جامع البیان کے ہامش پر دہلی سے طبع ہو چکی ہے۔ تفسیر جلالین آپ کا لافانی شاہکار ہے، سورۃ الکھف سے تا آخر کی تکمیل جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے فرمائی چونکہ اس تفسیر کے مرتب دو جلال الدین ہیں اس لئے یہ تفسیر جلالین کے نام مشہور ہوئی۔ جامع اور مختصر ہے، آپ کی کتاب الاتقان فی علوم القرآن سے آج تک استفادہ ہو رہا ہے۔ سیوطی رحمہ اللہ نے ۹۱۱ھ کو قاہرہ میں وصال فرمایا، جلالین کا قلمی نسخہ جو جامی رحمہ اللہ م ۸۹۸ھ کے زیر مطالعہ رہا ہے ٹونک میں موجود ہے ایک نسخہ قلمی مکتوبہ ۹۹۴ھ رضا لائبریری رامپور بھارت میں موجود ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ حنفی نے اس کا حاشیہ بہ نام

Marfat.com

جمالین لکھا۔ یہ تفسیر دینی مدارس میں داخل نصاب ہے شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ قرآن عزیز کرتے وقت اس تفسیر کو پیش نظر رکھا۔

شیخ بہاؤالدین باجن رحمہ اللہ

آپ کا تعلق برصغیر کے مشہور شہر برہان پور سے تھا اکابر علماء کاملین ومشاہیر اولیاء میں سے تھے اکیس سال حرمین شریفین میں گزارے۔ ایک منظوم تفسیر لکھی۔ شیخ کی وفات ۹۱۲ھ میں ہوئی۔ سورۂ اخلاص کی منظوم تفسیر درج ہے۔

نہ اُنہ جنیا نہ وہ جایا — نہ اُنا مائی باپ کلایا
نہ اُنہ کوئی گود چڑھایا — باجن سب اُنہ آپ پیایا (بخشا)
پرگٹ ہوا پر کہیں ویٹھا آپ لکایا

قاضی زکریا بن محمد بن احمد الانصاری رحمہ اللہ

آپ نے تفسیر بیضاوی کا حاشیہ بہ نام فتح الجلیل بہ بیان ماخفی انوار التنزیل لکھا متشابہات القرآن پر ''فتح الرحمٰن بکشف مایلتبس من القرآن'' لکھی ناقص نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں ہے۔ انتقال ۹۲۶ھ کو ہوا۔

سید عبدالوہاب بخاری رحمہ اللہ

آپ سید جلال بخاری دہلوی رحمہ اللہ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ نے سورۃ الملک کی تفسیر لکھی، اور قرآن عزیز کی ایک مستقل تفسیر بھی لکھی جس کے متعلق علامہ عبد الحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اکملها فی ستة اشهر وبضعة ایام''

اخبار الاخیار میں اس تفسیر کے اکتباسات منقول ہیں۔ ۹۳۲ھ کو دہلی میں وفات پائی، مقبرہ شاہ عبداللہ رحمہ اللہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

Marfat.com

محی الدین محمد بن عمر بن حمزہ رحمہ اللہ

محقق عالم باعمل تھے۔فقہ حنفی میں مہارت کاملہ کی بناء پر سلطان قاتبائی رحمہ اللہ جان کی درخواست پر فقہ حنفی میں ایک کتاب بہ نام نہایہ لکھی۔آپ نے کوئی مستقل تفسیر نہیں لکھی مگر ان کے دور کے علماء کا اتفاق ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے امام التفسیر ہیں۔۹۲۸ھ کو وفات ہوئی۔

شمس الدین احمد بن سلیمان رحمہ اللہ

ابن کمال کے نام سے مشہور تھے جلیل القدر علماء سے اکتساب فیض کیا۔سلطنت عثمانیہ کے مفتی اعظم مقرر ہوئے، تصانیف میں سے قرآن عزیز کی ایک مکمل تفسیر بہ نام تفسیر ابن کمال ہے اور "تفسیر کشاف" کا حاشیہ بھی ہے ۹۴۰ھ کو وفات ہوئی۔تفسیر کا قلمی نسخہ حرم شریف مکہ مکرمہ کے کتب خانہ میں موجود ہے جس کا نمبر ۱۹۸ ہے۔تصانیف تین سو سے زیادہ تھیں۔آپ نے اپنا کفن تیار رکھا تھا جس پر یہ عبارت لکھی تھی ھی اخر اللباس اس عبارت کے اعداد ابجد کے حساب سے ۹۴۰ بنتے ہیں جو کہ آپ کا سال وفات ہے۔

محی الدین محمد قراباغی رحمہ اللہ

علمائے عجم سے علوم حاصل کرنے کے بعد بلاد روم میں اکتساب فیض کیا، دینی کتب پر حواشی و تعلیقات لکھیں، تلویح اور ہدایہ کا حاشیہ لکھا اور تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا جبکہ تفسیر کشاف پر جامع تعلیقات مرتب کیں۔۹۴۳ھ کو وفات پائی۔

اسلام الدین ملا عصام رحمہ اللہ

ہرات کے بلند پایہ عالم تھے۔شاہ بخارا سے تعلقات تھے۔تفسیر بیضاوی اور تفسیر مولانا جامی رحمہ اللہ کا حاشیہ لکھا، ۹۴۳ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

سعد اللہ بن عیسیٰ رحمہ اللہ

سعدی حلبی کے نام سے مشہور تھے ہدایہ کی شرح اور تفسیر بیضاوی کا حاشیہ بھی لکھا، ۹۴۵ھ کو وفات ہوئی

خیر الدین خضر العطوفی رحمہ اللہ

ہر جمعہ کو قسطنطنیہ کی مختلف جامع مساجد میں درس تفسیر دیا کرتے تھے، مشارق الانوار کی شرح لکھی اور تفسیر کشاف کا حاشیہ بھی لکھا، ۹۸۴ھ کو وفات ہوئی۔

محمد بن عبد الرحمٰن البکری شافعی رحمہ اللہ

بچپن ہی سے پڑھنے اور پڑھانے کا شوق تھا، تفسیر قرآن عزیز پر کامل عبور تھا، آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں بہ نام تفسیر الواضح الوجیز فی تفسیر القرآن العزیز لکھی، ۹۵۰ھ کو وفات ہوئی۔

محمد بن مصلح الدین الحنفی معروف بہ شیخ زادہ رحمہ اللہ

تفسیر بیضاوی کا کامیاب اور مفصل حاشیہ لکھا، ۹۵۱ھ کو وفات ہوئی۔ حکومت نے آپ کو قاضی مقرر کیا۔ مگر آپ نے بہت جلدی استعفیٰ دے دیا۔ اس وجہ سے کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا تھا کہیں اس عہدہ قضاء کی وجہ سے اس شرف سے محروم نہ ہو جائیں مگر استعفاء کے ساتھ ہی زیارت کا شرف ختم ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ ”عہدہ قضاء کے وقت تو اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خدمت زیادہ کرتا تھا (صحیح فیصلے کیا کرتا تھا) جس سے مجھے بہت خوشی ہوتی تھی۔“ چنانچہ آپ نے دوبارہ عہدہ قضاء قبول کر لیا۔ تفسیر بیضاوی پر آپ کا حاشیہ مستقل چار جلدوں میں اور چھ جلدوں میں چھوٹی تقطیع کے ساتھ مطبوعہ دستیاب ہے۔

عصام الدین اسفرائنی رحمہ اللہ

آپ کو اصول فقہ اور تفسیر پر عبور حاصل تھا۔ تفسیر بیضاوی کا حاشیہ بھی بہ نام عصام

Marfat.com

ہے۔وفات ۹۴۳ھ یا ۹۵۱ھ یا ۹۴۵ھ میں ہے۔ واللہ اعلم۔ عصام کے قلمی نسخے بانکی پور (بھارت) برلن میں اس کے کامل نسخے موجود ہیں پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں ناقص مخطوطہ ایک نسخہ اعراف تا آخر دار الکتب الظاہریہ دمشق میں بھی ہے۔ایک قلمی نسخہ مولانا عبد الغفار ڈاکخانہ پیر بخش براستہ شاہنواز بھٹو ضلع لاڑکانہ سندھ کے پاس بھی ہے۔

مولانا معین المعروف بہ معین المسکین رحمہ اللہ

ہرات کے جلیل القدر عالم تھے آپ کی تصانیف میں حدائق الحقائق فی کشف الحقائق بھی ہے جو کہ قرآن کریم کی تفسیر ہے، تفسیر کا کچھ حصہ گڑھی افغاناں کے کتب خانہ فاضلیہ کے قلمی حصہ میں موجود ہے۔ مسکین کی وفات ۹۵۴ھ کو ہوئی۔ یہ تفسیر فارسی ہے۔

سید رفیع الدین صفوی رحمہ اللہ

اصلی وطن شیراز تھا مگر آپ کے بعض بزرگ حجاز سے آکر گجرات میں قیام کر کے پھر دلی آگئے، آپ نے تفسیر معینی لکھی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''یہ تفسیر نہایت مختصر مؤثر اور جامع ہے۔ وفات ۹۵۴ھ کو ہوئی۔

شیخ بدر الدین محمد العامری رحمہ اللہ

شافعی علماء میں سے تھے تین تفسیریں لکھی ایک نظم اور دو نثر میں تفسیر منظوم ایک لاکھ اسی ہزار اشعار پر مشتمل ہے خلیفہ چلپی رحمہ اللہ نے منظوم تفسیر کی تین جلدیں دیکھیں ہیں۔ انتقال ۹۶۰ھ کو ہوا۔

عبد المعطی بن احمد بن محمد السخاوی رحمہ اللہ

فقہ مالکی کے بڑے عالم تھے۔ آپ کی تصانیف میں قرآن کریم کی تفسیر بھی ہے جس کا نام ''فتح الحمید'' ہے اور چھ اسفار میں ہے۔ ۹۶۰ھ تک زندہ تھے۔ تاریخ وفات کا علم نہیں ہو سکا۔

Marfat.com

شمس الدین محمد رحمہ اللہ

سمرقند کے جلیل القدر علماء میں سے تھے۔

جامع تفسیر بہ نام صحائف فی التفسیر شروع کی جس کی تکمیل شیخ احمد بن محمود قرامانی رحمہ اللہ نے کی جن کا لقب اصم تھا۔ وفات ۹۷۱ھ کو ہوئی۔

الامام شمس الدین محمد بن محمد الشربینی رحمہ اللہ

قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام السراج المنیر لکھی جو مصر سے چار جلدوں میں طبع ہو چکی ہے اور نولکشور لکھنؤ سے بھی طبع ہو چکی ہے۔ وفات ۹۷۷ھ کو ہوئی۔

محمد مصلح الدین لاری رحمہ اللہ

شافعی مذہب کے جلیل القدر عالم تھے، تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا جو کہ لاری کے نام سے مشہور ہے۔ ۹۷۹ھ کو فوت ہوئے۔

ابوالسعود محمد بن محمد بن مصطفیٰ رحمہ اللہ

ولادت قسطنطنیہ کے قریب قصبہ آمد میں ہوئی۔ فقہ حنفی اور تفسیر قرآن عزیز میں یکتا روزگار تھے خطیب المفسرین کا لقب ملا تھا سلطان سلیم رحمہ اللہ نے تخت نشینی پر اپنی دستار خلافت کو آپ کے ہاتھ سے مشرف کرایا تھا۔

قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام ارشاد العقل السلیم الی مزایا القرآن الکریم ہے۔

یہ تفسیر کشاف اور بیضاوی کی روشنی میں مرتب کی گئی ہے اور سند اور تفسیر کے باب میں معتمد سمجھی جاتی ہے۔ تفسیر کی تکمیل پر سلطان اعیان مملکت کو ساتھ لے کر دیوان خاص کے دروازہ تک آیا اور مفسر کا روزانہ اکرامیہ ۷۰۰ آقچہ (ترکی سکہ) مقرر کیا۔

انتقال ۹۸۲ھ میں ہوا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کر دیئے گئے۔ آپ کی تفسیر عام طور پر ملتی ہے۔

Marfat.com

شیخ حسن بن محمد گجراتی رحمہ اللہ

تفسیر قرآن کریم میں مہارت تامہ حاصل تھی، ایک تفسیر بہ نام تفسیر محمدی لکھی اور تفسیر بیضاوی کا حاشیہ بھی لکھا، احمد آباد میں ۹۸۲ھ کو وفات پائی۔

شیخ بدرالدین محمد المقری رحمہ اللہ

ایک منظوم تفسیر لکھی اور اس کیلئے جامع امویہ دمشق میں تنقیدی مجلس کا اہتمام کیا۔ سلطان رحمہ اللہ نے ملک کے نامور علماء کے سامنے تفسیر کو پیش کیا سب نے تصدیق فرمائی سلطان نے مفسر کو خلعت اور اعزاز و اکرام کیا۔ وفات ۹۸۵ھ کو ہوئی۔

محمد بن الشیخ ابی الحسن محمد بن عمر رحمہ اللہ

انسبا صدیقی تھے مسجد حرام، مسجد نبوی اور بیت المقدس میں درس تفسیر اور درس حدیث دیا۔ تصانیف کی تعداد چار سو سے زیادہ ہے۔ تفسیر بہ نام تسہیل السبیل فی فہم معانی التنزیل لکھی اور ۹۹۴ھ کو وفات پائی۔

مولانا وجیہ الدین گجراتی رحمہ اللہ

احمد آباد میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا، تفسیر بیضاوی کا حاشیہ اور مہائمی کی تفسیر پر حاشیہ لکھا، ۹۹۷ھ کو احمد آباد میں فوت ہوئے آپ کے حاشیہ بیضاوی کے دو قلمی نسخوں کا پتہ چلا ایک آصفیہ لائبریری حیدر آباد دکن میں اور ایک نواب صدر یار جنگ کی ذاتی لائبریری میں ہے۔

مولانا محمد بن بدرالدین صاروخانی رحمہ اللہ

ترکی کے باذوق علماء میں سے تھے قرآن کریم کی ایک مختصر تفسیر جلالین کی طرز پر لکھی سلطان روم مراد خان رحمہ اللہ کے سامنے پیش کی جس کی سلطان نے قدر افزائی کی تفسیر کا نام تفسیر منشی رکھا آپ کی وفات ۱۰۰۰ھ کو ہوئی۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

گیارھویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

شیخ مبارک ناگوری رحمہ اللہ

اس دور کے علمی مرکز صوبہ گجرات سے فراغت علوم مروجہ کے بعد بھی دینی کتب کا محققانہ مطالعہ جاری رکھا آخر عمر میں نظر کمزور ہوگئی، اپنی یادداشت پر تفسیر مرتب کروائی جس کا نام منبع نفائس العیون یہ چار جلدوں میں ہے۔۱۰۰۱ھ کو آگرہ میں وفات پائی۔

محمد بن بدرالدین رحمہ اللہ

حنفی مسلک کے محقق عالم تھے۔ایک تفسیر جلالین کے طرز پر لکھی جس کا نام تنزیل التنزیل ہے۔مدینہ منورہ میں ۱۰۰۱ھ کو وفات پائی۔

ابوالفضل فیضی بن مبارک ناگوری رحمہ اللہ

آپ کو کتابیں جمع کرنے کا بہت شوق تھا، ذاتی کتب خانے میں ۴۳۰۰ کتابیں تھیں، ایک تفسیر حروف بے نقاط میں لکھی جس کا نام سواطع الالہام رکھا۔

یہ کام اس لحاظ سے قابل قدر ہے کہ بے نقاط حروف میں سارے قرآن عزیز کی تفسیر کرنے کا شرف برصغیر کو ہی حاصل ہوا، ترتیب اور تالیف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ سے بھی اصلاح کرائی۔۱۰۰۴ھ کو وفات پائی، یہ تفسیر عام ملتی ہے۔آپ پر اعتراض کیا گیا کہ بے نقاط حروف میں تفسیر لکھنا بدعت ہے تو آپ نے جواب دیا کلمہ طیبہ کے بھی سب حروف بے نقاط ہیں۔

Marfat.com

طاہر بن یوسف سندھی رحمہ اللہ

قصبہ پاتری میں ولادت ہوئی، علمی مرکز گجرات میں تحصیل علم کیلئے گئے غوث محمد گوالیاری رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے، برہان پور اقامت اختیار فرمائی تفسیر مدارک کا اختصار لکھا اور تصوف کے رنگ میں تفسیر بھی لکھی جس کا نام مجمع البحرین ہے۔۱۰۰۴ھ کو برہان پور میں ہی وفات پائی۔

مولانا عثمان سندھی رحمہ اللہ

قصبہ سیوستان میں پیدا ہوئے متواتر ۱۴ سال بہت کم غذا پر گزارہ کیا، بخاری شریف کی شرح لکھی اور بیضاوی کا کامیاب حاشیہ لکھا۔۱۰۰۸ھ کو شہید ہو گئے۔

شیخ منورالدین بن عبدالحمید رحمہ اللہ

شہر لاہور میں تجوید وقرأت کا کاملین میں شمار ہوتے تھے قرأت سبعہ میں تلاوت فرمایا کرتے تھے، اکبر کی مخالفت کی اور حق کی سزا گوئی میں گوالیار کے قلعہ میں پانچ سال تک نظر بند رہے، ایک تفسیر لکھی جس کا نام تفسیر الدر التنظیم فی ترتیب الای وسور القرآن الکریم ہے علامہ دولت آبادی کی تفسیر فارسی بحر مواج کا عربی زبان میں ترجمہ فرمایا۔۱۰۱۱ھ کو لاہور وفات پائی وہی دفن ہوئے۔

علی بن سلطان ملا علی قاری رحمہ اللہ

ہرات میں پیدا ہوئے بعد میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے وہیں اقامت اختیار کر لی، صوفی کامل عظیم محدث اور مفسر تھے فقہ حنفی کے ممتاز علماء میں سے تھے مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ جلالین کا حاشیہ بہ نام جمالین لکھا تفسیر بھی بہ نام انوار القرآن لکھی جس کا مخطوطہ کتب خانہ حرم مکہ مکرمہ میں موجود ہے، اس کا نمبر ۲۵۲ ہے۔۱۰۱۴ھ کو مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا۔

مولانا صبغۃ اللہ بن روح اللہ الحسینی رحمہ اللہ

گجرات سے تحصیل علم کو مکہ مدینہ منورہ گئے ساری زندگی احد پہاڑ پر مقیم رہے ہزار

Marfat.com

ہا علماء نے آپ سے استفادہ کیا، تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا جو بلاد روم تک مقبول ہوا ۱۰۱۵ھ کو وفات پائی جنت البقیع میں خلد آشیاں ہو گئے۔

نظام الدین بن عبدالشکور رحمہ اللہ

اپنے چچا جلال الدین تھانیسری رحمہ اللہ سے علوم دینیہ حاصل کئے پھر حجاز گئے تیرہ سال بعد لوٹے جہانگیر کو آپ سے عقیدت تھی، بعد میں جب آپ یہاں سے ملک بدر ہو کر بلخ پہنچے تو سلطان بلخ امام قلعی ازبک کو آپ سے عقیدت ہو گئی، آپ کی تصانیف میں عراقی کی لمعات کی شرح اور جامع تفسیر بہ نام تفسیر نظامی ہے۔ ۱۰۲۴ھ یا ۱۰۳۶ھ کو بلخ میں انتقال ہوا۔

نواب مرتضیٰ احمد بخاری رحمہ اللہ

اکبر اور جہانگیر رحمہ اللہ کے گورنر رہے، علماء کے قدردان اور سخی تھے شیخ زین الدین شیرازی رحمہ اللہ سے قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھوائی جو فارسی زبان میں بہ نام تفسیر مرتضوی ہے، وفات ۱۰۲۵ھ ہوئی۔

شیخ عیسیٰ بن قاسم سندی رحمہ اللہ

سیہون میں ۹۶۲ھ کو پیدا ہوئے، ہجرت کر کے گجرات کے مرکز احمد آباد میں مقیم ہو گئے وہاں کے علماء سے اکتساب فیض کیا، غوث محمد گوالیاری رحمہ اللہ سے شرف بیعت ہوا، قواعد تفسیر کے متعلق الفتح الحمدی لکھی مبسوط تفسیر بھی بہ نام انوار الاسرار فی حقائق القرآن لکھی۔ ۱۰۳۱ھ کو برہان پور میں فوت ہوئے۔

شیخ علی بن محمد رحمہ اللہ

یمن میں ۹۵۰ھ کو پیدا ہوئے، شیخ یمن الشیخ الامین رحمہ اللہ سے استفادہ علوم کیا، ان کے دادا ابراہیم بن ابی القاسم رحمہ اللہ نے قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھنی شروع کی تھی، شیخ علی رحمہ اللہ نے اس تفسیر کی تکمیل فرمائی، ۱۰۴۱ھ کو فوت ہوئے۔

Marfat.com

قاضی مظہر بن النعمان رحمہ اللہ

یمن کے قصبہ کی وجہ سے ضمدی کہلائے شافعی تھے علوم اسلامیہ میں اچھی مہارت تھی، ایک تفسیر لکھی جس کا نام القرات النمیر فی تفسیر القرآن المنیر ہے۔ وفات ۱۰۴۹ھ کو ہوئی۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ

ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی پھر علمائے وراء النہر سے استفادہ کیا، پھر حجاز گئے وہاں کنز العمال کے مؤلف اور دوسرے علماء حجاز سے اکتساب فیض کے بعد وطن لوٹے اور خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ نقشبندی کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور درس حدیث میں مشغول ہو گئے محدث دہلوی رحمہ اللہ کا لقب پایا، بخاری شریف کے حواشی اور شروح مدارج النبوۃ آپ کے علمی کمالات کا مظہر ہیں، تصانیف سو سے زیادہ ہے، تعلیق الحادی علی تفسیر البیضاوی کی خامیوں پر عالمانہ تبصرہ فرمایا ہے، اردو زبان میں ترجمہ بھی کیا یہ ترجمہ کلکتہ سے ۱۲۴۵ھ مطابق ۱۸۸۳ھ طبع ہو چکا ہے۔ انتقال ۱۰۵۲ھ کو ہوا اور دہلی میں دفن کر دیے گئے۔

مولانا سید محمد رضوی رحمہ اللہ

شاہ عالم بخاری کی اولاد سے تھے۔ فضل و کمال اسلاف کی اچھی یادگار تھے، شاہی ملازمت حاصل نہ کی، جہانگیر رحمہ اللہ جب گجرات آیا تو آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا، درخواست کی کہ قرآن عزیز کا ترجمہ فارسی زبان میں کریں، فارسی میں نہایت عمدہ ترجمہ کیا، وفات ۱۰۵۴ھ کو ہوئی، گڑھی افغانان متصل واہ آرڈیننس فیکٹریز میں کتب خانہ سید محمد فاضل رحمہ اللہ فارسی ترجمہ کا ایک حصہ موجود ہے، دو مہریں ثبت ہیں، ایک مہر سید علی کے نام کی اور ایک جہانگیر کی۔

شیخ محمد علی بن محمد البکری الشافعی رحمہ اللہ

ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی، وہاں کے علماء کرام سے استفادہ کیا، آپ کو امام سیوطی رحمہ اللہ کا ہم پلہ سمجھا جاتا تھا۔ ۱۰۳۹ھ میں بیت اللہ کی تعمیر کو نقصان پہنچا، اور دوبارہ تعمیر

Marfat.com

شروع ہوئی تو دوران تعمیر بیت اللہ کے اندر بخاری شریف کا ختم فرمایا، زیارت سے مشرف ہوئے، آپ نے ریاض الصالحین کی بہترین شرح دلیل الفالحین لکھی جو چار جلد میں طبع ہو چکی ہے، ایک تفسیر بھی بہ نام ضیاء السبیل الی معالم التنزیل لکھی۔ ۱۰۵۷ھ کو مکہ مکرمہ فوت ہوئے، ابن حجر مکی کے پہلو میں دفن ہوئے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

شیخ محب اللہ الہ آبادی رحمہ اللہ

سلسلہ چشتیہ قادریہ میں شیخ ابو سعید گنگوہی رحمہ اللہ سے خلافت حاصل تھی، قرآن مجید کی تفسیر بھی بہ نام ترجمۃ الکتاب لکھی اور حاشیہ بھی بہ نام ترجمۃ القرآن لکھا ۱۰۵۸ھ میں الہ آباد میں انتقال ہوا۔

میر محمد ہاشم بن محمد قاسم گیلانی رحمہ اللہ

ولادت اسفرائن میں ہوئی مگر آپ ہندوستان آ کر احمد آباد میں مقیم ہو گئے شاہ جہان رحمہ اللہ نے آپ کو اورنگ زیب رحمہ اللہ کا استاد مقرر کر دیا، بیضاوی کا حاشیہ لکھا اور اسے شاہ جہان رحمہ اللہ کے نام سے معنون کیا، ۱۰۶۱ھ میں انتقال ہوا۔

عبد الحکیم بن مولانا شمس الدین سیال کوٹی رحمہ اللہ

شاہ جہان رحمہ اللہ نے آپ کو دو دفعہ چاندی میں تولا اور وہ چاندی اور کئی قصبات آپ کے نام بطور جاگیر کر دیئے، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے آپ کو آفتاب پنجاب کا خطاب دیا تھا، آپ کے علوم کی قدر و منزلت دیار عرب میں بھی کی جاتی ہے، بیضاوی کا حاشیہ دستیاب ہے اس کا قلمی نسخہ مکتوبہ ۱۰۹۴ھ کتب خانہ فاضلیہ گڑھی افغاناں میں موجود ہے، وفات ۱۰۶۷ھ کو سیالکوٹ میں ہوئی۔

سید محمد بن الحسین رحمہ اللہ

آپ کے دادا رحمہ اللہ نے قرآن کریم کی تفسیر آیات الاحکام لکھی تھی سید محمد رحمہ اللہ نے اسکی شرح بہ نام منتھی المرام شرح آیات الاحکام لکھی، وفات صنعاء یمن میں ۱۰۶۷ھ کو ہوئی۔

Marfat.com

شہاب الدین احمد خفاجی رحمہ اللہ

قسطنطنیہ کے علماء کرام سے اکتساب فیض کیا، مصر کی حکومت نے آپ کو لشکر کا قاضی مقرر کیا، جملہ علوم وفنون اسلامیہ میں یکتا تھے، بیضاوی کا مفصل حاشیہ بیضاوی کی پینتیس شروح کو پیش نظر رکھ کر کیا، جواب بھی دستیاب ہے، وفات ۱۰۷۰ھ کو قاہرہ میں ہوئی۔

شیخ نعمت اللہ فیروز پوری رحمہ اللہ

ایک تفسیر جلالین کی طرز پر لکھی اور قرآن عزیز کا فارسی زبان میں ترجمہ بھی لکھا جس کا نام تفسیر جہانگیری رکھا اورنگ زیب رحمہ اللہ بھی آپ کا قدردان تھا ۱۰۷۲ھ میں فیروز پور میں وفات ہوئی۔

خواجہ معین الدین کشمیری رحمہ اللہ

آپ کے والد مشائخ نقشبندیہ رحمہ اللہ میں سے تھے، بخارا سے کشمیر پھر شاہ جہان رحمہ اللہ کی درخواست پر لاہور میں اقامت اختیار کرلی تھی اور یہیں ۱۰۵۲ھ کو وفات پائی، آپ نے ابتدائی علوم والد صاحب سے پڑھے مگر تکمیل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ سے کی دین کی اشاعت اور تدریس علمی اور دینی مسائل میں مرجع خلائق تھے آپ کے فتاوی کا مجموعہ بہ نام فتاویٰ نقشبندیہ ہے، آپ کی ایک تفسیر زبدۃ التفاسیر ہے جس کا ایک قلمی نسخہ سعیدی لائبریری ٹونک (بھارت) ہے۔ قلمی نسخہ ۱۰۶۹ھ کا محررہ ہے کتب خانہ پنجاب یونیورسٹی میں ہے۔ دوسری تفسیر بہ نام شرح القرآن بھی ہے جو فارسی میں ہے اس کا ایک نسخہ سعیدیہ لائبریری ٹونک میں ہے، کرم خوردہ نسخہ حضرت محمد زاہد الحسینی کی ذاتی لائبریری اٹک میں موجود ہے، وفات ۱۹۸۵ھ میں ہوئی۔

شیخ جعفر بن جلال گجراتی رحمہ اللہ

آپ نے علم تفسیر میں کئی رسائل لکھے اور آپ پورا قرآن مجید صرف ۵۴ ساعات میں لکھ لیا کرتے تھے ۱۰۸۵ھ کو وفات ہوئی۔

Marfat.com

شیخ یعقوب صرفی رحمہ اللہ

آپ کی لکھی ہوئی قرآن حکیم کی تفسیر عربی میں ہے، مخطوطہ ۱۷۰ امخطوطات شیرانی میں موجود ہے ۱۰۸۵ھ میں وفات ہوئی۔

مولانا یعقوب بنانی رحمہ اللہ

شاہ جہان دور میں لاہور میں پیدا ہوئے بخاری شریف کی شرح بہ نام خیر جاری لکھی اور تفسیر بیضاوی کا مفصل حاشیہ لکھا، جس کا مکمل نسخہ دو جلدوں میں محررہ ۱۲۷۵ھ کتب خانہ فاضلیہ گڑھی افغاناں میں موجود ہے، وفات ۱۰۹۰ھ کو ہوئی۔

اسمٰعیل بن محمد بن قونوی رحمہ اللہ

ترکی کے مشہور شہر قونیہ میں پیدا ہوئے تفسیر بیضاوی کا عظیم حاشیہ لکھا جو سات جلدوں میں مطبع عامرہ سے شائع ہو چکا ہے قلمی نسخہ مکتوبہ ۱۱۹۴ھ کتب خانہ فاضلیہ میں موجود ہے، وفات ۱۰۹۵ھ میں ہوئی۔

شیخ عبدالواجد بن کمال الدین رحمہ اللہ

بھارت کے شہر سنبھل میں پیدا ہوئے کافی عرصہ حجاز میں علوم اسلامیہ کی خدمت کی، پھر وطن لوٹ آئے، قرآن عزیز کی فارسی میں ایک تفسیر لکھی سنبھل ہی میں وفات پائی۔

سید عبداللہ بن احمد اشرفی رحمہ اللہ

آپ کو علم و عمل کی دولت عطاء ہوئی تھی، تفسیر بہ نام المصابیح الساطعۃ الانوار المجموعۃ من تفسیر الائمۃ الکبار لکھی۔

اس میں یہ جدت کی کہ تفسیر کی ابتداء آخری پارہ سے کی، گیارہویں صدی ہجری میں وفات پائی۔

Marfat.com

بارہویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

خضر بن عطاء رحمہ اللہ

موصل سے مکہ مکرمہ میں آ کر تدریس کی علوم اسلامیہ اصول و تفسیر میں مہارت رکھتے تھے، تفسیر کشاف اور تفسیر بیضاوی میں ذکر شدہ علمی ولغوی مسائل کے شواہد کی شرح لکھی ۱۱۰۷ھ کو فوت ہوئے۔

شیخ محمد بن جعفر رحمہ اللہ

گجرات میں ۱۰۴۷ھ میں پیدا ہوئے، احمد آباد میں اقامت اختیار کی، قرآن مجید کی ایک تفسیر فارسی بروایت اہل بیت لکھی اور ایک مختصر تفسیر بزبان عربی جلالین کی طرز پر لکھی احمد آباد ہی میں ۱۱۱۱ھ کو فوت ہوئے۔

نعمت خان رحمہ اللہ

دور عالمگیری کے محقق عالم تھے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر فارسی میں لکھی جس کا نام نعمت عظمی رکھا، وفات ۱۱۲۱ھ کو ہوئی، مشکوۃ شریف کی ایک شرح بہ نام زینۃ المشکوۃ بھی لکھی ہے۔

شیخ جمال الدین ولد رکن الدین رحمہ اللہ

احمد آباد میں پیدا ہوئے آپ کی تصانیف کی تعداد ۱۴۲ ہے، حاشیہ تفسیر مدارک، حاشیہ بیضاوی، حاشیہ تفسیر محمدی، حاشیہ تفسیر حسینی اور دو تفاسیر خود بھی لکھی ہیں ایک مختصر اور ایک مفصل جس کا نام تفسیر نصیری ہے، ۱۱۳۴ھ میں وفات ہوئی۔

Marfat.com

علامہ غلام نقشبندی عطاء اللہ رحمہ اللہ

قرآن کریم کے ربع اول کی تفسیر بہ نام تفسیر الانوار لکھی، سورۃ الاعراف کی مستقل تفسیر بھی لکھی، ۱۱۲۶ھ کو وفات ہوئی۔

ملا جیون

اصلی نام شیخ احمد رحمہ اللہ تھا، المعروف صالحی جی اورنگ زیب عالمگیر نے آپ سے کئی دینی کتابیں پڑھیں، دہلی میں وفات ہوئی، تفسیر احمدی کا اُردو میں ترجمہ کتب خانہ سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ حیدرآباد دکن مخطوطہ ہے، اس کا نمبر کتب خانہ نمبر ۱۵۸ ہے اور اب طبع بھی ہو گیا ہے۔

امان اللہ بن نور اللہ حنفی رحمہ اللہ

اورنگ زیب رحمہ اللہ نے آپ کو حلقہ لکھنؤ کا صدر مقرر کر دیا تھا، تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا ۱۱۳۳ھ میں انتقال فرمایا۔

مفتی شرف الدین رحمہ اللہ

زمانہ عالمگیری میں دربار سلطانی کے مقرب تھے تفسیر بیضاوی کا کامیاب حاشیہ لکھا، ۱۱۳۳ھ کو وفات ہوئی۔

شیخ عارف اسمٰعیل حنفی بروسی رحمہ اللہ

مستقل مفصل تفسیر بہ نام روح البیان لکھی جو دس جلدوں میں کئی بار طبع ہو چکی ہے، واعظانہ اور ناصحانہ طرز اختیار فرمائی ہے، انتقال ۱۱۳۷ھ کو ہوا۔

شیخ فتح محمد رحمہ اللہ

الہ آباد کے قریب بستی سیدانہ میں پیدا ہوئے، تفسیر محمدی لکھی اور ایک تفسیر تصوف کے مسائل پر بھی لکھی ۱۱۴۳ھ کو فوت ہوئے۔

Marfat.com

شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمہ اللہ

دہلی میں ولادت ہوئی، طلب علم کیلئے حجاز مقدس میں رہے پھر دہلی میں مصروف درس ہو گئے، تفسیر القرآن بالقرآن لکھی ۱۱۲۵ھ کو تکمیل ہوئی، اس کے آخر میں تحریر فرمایا "کنت استمد من البیضاوی والمدارک والجلالین والحسینی "اس تفسیر کا قلمی کامل نسخہ محررہ ۱۲۶۸ھ کتب خانہ فاضلیہ گڑھی افغانان میں موجود ہے، وفات دہلی ہی میں ۱۱۴۳ھ کو ہوئی۔

سید عبدالغنی نابلسی حنفی رحمہ اللہ

آپ نے عراق اور مصر کے علماء کرام سے استفادہ کیا، آپ کا درس تفسیر بیضاوی مشہور تھا آپ نے اس تفسیر کی ایک شرح لکھی جس کا نام التحریر الحاوی شرح تفسیر البیضاوی ہے، دمشق میں ۱۱۴۳ھ کو انتقال فرمایا آپ کی تصانیف میں مفید ترین معلوماتی کتاب بہ نام ذخائر المواریث فی الدلالتہ علی مواضع الحدیث چار جلدوں میں ہے جو کہ مطبوعہ ہے۔

شیخ محمد طاہر رحمہ اللہ

آپ کا حافظہ بے نظیر تھا، تفسیر بیضاوی کا کامیاب حاشیہ لکھا ۱۱۴۳ھ میں وفات پائی، ایک تفسیر بہ نام ثواقب التنزیل لکھی جو حجم اور طرز تفسیر میں جلالین کی طرح ہے وفات ۱۱۴۶ھ کو ہوئی

مولانا محمد حکم بریلوی رحمہ اللہ

ولادت بریلی میں ہوئی، محقق عالم باعمل اور مدرس تھے، قرآن عزیز کی دو تفسیریں لکھیں ایک عربی زبان میں ہے جس کا نام محکم التنزیل ہے ایک فارسی زبان میں ہے جسکا نام الحسنیٰ ہے وفات ۱۱۵۰ھ کو ہوئی۔

شاہ محمد غوث پشاوری ثم لاہوری رحمہ اللہ

آپ جامع شریعت وطریقت عالم تھے، قرآن مجید کا فارسی زبان میں ترجمہ اور

Marfat.com

حاشیہ بھی ہے آپ کی وفات ۱۱۵۲ھ کو لاہور میں ہوئی، قلمی ترجمہ اور حاشیہ مولوی نور محمد سرحدی رحمہ اللہ کے کتب خانہ پشاور میں موجود ہے۔

مولانا نور الدین احمد آبادی رحمہ اللہ

گجرات کے صدر اکرم الدین رحمہ اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار روپیہ سے آپ کیلئے ایک عالی شان مدرسہ تعمیر کرایا تھا، آپ کی تصانیف کی تعداد ڈیڑھ سو ہے قرآن مجید کی ایک تفسیر بھی ہے ۱۱۵۵ھ کو احمد آباد میں فوت ہوئے۔

مولانا عابد لاہوری رحمہ اللہ

آپ محمد شاہ کے دور حکومت کے عالم باعمل زاہد اور متقی تھے، تفسیر کا باقاعدہ درس دیا کرتے تھے آپ کی تصانیف میں تفسیر بیضاوی کا حاشیہ ہے اور ایک مستقل تفسیر بھی۔ ۱۱۶۰ھ کو فوت ہو گئے۔

شیخ محمد ناصر الہ آبادی رحمہ اللہ

آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں ایک تفسیر احکام القرآن ہے۔
آپ کی وفات ۱۱۶۳ھ کو ہوئی۔

شیخ ولی اللہ مجددی رحمہ اللہ

حضرت محمد سعید مجددی سرہندی رحمہ اللہ کے پوتے تھے اور کوٹلہ فیروز شاہ میں مقیم تھے، تصوف میں راسخ قدم ہونے کے علاوہ صاحب علم تھے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی لکھی۔ کوٹلہ ہی میں ۱۱۶۶ھ کو وفات پائی۔

سید محمد وارث بنارسی رحمہ اللہ

عالمگیر رحمہ اللہ کے زمانہ میں بنارس کے قاضی تھے، داہنی ہتھیلی پر جلی کے نیچے سبز کلمات سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی لکھا ہوا تھا ہر شخص بہ آسانی پڑھ سکتا تھا

Marfat.com

بدن سے ہر وقت خوشبو آتی تھی لقب رسول نما تھا، شرح وقایہ کا حاشیہ اور قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھی، وفات ۱۱۶۶ھ کو ہوئی۔

مخدوم عبداللہ رحمہ اللہ

مرجع خلائق تھے وعظ و بیان بھی فرماتے تھے صاحب قلم بھی تھے تصانیف کی تعداد ڈیڑھ سو تک ہے، قرآن مجید کی تفسیر سندھی زبان میں کی جس کا نام تفسیر ہاشمی ہے۔ بمبئی سے ۱۳۳۰ھ کو طبع ہو چکی ہے وفات ۱۱۷۴ھ کو ہوئی۔

شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمہ اللہ

آپ گوہر یکتا حجۃ اللہ فی الارض ہیں، اسم گرامی قطب الدین رکھا گیا، حجاز مقدس میں قیام رہا شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم الکروی رحمہ اللہ المدنی سے سند حدیث حاصل کی، وطن تشریف لا کر تدریس اور اشاعت علوم اسلامیہ فرمائی حضرت مظہر جانجاناں نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام کرۂ ارض کی سیر مثل کف دست کرائی میں نے اپنے زمانہ میں شاہ ولی اللہ جیسا کوئی نہیں پایا“۔ حضوری کا شرف حاصل تھا جس کا ذکر آپ کی کتاب فیوض الحرمین اور الدر الثمین میں موجود ہے، قرآن مجید کا فارسی زبان میں ترجمہ لکھا اور حاشیہ پر تفسیری نوٹ بھی فارسی میں لکھے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی مستقل تفاسیر بھی لکھیں آپ کا وصال ۱۱۷۶ھ کو ہوا مزار پر انوار دہلی میں ہے۔

مولانا رستم علی قنوجی رحمہ اللہ

علوم قرآن سے خاص شغف تھا، جلالین کی طرز پر قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام تفسیر صغیر لکھی بریلی میں ۱۱۷۸ھ کو انتقال ہوا۔

شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی رحمہ اللہ

صرف پارہ عم کی تفسیر لکھی ہے زیادہ قبولیت حاصل ہوئی، اُردو میں قرآن کریم کا یہ ترجمہ سب سے زیادہ قدیم ہے کلکتہ میں طبع ہوا جس کا ایک نسخہ ادارہ ادبیات اُردو حیدر آباد دکن میں موجود ہے۔ ۱۲۶۰ھ میں کلکتہ سے طبع ہوا۔ وفات ۱۱۸۴ھ کو ہوئی۔

Marfat.com

الشیخ الکبیر اہل اللہ بن شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ

آپ نے علوم اسلامیہ اپنے بڑے بھائی شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ سے پڑھے، قرآنی علوم کے ساتھ خاص لگاؤ تھا، طب میں مہارت تھی، آپ کی چند تصانیف میں سے ایک کی قرآن عزیز کی ایک مختصر مگر جامع تفسیر بھی ہے ۱۱۸۷ھ کو انتقال فرمایا۔

قاضی احمد بن صالح صنعانی رحمہ اللہ

آپکو تفسیر قرآن عزیز میں مہارت حاصل تھی، تفسیر کشاف کا کامیاب حاشیہ لکھا ۱۱۹۱ھ کو وفات پائی

سید علی بن صلاح الدین الحسینی رحمہ اللہ

آپ کی کئی تصانیف ہیں جن میں سے درر الاصداف المنتقاۃ من سلک جواھر الاسعاف بھی ہے جو کہ بیضوی اور کشاف میں ذکر شدہ عربی محاورات اور استدلالی اشعار کی شرح ہے، مفسر کی وفات صنعاء یمن میں ۱۱۹۱ھ کو ہوئی۔

شاہ غلام مرتضی بن شاہ محمد تیمور الہ آبادی رحمہ اللہ

آپ نے قرآن مجید کا منظوم ترجمہ کیا، مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی لاہور موجود ہے، اس کی تالیف ۱۱۹۴ھ میں ہوئی، تفسیر مرتضوی بھی واللہ اعلم۔

جیسا کہ مؤلف کے شعر سے واضح ہے

دل لگا کہنے بوقت اختتام ‏ اس کا رکھ تفسیر مرتضوی تو نام

علی بن محمد دمشقی رحمہ اللہ

سلیمی کے نام سے مشہور تھے شیخ عمر رومی نے تفسیر بیضاوی کی شرح لکھنی شروع کی اسراء تک پہنچی تکمیل سلیمی نے کی ۱۲۰۰ھ میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہم۔

Marfat.com

تیرہویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

منعم خان رحمہ اللہ

مراد آباد کے عالم دین تھے، فارسی میں تفسیر لکھی ۱۲۰۱ھ کو وفات ہوئی۔

مولانا وحید الحق پھلواری رحمہ اللہ

آپ تحریک آزادی کے مجاہدین علماء میں سے تھے آپ نے تفسیر میں بیضاوی شریف کی تعلیقات لکھیں۔ ۱۲۰۱ھ کو وفات پائی۔

سلیمان بن عمر بن منصور الازہری رحمہ اللہ

آپ جمل کے لقب سے مشہور تھے۔ جلیل القدر علماء میں سے تھے، تفسیر جلالین کا جامع حاشیہ لکھا جو جمل ہی کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ وفات ۱۲۰۴ھ کو ہوئی۔

محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ

حنبلی مذہب کے مشہور عالم تھے۔ ۱۲۰۶ھ کو وفات پائی، قرآنیات پر آپ کی تصانیف میں استنباط القرآن اور تفسیر القرآن ہے۔

شاہ حقانی رحمہ اللہ

مارہرہ سے آپ کا تعلق تھا اشاعت علوم قرآن کا خاص شوق تھا، تفسیر بہ نام تفسیر حقانی لکھی ۱۲۰۶ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

Marfat.com

ملا محمد سعید گندسو دویم رحمہ اللہ

کشمیر کے مشہور علماء میں سے ہیں آپ کو حدیث اور تفسیر کے ساتھ خصوصی تعلق تھا صحیح بخاری پوری یاد تھی، قرآن عزیز کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا جس کا نام مفاتیح البرکات ہے ۱۲۰۸ھ میں وفات پائی۔

عبد الصمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ

ارکاٹ شاہی خاندان میں ہونے کے باوجود قرآن کے ساتھ تعلق تھا، دکھنی زبان میں قرآن عزیز کی تفسیر چار جلدوں میں لکھی، نام اپنے باپ کی نسبت سے تفسیر وہابی رکھا، مقدمہ میں وجہ تالیف یوں بیان فرمائی، عربی اور فارسی میں بہت ساری تفسیریں ہیں لیکن دکھنی میں نہیں، تفسیر کا اختتام ۱۱۸۷ھ کو ہوا۔

شیخ اسلم بن یحییٰ بن معین کشمیری رحمہ اللہ

ملا محب اللہ اور شیخ عبد الغنی جیسے جلیل القدر علماء آپ کے حلقہ درس سے پیدا ہوئے فقہ کی مشہور کتاب جامع صغیر اور الاشباہ والنظائر پر تعلیقات لکھیں، تفسیر جلالین پر جامع تعلیقات مرتب کیں، ۱۲۱۲ھ کو فوت ہوئے۔

السید علی بن ابراہیم بن محمد رحمہ اللہ

آپ کی تصانیف میں مفاتیح الرضوان فی تفسیر القرآن بالقرآن ہے ضخیم جلد میں ہے وفات ۱۲۱۳ھ کو ہوئی۔

حکیم محمد شریف خان دہلوی رحمہ اللہ

حکمت وطب کے علاوہ علوم عقلیہ اور نقلیہ میں بھی ممتاز مقام رکھتے تھے منطق کی بلند پایہ کتاب حمد اللہ کا حاشیہ لکھا، قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی اُردو اور فارسی زبان میں لکھی دہلی میں ۱۲۲۲ھ کو وفات پائی۔

Marfat.com

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ

مرزا مظہر جانجانان دہلوی قدس سرہ العزیز سے مجاز طریقت ہوئے، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے آپ کو بیہقی وقت کا خطاب دیا تھا، ایک جامع تفسیر عربی زبان میں لکھی جس کا نام اپنے شیخ کی نسبت سے تفسیر مظہری رکھا جو سات جلدوں میں کئی بار طبع ہو چکی ہے، ندوۃ المصنفین دہلی نے اس تفسیر کا اُردو زبان میں ترجمہ کر دیا۔ وفات ۱۲۲۵ھ کو ہوئی۔

مولانا سلام الدین بن فخر الدین دہلوی رحمہ اللہ

حضرت عبدالحق محدث دہلوی کی اولاد تھے جلالین کا حاشیہ کمالین ہے ۱۲۲۹ھ کو فوت ہوئے

شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہما

آپ کی تربیت حضرت شاہ عبدالعزیز نے فرمائی، خواب دیکھا کہ آپ پر قرآن عزیز کا نزول ہو رہا ہے، تعبیر یہ ظاہر ہوئی کہ قرآن عزیز کی بے نظیر خدمت کی اور تفسیر موضح قرآن لکھی، انور شاہ صاحب کشمیری فرماتے ہیں تمام تفاسیر کی موجودگی میں بھی ہم تفسیر موضح قرآن سے مستغنی نہیں، سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے فرمایا یہ ترجمہ اور تفسیر بے مثل ہے وفات ۱۲۳۰ھ کو دہلی میں ہوئی، ایک قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری کے شیرانی سیکشن میں موجود ہے، جو کہ ۱۲۴۹ھ کا مخطوطہ نمبر ۱۹۰۱ھ ہے۔

سراج الہند شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ

آپ نے پورے قرآن مجید کی تفسیر لکھی مگر اکثر جنگ آزادی میں تلف ہو گئی، مولوی حیدر علی آپ کے آخری عمر کے مستفیضوں میں سے تھے، انہوں نے تفسیر مذکور کا تکملہ ستائیس جلدوں میں کیا جو کہ بہت خوب لکھا ہے۔ حضرت شاہ صاحب کے نعتیہ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

فمن لی بعد ماوھنت عظامی — اذا اشتد البلاء سواک حامی
وان اک ظالما عظمت ذنوبی — فحبک سیدی ماحی الا ثام

Marfat.com

فقد اعطیت مالم یعط احد علیک صلوٰۃ ربک بالسلام

۱۲۳۹ھ کو وصال فرمایا، شیخ فرید الدین مراد آبادی رحمہ اللہ م ۱۲۲۳ھ نے شاہ صاحب کے تفسیری ارشادات کو ایک کتاب میں جمع کر دیا جس کا نام الافادات العزیز یہ ہے۔

احمد بن محمد صادی مالکی رحمہ اللہ

"تفسیر جلالین" کا کامیاب حاشیہ لکھا جو چاروں جلدوں میں مطبوعہ ہے۔
پہلی دفعہ مصر سے طبع ہوا۔ انتقال ۱۲۴۱ھ کو ہوا۔

مولانا محمد اشرف لکھنوی

حضرت سید احمد بریلوی رحمہ اللہ کے مرید خاص تھے۔
قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی ۱۲۴۴ھ کو فوت ہوئے۔

شاہ عزیز الدین قادری نقشبندی رحمہ اللہ

وطن اورنگ آباد تھا، قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام چراغ ابدی لکھی جو صرف پارہ عم اور سورۂ فاتحہ پر مشتمل ہے اسکے تین نسخے حیدر آباد دکن کے کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں، تفسیر کی تکمیل ۱۲۴۶ھ ہے۔

مولوی ولی اللہ بن مفتی سید احمد علی حسینی رحمہ اللہ

جامع معقولات والمنقولات عالم تھے شعر و شاعری بھی فرمایا کرتے تھے قرآن عزیز کی ایک تفسیر فارسی نظم میں لکھی ہے جس کا نام نظم الجواہر ہے اس کے آخر میں طبقات المفسرین کا ذکر بھی فرمایا تین جلد ہیں۔ وفات ۱۲۴۹ھ میں ہوئی۔

حضرت شاہ رفیع الدین قدس سرہٗ

دینی علوم میں یکتائے روزگار تھے، جامع اور مکمل ترجمہ سب سے پہلے آپ ہی نے فرمایا جو ۱۲۰۰ھ میں تکمیل ہوا، مقبول اور مستند ایک تفسیر بھی لکھی ہے جو کہ تفسیر رفیعی

Marfat.com

کے نام سے ہے، انتقال ۱۲۴۹ھ کو ہوا، ۱۲۷۲ھ۔ ۱۸۵۵ء میں طبع ہوئی، جس کا نسخہ پشاور یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔

ابو علی محمد ابن علی بن عبد اللہ شوکانی رحمہ اللہ

آپ کے والد ماجد یمن کے قاضی تھے، اللہ تعالیٰ نے ذہن ثاقب عطاء فرمایا تھا، بیس سال کی عمر میں فتویٰ نویسی قاضی القضاۃ مقرر ہو گئے امام منصور باللہ رحمہ اللہ آپ کا بے حد احترام کرتا تھا، سلسلہ نقشبندیہ کے بلند پایہ سالک تھے۔ ۱۲۷ کتابیں تصنیف فرمائیں، نیل الاوطار جیسی مفید کتاب بھی لکھی، قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام فتح القدیر لکھی جو چار جلدوں میں مطبوعہ ہے۔ وفات ۱۲۵۰ھ کو ہوئی۔

شاہ رؤف احمد نقشبندی رامپوری رحمہ اللہ

حضرت شاہ غلام علی نقشبندی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز تھے، اُردو زبان میں بہ نام تفسیر رؤفی لکھی ۱۲۵۳ھ میں سفر حج کے دوران میں وفات ہوئی۔

قاضی عبد السلام بن عطاء الحق رحمہ اللہ

آپ بدایوں کے گرامی قدر عالم تھے، قرآن عزیز کی تفسیر اُردو نظم میں لکھی جس میں دو لاکھ اشعار ہیں تفسیر کا نام زاد الآخرۃ ہے، وفات ۱۲۵۷ھ۔ ۱۲۹۸ھ کو ہوئی، واللہ اعلم۔

مفتی محمد قلی کنشوری بن محمد حسین رحمہ اللہ

لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ علماء شہر سے اکتساب فیض کیا میرٹھ میں مفتی مقرر ہوئے، آیات احکام کی ایک تفسیر بہ نام تقریب الافہام فی آیات الاحکام لکھی۔ ۱۲۶۰ھ میں انتقال ہوا۔

سید محمد عثمان میر غنی رحمہ اللہ

مکہ مکرمہ کے علماء کرام میں سے تھے قرآنی علوم سے کافی واقفیت تھی، تفسیر بہ نام تاج التفاسیر لکھی جو کہ ۱۳۱۱ھ میں دو جلدوں میں طبع ہو چکی ہے، وفات ۱۲۶۸ھ کو ہوئی۔

Marfat.com

مفتی محمد یوسف بن مفتی اصغر علی رحمہ اللہ

لکھنؤ میں پیدا ہوئے، مدرسہ جون پور میں مدرس مقرر ہوئے، کتابوں کی تصنیف کے علاوہ تفسیر بیضاوی پر تعلیقات لکھیں، ۱۲۶۸ھ کو انتقال ہوا۔

مولانا جان محمد لاہوری رحمہ اللہ

اپنے زمانہ کے جلیل القدر علماء کرام سے اکتساب فیض کیا، لاہور ہی میں تدریس علوم کا مبارک کام شروع کر دیا، آپ کا وعظ پر تاثیر ہوتا تھا۔ قرآن عزیز کی تفسیر زبدۃ التفاسیر والتذکیر لکھی۔ ۱۲۶۸ھ کو انتقال ہوا۔

مولانا ولی اللہ بن حبیب اللہ انصاری رحمہ اللہ

آپ لکھنؤ میں پیدا ہوئے قرآن کریم کی تفسیر بہ نام معدن الجواہر ہے۔ ۱۲۷۰ھ کو انتقال ہوا۔

ابو الثناء شہاب الدین بغدادی

آباؤ اجداد کے قصبہ آلوس کی وجہ سے آلوسی کہلائے، آپ بڑے محنتی اور ذہین تھے فراغت علوم کے بعد مسند تدریس پر فائز ہوئے پھر احناف کے مفتی اعظم مقرر ہوئے، آپ کی تصانیف میں تفسیر بھی بہ نام "روح المعانی" ہے۔ جو متداول اور مطبوعہ ہے۔ ۱۲۷۰ھ میں فوت ہوئے، شب جمعہ کو خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمانوں کے دروازے بند کر دینے اور پھر کھول دینے کا حکم فرمایا جس کی آپ نے تعمیل کر دی، پھر اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ قرآن عزیز کی تفسیر لکھائی جائے گی چنانچہ آپ نے تفسیر لکھی اور وزیر اعظم علی رضا نے میرے ہاتھ سے اس تفسیر کا نام روح المعانی رکھا۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ کے ہاتھ سے لکھا ہوا نسخہ استانبول راغب پاشا کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

مولانا محمد سعید مدارسی رحمہ اللہ

اپنے وطن میں اکتساب علم کے بعد حجاز تشریف لے گئے کافی زمانہ رہ کر علماء عرب

Marfat.com

سے اکتساب علم کیا، قرآن کریم کی فارسی زبان میں ایک تفسیر لکھی جو چار جلدوں میں ہے۔۱۲۷۲ھ کو وفات پائی، سعید آباد میں دفن ہیں۔

ظہور علی بن حیدر رحمہ اللہ

لکھنؤ کے جلیل القدر علماء میں سے تھے، آخر عمر میں حیدر آباد دکن چلے گئے اور وہاں بھی علوم اسلامیہ کی خدمت کرتے رہے۔

قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی حیدر آباد ہی میں ۱۲۷۵ھ کو فوت ہوئے۔

مولانا تراب علی بن شجاعت علی رحمہ اللہ

مفتی ظہور اللہ انصاری سے اکتساب علم کیا، ملاحسن، حمد اللہ، قاضی مبارک کے حواشی لکھے، تفسیر جلالین کا حاشیہ بہ نام ہلالین لکھا ۱۲۸۱ھ میں فوت ہوئے۔

مولانا عبدالحلیم بن امین اللہ لکھنوی رحمہ اللہ

اپنے چچا سے اکتساب فیض کے بعد مکہ مکرمہ میں مشائخ سے علوم حدیث وتفسیر پڑھے، ان کی ایک کتاب تعلیقات علی البیضاوی بھی ہے۔۱۲۸۶ھ کو انتقال ہوا۔

سید حافظ محمد شریف معروف بہ ابی زادہ رحمہ اللہ

ترکی میں شہرستان کے قاضی تھے اور تفسیر قرآن میں کافی مہارت اور عشق تھا، ایک کتاب بہ نام الایات الجلیہ الفرقانیہ ومفتاح التفاسیر الجمیلۃ الفرقانیہ لکھی۔

جس میں بیضاوی، شیخ زادہ، روح البیان، تفسیر کبیر اور تفسیر ابی السعود کا انتخاب جمع کر دیا۔۱۲۸۶ھ تک تو زندہ تھے۔

مولوی عبداللہ بن صبغۃ اللہ مدارسی رحمہ اللہ

آپ کی تصانیف میں احادیث بیضاوی کی تخریج بھی کی ہے۔۱۲۸۸ھ کو فوت ہوئے۔

Marfat.com

مولانا قطب الدین خان بن محی الدین دہلوی رحمہ اللہ

ممتاز عالم تھے تقوی اور فتوی دونوں میں مشہور تھے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر بھی بہ نام جامع التفاسیر اردو میں لکھی جو مطبوعہ اور دستیاب ہے ۱۲۸۹ھ کو وفات پائی۔

مولانا نصیر الدین بن جلال الدین رحمہ اللہ

برہان پور میں پیدا ہوئے خاندانی عالم ہیں، قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام التیر فی مہمات التفسیر ہے۔ ۱۲۹۳ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

مولانا عبدالعلی بن پیر علی نگرامی رحمہ اللہ

آپ امام الاحناف کہلاتے تھے متقی اور متوکل عالم دین تھے۔ آپ کی تصانیف میں تفسیر آیات القرآن ہے۔ ۱۲۹۶ھ کو وفات پائی۔

شیخ محمد بن عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ

آپ نے غزنی سے ہجرت کر کے امرتسر کو اپنا مستقر بنالیا، حق گوئی کے سلسلہ میں بے شمار تکالیف اٹھائیں تفسیر جامع البیان کا حاشیہ لکھا جو مقبول بین العلماء ہے۔ ۱۲۹۶ھ میں وفات پائی۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ

کامل وقت امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ دیوبند کے قصبہ میں دارالعلوم کا انعقاد کرایا جو آج عالم اسلام کی عظیم ترین درسگاہ ہے۔ آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں ''اسرار قرآنی'' نامی ایک مختصر سا رسالہ بھی ہے جس میں استعاذہ اور معوذتیں کی تفسیر ہے، بہ نام ''تفسیر المعوذتین'' دیوبند سے شائع ہو چکا ہے۔ حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کی وفات ۱۲۹۷ھ کو ہوئی، مزار دیوبند میں ہے۔

Marfat.com

منشی جمال الدین بن وحید الدین رحمہ اللہ

حضرت غلام علی نقشبندی سے اکتساب فیض کے ساتھ ساتھ شیخ محمد آفاق نقشبندی رحمہ اللہ سے مجاز طریقت ہوئے تیس سال کی عمر میں بھوپال چلے گئے وہاں الیہ بھوپال پال سکندر بیگم سے آپ کا نکاح ہو گیا۔

شہنشہانہ شوکت حاصل ہو جانے کے باوجود علمی خدمات نہ چھوڑیں علامہ کی تفسیر رحمانی اور شاہ ولی اللہ کی اکثر تصانیف طبع کرائیں۔ ترکی اور پشتو کی تفاسیر طبع کرائیں ترکی زبان کا ترجمہ احمد داغستانی نزیل مکہ مکرمہ سے کرایا تھا جو کہ بھوپال کے سرکاری کتب خانہ میں موجود ہے۔ وفات ۱۲۹۹ھ میں ہوئی۔

سید حاجی محمد فوزی ترکی رحمہ اللہ

آپ جلیل القدر عالم تھے قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھنی شروع کی سفرحج میں اس کو مکمل کیا، اس تفسیر میں ہر سورۃ کی ابتداء میں تین اشعار فارسی کے ایسے لائے جن میں سورۃ کے مضمون کا خلاصہ ہے، اس تفسیر کا نام الانس المعنوی ہے جو کہ ۱۲۹۹ھ کو طبع ہو چکی ہے۔

سید بابا قادری ابن شاہ محمد یوسف رحمہ اللہ

حیدرآباد دکن کے بلند پایہ عالم اور پیر طریقت تھے، آپ کی تصانیف میں قرآن کریم کی تفسیر التنزیل اور تفسیر فوائد بدیہیہ بھی ہے جو کہ پانچ جلدوں میں ہے ابھی تک طبع نہیں ہو سکی، کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں اس کا مخطوطہ موجود ہے۔

مراد علی ولد حضرت مولانا شیخ عبد الرحمٰن السیلانی رحمہ اللہ

آپ بہت بڑے عالم اور مشہور صوفی تھے، آپ نے پشتو زبان میں تفسیر لکھی جو دو جلدوں میں مطبوعہ ہے۔ اپنی تفسیر کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ:

Marfat.com

زیراکہ درجہانست تفاسیر بے شمار　　لیکن نہ بازبان سلیمانی اندآن

تفسیر کی تکمیل ۵ شوال ۱۲۸۲ھ ہے۔

خواجہ محمد عبید اللہ ملتانی رحمہ اللہ

آپ کا خاندان عراقی الاصل ہے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے خدام کا خاندان تھا، حتیٰ کہ اس خاندان کی قومیت ہی فقیر قادری مشہور ہوگئی۔

آپ کی پیدائش تقریباً ۱۲۱۹ھ میں ملتان میں ہوئی ابتدائی علوم اپنے والد ماجد سے حاصل کئے پھر حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری سے کافی عرصہ پڑھا اس کے بعد خواجہ قاضی عاقل محمد کوٹوی کے خلیفہ خواجہ گل محمد احمد پوری سے علم حدیث حاصل کیا، بیعت کا شرف حضرت خواجہ خدا بخش رحمہ اللہ سے حاصل ہوا اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

آپ علم و تصوف اور خدمتِ خلق میں اپنے دَور کے مشہور ترین بزرگ تھے اور آپکی اولاد میں بھی اسی طرح علم و خدمتِ خلق کا چرچا رہا، ملتان محلّہ قدیر آباد میں مدرسہ عبیدی اور خانقاہ عبیدیہ آپکی یادگار ہے۔

آپ نے ایک تفسیر قرآن عربی میں لکھی جو ابھی تک غیر مطبوعہ ہے، اس تفسیر کی خصوصیت یہ ہے کہ انتہائی مختصر اور جامع ہے۔ آپ کی وفات ۱۳۰۵ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

چودھویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

شاہ عبدالحی احقر بنگلوری رحمہ اللہ

سید احمد شہید قدس سرہٗ العزیز کے خلیفہ سید محمد علی رامپوری سے بیعت کی، وعظ و تذکیر اور تصنیف کا کام بھی کرتے تھے۔ آپ نے تیسیر القاری کا اُردو زبان میں ترجمہ کیا جو فیض الباری کے نام سے آٹھ جلدوں میں شائع ہو چکا ہے جنان السیر فی احوال سید البشر بھی لکھی جو کہ چوبیس ہزار اشعار پر مشتمل ہے، قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام جواہر التفسیر فی السیر والتذکیر لکھی جو عجیب اور دلکش تفسیر ہے، مدینہ منورہ میں ۱۳۰۱ھ میں وفات پائی۔

مولانا فیض الحسن سہارنپوری رحمہ اللہ

آپ نے مولانا فضل حق رحمہ اللہ بن فضل امام خیر آبادی سے اکتساب فیض کیا، تفسیر بیضاوی کا حاشیہ اور تفسیر جلالین کا حاشیہ لکھا۔ ۱۳۰۴ھ کو فوت ہوئے۔

عمار علی رحمہ اللہ

آپ سونی پت رئیس تھے مگر علوم دینیہ کے ساتھ تعلق اور شغف تھا، ایک تفسیر بنام تفسیر عمدۃ البیان لکھی ۱۳۰۴ھ کو وفات ہوئی۔

محمود آفندی رحمہ اللہ

آپ دمشق کے مشہور علماء میں سے تھے تفسیر کے ساتھ خاص لگاؤ تھا، دار الاسرار نامی ایک تفسیر لکھی، جو فیضی کی سواطع الالہام کی طرح حروف بے نقاط میں ہے کتاب مطبوعہ ہے۔ وفات ۱۳۰۵ھ کو ہوئی۔

Marfat.com

مولانا نواب سید صدیق حسن رحمہ اللہ

آپ صاحب العلم والقلم تھے، آپ نے زیادہ استفادہ یمنی علماء سے کیا، والیہ بھوپال نے ان سے نکاح کیا، ہرفن اور علم میں کئی تصانیف کیں، قرآن مجید کی تفسیر آیات الاحکام پر نیل المرام نامی لکھی اور مکمل تفسیر قرآن مجید فتح البیان ہے، جو بھوپال اور مصر سے دس جلدوں میں شائع ہو چکی ہے وفات ۱۳۰۷ھ کو ہوئی، فتح البیان کا اُردو ترجمہ طبع ہو گیا ہے۔

حافظ مولوی محمد بن بارک اللہ رحمہ اللہ

فیروز کے قصبہ لکھو میں پیدا ہوئے۔ فقہ حنفی میں مدلل اور مفصل ایک کتاب بہ نام انواع بارک اللہ نظم میں لکھی، ایک تفسیر بھی پنجابی نظم میں لکھی، جو تفسیر محمدی کے نام سے سات جلدوں میں مطبوعہ ہے۔ وفات ۱۳۱۱ھ کو ہوئی۔

قاضی احتشام الدین مرادآبادی رحمہ اللہ

آپ جید علماء کرام میں سے تھے، تفسیر اُردو زبان میں لکھی جس کا نام الاکسیر الاعظم ہے اور وہ ۹ جلدوں میں ہے ۱۳۱۴ھ کو وفات ہوئی۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمہ اللہ

آپ برصغیر کے معروف علماء اور صلحاء کرام میں سے تھے، شریعت اور طریقت سے وافر ملا تھا آپ اپنے متوسلین کی تربیت درس قرآن دے کر کرتے تھے ان درسوں کا مولوی تجمل حسین بہاری رحمہ اللہ نے ترجمہ کیا، جسے مولانا عبدالباری فرنگی محل نے شائع کیا، ہندی میں کچھ سورتوں کا ترجمہ فرمایا تھا، جو شائع ہو چکا ہے وفات ۱۳۱۳ھ کو ہوئی۔

سید محمد نواوی المنتبی رحمہ اللہ

نبتن نامی قصبہ میں ۱۲۳۰ھ کو پیدا ہوئے مکہ مکرمہ میں شیخ عبدالستار دہلوی سے اکتساب فیض

Marfat.com

کیا پھر مدینہ منورہ، مصر کے اسفار کئے اور پھر آ کر حرم مکہ مکرمہ میں تدریس کا کام شروع کیا، آپ تصانیف کی تعداد ایک سو تک ہے، قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام التفسیر التیسیر لمعالم التنزیل ہے جوکہ آپ کی زندگی میں ہی طبع ہو چکی تھی وفات مکہ مکرمہ میں ۱۳۱۴ھ میں ہوئی۔

مولانا ناصر الدین ابو المنصور رحمہ اللہ

علوم اسلامیہ میں کافی مہارت تھی، یہود و نصاریٰ کے ساتھ مناظرہ میں بھی یکتا تھے، عقائد اسلامیہ میں راسخ تھے سرسید نے قرآن حکیم کی جو (تحریف معنوی) لکھی ہے اس کے رد میں ایک مستقل تفسیر بہ نام تنقیح البیان فی الرد علی تفسیر القرآن لکھی، وفات ۱۳۲۰ھ کو ہوئی۔

شیخ محمد حسن بن کرامت علی امروہی رحمہ اللہ

مولانا فضل خیر آبادی رحمہ اللہ اور مولانا صدر الدین دہلوی سے علوم کی تکمیل کی، آخر عمر میں خانقاہ اجمیری میں معتکف ہو گئے، آپ کو کتب سماویہ تورات، انجیل، زبور وغیرہ پر بھی عبور حاصل تھا، فارسی میں تفسیر لکھی جس کا نام معالم الاسرار ہے، حضرت شاہی کے نام سے بھی مشہور ہے، اُردو تفسیر ''غایۃ البرہان'' لکھی۔ ۱۳۲۳ھ کو وفات پائی۔

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہٗ سے بیعت و خلافت سے مشرف ہوئے علوم ظاہریہ اور روحانیہ میں بلند مقام پر تھے، درس و تدریس، تبلیغ و ارشاد آپ مجاہد جلیل بھی تھے، دار العلوم دیوبند کے سرپرست تھے، اکثر مشہور محدثین آپ کے شاگرد ہیں، علم حدیث میں بخاری اور ترمذی کی شرح، فقہ میں آپ کا مجموعہ فتاویٰ ''فتاویٰ رشیدیہ'' دینی یادگار ہیں، کئی سورتوں کی تفسیر بھی فرمائی حیات مبارکہ میں ۱۳۰۴ھ میں طبع ہوئی اور اب دوسری بار طبع کیا گیا۔

فتح محمد تائب لکھنوی رحمہ اللہ

آپ نے لکھنؤ جید علماء سے اکتساب فیض کیا، مدرسہ ''رفاہ المسلمین'' کھولا،

Marfat.com

قرآن عزیز کی تفسیر لکھنے کا شوق پیدا ہوا تو کئی مستند تفاسیر کا خلاصہ کیا جو بنام خلاصۃ التفاسیر چار جلدوں میں مطبوعہ ہے، وفات ۱۳۲۷ کو ہوئی۔

جمال الدین قاسمی الحلاق رحمہ اللہ

دمشق میں علماء عصر سے استفادہ علوم اسلامیہ کیا، کافی عرصہ سرکاری مدرس رہے مصر اور مدینہ منورہ کے سفر کئے۔ بالآخر تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے، احیاء العلوم کا اختصار لکھا، قرآن عزیز کی تفسیر محاسن التاویل لکھی جو تفسیر قاسمی مشہور ۱۷ جلدوں میں دستیاب ہے، وفات دمشق میں ۱۳۳۲ھ کو ہوئی۔

مولانا عبدالحق مہاجر مکی رحمہ اللہ

شارح مشکوٰۃ قطب الدین خان رحمہ اللہ سے تحصیل علوم کے بعد مکہ مکرمہ جا کر شاہ عبد الغنی قدس سرہٗ کے حلقہ درس میں شامل ہوئے ساتھ ہی منازل سلوک طے کرنے پر خلافت سے سرفراز ہوئے، تراویح کی نماز حطیم کعبہ میں بیس رکعات میں پورا قرآن مجید ختم کرلیا کرتے تھے، ۱۳۳۳ھ کو وصال ہوا۔ تفسیر مدارک کی شرح اکلیل لکھی جو سات جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔

سردار محمد عباس خان رحمہ اللہ

۱۲۵۲ھ کابل میں ولادت ہوئی آپ کو فن حرب و سپہ گری میں کافی واقفیت تھی، علوم دینیہ اور ادبیہ میں کافی دسترس تھی، قرآن مجید کی تفسیر فارسی تفسیر عباسی لکھی قلمی نسخہ کابل میں ہے۔ وفات ۱۳۳۴ کو کابل میں ہوئی۔

مولانا عبدالحق رحمہ اللہ

۱۲۶۵ھ میں گمتھلہ میں پیدا ہوئے مفتی محمد لطف اللہ رحمہ اللہ، مولانا عبدالحق مہاجر مکی رحمہ اللہ سے اکتساب علوم کیا اور سلوک میں شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمہ اللہ سے بیعت کی، آپ نے ایک سکول اور ایک یتیم خانہ بھی قائم کیا اور کتاب عقائد اسلام اور ایک کتاب

Marfat.com

البیان بھی لکھی جس کا ترجمہ انگریزی میں بھی ہو چکا ہے۔ تفسیر بہ نام فتح المنان بہ تفسیر القرآن مشہور تفسیر حقانی لکھی، وجہ تصنیف میں یہ لکھا کہ ایک قوم عیسائی دانشمند، آزادی پسند ہندوستان میں آئی تو اپنے ساتھ صد ہا جہاز الحاد اور شراب خوری وغیرہ کے بھی بھر کر لائی اول تو یوں ہی مسلمانوں کی حالت خراب تھی اس لئے آزادی اور الحاد کی برانڈی نے تو وہ آفت ڈھائی کہ:

ازاں افیون کہ ساقی درے افگند   حرفیاں را نہ سرماند نہ دستار

حمیت اسلامی اور اہل اسلام کی نفع رسانی نے مجھ جیسے بے لیاقت کو مجبوراً اُردو میں ایسی تفسیر لکھنے پر مامور کیا، یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں ہے، کئی دفعہ طبع ہو چکی ہے حقانی کی وفات ۱۳۳۵ھ کو ہوئی۔

سید امیر علی بن معظم علی حسینی ملیح آبادی رحمہ اللہ

ولادت ۱۲۷۴ھ کو ملیح آباد میں ہوئی۔ آپ نے فیضی کی تفسیر بے نقاط کا مقدمہ اور بخاری شریف، ہدایہ، فتاویٰ عالمگیری کا ترجمہ اُردو زبان میں کیا، قرآن حکیم کی ایک تفسیر تیس جلدوں میں مرتب فرمائی جس کا نام مواھب الرحمٰن ہے کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہے ۱۳۳۷ھ کو وفات پائی۔

سید احمد حسن دہلوی رحمہ اللہ

۱۲۵۸ھ میں دہلی میں ولادت ہوئی۔ مولانا نذیر حسین کے پاس تفسیر وحدیث کی تکمیل کی اور طب قدیم بھی پڑھ لی پھر آپ ڈپٹی کلکٹر لگا دیئے گئے احسن التفاسیر لکھی جو ساتھ جلدوں میں ۱۳۲۵ھ کو طبع ہو چکی ہے اس تفسیر کا ایک جامع مقدمہ لکھا جو علم تفسیر کے متعلق ۵۶ مفید عنوانات پر مشتمل ہے۔ ۱۳۲۰ھ میں طبع ہوا۔ ''تفسیر آیات الاحکام من کلام رب الانام'' اردو ۱۹۳۱ء میں طبع ہوئی۔ ۱۳۳۸ھ کو دہلی میں وفات پائی۔

مولانا وحید الزمان بن مسیح الزمان رحمہ اللہ

مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ سے اور مولانا عبدالغنی مجددی مہاجر مدینہ منورہ رحمہ اللہ سے اکتساب کیا، آپ جلیل القدر صاحب قلم عالم تھے۔ آپ کی تفسیر وحیدی اُردو زبان میں ہے

Marfat.com

اور مضامین قرآن پر کتاب لکھی جس کا نام تبویب القرآن ہے۔ ۱۳۳۸ھ کو فوت ہوئے وقار آباد میں دفن ہیں۔ تفسیر وحیدی قرآن عزیز مترجم کے حاشیہ پر ۱۳۲۴ھ کو طبع ہو چکی ہے۔

مولانا محمود حسن شیخ الہند رحمہ اللہ

آپ کا خاندان دیوبند کے قدیمی شیوخ میں سے ہے، ہمعصر علماء میں شیخ الہند کا لقب آپ ہی کے لئے مخصوص رہا۔ قرآن مجید کا ترجمہ تیس سال میں بکوشش والتزام صرف دس پارے غیر مکمل تیار ہوئے تھے، مالٹا کی یکسوئی اور گوشہ نشینی میں دو ہی سال میں کامل ہو گیا۔ کئی مرتبہ طبع ہوا، شاہ فہد سلمہ اللہ مدظلہ العالی کے مطبع مدینہ منورہ میں بھی کافی چھپ کر عالم اسلام میں تقسیم ہوا اور سراہا گیا جزاھم اللہ خیرا آمین۔ افغانستان حکومت نے اس کا فارسی میں ترجمہ شائع کرایا ہے۔ ربیع الاوّل ۱۳۳۹ھ میں وفات ہوئی۔ آپ کا ترجمہ وتفسیر نہایت مفید ہے۔

مولانا تاج محمود امروٹی رحمہ اللہ

اجداد عرب سے آ کر سندھ آباد ہوئے بھرچونڈی شریف کے حضرت حافظ محمد صدیق رحمہ اللہ نے خلافت سے نوازا دینی مدرسہ ایک پریس بھی قائم کیا روحانی کمالات کے ساتھ شیخ المشائخ بہترین ادیب اور شاعر بھی تھے ایک کتاب ''پریت نامو'' یوسف زلیخا کے قصے میں مولانا جامی رحمہ اللہ کی مرتبہ یوسف زلیخا کا عکس جمیل ہے قرآن مجید کا ترجمہ سندھی میں لکھا۔ کئی مرتبہ طبع شدہ ہے۔ ۱۳۴۸ھ کو وصال فرمایا۔

شیخ ریاست علی حنفی رحمہ اللہ

شاہجہانپور میں پیدا ہوئے، رام پور میں شیخ وقت ارشاد حسین نقشبندی رحمہ اللہ کے حلقہ میں داخل ہوئے فراغت کے بعد اپنے وطن میں تدریس وتعلیم میں مصروف ہو گئے آپ کی تالیفات میں ''جلالین'' کی شرح ''زلالین'' اور لباب التنزیل فی مشکلات القرآن ہے۔ ۱۳۴۹ھ کو فوت ہوئے۔

Marfat.com

مولانا سید محمد انور شاہ

۱۳۱۴ھ میں دیوبند سے فارغ ہوئے اور گنگوہ شریف حضرت امام ربانی کی خدمت میں حاضر ہوئے، پھر آپ نے بجنور، مدرسہ امینیہ دہلی وغیرہ میں تدریس کرنے کے بعد دیوبند میں تدریس کی۔ آپ ہی کو شیخ الہند رحمہ اللہ جانشین مقرر فرما کر حجاز تشریف لے گئے۔ بے نظیر عالم اور محقق تھے، تقریر ترمذی شریف اور بخاری شریف عربی میں مطبوعہ اور مقبول عند العلماء ہے، تفسیر قرآن کے سلسلے میں آپ کی مرتبہ کتاب "مشکلات القرآن" مفید ترین اور جامع کتاب ہے علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے حاشیہ سے مزین طبع ہو چکی ہے۔

فتح الدین اذ بر بن حکیم میاں غلام محمد رحمہ اللہ

ولادت خوشاب میں ہوئی مولوی فاضل کے بعد دیوبند میں حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ سے اکتساب فیض کیا، حج کے بعد بغداد وغیرہ کا علمی سفر کر کے حیدر آباد میں قیام فرمایا، "خزینۃ المیراث" آپ کی علمی یادگار ہے ایک تفسیر "روح الایمان" لکھی جو دکن سے شائع ہوئی۔ مقدمہ تفسیر القرآن لکھا جو شائع شدہ ہے، وفات ۱۳۵۶ھ کو خوشاب میں ہوئی۔

حافظ محمد ادریس رحمہ اللہ

خاندان علمی تھا، امروہہ اور ڈابھیل کے علاوہ دار العلوم دیوبند میں دورہ حدیث پڑھا کمال ذہانت کے مالک تھے پشاور یونیورسٹی شعبہ عربی کے صدر رہے قرآن عزیز کی پشتو زبان میں تفسیر لکھی جس کا نام "کشاف القرآن" ہے اور وہ مطبوعہ ہے۔ ۱۳۵۸ھ حادثہ میں شہید ہو گئے۔

مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمہ اللہ

آپ ندوۃ العلماء میں رہے مدرس رہے پھر ایک مطبع قائم کیا دینی کتب کی اشاعت فرمائی، آپ کا روحانی تعلق حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے تھا، آپ نے حضرت کے حالات مبارکہ پر مشتمل "تذکرۃ الرشید" لکھا آپ نے قرآن عزیز کا ترجمہ اور حاشیہ لکھا، جس کا ایک ایک کلمہ شیخ الہند رحمہ اللہ کی نظر سے گزرا۔ ۱۳۶۰ھ میں انتقال فرمایا۔

Marfat.com

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

آپ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار تک ہے قرآن کریم کی ایک مبسوط اور مدلل تفسیر بہ نام "بیان القرآن"، لکھی جو متداول اور معتبر ہے بقول قاری محمد طیب رحمہ اللہ ایسی جامع تفسیر ہے کہ قرآنی حقائق کا لب لباب سامنے آ گیا، آپ نے قرآن عزیز کا ترجمہ اور تفسیری حاشیہ بھی لکھا، شائع ہوتا رہا ہے وفات ۱۳۶۲ھ تھانہ بھون میں ہوئی، نور اللہ مرقدہ ورحمۃ اللہ وعلی ابویہ۔

آپ کی علمی تفسیر بیان القرآن جو کہ صرف اہل علم کیلئے ہے حضرت کی خواہش پر علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اس کی ایسی تسہیل کر دی ہے جو کہ تسہیل بیان القرآن کے نام سے اعلیٰ اور منفرد طریقہ پر ادارہ نے شائع کر دی ہے جو کہ عوام کیلئے بہترین مختصر اور جامع تفسیر ہے

آپ کے قرآنی افادات کا ایک مجموعہ اشرف التفاسیر ہے چار جلدوں میں یہ دراصل حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی کاوش سے آپ کے ملفوظات خطبات ومکتوبات میں قرآنی آیات کی تشریحات کو یکجا کر کے ترتیب دی گئی ہے۔ بیان القرآن تو خالص علمی اور دقیق تفسیر ہے مگر اشرف التفاسیر عوام وخواص سب کیلئے یکساں مفید ہے یہ نہایت آسان اور عام فہم ہے۔

محمد مصطفیٰ مراغی رحمہ اللہ

آپ نے مفتی عبدہ رحمہ اللہ سے اکتساب علم مصر میں قاضی مقرر ہوئے پھر سوڈان کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے بعد میں جامعہ ازہر کے صدر مقرر کئے گئے، قرآن عزیز کی ایک مفصل تفسیر لکھی جو کہ تفسیر مراغی کے نام سے عام دستیاب ہے۔

شیخ الاسلام مولانا عبدالرحمٰن امروہی

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ سے تفسیر وحدیث کے اسباق پڑھے جامعہ اسلامیہ امروہہ کے شیخ الحدیث والتفسیر رہے ۱۳۶۷ھ کو وفات پائی، تفسیر بیضاوی پر آپ کا جامع اور کامیاب حاشیہ ہے۔

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ

دارالعلوم دیوبند کے مقتدر اور مشہور علماء میں سے تھے، تحریک پاکستان کو فروغ دیا۔

Marfat.com

۱۳۶۹ھ کو فوت ہوئے، مزار کراچی میں ہے، صحیح مسلم کی شرح بہ نام "فتح الملہم" عربی زبان میں تحریر فرمائی اور آپ ہی کے نام سے مشہور ہے۔ "تفسیر عثمانی" کیلئے جس کا ترجمہ تو حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے مکمل فرمالیا مگر فوائد اور حواشی صرف سورۃ بقرہ اور سورۃ نساء ہی کے مرتب کر سکے تھے چنانچہ اس کے باقی فوائد آپ نے مرتب فرمایا۔

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

آپ دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فضلاء میں سے تھے۔ اور حضرت شیخ الہندؒ کے معتمد علیہ تلامذہ میں سے تھے۔ غیر معمولی ذہانت وذکاوت کے حامل تھے۔ علم مستحضر تھا اور بڑا منقح علم تھا۔ علوم عقلیہ سے خاص ذوق تھا، منطق وفلسفہ اور علم کلام میں غیر معمولی دسترس تھی۔ حکمت قاسمیہ کے بہترین شاعر تھے۔ دارالعلوم سے فراغت کے بعد مسجد فتح پور دہلی کے مدرسہ میں صدر مدرس کی حیثیت سے تدریس علوم میں مشغول ہوئے پھر دارالعلوم میں بحیثیت استاذ حدیث بلائے گئے۔ اونچے طبقہ کے اساتذہ میں آپ کا شمار ہوتا تھا پھر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں ایک عرصہ تک شیخ التفسیر کی حیثیت سے کام کیا اور اپنے آخری دور میں چند سال دارالعلوم دیوبند کے صدر و مہتمم بھی رہے۔ صحیح مسلم کی بہترین شرح متکلمانہ انداز میں لکھی اور حکمت قاسمیہ کو اس میں نمایاں رکھا۔ حضرت شیخ الہندؒ کے تفسیری فوائد جو حضرت علامہ نے ترجمہ کے ساتھ شروع فرمائے تھے۔ آپ نے پایہ تکمیل کو پہنچائے۔ بے مثال خطیب تھے اور خطابت میں قاسمی علوم بکثرت بیان فرماتے تھے۔ تحریر وتقریر میں ان ہی علوم کا غلبہ تھا۔ سیاسی شعور اونچے درجہ کا تھا۔ ملکی معاملات کے اتار چڑھاؤ کا پورا نقشہ ذہن کے سامنے رہتا تھا اور اس بارے میں جچی تلی رائے قائم کرتے تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک ریشمی رومال میں شریک رہے۔ جمعیت علماء ہند کے کاموں میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ آخر میں مسلم لیگ کی تحریک میں شامل ہو گئے اور جمعیت علماء اسلام کی بنیاد ڈالی۔ جمعیت علماء اسلام کے ارکان علماء کرام نے تحریک پاکستان میں عملی حصہ لیا اور سرحد وسلہٹ ریفرنڈم میں اہم کردار ادا کیا۔ تقسیم ملک کے بعد آپ نے پاکستان پہنچ کر ترک وطن کر دیا اور پاکستانی پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہوئے پاکستان میں اسلامی قانون کے نفاذ کی جدوجہد میں نمایاں حصہ لیا۔ قرارداد مقاصد پاس کرائی، وہاں کی قوم

Marfat.com

نے آپ کو شیخ الاسلام پاکستان کے لقب سے یاد کیا۔

حق تعالیٰ نے حضرت علامہ کو علم و فضل کا ایک وافر حصہ عطا فرمایا تھا لیکن اس کے ساتھ عجز و انکساری اور بزرگوں کا ادب و احترام ان کے خاص اوصاف ہیں۔ اہل علم کے قدر دان اور خلوص کا مجسمہ تھے اور نہایت صاف و شفاف قلب کے مالک تھے۔ غرباء و مساکین سے نہایت شفقت و محبت اور اخلاق کریمانہ کا برتاؤ فرماتے تھے۔ اخلاقی طور پر آپ میں ایک خاص وصف یہ تھا کہ جو بہت ہی اونچا تھا کہ ظاہر و باطن میں یکسانیت تھی وہ اپنے قلبی جذبات کے چھپانے یا ان کے برخلاف اظہار پر قدرت نہ رکھتے تھے۔ اگر کسی سے خوش ہیں تو ظاہر و باطن خوش اور اگر کسی سے ناراض ہیں تو علانیہ اس کا اظہار ان کے چہرہ سے ہو جاتا تھا اور کہہ بھی دیتے تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے معاملات میں اگر ذمہ داروں سے انہیں کوئی گرانی پیش آتی اور حضرت مولانا حبیب الرحمان صاحب عثمانیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند جو ان کے بڑے بھائی بھی تھے رنجش ہو جاتی تو اکثر روٹھ کر بیٹھ جاتے یا سفر میں چلے جاتے۔ انہیں منانے اور راضی کر کے لانے کے لئے اکثر میں مامور ہو جاتا تھا کیونکہ آپ مجھ پر شفقت زیادہ فرماتے تھے۔ ایک دفعہ خفا ہو کر تھانہ بھون تشریف لے گئے تو یہ احقر وہاں گیا اور راضی کر کے لے آیا۔ ایک دفعہ ناخوش ہو کر گھر بیٹھ رہے اور مدرسہ میں آنا جانا ترک کر دیا۔ حضرت مولانا حبیب الرحمان صاحبؒ نے طے فرمایا کہ تو ہی جا کر لا سکتا ہے۔ میں حاضر ہوا، اور عرض معروض کی تو راضی ہو گئے اور دارالعلوم میں چلے آئے۔ طبیعت اس قدر صاف تھی کہ جس وقت بھی بات ان کے ذہن میں آ جاتی تھی تو اسی لمحے گرانی رفع ہو کر حقیقتاً بشاشت چہرے پر نمودار ہو جاتی اور ایسے خوش اور متفرح ہو جاتے کہ گویا گرانی ہی نہیں۔ ایک عالم دین کے لئے یہ وصف ایک عظیم مقام ہے کہ اس کا ظاہر و باطن یکساں ہو اور بہ تکلف نہیں بلکہ تصنع و بناوٹ اس کی قلبی رفتار یہی ہو۔

حضرت علامہ کا ایک وصف یہ بھی میں نے بارہا دیکھا کہ ان کے بڑوں نے اگر بھری مجلس میں بھی انہیں تہدید آمیز لہجے سے کوئی بات کہی تو کبھی اف نہیں کرتے تھے۔ اگر بات ان کے نزدیک قابل تسلیم نہ ہوتی تب بھی اپنے اکابر کے حقوق کی رعایت روا فرماتے تھے۔ قلبی جذبات کو بالکل صفائی سے کہہ ڈالتے تھے۔ خواہ وہ اپنی ہی کمزوری ہو۔ ایک بار ناخوش

Marfat.com

ہو کر گھر بیٹھ گئے۔ میں حسب معمول منانے کے لئے گیا تو غصے کے لہجے میں فرمایا، بھائی حبیب نے مجھے مردہ سمجھ لیا ہے جو اس طرح مجھ سے قطع نظر کر لی تو سن لو کہ اس قطع نظر کرنے پر میرے دل میں دو طرح کے جذبات پیدا ہوئے۔ ایک جذبہ نفسانیت سے اور ایک للّٰہیت سے، نفسانیت سے تو یہ کہ اگر انہوں نے مجھے مردہ سمجھ لیا ہے تو انہیں میں اپنی زندگی باور کراؤں اور اس کا یہ طریقہ ہوتا جو انہیں میری زندگی سمجھوا دیتا اور دوسرا جذبہ للّٰہیت سے پیدا ہوا۔ وہ یہ کہ میں دیوبند سے کہیں باہر جا کر صحیح مسلم کی شرح لکھنے میں لگ جاؤں۔ میری طرف سے کچھ بھی ہوتا رہے، نہ میں یہاں رہوں گا نہ یہ روز روز کی کوفت اٹھانا پڑے گی۔

میں نے کہا کہ حضرت! ان دونوں جذبوں میں سے کون سے کو آپ نے ترجیح دی ہے۔ فرمایا للّٰہیت والے جذبے کو، میں نے کہا، الحمدللہ مگر میں نے پھر کہا کہ حضرت! آپ کے لئے تو اس میں بلاشبہ اجر ہے اور یہ نیت یقیناً پاک ہے مگر اس پر تو دھیان دیجئے کہ کیا اس قسم کی چھوٹی چھوٹی طبعی ناگواریوں سے جماعتی کام کا ترک کر دیا جانا مناسب ہوگا جبکہ کاموں کا دارومدار آپ ہی جیسے حضرات کے اوپر ہے اگر اسی طرح کل کو جماعت کے دوسرے بزرگ بھی ایسی ہی وقتی اور ہنگامی ناگواریوں کے سبب جو کبھی نہ کبھی آپ کی طرف سے اس میں پیش آ جاتی ہیں۔ یہی فیصلے کر لیں کہ ہمیں کام چھوڑ دینا چاہئے تو فرمائیے کہ یہ کام آخر کس طرح چلے اور اسے کون سنبھالے گا۔ میرے نزدیک تو آپ نے یہ اپنے کو یکسو کرنے کا فیصلہ نہیں فرمایا بلکہ اس جماعتی کام کو ختم کر دینے کا فیصلہ فرمایا ہے، کیا یہ مناسب ہے؟

بس اتنا سن کر ایک دم چہرے پر بشاشت آ گئی اور فرمایا، ہاں یہ تو نے صحیح کہا، بس اب میں نے دوسرا جذبہ بھی دل سے نکال دیا اور کل سے دارالعلوم پہنچ کر کام کروں گا۔

چنانچہ علی الصبح حسب وعدہ تشریف لے آئے اور ایسے انداز سے آئے کہ گویا کوئی بات پیش ہی نہیں آئی تھی۔ یہ درحقیقت وہی ظاہر و باطن کی یکسانیت، قلب کی صفائی اور حق پسندی کا یہ اثر تھا کہ دل میں کبھی کچھ نہیں رکھتے تھے۔ بہرحال علم کے ساتھ حق تعالیٰ نے یہ خاص وصف عطا فرمایا تھا جس نے ان کی بڑائی دلوں میں بٹھا دی تھی۔ قلبی طور پر استغناء اور ناز کی کیفیت کا غلبہ زیادہ تھا۔ کام کے سلسلے میں جب تک دوسروں کی طرف سے طلب

Marfat.com

اور کافی طلب ظاہر نہ ہوتی تھی متوجہ نہیں ہوتے تھے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان جو میرے رفیق قدیم ہیں اور حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کے معتمد علیہ تلامذہ اور رفقاء کار میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ الاسلام علامہ عثمانیؒ علم و فضل کے پہاڑ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سے اوصاف سے نوازا تھا۔ عرصہ دراز تک آپ دارالعلوم دیوبند میں درس حدیث کی خدمت انجام دیتے رہے اور آخر میں دارالعلوم کے صدر و مہتمم کی حیثیت سے کام کیا اور دارالعلوم نے نمایاں ترقی کی۔ تفسیر عثمانی، صحیح مسلم کی شرح فتح الملہم، آپ کی شہرہ آفاق تصانیف ہیں جو آپ کے علمی کمال کی دلیل ہیں۔ حضرت علامہ نے صحیح مسلم پر اپنی شہر آفاق ''فتح الملہم'' جب تالیف فرمائی تو اس کا مسودہ حرمین شریفین لے کر گئے تھے وہاں روضہ اقدس الملہم کے سامنے بیٹھ کر مسجد نبوی میں اس کی ورق گردانی کی اور پھر روضہ اقدس پر بھی اور حرم مکہ میں ملتزم پر بھی مسودہ سر پر رکھ کر حضرت علامہ نے دعا کی تھی کہ یہ مسودہ احقر نے بے سروسامانی کے عالم میں مرتب کیا ہے۔ ''یا اللہ اس کو قبول فرمالیجئے اور اس کی اشاعت کا انتظام فرما دیجئے''۔ اس کے بعد جب حرمین شریفین سے واپس آئے تو نظام حیدرآباد دکن کی طرف سے پیشکش کی گئی کہ ہم اس کتاب کو اپنے اہتمام سے شائع کرائیں گے۔ چنانچہ وہ نظام حیدرآباد کے مصارف پر بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع ہوئی اور اس عظیم الشان تالیف نے پوری علمی دنیا سے اپنا لوہا منوالیا۔

الغرض حضرت علامہ مرحوم بغداد الجدید (بہاولپور) میں وزیر تعلیمات درس کی دعوت پر تشریف لے گئے اور بغرض تبدیلی آب و ہوا کچھ روز وہاں قیام فرمایا مگر قیام کو ابھی تین ہی دن گزرے تھے کہ وقت موعود آ پہنچا اور ۱۳ دسمبر ۱۹۴۹ء یوم شنبہ آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور ہمیں داغ مفارقت دے کر راہگیر عالم جاودانی ہو گئے۔ یہ خبر مسلمانان ہند و پاک عموماً اور متوسلین دارالعلوم دیوبند کے حلقوں میں خصوصاً انتہائی رنج و غم کے ساتھ سنی گئی۔ دارالعلوم کی فضا رنج و غم میں ڈوب گئی اور تمام دفاتر بند کر دیئے گئے۔ علی الصبح نماز فجر کے بعد مسجد دارالعلوم میں حضرت علامہ کے سانحہ ارتحال کا تذکرہ کر کے کلمہ شریف اور قرآن کریم ختم کیا گیا جس

Marfat.com

میں تمام اساتذہ اور طلباء اور کارکنان دار العلوم نے شرکت کی پھر بعد نماز ظہر تعزیتی جلسہ منعقد کیا گیا جس میں حضرت مولانا سید احمد مدنی نے اپنے تعزیتی کلمات میں ارشاد فرمایا کہ۔

''حضرت علامہ عثمانیؒ کی شخصیت بے مثال تھی، علم وفضل میں آپ کا پایہ بلند تھا اور ہندوستان کے چیدہ علماء میں سے تھے۔ ہم میں سیاسی اختلاف ضرور پیدا ہوئے مگر وہ اپنی جگہ ہیں۔ حضرت علامہ مرحوم کے علم وفضل اور بلندہ پایہ شخصیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یقیناً ان کی یہ دائمی مفارقت ہم سب کے لئے باعث صد رنج و ملال ہے۔ حضرت علامہ مرحوم نے دار العلوم میں تعلیم پائی اور حضرت شیخ الہندؒ اور بہت سے اکابر دار العلوم سے انہیں نسبتی تعلق تھا اور تقریر و تحریر کا خداداد ملکہ حضرت مولانا مرحوم کا حصہ تھا اور بہت سی خوبیوں کے حامل تھے۔''

حضرت مولانا مدنی کی تقریر کے بعد احقر نے ایک مفصل تقریر کی جس میں شیخ الاسلام علامہ مرحوم کی علمی، دینی اور سیاسی خدمات و خصوصیات پر روشنی ڈالی اور بتلایا کہ جماعت علماء میں، حضرت علامہ مرحوم نہ صرف ایک بہترین عالم و فاضل ہی تھے بلکہ ایک صاحب الرائے مفکر بھی تھے۔ آپ کا فہم و فراست اور فقہ نفس بے نظیر تھا۔ آپ اس علمی ذوق کے امین تھے جو اکابر دار العلوم سے بطور وراثت آپ کو ملا تھا۔ حضرت قاسم العلوم والخیرات بانی دار العلوم کے مخصوص علوم پر آپ کی گہری نظر تھی اور درسوں میں ان کے علوم کی بہترین تفہیم کے ساتھ تقریر فرماتے تھے۔ علوم میں نظر نہایت گہری اور عمیق تھی۔ علمی لائنوں میں آپ کو درس و تدریس اور مختلف مدارس مدرسہ فتح پوری دہلی، دار العلوم دیوبند اور جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے ہزار ہا طلباء کو یکے بعد دیگرے افادہ ایک امتیازی شان رکھتا تھا۔ تصنیفی لائنوں میں آپ کی متعدد تصانیف اور قرآن حکیم کی تفسیر بصورت فوائد اور مسلم شریف کی عربی شرح یادگار زمانہ رہیں گی جو پوری دنیائے اسلام میں نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی گئی ہیں۔ سیاسی لائنوں میں آپ نے تقسیم ملک سے پہلے اپنی مدبرانہ سیاسی قابلیت سے ریاست حیدر آباد کو ایسے وقت میں بعض مہلک مذہبی فتنوں سے بچانے کی سعی جمیل فرمائی۔ جبکہ اس کے معاملات بہت زیادہ خطرہ میں تھے۔ آزادی ملک کی جدوجہد میں آپ نے کافی حصہ لیا اور آپ کی فصیح و بلیغ تقریروں سے لاکھوں باشندگان وطن آزادی وطن کی حقیقت سے آگاہ ہوئے۔ تقسیم ملک کے بعد آپ نے پاکستان

Marfat.com

کو اپنا مستقل وطن بنالیا اور کراچی میں مقیم رہ کر پاکستان کی بہت سی دینی و علمی خدمات انجام دیں۔ پاکستان کے ارباب حکومت پر آپ کی علمی اور سیاسی خدمات کا خاص اثر تھا۔ اور وہاں کی گورنمنٹ کے ہائی کمانڈ میں آپ کو عالمانہ اور مفکرانہ حیثیت سے خاص عظمت حاصل تھی۔ آپ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے رکن اور مذہبی قانون کمیٹی کے صدر تھے۔ بلاشبہ وہاں کی حکومت نے آپ کے ساتھ حیات اور ممات میں وہ معاملہ کیا جو ایک قدر شناس حکومت کو اپنے مخلص خیر خواہ اور ملک کے ایک ممتاز عالم دین کے ساتھ کرنا چاہیئے۔

علامہ مرحوم کی ان چند فضیلتوں اور پھر ان مخصوص نسبتوں سے اولاً آپ دار العلوم کے مایہ ناز فرزند تھے پھر اس کے قابل قدر مدرس بنے اور آخر کار ادارہ کے صدر مہتمم ہوئے۔ ان کے حقوق ہم پر عائد ہوتے ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم بطور ادائے حق نہیں بلکہ بطور ادائے قرض ان کے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کریں اور نہ صرف آج ہی بلکہ آئندہ سال بھی برابر کرتے رہیں۔ علماء وطلباء کے بھرے مجمعے نے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کے لئے ہاتھ اٹھا کر اور کافی حد تک خشوع و خضوع کے ساتھ دعا فرمائی اور بڑے رنج والم میں ڈوبی ہوئی یہ مجلس برخاست ہوئی۔ دفاتر بند کر دیئے گئے اور حضرتؒ کے ایصال ثواب کے لئے ایک دن کی تعطیل کی گئی۔ احقر مہتمم دار العلوم اور جماعت کی جانب سے تعزیت کے تار حضرت علامہ مرحوم کے اہلبیت اور پاکستان کے گورنر جنرل اور وزیر اعظم اور ایسوسی ایٹڈ پریس پاکستان کو روانہ کئے گئے جن کی عبارت حسب ذیل ہے۔

''شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی وفات نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلامی کا ایک شدید حادثہ ہے۔ میں خود اور تمام جماعت دار العلوم دیوبند آپ کے اور تمام ملت اسلامیہ پاکستان کے غم میں شریک ہیں اور تعزیت پیش کرتے ہیں۔ دار العلوم میں تعطیل کی گئی اور ختم قرآن اور دعا کرائی گئی ہے۔''

خواجہ حسن نظام دہلوی رحمہ اللہ

۱۲۹۶ھ میں پیدا ہوئے آپ کا روحانی سلسلہ نظام الدین اولیاء سے ملتا ہے، بیعت تونسہ شریف کے شاہ اللہ بخش رحمہ اللہ سے تھی مصر، عراق، شام وغیرہ کا علمی اور

Marfat.com

تبلیغی سفر کیا، آپ کو شمس العلماء کا خطاب بھی ملا، اُردو میں ایک تفسیر لکھی جو "تفسیر نظامی" کے نام سے مشہور اور دستیاب ہے، وصال ۱۳۷۲ھ کو ہوا، ایک تفسیر ہندی لکھی جو اس قرآن عزیز کے حاشیہ پر ہے اور اورنگزیب رحمہ اللہ کے قلم سے ہے یہ تفسیر ۱۹۲۸ء کو طبع ہوئی اس کا ایک نسخہ پشاور یونیورسٹی کی لائبریری میں ہے۔

محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ

مسلکاً اہلحدیث تھے اپنے مکتب فکر کے علاوہ دوسرے مکاتیب فکر کے ہاں بھی آپ کا احترام تھا آپ کا محبوب مضمون قرآنیات تھا، اعجاز القرآن، تفسیر القرآن اور عبداللہ چکڑالوی کا رد بھی لکھا، تین پاروں کی مستقل تفسیر بھی بہ نام "تبصیر الرحمان" لکھی جو مطبوعہ ہے۔ ۱۳۷۵ھ کو وفات پائی۔

مولانا محمد اکرم رحمہ اللہ

آپ دینی وعصری تعلیم سے لیس تھے قرآن کریم کا بنگلہ زبان میں ترجمہ کیا اور حواشی بھی تحریر کیے، وفات ۱۳۵۷ھ میں ہوئی، اسلام بنگال میں آٹھویں صدی میں پہنچا ہے، مگر کلام الٰہی کو غیر عربی میں تعبیر کرنا مسلمانوں کے ہاں گناہ سمجھا جاتا تھا، اسی خوش اعتقادی کا شکار بنگالی مسلمان بھی تھے، سید سلطان (م ۱۰۵۶ھ) اپنی بنگلہ کتاب "وفات رسول" میں لکھا، علماء مجھے منافق کہتے ہیں کہ میں نے ہندوانی زبان میں لکھ کر دین کو ناپاک کر دیا ہے، تذکرہ صوفیائے بنگال ص ۲۳۵۔ سب سے پہلے ایک ہندو نے قرآن مجید کا ترجمہ بنگلہ زبان میں کیا، مولانا لکھتے ہیں قرآن کریم کا بنگلہ زبان میں ترجمہ کر رہا ہوں، کوئی مسلمان پڑھا لکھا اس کام کیلئے ملتا ہی نہیں۔

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

۱۲۹۶ھ میں پیدا ہوئے آپ کے والد سید حبیب اللہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے خلیفہ تھے، آپ نے مسجد نبوی میں درس حدیث دیا تحریک آزادی ہند مالٹا میں اسیر کر دیئے گئے، تفسیر قرآن عزیز میں بھی آپ ممتاز تھے، ترمذی اور بخاری شریف کے درس میں

Marfat.com

اسلامی علوم کے دریا بہادیتے تھے، مدینہ اور اسارت مالٹا میں تفسیر قرآن عزیز کی طرف پوری توجہ فرمائی، حق گوئی کے جرم میں مراد آباد اسیر فرنگ تھے تو وہاں درس قرآن دیا کرتے تھے، آپ کا یہ درس کتابی شکل میں بہ نام "مجالس سبعہ" طبع ہو چکا ہے ایک دروس القرآن بھی شائع ہو چکا ہے جس کی جمع وحواشی مولانا سید محمد میاں رحمہ اللہ نے فرمائی، آپ کا وصال ۱۳۷۷ھ کو دیوبند میں ہوا۔

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

آپ دارالعلوم دیوبند کے پانچویں صدر المدرسین تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ کے مخصوص تلامذہ میں سے تھے۔ علم وفضل کے ساتھ غیر معمولی مقبولیت رکھتے تھے۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کے خلفاء مجازین میں سے تھے۔ علم سے فراغت کے بعد اپنے والد مرحوم کے ساتھ ۱۳۱۶ھ میں مدینہ طیبہ پہنچے اور اٹھارہ سال مدینہ منورہ میں رہ کر مختلف علوم وفنون اور بالخصوص حدیث شریف کا درس دیا۔ زندگی کمال زہد وقناعت کی تھی۔ جو کمال صبر وتحمل سے اس مدت میں بسر ہوئی۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران ۱۳۱۸ھ میں ہندوستان تشریف لائے پھر ۱۳۲۰ھ میں واپسی تشریف لے گئے بعد ازاں ۱۳۲۷ھ میں دارالعلوم بحیثیت مدرس آپ کا تقرر ہوا۔ ۱۳۲۹ھ تک درس دیا پھر اسی سال مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ ۱۳۳۱ھ میں پھر ہندوستان واپس تشریف لائے اور اسی سال مدینہ پاک واپس تشریف لے گئے۔ ۱۳۳۵ھ میں حضرت شیخ الہندؒ کے ہمراہ حجاز میں اسیر کر کے مالٹا بھیج دیئے گئے۔ ۱۳۳۸ھ میں مالٹا سے رہا ہو کر حضرت شیخ الہندؒ کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے اور اسی سال اکابر کے حکم پر جامعہ اسلامیہ امروہہ میں صدارت تدریس کی خدمات انجام دیں۔ پھر ۱۳۳۹ھ میں مدرسہ عالیہ کلکتہ میں صدر مدرس رہے مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جامعہ اسلامیہ سلہٹ میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے آپ کا تقرر ہو گیا۔ سلہٹ میں آپ ۱۳۴۵ھ تک قیام پذیر رہے۔ حضرت الاستاذ حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ کے ڈابھیل تشریف لے جانے پر آپ شوال ۱۳۴۵ھ میں دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس بنائے گئے۔ آپ بڑے درجہ کے محدث تھے۔ حدیث کے مشہور اسکالر تھے۔ آپ کا درس حدیث بہت مقبول تھا۔ کئی تصانیف فرمائیں جو

Marfat.com

سیاست وتصوف پر ہیں۔ ۱۳۴۵ھ سے ۱۳۷۷ھ تک بتیس برس آپ دارالعلوم میں صدر مدرس اور ناظم تعلیمات رہے۔ اس دوران میں ۴۴۸۳ طلباء نے آپ سے بخاری شریف اور ترمذی پڑھ کر دورہ حدیث سے فراغت حاصل کی۔ آپ ان تعلیمی خدمات کے ساتھ ساتھ اپنی ہمت مردانہ سے سیاسی کام بھی پوری تندہی سے انجام دیتے رہے۔ اسی دوران آپ جمعیت علماء ہند کے بار بار صدر بنائے گئے۔ آپ جمعیت علماء اور کانگریس کے قائدین میں سے تھے۔ ہندوستان کی جنگ آزادی میں آپ نے نمایاں حصہ لیا اور سر دھڑ کی بازی لگادی۔ کئی مرتبہ جیل گئے اور آخر کار ملک کو آزاد کرایا۔ بہر حال مجموعی حیثیت سے آپ عالم، فاضل، شیخ وقت، مجاہد، جفاکش، جری اور اولوالعزم فضلاء دارالعلوم دیوبند میں سے تھے۔ آپ کا درس حدیث مضامین اور جامعیت کے لحاظ سے دینائے اسلام میں اپنی نوعیت کا منفرد درس ہوتا تھا۔ اور اسی لئے اس کی عظمت وشہرت اور کشش کی بدولت سال بسال طلباء کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء کو آپ واصل بحق ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون جنازہ دارالحدیث میں لاکر رکھا گیا اور مظاہر العلوم سہارن پور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ قبرستان قاسمی میں سپرد خاک کئے گئے۔ حق تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائیں۔ آمین!

مولانا عبداللطیف بن اسحٰق سنبھلی رحمہ اللہ

آپ نے علی گڑھ اور حیدر آباد میں خدمت علوم کی ترمذی شریف کی شرح لکھی اور تفسیری موضوع پر مشکلات القرآن اور تاریخ القرآن لکھی، ۱۳۷۹ھ میں علی گڑھ میں وفات پائی۔

مولانا احمد سعید دہلوی رحمہ اللہ

دہلی کے علمی خاندان کے ممتاز فرد تھے، سحبان الہند لقب ہے، جمعیت علماء ہند کے صدر رہے، جنت کی کنجی، دوزخ کا کھٹکا مشہور ہیں، قرآن عزیز کا ترجمہ بہ نام کشف القرآن اور تفسیر لکھی ہے جس کا نام تسہیل القرآن اور تیسر القرآن ہے یہ تفسیر دو جلدوں میں ہند پاکستان میں بھی شائع ہو چکی ہے، ۴ دسمبر ۱۹۶۰ء کو واصل باللہ ہو گئے۔

Marfat.com

مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ

۱۲۹۳ھ روحانی سلسلہ میں ابواحمد مجددی بھوپالی سے بیعت تھے، آپ کی عظیم دینی درسگاہ دارالمبلغین لکھنؤ میں ہے جہاں علماء کو فرق باطلہ کے دفاع کیلئے تعلیمی طور پر تیار کیا جاتا ہے۔ ۱۳۸۱ھ کو وفات ہوئی، قرآن کریم کا ترجمہ لکھا اور کئی سورتوں کی تفسیر بھی لکھی۔

السید عبدالحمید خطیب رحمہ اللہ

پاکستان میں سعودی عرب کے پہلے سفیر بنے پہلے مکہ مکرمہ میں شیخ الحرم تھے، سلطان عبدالعزیز رحمہ اللہ کی سوانح ''الامام العادل'' ۲ جلد میں لکھی، قرآن کریم کی ایک مختصر مگر جامع تفسیر لکھی جس کی چند جلدیں بہ نام ''تفسیر الخطیب'' شائع ہو چکی ہیں۔ ۱۳۸۱ھ کو انتقال فرمایا۔

شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ

حضرت دین پوری سے بیعت کا شرف حاصل ہوا، انجمن خدام الدین کی داغ بیل ڈالی اور ۱۹۲۴ء میں مدرسہ قاسم العلوم جاری فرمایا، قرآن کریم کا ایک ایسا جامع ترجمہ ہے جس کو تمام علماء نے مفید قرار دیا ہے۔ ۱۳۸۱ھ لاہور ہی میں وصال فرمایا، آپ کے مزار پر انوار سے عرصہ تک خوشبو آتی رہی۔

عبدالقدیر صدیقی بن فضل اللہ حیدرآبادی رحمہ اللہ

آپ نے تفسیر قرآن عزیز بہ نام ''تفسیر صدیقی'' تحریر فرمائی جو مطبوعہ اور مقبول عام ہے۔ وفات ۱۳۸۲ھ کو ہوئی۔

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمہ اللہ

آپ نے انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ سے دورہ حدیث پڑھا، آپ نے جامع کتاب ''قصص القرآن'' لکھی جو چار جلدوں میں مطبوعہ ہے، وصال ۱۳۸۲ھ کو ہوا۔

Marfat.com

علامہ سلیمان ندوی رحمہ اللہ

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز تھے، جغرافیہ قرآن عزیز پر ''ارض القرآن'' نامی وہ کتاب ہے جو اس موضوع پر اُردو زبان میں پہلی جامع کتاب ہے، بڑی محنت سے عربی زبان سیکھی ''ارض القرآن'' قرآنی جغرافیہ پر وہ کامیاب کتاب ہے جس سے مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ اور دوسرے مفسرین نے فائدہ اٹھایا۔

مرحومہ اہلیہ رحمہ اللہ مولانا عزیز گل رحمہ اللہ

مرحومہ انگلستان کے شاہی خاندان سے تھیں عیسائی مذہب کا گہرا مطالعہ کیا مگر روحانی تسکین نہ پاتے ہوئے ہندوستان چلی آئیں، اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا، حضرت کی اہلیہ کی وفات کے بعد ان کے عقد نکاح میں آ گئیں۔ ۱۳۸۷ھ کو انتقال ہوا، قرآن عزیز کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا، کئی وجوہ سے ممتاز ہے، ان شاء اللہ طباعت ہو جائے گی۔

محمد امین بن مختار الشنقیطی رحمہ اللہ

آپ علوم اسلامیہ کی تعلیم سے فارغ ہو کر اپنے علاقہ کے قاضی مقرر ہوئے، مدینہ منورہ کی زیارت کی، تو یہیں کے ہو گئے ان کا شمار مدینہ منورہ کے بڑے علماء کرام میں ہوتا ہے ان کے بیٹے مدینہ یونیورسٹی میں استاذ ہیں اور ان کے مشہور تلامذہ میں شیخ عطیہ عالم ہیں جو مسجد نبوی شریف میں درس دیتے ہیں اور محکمہ شرعیہ کے قاضی بھی ہیں، سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں درس حدیث و تفسیر دینا شروع کیا، تفسیر بہ نام ''اضواء البیان'' لکھنی شروع کی۔ سورۃ المجادلہ (اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ المفلحون) ۱۳۹۳ھ کو مکہ مکرمہ میں وفات پا گئے، تکمیل آپ کے تلامذہ نے فرمادی جواب ۹ جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔ رحمہ اللہ

مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ

تمام علوم کی تعلیم اور تکمیل دار العلوم دیوبند میں کی، ایک عظیم دار العلوم کراچی کی بنیاد ڈالی پاکستان کے مفتی اعظم قرار دیئے گئے، تفسیر ''معارف القرآن'' تحریر فرمائی جو آٹھ

Marfat.com

جلدوں میں مطبوعہ ہے، وفات ۱۳۹۶ھ میں ہوئی، آپ کی تفسیر کا ترجمہ بنگلہ زبان میں بھی رہا ہے اور انگلش میں بھی۔

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز علماء و فضلاء میں سے تھے۔ قوی الاستعداد اور استحضار علم کے ساتھ معروف فقہ وادب میں خاص امتیاز رکھتے تھے۔ میرا ان کا تعلق بھائیوں جیسا تھا اور تقریباً سارے ہی مبادیات تعلیم و تربیت میں ابتداء انتہاء ہم ساتھ ہی رہے۔ درجہ فارسی سے لے کر دورہ حدیث اور کتب عالیہ میں رفاقت رہی حتیٰ کہ سیر و تفریح میں بھی رفاقت ہی رہتی تھی۔ حج وغیرہ میں بھی اکٹھے شرکت ہوتی تھی۔ جب حضرت شیخ الہند قدس سرہ اسارت مالٹا سے رہا ہو کر وطن واپس تشریف لائے تو ہم اکٹھے ہی ان سے بیعت ہوئے۔ اور پھر ان کے وصال کے بعد احقر ہی کی معیت میں حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کی طرف رجوع کیا اور حضرت مرشد تھانویؒ سے خلافت حاصل کی۔

تعلیمی فراغت کے بعد دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ اور ذمہ داروں نے آپ کے علم و استعداد پر اعتماد کرتے ہوئے آپ کو دارالعلوم کا ابتدائی درجہ کا مدرس بنایا۔ پھر آپ جلد ہی اپنی علمی قابلیت ولیاقت سے اعلیٰ مدرسین میں شامل ہو گئے۔ پھر آپ کی استعداد کی کمال کی بناء پر آپ کو دارالعلوم کا صدر مفتی قرار دے دیا گیا گویا حضرت مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمان عثمانی قدس سرہ کا قائم مقام بنایا گیا یہ سب آپ کی لیاقت اور قوت علمی کے آثار تھے۔ آپ تعلیم ظاہرہ کے ساتھ تعلیم باطن میں بھی کمال کو پہنچے اور اسی لئے الحمدللہ آج آپ کے متوسلین وعقیدت مند بکثرت موجود ہیں۔ اور مخلوق خدا کو بہت فائدہ پہنچ رہا ہے۔

آپ کو تصنیف کا ذوق بھی ابتداء سے تھا۔ فقہ وحدیث اور مناظرہ میں نہایت مفید تصانیف کا ایک عظیم ذخیرہ موجود ہے۔ جو آپ کے قلم سے نکلا اور خواص وعوام کے لئے نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ شعر و شاعری کا ذوق بھی زمانہ طالب علمی سے تھا۔ عربی فارسی اور اردو میں نہایت عمدہ قصائد مراثی اور واقعاتی نظمیں لکھی ہیں۔ جن کا مجموعہ شائع بھی ہو چکا ہے۔ آخری دور میں تفسیر معارف القرآن لکھی جو علم تفسیر میں ان کا عظیم کارنامہ ہے اور

Marfat.com

بقول مولانا ظفر احمد عثمانی قدس سرہ آپ نے اس تفسیر کو تالیف فرما کر علماء کرام مفسرین کرام اور پوری ملت اسلامیہ پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ تقسیم ملک کے بعد جب آپ نے پاکستان قومیت اختیار فرمائی اور یہاں سے ہجرت فرما کر پاکستان تشریف لے گئے تو میں کسی مرنے والے کے لئے بھی اتنا کبھی نہ رویا جتنا آپ کے فراق پر رویا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر سب گھر والے پریشان ہو گئے تھے کہ آخر کیا حادثہ پیش آ گیا جو اتنا گریہ طاری ہے، یہ سب تعلق کی بناء پر تھا کہ ابتدائے عہد سے ہم رفیق رہے تھے۔ ان کا نام نامی سامنے آتے ہی اپنے باہمی تعلقات کی وہ پوری تاریخ یک دم سامنے آ جاتی ہے جس میں احقر اور حضرت مفتی صاحبؒ نے ایک طویل عرصہ گزارا ہے۔ مفتی صاحبؒ کی جیسی معیت احقر کو شروع سے حاصل رہی ویسی کسی دوسرے ہم درس و ہم سبق کے ساتھ نہیں رہی۔ یہ رفاقت رسمی اور ظاہری نہ تھی بلکہ حقیقی اور معنوی تھی جس کی قدر و قیمت اس مخلصانہ تعلق سے بیش از پیش ترقی پذیر رہی اور جس کا تسلسل برس ہا برس قائم رہا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے انتقال مکانی سے احقر کو جتنا ملال اور رنج پہنچا، شاید کسی اور کے جانے سے طبیعت اتنی متاثر نہیں ہوئی حتیٰ کہ اپنے مکان میں بیٹھ کر بہت دیر آنسوؤں سے روتا رہا۔ اور تب مفتی صاحبؒ کے فراق کا یہ سبب کھلا۔

ابتدائی تعلیم میں ہم دونوں ہم درس و رفیق رہے آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا محمد یٰسین صاحبؒ فارسی کے مسلمہ استاذ اور قطب عالم حضرت گنگوہیؒ کے متوسلین میں سے تھے۔ ان کے یہاں فارسی کی تعلیم ایک ساتھ ہوئی پھر اس سے اوپر کی عربی تعلیم شروع ہوئی تو اس میں بھی وہی میرے مستقل رفیق درس تھے۔ تعلیم جن اساتذہ سے پائی وہ بھی مشترک ہی تھے۔ اساتذہ کی غیر معمولی عنایات و توجہات میں بھی ہم دونوں شریک رہے۔ عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمان صاحبؒ عالم ربانی حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ محدث عصر حضرت الاستاذ الاکبر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی شیخ الاسلام پاکستانی حضرت مولانا رسول خان صاحب علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاویؒ، جیسے اساطین علم خوش بختی سے ہمیں ملے۔ اس طرح آغاز تعلیم سے لے کر تکمیل تک حضرت مفتی صاحبؒ کے ساتھ تعلیمی و تدریسی رفاقت مسلسل رہی۔ یاد نہیں پڑتا کہ اس

Marfat.com

رفاقت ومعیت میں کبھی کوئی فکری وذہنی انقطاع رونما ہوا ہو۔ اگرچہ مفت صاحبؒ کی علمی مصروفیات ومشاغل علم میں سبقت ان کے کسی ہم درس ورفیق کے بس کی بات نہ تھی۔ وہ اس میدان میں سب سے آگے تھے۔ تعلیمی دور ختم ہو جانے پر بھی یہ رفاقت اس شکل میں برقرار رہی کہ فراغت کے بعد دونوں ہی کو دارالعلوم کی خدمت انجام دینے کا ایک ساتھ ہی موقع ملا۔ احقر کا اولاً تدریس سے اور ثانیاً انتظامی امور سے تعلق ہوا اور مفتی صاحبؒ کا اولاً تدریس سے اور ثانیاً افتاء سے تعلق ہوا۔ پھر یہ بھی حسن اتفاق ہے کہ مسترشدانہ تعلق میں بھی یہ اشتراک وتوفق سامنے آیا کہ ہم دونوں خانقاہ امدادیہ کے حاضر باش اور فیوض اشرفیہ کے خوشہ چیں بنے اور اس میں بھی معیت ورفاقت اس درجہ کی رہی کہ حضرت مرشد تھانوی نور اللہ مرقدہ کی عنایات وافاضات ہم دونوں پر مسلسل مبذول رہیں۔ حضرت مفتی صاحبؒ تو اپنی خداداد صلاحیتوں کی بناء پر مقامات طے کرتے چلے گئے۔ احقر دارالعلوم کی انتظامی ذمہ داریوں کے سبب اس راہ سلوک میں اتنا تیز رو نہ بن سکا گو حضرت مرشد تھانویؒ یہ فرما کر تسلی بھی فرما دیا کرتے تھے کہ ان مشاغل میں نیت مجاہدے کی کر لی جائے تو اس میں وہی ثمرات مرتب ہونگے جو ذکر شغل پر ہوتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ، لیکن بہر حال وہ طبعی مشغلہ علمی ہمہ وقت بروئے کار نہ رہ سکا۔ تاہم حضرت مفتی صاحبؒ سے باطنی رفاقت ہمہ وقت میسر رہی جو ایک طویل مدت پر مشتمل ہے۔ وہ میرے صدیق حمیم ورفیق قدیم تھے۔

جب احقر کو نیابت اہتمام کے بعد اہتمام کی مرکزی اور بنیادی ذمہ داری اکابر کی طرف سے تفویض فرمائی گئی تو مفتی صاحبؒ اپنے رسوخ فی العلم اور تفقہ فی الدین کی بناء پر صدارت افتاء تک جا پہنچے جو دارالعلوم دیوبند کے ممتاز مناسب اور اعلیٰ ترین اعزاز میں شمار کیا جاتا ہے اور حضرت مفتی صاحبؒ جب یہاں سے پاکستان تشریف لے گئے تو وہاں بیٹھ کر بھی افتاء اور تفقہ پر جتنا کام تن تنہا انہوں نے کیا در حقیقت وہ ایک جماعت کا کام تھا جو تنہا ایک فرد نے انجام دیا تھا۔ حتیٰ کہ اپنی خدمات کی بدولت رائے عامہ نے آپ کو مفتی اعظم پاکستان کا لقب عطا کیا جو یقیناً ان کے شایان شان تھا۔

میری جب کبھی بھی پاکستان حاضری ہوتی تو حضرت مفتی صاحبؒ ہمیشہ ملاقات سے

Marfat.com

پہل فرماتے اور اپنے قائم کردہ دارالعلوم میں لے جانا اور علمی جلسے اور مجالس منعقد کرنا ایک لازمی بات تھی۔ خود ان جلسوں میں شریک رہتے اور مجھ پر تقریر کا اصرار فرما کر تقریر سنتے اور غیر معمولی طور پر محظوظ و محسوس ہوتے تھے۔ یہ تو اپنے راست تعلق کی باتیں تھیں جو سینے میں محفوظ ہیں اور سینے سے سفینے پر قلم برداشتہ آ گئیں۔ لیکن حضرت مفتی صاحبؒ کا مقام بزرگوں کی نگاہ میں کیا تھا اس کی نوعیت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمان عثمانی قدس سرہ کے اخیر عمر کے فتاوی کی ایک خاص تعداد ایسی تھی جن پر وہ نظر ثانی نہیں فرما سکے تھے ان کی وفات کے بعد شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ نے ان کے فتاوی پر نظر ثانی کے لئے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ ہی کا انتخاب کیا تھا۔ اس سے ان کی دقت نظر اور تفقہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی انہی خصوصیات نے ہم عمروں میں انہیں ایک ممتاز مقام عطا کیا تھا۔ ان کی زندگی کا آخری شاہکار تفسیر معارف القرآن ہے۔ یہ ایک ایسی عظیم و رفیع قرآنی خدمت ہے کہ اگر مفتی صاحبؒ صرف یہی ایک خدمت انجام دیتے تو ان کی عظمت و رفعت اور عنداللہ مقبولیت کے لئے کافی تھا لیکن اس کے علاوہ ان کی علمی خدمت اپنی جگہ اتنی اہم اور نفع بخش ہے کہ عوام و خواص سے مستغنی نہیں رہ سکتے اور ہر اہل علم حضرت مفتی صاحبؒ کی علمی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے پر مجبور ہے۔ غرض دارالعلوم دیوبند کے مکمل ترجمان علماء حق کی سچی نشانی اور خانقاہ تھانویؒ کے قابل فخر نمائندے تھے۔ ان کی وفات سے نہ صرف پاکستان کے صف اول کے علماء دیوبند میں ایک زبردست خلاء پیدا ہو گیا بلکہ خود دارالعلوم دیوبند کیلئے یہ ایک ایسا صدمہ ہے جسے وہ بالخصوص ایسے مواقع پر شدت سے محسوس کرتا ہے۔ جب کہ وہ اپنے اجلاس صد سالہ اور تقریب دستار بندی کے اہتمام میں مصروف ہے جس میں مفتی صاحبؒ جیسی شخصیت کی شرکت اجلاس کو چار چاند لگا دیتی۔ حضرت مفتی صاحبؒ کو بھی اس اجلاس کا بہت انتظار تھا۔ اور بڑے شوق و جذبہ سے اس میں شرکت کے لئے آمادہ تھے۔

حضرت مفتی صاحبؒ کی جدائی کا قلق تو یقیناً مرتے دم تک رہے گا البتہ جو بات قابل رشک اور لائق اطمینان ہے وہ یہ کہ حضرت مفتی صاحبؒ نے لائق اخلاف چھوڑے بلاشبہ

Marfat.com

مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا محمد رفیع عثمانی واخوانھم سلمھم مفتی صاحبؒ کے زندہ کارنامے ہیں جو الولد سر لابیہ کے سچے مصداق ہیں جنہیں مفتی صاحبؒ نے اپنی نسبتی جانشینی کے ساتھ علمی وراثت بھی بجا طور پر اس طرح منتقل فرمائی کہ ان شاء اللہ حضرت مفتی صاحبؒ کی خدمات کا شجر طوبیٰ زیادہ سے زیادہ برگ و بار لائے گا اور ارباب علم و فضل اس کی گھنی چھاؤں سے برابر مستفید ہوتے رہیں گے۔

الغرض حضرت مفتی صاحبؒ کے سانحہ ارتحال کی خبر مشتہر ہوتے ہی پورے دار العلوم میں صدمہ کی ایک لہر دوڑ گئی اور دار العلوم کے علمی حلقہ میں رنج و غم کے گہرے بادل چھا گئے۔ سب جمع ہو گئے اور فوراً کلمہ طیبہ اور قرآن کریم کا ختم کرا کر ایصال ثواب کرایا گیا اور احقر نے ان کی صفات حمیدہ ظاہر کر کے غم میں ڈوبی ہوئی تقریر کی۔ پورا دار العلوم تعزیت گاہ بن گیا تھا پھر دار العلوم کو دو دن کی تعطیل دی گئی کہ طلباء اور اساتذہ ان ایام میں جس قدر بھی ممکن ہو ایصال ثواب میں مشغول رہیں۔ احقر نے جو تقریر کی اس کے چند جملے یہ ہیں کہ

''حضرت مفتی صاحبؒ پاکستان میں مسلک دیوبند کے عظیم داعی اور ترجمان تھے دار العلوم کے ایک قیمتی جوہر اور عظیم فرزند تھے۔ مفتی صاحبؒ اپنی ذاتی خوبیوں اور لیاقتوں کی بناء پر سارے ہی طبقہ اہل علم کے معتمد اور مسلم تھے۔ ان کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اسلاف کا ذوق ان میں پوری طرح رچا بسا تھا وہ ہر جزوی مسئلہ میں بزرگوں کے اتباع کو ضروری سمجھتے تھے۔ حضرت مفتی صاحبؒ اگرچہ آج ہم میں نہیں ہیں مگر ان کا علم اور ان کی دینی خدمات زندہ ہیں اور زندہ رہیں گی اور اس سے ان کی یاد ہمارے دلوں میں ہمیشہ تازہ رہے گی۔ آپ نے کراچی میں دار العلوم کے نام سے علوم دینیہ کی ایک عظیم درسگاہ بھی قائم کی جو آج پاکستان میں مرکزی حیثیت کی ایک ممتاز تعلیم گاہ ہے۔ گورنمنٹ پاکستان نے اسلامی قانون کی تدوین کے لئے علماء کی ایک کمیٹی بنائی تھی آپ اس کے بھی ممبر رہے۔ قرار داد مقاصد پاس کرانا شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور حضرت مفتی صاحبؒ کا عظیم کارنامہ ہے۔ شیخ الاسلام کے بعد آپ ہی جمعیت علماء اسلام کے قائد منتخب ہوئے۔ اور آخر دم تک نظام اسلام کے لئے کوشاں رہے۔ آپ کی وفات کا صدمہ صرف ایک گھرانے کا نہیں بلکہ

Marfat.com

پورے دارالعلوم اور سارے علمی حلقے کا ہے۔ پھر بھی اس شدید غم میں وجہ تسلی یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ترکہ میں جہاں ایک بڑا علم چھوڑا جو ان کی کثیر تصانیف میں محفوظ ہے۔ وہیں الحمدللہ قابل اولاد بھی چھوڑی جس سے بھرپور توقع ہے کہ ان کے آثار اور باقیات الصالحات کو من وعن باقی رکھیں گے۔ بالخصوص عزیزم مولانا محمد تقی سلمہ سے ہماری امیدیں زیادہ وابستہ ہیں۔ اب انہیں سمجھ لینا چاہئے کہ وہ مفتی محمد شفیعؒ ہیں۔ حق تعالیٰ ہماری ان آرزوؤں کو پورا فرمائے اور حق تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

حضرت مفتی صاحبؒ کی شخصیت، علم وفضل اور خدمات پر جتنا کچھ عرض کیا جائے کم ہے۔ دوعۂ ذہن پر جو یادوں کی پرچھائیاں آئیں مختصراً بیان کیں ورنہ مفتی صاحب کا تذکرہ لذیذ بود وحکایت دراز تو گفتن کا مصداق ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسع

مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ

محدث کبیر حضرت انور شاہ سے دورہ حدیث پڑھا اپنے شیخ کے نقش ثانی تسلیم کئے گئے تحریک ختم نبوت کے امیر مقرر ہوئے اور رابطہ عالم اسلامی کے ممبر بھی تھے آپ کے دور امارت میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے، طریقت میں حضرت حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے بیعت فرمائی۔ ۱۳۹۷ھ کو وفات ہوئی۔ ''معارف السنن'' شرح ترمذی شریف چھ جلد میں لکھی اور ایک نافع جامع مختصر کتاب تتمۃ ''البیان'' لکھی جو مشکلات القرآن کے حاشیہ پر اور مستقل بھی طبع ہو چکی ہے۔

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

آپ حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ کے مایہ ناز شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت شاہ صاحب کے علوم کے امین تھے۔ جن کی ذات سے حضرت کے علوم کی بہت زیادہ اشاعت ہوئی۔ علمی دنیا میں آپ کا ایک خاص درجہ اور مقام ہے۔ ادبیت اور عربی فارسی کی ادبی قوت بے مثال تھی۔ عربی زبان میں بے تکان اور بے تکلف بولتے تھے۔ جس میں برجستگی اور روانی ہوتی تھی۔ عربی تحریر اور انشاء پردازی میں ایک بے نظیر طرز اور متعدد

Marfat.com

اعلیٰ کتب کے مصنف، ترمذی شریف، کی نہایت ہی جامع اور بلیغ شرح لکھی جس میں محدثانہ اور فقیہانہ انداز سے کلام کیا گیا ہے اس کی عربیت اور طرز ادا معیاری اور ذخیرہ معلومات بہت کافی ہے اس سے تبحر اور تفقہ دونوں نمایاں ہیں۔ آپ نے مصر، بیروت، شام، حجاز، عراق اور افغانستان وغیرہ کے سفر کئے۔ مصر میں علماء دیوبند کا سب سے پہلے آپ نے تعارف کرایا۔ اور وہاں کے اخبارات و رسائل نے آپ کے بلیغ مضامین نہایت شوق و ذوق سے شائع کئے جس سے مصر و شام میں آپ کی علمیت کا چرچا ہی نہیں ہوا بلکہ دھاک بیٹھ گئی اور معیاری علماء کی مجلسوں میں آپ کو نہایت توقیر و احترام کے ساتھ طلب کیا جانے لگا۔ علامہ طنطاوی مصری صاحب تفسیر طنطاوی پر آپ نے مصنف کے روبرو نقد و تبصرہ کیا۔ جس سے خود مصنف متاثر ہوئے اور بہت سی تنقیدات کو انصاف پسندی کے ساتھ انہوں نے قبول کیا اور یا استاذ کے الفاظ سے خطاب کیا۔ عربی میں بھی برجستگی اور ید طولی حاصل تھا۔ موتمر عالم اسلامی قاہرہ مصر میں رئیس وفد پاکستان کی حیثیت سے آپ کو بلایا گیا اور وہاں آپ نے مسلک علماء دیوبند کے مطابق مسائل پر نقد و تبصرہ فرمایا۔ بعض مسائل کے متعلق آپ کے مقالہ کو بہت اہمیت دی گئی اور کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ آپ نے جامع اسلامیہ ڈابھیل میں حضرت الاستاذ علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے زیر نگرانی کافی عرصہ تک تدریس کی خدمت انجام دی پھر دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار میں درس حدیث دیتے رہے۔ اور کراچی میں آپ نے اپنا ایک مثالی دار العلوم قائم فرمایا اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر نیو ٹاؤن کی عظیم مسجد میں ابتاء زہد و قناعت اور بے سروسامانی کے ساتھ تعلیم دینی شروع کر دی۔ فقر و فاقہ تک کو برداشت کیا مگر کار تعلیم و تدریس جاری رکھا۔ سنت الہیہ کے مطابق آخر میں لوگوں کا رجوع ہوا۔ اور آج یہ دار العلوم کئی لاکھ کی عمارت ہے جس میں پندرہ بیس کے قریب اساتذہ کار تعلیم و تدریس میں مشغول ہیں۔ حدیث و فقہ میں آپ کی استعداد و لیاقت ممتاز حیثیت رکھتی ہے جسے ان کے ہم عصر بھی بطوع و اعتراف تسلیم کرتے ہیں۔ آپ فضلاء دیوبند میں ایک ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ اور ملک بھر میں معروف تھے۔ صوبہ سرحد آپ کا وطن تھا اور آخر وقت تک بحیثیت مہتمم و ناظم اعلیٰ دار العلوم نیو ٹاؤن کراچی علمی و دینی خدمات میں مصروف رہے ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ میں

Marfat.com

آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کی رحلت کی دو حیثیتیں ہیں ایک تو نفس وصال کی جس کا تعلق حضرت مولانا مرحوم کی ذات سے ہے دوسرے فراق کی جس کا تعلق حضرت مولانا کے پسماندگان سے ہے۔ جہاں تک پہلے کا تعلق ہے اس میں رنج وغم کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ حضرت مولاناؒ علم اخلاق اور بوجہ زہد وتقویٰ کے فائز المرام تھے۔ لہٰذا اللہ نے یقیناً بخشش کا بلکہ مراتب عالیہ کا معاملہ فرمایا ہوگا۔ اور جہاں تک دوسرے کا تعلق ہے وہ واقعی قابل رنج وغم ہے۔ مگر اس میں بھی بفحوائے قول خداوندی ان مع العسر یسر اوجہ تسلی کی نکل آ سکتی ہے۔ امام محمدؒ کی وفات کے بعد بعض عارفین نے پوچھا کہ آپ پر کیا گزری؟ پہلی بات تو یہ فرمائی کہ علماء سے سن رکھا تھا کہ موت بڑی چیز ہے، بڑی سخت چیز ہے، بڑے ہی درد قلب کی چیز ہے۔ مجھے تو کچھ معلوم ہی نہیں ہوا۔

میں تو فقہ کا ایک مسئلہ سوچ رہا تھا سوچتے سوچتے دنیا سے آخرت میں پہنچ گیا۔ مجھے خبر نہیں کیا گزری دوسرا جملہ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور یہ فرمایا کہ اے محمد، اگر ہمیں بخشنا نہ ہوتا تو ہم اپنا علم کیوں تیرے سینے کے اندر ڈالتے۔ علم تو تقویٰ کی چیز ہے تو یہی صورت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی بھی ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کے سینے میں علم ڈالا اور علم بھی ایک امتیازی درجہ کا، اپنے اساتذہ کرام بالخصوص حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ کے علوم کی جتنی امانت مولانا بنوریؒ کے سینے میں تھی۔ ان کے تلامذہ میں یہ نوعیت کسی کی نہ تھی اور ان علوم پر جتنا افادہ انہوں نے پایا یہ بھی امتیازی چیز ہے جو انہیں حاصل تھی۔ اتنا بڑا علم کتاب وسنت کا جب ان کے دل میں اللہ نے ڈالا تو ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ یہ یقین ہے کہ مراتب بھی بلند ہوں گے وہ تو اونچے مقام پر پہنچے ہیں۔ ان کے حق میں کوئی رنج کی چیز نہیں ہے البتہ رنج وصدمہ تو پسماندوں کا ہے کہ جن سے ایک نعمت چھن گئی۔ اس واسطے رنج وصدمہ اپنے فراق کا ہے ان کے وصال کا نہیں ہے۔ حق تعالیٰ ہمیں صبر دے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

بادشاہ گل صاحب رحمہ اللہ

(اکوڑہ خٹک) دار العلوم دیوبند میں سے سند فراغت پائی، حضرت مدنی قدس سرہٗ کو اپنا

Marfat.com

روحانی پیشوا سمجھتے تھے، ایک دینی مدرسہ جامعہ اسلامیہ کے شیخ الحدیث رہے، قرآن حکیم کی پشتو تفسیر بہ نام ''تفسیر البخاری''، لکھی جس کا پہلا پارہ طبع ہو چکا ہے۔ وفات ۱۳۹۸ھ کو ہوئی۔

مولانا فضل الرحمٰن پشاوری رحمہ اللہ

حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب رحمہ اللہ کشمیری سے دورہ حدیث دو مرتبہ پڑھا، دہلی میں شیخ التفسیر کے عہدہ پر فائز رہے، تقسیم کے بعد خیبر یونیورسٹی میں استاذ اسلامیات مقرر ہوئے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کا ترجمہ اور تفسیر لکھی اور پھر پشتو زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ تحریر فرمایا، انتقال ۱۴۰۱ھ کو ہوا۔

مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ

آپ دورِ حاضر کے ممتاز علماء میں سے صاحب تصانیف ہیں جو عوام وخواص میں مقبول ہیں۔ ہندوستان و پاکستان میں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۳۹۶ھ میں مدینہ منورہ ہجرت کی اور تفسیر قرآن بنام انوار البیان فی کشف اسرار القرآن لکھی جو کہ اب الحمد للہ مکمل تفسیر (آٹھ جلد) کا کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان سے طبع شدہ ہے۔

شیخ عبد الہادی رحمہ اللہ

اصل باشندے بخارا کے تھے عرصہ دراز سے مکہ مکرمہ میں قیام رہا، شاہ عبد الغنی رحمہ اللہ مہاجر مدنی کے مرید اور شاہ محمد یعقوب رحمہ اللہ مکی کی طرف سے مجاز بیعت بھی تھے ۱۲۴۸ھ میں حیدر آباد دکن تشریف لائے تھے جبکہ ۸۷ سال کی عمر تھی، قرآن عزیز کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام ''تحقیق البیان'' ہے سالِ رحلت تا حال معلوم نہیں۔

شیخ قاسم افندی قیسی رحمہ اللہ

بغداد میں ۱۲۹۴ھ کو ولادت ہوئی، صاحب ذہن و فکر تھے صرف تین ماہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا، علوم ظاہریہ اور باطنیہ میں اپنے دور کے گوہر یکتا تھے، کئی کتابیں تصنیف فرمائیں ایک

Marfat.com

جن میں سے ''مشکلات القرآن'' بھی ہے جس میں الفاظ اور معانی قرآن کریم پر وارد ہونے والے اشکالات کے جوابات ہیں صرف سورہ بقرہ کی تشریح میں آٹھ سو سوالات اور جوابات کو ذکر کیا ہے۔ (تا حال وفات اور تاریخ وفات معلوم نہ ہو سکی)۔

مولانا عبدالرحیم صادق رحمہ اللہ

آپ اعلیٰ حضرت الحاج امداد اللہ مہاجر مکی نور اللہ مرقدہٗ کے مسترشد مولانا حافظ غلام محمد راندیری (ضلع سورت، بھارت) کے فرزندِ ارجمند ہیں علوم اسلامیہ سے فراغت کے بعد دینی خدمت سرانجام دی اور اپنے والد ماجد کی دلی تمنا کی تکمیل میں قرآن عزیز کا گجراتی زبان میں ترجمہ اور تفسیری فوائد اس طرح مرتب فرمائے کہ آدھے صفحہ میں ایک طرف قرآن عزیز کا عربی متن اور اس کے بالمقابل گجراتی زبان میں ترجمہ فرمایا اور آدھے صفحے میں تفسیری فوائد مرتب فرمائے، یہ قرآن عزیز اس تفسیر کے ساتھ کئی مرتبہ طبع ہو چکا ہے اور گجراتی زبان کے تراجم میں سب سے زیادہ مقبول ہے، مفسر کا تفصیلی حال معلوم نہیں ہو سکا۔

مولانا سید محمد عبدالحکیم دہلوی رحمہ اللہ

آپ شیخ شہید مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ کے صاحبزادے تھے، دہلی میں ولادت ہوئی اور وہیں ایامِ حیات گذارے علماء احناف میں سے مشہور عالم تھے اور سلوک میں طریقہ قادریہ کے مجاز تھے آپ نے بڑی بڑی تفاسیر قرآن عزیز کا انتخاب کر کے فارسی زبان میں ایک تفسیر بہ نام ''تفسیر الوجیز'' لکھی ہے جس سے فراغت ۱۲۹۴ھ کو ہوئی اور دہلی ہی میں اس کی طباعت ۱۲۹۵ھ کو ہوئی، مفسر کا سال وفات نامعلوم ہے، تفسیر اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں موجود ہے۔

مولانا عبید اللہ انور

شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہٗ العزیز کے فرزندِ ارجمند اور ان کے جانشین ہیں، اگرچہ کوئی تفسیر تو مرتب نہیں فرمائی مگر اپنے گرامی قدر والد کے جاری کردہ درس تفسیر خواص و عوام کو اسی طرح جاری رکھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ دوام بخشے آمین۔

Marfat.com

حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی

پاکستان کے ممتاز علماء میں سے تھے آپ نے اگرچہ کوئی تفسیر مرتب نہیں فرمائی مگر دورۂ تفسیر وسیع پیمانے پر ہوتا ہے جو سند یافتہ علماء پر مشتمل ہوتا ہے، آپ کا قیام خانپور بہاولپور (ڈویژن) میں تھا۔

شیخ الاسلام مولانا شمس الحق افغانی

حضرت انور شاہ قدس سرہٗ کے تلمیذ رشید ہیں، دارالعلوم دیوبند کے سابق مدرس وزیر معارف قلات، شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور، ممتاز رکن مشاورتی کونسل وغیرہا اعزازات سے مشرف رہے، آپ نے تفسیر میں مندرجہ ذیل خدمات سرانجام دی ہیں۔ علوم القرآن: یہ کتاب پشاور یونیورسٹی کے نصاب میں شامل کرلی گئی ہے۔ آپ نے مندرجہ ذیل تین کتب تفسیر کے متعلق ہیں جو تاحال طبع نہ ہوسکیں۔ احکام القرآن، مفردات القرآن، مشکلات القرآن۔

مولانا محمد علی صاحب صدیقی

آپ مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی کے خواہر زادہ ہیں سیالکوٹ میں ایک دینی ادارہ کے بانی اور متولی ہیں آپ کی زیرنگرانی ماہنامہ ''الرشاد'' شائع ہوتا ہے آپ نے قرآن عزیز کی ایک تفسیر بہ نام معالم التنزیل تحریر فرمائی ہے جو تیس (۳۰) جلدوں میں ہے اس کی چند جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔

محمد علی صابونی

آپ مکہ مکرمہ میں ''کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیۃ'' کے استاذ ہیں آپ نے ''احکام القرآن'' کے طرز پر قرآنِ عزیز کی ایک جامع تفسیر بہ نام ''روائع البیان'' تالیف فرمائی ہے جو ''تفسیر صابونی'' کے نام سے مشہور ہے اور دو ضخیم جلدوں میں شائع ہوچکی ہے۔ کتاب اس قابل ہے کہ دورۂ تفسیر اور درجہ تخصیص تفسیر میں داخل نصاب کی جائے۔

Marfat.com

ڈاکٹر عدنان زرزور

آپ نے اگرچہ خود تو کوئی تفسیر مرتب نہیں کی لیکن آپ کو قرآن عزیز کی تفسیر کے درجہ علیا کے درس و تدریس کے دوران تفسیر ابن جریر طبری کے اس اختصار کا علم ہوا جس کی تلاش میں آپ کئی سال سے تھے جو شیخ ابو یحییٰ محمد بن حمادح التجیبی (م ۴۰۹ھ) کی مرتبہ ہے آپ نے اس کی تصحیح اور تحقیق کے بعد اس کو مصحفِ عزیز کے حاشیہ پر تحریر فرمایا جسے ابوظہبی کے سلطان زاید کے نام ادارہ طباعت ونشر مشروع ''زاید لتحفیظ القرآن الکریم'' نے طبع فرمادیا ہے یہ مصحف شریف بڑی سائز میں جلی حروف کے ساتھ اور متوسط سائز میں بھی طبع ہو چکا ہے۔

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کی ولادت یکم فروری ۱۹۱۳ء بمطابق یکم ربیع الاوّل ۱۳۳۱ھ کو ہوئی درسِ نظامی اپنے والد محترم اور عم محترم رحمۃ اللہ علیہما سے پڑھا والد صاحب کی وفات کے بعد اپنے علاقہ کے جید علماء کرام مولانا عبدالرحمٰن صاحب شاگردِ رشید حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ اور مولانا سعد الدین صاحب شاگردِ رشید مولانا عبدالحئی لکھنوی سے علوم کی وسطانی کتابیں پڑھیں پھر مدرسہ عالیہ مظاہر علوم اور جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے جلیل القدر اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند میں پڑھا۔

۱۳۵۳ھ میں سندِ فراغت عطا ہوئی، علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کے مشورہ سے گورنمنٹ کالجز میں بطور استاذ اسلامیات اور عربی ادب کے کام کیا۔ ۱۹۷۲ء میں سبکدوش ہوا، ایک تصنیفی ادارہ پہلے ہی سے قائم کیا تھا جس میں اپنی تالیفات اور تصنیفات کی اشاعت ہو رہی ہے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ساٹھ تصانیف مطبوعہ ہیں جن میں سے قرآنیات کے موضوع پر مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ضرورۃ القرآن (۲) احکام القرآن ا جلد (۳) معارف القرآن ایک جلد۔

(۴) قواعد ترجمۃ القرآن ا جلد (۵) آسان تفسیر جس کی سورۂ بقرہ، سورۂ آلِ عمران اور سورۃ النساء طبع ہو چکی ہے۔ (۶) تذکرۃ المفسرین۔

Marfat.com

محمد اسد نو مسلم

۱۹۰۰ء میں ایک یہودی عالم کے گھر پیدا ہوئے اور نام لیوپولوویس (LEOPOL WEISS) رکھا گیا زندگی کے مختلف منازل طے کرنے کے بعد ۱۹۲۲ء میں بیت المقدس کا سفر کیا اس سفر میں وہ اسلامی تہذیب اور اسلامی اخلاق سے بہت متاثر ہوئے اس کے بعد ایران اور افغانستان کا سفر بھی کیا، قرآن عزیز اور سیرت رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطالعہ جاری رکھا حتی کہ برلن میں ایک ہندوستانی مسلمان دوست کے پاس جا کر کلمہ شہادت پڑھ کر باقاعدہ مسلمان ہو گئے اور اسلامی نام محمد اسد رکھا گیا، عربی ممالک میں ان کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ سلطان ابن سعود امام کے معتمد اور امام سنوسی کے قاصد کی حیثیت سے بعض نازک مہمیں انجام دیں قیامِ پاکستان سے پہلے ہندوستان آگئے تھے اور ایک کتاب ''اسلام آف دی کراس روڈ'' انگریزی میں لکھی تھی، بخاری شریف کے چند پاروں کا ترجمہ بھی انگریزی میں کیا تھا، اور ایک ماہنامہ ''عرفات'' کے نام سے اُردو اور انگریزی میں جاری کیا ممدوٹ وزارت کے زمانہ میں ایک محکمہ تعمیر ملت کے نام سے قائم کیا، پھر یورپ اور امریکہ چلے گئے اب بھی دیارِ فرنگ ہی میں ہیں، آپ کی تصانیف میں سے ''روڈ ٹو مکہ'' مشہور کتاب ہے جس کا اُردو زبان میں ترجمہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے ''طوفان سے ساحل تک'' کے نام سے فرمایا ہے۔

حال ہی میں قرآن کریم کی ایک تفسیر انگریزی زبان میں لکھی جو انگلستان سے طبع ہو چکی ہے، اس پر ڈاکٹر مولانا عبداللہ ندوی، پروفیسر ملک عبدالعزیز یونیورسٹی مکہ مکرمہ نے تبصرہ فرمایا ہے جو لندن کے ''عربیا'' نامی انگریزی ماہنامہ میں شائع ہو چکا ہے۔

محمد علی خان رحمہ اللہ

آپ صوبہ سرحد کے ایک ایسے متمول خاندان سے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا دونوں سے نوازا ہے آپ نے مولانا عبداللطیف خان صاحب سے قرآن عزیز کا ترجمہ اور تفسیر پڑھی اپنے استاذِ محترم کی تقاریر کو قلمبند کرتے رہے جن کو ترتیب دے کر تفسیر مکمل کر لی آپ کی مرتبہ تفسیر کا نام ''کاشف البیان'' ہے اور یہ اُردو زبان میں ۶ جلدوں پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی رحمہ اللہ

آپ بہت بڑے عالم تھے حکیم الامت مجدد الملت نے علمی تعاون کے حصول کیلئے آپ کو اپنی خانقاہ میں مقرر فرمایا اور حضرت کو آپ کے علم اور تنقید و تبصرہ پر بہت ہی اعتماد تھا چنانچہ مولانا بھی بے لاگ تبصرہ کیا کرتے تھے کسی نے ان کے ان علمی تبصروں پر نکیر کی تو حضرت حکیم الامت نے فرمایا میں ان کے منشا کو سمجھتا ہوں۔

آپکی علمی بلند پروازی کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ کسی نے پوچھا کہ حضرت اب کوئی صاحب علم ہے تو آپ نے حضرت حکیم الامت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہاں اس بڈھے میں علم کی کچھ رمق ہے۔

آپ نے ایک جامع علمی تفسیر لکھی جواب ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان نے شائع کی ہے۔ انتہائی جامع علمی تفسیر ہے، اس تفسیر جس کا نام "حل القرآن" ہے اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں باطل فرقوں کے اعتراضات کے مدلل اور مستحکم جوابات دیئے گئے ہیں۔

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ نے اس تفسیر کو حرفاً حرفاً پڑھا اور اس پر تقریظ لکھ کر اس کی خصوصیات واضح کیں۔

حضرت محمد عبداللہ بہلوی رحمہ اللہ

تفسیر بہلوی ملتان سے شائع ہو رہی ہیں۔

حضرت مولانا محمد موسیٰ جلالپوری رحمہ اللہ

آپ حضرت مولانا فضل علی قریشی مسکین پوری رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے۔

آپ نے بھی قرآن پاک کی ایک منفرد تفسیر لکھی تھی جو ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔

❁❁❁

Marfat.com

پندرہویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی رحمہ اللہ

آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے اور نہ ہی آپ کی خدمات کوئی ایسی چیز ہے جو ہمارے تعارف کرانے کی محتاج ہو آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی جامع صلاحیتوں سے نوازا تھا آپ نے عالمی سطح پر اجتماعی خدمات سرانجام دیں عالمی تعلیمی اداروں اور تنظیموں و جماعتوں کی سرپرستی فرمائی، تاریخ، تفسیر، سیاسیات وغیرہ ہر موضوع پر آپ نے زبان وقلم سے امت کی راہنمائی فرمائی اس لئے بجاطور پر آپ اپنی صدی کے داعی قرآن تھے۔

آپ کے قرآنی افادات بھی الگ مرتب ہو چکے ہیں جن کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی مدظلہ العالی

آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد خاص ہیں، آپ نے گوجرانوالہ میں ایک مدرسہ قائم کیا جس نے اپنی اعلیٰ کارکردگی اور آپ کے برادر محترم حضرت مولانا ابوالزاہد سرفراز خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ کیوجہ سے بہت شہرت ومقبولیت پائی، آپ نے جامع مسجد نور گوجرانوالہ میں ایک عرصہ سے خطابت ودروس القرآن کا سلسلہ شروع کیا، آپکے دروس القرآن نہایت مفید ہیں، قرآنی آیات کے تحت اسکے متعلقات کو خوب اچھی طرح بیان فرماتے ہیں آپکے ایک متعلق الحاج لعل دین نے ان دروس کو مرتب کیا جو معالم العرفان فی دروس القرآن کے نام سے معروف اور دستیاب ہیں اس کے علاوہ بھی آپ صاحب تصانیف ہیں، نماز مسنون کلاں بہترین کتاب لکھی، امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کئی کتب کی شروح بھی لکھیں۔

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ

آپ حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مسترشد ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو متقیانہ طبیعت عطاء فرمائی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بڑی بات یہ ہے کہ آپ کے دل میں امت مسلمہ کی اصلاح و تربیت کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اس لئے آپ ہر وقت علمائے حق کی زیر سرپرستی مسلمانوں کیلئے تعلیمی و اصلاحی کتابوں کی ترتیب کی فکر میں رہتے ہیں چنانچہ آپ کی فکر و درد کے نتیجہ میں چند مفید و شاہکار تالیفات وجود پذیر ہوئی ہیں جن کا ہم مختصر اًتعارف کراتے ہیں۔

گلدستہ تفاسیر

چھ مستند تفاسیر، تفسیر عزیزی، تفسیر مظہری، تفسیر ابن کثیر، معارف القرآن حضرت مولانا مفتی اعظم محمد شفیع صاحب، معارف القرآن مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے اقتباسات اور مکمل تفسیر عثمانی کا مجموعہ ہے، تمام تفاسیر سے ضروری ضروری مضامین نہایت آسان انداز میں پیش کئے گئے ہیں ساتھ ساتھ مزید بصیرت افروز کام یہ بھی کیا کہ مختلف مقامات پر ان مقامات کی تصویریں بھی دیدی گئی ہیں جن کا قرآن میں تذکرہ ہے، آخر میں چودہ سو سالہ مفسرین اور ان کی تفسیری خدمات کے تعارف پر مبنی رسالہ تاریخ تفسید و مفسرین بھی ہے پانچ جلدیں اعلیٰ طباعت کے ساتھ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان نے شائع کی ہیں۔اسی گلدستہ تفاسیر اور دیگر مستند تفاسیر سے قرآن کریم کی منفرد آسان و مختصر تفسیر فوائد القرآن بھی حضرت مولف کی بھی حضرت مولف کی ترتیب شدہ ہو چکی ہے۔ جو اپنی اضافی خوبیوں کی وجہ سے عوام و خواص میں کافی مقبول ہے اور مصروف خواتین و حضرات کیلئے بڑی نعمت ہے۔

درس قرآن (تعلیمی)

یہ بھی مسلمان عوام و خواص کیلئے ایک نہایت مفید تفسیری تالیف ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ عوام کو قرآن کے معنی و مطلب کی تعلیم دی جا سکے قرآنی آیات کے چھوٹے چھوٹے حصوں کا

Marfat.com

لفظی اور بامحاورہ ترجمہ کرنے کے بعد اس کے مشکل الفاظ کے معنی و وضاحت اور پھر آیت کی تفسیر نہایت آسان اور مختصر انداز میں دی گئی ہے اسی طرح پھر پورے قرآن مجید کو متعدد درسوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے ہر درس زیادہ سے زیادہ بیس منٹ کا ہے، اس طرح اگر آپ اپنے گھر میں گھر والوں کے سامنے، یا اپنے احباب کو جمع کر کے ان کے سامنے یا مسجد میں یہ درس قرآن سامنے رکھ کر دس پندرہ منٹ روزانہ ان کو درس دیں تو ان شاء اللہ روزانہ دس پندرہ منٹ صرف کر کے آپ اپنے احباب واقارب کو مکمل قرآن کریم کے معنی و مطلب کی تعلیم دے سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ آپ کی کتاب دینی دستر خوان تین جلدوں میں اور تعمیر انسانیت دو جلدوں میں مقبول عام ہو چکی ہیں۔ آپکی تمام تالیفات کی اعلیٰ طباعت کا اہتمام ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان نے کیا ہے۔

آسان ترجمہ قرآن

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم العالی کا یہ آسان ترجمہ ہے جو مختصر اور جامع تفسیری تشریحات پر مشتمل ہے۔ مولانا مدظلہم پیش لفظ میں اس کا تعارف اور اسلوب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اپنی بساط کی حد تک بندہ نے یہ کوشش کی ہے کہ قرآن کریم کا مطلب آسان، بامحاورہ اور رواں انداز میں واضح ہو جائے۔ یہ ترجمہ بالکل لفظی ترجمہ بھی نہیں ہے اور اتنا آزاد بھی نہیں ہے جو قرآن کریم کے الفاظ سے دور چلا جائے ...... تشریحی حواشی میں صرف اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ ترجمہ پڑھنے والوں کو جہاں مطلب سمجھنے میں کچھ دشواری ہو۔ وہاں وہ حاشیہ کی تشریح سے مدد لے سکے۔ لمبے تفسیری مباحث اور علمی تحقیقات کو نہیں چھیڑا گیا کیونکہ اس کیلئے بفضلہٖ تعالیٰ مفصل تفسیریں موجود ہیں ...... اس خدمت کا بہت سا حصہ بلکہ شاید زیادہ حصہ میرے مختلف سفروں کے درمیان انجام پایا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کمپیوٹر میں تمام ضروری کتابوں کا ذخیرہ میرے ساتھ تھا۔ اس لئے ضروری کتابوں کی مراجعت میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی"۔

بلاشبہ ایک عام مسلمان کیلئے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کیلئے یہ آسان اور بہترین

Marfat.com

ترجمہ ہے جو مستند ہونے کے ساتھ ذوق حاضر سے بھی ہم آہنگ ہے۔

حضرت کا تحریر فرمودہ ترجمہ وتفسیر انگریزی زبان میں بھی آ چکی ہے جو مغربی ممالک میں نہایت مقبول ہے۔

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

۲۰ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ (۲۴ دسمبر ۹۴ء) بروز اتوار حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے تربیت یافتہ اور ایک مایۂ ناز عالم دین حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ بھی ہم سے بچھڑ گئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيهِ رَاجِعُون.

حضرت مفتی صاحب ایک جلیل القدر استاذ، وقت کے جید عالم سلیم الفکر اور متوازن الرائے مفتی تھے، عوام اور اہل علم میں آپؒ کے فتاویٰ استناد وثقاہت کے لحاظ سے وقیع حیثیت رکھتے تھے حضرت مفتی صاحبؒ، ان خوش نصیب افراد میں سے تھے، جن کے علم و افتاء اور اصابت رائے پر مجدد وقت اور حکیم امت حضرت تھانویؒ جیسی شخصیت کو اعتماد تھا۔ قیام پاکستان کے بعد عارف باللہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ (خلیفہ ارشد حضرت تھانویؒ) کے قائم کردہ مدرسہ ”جامعہ اشرفیہ لاہور“ میں تفسیر وحدیث اور فنون کی اعلیٰ کتابوں کی تدریس کے ساتھ مسند افتاء کو رونق بخشی۔ اس عرصہ میں ہزاروں طلبہ آپ سے مستفید ہوئے اور ہزار ہا مسائل میں آپؒ نے قوم کی رہنمائی فرمائی...... قرآن وسنت اور دیگر علوم وفنون میں ماہرانہ دسترس کے علاوہ تصنیف وتالیف اور شعروشاعری کا بھی اعلیٰ ادبی ذوق رکھتے تھے۔ آپؒ کے قلم سے متعدد عربی، فارسی اور اردو تحریرات کے علاوہ قصائد ومراثی اور عمدہ نظموں نے اہل علم سے خراج تحسین پایا۔ حضرت مفتی صاحبؒ خالص علمی مباحث کو نظم کرنے کا حیرت انگیز ملکہ رکھتے تھے۔

حجیت حدیث پر آپؒ کی ایک طویل نظم ”الخیر“ میں شائع ہو چکی ہے، جس میں آپؒ نے حدیث“ کی تعریف، اس کی حیثیت ومقام اور اقسام کے علاوہ منکرین حدیث کے تمام

Marfat.com

شبہات کے مسکت جواب دیئے ہیں۔ حضرت مفتی صاحبؒ جدید درسگاہوں میں مغربیت کی یلغار اور مسلمانوں کے اپنے علمی وفکری ورثہ سے تغافل پر بہت فکرمند رہتے تھے اور کالج کی مروجہ تعلیم کو ایمان واخلاق اور اسلامی تہذیب کے لئے حد درجہ ضرررساں قرار دیتے تھے۔

بے پناہ علمی مشاغل کے باوجود طبیعت میں شگفتگی اور زندہ دلی تھی، مگر بایں ہمہ گفتگو اور تقریر وتحریر، ہزل وابتذال سے بالکل پاک ہوتی تھی۔

حضرت مفتی صاحبؒ اس دور میں علمائے سلف کے علم وعمل، زہد وتقویٰ اور اخلاص و محبت کا نمونہ تھے۔ بلاشبہ ان کے انتقال سے علم وفضل کی دنیا میں ایک بہت بڑا خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل اور دینی وعلمی کمالات کو ان کے اخلاف کی زندگیوں میں باقی رکھیں۔ صاحبزادہ محترم حضرت مولانا مشرف علی تھانوی جو متعدد خصائل وصفات میں الولد سرٌّ لابیہ کا مصداق ہیں۔ ہماری خصوصی تعزیت کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور مفتی صاحبؒ کے دوسرے متعلقین کو صبر جمیل اور اجر کثیر عطا فرمائیں اور حضرت مفتی صاحبؒ کو اپنے دامان رحمت ومغفرت میں جگہ دیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ (شعبان ۱۴۱۵ھ)

حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

یہ دنیا اپنے آخری دور میں عجیب تیز رفتاری پر آ گئی ہے جو دن آتا ہے نئے صدمات سامنے لاتا ہے۔ حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ محدث العصر حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی علمی یادگار تھے اور حضرت مولانا مفتی سید عبدالکریم گمتھلویؒ خلیفہ ارشد حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے فرزند جلیل تھے۔

پاکستان میں حضرت مفتی صاحبؒ کا شمار ان گنے چنے چند علماء میں ہوتا تھا جو ملت کی رہنمائی کے ساتھ اہل علم کے لئے بھی مرجع اور سند تھے کہ ان کے درس وتدریس میں اکابر اہل علم جیسا تبحر وتعمق اور عمل میں اسلاف امت جیسی استقامت وصلابت تھی۔ میانہ روی اور اعتدال آپؒ کا خصوصی امتیاز تھا۔ آپ مدنیؒ وتھانویؒ خصوصیات وروایات کے امین تھے۔ آپؒ کو

Marfat.com

بیعت کا شرف حکیم الامۃ حضرت تھانویؒ قدس سرہٗ سے حاصل تھا جبکہ نسبت تلمذ شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہٗ سے تھی۔ اور خلافت واجازت محدث العصر حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ سے حاصل تھی۔ حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحبؒ جامعہ خیر المدارس کی مجلس شوریٰ کے رکن رکین تھے، جب آپ مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کے لئے ملتان تشریف لاتے تو آپؒ کی خدمت میں چند لمحات گزارنے کی سعادت میسر آتی۔ حضرتؒ کی چند لمحوں کی اس مجلس میں کتنے ہی علمی اشکالات حل ہو جاتے، تصوف کی کئی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھ جاتیں، اکابر امت اور اسلاف کی مقدس زندگیوں کے ایمان افروز واقعات و حالات سن کر ایمان میں تازگی آ جاتی اور حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی حکایات اور قواعد وضوابط کی پابندی کے واقعات سن کر حیرت ہوتی، بلاشبہ حضرت مفتی صاحبؒ اپنے اسلاف کی صحیح یادگار تھے۔ جامعہ حقانیہ ساہیوال (ضلع سرگودھا) آپؒ کی باقیات صالحات میں سے ہے جہاں آپؒ نے پوری زندگی حدیث وفقہ پڑھانے میں گزار دی، اب اس کے مہتمم آپؒ کے فرزند گرامی مولانا مفتی سید عبدالقدوس صاحب ہیں جو ماشاء اللہ علم وفضل، سنجیدگی ومتانت اور تقویٰ وسادگی میں والد مرحوم کی تصویر ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ انہیں حضرت مفتی صاحبؒ کے نہج پر دین وملت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائیں اور حضرت مفتی صاحبؒ کو اعلیٰ علیین میں اپنے قرب خاص سے نوازیں، آمین۔

حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

۲۱/۲۲ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کی درمیانی شب جمعہ کو شیخ الحدیث مولانا محمد مالک کاندھلوی (نور اللہ مرقدہٗ) بھی ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ ملک کی ممتاز دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث اور جامعہ خیر المدارس کی مجلس شوریٰ کے رکن رکین تھے۔ مولانا کاندھلویؒ ایک بڑے باپ کے بیٹے تھے مگر ان کی اپنی بڑائی صرف پدری نسبت کی رہین منت نہ تھی۔ وہ متبحر عالم، عظیم محدث، مفسر محقق متکلم اور صاحب طرز مصنف

Marfat.com

تھے۔ علمی موضوعات پر عالمانہ شان و وقار سے بولتے اور پسند کیے جاتے تھے۔ علم و عمل اور تقویٰ و طہارت میں اکابر کی یادگار تھے۔ قرآن پاک کی تلاوت ایک خاص لَے میں کرتے اور سماں باندھ دیتے تھے، جو تکلف سے بالکل پاک اور دل میں اترتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ ایک دفعہ اثنائے گفتگو میں تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اکیس سال ہی کی عمر میں تدریس حدیث کی توفیق عطاء فرمائی۔ الحمدللہ یہ توفیق وصال تک ان کے شامل حال رہی۔

مولانا بنیادی طور پر علمی دنیا کے آدمی تھے مگر نفاذ اسلام کی جدوجہد میں بھی پیچھے نہ تھے۔ شہید صدر ضیاء الحق کے دور میں ان کی دعوت پر نفاذ اسلام کے متعدد مراحل میں عملی تعاون کیا اور اپنی قیمتی مشاورت سے نوازا۔ مولانا جیسے جلیل القدر عالم خال خال پیدا ہوتے ہیں اور اب اس قحط الرجال میں تو اور بھی اندھیرا چھا گیا ہے۔ نور اللہ مرقدہٗ و برد مضجعہٗ (جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

آپ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فضلاء میں سے تھے۔ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ کے مخصوص اور معتمد علیہ تلامذہ میں سے تھے۔ احقر کے خاص تعلیمی رفیق اور دورہ حدیث کے ساتھی تھے۔ قوت حافظہ امتیازی تھا۔ علوم اور کتب کا استحصار تام تھا۔ اور اونچے درجات کے ارباب تدریس میں سے تھے۔ علوم سے فراغت کے بعد بعض مدارس میں سلسلہ تدریس سے منسلک رہ کر دارالعلوم دیوبند میں شیخ التفسیر کی حیثیت سے بلائے گئے اور کتب تفسیر کے ساتھ دورہ کی کتب حدیث بالخصوص ابوداؤد شریف اکثر و بیشتر آپ ہی کے درس میں رہتی تھی۔ اتباع سنت اور عظمت سلف کا خاص شغف تھا۔ محققانہ انداز سے بحث کرتے تھے جس میں علمی مواد کافی ہوتا تھا۔ علمی تصانیف کے سلسلہ میں مشکوٰۃ المصابیح کی شرح التعلیق الصبیح شاہکار ہے جو پانچ جلدوں میں ہے۔ ممالک اسلامیہ کا سفر کیے ہوئے تھے اور بیروت جا کر آپ نے خود ہی شرح مشکوٰۃ طبع کرائی تھی۔ سیرۃ المصطفیٰ کے نام سے کئی جلدوں میں محققانہ سیرت لکھی جس میں آزاد خیال مصنفوں پر علمی انداز سے تنقید کی ہے۔ اور ان کے

Marfat.com

بہت سے شکوک وشبہات کے مسکت جوابات دیئے ہیں۔ عربی ادب میں آپ خاص مہارت رکھتے تھے اور عربی اشعار بڑی برجستگی سے کہتے تھے۔ فارسی میں بھی آپ کی نظمیں ہیں۔

تقسیم ملک کے بعد آپ نے پاکستانی قومیت اختیار کر لی۔ اور آخر وقت تک جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث والتفسیر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ ہر جمعہ کو آپ کے وعظ کی مجلس ہوتی رہی جس میں ہزاروں کا اجتماع ہوتا تھا۔ حق گوئی میں حکیمانہ انداز کے ساتھ ید طولی رکھتے تھے اور سچی بات بلاخوف لومۃ لائم برملا کہتے تھے۔ تقویٰ اور خشیۃ اللہ آپ پر نمایاں نظر آتا تھا اور مشاہیر علم وفضل میں آپ کی ذات ممتاز حیثیت رکھتی تھی۔

آپ نے ۷ رجب المرجب ۱۳۹۴ھ کو رحلت فرمائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ جب ریڈیو سے سانحہ ارتحال کی ہوشربا خبر کان میں پڑی کہ میرے دوست صادق، عالم باعمل، تقی ونقی حضرت مولانا ادریس صاحبؒ لاہور میں خدا کو پیارے ہو گئے اور کل تک جنہیں ہم سلمہ اللہ اور دام ظلہ سے مخاطب کیا کرتے تھے آج انہیں رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ سے یاد کر رہے ہیں۔ ان کے لئے تو ان شاء اللہ دور آخرت دور دنیا سے کہیں زیادہ راحت کا باعث ہوگا۔ رونا تو اپنا ہے کہ اس باکمال شخصیت سے محروم ہو گئے۔ میرے عزیز ان یعنی حضرت مولانا کے صاحبزادگان ہی یتیم نہیں ہوئے بلکہ ہم سب اپنے کو یتیم محسوس کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا کاندھلوی مرحوم کا علم وفضل، ان کا عم افادہ، تحریر وتقریر درس وتصنیف رہ رہ کر دل کو پگھلا رہا ہے۔ اور اس وفور علم پر سادگی، بےنفسی، مسکنت وتواضع ان کا حصہ تھا اور صحیح معنوں میں انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کے سچے مصداق تھے۔ سارا علمی حلقہ ان کی وجہ سے سوگوار ہے۔ دارالعلوم میں خبر پہنچتے ہی سب میں غم کی ایک لہر دوڑ گئی۔ دارالعلوم میں درس بند کر کے ختم پڑھایا گیا۔ اور جلسہ تعزیت منعقد ہوا۔ احقر نے حضرت مولانا مرحوم کے احوال صادقہ اور علوم فائقہ پر روشنی ڈالی اور عرض کیا کہ یہ صدمہ پورے دارالعلوم کا بلکہ پوری علمی جماعت کا ہے۔ مولانا کاندھلویؒ مرحوم دارالعلوم کے ایک قابل فخر مدرس تھے اور وہ آج یہاں ہوتے تو تدریس کے سب سے اونچے مقام پر ہوتے۔ ان کا تبحر علمی، مسلک میں پختگی اور رسوخ، ورع وتقویٰ، وسیع النظری اور علوم کا استحضار سب کے سامنے ہوتا۔ لیکن

Marfat.com

انہوں نے علمی لائنوں پر جو کام پاکستان میں کیا اسے ہم سب اپنا ہی کام سمجھتے ہیں۔

مولانا سید فخر الدین احمد صاحبؒ کے وصال کے بعد دار العلوم کی صدر مدرسی کا قصہ چھڑا۔ سب کی زبان پر یہ تھا کہ مولانا ادریس صاحب یہاں ہوتے تو انتخاب صدر مدرس کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ وہ بنے بنائے صدر مدرس دار العلوم ہوتے۔ بہر حال ان کا صدمہ وقتی نہیں ہے جب بھی علم وکمال اور زہد وتقویٰ کا ذکر آئے تو ان کا ذکر آنا قدرتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ اذا ذکر اللہ ذکروا واذا ذکروا ذکر اللہ کا سچا مصداق تھے۔

حق تعالیٰ انہیں وہاں بلند درجات عطا فرمائے اور ہم جیسے گنہگاروں کے لئے فرط اور اجر وذخر بنائے۔ آمین!

محدث کبیر مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے بھانجے تھے، اور حضرت تھانویؒ نے بیٹے کی طرح ان کی تربیت کی تھی۔ انہوں نے دینی تعلیم کانپور اور مظاہر العلوم سہارنپور میں حاصل کی تھی جہاں انہیں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی طویل صحبت نصیب ہوئی۔ بعد میں انہوں نے متفرق اوقات میں مظاہر العلوم کے استاذِ حدیث، خانقاہ تھانہ بھون کے مفتی اور مصنف اور مدرسہ عالیہ کے شیخ الحدیث کی حیثیت میں سالہا سال علمی اور تدریسی خدمات انجام دیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے حکم سے اور انہی کی سرپرستی میں انہوں نے ''اعلاء السنن'' تالیف کی جو علم حدیث میں اس صدی کا شاید سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ یہ کتاب اٹھارہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کے دو مبسوط مقدمے ''انہاء السکن'' اور ''انجاء الوطن'' اس کے علاوہ ہیں اس کتاب میں تمام فقہی ابواب سے متعلق احادیث نبویہ کو جمع کر کے ان کی بے نظیر شرح لکھی گئی ہے جس نے اپنی تحقیق، وسعت معلومات اور دقت نظر کے لحاظ سے پورے عالم اسلام سے اپنا لوہا منوایا ہے۔

Marfat.com

افسوس ہے کہ اب اس کتاب کی ابتدائی جلدیں نایاب ہو چکی ہیں۔ اور جو حصے دستیاب ہیں ان کی بھی کتابت وطباعت شایان شان نہیں ہے۔ اب اس کتاب کے دوبارہ شائع ہونے کے امکانات نظر آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے اسباب مہیا فرمادیں۔

اس کتاب کا ایک مقدمہ " انہاء السکن "کراچی میں بھی طبع ہو چکا ہے اور اسی کو شام کے محقق عالم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ مدظلہم نے "قواعد فی علوم الحدیث" کے نام سے اپنی گراں قدر تعلیقات کے ساتھ شائع کر دیا ہے۔ دوسرا مقدمہ "إنجاء الوطن" بھی ان کے پاس زیر طبع ہے ادھر "اعلاء السنن" کی جلد اول پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی فرمائش کے مطابق مصنف علیہ الرحمۃ نے حال ہی میں نظر ثانی کی ہے اس کے مسودہ پر آج کل راقم الحروف تحقیق وتعلیق کر رہا ہے اور ان شاء اللہ یہ جلد ہی عنقریب ٹائپ کی عمدہ طباعت کے ساتھ دار العلوم کراچی دار التصنیف سے شائع ہو جائے گی اللہ تعالیٰ باقی جلدوں کی اشاعت کا بھی انتظام فرمادے۔ آمین (م ت ع)

علم تفسیر میں حضرت مولانا ظفر احمد صاحبؒ کا بڑا کارنامہ "احکام القرآن" ہے۔ یہ کتاب بھی حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے ایماء پر چار حضرات نے لکھنی شروع کی تھی۔ پہلی دو جلدیں جو سورہ فاتحہ سے سورہ نساء تک کی تفسیر پر مشتمل ہیں، حضرت مولانا ظفر احمد صاحبؒ کی لکھی ہوئی ہیں۔ بیچ کی دو جلدیں احقر کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے لکھی ہیں۔ اور آخری جلد حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ نے۔ یہ حصے اگرچہ طبع ہو چکے ہیں، مگر ان کی کتابت وطباعت بھی انتہائی ناقص ہے اور سورہ نساء سے سورہ شعراء تک کا حصہ ابھی نا تمام ہے۔ پچھلے دنوں جب حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانیؒ دار العلوم تشریف لائے تو انہوں نے ذکر فرمایا تھا کہ میں سورہ نساء سے احکام القرآن کی تالیف کا آغاز کر چکا ہوں۔ خدا جانے یہ مسودہ کہاں تک پہنچ سکا ہوگا۔

علم فقہ میں حضرت موصوفؒ کی عظیم یادگار ان کے فتاویٰ کا مجموعہ "امداد الاحکام" ہے۔ جب حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے فتویٰ لکھنا چھوڑ دیا تھا تو خانقاہ تھانہ بھون میں آنے والے تمام سوالات کا جواب حضرت مولانا ظفر احمد صاحبؒ ہی

Marfat.com

لکھا کرتے تھے۔ اس طرح ان کے لکھے ہوئے فتاویٰ کا ایک ضخیم مجموعہ تیار ہو گیا، جس کا انتخاب فرما کر حضرت تھانویؒ نے ہی اس کا نام ''امداد الاحکام'' تجویز فرمایا تھا جسے ''امداد الفتاویٰ'' کا تتمہ کہنا چاہیے۔ اس کا مسودہ سات ضخیم رجسٹروں میں ہے اب تک یہ گرانقدر مجموعہ شائع نہیں ہو سکا تھا، اب حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی نگرانی اور سرپرستی میں یہ کتاب دارالعلوم سے شائع ہو رہی ہے، پہلی جلد کی کتابت مکمل ہو چکی ہے، اور امید ہے کہ وہ ان شاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آجائے گی۔

یہ علم تفسیر، علم حدیث اور علم فقہ میں حضرت مولاناؒ کے صرف تین نمایاں ترین کارناموں کا مختصر تعارف تھا۔ اس کے علاوہ بھی حضرت موصوفؒ نے مختلف دینی موضوعات پر عربی اور اردو میں دسیوں کتابیں یا مقالات لکھے ہیں لیکن اگر صرف مذکورہ بالا تین کاموں ہی کو دیکھا جائے تو بلا شبہ وہ ایسے کام ہیں جو آج کے دور میں بڑی بڑی اکیڈمیاں سالہا سال کی محنت اور لاکھوں روپے کے خرچ سے بھی انجام نہیں دے پاتیں۔ حضرت مولاناؒ نے یہ سارے کام تن تنہا انجام دیئے۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔ (نقوش رفتگاں)

مفسر قرآن مولانا عبدالماجد دریا آبادی رحمہ اللہ

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

مولانا دریا بادی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات برصغیر میں کسی تعارف کی محتاج نہیں تھی۔ وہ ایک صاحب طرز ادیب، بلند پایہ صحافی، صاحب تصنیف، فلسفی اور اردو انگریزی کے مشہور مفسر قرآن تھے۔ ان کی ابتدائی زندگی فلسفے کے ''گماں آباد'' میں بسر ہوئی اور وہاں سے وہ دین اور دینی عقائد کے بارے میں شکوک وشبہات میں ایسے مبتلا ہوئے کہ مدتوں الحاد و تشکیک کا شکار رہے، لیکن پھر اللہ نے ایسی توفیق دی کہ قرآن وسنت کی صداقت وحقانیت واضح ہوئی۔ فلسفے کا خمار اترا، عقل و عقلیت کے فریب کھلے، تصوف کا رنگ چڑھا اور بالآخر ملی اور اسپنسر کا یہ شیدائی خانقاہ تھانہ بھون کے ایک بوریہ نشین (حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ) کے آگے دوزانو ہو گیا۔

مولانا دریا بادی رحمۃ اللہ علیہ اس لحاظ سے بھی ایک مثالی شخصیت تھے کہ انہوں نے

Marfat.com

بیعت تو حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ کے ہاتھ پر فرمائی لیکن حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی اجازت بلکہ ایماء پر تربیت کا تعلق آخر تک حکیم الامت حضرت تھانویؒ سے قائم رکھا۔ یہ پوری داستان انہوں نے اپنی کتاب ''حکیم الامت'' میں جس دلنواز انداز سے بیان کی ہے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی ملاقات سے لے کر تربیت کے مختلف مراحل تک کے حالات جس دلکشی کے ساتھ قلم بند کئے ہیں وہ مولانا دریابادی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا حصہ تھا۔

ان کا شمار حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں تو نہیں لیکن ممتاز متوسلین میں ضرور تھا۔ وہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق تھے اور اپنی تحریروں میں جگہ جگہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو مرشد تھانوی، کے لقب سے یاد کرتے ہیں، لیکن بہت سے معاملات میں ان کی رائے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے مختلف رہی ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے متعدد مسائل پر سوال و جواب ہوئے اور مولانا دریابادی رحمۃ اللہ علیہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی فہمائش کے بعد بھی اپنی رائے پر قائم رہے، اس کے باوجود تعلق اور عقیدت میں فرق نہیں آیا۔

اردو اور انگریزی زبان میں ان کی تفسیریں خاصی مقبول ہوئیں اور مسلمانوں کو ان سے کافی فائدہ پہنچا۔ چونکہ انہوں نے دینی علوم زیادہ تر مطالعے سے حاصل کئے تھے، اس لئے تفسیر میں بعض باتیں جمہور کے خلاف بھی آ گئیں۔ لیکن مجموعی حیثیت سے وہ ایک مفید تفسیر ہے جس میں عصری معلومات کا بھی بڑا ذخیرہ ہے، خاص طور پر فرقہ عیسائیت کے مباحث بے نظیر ہیں۔

دوسروں پر تنقید کے معاملے میں مولانا دریابادی رحمۃ اللہ علیہ بڑے معتدل اور متوازن مزاج کے مالک تھے، کسی کی مخالفت کے جوش میں حد سے گزر جانا ان کا طریقہ نہ تھا، وہ اختلاف رائے کے باوجود دوسروں کی اچھی باتوں کی تعریف میں بخل سے کام نہ لیتے تھے۔ (نقوش رفتگاں)

مفسر قرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان اکابر علماء میں سے تھے، جن کا وجود پاکستان کے لئے بہت بڑی ڈھارس کا سبب تھا، وہ توحید و سنت کے داعی تھے اور شرک

Marfat.com

و بدعت اور اوہام و رسوم کے لئے شمشیر برہنہ۔ جس بات کو انہوں نے حق سمجھا، اس کے اعلان و اظہار میں انہوں نے کسی مداہنت اور کسی مصلحت کو آڑے نہیں آنے دیا۔ اسی حق گوئی و بے باکی کے صلے میں انہوں نے قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں، قاتلانہ حملے بھی سہے، لیکن ان کے پائے استقامت میں تزلزل نہیں آسکا۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے جن اکابر علمائے دیوبند سے فیض حاصل کیا، ان میں امام العصر حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ جیسی نابغہ روزگار ہستیاں شامل ہیں۔ لیکن رد بدعات کے خصوصی مشن میں آپ نے اپنے استاذ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مذاق کو اپنایا تھا اور ساری عمر اسی مشن کی تکمیل میں گزار دی۔ اس راہ میں آپ جس قدر محنت اٹھاتے تھے۔

اس کو دیکھ کر ہم نام کے جوانوں کو حیرت ہوتی تھی۔ راولپنڈی میں آپ کا قائم کیا ہوا مدرسہ تعلیم القرآن ملک کے چوٹی کے دینی اداروں میں سے ہے، اور اس کے درس و انتظام کے علاوہ ایک ایک دن میں کئی کئی جلسوں سے خطاب، مختلف مقامات پر درس قرآن اور مسلسل سفروں کی زندگی آپ کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔ انہی مصروفیات کے درمیان آپ نے تفسیر ''جواہر القرآن'' جیسی ضخیم کتاب بھی تصنیف فرمائی جو حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تفسیری افادات و نظریات کی بہترین تشریح ہے۔

بعض مسائل میں اکابر علمائے دیوبند سے قدرے مختلف موقف رکھنے کے باوجود اکابر کی عظمت و محبت ان کی رگ رگ میں بسی ہوئی تھی۔ علمائے دیوبند کے تذکرے سے وہ بے خود ہو جاتے اور جہاں کہیں اس مقدس نام پر کوئی آنچ آتی محسوس ہوتی، وہ اپنے مرتبہ و منصب کی پرواہ کئے بغیر اپنی جان و آبرو کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔

بحمد اللہ برادرم محترم حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہم اور اس ناکارہ کو ہمیشہ ان کی شفقت و محبت حاصل رہی، بارہا دار العلوم میں ان کی تشریف آوری ہوئی، یہاں درس و خطاب سے بھی سرفراز فرمایا۔ علمی و عملی کمالات کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، اور واقعہ یہ ہے کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ہم سب کے لئے بہت بڑا سہارا تھی۔ (نقوش رفتگاں)

Marfat.com

مفسر قرآن مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ

آپ ۱۲۸۲ھ میں پیدا ہوئے، اگرچہ امرتسر (پنجاب) میں پروان چڑھے، مگر اصل کے اعتبار سے کشمیری ہیں، ان کے آباؤ واجداد قدیم زمانے میں مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے۔ کچھ دنوں مولانا احمد اللہ امرتسری سے تعلیم حاصل کی، حدیث کی کتابیں شیخ عبدالمنان وزیر آبادی سے پڑھیں، پھر ۱۳۰۸ھ میں دیوبند پہنچ کر منطق، حکمت، اصول اور فقہ کی تعلیم حاصل کی، کان پور میں مولانا احمد حسن کان پوری سے کچھ کتابیں پڑھیں، مگر اکابر دیوبند سے وابستگی میں کوئی فرق نہیں آیا، فراغت کے بعد امرتسر میں تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے مسلک کے لحاظ سے اہل حدیث تھے، ایک مطبع ''اہل حدیث پریس'' کے نام سے قائم کیا، ۱۳۲۱ھ میں ایک ہفت روزہ اخبار بھی ''اہل حدیث'' کے نام سے جاری کیا جو چوالیس سال تک نکلتا رہا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں آپ کی بہت سی قابل قدر کتابیں ہیں، ان کی اہم تصانیف یہ ہیں: (۱) تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن اس میں انہوں نے قرآن کی تفسیر قرآن سے کی ہے۔ (۲) تفسیر ثنائی اردو۔ (۳) تقابل ثلاثہ، یہ اردو میں ہے، اس میں انہوں نے اسلام، وید اور انجیل کا تقابلی موازنہ کیا ہے۔

آپ قوی الحفظ اور سریع الجواب تھے، مناظرہ میں ہمیشہ کامیاب رہے، فریق مخالف کو شکست دینے میں انہیں خاص ملکہ حاصل تھا، شیر پنجاب کے لقب سے ملقب تھے، تصنیف و تالیف سے بڑا لگاؤ تھا، صحت کے تحفظ اور کپڑوں کی ستھرائی کا خاص اہتمام کرتے تھے، اوقات کے پابند، بلند اخلاق اور وسیع المعلومات تھے۔

ہندوستان کی تحریک آزادی کی جدوجہد میں ہمیشہ شریک رہے جنود ربانیہ کی فہرست میں انہیں میجر جنرل لکھا ہے جمعیت العماء کی تاسیس میں بھی آپ کا حصہ ہے ملک کی آزادی کی تحریک میں جمعیۃ العلماء ہند کے رفیق کار رہے، اختلاف مسلک کے باوجود اکابر دیوبند کے ہمیشہ گرویدہ رہے۔

انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو ۱۳۲۶ھ میں یہ چیلنج دیا تھا کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہوگا وہ پہلے مرجائے گا، جسے مرزا صاحب نے منظور کرلیا تھا، چنانچہ مرزا غلام احمد کا ہیضہ میں

Marfat.com

مبتلا ہو کر ۱۹۰۸ء ہی میں انتقال ہو گیا، مولانا اس کے بعد ۴۰ سال تک بقیدِ حیات رہے۔

تقسیم ہند کے بعد آپ امرتسر سے گوجرانوالہ (پاکستان) منتقل ہو گئے تھے، ۱۳۶۷ھ میں ۴ جمادی الاول کو سرگودھا میں وفات ہوئی ۸۰ برس کی عمر پائی۔ (تاریخ دار العلوم دیوبند)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

۱۴۲۲ھ کا اختتام ایک انتہائی روح فرسا، کربناک اور مندمل نہ ہونے والے سانحہ پر ہوا۔ ۶ ذی الحجہ بروز منگل ۱۴۲۲ھ بوقت نصف النہار آفتاب شریعت وطریقت اپنی تمام تر تابانیوں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔ فقیہ العصر، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی قدس سرہٗ ہمارے اسلاف کی ایمان افروز روایات کے امین، محافظ، مناد اور داعی تھے جن کے زہد وتقویٰ، ایثار واخلاص، ذہانت وبصیرت، حکمت وفقاہت، ورع وعزیمت، جرأت واستقامت اور حق گوئی وحق پرستی کے اوصاف عالیہ سے منور زندگی مدتوں تک آنے والی نسلوں کی رہنمائی کرتی رہے گی۔

اس دور میں حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ کے تجدیدی کارناموں نے علماء دیوبند کی امتیازی روایات کو پھر سے زندہ کر دیا ہے۔ دین کے بہت سے شعبوں میں ضعف واضمحلال کو محسوس کرتے ہوئے حضرت مفتی صاحبؒ نے جس استقامت وعزیمت کے ساتھ ان شعبوں کو از سر نو شریعت مطہرہ کے مطابق قائم واستوار کیا وہ آپ کو عصر حاضر کے تمام علماء سے ممتاز کرتی ہیں۔

حضرت مفتی صاحبؒ کی علمی، فقہی، دینی، تدریسی، تحقیقی، تصنیفی، اصلاحی اور تحریکی خدمات کا سرسری جائزہ بھی لیا جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے رفع درجات کے لئے کیا کیا اسباب پیدا فرماتے ہیں۔

آپ بیک وقت فقیہ بھی تھے، محدث بھی، مفسر بھی، متکلم بھی، مجاہد بھی اور زاہد شب بیدار بھی۔ امین ومنتظم بھی اور فیاض ودریا دل بھی، ناقد ومتصلب بھی اور شفیق وکریم بھی، غرضیکہ ایسی جامع الصفات والکمالات ہستی تھے جن کی دور دور تک کوئی نظیر نظر نہیں آتی۔

Marfat.com

حضرت مفتی صاحبؒ نے ۱۳۶۱ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی اور ۱۳۶۲ھ سے تدریسی خدمات کے ساتھ منصب افتاء بھی سنبھالا، اس طرح ۶۰ برس میں ۵۰ ہزار سے زائد فتاویٰ تحریر فرمائے اور ۵۰۰ مفتیوں کی ایک ایسی جماعت تیار کردی جو امت کی شریعت وطریقت میں رہنمائی کا فریضہ انجام دیتی رہے گی۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے فتاویٰ کے مجموعہ ''احسن الفتاویٰ'' (۸ جلد) میں آپ کے علم وفضل، تحقیق و اجتہاد، ذہانت و فقاہت، تعمق وبصیرت اور مجتہدانہ شان کے نمونے دیکھے جاسکتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحبؒ کو تمام معاصر علماء میں یہ امتیازی وصف بھی حاصل ہے کہ آپ احکام شریعت پر عمل کرنے اور کرانے میں کسی طرح کی مصلحت، رواداری اور چشم پوشی کے قائل نہ تھے۔ اور بقول حکیم الامت حضرت تھانویؒ عرف عام کے اعتبار سے ایک ''خشک مولوی'' تھے جو خود بھی شریعت کی پابندی کرتا ہو اور دوسروں کو بھی پابندی کرتے دیکھ کر خوش ہوتا ہو۔ حضرت مفتی صاحبؒ بہت بڑے فقیہ تھے لیکن مصلحت بین نہیں بلکہ شریعت وطریقت سے سرمست رہنے والے ایسے بادہ خوار تھے جس کی زبان سے ہمیشہ سچی بات نکلتی تھی۔

حضرت مفتی صاحبؒ جامعہ خیر المدارس کی مجلس شوریٰ کے رکن رکین اور استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہٗ کے خاص متعلقین میں سے تھے۔ احقر کے ابتدائی دور تدریس میں ایک مرتبہ جامعہ خیر المدارس میں تشریف لائے تو آپ کی ایمان افروز وحیات آفرین مجلس میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی جس کی حلاوت تا حال باقی ہے۔ جس محبت واخلاص اور شفقت و دلسوزی کے ساتھ آپ نے طلبہ کو علم کے ساتھ عمل، درس وتدریس کے ساتھ اخلاص، عبادات کے ساتھ معاملات اور ظاہری احکام شریعت کی پابندی کے ساتھ تزکیہ نفس کی تلقین فرمائی اس کے نقوش ابھی تک دل میں محسوس ہوتے ہیں۔ ہمارے تمام اکابر کتاب وسنت پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے اور استقامت وعزیمت کے اعتبار سے یکساں شان کے حامل تھے۔ لانفرق بین احدمنہم لیکن اگر طریق کار اور ذوق کے فرق کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی تفریق تسلیم بھی کی جائے تو حضرت مفتی صاحبؒ کی ذات مجمع البحرین تھی جس میں شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہٗ کی استقامت وحق گوئی و

Marfat.com

جذبہ جہاد اور حکیم الامت حضرت تھانویؒ اور حضرت مولانا عبدالغنی پھولپوریؒ کی بصیرت و اخلاص کی شانیں یکجا تھیں۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ حضرت مفتی صاحبؒ کی جملہ علمی، دینی، تبلیغی، تدریسی اور جہادی خدمات کو شرف قبول عطا فرما کر ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں اور انہیں جنت الفردوس میں اپنے اکابر و اسلاف کا ہمنشیں بنائیں۔

جامعہ خیر المدارس میں حضرت والاؒ کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہٗ (محرم الحرام ۱۴۲۳ھ) (مسافران آخرت)

مولانا محمد اسحاق خان مدنی مدظلہ

پیدائش 1944ء بمقام منگ ضلع پونچھ آزاد کشمیر

1957ء میں مقامی سکول سے امتیازی نمبروں میں مڈل پاس کیا پھر دینی تعلیم کے لئے تعلیم القرآن پلندری میں داخلہ لیا جہاں دو سال دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ خیر المدارس ملتان آ گئے، جہاں چار سال تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1962ء میں جامعۃ العلوم السلامیہ بنوری ٹاؤن میں داخلہ لیا جہاں سے 1964ء میں امتیازی نمبروں سے فراغت حاصل کی۔ پھر درالعلوم کراچی میں شعبہ تخصص میں داخلہ لیا اور حضرت بنوری مفتی محمد شفیع صاحب مفتی ولی حسن ٹونکی، مولانا فضل قمر سواتی اور مولانا ادریس میرٹھی، جیسے اکابر سے مشرف تلمذ حاصل کی۔

پھر حضرت بنوری رحمہ اللہ کے اصرار پر دارالعلوم ہندری میں تدریس خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آٹھ سال مختلف درجات میں تدریس کی۔ اس دوران المبلغ نام سے ایک دینی رسالہ بھی جاری کیا۔ جس کا پہلا شمارہ تیار ہو رہا تھا کہ مدینہ منورہ کا سفر در پیش ہوا کہ ملک بھر سے دس اساتذہ کرام کا خصوصی پیکج تھا جن کو سعودی فرمانروا شاہ فیصل کے شاہی فرمان کے ذریعے اعلیٰ تعلیم کے لئے بلوایا گیا تھا۔ ان حضرات میں ڈاکٹر شیر علی صاحب، مفتی محمود اشرف عثمانی مدظلہ وغیرہ حضرات شامل تھے۔ 1972ء تا 1976ء تک مدینہ منورہ

Marfat.com

کے کلیۃ الشریعہ میں زیر تعلیم رہے۔اس دوران روزانہ مسجد نبوی میں باب الرحمہ کی پچھلی طرف قرآن کریم کا درس بھی دیتے رہے۔کلیۃ الشریعہ کا کورس امتیازی نمبروں میں پاس کیا جس کی اختتامی تقریب میں مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندوی بحیثیت صدر جلسہ شریک ہوئے۔اوراس میں صاحب تذکرہ کوایک ہزار سعودی ریال کی خطیر رقم بطور انعام دی گئی۔ پھر سعودی حکومت کی طرف سے مرکز الدعوۃ میں دبئی کے رکن کے طور پر دبئی میں متعین کر دیا گیاجہاں تقریباً 35 سال قرآن وحدیث کی خدمت میں گزارے۔

مولانا موصوف نے قرآن کریم کی تین تفاسیر مرتب کیں جن کی تفصیل یہ ہے:

ا۔زبدۃ البیان المعروف تفسیر مدنی الصغیر۔

یہ ایک، ہزار صفحات پر مشتمل ہے جس میں ترجمہ وحواشی نقل کیے گئے ہیں۔ یہ گزشتہ 15 سال سے شائع شدہ ہے۔ یہ کشمیر کی تاریخ میں شائع شدہ پہلی تفسیر ہے جس کے لکھنے والے کا تعلق کشمیر سے ہے۔۲۔عمدۃ البیان المعروف تفسیر مدنی الکبیر

یہ سات جلدوں پر مشتمل تفسیر ہے جس کا نیا ایڈیشن 12 جلدوں میں ہے جو نوشہرہ القاسم اکیڈمی کی طرف سے شائع کیا جارہا ہے۔۳۔اوجز البیان المعروف مدنی حمائل یہ جیبی سائز میں ہے جو کہ زیر ترتیب ہے۔

علاوہ ازیں مولانا موصوف کی 3 درجن کے لگ بھگ عربی اردو میں مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتب ہیں

مفسر قرآن علامہ عبدالعزیز شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

بروایت مولانا محمد قاسم نقشبندی مدظلہ

جنہوں نے علامہ غلام رسول پونٹوی (سیبویہ نحو) سے تعلیم حاصل کی۔اس کے بعد بہاولپور گھلواں میں حضرت حافظ کریم بخش صاحب نور اللہ مرقدہ کے ہاں عرصہ دس سال تک درس قرآن وتدریس کے سلسلہ مین مشغول رہے۔اس کے بعد خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہ اللہ کی جامع مسجد میں درس قرآن وتدریس دیتے رہے۔اس کے بعد آپ نے اپنے ایک ادارہ جامعہ عزیز العلوم شجاع آباد میں درس نظامی و دورہ تفسیر

Marfat.com

پڑھاتے رہے۔ پورے ملک میں مختلف شہروں میں حضرت نے 45 سال دورہ تفسیر پڑھایا اس کے بعد احمد پور شرقیہ کی جماعت نے حضرت کو احمد پور میں درس قرآن دینے کے لئے درخواست کی۔ جس کو حضرت نے قبول فرمالیا اور حضرت نے احمد پور میں 22 سال کے عرصہ میں مکمل قرآن پاک کا درس دیا۔ جس کا انتظام وانصرام مولانا محمد قاسم قاسمی نقشبندی مدظلہ جو حضرت کے خاص شاگرد ہیں انہوں نے انجام دیا۔ اسی دوران آپ پشاور ترنگ زئی کے علاقہ میں مفسر قرآن حضرت علامہ شمس الحق افغانی نور اللہ مرقدہ کے پاس حاضر ہوئے وہاں سے حضرت افغانی نے دستار بندی اور چاروں سلسلوں میں خلافت سے نوازا۔ اور خصوصاً نقشبندی سلسلہ کو چلانے کے لئے حکم فرمایا۔

حضرت کی تالیفات میں نماز کامل' اور سورہ فاتحہ پر فاتحۃ الالطاف' کتاب اور حیات الانبیاءؑ پر آپ کی بہترین مفصل ومدلل کتاب دعوۃ الانصاف فی حیات جامع الاوصاف ہے اور کلید قرآن کے نام سے ایک تفسیر لکھی جو کہ عنقریب منظر عام پر آجائے گی۔

مولانا محمد صادق صاحب مدظلہ

اس عظیم ومبارک تفسیر کے روح رواں اور صاحب دل وصاحب قلم حضرت مولانا محمد صادق صاحب مدظلہ اور جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی کے مہتمم ورفقاء کرام ہیں۔

یہ تفسیر ابھی تک مکمل شائع نہیں ہوئی لیکن جس قدر حصہ شائع ہو چکا ہے وہ مرتبین وناشرین کے اعلیٰ ذوق کی عکاسی کرتا ہے۔ مکمل جلد کے صفحات دیدہ زیب تین رنگہ طباعت اور اعلیٰ کاغذ پر ہیں۔ جس میں مکمل قرآن متن واضح انداز میں دے کر نیچے ترجمہ دیا گیا ہے اور الفاظ کے معانی وابتدائی تشریحات کے بعد عام فہم تفسیر نقل کی گئی ہے۔ اور تاریخ ارض القرآن کے حوالہ سے مقدس ومترک مقامات کی متعدد جگہ بیسیوں رنگین تصاویر بھی جا بجا ملحق کردی گئی ہیں جنہوں نے اس تفسیر کو جدید اور اقرب الی الفہم بنا دیا ہے۔ ہر جگہ تفسیری اقوال کے مستند مآخذ کی حواشی میں نشاندہی کردی گئی ہے جس سے یہ تفسیر مزید مستند ومستحکم ہوگئی ہے۔

Marfat.com

مفسر قرآن مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہ

حضرت مولانا اپنے حالات زندگی کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں:

ناچیز محمد اسلم شیخوپوری تقریباً 1958ء میں سانگلہ ہل کے قریب چک نمبر 116 ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوا۔ والد محترم کاشتکار تھے انہوں نے دنیاوی تعلیم تو کچھ نہ کچھ حاصل کی تھی۔ مگر ماحول نہ ملنے کی وجہ سے دینی تعلیم سے محروم رہے۔ میری عمر تقریباً ساڑھے تین برس تھی کہ فالج کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہو گیا۔

ابتداء میں مجھے قریبی سکول میں داخل کیا گیا وہاں تین جماعتیں پڑھی تھیں کہ سکول سے اٹھا کر حفظ قرآن میں لگا دیا گیا۔ میرے ساتھ گاؤں کے چند بچے اور بھی تھے۔ لیکن تکمیل حفظ کی سعادت صرف مجھے حاصل ہوئی۔ میں اپنے خاندان بلکہ اہل علاقہ کا پہلا حافظ قرآن ہوں۔

تکمیل حفظ کے بعد چند مہینے جامعہ مسجد امن اہل سنت والجماعت باغبان پورہ لاہور حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں رہا۔ اس کے بعد چند ابتدائی کتب جامعہ ربانیہ سمندری میں پڑھیں۔ مختصر وقت کے لئے جامعہ قاسمیہ فیصل آباد میں بھی رہا۔ پھر میرے بعض عزیزوں نے مجھے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں داخل کرا دیا۔ یہاں ثالثہ سے سابعہ تک کے درجات درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔ درجہ سابعہ کا آغاز ہی ہوا تھا کہ محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا۔ میں اگلے سال نصرۃ العلوم گوجرانوالہ چلا آیا۔ یہاں امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ جو کہ شیخ الحدیث بھی تھے اور شیخ التفسیر بھی۔ وہاں دورہ حدیث اور دورہ تفسیر کی تکمیل کی۔

فراغت کے بعد ایک سال اپنے آبائی گاؤں میں رہا اور اصلاح احوال کی کوشش کرتا رہا۔ بعض اہل بدعت کی شدید مخالفت کی وجہ سے گاؤں چھوڑنے پر مجبور ہوا تو جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی چلا آیا جس کے مہتمم میرے ہم درس تھے۔ تقریباً 19 برس تک اسی ادارہ میں اعدادیہ سے دورہ حدیث تک مختلف اسباق پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ پھر بعض وجوہ کی بناء پر وہاں سے استعفیٰ دے دیا۔ اور اپنے زیادہ اوقات درس قرآن اور تفسیر قرآن

Marfat.com

کے لئے وقف کردیئے۔اسی سلسلہ میں جامعۃ الرشید میں بھی دوتین سال رہنے کا موقع ملا۔ اوروہاں سے جاری شدہ ہفت روزہ ضرب مومن میں لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا جو کہ دس سال سے بلاانقطاع جاری ہے۔مختلف موضوعات پر میری چھوٹی بڑی سولہ سترہ کتب شائع ہوچکی ہیں۔درس قرآن میرا ذوق بھی ہے اور زندگی کا سب سے بڑا مشن بھی۔یوں تو گاؤں سے لے کر کراچی تک کئی جگہ درس دینے کا موقع ملا مگر سب سے زیادہ مقبولیت اس حلقہ درس کو حاصل ہوئی جو کہ آج سے تقریباً 9 سال پہلے مدنی مسجد نارتھ ناظم آباد این بلاک میں شروع کیا گیا۔اس درس قرآن کی مناسبت سے انٹرنیٹ پر درس قرآن ڈاٹ کام کے نام سے ایک ویب سائیٹ بھی بنائی گئی جسے موضوعات کی وسعت کی وجہ سے بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی۔اب تک اس ہفتہ وار درس میں 17 پارے مکمل ہوچکے ہیں۔دارالعلوم کراچی کے ایک فاضل انہیں کیسٹ سے نقل کرنے کا کام کررہے ہیں۔

تسہیل البیان کے نام سے ایک تفسیر زیر ترتیب ہے جس کی چار جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔ جن میں ساڑھے تیرہ پارے مکمل ہوئے ہیں امید ہے کہ یہ تفسیر 9 جلدوں میں مکمل ہوگی۔

اس تفسیر کے علاوہ قرآن کریم کے حوالہ سے چار اور کتب بھی لکھنے کا موقع ملا۔

۱۔تفہیمات برائے حفاظ وحافظات۔ ۲۔عشاق قرآن کے ایمان افروز واقعات

۳۔درس قرآن وحدیث۔ ۴۔ خلاصۃ القرآن جس کا جنوبی افریقہ سے انگریزی میں ترجمہ ہوکر پوری دنیا میں عام ہوچکا ہے۔

Marfat.com

حصہ دوم

اسلامی تاریخ سے نامور
محدثین کرام اور محدثات
کا مبارک تذکرہ

Marfat.com

امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ

(ولادت ۱۹۴ھ، وفات ۲۵۶ھ، عمر باسٹھ سال)

اسم مبارک

امیر المومنین فی الحدیث الشیخ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ بن بردز بۃ الجعفی رحمۃ اللہ علیہ۔

سن پیدائش وابتدائی حالات

امام بخاریؒ ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو بعد نماز جمعہ پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد کا انتقال آپ کی صغرسنی ہی میں ہوگیا تھا لہذا اپنی والدہ محترمہ کی تربیت ونگرانی میں ابتدائی تعلیم حاصل کی، پھر اپنی والدہ اور بڑے بھائی کے ساتھ حج کو تشریف لے گئے اور مکہ معظمہ میں قیام کر کے تحصیل علم میں مشغول ہوئے۔

مشہور ہے کہ امام بخاری کی بینائی چھوٹی عمر میں زائل ہوگئی تھی، آپ کی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا، فرمایا ”خدا نے تمہاری دعاؤں کی وجہ سے بیٹے کی بینائی واپس کردی ہے“ امام بخاری صبح کو اٹھے تو بینا تھے۔

علمی شغف ومطالعہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب میں ۱۶ سال کی عمر میں داخل ہوا تو میں نے ابن مبارک اور وکیع کی کتابیں یاد کرلی تھیں اور ان لوگوں کے (یعنی علماء عراق کے) علم

Marfat.com

سے واقف ہو گیا تھا، پھر میں اپنی والدہ اور بھائی کے ساتھ حج کے لئے گیا، حافظ ابن حجر نے لکھا کہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ امام بخاری نے سب سے پہلا سفر ۲۱۰ھ میں کیا، اور اگر وہ ابتداء تعلیم کے وقت ہی سفر کر لیتے تو اپنے دوسرے معاصرین کی طرح وہ بھی طبقہ عالیہ کے لوگوں کو پالیتے اور حافظ حدیث عبدالرزاق کا زمانہ ان کو مل بھی گیا تھا اور امام بخاری نے ارادہ بھی کیا تھا کہ ان کے پاس یمن جا کر استفادہ کریں، مگر ان سے کہا گیا کہ شیخ مذکور کا انتقال ہو گیا ہے، اس لئے وہ یمن نہ گئے، اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ اس وقت زندہ تھے۔

چنانچہ امام بخاریؒ ان سے بالواسطہ روایت کرتے ہیں۔

تصنیف کا آغاز

امام بخاریؒ ہی نے کہا ہے کہ اٹھارہویں سال میں، میں نے ''قضایا الصحابۃ والتابعین'' تصنیف کی پھر ''تاریخ کبیر'' اسی ماہ میں مدینہ منورہ میں روضۂ مطہرہ کے قریب بیٹھ کر تصنیف کی۔

امام بخاریؒ نے فرمایا کہ میں شام، مصر اور جزیرہ دو بار گیا ہوں اور بصرہ چار مرتبہ، حجاز میں چھ سال اقامت کی اور اس کو شمار نہیں کر سکتا کہ کتنی بار کوفہ اور بغداد گیا ہوں۔

علم حدیث وفقہ کے لئے اسفار

امام بخاری تحصیل علم وحدیث وفقہ کے لئے مختلف دور دراز شہروں میں پہنچے ہیں اور بڑے بڑے محدثین وفقہا سے علم حاصل کیا ہے، بلخ گئے اور مکی بن ابراہیم کے شاگرد ہوئے جو امام اعظمؒ کے تلمیذ خاص تھے، ان سے گیارہ ۱۱ احادیث ثلاثی امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہیں، بغداد میں معلی بن منصور کے شاگرد ہوئے جو بقول امام احمدؒ، امام صاحبؒ، امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ کے اصحاب وتلامیذ سے تھے، امام یحییٰ بن سعید القطان (تلمیذ امام اعظمؒ) کے تلمیذ خاص امام احمد اور علی بن المدینی کے شاگرد ہوئے۔

بصرہ پہنچ کر ابو عاصم النبیل الضحاک کے شاگرد ہوئے، جن سے امام بخاریؒ نے چھ روایات اعلیٰ درجہ کی روایت کی ہیں، جو ''ثلاثیات'' کہلاتی ہیں، یہ ابو عاصم بھی امام صاحبؒ

Marfat.com

کے تلمیذ خاص بلکہ شرکاء تدوین فقہ حنفی میں سے ہیں۔

ان کے علاوہ تین ثلاثیات امام بخاریؒ نے محمد بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہیں جو بتصریح خطیب بغدادی امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ کے تلمیذ اور حنفی تھے۔

امام بخاری کے اساتذہ

غرض امام بخاریؒ نے بڑے بڑے علمی مرکزوں کے اکابر شیوخ حدیث اور جلیل القدر فقہاء سے استفادہ کیا اور امام بخاریؒ کے شیوخ اور شیوخ مشائخ میں بڑی کثرت علماء احناف کی ہے اور آپ نے خود اپنے اساتذہ کی تعداد دس سواسی بیان کی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ وہ سب اصحاب حدیث تھے (اس سے بہت سے حنفی شیوخ کو بھی سند حدیث مل گئی، والحمدللہ) آپ کے بڑے بڑے اساتذہ، اسحٰق بن راہویہ (تلمیذ ابن مبارک تلمیذ الامام الاعظم) علی بن المدینی (تلمیذ یحییٰ القطان تلمیذ الامام) امام احمد (تلمیذ امام ابی یوسف) یحییٰ بن معین حنفیؒ (تلمیذ امام محمدؒ) اور حمیدی شافعی تھے۔

علم حدیث وفقہ امام بخاریؒ کی نظر میں

امام بخاریؒ نے اپنے تلامذہ کو وسعت علوم حدیث اور شرائط تحصیل علم حدیث وغیرہ کے بارے میں قیمتی معلومات دی ہیں اور اکثر علم حدیث کی مشکلات اور اس کے حاصل کرنے میں لاحق ہونے والی پریشانیاں بیان کیا کرتے تھے، اس سلسلہ میں اربع مع اربع کا ربع مع اربع مثل اربع فی اربع والی تقریر بخاری بہت دلچسپ اور اہل علم کے لئے قابل مطالعہ ہے، حضرت شیخ الحدیث دام ظلہم نے مقدمہ اوجز میں پوری ذکر فرمادی ہے اور تلامذہ سے فرمادیا کرتے تھے کہ اگر تم ان سب مشقتوں اور پریشانیوں کو برداشت نہیں کرسکتے تو علم حدیث کی تحصیل کا خیال دماغ سے نکال دو اور فقہ حاصل کرو، کیونکہ تم اس کو گھر میں بیٹھ کر بھی حاصل کرسکتے ہو، اس میں نہ تمہیں بڑے طول طویل سفروں کی ضرورت ہوگی، نہ سمندروں کو پار کرنے کی اور باوجود اس کے فقیہ کا ثواب بھی آخرت میں محدث سے کم نہیں ہے اور نہ اس کا اعزاز محدث سے کم ہے کیونکہ وہ بھی حدیث شریف کا ہی ثمرہ ہے۔

Marfat.com

سبب تالیف جامع صحیح

جامع صحیح کی تصنیف کا سبب امیر المومنین فی الحدیث اسحٰق بن راہویہ ہوئے جو امام بخاریؒ کے اکابر اساتذہ میں سے ہیں، انہوں نے ایک بار تمنا ظاہر فرمائی کہ کوئی صحیح احادیث کا مختصر مجموعہ مرتب ہو جائے، امام بخاری بھی اس مجلس میں موجود تھے، خدا نے ان کے دل میں اس کا داعیہ پیدا کیا اور اس اہم و مہتم بالشان کام کی توفیق بھی مرحمت فرمادی جس سے یہ شاندار اور بے نظیر مجموعہ احادیث صحیحہ کا ظہور پذیر ہوا، یہ اسحٰق بن راہویہ بواسطۂ ابن مبارک امام اعظمؒ کے تلمیذ ہیں۔

امام بخاریؒ کا بے نظیر حافظہ

آپ کو بچپن سے ہی احادیث یاد کرنے کا شوق تھا، چنانچہ دس سال کی عمر میں یہ حالت تھی کہ مکتب میں جس جگہ کوئی حدیث سنتے فوراً اس کو یاد کر لیتے تھے۔

بخارا میں اس وقت داخلی مشہور محدث تھے، امام بخاری نے ان کے پاس آمد و رفت شروع کی، ایک روز داخلی لوگوں کو احادیث سنا رہے تھے، ان کی زبان سے ایک حدیث کی سند اس طرح نکلی کہ سفیان نے ابوالزبیر سے انہوں نے ابراہیم سے روایت کی، بخاری فوراً بول پڑے کہ حضرت ابوالزبیر تو ابراہیم سے روایت نہیں کرتے، داخلی نے مکان پر اصل یادداشتوں سے مراجعت کی تو غلطی واقع نکلی، واپس آ کر امام بخاری کو بلایا اور پوچھا کہ صحیح کس طرح ہے؟ تو انہوں نے فرمایا سفیان زبیر بن عدی سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں، داخلی نے کہا تم صحیح کہتے ہو، سند اسی طرح ہے۔

مشہور ہے کہ یہ واقعہ امام بخاری کی گیارہ سال کی عمر کا ہے، ایسا ہی ایک واقعہ حاشد بن اسماعیل نے بیان کیا کہ امام بخاریؒ میرے ہمراہ شیوخ کی خدمت میں آمد و رفت رکھتے تھے، ہم لوگ شیخ کی بیان کی ہوئی احادیث لکھا کرتے تھے، مگر امام بخاریؒ کچھ نہ لکھتے تھے، ہم لوگ ان پر اعتراض کرتے تھے کہ جب آپ لکھتے نہیں تو درس میں شرکت سے کیا فائدہ؟ پندرہ یا سولہ روز کے بعد امام بخاری نے کہا کہ تم لوگوں نے مجھے بہت تنگ کر دیا، اچھا آج میری یادداشت

Marfat.com

سے اپنے نوشتوں کا مقابلہ کرو، حاشد کہتے ہیں کہ ہم نے اس وقت تک پندرہ ہزار حدیثیں لکھ لی تھیں، بخاریؒ نے وہ سب ہی ہمیں اپنی یاد سے سنا دیں، جس سے ہم کو حیرت ہوئی۔

تالیفات امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۔ قضایا الصحابۃ والتابعین

سب سے پہلی تصنیف جو ۲۱۲ھ میں ''تاریخ کبیر'' سے پہلے لکھی ہے (غیر مطبوعہ) کتاب کا موضوع ومواد نام سے ظاہر ہے۔

۲۔ التاریخ الکبیر

مسجد نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیات) میں چاند کی روشنی میں لکھی، ترتیب حروف تہجی سے ہے، امام بخاری کے شیخ امام اسحٰق بن راہویہ (تلمیذ ابن مبارک تلمیذ الامام الاعظم) نے اس کتاب کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے امیر عبداللہ بن طاہر خراسانی سے فرمایا تھا کہ لیجئے! آپ کو جادو دکھاؤں۔

کتاب مذکور موٹے ٹائپ حروف سے آٹھ جزو میں تقسیم ہو کر دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن سے شائع ہو گئی ہے، راقم الحروف نے اس کا مطالعہ کیا ہے لیکن اس کے ''جادو'' ہونے کا معمہ تاایں دم لاینحل ہے، ہوسکتا ہے کہ امام بخاری کی موجودگی میں یہ جملہ ان کو خوش کرنے کو کہا ہو یا غیر موجودگی میں تنقید کے طور پر کیونکہ تاریخی اعتبار سے اور خصوصاً امام بخاری کے علمی تبحر و وسعت معلومات سے جو توقع قائم ہوسکتی ہے، وہ اس سے پوری نہیں ہوتی۔

جو کچھ انہوں نے رجال میں لکھا ہے، اس سے کہیں زیادہ بعد کے علماء، حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر وغیرہ نے لکھا ہے، مثلاً حفص بن غیاث بن طلق نخعی کے ذکر میں امام بخاریؒ نے صرف اتنا لکھا کہ کوفہ کے قاضی تھے، اعمش سے روایت حدیث کی، محمد بن المثنیٰ نے کہا کہ ۱۹۶ھ میں وفات ہوئی، ان سے ان کے بیٹے نے روایت کی (ص ۳۶۷ ج ۱)

اور ان ہی حفظ کے تذکرہ تہذیب التہذیب میں دیکھئے تو کافی طویل ہے، بڑے پایہ

Marfat.com

کے عالم ومحدث تھے، کئی جگہ قاضی رہے، امام اعمش کے سوا دوسرے بہت سے جلیل القدر شیوخ سے روایت کی اوران سے آپ کے صاحبزادے عمر کے سوا، ۲ امام احمد (استاذ امام بخاری) ۳ یحیی بن معین، ۴ علی بن المدینی (شیخ امام اعظم بخاری، ۵ یحییٰ القطان (شیخ علی بن المدینی) جیسے شیوخ حدیث اورایک بڑی جماعت محدثین کبار نے روایت حدیث کی ہے۔

پھر تہذیب ہی میں ان کے نام کے ساتھ صحاح ستہ کا نشان بھی لگا ہوا ہے، یعنی بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ سب ہی نے ان سے روایت کی ہے، اس کے علاوہ دوسرے حالات ومناقب بھی ذکر کئے ہیں، حالانکہ تہذیب خود خلاصہ تہذیب الکمال مزی ہے اور مزی نے اس کو الکمال مقدسی سے خلاصہ کیا ہے۔

اس سے اندازہ کیجئے کہ ان اکابر کے حالات خود مقدسی ومزی نے کس قدر تفصیل سے لکھے ہونگے اور یہ بھی خیال کیجئے کہ جس قدر حالات طرب زمانہ کی وجہ سے امام بخاریؒ کو ان حضرات سے مل سکتے تھے وہ کئی سو برس بعد کے مؤلفین کو نہیں مل سکتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ راقم الحروف نے بڑے ہی اشتیاق کے ساتھ امام موصوف کی تاریخ مذکور کا مطالعہ شروع کیا، نہ معلوم کتنی زائد اورنئی معلومات حاصل ہوں گی مگر پہلے قدم پر تو اس سے بڑی مایوسی ہوئی کہ امام موصوف نے اپنی خاص ناراضگی اور تعصب کی وجہ سے سینکڑوں اکابر حنفیہ کا ذکر ہی اپنی تاریخ میں نہیں کیا پھر جن حضرات کا ذکر کیا تو اس شان سے کہ اس سے زیادہ اختصار غالباً ممکن ہی نہ تھا، اوپر کی مثال پیش ہے اور پوری ''تاریخ کبیر'' پڑھ کر شاید آپ بھی اس کو امام اسحٰق کے ہمزبان ہو کر سحر ہی کہنے پر مجبور ہونگے، اس تاریخ کبیر میں امام بخاری نے اپنے استاذ الاساتذہ اور امام الآئمہ ابوحنیفہؒ کے بارے میں جو کلمات تحریر فرمائے ہیں وہ بھی پڑھ لیجئے، ارشاد ہوا کہ:

''امام صاحب مرجئی تھے، لوگوں نے ان سے، ان[1] کی رائے سے اور ان کی حدیث سے سکوت اختیار کیا''۔

یعنی ان کے ذاتی حالات، ان کی رائے اور ان کی حدیث میں سے کوئی چیز آگے بڑھانے کے لائق نہیں سمجھی گئی، اب ایسا کرنے والے یا سمجھنے والے کون لوگ تھے؟ ایسے اکابر

Marfat.com

کی پہیلیوں کو بوجھنا میرے جیسے طفل مکتب کے لئے بہت دشوار ہے، اس لئے اپنے زمانہ کے محقق کبیر، ناقد بصیر، انور شاہ ثانی علامہ کوثری کی ''تانیب الخطیب'' سے مدد لے کر عرض کرتا ہوں تا کہ ناظرین مستفید ہوں، علامہ موصوف کے بارے میں اتنا عرض کردوں کہ خطیب کا رد بے مثل اور نہایت بے جھجک لکھا ہے، دوسرے معاندین و متعصبین کے خلاف بھی محققانہ انداز میں اتنا لکھ گئے کہ مظلوم حنفیت کی طرف سے مدافعت کا بڑی حد تک حق ادا کر دیا مگر زمانہ قیام مصر میں بھی بیسیوں ملاقاتوں کے باوجود امام بخاری کی شان میں ایک کلمہ نہیں سنا اور ان کے محتاط قلم سے بھی شاید اسی ایک جگہ کے سوا، جس کی نقل آگے آرہی ہے، امام صاحب موصوف کے بارے میں کچھ نہیں ہے، شاید ہمارے حضرت شاہ صاحبؒ ہی کی طرح وہ بھی آخری عمر میں صبر وضبط کی کمزوری کے باعث اس تصریح پر بادل ناخواستہ مجبور ہوئے ہوں۔

واللہ العظیم، اس وقت شب کو بارہ بجے یہ سطور لکھتے ہوئے دل بیٹھا جارہا ہے، آنکھوں میں آنسو ہیں، امام عالی مقام امیر المومنین فی الحدیث کی تالیف جلیل صحیح بخاری کے احسان عظیم سے گردن جھکی ہوئی ہے، قلم آگے لکھنے سے رک رہا ہے، مگر پھر امام اعظم کے مرتبت عالیہ کو بھی سوچتا ہوں جن کے حالات تفصیل سے پہلے ذکر ہو چکے ہیں کون اور کیسے یقین کرے گا کہ ایسا جلیل القدر محدث ایسے امام اعظم کے بارے میں کسی غلط فہمی یا کاوش و حسد کی وجہ سے ایسی تند و تیز تنقید کر سکتا ہے، جو اوپر ذکر ہوئی ہے یا اس سے بھی زیادہ سخت تاریخ صغیر وغیرہ سے آئندہ نقل ہوگی، اب علامہ کوثری کا تبصرہ ملاحظہ ہو:

''(۱) امام بخاریؒ کا یہ قول مذکور ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کی طرف اشارہ ہو جو امام صاحبؒ کے مسلک حق کے خلاف باطل عقیدہ رکھنے والے اور آپ سے اعراض کرنے والے تھے، کیونکہ امام صاحب کا ارجاء تو مطابق عقیدہ اہل سنت تھا اور اس کے خلاف عقیدہ خوارجہ یا معتزلہ کا تھا۔

(۲) امام صاحب کے مناقب و مدائح ذکر کرنے سے سکوت کرنے والے امام صاحب کے زمانہ کے وہ لوگ ہوں گے جو بے تحقیق سادہ لوح سے ہر گری پڑی روایت چلتی کرنے کے عادی تھے اور ایسے لوگوں کی باتوں سے امام صاحبؒ کی شخصیت پر کوئی اثر بھی نہیں پڑتا، اس لئے کہ امام صاحبؒ کے فقہی علوم، مشرق سے مغرب تک پھیل چکے تھے، حتیٰ

Marfat.com

کہ اگر بالفرض ان کی ساری کتابیں بھی صفحہ وجود سے معدوم کردی جاتیں تو ان کے مسائل مخالفین کی کتابوں میں بھی درج ہو کر بقائے دوام حاصل کر چکے تھے۔

(۴) اگر یہ سب کچھ نہیں بلکہ امام بخاری اپنے ہی خیالات کی ترجمانی کررہے ہیں تو پھر یہ کہنا پڑے گا کہ وہ علم ویقین کی شاہراہ چھوڑ کر ظن وتخمین کی پگڈنڈی پر چلے گئے اور انہوں نے یہ بات بھی بھلادی کہ ان کی ابتدائی تعلیمی نشونما امام ابو حفص کبیر بخاری (تلمیذ امام اعظم) کے حلقہ درس کی رہین منت ہے، اور شاید اہل نیشاپور و بخاری سے جوان کو روحانی وجسمانی تکالیف پہنچیں اور ابتلاعات پیش آئیں، ان کا معنوی سبب یہی تھا کہ انہوں نے اپنے علمی محسنین اور شیوخ الشیوخ کی شان میں احتیاط سے کام نہ لیا، جو خود ان کی شان کے بھی مناسب نہ تھا، حق تعالیٰ ہم سے اور ان سے مسامحت کا معاملہ فرمائے۔آمین"۔

"تاریخ اوسط میں بھی اسی طریقہ پر راہ مستقیم ومعتدل سے الگ راہ اختیار کی ہے اور سب سے زیادہ عجیب امر یہ ہے کہ امام بخاری کے یہاں کسی جز کو قبول کرنے کے واسطے انقطاع سند، عدم ضبط، تہمت کذب، جہالت عین، جہالت وصف اور بدعت وغیرہ سے راویوں کا بے داغ ہونا بہت ضروری ولازمی ہے (یہی وجہ ہے کہ جن رواۃ بخاری پر ان باتوں میں سے کوئی الزام آیا ہے تو حافظ ابن حجر نے خاص طور سے اس کی مدافعت کی ہے)

لیکن ان سب شرائط واحکام کی پابندی امام اعظمؒ کے بارے میں بالکلیہ ختم ہوجاتی ہے، اور باوجود تمام نقائص وعلل کے امام صاحب کے بارے میں کذابین ووضاعین کی روایات کے قبول ونقول ونشر کا سلسلہ جائز رکھا جاتا ہے، اتنے بڑے امام الآئمہ کے حق میں جن کو ہر دور کے دوثلث افراد امت نے اپنے دین میں امین وامام یقین کیا (خواہ بھولے بھالے، ناواقف، جاہل کچھ ہی افترا و بہتان گھڑتے رہے ہوں) اللہ تعالیٰ ہم سب کو متابعت ہوائے نفسانی سے محفوظ رکھے) امام بخاری جیسے جلیل القدر امام کو محتاط رہنا زیادہ موزوں تھا۔

اسی کے ساتھ محدث کوثری نے تاریخ صغیر کا بھی ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ:

(۱) امام بخاری نے تاریخ صغیر میں تحریر فرمایا کہ میں نے اسماعیل بن عرعرہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ "جہم کی ایک عورت ہمارے یہاں

Marfat.com

آئی اور ہماری عورتوں کی اتالیق رہی''۔

کوثری صاحب نے چند سطور پہلے یہی روایت تاریخ خطیب سے بھی نقل کی ہے اور اس کے رجال سند پر بحث کر کے بتلایا ہے کہ اس کے راوی خود امام بخاری، نسائی، ابو حاتم وغیرہ کے قول سے غیر ثقہ ہیں، پھر امام صاحب کے زمانہ سے بہت بعد کے ہیں، اس لئے انقطاع بھی ہے، یہی صورت خود اس امام بخاری والی روایت مذکورہ بالا میں بھی ہے کہ اسماعیل بن عرعرہ زمانہ بعد کے ہیں، امام صاحب سے وہ خود نہیں سن سکتے تھے (پھر کیسے کہہ دیا کہ میں نے امام صاحب سے سنا، گویا ابتداء ہی جھوٹ سے ہے، لیکن امام بخاریؒ نے ایسی روایت کو آگے چلا دیا) پھر یہ اسماعیل بن عرعرہ مجہول الصفت ہیں، کسی تاریخ میں ان کا ذکر خیر نہیں، حتیٰ کہ خود امام بخاریؒ نے بھی اپنی تاریخ کبیر میں اس کا ذکر نہیں کیا جب کہ اسی سے یہ خبر مقطوع روایت بھی کر رہے ہیں۔

البتہ ان کا ذکر عبداللہ بن احمد کی کتاب السنۃ میں ضرور ہے، جس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بصری تھے، عباس بن عبدالعظیم عنبری کے معاصر تھے اور اتنی بات سے ان کی معرفت ناقص ہے جب کہ اصحاب صحاح ستہ میں سے کسی نے بھی ان سے کوئی روایت نہیں لی اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ جہم کی ایک عورت نے کوفہ میں آ کر کوفہ کی عورتوں کی اتالیقی کی بھی تو اس سے امام صاحب کی علمی شخصیت پر کیا اثر پڑ سکتا ہے، اعتراض تو جب صحیح ہوتا کہ وہ عورت جہم بن صفوان کے عقائد پھیلاتی ہو اور امام صاحب نے یہ اعتراف کیا ہو کہ کوفہ کی یا امام صاحب کے گھر کی عورتیں اس کے غلط عقائد و خیالات کو قبول کرتی تھیں، حالانکہ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں۔

(۲) دوسری روایت امام بخاری نے اپنے شیخ حمیدی سے نقل کی ہے وہ اس طرح کہ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ میں نے حمیدی سے سنا کہ امام صاحبؒ نے فرمایا: میں مکہ معظمہ حاضر ہوا تو حجام سے تین سنتیں اپنے پیارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاصل کیں، جب میں اس کے سامنے بیٹھنے لگا تو کہا قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھئے، پھر اس نے میرے سر کے داہنے حصہ سے حلق شروع کیا، اور سر کی دونوں ہڈیوں تک پہنچایا۔

Marfat.com

اس کو بیان کر کے حمیدی نے کہا کہ دیکھو! ایک ایسا شخص جس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی سنتیں مناسک وغیر مناسک کی بھی معلوم نہیں کس طرح خدا کے احکام وراثت، فرائض، زکوٰۃ، نماز اور دوسرے اسلامی امور میں لوگوں کا مقلد و پیشوا بن گیا ہے۔ (تاریخ صغیر طبع الہ آباد ص ۱۵۸)

نہایت افسوس ہے کہ ایسی خلاف درایت و تحقیق بات امام صاحب کے بارے میں حمیدی نے کہی اور امام بخاری نے نقل بھی کر دی کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ جس امام ہمام نے اپنی سرکردگی میں ساڑھے بارہ لاکھ مسائل و احکام شریعت مدون کرائے اور شورائی طرز سے کرائے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے عاجز ہے وہ علم سے ایسا بے بہرہ تھا جیسا حمیدی نے سمجھایا، پھر امام بخاریؒ کے علم و فضل، تبحر و وسعت معلومات میں تو ہمیں ذرہ بھر بھی شک وشبہ نہیں، بڑی ہی حیرت ہے کہ انہوں نے ایسی غلط بات کیسے نقل کر دی۔

محدث کوثری نے فرمایا کہ اس روایت میں بھی انقطاع کی علت موجود ہے کیونکہ ان کا زمانہ امام صاحب کے زمانہ سے متاخر ہے، ظاہر ہے کہ انہوں نے خود نہیں سنا اور درمیانی واسطہ کو بتلایا نہیں، (شیخ حمیدی کی وفات ۲۱۹ھ کی ہے)

دوسرے یہ روایت بالفرض صحیح بھی ہو تو ہو سکتا ہے کہ یہ امام صاحب کے ابتدائی دور کا واقعہ ہو اس لئے کہ آپ نے پچپن حج کئے ہیں اور یوں بھی حج کے مسائل اس قدر دقیق ہیں کہ اچھے اچھے فاضل علماء ان میں چکرا جاتے ہیں، مناسک پر مستقل کتابیں ضخیم ضخیم لکھی گئی ہیں بلکہ محدثین و فقہاء کے مناقب میں مناسک حج کی واقفیت کو پیش کیا جاتا ہے مگر پھر بھی پورے مطالعہ کے بعد علماء عاجز ہو جاتے ہیں، گزشتہ سال ۱۳۷۹ھ کے حج میں منیٰ سے بارہویں ۱۲ ذی الحجہ کو شام کے وقت واپسی ہونے لگی تو راقم الحروف نے ساتھیوں سے عرض کیا کہ غروب سے قبل منیٰ سے نکل جانا چاہئے ورنہ حنفیہ کے ایک قول پر دم لازم ہو جائے گا لیکن ایک بڑے جید عالم صاحب مجھ سے جھگڑنے لگے اور کہا کہ ہم نے آج تک یہ مسئلہ نہیں دیکھا، ان کی رائے تھی کہ مغرب کا وقت قریب ہے، منیٰ ہی میں نماز پڑھ لو اور میں کہتا تھا کہ یہاں سے نکل کر باہر پڑھیں گے تا کہ اختلافی صورت سے بھی نکل جائیں، مگر وہ صاحب کسی طرح نہ مانتے تھے

Marfat.com

میں نے کہا کہ مکہ معظمہ چل کر کتاب بھی دکھادوں گا، اب تو خواہ مخواہ دیر نہ کریں۔

پھر اما م صاحب کا یہ بڑا کمال تھا کے اتنے بڑے امام ومقتدا ہو کر اس کا اعتراف بھی کرلیا کہ میں نے حجام سے یہ تینوں سنتیں لیں اور اس سے امام صاحبؒ کا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بدرجہ غایت حریص ہونا بھی بدرجہ اتم ظاہر ہے معلوم ہوتا ہے، کسی نے صحیح کہا ہے:

ع ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبے ست

(۳) تیسری روایت سفیان (شاید سفیان ثوری) سے بطریق نعیم بن حماد تاریخ صغیر میں نقل کی ہے جن کے بارے میں کم سے کم یہ بات کہی جاتی ہے کہ وہ روایات منکرہ بیان کرتے تھے اور خاص طور سے امام صاحبؒ کے بارے میں جھوٹی حکایات گھڑ کر روایت کیا کرتے تھے، ملاحظہ ہو میزان الاعتدال للذہبی ص ۲۳۹ ج ۳) نیز نسائی، ابوداؤ داور ابوزرعہ نے بھی ان کی روایات کو بے اصل قرار دیا ہے۔

پھر سفیان بن کی طرف اس روایت کی نسبت یوں بھی خلاف درایت ہے، روایت یہ ہے کہ نعیم مذکور نے فزاری سے سنا کہ میں سفیان کے پاس تھا، اتنے میں نعمان کی خبر وفات آئی، سفیان نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے (مرگئے) اس نے اسلام کے جوڑ جوڑ پر ضرب کاری لگائی ہے، اسلام میں اس سے زیادہ کوئی بدبخت پیدا نہیں ہوا'' امام صاحب کے تذکرہ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ سفیان بن عیینہ امام اعظم کے تلمیذ رشید ہیں، ان سے حدیث کی روایت بھی کرتے ہیں، اگرچہ خطیب نے تو ایک روایت ایسی بھی معتبر ومشہور تاریخ میں نقل کردی ہے کہ سفیان بن عیینہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو امام ابوحنیفہؒ سے بھی کوئی روایت یاد ہے؟ تو فرمایا کہ نہیں ایک بھی نہیں، جس کی سند میں کریمی ومؤمل جیسے کذاب ہیں اور خطیب نے بھی یہ خیال نہ کیا کہ مسانید الامام خصوصاً مسند الحارثی میں سفیان کی روایات امام صاحب سے موجود ہیں، دنیا ایسی نقول تاریخ میں پڑھ کر کیا کہے گی یا سوچا ہوگا کہ جس طرح امام اعظم اور آپ کے سینکڑوں ہزاروں تلامذہ محدثین کے صحیح حالات ومناقب سے دنیا کو بے خبر رکھنے کی مسلسل اور بڑی حد تک کامیاب کوشش کی گئی، ایسے ہی امام صاحب کے مسانید بھی دنیا کی نظروں سے اوجھل رہیں گے مگر امت کے یہ چراغ

Marfat.com

خطیب ایسوں کی پھونکوں سے بجھنے والے نہیں تھے۔ والحمد لله والمنه۔

تاریخ کبیر میں بعض جگہ دوسروں کے تذکروں میں بھی امام بخاریؒ نے امام صاحب پر تعریض کی ہے، مثلاً سفیان ثوری کے تذکرہ میں علی بن الحسن کے واسطہ سے ابن مبارک کا قول نقل ہوا کہ ”میں نے سفیان سے زیادہ اعلم کسی کو نہیں دیکھا“۔

پھر عیدان کے واسطہ سے ابن مبارک ہی کا قول یہ ذکر کیا کہ میں جب چاہتا تھا سفیان کو نماز میں مشغول دیکھتا“ اور جب چاہتا محدث کی شان سے روایت حدیث کرتے ہوئے دیکھا اور جب چاہتا ان کو فقہ کی باریکیوں میں غور وفکر کرتے دیکھتا، اور ایک مجلس ان کی اور بھی تھی، جس میں وہ شریک ہوئے، اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھا گیا، یعنی مجلس نعمان، بصرہ میں ان کی وفات ہوئی، شعبہ اور یحییٰ قطان نے ان سے حدیث سنی۔ (تاریخ کبیر ص۹۳ ج۲ ق۲)

یہ روایت اگر صحیح ہے تو بظاہر اس زمانہ کی ہے جب ابن مبارک کو لوگ امام صاحب سے بدظن کر کے ان کے پاس جانے سے روکا کرتے تھے، ممکن ہے ان بدگمانیوں کے اثرات امام صاحب کی ابتدائی مجالس میں بھی رہے ہوں، ہر مجلس میں ایک بار درود شریف پڑھنا ضروری ہے، یہ درمیان مجلس میں پہنچے ہوں اور ان کے سامنے جتنی دیگر کسی مسئلہ پر بحث جاری رہی ہو اس میں درود شریف کا اعادہ نہ ہوا ہو، جس سے ان کو غلط فہمی ہوئی ہو ورنہ ظاہر ہے کہ امام صاحب جیسا عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس نے علویوں کو برسر اقتدار لانے کے لئے آخر تک کوششیں کیں اور جس کا سارا دن قال اللہ قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گزرتا ہو اور پوری رات تلاوت و نماز میں گزرتی ہو اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرنے کا ایسا شغف کہ جب کوئی بھی محدث عالم کوفہ سے باہر آتا تو خاص طور سے اپنے اصحاب کو بھیجتے کہ کوئی نئی حدیث ان کے پاس ہو تو سن کر آؤ، جس کے گھر کے کئی کمرے ذخیرۂ حدیث سے پر تھے، یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کی مجلس میں درود شریف نہ پڑھا گیا ہو۔

پھر اگر بات صحیح ہوتی تو معاندین و حاسدین کثرت سے نقل کرتے، غرض غالب خیال یہی ہے کہ یہ روایت خلاف درایت بے اصل اور الحاقی ہے۔ والعلم عند الله

Marfat.com

(۳) التاریخ الاوسط: یہ کتاب اب تک نہیں چھپی، شاید اس قلمی کا نسخہ جرمنی میں موجود ہے

(۴) التاریخ الصغیر: اس کتاب کی ترتیب سنین سے ہے اور بہت مختصر ہے، ان دونوں کتابوں میں بھی روایت و درایت کے اعتبار سے قابل اعتراض چیزیں ہیں، جن میں سے کچھ چیزیں ''تاریخ کبیر'' کے ذیل میں بیان ہوئیں۔

(۵) الجامع الکبیر: اس کتاب کا بھی قلمی نسخہ جرمنی میں تھا۔

(۶) خلق افعال العباد: اس میں عقائد کی بحثیں ہیں، خلق قرآن وغیرہ مسائل میں امام ذہلی کو جوابات دیئے ہیں (مطبوعہ)

(۷) المسند الکبیر: اس کا بھی قلمی نسخہ جرمنی میں بتلایا جاتا ہے۔

(۸) اسامی الصحابۃ: اس کا بھی قلمی نسخہ جرمنی میں بتلایا جاتا ہے۔

(۹) کتاب العلل: ''علل حدیث'' کے موضوع پر عمدہ کتاب ہے۔

(۱۰) کتاب الفوائد: اس کا ذکر امام ترمذی نے کتاب المناقب میں حضرت طلحہ کے مناقب میں کیا ہے۔

(۱۱) کتاب الوحدان: اس میں ان اصحابہ کرام کا ذکر ہے جن سے صرف ایک ایک حدیث مروی ہے، بعض حضرات کی رائے ہے کہ کتاب الوحدان مسلم کی ہے، بخاری کی نہیں۔

(۱۲) الادب المفرد: اخلاق نبوی پر امام بخاری کی مشہور و مقبول تالیف ہے ''جامع صحیح'' کے بعد سب سے زیادہ مفید کتاب ہے، مصر و ہند میں کئی بار طبع ہوئی، ہندوستان کے بعض مدارس میں داخل درس بھی ہے۔

(۱۳) کتاب الضعفاء الصغیر: ضعیف راویوں کے تذکرہ میں امام بخاری کا بہت مختصر، مشہور رسالہ ہے لیکن اس میں بھی عصبیت کی جھلک جا بجا موجود ہے، امام ابو یوسف ایسے ثقہ محدث وفقیہ کو متروک کہہ دیا، حالانکہ امام نسائی ایسے متشدد و متعصب نے بھی امام موصوف کو اپنی کتاب ''الضعفاء والمتروکین'' میں ثقہ کہا ہے، متروکین میں شمار نہیں کیا (جب کہ رواۃ کی جانچ پڑتال میں امام بخاری جیسے متشدد تھے)

امام بخاری نے محض رنجش وعصبیت کی وجہ سے امام ابو یوسف کو متروک کہا یعنی

Marfat.com

جس کی حدیث لوگ روایت نہ کریں، حالانکہ امام احمد اور یحییٰ بن معین جیسے آئمہ و حدیث وناقدین نے ان کی شاگردی کی اور ان کے واسطہ سے امام بخاری بھی امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں، گویا یہ ریمارک ایک تلمیذ کا اپنے استاذ الاساتذہ کے لئے ہے، ان حضرات نے امام ابو یوسف کو صاحب حدیث، صاحب سنت، مصنف فی الحدیث، ثبت واکثر حدیثا، اتبع الحدیث اور حافظ حدیث فرمایا ہے۔

ہندوستان کے مشہور اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن خان نے ''التاج المکلل'' میں لکھا کہ قاضی ابو یوسف کوفہ کے امام ابوحنیفہ کے شاگرد، فقیہ، عالم اور حافظ حدیث تھے''، پھر لکھا کہ امام احمد یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی تینوں امام ابو یوسف کے ثقہ ہونے پر متفق ہیں، جس کو ایسے اکابر محدثین ثقہ کہیں اس کو متروک الحدیث کہنا کیسے درست ہوا؟

پھر جب امام بخاری کے شیخ اعظم علی بن المدینی ان کو ثقہ کہتے ہیں تو ان کے مقابلہ میں امام بخاری کے متروک کہنے کی کیا قیمت ہے؟

بہت سے مناقب ذکر کر کے آخر میں نواب صاحب نے یہ بھی لکھا کہ امام یوسف کے اوصاف بہت ہیں اور اکثر علماء ان کی فضیلت و تعظیم کے قائل ہیں اور یہ بات محقق ہے کہ جس کے مداح زیادہ ہوں، اس کے بارے میں جارحین کی جرح مقبول نہیں ہوتی، خصوصاً جب کہ وہ جرح ہمعصروں کی طرف سے ہو اور ایسے ہی متعصبین کی جرح بھی مقبول نہیں ہے، امام بخاری اور دار قطنی وغیرہ کا شمار بھی کبار متعصبین میں سے کیا گیا ہے۔

یوسف بن خالد سمتی بصری تلمیذ خاص امام اعظم مشہور محدث وفقیہ تھے، امام صاحب کی خدمت میں برسوں رہے، امام صاحب سے چالیس ہزار مسائل مشکلہ حل کئے اور امام صاحب کی مجلس شوریٰ تدوین فقہ کے خاص رکن تھے، ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ان سے تخریج کی ہے، امام طحاوی نے کہا کہ میں نے امام مزنی شافعی سے سنا کہ یوسف بن خالد اخیار وابرار میں سے ہیں۔

لیکن امام بخاری نے شاید اسی نسبت سے ان پر بھی ''مسکوت عنہ'' کی چھاپ لگا دی ہے، اسد بن عمرو بھی اسی مجلس شوریٰ کے رکن اور فقہاء مجتہدین میں سے تھے، حنفی تھے اور امام اعظم کے تلمیذ خاص، امام احمد بن حنبل (شیخ بخاری) اور احمد بن منیع جیسے محدثین کبار کے

Marfat.com

استاذ ہیں اور امام احمد نے ان کو صدوق کہا اور ان سے روایت حدیث بھی کی، جب امام ابو یوسف کا انتقال ہوا تو ہارون رشید نے بغداد اور واسط کی قضا آپ کو سپرد کی اور اپنی صاحبزادی کا نکاح آپ سے کردیا، پھر یہ کہ امام نسائی تک نے ان کو لاباس بہ کہا، مگر امام بخاریؒ نے ان کو بھی صاحب رائے اور ضعیف کہہ کر قصہ ختم کردیا اس کتاب کو اہل حدیث حضرات نے بارہا طبع کر کے شائع کیا۔

(۱۴) کتاب المبسوط: اس کا بھی قلمی نسخہ جرمنی میں غالباً موجود ہے۔

(۱۵) الجامع الصغیر: اس کا بھی قلمی نسخہ جرمنی میں غالباً موجود ہے۔

(۱۶) کتاب الرقاق: اس کا ذکر کشف الظنون میں ہے۔

(۱۷) بر الوالدین: حافظ ابن حجر نے اسکا ذکر کیا ہے اور موجودات میں شمار کیا ہے۔

(۱۸) کتاب الاشربہ: امام دارقطنی کی ''المؤتلف والمختلف'' میں اس کا ذکر بھی ملتا ہے۔

(۱۹) کتاب الھبہ: پانچ سو احادیث کا مجموعہ بتایا جاتا ہے، بظاہر دنیا کے مشہور کتب خانوں میں کہیں وجود نہیں ہے۔

(۲۰) کتاب الکنی: علم کنی میں عمدہ کتاب ہے، امام بخاری کی تالیف میں ترتیب ہجائی نہ تھی، امام ذہبی نے اس کو مرتب و مختصر کیا اور ''المقتنی فی سرد الکنی'' نام رکھا۔

(۲۱) التفسیر الکبیر: اس کا ذکر فربری اور وراق بخاری نے کیا ہے۔

(۲۲) جزء القراءۃ خلف الامام: یہ رسالہ قرأت خلف الامام کے اثبات میں لکھا گیا ہے، چونکہ اس مسئلہ پر پوری بحث اپنے موقع پر انوار الباری میں آئے گی، اور ہم بتلائیں گے کہ دلائل کی قوت کے ساتھ ہے۔ ان شاء اللہ۔

اس لئے اس وقت کتاب مذکور کا صرف مختصر تعارف کرانا مقصود ہے، بڑے افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ اثناء بحث میں جابجا عصبیت کا رنگ موجود ہے اور جیسے اعتدال و انصاف کے ساتھ دونوں طرف کے پورے دلائل ذکر کر کے امام بخاری جیسے جلیل القدر کو محاکمہ کے طور سے کچھ لکھنا چاہئے تھا وہ صورت اختیار نہیں کی، مثلاً خود ہی ایک جگہ احناف کی ایک دلیل اذا قریٔ القران فاستمعوا لہ وانصتوا کا ذکر کرتے ہیں اور اس کے

Marfat.com

جواب میں فرماتے ہیں کہ یہاں آیت میں قرأت سے مراد وہ نماز ہے جو خطبہ کے وقت پڑھنی چاہئے، یعنی جو دیر سے نماز جمعہ کے لئے مسجد میں پہنچے کہ خطبہ ہو رہا ہو تو ضرور دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے اور نماز بغیر قرأت کے ہوتی نہیں، پس یہی نماز وقت خطبہ آیت میں مراد ہے، آگے انصات کا حکم بھی اس لئے ہے کہ خطبہ کے وقت خاموش رہنا چاہئے، پھر بہت سی احادیث خطبہ کے دوران دو رکعت پڑھنے کے جواز پر پیش کی ہیں، گویا بحث پوری ہوگئی حالانکہ یہاں دوسری بہت سی باتوں کی وضاحت بہت ضروری تھی، مثلاً

(۱) امام احمد (استاذ امام بخاری) نے اجماع ذکر کیا ہے کہ یہ آیت نماز کی قرأت میں اتری ہے اور اس پر بھی اجماع نقل کیا کہ جہر والی نماز میں مقتدی پر قرأت واجب نہیں ہے، دوسری جگہ امام احمدؒ نے فرمایا کہ یہ آیت نماز کے بارے میں اتری ہے۔

امام ابن تیمیہ نے فتاویٰ میں کہا کہ سلف سے بطور استفاضہ منقول ہے کہ یہ آیت قرأت صلوٰۃ میں اتری، اگرچہ بعض نے خطبہ میں بھی کہا ہے۔ (فصل الخطاب حضرت شاہ صاحبؒ ص ۴۴)

پھر اگر خطبہ میں بھی ہو تو چونکہ حکم عام ہے اس لئے بھی خاص مورد کا لحاظ نہیں ہوگا ورنہ امام احمد جہری نماز میں وجوب قرأت کو کس طرح ختم کر دیتے، یہ تھوڑا سا اشارہ کا ہے ورنہ خود احناف کے پاس جو دلائل ہیں ان کو دیکھ کر آپ خود فیصلہ کریں گے کہ پروپیگنڈے کی غلط مشینری کے زور سے حنفی مسلک کو کس طرح بدنام کیا گیا ہے۔

امام بخاریؒ کے متعلق حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ صحیح بخاری میں تو خاموش رہتے ہیں مگر باہر دوسرے رسائل و تصانیف جزء القرأۃ، جزء رفع الیدین وغیرہ میں تیز لسانی کرتے ہیں۔

میں نے بڑے غور سے اسی متن مذکور کی روشنی میں امام بخاری کی تاریخ، ضعفاء صغیر اور جزء القرءۃ و جزء رفع یدین وغیرہ کا مطالعہ کیا ہے حاصل مطالعہ آپ کے سامنے آئے گا۔ ان شاء اللہ۔

(۲) قرأت وانصات کی تو امام بخاریؒ نے توجیہ فرما دی لیکن استماع کی کیا صورت ہے؟ اس کا ذکر نہیں کیا، کیونکہ ظاہر ہے جو بھی خطبہ کے وقت آئے گا اور دو رکعت ادا کرے وہ قرأت سراً کرے گا، تو اس کا استماع دوسرے لوگ کیسے کریں گے، اور اگر سری قرأت کے لئے بھی استماع کا اس قدر اہتمام خدا نے کرایا تو جہری قرأت کو نظر انداز کیوں اور کیسے کر دیا گیا۔

Marfat.com

(۳) امام بخاریؒ نے سلیک عطفانی کا واقعہ ذکر کیا ہے کہ وہ دوران خطبہ میں آئے، حالانکہ یہ بات بھی قطعی نہیں، کیونکہ مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت وہ مسجد میں پہنچے تو حضور علیہ اسلام خطبہ کے لئے منبر پر بیٹھے تھے، اسی حالت میں آپ نے ان کو پھٹے پرانے حال میں دیکھ کر ان کے فقر وافلاس کا اندازہ کیا اور ان سے دو رکعت پڑھنے کو کہا (تاکہ دوسرے لوگ بھی ان کے فقر وافلاس کو اچھی طرح دیکھ کر احساس کریں اور لوگوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی، چنانچہ اس حدیث سلیک پر امام نسائی نے "الحث علی الصدقۃ" کا باب باندھا ہے، چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی غیر معمولی فقر وافلاس کی حالت دیکھنے سے آزردہ ہوتے تھے اور "کاد الفقران یکون کفرا" بھی آپ کا ارشاد گرامی تھا، اس لئے دوسرے جمعہ کو بھی ان کو نماز کے لئے فرمایا، تیسرے جمعہ میں راوی کو تردد ہے، حدیث معانی مختلفہ کی متحمل ہے، پس ایک معنی کو بجزم بیان کرنا اور دوسرے معنی سے صرف نظر کرنا کچھ زیادہ اچھا نہیں ہے۔

غرض اس سلسلہ میں بہت سے امور تشریح طلب ہیں، اور دلائل فریقین پوری طرح سامنے لاکر فیصلہ کرنا تھا، لیکن اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ امر یہ ہے کہ امام بخاری ان تصانیف میں امام اعظم، ان کے اصحاب و دیگر حنفیہ سے سخت بدظن اور متنفر معلوم ہوتے ہیں، پھر غصہ وغضب سے بھرے ہوئے، جس کی وجہ سے وہ ہماری طرف کی کسی بات پر سکون و اطمینان کے ساتھ غور کرنے کو تیار نہیں معلوم ہوتے، یہی فیصلہ ان کی تصانیف سے مولانا عبدالرشید صاحب نعمانی نے بھی کیا ہے اور حضرت شاہ صاحب بھی اس کو "تیز لسانی" سے ادا فرماتے تھے، علامہ کوثری نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے، نیز پہلے علامہ سخاوی شافعی وغیرہ نے بھی اسی قسم کا تبصرہ کیا ہے، جو ہم نے کسی دوسری جگہ نقل کیا ہے۔

یہاں پہنچ کر مجھے ایک دوسرا حاصل مطالعہ لکھنا ہے، اصحاب مطالعہ اہل علم خاص توجہ کریں تو اچھا ہے، یہ تو سب کو معلوم ہے کہ امام صاحب کے زمانہ ہی میں کچھ معاصرین حسد سے کچھ عناد معاصرت سے کچھ غلط فہمی سے امام صاحب سے بدظن تھے، آخری قسم سے امام ثوری، امام اوزاعی، حضرت امام جعفر صادق وغیرہ ایسے حضرات تھے جو دور سے غلط صحیح افواہوں پر اولاً بدظن تھے، سخت الفاظ تک ادا کئے (جن کو مخالفین اب تک نقل کر کے مغالطہ

Marfat.com

کر دیتے ہیں) مگر جب یہ لوگ قریب ہوئے، صحیح حالات معلوم کئے، خود امام صاحب سے ملاقاتوں میں علمی مذاکرات کئے تو یہ سب حضرات جتنے بدظن تھے، اسی پیمانہ سے بہت زیادہ خوش عقیدہ بھی ہو گئے، اور اپنی سابقہ بدظنی وکلمات تنقید پر بھی اظہار ندامت کیا، جس کی تفصیل گزر چکی ہے، حضرت عبداللہ بن مبارک کو امام صاحب کی خدمت میں جانے سے بار بار روکا بھی گیا، مگر خدا نے ان کو امام صاحب کے پاس پہنچا دیا، جس پر وہ فرمایا کرتے کہ اگر میں مخالفوں کی باتوں میں رہتا تو امام صاحب کے علوم سے محروم رہ جاتا۔

غرض ایک عنصر ایسے معاندین کا امام صاحب کے وقت ہی سے تھا، جس کا کام صرف غلط فہمی پھیلا کر امام صاحب سے دوسروں کو بدظن کرنا تھا۔

ان لوگوں میں سے نعیم بن حماد خزاعی (امام بخاری کے استاذ) کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، دوسرے شیخ حمیدی (استاذ امام بخاری) تھے جو اپنی افتاد طبع سے مجبور ہو کر خود اپنی جماعت شوافع میں بھی تفریق کے لئے مساعی ہوتے تھے، حضرت سفیان بن عیینہ (تلمیذ امام اعظم) کی خدمت میں کافی رہے تھے، اس لئے احادیث سفیان کے بڑے عالم تھے، اور اسی لئے ان کی قدر و منزلت ہوتی تھی، اسی لئے امام شافعی بھی ان کی عزت کرتے تھے، بعض سفروں میں بھی ساتھ رکھا، جس سے انہیں امام شافعی کا جانشین بننے کی بڑی طمع ہوئی، مگر ان کے اندر رفقہ کی بڑی کمی تھی، پھر انہوں نے اپنے لئے مایوس ہو کر اپنے ہم خیال وہم مشرب بویطی کے لئے جوڑ توڑ کیا، مگر فقہ کی ان میں بھی کمی تھی، جب کہ امام شافعی کے دوسرے تلامذہ مزنی، محمد عبدالحکم ایسے فقیہ موجود تھے، دوسرے شیخ حمیدی اگرچہ حدیث کی روایت میں ثقہ تھے، مگر دوسرے معاملات میں غیر محتاط تھے، اسی لئے محمد بن عبدالحکم نے ان کی تکذیب کی ہے، ان کے علاوہ اسماعیل بن عرعرہ تھے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، یہ اور دوسرے چند حضرات امام اعظم کے چند اعدی عدد تھے اور جھوٹی روایات امام صاحب کے خلاف چلا کر ان کی طرف سے لوگوں کو بدظن کیا کرتے تھے۔

علامہ کوثری نے شیخ حمیدی کی بہت سی ایسی روایت پر تنقید کی ہے (جو خطیب نے نقل کی ہیں) اور رواۃ پر کلام کیا ہے، یہی شیخ حمیدی فرمایا کرتے تھے کہ جب تک امام شافعی میدان میں نہ آئے تھے، ہمیں امام صاحب کے خلاف کوششوں میں کامیابی نہ ہوئی، اس

Marfat.com

سے اشارہ گویا علمی سلسلہ کی نوک جھونک کی طرف ہے کہ اس کو امام شافعی کے ذریعہ تقویت پہنچائی گئی، پھر امام بخاری تشریف لائے تو ان کو امام صاحب سے بے انتہا بدظن کر کے وہ چیزیں کرائی گئیں جن کو میں امام بخاری کی تالیفات کے ذیل میں درج کرتا ہوں۔

امام بخاری کی جزء رفع الیدین وغیرہ کی بعض عبارتوں سے تو یہ بھی شبہ ہوتا ہے کہ امام بخاری امام صاحب اوران کے اصحاب وتلامذہ کو اہل علم کے طبقہ میں شمار کرنے کو بھی تیار نہیں۔

جزء القرأۃ مطبوعہ علیمی ص ۱۹ پر غالباً امام صاحب اور حنفیہ کی ہی طرف اشارہ کر کے کئی غلط باتیں منسوب کردی گئیں، مثلاً خنزیر بریک ولاباس بہ کہنا، جس کی تردید امام صاحب کی طرف سے حافظ ابن تیمیہ نے بھی کی ہے، اس رسالہ کو دیکھنے سے قبل میرے واہمہ میں یہ بات نہ آسکتی تھی کہ امام بخاری ایسے محقق بھی امام صاحب کی طرف ایسی بے اصل باتیں منسوب کرنے والوں کے زمرہ میں داخل ہیں۔

بری السیف علی الامۃ کا اعتراض بھی ہے جس کو خلافت علویین کے مخالفین اور عباسی حکومت کے ہواخواہوں نے امام صاحب کے خلاف ہوا دی تھی اور امام اوزاعی وغیرہ کو بھی اس پروپیگنڈے سے متاثر کردیا تھا، ابتدائی دور میں امام اوزاعی نے بھی یہ جملہ امام صاحب کے بارے میں کہہ دیا تھا، بعد کو جب حضرت عبداللہ بن مبارک سے مل کر امام صاحب کے حالات سنے اور خود بھی مکہ معظمہ میں امام صاحب سے ملے تو اپنی سب بدگمانیوں پر اظہار افسوس فرمایا، حالانکہ امام صاحب کا جو حکام جور کے خلاف اقدام کا مسلک ہے اور اس کی حمایت میں انہوں نے عباسی خلفاء کے مظالم کا مقابلہ بھی انتہائی پامردی وبے جگری سے کیا وہ امام صاحب کی بہت بڑی منقبت تھی جس کو یری السیف علی الامۃ کے گھناؤنے عنوان سے تعبیر کردیا گیا، یعنی امام صاحب امت میں قتل وقتال جاری رہنے کو پسند کرتے تھے۔

کیا امام صاحب کی پوری سیاسی وعملی زندگی کے روشن دور کو ایسے بے جان فقروں کے ذریعہ نظر انداز کردینا کوئی اچھی خدمت کہی جاسکتی ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد   جو چاہے آپ کی تحریر فتنہ ساز کرے

اس کے بعد یہی چیزیں شیخ حمیدی اور امام بخاری وغیرہ کے ذریعہ علامہ ابن حزم وخطیب

Marfat.com

وغیرہ تک پہنچیں، خصوصیت سے علامہ ابن حزم کا طرز تحریر بھی امام صاحب کے خلاف بڑی حد تک جارحانہ اور غیر منصفانہ ہے اور ہمارے زمانہ کے محترم اہل حدیث بھائی بھی ان کو اٹھائے پھرتے ہیں، جس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان سطحی اور غلط باتوں کے پروپیگنڈے اور جواب و جواب الجواب سے مسلمانوں کے آپس کے تعلقات خراب ہوتے ہیں، دلوں میں رنجشیں بڑھتی ہیں اور ہم لوگ غیروں کی نظروں میں خود بھی ذلیل ہوتے ہیں اور اسلام کو بھی رسوا کرتے ہیں، اور سیاسی اعتبار سے جو کچھ نقصانات ہماری لڑائی بھڑائی کے ہیں وہ الگ رہے۔

کیا اس مسئلہ پر نظر ثانی اور بہتر توقعات کی کوئی گنجائش نہیں؟

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه

افسوس ہے کہ رمی السیف علی الامۃ کا الزام امام صاحب پر امام بخاری جیسے باخبر محقق مورخ محدث لگا رہے ہیں۔ اس موقع کی مناسبت سے امام صاحب کی زندگی کا ایک واقعہ علامہ موفق مکی کی مناقب الامام ص ۱۷۴ سے نقل کرتا ہوں۔

ابو معاذ بلخی کہا کرتے تھے کہ کوفہ کے سب لوگ امام صاحب کے آزاد کردہ غلام جیسے ہیں، کیونکہ ان سب کی زندگی امام صاحب کے برکات وجود کا ثمرہ ہے، واقعہ اس طرح ہے کہ ضحاک بن قیس شیبانی، حروری فرقہ کا سردار اپنے لشکر کے ساتھ کوفہ میں فاتحانہ داخل ہو گیا اور جامع کوفہ میں بیٹھ کر کوفہ کے تمام مردوں کے لئے قتل عام اور بچوں عورتوں کو قید کرنے کا حکم دیا، امام صاحب کو خبر ہوئی تو بے چین ہو گئے اور جس حالت میں تھے گھر سے چادر سنبھالتے ہوئے، جامع کوفہ پہنچ گئے، ضحاک سے کہا کہ میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں، ضحاک نے کہا کہئے! فرمایا: "آپ نے کس دلیل سے کوفہ کے مردوں کے قتل اور عورتوں، بچوں کو غلام بنانا درست سمجھا؟"۔

ضحاک نے کہا: "اس لئے کہ یہ سب مرتد ہیں، اور مرتد کی سزا قتل ہے"۔ امام صاحبؒ نے فرمایا، کیا ان کا دین پہلے کوئی دوسرا تھا جس کو چھوڑ کر یہ آئے تھے اور پھر اسی کی طرف لوٹ گئے یا شروع سے اب تک ایک ہی موجودہ دین پر ہیں؟

ضحاک نے کہا: آپ نے کیا کہا؟ پھر سے اس کو دھرایئے! امام صاحب نے پھر اسی بات کا اعادہ کیا، ضحاک نے کہا واقعی ہم سے غلطی ہوئی اور پھر سب لشکر کو قتل سے باز رکھا اور واپس چلے گئے۔

Marfat.com

امام صاحب کے ایسے واقعات بہت ہیں ایک مناقب، موفق اور کردری ہی کو اگر پوری طرح مطالعہ کیا جائے تو امام صاحب کی جلالت قدر کا اعتراف ناگزیر ہو جاتا ہے۔

واقعی وہ سراج الامت تھے، اور ''چراغ تلے اندھیرا'' دیکھئے کہ امام صاحب کے بعض بہت ہی قریبی دور کے رجال تاریخ وحدیث بھی امام صاحب پر بے بنیاد تہمتیں دھر گئے ہیں۔ ''والی اللہ المشتکی''۔

(۲۳) جزء رفع الیدین: یہ رسالہ مطبع محمدی لاہور سے ۳۲ صفحات پر طبع ہوا تھا اور اس میں آئمہ مجتہدین کا اختلاف حلال وحرام یا جواز عدم جواز کا نہ تھا، مگر امام بخاریؒ نے دوسرے خیال کے لوگوں کے واسطے غیر موزوں کلمات استعمال کئے ہیں۔ مثلاً:

(۱) ص ۱۲ پر حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہما سے رفع یدین کی روایت کا ذکر کر کے فرمایا کہ ان لوگوں سے تو بعض اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کا ہی علم زیادہ تھا کہ وہ نماز میں رفع یدین کرتی تھیں۔ ہمیں خود بھی تسلیم ہے کہ صحابہ کے بعد کے تمام لوگ صحابہ وصحابیات سے کم مرتبہ ہیں، مگر تارکین رفع صحابہ مردوں کی بھی تعداد کم نہیں ہے، اس لئے کیا رفع یدین کرنے والی صحابیات کو تارکین رفع صحابہ کرام پر بھی علم وعمل میں فضیلت دی جائے گی؟

امام بخاریؒ نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ کسی صحابی سے ترک رفع یدین ثابت نہیں حالانکہ دوسرے اکابر صحابہ تو تھے ہی، خود حضرت ابن عمرؓ بھی روایات رفع پر عامل نہیں تھے، جن پر ثبوت رفع کا بڑا مدار ہے، غرض جس طرح رفع یدین کرنے والے صحابہ کافی تعداد میں تھے تارکین رفع بھی بہت تھے اسی لئے ہمارے حضرات نے اس اختلاف کو زیادہ اہمیت نہیں دی ہے۔

(۲) حدیث ص ۳۰: مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذ ناب خیل شمس سے ترک رفع پر استدلال کرنے والوں کو بے علم کہا ہے حالانکہ خود محدثین نے اس حدیث کو دو الگ الگ واقعات میں ذکر کیا ہے، حالت تشہد میں سلام کے وقت میں رفع یدین کرتے تھے، اس کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا اور کھڑے ہوئے بار بار رکوع کو جاتے آتے اور سجدہ کے موقع پر جو رفع یدین کرتے تھے، ان کو بھی روکا، ملاحظہ ہو فتح الملہم شرح مسلم وغیرہ، مسانید میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ، ابن عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابو سعید خدریؓ، حضرت ابن

Marfat.com

مسعودؓ اور آپ کے اصحاب نیز ابراہیم نخعی وغیرہ سے عدم رفع نقل ہوا ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر بتاتا ہوں پھر نماز پڑھی تو سوائے تکبیر اولی کے کسی جگہ ہاتھ نہیں اٹھائے، امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

(۳) امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو بھی رفع یدین کرنے والوں میں پیش کیا ہے اور فرمایا کہ وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے، پھر طنز کے طور پر فرمایا کہ "بے علم لوگوں کے لئے بہتر تھا کہ وہ عبداللہ ابن مبارک ہی کا اتباع کر لیتے، بجائے اس کے کہ انہوں نے دوسرے بے علم لوگوں کا اتباع کیا"۔

آپ نے دیکھا کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے ارشاد کی شرح کس کس شان سے آپ کے سامنے آ رہی ہے اور اس امر پر حیرت بالکل نہ کیجئے کہ جن ابن مبارک کو سب سے بڑا عالم اہل زمانہ خود امام بخاری بتا رہے ہیں، وہ خود اپنے اقرار و اعتراف سے اتنے بڑے عالم کن بے علم حضرات کے فیض صحبت سے ہوئے تھے۔

وائل بن حجر چونکہ رفع یدین کے راوی ہیں اور حضرت ابراہیم نخعی کے سامنے ان کی روایات کا ذکر ہوا تو انہوں نے اتنا فرما دیا تھا، کہ شاید وائلؓ نے ایک مرتبہ ایسا دیکھ لیا ہوگا، مطلب یہ تھا کہ ان کو دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کے مواقع اتنے نہیں ملے، جتنے حضرت ابن مسعود وغیرہ کو جو رفع یدین کی روایت نہیں کرتے اور حنفیہ نے بھی اسی بات کو کسی قدر وضاحت سے کہہ دیا تو امام بخاری نے فرمایا کہ بے علم لوگوں نے "وائل بن حجر" پر طعن کیا ہے۔

واقعی! اس سے زیادہ بے علمی کا مظاہرہ کیا ہوگا کہ کسی صحابہ پر طعن کیا جائے، مگر علمی و دینی مسائل میں نہایت محتاط نقد و بحث کو بھی طعن جیسے سخت لفظ سے تعبیر کرنا وجہ جواز چاہتا ہے، پھر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اپنے اکابر اساتذہ و شیوخ اور شیوخ المشائخ کو بار بار بے علمی کا طعنہ دینا کس درجہ میں ہوگا۔

اسی صفحہ پر امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مبارک کا واقع رفع یدین کے سلسلہ میں نقل کیا ہے جو مختلف طریقوں سے منقول ہے، امام بخاری نے اس طرح نقل کیا کہ ابن

Marfat.com

مبارک نے فرمایا: میں امام صاحب کے پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا، میں نے رفع یدین کیا تو امام صاحب نے نماز کے بعد فرمایا کہ میں تو ڈر گیا تھا کہ تم اڑ جاؤ گے، میں نے کہا کہ جب میں پہلی ہی دفعہ نہ اڑا تو دوسری دفعہ میں کیا اڑتا، وکیع نے کہا کہ ابن مبارک حاضر جواب تھے، امام صاحب متحیر ہو گئے (جواب نہ دے سکے)

امام بخاریؒ نے اس کے بعد لکھا کہ ''جس طرح گمراہ لوگ مدد نہ ملنے پر لاچار ہو جاتے ہیں، یہ بھی کچھ ان سے ملتی جلتی صورت ہے، بتلایئے اب طعنۂ گمراہی تک بھی نوبت پہنچ گئی، پھر باقی کیا رہا؟

یہی واقعہ خطیبؒ نے اس طرح نقل کیا ہے کہ ابن مبارک نے ایک دفعہ امام صاحب سے رفع یدین کے بارے میں سوال کیا، امام صاحب نے فرمایا، کیا اڑنے کے ارادے سے رفع یدین کرتا ہے؟ ابن مبارک نے کہا: اگر پہلی دفعہ اڑا تو دوسری مرتبہ بھی اڑے گا، امام صاحب خاموش ہو گئے اور کچھ نہ فرمایا۔

اس کے بعد واقعہ مذکور کی صحیح نوعیت بھی ملاحظہ کیجئے:

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا، رفع یدین کا اختلاف افضل غیر افضل کا اختلاف ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں جیسا کہ اس کی وضاحت جصاص نے احکام القرآن میں اور حضرت شاہ صاحبؒ نے نیل الفرقدین میں فرما دی ہے۔

ابن مبارک کا اکثر معمول یہ تھا کہ وہ فقہی مسائل و احکام میں اپنا معمول اس کو بناتے تھے، جس پر ان کے دونوں شیخ امام صاحبؒ اور حضرت سفیان ثوریؒ متفق ہوں، رفع یدین میں انہوں نے خلاف معمول وہ صورت اختیار کی جو امام صاحبؒ اور سفیان ثوریؒ دونوں کے خلاف تھی، پھر امام مالکؒ سے بھی ایک روایت عدم رفع کی ہی ہے اور وہی مالکیہ کا معمول بہا ہے اور ابن مبارک کے وہ بھی شیخ تھے۔

احناف کا مسلک بظاہر اس لئے بھی زیادہ قوی ہے کہ رفع یدین کی روایات میں سب سے زیادہ صحیح ابن عمرؓ کی حدیث ہے جس پر انہوں نے خود عمل نہیں کیا، جس کو امام صاحبؒ اور امام مالکؒ وغیرہ دلیل نسخ سمجھتے تھے، حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی حدیث

Marfat.com

اوران کا عمل بھی دلیل رجحان موجود ہے۔

ان سب چیزوں کے باوجود ابن مبارک کا عمل دوسرا تھا، اس لئے امام صاحبؒ نے بطور مزاح یہ طیرانی جملے فرمائے تھے اور اسی لئے ابن مبارک کے مزاحیہ جواب پر کچھ نہیں فرمایا، ورنہ جس شخص کی محیرانہ قوت استدلال کے امام مالک قائل ہوں اور جس نے امام اوزاعی کو مناظرہ میں ساکت کر دیا ہو وہ اپنے شاگردوں کے سامنے کیا لاجواب ہوتا، خصوصاً ایسی صورت میں کہ خود ابن مبارک ان کی علمیت کا لوہا مانے ہوئے ہیں

لقد زان البلاد و من علیها ...... امام المسلمین ابو حنیفه

ایک مزاحیہ انداز کی بات تھی اور اسی انداز میں ختم ہوگئی۔

اس کو امام بخاری نے اپنی روایتی ناراضی کی وجہ سے غمی و گمراہی تک پہنچا کر دم لیا لیکن ہم کیا کہیں؟ دونوں طرف اپنے بڑے ہیں، اکابر ہیں، اساتذہ وائمہ ہیں۔

قومی هم قتلوا امیم اخی فاذا رمیت یصیبنی سهمی

اس شعر میں عربی شاعر نے کتنی سمجھداری کی بات کہی ہے کہ اے امیمہ! میری ہی قوم کے لوگوں نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے، اب اگر میں اس کے انتقام میں ان لوگوں پر تیروں کی بارش کر دوں تو وہ سارے تیر خود میرے ہی دل وجگر میں پیوست ہوں گے۔

کاش ہمارے اہل حدیث بھائی اس سے سبق حاصل کریں اور وہ امام صاحب کے بارے میں امام بخاری وغیرہ کی جرح وتنقید کا اعادہ بار بار کرنا چھوڑ دیں تاکہ ہم بھی اس کے دفاع میں کچھ لکھنے پر مجبور نہ ہوں۔

امام بخاری نے ص ۴۴ پر امام سفیان ثوری اور امام حدیث وکیع کو تارکین رفع یدین میں شمار کیا ہے حالانکہ پہلے کہہ چکے تھے کہ بے علم لوگوں نے بے علم لوگوں کا اتباع کرنے کی وجہ سے ترک رفع کیا ہے، اب اپنے بزرگوں کے بارے میں کیا فرمائیں گے۔

ایک جگہ اسی رسالہ میں امام بخاری نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ پہلے لوگ الاول فالاول کو اعلم سمجھا کرتے تھے، لیکن یہ لوگ الاخر فالاخر کو اعلم سمجھتے ہیں گویا یہ بھی ان کی جہالت کا ایک بڑا ثبوت ہے، مگر ہم لوگ تو امام بخاریؒ ہی کی تحقیق کو درست سمجھتے ہیں

Marfat.com

اور اسی لئے کہتے ہیں کہ آئمہ متبوعین اور ان کے اصحاب و تلامذہ اول تھے، اس لئے وہ ہی اعلم تھے، بہ نسبت بعد کے محدثین و محققین کے۔

اند کے باتو بگفتم و بہ دل ترسیدم که دل آزرده شوی ورنہ سخن بسیار است

(۲۴) جامع صحیح: یہ امام بخاریؒ کی سب سے زیادہ مشہور، مقبول، عظیم الشان اور رفیع المنزلت تالیف ہے، خود امام بخاری کو اس پر بہت ناز تھا، فرمایا کرتے تھے کہ خدا کے یہاں بخاری کو میں نے نجات کا ذریعہ بنالیا ہے۔

امام بخاری کی تالیف صحیح کے وقت ان سے پہلے کی تالیفات جن کی مجموعی تعداد ایک سو سے زیادہ ہوگی، منصہ شہود پر آچکی تھی، چنانچہ امام بخاری نے امام وکیع اور امیر المومنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک کی تمام کتابیں تو اپنے بیان کے مطابق اپنے ابتدائی زمانہ تحصیل ہی میں مطالعہ کرلی تھی، بلکہ یاد کرلی تھی اور ان سے اہل عراق کے علوم حاصل کئے تھے، اس طرح امام اعظم کے مسانید، کتاب الآثار بروایت امام ابو یوسف و امام محمد، امام ابو یوسف، امام محمد و دیگر اصحاب امام کی تالیفات سامنے آچکی تھیں، امام اعظم نے اپنے چالیس شرکاء تدوین فقہ کے ساتھ ۲۵-۳۰ برس تک مسلسل علمی جدوجہد کے نتیجے میں ساڑھے بارہ لاکھ مسائل کو قرآن و حدیث، اجماع و قیاس کی روشنی میں مرتب و مدون کرا کر تمام اسلامی ممالک میں پھیلا دیا تھا، جس کے متعلق ابن ندیم نے اپنی تاریخ میں اعتراف کیا کہ امام صاحب کے تدوین فقہ کی وجہ سے علوم نبوت کی روشنی چار دانگ عالم میں پھیل چکی تھی۔

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کی تمام حدیثی فقہی تالیفات و مسانید موجود تھیں، دیگر حضرات کے مسانید میں سے مسند عبدالحمید بن الحمانی، مسند امام موسیٰ کاظم، مسند ابی داؤد طیالسی مسند حمیدی، مسند اسحٰق بن راہویہ، مسند عبد بن حمید، مسند ابن ابی عمر العدنی، مسند احمد بن منیع، ابی اسحٰق مطوعی، مسند عثمان بن ابی شیبہ، مسند اسد السنہ، مسند عبیداللہ بن موسیٰ العلی، مسند مسدد بن مسرہد، مسند ابو جعفر المسندی، مسند ابی یعقوب تنوخی، مسند ابی الحسن ذہلی، مسند محمد بن اسلم طوسی، مسند محمد بن یوسف فریابی، مسند دورقی، مسند محمد بن ہشام السدوسی وغیرہ موجود تھیں۔

ان کے علاوہ مصنف عبدالرزاق، مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ، مصنف وکیع، مصنف

Marfat.com

حماد بن سلمہ مصنف عتکی، جامع سفیان ثوری، تفسیر سفیان ثوری، جامع عبدالرزاق، جامع سفیان بن عیینہ، جامع ابی عروۃ، جامع معمر بن راشد۔

سنن دارمی، سنن ابن جریج، سنن سعید بن منصور، سنن بزار، سنن ابن طارق، سنن ابی علی الحلال، سنن سہل بن ابی سہل۔

کتاب الصلوٰۃ فضل بن دکین، کتاب الفہو رابن سلام، مغازی محمد بن عائذ، مغازی معتمر بن سلیمانی، مغازی موسیٰ بن عقبہ، مغازی ابن اسحٰق، جزء الذہلی وغیرہ، بے شمار حدیثی تالیفات موجود ہو چکی تھیں، لیکن صحیح مجرد احادیث کے مرتب کرنے کا رواج اس وقت نہ ہوا تھا، امام بخاری نے ان تمام ذخائر حدیث سے استفادہ کرتے ہوئے طرز جدید پر کتاب ''جامع صحیح'' کو مرتب کر کے اولیت کا فخر حاصل کیا اور اسی لئے ان کی جامع کی شہرت اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے نام سے ہوئی، ورنہ ظاہر ہے کہ اصحیت، علو سند اور ضبط متون احادیث کے اعتبار سے ان کے متقدمین کے جمع کردہ ذخیرہ بہت ممتاز تھے۔

اسی لئے شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے موطأ امام مالک کو جامع امام بخاری کی اصل فرمایا اور امام مالکؒ سے پہلے کی حدیثی تالیفات کو موطأ امام مالک کی اصل کہنا چاہئے۔

روایت میں قلت وسائط احوذ اور علو سند کا باعث ہے، کثرت وسائط میں اس درجہ احتیاط باقی نہیں رہ سکتی، اسی لئے سند نازل ہو جاتی ہے، کثرت رواۃ کی صورت میں ضبط متون میں اوہام بھی در انداز ہو جاتے ہیں، اسی لئے اوہام صحیحین پر مستقل کتابیں لکھی گئیں، جامع صحیح بخاری مجموعی حیثیت سے اپنے بعد کی تمام کتابوں پر فوقیت و امتیاز رکھتی ہے، اس کے تراجم و ابواب کو بھی امام بخاری کی فقہی ذکاوت و دقت نظر کے باعث خصوصی فضیلت و برتری حاصل ہے، لیکن امام بخاریؒ چونکہ خود درجۂ اجتہاد رکھتے تھے، اس لئے انہوں نے جمع احادیث کا کام اپنے نقطۂ نظر سے قائم کئے ہوئے تراجم و ابواب کے مطابق کیا اور دوسرے آئمہ مجتہدین کے نقطہ ہائے نظر کو نظر انداز کر دیا اگر وہ ایسا نہ کرتے تو کتاب مذکور کی اہمیت و افادیت میں اور بھی غیر معمولی اضافہ ہو جاتا۔

آئمہ متبوعین میں سے صرف امام مالکؒ سے بخاری میں روایات زیادہ ہیں، اپنے شیخ امام محمدؒ سے بھی صرف دو روایات لی ہیں، امام شافعیؒ سے کوئی روایت نہیں لی حالانکہ وہ بخاری

Marfat.com

کے شیخ الشیخ تھے، ان کے بعض اقوال کو بھی ''قال بعض الناس'' کہہ کر بیان کیا۔

امام اعظمؒ بھی امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں مگر ان سے بھی کوئی روایت نہیں لی، ان کے اقوال بھی ''قال بعض الناس'' ہی سے نقل کئے ہیں، بلکہ ایک دو جگہ زیادہ برہمی کا اظہار کیا ہے، اس برہمی کی وجہ امام صاحبؒ کے مسلک سے ناواقفیت، بدگمانی، غلط فہمی اور کچھ رنجش معلوم ہوتی ہے۔

یہاں زیادہ بہتر ہے کہ امام العصر الاستاذ المعظم حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے الفاظ میں کچھ حقائق ادا کر دوں، اثنائے درس بخاری شریف، نویں پارہ ص ۳۰۶ میں ''قال حماد'' پر فرمایا کہ ''حماد استاد ہیں امام اعظمؒ کے بلکہ امام صاحب ان کی زبان ہیں، اگرچہ کہنے والوں نے حماد کو بھی مرجئی کہہ دیا ہے، پس حماد اور ابراہیم نخعی کے اقوال تو امام بخاری ذکر کرتے ہیں، لیکن امام صاحب کے اقوال نہیں لاتے، حالانکہ امام ابوحنیفہؒ کے عقائد تو سب حماد ابراہیم نخعی اور علقمہ و حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہی سے ماخوذ ہیں، پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ حماد سے تو دوستی ہو اور امام ابوحنیفہؒ سے دشمنی ہو''۔

اس کے بعد فرمایا کہ ''اعمال کو ایمان و عقائد میں کیسے داخل کیا جا سکتا ہے؟ یوں ہی اپنے گھر میں بیٹھ کر جو چاہو اعتراض کئے جاؤ اور اپنا دین علیحدہ علیحدہ بنائے جاؤ، مگر دین تو وہی ہوگا جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو'' نیز فرمایا کہ ''امام بخاریؒ کے بیشتر اساتذہ وہ ہیں جن سے انہوں نے علمی استفادے کئے ہیں لیکن اسحٰق بن راہویہؒ امام بخاریؒ کے اکابر اساتذہ میں سے ہیں اور اسحٰق بن راہویہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے خاصہ تلامذہ میں سے ہیں، جو امام اعظمؒ کے تلمیذ خاص تھے، گویا امام بخاری دو واسطوں سے امام صاحب کے شاگرد ہیں (ان ہی اسحٰق کے اشارے پر امام بخاریؒ کو تالیف صحیح بخاری کا خیال ہوا تھا) بعض حضرات نے تو اسحٰق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی حنفی کہا ہے''۔ (جو خلاف تحقیق ہے)

امام بخاریؒ نے پہلے پارہ میں کتاب الایمان کے ذیل میں ص ۹ پر ''کفر دون کفر'' کا باب قائم کیا اور پوری قوت سے بتلایا کہ عمل ذرا بھی کم ہوا تو کفر ہوگا، اور وہاں کوئی نرمی اختیار نہیں کی تاکہ صورت اعتدال پیدا ہوتی لیکن ستائیسویں پارہ میں جا کر ص ۱۰۰۲ پر باب ما یکرہ من لعن شارب الخمر'' ذکر کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر عقیدہ درست ہو تو کبیرہ

Marfat.com

گناہوں، شرب خمر وغیرہ کی وجہ سے ملت سے خارج نہ ہوگا۔

(پھر امام صاحب اور ان کے مسلک میں کیا فرق رہ گیا؟)

مقبلی یمنی محدث نے کہا ہے کہ امام بخاری حنفیہ سے حدیثیں نہیں لیتے، اگرچہ بہت کم درجے کے لوگوں سے لے لیتے ہیں، چنانچہ مثال دی ہے کہ امام محمد (استاد امام شافعیؒ و یحییٰ بن معینؒ) سے روایت نہیں لی اور مروان سے لے لیں، جس کی کسی نے بھی توثیق نہیں کی۔

بلکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ مروان فتنہ پرداز، خونریزیوں کا سبب اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کا باعث ہوا ہے، اس کی غرض ہر جنگ میں یہ ہوتی تھی کہ بڑوں میں سے کوئی نہ رہے تا کہ ہم صاحب حکومت بنیں۔

جنگ جمل میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا: کون ہے جو حرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دست درازی کرتا ہے؟ (مراد اپنے بھانجے ابن زبیر تھے) یہ سن کر اشتر نخعی چھوڑ کر چلے گئے، پھر کوئی آیا اور اونٹ کے تلوار ماری جس سے عماری گرنے لگی، اور حضرت علیؓ نے دیکھا تو فوراً وہاں پہنچ کر حضرت عائشہؓ کو گرنے سے بچایا اور جنگ ختم ہوگئی، اسی طرح حضرت طلحہ و زبیر حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سن کر جنگ سے واپس ہونے لگے تو مروان نے پیچھے سے جا کر حضرت طلحہؓ کو تیر مار کر زخمی کر دیا، کیونکہ اس کا مقصد ہی یہ تھا کہ حضرت علیؓ سے جنگ جاری رہے، اس میں حکومت کی طمع اور فتنہ پردازی کا مادہ غیر معمولی تھا (یہاں امام بخاری کا ریمارک ''یری السیف علی الامۃ'' بھی یاد کیجئے، جس کے مصداق امام بخاری نے امام صاحب کو بنایا تھا، حالانکہ اس کے صحیح مصداق مروان جیسے رواۃ بخاری تھے۔

زیدی نے مستقل کتاب لکھی، جس میں امام بخاری پر اعتراضات کئے اور کہا کہ امام محمد سے روایات نہیں لیں اور معمولی رواۃ دکھلائے، جو صحیح بخاری میں آئے ہیں، حالانکہ کسی نے ان کی توثیق نہیں کی ہے، یہ کتاب طبع نہیں ہوئی۔

فرمایا ابن ابی اویس اور نعیم بن حماد کو بخاری میں کیوں لائے؟ شاید ان کے نزدیک کذاب نہ ہوں، پھر واقع کا علم خدا کو ہے، ہم تو اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اب جو جرحیں بھی سامنے آئیں گی، امام ابوحنیفہ وغیرہ کے متعلق خواہ امام بخاری ہی سے آئیں وہ کسی درجہ میں

Marfat.com

قابل قبول نہیں ہوں گی، کیونکہ مخالفین پر ان کی جرحیں صحیح نہیں ہوتیں، کمالا یخفی۔

نعیم سے کئی جگہ بخاری میں اصول میں روایات موجود ہیں اور پھر تعلیق ہی کا ذبوں سے لینا کب درست ہوسکتا ہے (نعیم کے حالات پہلے ذکر ہو چکے ہیں)

فرمایا: ''جہم بن صفوان اواخر عہد تابعین میں پیدا ہوا تھا، صفات الٰہیہ کا منکر تھا، امام صاحب سے اس کا مناظرہ ہوا اور امام صاحب نے آخر میں اسے فرمایا کہ اے کافر! میرے پاس سے چلا جا، مسامرہ میں یہ واقعہ موجود ہے میں نے اس کو ''اکفار الملحدین'' میں بھی ذکر کیا ہے کہ امام صاحب جلد باز نہ تھے، جو بغیر اتمام حجت ہی کافر کہہ دیتے۔

اسی طرح امام محمد سے بھی جہمیہ کی مخالفت منقول ہے جو سب کو معلوم ہے مگر باوجود اس کے بھی امام بخاریؒ نے امام محمد کو خلق افعال کے مسئلہ میں جہمی کہدیا ہے۔

فرمایا: میری نظر میں بخاری کی رواۃ کی ایک سے سو زیادہ غلطیاں ہیں اور ایک راوی کئی کئی جگہ باہم متعارض و متخالف روایات کرتا ہے، ایسا بھی بہت ہے جس کو میں درس میں اپنے اپنے موقع پر بتلا دیا کرتا ہوں اور اس پر بھی متنبہ کرتا ہوں کہ کہاں نئی چیز آئی اور اس کا کیا فائدہ ہے۔

حافظ ابن حجر سے بھی حوالوں وغیرہ میں بہت غلطیاں ہوئی ہیں ان کو بعض اوقات قیود حدیث محفوظ نہ رہیں اور میں نے ان ہی قیود سے جواب دہی کی ہے۔

فرمایا: امام بخاریؒ اپنی صحیح میں تو کف لسان کرتے ہیں، لیکن باہر خوب تیز لسانی کرتے ہیں، یہ کیا چیز ہے؟ دیکھو ''جزء القرأت خلف الامام'' اور ''جزء رفع الیدین'' وغیرہ۔

(ہم نے حضرت شاہ صاحب کے ارشاد کی روشنی میں اور کچھ ارشادات کئے ہیں)

فرمایا: کتاب الحیل میں امام بخاری نے حنفیہ کے خلاف بہت زور صرف کیا ہے اور ایک اعتراض کو بار بار دہرایا ہے، حالانکہ خود ہمارے یہاں بھی امام ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں تصریح کردی ہے، کہ زکوٰۃ صدقات واجبہ کو ساقط کرنے کیلئے حیلہ کرنا کسی صورت میں جائز نہیں۔ لہذا جو لوگ حیلہ کے مسائل لکھیں ان کو امام ابو یوسفؒ کی یہ عبارت ضرور نقل کرنی چاہئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ دفع حقوق یا اثبات باطل کے لئے حیلہ جائز نہیں، البتہ اثبات حق یا دفع باطل کے لئے درست ہے، مثلاً کوئی شخص اس طرح مبتلا ہو جائے کہ واجبات سے

Marfat.com

اس کی کمر ٹوٹ رہی ہو اور ان کی وجہ سے اس کی کمر ٹوٹ رہی ہو اور ان کی وجہ سے قریب بہ ہلاکت ہو اور مجبوراً ناداری کے باعث اپنی گردن واجبات خداوندی سے چھڑانا چاہے تو اس کے لئے ہمارے یہاں حیلہ کی گنجائش ہے اور ایسی صورتوں کا جواز دوسروں کے یہاں بھی ملے گا یہ یادرکھنا چاہئے کہ حیلہ کے معنی مکاری کے نہیں ہیں جیسا کہ آجکل رائج ہے، بلکہ تدبیر اور گنجائش کے ہیں کہ اصول قرآن وحدیث کو اور صحابہ کے اقوال کو سامنے رکھ کر حادثہ پیش آمدہ کے متعلق کوئی حل پیدا کردے، اس کا نام حیلہ اور تدبیر ہے، امام محمدؒ سے بھی عینی وغیرہ نے ابطال حق کے لئے حیلہ کو ممنوع ہی لکھا ہے، جس کے بعد حیلہ پر اعتراض نہیں ہوسکتا، دوسرے یہ کہ جواز حیلہ اور نافذ حیلہ دو چیزیں الگ الگ ہیں اور ہم دونوں میں فرق کرتے ہیں، امام بخاری نے چونکہ دونوں میں فرق نہیں کیا اس لئے یہ اعتراض کردیا، حالانکہ یہ بات ابتدائی کتابوں میں موجود ہے کہ کسی فعل کا عدم جواز اور ہے اور نفاذ اور شے ہے، پھر یہ فرق بھی اسی وقت ہوگا کہ لفظ حیلہ اپنی ظاہری صورت پر ہوا اور اس کے حقیقی واصلی معنی کا لحاظ نہ ہو۔

کتب فقہ میں تو سقوط زکوٰۃ ہی کا ذکر ہوگا، باقی اس کا یہ فعال دیانۃً ہمارے نزدیک بھی جائز نہیں ہے، پھر کیا اعتراض رہا؟ اسی طرح امام بخاری نے اعتراض کردیا کہ بعض الناس تعجیل زکوٰۃ کے بھی قائل ہیں، یعنی قبل وجوب کے ادائیگی صحیح کہتے ہیں، حالانکہ یہ بات بھی اصول فقہ سے متعلق ہے اور شارح وقایہ وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ ذمہ مشغول ہو حق کے ساتھ تو نفس وجوب ہے اور فارغ کرنا ہو ذمہ کو تو وجوب اداء ہے۔

لہٰذا ہمارے یہاں وجوب فی الذمہ متحقق ہوجانے کی وجہ سے زکوٰۃ کی ادائیگی درست ہوجاتی ہے نہ کہ وجوب سے بھی قبل تاکہ تعجیل زکوٰۃ کا اعتراض درست ہو۔

فرمایا: امام بخاریؒ سے نقل ہے کہ ان کو فقہ حنفی سے معرفت حاصل ہے میں کہتا ہوں کہ ان کی کتابوں سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو فقہ حنفی سے صرف سنی سنائی معرفت حاصل ہے، صفت نفس نہیں بنی ہے اور بہت کم چیزیں صحیح طور سے پہنچی ہیں۔

ہمارے یہاں اکراہ کی صورۃ یہ ہے کہ اپنی ذات یا قریبی رشتہ دار پر واردات گزرتی ہو، مثلاً قتل نفس قطع عضو، ضرب مبرح وغیرہ کی دھمکی اور بخاری یہ سمجھے کہ اور دوسروں پر

Marfat.com

گزرے تب بھی اکراہ ہے، حالانکہ کوئی ذی فہم بھی اس کو اس حالت میں مکروہ نہ کہے گا، یہ بات اور ہے کہ دین وشریعت کی رو سے دوسرے کی جان ومال کو بھی بچانا ضروری ہے۔

ص ۱۰۳۰ پارہ ۲۸ بخاری شریف میں "وهو تزویج صحیح کے جملہ پر فرمایا کہ امام بخاری کو جو ہم سے قضائے قاضی کے ظاہراً و باطناً نافذ ہونے کے مسئلہ میں اختلاف ہے، اس لئے ایک ہی اعتراض کو ہی پھیر کر بار بار لا رہے ہیں اور مقصود اپنا دل ٹھنڈا کرنا اور حق مخالفت ادا کرنا ہے، حالانکہ یہاں بھی وہی فقہ حنفی سے پوری واقف نہ ہونے کی وجہ سے کارفرما ہے، کیونکہ ہمارے یہاں یہ مسئلہ یوں ہی مطلق اور عام نہیں ہے بلکہ اس کی قیود وشرائط ہیں دوسرے وہ عقود وفسوخ میں ہے، املاک مرسلہ میں نہیں ہے، پھر اس محل میں بھی صلاحیت انشاء حکم کی موجود ہونا ضروری ہے، وغیرہ جس کی تفصیل مبسوط میں سب سے بہتر ہے۔

ص ۱۰۶۴ پارہ ۲۹ بخاری میں یوم المهاجرین الاولین کے جملہ پر فرمایا کہ دیکھئے! یہ امامت صلوٰۃ ہے، اس کا یہاں کیا تعلق تھا؟ امام بخاریؒ کا بھی وہ حال ہے کہ "زور والا مارے اور رونے نہ دے" پھر مسکرا کر فرمایا "اب چونکہ وقت کم رہ گیا ہے، اس لئے ادب چھوٹ گیا"۔

(افسوس صد ہزار افسوس! اس جملہ میں ارشاد فرمایا تھا، یہ حضرت شاہ صاحبؒ کے درس بخاری کا آخری سال تھا)

ع حیف در چشم زدن صحبت شیخ آخر شد

ایک روز درس ہی میں فرمایا کہ حافظ ابن حجر کی زیادتیوں پر ہمیشہ کلام کرنے کی عادت رہی، لیکن امام بخاریؒ کا ادب مانع رہا، اس لئے ہم نے اتنے دن تک حنفیہ کی نمک حرامی کی، اب چونکہ آخیر وقت ہے اس لئے کچھ کہہ دیتا ہوں اور اب صبر وضبط یوں بھی ضعف پیری کے باعث کمزور ہو گیا ہے، مگر اس سے یہ ہرگز مت سمجھنا کہ بخاری کی احادیث بھی چند راویوں کے ضعف کی وجہ سے گر گئیں، اس لئے کہ ان کے متابعات دوسری کتب حدیث میں عمدہ راویوں سے موجود ہیں، یہ ان کی وجہ سے قوی ہو گئیں۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس روز بخاری شریف میں حضرت مخدوم ومعظم مولانا العلام مفتی سید محمد مہدی حسن صاحب مدظلہ مفتی راندیر وسورت بھی موجود تھے، جواب ایک

Marfat.com

عرصہ سے مفتی دارالعلوم دیوبند ہیں۔

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے ایک دفعہ یہ بھی فرمایا کہ امام احمدؒ کے ابتلاء سے قبل تک حنفیہ پر ردوقدح نہ تھی، اس فتنہ کے بعد سے یہ چیزیں پیدا ہوئیں، اور جو خالص محدث یا فقہ سے کم مناسبت رکھنے والے تھے، انہوں نے اس میں زیادہ حصہ لیا ہے جو محدث فقیہ بھی تھے وہ محتاط رہے اور بہت حضرات نے حنفیہ کی طرف سے دفاع بھی کیا ہے، بلکہ مناقب امام صاحب و صاحبین پر مستقل کتابیں بھی لکھیں، جزاہم اللہ خیرالجزاء۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ کے مذکورہ بالا ارشادات و اشارات کی حیثیت ایک متن کی ہے جس کی شرح وتفصیل ناظرین کو اس مقدمہ کے بعد انوارالباری میں جا بجا ملے گی، ان شاء الله، **وما توفيقي الا بالله العلي العظيم استغفره و اتوب اليه۔**

تنقید رواۃ بخاری کی جواب دہی میں حافظ نے پوری سعی کی ہے جو مقدمہ فتح الباری میں قابل دید ہے۔

تہذیب میں ۱۲ صفحات لکھے ہیں اور آخر میں یہ بھی لکھا کہ جس شخص کی عدالت ثابت ہو چکی ہو اس کے بارے میں کوئی جرح بھی قبول نہ کی جائے گی، معلوم نہیں اس اصول کو امام اعظم اور اصحاب الامام کے لئے کیوں نہیں برتا گیا، ان کی تعدیل وتوثیق بھی تو خود ان کے زمانہ خیرالقرون کے اکابر رجال نے بالاتفاق کر دی تھی پھر بعد کے لوگوں نے ان پر بے بنیاد جرح کا سلسلہ جاری کیا تو اس کو اہمیت دے دے کر ہر زمانہ میں ابھار ابھار کر آگے بڑھانے کی کوشش کیوں کی گئی؟" ع "توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کم تر چے کنند"؟

حافظ نے یہاں ایک اجمالی جواب بھی دیا ہے کہ ہر منصف کو جاننا چاہئے کہ صاحب صحیح نے جب کسی راوی سے روایت کی ہے تو اپنے نزدیک اس کی عدالت سے مطمئن ہو کر ہی کی ہے اور وہ خود اس راوی کے اچھے برے حال سے پورے واقف تھے، ان سے غفلت کیسے ہوتی؟ خصوصاً جب کہ جمہور آئمہ حدیث نے ان کی جلالت قدر کی وجہ سے ان کی کتاب کو "صحیح" کا لقب دیا ہے اور یہ دوسرے محدثین کو حاصل نہیں، پس گویا جمہور کا اس

Marfat.com

امر پر بھی اتفاق سمجھنا چاہئے کہ جن رواۃ کو صاحب صحیح نے ذکر کیا وہ سب عادل ہی تھے، لہذا اب کوئی طعن و جرح رواۃ صحیحین پر اس وقت تک قابل اعتنا نہ ہوگی جب تک کہ وجوہ قدح کو صاف طور سے شرح کر کے نہ بیان کیا جائے، پھر یہ بھی دیکھا جائے گا کہ واقع میں بھی وہ قدح جرح بننے کی صلاحیت رکھتی ہے یا نہیں اور حضرت شیخ ابوالحسن مقدسی تو ہر راوی صحیح کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو پل[1] سے گزر چکا ہے۔

یعنی اس کے بارے میں کوئی نقد قابل لحاظ نہیں شیخ ابوالفتح قشیری فرماتے تھے کہ یہی ہمارا[2] بھی عقیدہ ہے اور اسی پر عمل بھی ہے، شیخین (بخاری و مسلم) کی کتابوں کو جب صحیحین مان لیا گیا تو گویا ان کے رواۃ کی عدالت بھی مسلم ہوگئی ان میں کلام کرنا صحیح نہیں۔

پھر وجوہ طعن پر مفصل بحث کرنے کے بعد حافظ نے یہ بھی کہا کہ بعض لوگوں نے بعض عقائد کے اختلاف کی وجہ سے طعن و جرح کی ہے، لہذا اس پر متنبہ رہنا چاہئے اور اس پر جب تک وہ امر حق ثابت نہ ہو عمل نہ کرنا چاہئے، اسی طرح اہل ورع وزہد نے ان لوگوں پر عیب لگایا جو دنیوی کاروبار میں لگے حالانکہ وہ صدق و دیانت کے اعتبار سے اس سے بھی زیادہ نا قابل اعتبار وہ تصنیف ہے جو بعض رواۃ کے دوسروں کے تعلق یا باہمی معاصرۃ کی وجہ سے کی گئی اور سب سے زیادہ غیر ضروری تصنیف ان کی ہے جو اپنے سے زیادہ باوثوق اور عالی قدر و منزلت اور علم حدیث کے زیادہ عالم و واقفوں پر کی جائے غرض ان سب جروح و طعن کا کوئی اعتبار نہیں۔ (مقدمہ فتح)

اس کو نقل فرما کر حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے فرمایا کہ "جب یہ سب باتیں امام بخاری و مسلم کی شان میں درست ہیں تو اس سے انکار کیسے کیا جا سکتا ہے کہ یہی سب باتیں آئمہ مجتہدین کے حق میں بھی واجب التسلیم ہونی چاہئیں جو علو شان اور جلالت قدر میں شیخین سے بھی زیادہ ہیں کیونکہ وہ آئمہ کبار بہر حال امام بخاری و مسلم کے شیوخ اور شیوخ المشائخ تھے، اور ان کے مراتب عالی خواہ کتنے ہی بلند ہوں اپنے ان اکابر اساتذہ و مشائخ سے یقیناً کم ہیں، ان کے برابر نہیں ہو سکتے" جیسا کہ ان کے حالات و سوانح سے پہلے معلوم ہو چکا ہے۔

جلالت قدر اور اہتمام صحت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ جن لوگوں نے ان کی روایات پر نقد کیا ہے ان کا قول زیادہ سے زیادہ ان کی تصحیح کے معارض ہو سکتا ہے، باقی

Marfat.com

ان کا فضل و تقدم دوسروں پر اس میں تو کسی شک وریب کی گنجائش ہی نہیں، لہذا اجمالی طور سے اعتراض ختم ہو جاتا ہے۔

حافظ کے اتباع میں اس جواب کو حافظ سیوطی نے بھی تدریب میں اور پھر ان کے بعد والوں نے بھی اختیار کیا ہے، حضرت علامہ محقق شیخ الحدیث دام فیضہم نے مقدمہ لامع میں ص ۳۷ پر ان مذکورہ بزرگوں کے اقوال نقل فرمانے کے بعد کیسے موقع کی بات فرمائی کہ جس طرح یہ جبال العلم، جلیل القدر محققین اس اجمالی جواب کے اختیار کرنے پر مجبور ہوئے اور پھر ان اکابر متبعین نے بھی اس کو پسند و اختیار کیا تو یہی جواب آئمہ مجتہدین کے مستدلات میں نہیں چل سکتا؟ جس طرح امام بخاری و مسلم کا فضل و تقدم ان کے بعد والوں پر تسلیم ہے، کیا اسی طرح آئمہ متبوعین کی جلالت قدر اور فضل و تقدم امام بخاری و دیگر مسلم محدثین پر مسلم نہیں''؟

پھر امام اعظمؒ کا فضل و تقدم باقی آئمہ و متبوعین پر بھی ظاہر و باہر کر دیا ہے کہ یہ سب امام صاحب کے فقہ میں دست نگر اور حدیثی سلسلہ سے تلامیذ تھے''، والعلم شرقاء وغربا، برا بحر اندوبینہ رضی اللہ عنہ''۔ (ابن ندیم)

بہر حال یہ بات یقینی ہے کہ صحیح بخاری کی کچھ روایات پر تنقیدات ہوئی ہیں جن کے جواب کے لئے حافظ نے توجہ فرمائی اور کشف الظنون میں شروح بخاری کے تذکرہ میں ایک شرح ابوذر احمد بن ابراہیم حلبی (۸۸۴ھ) کی مذکور ہے جس کا نام ''التوضیح الاوہام الواقعۃ فی الصحیح'' ہے۔

ہمارے حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اوہام صحیحین پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں، حضرت شیخ دام ظلہ نے اس موقع پر ۳۰ مقامات پر جلد اول صحیح بخاری سے اور ۲۰ جلد ثانی سے ذکر کئے ہیں، اوہام کی تفصیلات، جوابات نقل فرمائے ہیں اور جا بجا قیمتی تبصرے بھی ہیں۔

چند اوہام بطور مثال افادہ ناظرین کے خیال سے ہم بھی ذکر کرتے ہیں۔

(۱) شبابہ بن سوار لمدینی: امام احمدؒ نے فرمایا کہ میں نے اس سے روایت ارجاء کی وجہ سے چھوڑ دی، ابن المدینی نے کہا کہ صدوق تھے، مگر عقیدہ ارجاء کا رکھتے تھے، لیکن باوجود اس کے بخاری باب الصلوٰۃ علی النفساء میں حدیث ان سے مروی ہیں۔

Marfat.com

(۲) عبدالحمید بن عبدالرحمٰن ابو یحییٰ اعمال الکوفی من شیوخ البخاری: ابوداؤد نے فرمایا کہ کئی قسم کے مرجئ تھے، لیکن بخاری سے "باب حسن الصوت بالقراءۃ" میں حدیث ان سے موجود ہے۔

(۳) عمر بن خدا ہمدانی: ان کو بھی صدوق ثقہ لیکن ارجاء کے خاص طور سے قائل تھے، مگر بخاری میں باب "اذادعی الرجل فجاءہل یستاذن" میں حدیث کے راوی ہیں۔

(۴) عمرو بن مرۃ الجملی: ابوحاتم نے کہا ثقہ تھے مگر ارجائی عقیدہ کے، پھر بھی بخاری میں حدیث متی الساعۃ؟ باب علامۃ الحب فی اللہ میں روایت ہے۔

(۵) ورقاء بن عمر: ابوداؤد نے فرمایا کہ ورقاء صاحب سنت تھے، مگر ان میں ارجاء تھا، بخاری باب میں حدیث سقوط قحلہ علی وجہ کعب بن عجرہ ان سے مروی ہے۔

(۶) بشر بن محمد السختیانی (۷) سالم بن عجلانی

(۸) شعیب بن اسحاق، خلاد بن یحییٰ وغیرہ وغیرہ۔

ایسے رواۃ بکثرت ہیں جو ارجاء سے متہم ہوئے اور امام احمد وغیرہ نے ان سے روایت حدیث نہ کی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ارجاء بدعت ہوگا، ورنہ ارجاء سنت نہ معیوب تھا نہ ان کے ساتھ کسی راوی کے متہم ہونے کی وجہ سے اس سے ترک روایت کی جاتی تھی، اسی لئے امام صاحب وغیرہ کو کسی نے اس زمانہ کے بڑوں میں سے یہ نہیں کہا کہ مرجئ تھے، اس لئے روایت نہیں کی گئی بعد کے لوگوں نے ارجاء کے عام و مشترک معنی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو مشکوک بنانے کی سعی کی ہے۔ واللہ المستعان۔

روایات بخاری

کل روایات بخاری جن پر نقد کیا گیا ہے (۱۱۰) ہیں جن میں سے ایک ایک کو ذکر کر کے حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں جواب دہی کی ہے اور آخر میں کہا کہ یہ سب ہیں جن پر حفاظ و ناقدین حدیث اور علیل اسانید و خفی کمزوریوں پر کڑی نظر رکھنے والوں نے تنقید کی ہے۔

ان میں سے ۳۲ روایات تو وہ ہیں جن میں امام مسلم بھی شریک ہیں، باقی ۷۸ میں سے اکثر وہ ہیں کہ ان پر سے اعتراض آسانی سے اٹھ سکتا ہے، البتہ کچھ ایسی بھی ہیں جن کے جواب میں کمزوری ہے اور بہت کم ایسی ہیں جن کے جوابات غیر تسلی بخش ہیں (ان جوابات

Marfat.com

کے نمونے بھی آگے ذکر ہوں گے)

دارقطنی وغیرہ کے ان ایرادات، مشار الیہا سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ صحیح بخاری کی تلقی بالقبول کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی سب کی سب احادیث کی صحت پر اجماع ہوگیا کیونکہ یہ مواضع ایسے بھی ہیں کہ جن کی صحت متنازع فیہ ہے، اسی لئے خود ابن صلاح نے بھی ان مواضع کو مستثنیٰ قرار دیا، جن پر دارقطنی وغیرہ نے تنقید کی ہے اور شرح مقدمۂ مسلم مین کہا کہ بخاری ومسلم پر جو مواخذہ یا قدح معتمد حفاظ حدیث کی طرف سے وارد ہے وہ ہمارے فیصلہ سابق سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اتنے حصے کے تلقی بالقول پر اجماع نہیں ہوا، اس موقع پر امام نووی کا کلام شرح مسلم میں ان کے کلام شرح بخاری سے مختلف ہے اور جس طرح انہوں نے اس مسئلہ کو لپیٹنے کی سعی کی ہے وہ کامیاب نہیں ہے۔ (کتاب الطلاق) میں حافظ ابومسعود دمشقی کے تعصب پر ابوعلی نے کہا کہ حافظ موصوف نے اچھی تنبیہ کی اور حافظ نے کہا کہ اس اعتراض کے مقابلہ میں ہمارے جواب کی حیثیت صرف اقناعی ہے اور یہ ان سخت دشوار مواضع میں سے ہے کہ ان کا صحیح جواب آسان نہیں "لابد للجواد من کبوہ" واللہ المستعان۔ (کتاب الذبائح) میں ص ۳۷۴ دارقطنی کے ایک اعتراض پر کہا کہ اعتراض صحیح ہے، علت ضعف ناقابل انکار ہے اس لئے اس کا جواب تکلف وبناوٹ سے خالی نہیں ہوسکتا۔

معلوم ومتکلم فیہا روایات بخاری کے سلسلے میں جو دفاع وجواب دہی حافظ نے کی ہے وہ مقدمہ فتح الباری میں قابل مطالعہ ہے اور ایک عالم خصوصاً معلم ومتعلم حدیث اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا، ہمارے سلسلہ کے اساتذہ وطلبہ حدیث کی یہ بہت بری کوتاہی ہے کہ ان کا مطالعہ درسیات تک محدود رہتا ہے، تحصیل علم حدیث کے وقت خاص طور سے وسیع مطالعہ اور معانی حدیث ورجال پر بڑی توجہ دینی چاہیئے جو ہمارے اکابر وسلف کا طرہ امتیاز رہا ہے، آج ہم میں کتنے ہیں جو امام محمدؒ کی جامع کبیر اور کتاب الحج کو یا امام ابویوسفؒ کی کتاب الخراج اور الرد علی سیر الاوزاعی کا مطالعہ کرتے اور سمجھتے ہیں، جن سے ان حضرات کی علمی تحقیقات و تدقیقات کا کچھ اندازہ ہو، یہ علمی نادر خزانے چھپ کر شائع ہوئے، مگر ایسے وقت کہ پڑھنے والے نادر ہوگئے اور ہمارے اکابر اساتذہ ان کی زیارت کو ترستے تھے، آج امام بخاری کے

Marfat.com

تبحر علمی اور ابواب و تراجم بخاری کی دقت و باریکیوں کا پروپیگنڈا ہے، مگر علوم قرآن و حدیث میں یہ تجرد و دقت نظر ان میں کہاں سے پیدا ہوئی تھی یہ حمیدی ایسے غیر فقیہ اساتذہ سے دقت نظر نہیں پیدا ہوئی بلکہ امام احمدؒ (تلمیذ امام ابی یوسف) سے جو خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھے دقت نظر امام محمد کی کتابوں سے حاصل ہوئی، یحیٰ بن معین، تلمیذ امام احمد سے حاصل ہوئی جن کے بارے میں امام بخاری فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے کو صرف یحیٰ بن معین کے سامنے علمی لحاظ سے بے بضاعت پایا (النجوم الزاہرۃ) علی بن المدینی (تلمیذ یحیٰ القطان الامام الاعظمؒ) سے حاصل ہوئی ان کے بارے میں بھی امام بخاری تقریباً یہی کلمات فرمایا کرتے تھے، تلامذہ امام شافعیؒ سے حاصل ہوئی جو امام محمد کے تلمیذ خاص تھے۔

اور ان سب کو جو کچھ ملا وہ سب امام اعظمؒ کے علوم اجتہادیہ کا صدقہ ہے جن کی وجہ سے امام شافعی تمام علماء فقہا کو امام صاحب کا دست نگر فرمایا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن مبارک (جن کو امام بخاری اہل علم زمانہ فرماتے ہیں) اپنے زمانہ کے محدثین و رواۃ کو چھوڑ کر فرمایا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ کی ''رائے'' مت کہو، بلکہ تشریح حدیث کہو۔

افسوس ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب الضعفاء میں رجال پر بحث کرتے ہوئے وکیع (تلمیذ امام الاعظم) ابن مبارک (تلمیذ الامام) یحیٰ القطان (تلمیذ امام) اور علی بن المدینی و امام احمد کے فیصلوں کا حوالہ دیا ہے اور یہ سب امام اعظم کی مدح و ثناء میں رطب اللسان ہیں، پھر بھی امام صاحب اور اصحاب امام پر نقد کرتے ہوئے ان حضرات کی کسی بات کا خیال نہیں فرمایا اور امام صاحب وغیرہ سے کسی باعث رنجش کی وجہ سے شیخ حمیدی، اسماعیل بن عرعرہ وغیرہ پر بھروسہ کر لیا، اور آپ پڑھ چکے کہ کیسے کیسے کلمات استعمال فرمائے، جس شخص کو یہ فخر ہو کہ کبھی کسی کی غیبت نہیں کی، خدا کی شان کہ وہ ایسے ایسے بڑے آئمہ دین کے بارے میں کیا کچھ نہیں کہ گیا، خدا کرے یہ نسبتیں ان کی طرف غلط ہوں، خدا کرے یہ سب نسبتیں ان کی طرف غلط ہوں یا کسی واقعی بہت بڑی غلط فہمی سے ایسا ہوا ہو تا کہ آخرت کا مواخذہ نہ ہو اور ''لاتثریب علیکم الیوم'' کی بشارت سے مطمئن ہوں۔ آمین۔

یہاں کچھ نمونے حافظ کی جواب دہی کے پیش کیے جاتے ہیں:

Marfat.com

امام ابوعلی جبائی نے اعتراض کیا کہ زہری کی روایت میں امام بخاریؒ نے اخبرنی عبدالرحمٰن بن عبداللہ کی جگہ اخبرنی عبداللہ بن عبداللہ لکھ دیا اور یہ غلطی کتاب کی بھی نہیں کیونکہ امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔

حافظ نے تسلیم کیا کہ اعتراض صحیح ہے، واقعی امام بخاریؒ سے سبقت قلم ہوگئی (مقدمہ فتح الباری باب السیرۃ النبویہ ص ۳۶۸ طبع میریہ بولاق)

(۲) حافظ ابومسعود دمشقی نے اعتراض کیا کہ کتاب التفسیر کی ایک روایت میں ابن جریج عطاء خراسانی سے تفسیر کا سماع معلوم ہوتا ہے حالانکہ انہوں نے عطاء خراسانی سے کچھ نہیں سنا، اس تعقب پر ابوعلی نے کہا کہ حافظ موصوف نے اچھی تنبیہ کی اور حافظ نے عطاء بن ابی رباح کا احتمال بنا کر کچھ جواب بنایا، مگر پھر خود ہی اس اعتذار کے بعد کہا کہ ہمارے اس جواب کی حیثیت صرف اقناعی ہے اور یہ ان سخت دشوار مواضع میں سے ایک ہے جن کا جواب آسان نہیں۔

ولا بد للجو ادمن کبوۃ، واللہ المستعان۔ یعنی عمدہ گھوڑا بھی ٹھوکر کھاتا ہے، خدا ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے (مقدمہ، کتاب الطلاق ص ۳۷۴)

(۳) دارقطنی کے ایک اسنادی اعتراض پر حافظ نے کہا کہ گرفت بجا ہے، بات وہی ہے جو دارقطنی نے کہی، روایت کا سقم ظاہر ہے اور اس کا جواب تکلف اور بے ضرورت کھینچ تان سے خالی نہیں (مقدمہ کتاب الذبائح ص ۳۷۴)

(۴) دارقطنی ہی کے ایک دوسرے اعتراض کے جواب میں حافظ نے اعتراف کیا کہ علت ایراد پوری طرح ختم نہیں ہوئی، لہٰذا امام بخاری کی طرف سے معذرت کی جاتی ہے (مقدمہ کتاب الجنائز ص ۳۵۴)

اوہام بخاری

اوہام صحیحین پر مستقل کتابیں لکھی گئیں اور بعض اوہام کی طرف ہم بھی یہاں اشارات دے رہے ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ بخاری و مسلم کا جو مقام مسلم ہے اس میں کلام ہے، خصوصاً بخاری کی صحیح کو جو فوقیت و فضیلت بعد کی تمام کتب حدیث پر ہے وہ ناقابل انکار ہے،

Marfat.com

لیکن امام بخاری بھی آخر ایک بشر ہی تھے اور کچھ اوہام واغلاط سے ان کی شان کم نہیں ہوجاتی، بلکہ اس اعتبار سے اور بھی امتیاز مل جاتا ہے کہ اگر کتاب میں کچھ نقائص تھے خواہ وہ رواۃ کے اعتبار سے ہوں یا روایات کے لحاظ سے یا اوہام کے طور پر ہوں یا تکرار احادیث کی صورت میں، ان پر دوسرے محدثین نے بے تکلف انتقاد کیا اور اس بارے میں امام بخاری کی جلالت قدر سے نہ مرعوب ہوئے نہ ان کے ساتھ کوئی رورعایت کی۔

پھر ان کمزوریوں کے متعین ہوجانے کے بعد پوری کتاب کی قدروقیمت میں اور بھی اضافہ ہوجاتا ہے، جو احادیث ضعیف رواۃ کے سبب ضعیف ہیں وہ دوسرے متابعات کی وجہ سے قوی ہوگئیں۔

ہمارے نزدیک حجیت حدیث پر ایک بہت بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ جامع صحیح بخاری جیسی عظیم المرتبت اور جلیل القدر کتاب کی بھی معلول متکلم فیہا روایات اور اوہام پر سب ہی محدثین نے کڑی نظر رکھی اور ہر قابل تنقید امر پر نقد صرف اس لئے ضروری سمجھا کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف وشفاف آئینہ کو ہر قسم کے گردوغبار سے محفوظ رکھیں، تاکہ قرآن مجید کی آیات بینات کی طرح احادیث صحیح پر بھی بے تامل عمل درآمد ہوسکے۔

حدیث ابن عمرؓ باب قولہ تعالیٰ "نسائکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم" (ص ۶۴۹ مطبوعہ رشیدیہ) حضرت ابن عمرؓ کی طرف جس قول کی نسبت کی گئی ہے وہ بے اصل ہے اور دوسرے محدثین نے اس کے خلاف روایات کی ہیں، مثلاً ترمذی عن ابن عباس، مسند احمد، ابن ماجہ دارمی وترمذی عن خزیمہ بن ثابت، مسند احمد وابوداؤد، عن ابی ہریرہ، مشکوٰۃ عن ابی ہریرہ، لہٰذا اخلاف روایت ودرایت ہوا۔

حدیث ابی بن کعبؓ اذا جامع الرجل المرأۃ، فلم ینزل، قال یغسل مامس المرأۃ، قال ابوعبداللہ (البخاری) الغسل احوط (کتاب الغسل ص ۴۳) یہ حدیث دوسری احادیث بخاری ومسلم وغیرہ سے منسوخ ہیں اور قاضی ابن العربی نے صحابہ وآئمہ اربعہ کا وجوب غسل پر اجماع نقل کیا ہے مگر امام بخاری نے غسل کو صرف احوط کہا۔

کتاب الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل "واذکر فی الکتاب مریم" (خ ص ۴۸۹) سند حدیث میں بجائے ابن عباس کے ابن عمر لکھا گیا، حافظ نے کہا کہ بخاری کے تمام نسخوں

Marfat.com

میں اسی طرح ہے، حالانکہ غلط ہے، اس پر علامہ عینی نے بھی تنبیہ کی ص ۴۴۶ ج ۷۔

کتاب الطلاق (بخاری ص ۱۰۳۱) فدخل علی حفصة، حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ بخاری کو وہم ہوگیا ہے۔

یہ قصہ بیت زینب کا ہے، امام بخاری نے چاروں جگہ بیت حفصہ ہی قرار دیا ہے، بخاری ص ۷۹۲، ۷۹۳ کے حاشیہ میں فتح الباری سے نقل ہوا کہ کتاب الہبۃ میں ہے کہ دو پارٹیاں تھیں، ایک میں حضرت عائشہ، حفصہ، سودہ اور حفصہ تھیں، دوسری میں زینب بنت جحش، ام سلمہ وغیرہ اس لئے یہ جملہ مذکورہ روایت کے بھی خلاف ہے۔

باب ماذکر فی الاسواق میں حتی اتی سوق بنی قینقاع فجلس بفناء بیت فاطمة (ص ۲۸۵، بخاری، رشیدیہ) یہ غلط ہے کیونکہ حضرت فاطمہؓ کا گھر سوق بنی قینقاع میں نہیں تھا، بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیوت کے درمیان تھا۔ امام مسلم نے روایت صحیح کی ہے، اس طرح ثم انصرف حتی اتی فناء فاطمة۔

یہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دن کے کچھ حصے میں نکلے میں بھی ساتھ تھا، لیکن نہ حضور مجھ سے بات کرتے تھے (شاید کسی تفکر کی وجہ سے) اور نہ میں بات کرتا تھا (غالباً حضور کی ہیبت سے یا اس خیال سے کہ مشغول بہ فکر ہیں، اسی حالت میں حضور بنی قینقاع کے بازار تک پہنچے اور حضرت فاطمہؓ کے گھر کے صحن میں بیٹھ گئے، الخ۔

مسلم شریف میں روایت حضرت سفیان سے ہے کہ ''حضور بازار مذکور تک تشریف لے گئے اور لوٹ کر آئے تو حضرت فاطمہؓ کے گھر کے صحن میں بیٹھے'' (الخ) امام بخاری کو متنبہ نہیں ہوا، جس سے ناقص روایت نقل ہوگئی، حافظ نے بھی اس فروگذاشت کا اعتراف کیا ہے۔

بعض تراجم میں امام بخاری نے غالباً یہ بتلانے کے لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں ہم بھی کسی دوسرے کو ایسے ہی مواقع میں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، دوسرے شخص کو ویلک، اخساء، یحک، مرحبا وغیرہ کہہ سکتے ہیں، یا کسی ناحق بات کو لیس بشیء (یہ کچھ نہیں کیونکہ حق نہیں) کہہ سکتے ہیں، امام صاحبؒ کا مقصد ضرور صحیح ہوگا، مگر کچھ حضرات نے امام صاحب کے طرز استدلال پر

Marfat.com

اعتراض کیا ہے اوراس کواہانت آمیز بھی قرار دیا ہے کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظ رجل سے تعبیر کیا (ص ۹۱۰ سے ص ۹۱۸ تک یہ کلمات موجود ہیں)۔

اتنی بات ضرور ہے کہ طرز استدلال اور تعبیر کا یہ طریقہ خلاف ادب ہے اوراس سے بہت بہتر طرز وطریق سے مقصد مذکورادا ہوسکتا تھا۔

باب ایجاب التکبیر افتتاح الصلوٰۃ (خ ص ۱۰۱) علامہ عینی نے اعتراض کیا کہ بجائے ایجاب یہاں لفظ وجوب ہونا چاہئے تھا۔

کتاب الزکوٰۃ، باب فضل الصدقہ ص ۱۹۱، حضرت عائشہؓ کی حدیث کہ بعض ازواج مطہرات نے حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہم میں سے کون پہلے آپ سے ملے گا؟ آپ نے فرمایا کہ جس کا ہاتھ تم میں سے زیادہ لمبا ہے، اس کو سن کر سب ازواج مطہرات نے لکڑی لے کراپنے ہاتھوں کو ناپنا شروع کر دیا اور سودہؓ کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا نکلا، پھر ہم بعد کو ہمیں معلوم ہوا کہ ان کے درازی ید کا مطلب صدقہ تھا کہ وہی حضور سے پہلے جاملیں اور صدقہ ان کو بہت محبوب تھا۔

امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں بھی سودہ ہی کی وفات کو سب سے پہلے قرار دیا ہے، امام بیہقیؒ نے بھی اسی طرح روایت کی اور خطابی نے یہ بھی لکھ دیا کہ حضرت سودہؓ کا سب سے پہلے حضور سے جاملنا، صداقت نبوت کی نشانیوں میں سے ہے۔

لیکن یہ مشہور کے خلاف ہے، کیونکہ اہل سیر کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلے حضرت زینب کی وفات ہوئی، یعنی ۲۰ھ، حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں، اور حضرت سودہ کی وفات ۵۴ھ میں حضرت معاویہؓ کے دور میں ہوئی۔

علامہ نووی اور ابن بطال وغیرہ نے بھی یہی تحقیق کی ہے اور اجماع اہل سیر حضرت زینب کی پہلے وفات پر نقل کیا (فتح ص ۱۸۴ ج ۳) اور علامہ عینی نے کہا کہ اس حدیث میں کسی راوی سے غلطی ہوئی ہے، جس پر امام بخاری کو متنبہ نہیں ہوا اور نہ بعد کے شراح نے خیال کیا حتیٰ کہ بعض نے اس کو اعلام نبوۃ سے کہا، حالانکہ یہ سب وہم ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ حضرت زینب تھیں اور صدقہ بھی سب سے زیادہ وہی کرتی تھیں اور صحیح

Marfat.com

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے صحیح روایت موجود ہے، جس میں ہے کہ حضرت زینبؓ کا ہاتھ سب سے لمبا تھا، کیونکہ وہ صدقہ بہت کرتی تھیں۔

حافظ نے اس موقع پر طویل کلام کیا ہے، مگر ترجیح مسلم والی رویات ہی کو دی ہے اور مستدرک حاکم نے حضرت عائشہؓ سے دوسری حدیث بھی نقل کی ہے جس میں زیادہ تفصیل ہے اور وہ بھی شرط مسلم پر ہے، اس کے بعد امام بخاری کے لئے تاویل سے کچھ گنجائش نکالی ہے، ابن جوزی نے بھی کہا کہ امام بخاری کو تنبہ نہیں ہوا کہ اس حدیث میں غلطی ہے۔ واللہ اعلم۔

باب اذا استشفع المشر کون بالمسلمین عند القحط (ص ۱۴۱) کے ضمن میں پہلا واقعہ قریش مکہ کا ہے اور دوسرا اہل مدینہ کا ہے، امام بخاری نے دونوں کو ساتھ ملا دیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرا واقعہ بھی مکہ ہی کا ہے۔

علامہ عینی نے مفصل ایراد اور وجہ ایراد لکھی ہے۔

کتاب المکاتب (۳۴۷) پر بریرہ نے حضرت عائشہ سے بدل کتابت ادا کرنے کے لئے استعانت کی، اس جگہ علامہ عینی نے دو اعتراض کئے ایک یہ کہ لیث ابن شہاب سے بلاواسطہ راوی ہیں، پس یونس کا واسطہ صحیح نہیں۔ دوسرے یہ کہ تسعہ اوراق کی جگہ خمسۃ اوراق بھی غلط ہے۔

باب الصوم من آخر الشهر (ص ۲۶۶) اظنه قال رمضان یہ قول مرجوح بلکہ غیر صحیح تھا، اس کے بعد امام بخاری نے اصح قول شعبان بتایا حالانکہ رمضان کے آخر میں نفل روزے کی صحت ہی درست نہیں کہ اس کے مقابلے میں شعبان کے قول کو اصح کہا جائے، نہ غیر صحیح قول کے درج کرنے کی ضرورت تھی، اور وہ بھی ابتداء میں۔

باب من این یخرج من مکة (ص ۲۱۴) آگے ذکر کیا کہ خرج عن کدی من اعلی مکة، کدی باالقصر اعلیٰ مکه کو نہیں بلکہ اسفل مکہ کو کہتے ہیں اس سے قبل امام بخاری نے کئی حدیث روایت کیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ میں داخل ہوتے تھے تو اعلیٰ حصہ سے داخل ہوتے اور جب نکلتے تو بائیں جانب سے۔

یہاں حافظ نے بھی کہا کہ غلطی ہوئی اور دوسروں نے صحیح روایت کی ہے کہ دخل من کدا (من اعلی مکۃ)

Marfat.com

باب العون بالمدد (ص ۴۳۱) حدیث ان النبی صلی الله علیه وسلم اتاه رعل و ذکوان (عصیبه وبنو لحیان کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ سب قبیلے آئے۔ اسلام ظاہر کیا اور مدد طلب کی، پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷۰ انصاری ان کے ساتھ بھیج دیئے جو قراء تھے، بئر معونہ پر پہنچے تھے کہ ان لوگوں نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غدر کیا اور قتل کر دیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک دعاء قنوت پڑھی جس میں رعل، ذکوان اور بن لحیان پر بددعا کرتے تھے۔

یہاں دو غلطیاں ہوئی، ایک تو یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے والے صرف قبیلہ رعل کے آدمی تھے، بئر معونہ پر پہنچ کر ذکوان وعصیہ قبیلے کے لوگ بھی ان کے ساتھ ہو لئے اور شریک قتل ہوے۔

دوسرے یہ کہ بنو لحیان قبیلہ نہ آنے والوں میں تھا اور نہ بئر معونہ کے رہنے والے تھے، نہ اس موقع پر انہوں نے قتل قراء مذکورین میں شرکت، البتہ ایک دوسرے واقعہ میں اس طرح ہے کہ غزوۂ احد کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ عضل وقارہ کے لوگ پہنچے اور اسلام ظاہر کیا اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کچھ اصحاب بھیج دیجئے جو ہمیں فقہ کی تعلیم دیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ دس صحابہ بھیج دیئے وہ مقام رجیع تک پہنچے تھے کہ ان کے ساتھ جانے والوں نے غدر کیا وہاں کے باشندوں نے بنو لحیان کو بھی اپنے ساتھ کر لیا اور ان دس صحابہ کو بھی شہید کر دیا، یہاں حافظ نے قرب زمانہ کی تاویل سے جواب دیا ہے۔

چونکہ یہ دونوں واقعات قریب قریب زمانہ میں پیش آئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے قنوت کی بددعا میں سب کو شامل کر لیا لیکن ظاہر ہے کہ محل اعتراض دو واقعات کو یکجا کرنا ہے ہی نہیں، قرب وغیرہ کسی مناسبت سے دو نہیں دس بیس واقعات بھی یکجا کرنے میں مضائقہ نہیں، یہاں تو اعتراض ہی دونوں دوسرے ہیں، اس لئے ہم نے اوپر پوری تفصیل دیدی ہے، فافہم۔

باب قوله تعالیٰ و اذکر رحمة ربک عبده ذکریا (۴۸۷) میں لقد بلغت من الکبر عتیا، عصیا، یہاں عصیا بالصاد صحیح نہیں بلکہ بالسین عسیا صحیح ہے، حافظ اور عینی دونوں نے

Marfat.com

اس پر تنبیہ کی ہے، لغت کے اعتبار سے عسی بڑھانے کا آخری درجہ ہے اور وہی یہاں مراد ہے۔

باب قصه غزوه بدر (ص۵٦٣) قال وخشی قتل حمزة طیمة بن عدی بن الخیار یوم بدر، یہ صحیح نہیں بلکہ صحیح عدی بن نوفل ہے، تمام شراح بخاری و حافظ عینی، قسطلانی وغیرہ نے یہی تصریح کی ہے۔

باب غزوة الرجیع ورعل وذکوان و بئر معونة (ص۵۸۵) یہاں علاوہ دو غلطی سابق ایک اور یہ غلطی ہوئی کہ دوغزوات کے دومختلف واقعات کو ایک درجہ میں اسی طرح لائے جیسے ایک ہی واقعہ ہو، حافظ نے اس پر تنبیہ کی ہے۔

باب این رکز النبی صلی الله علیه وسلم الرایة یوم الفتح (ص٦١٣) اس کے بعد امام بخاری نے روایت ذکر کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو فتح مکہ کے دن اعلیٰ مکہ سے داخل ہونے کا حکم فرمایا اور خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کدی یعنی اسفل سے مکہ داخل ہوئے۔

حافظ اور قسطلانی نے کہا کہ یہ روایت ان روایات صحیحہ کے مخالف ہے جو خود بخاری میں آگے آرہی ہیں کہ حضور اکرم اعلیٰ مکہ سے داخل ہوئے اور خالد اسفل مکہ سے داخل ہوئے اور ابن اسحٰق نے بھی اس کو صحیح وقطعی قرار دیا ہے۔

سورہ قل اعوذ برب الناس کی تفسیر (ص٧٤٤) میں خناس کو محاورۃ خنسہ الشیطان سے قرار دیا ہے، علماء نے خنسہ کو نحسہ کی تصحیف قرار دیا، کیونکہ خنس لازمی ہے متعدی نہیں جس کے معنی رجوع وانقباض کے ہیں، حافظ نے کہا کہ قولہ خنسہ الشیطان کو ابن عباس کی طرف بھی منسوب کرتے ہیں، مگر اس کی سند ضعیف ہے (والبحث فیہ طویل)

تدلیس: جزائری نے کہا کہ ''تدلیس الشیوخ'' یہ ہے کہ محدث اپنے شیخ سے حدیث سنے، لیکن روایت کے وقت اس شیخ کا وہ نام کنیت، نسبت یا وصف بیان کرے جس سے وہ شیخ مشہور نہ ہو۔ (مقدمہ فتح الملہم ص۳۹)

حافظ ابن حجر نے بھی طبقات المدلسین ص۴ پر یہی تعریف کی، فخر الاسلام نے اس کا نام تلبیس رکھا، سخاوی نے کہا کہ اسی کے قریب بخاری کی وہ روایات بھی ہیں جو امام بخاری نے

Marfat.com

اپنے شیخ ذہلی سے روایت کیں، تیس جگہ روایت کی مگر کسی جگہ باپ کی طرف نسبت کر کے محمد بن یحییٰ نہیں کہا بلکہ کہیں تو صرف حدثنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا اور کہیں دادا کی طرف نسبت کرے محمد بن عبداللہ کہا اور کبھی پردادا کی طرف نسبت کر کے محمد ابن خالد کہا، کہا گیا کہ اس طرح روایت کرنے سے سننے والوں کو وہم ہوسکتا ہے کہ یہ روایتیں بہت سے مختلف شیوخ سے ہیں، علامہ سخاوی نے یہ بھی فرمایا کہ اس سے یہ ضروری نہیں کہ روایت کرنے والے کی نیت بھی ایسی ہی ہو، بلکہ اہل ورع وتقویٰ کی طرف گمان بہتر ہی کرنا چاہئے۔

علامہ ابن دقیق العید نے کہا کہ کبھی ثقہ شیخ کی تدلیس میں بھی کوئی مصلحت ہوتی ہے، مثلاً امتحان اذہان بابت معرفت رجال وغیرہ، اس کے علاوہ امام ذہلی کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ امام بخاری وذہلی میں اختلاف ہوگیا تھا، اس لئے امام بخاریؒ نے سوچا ہوگا کہ تصریح نام سے لوگ سمجھیں گے، اس تعدیل سے امام بخاریؒ نے امام ذہلی کے خیال کی بھی تصدیق کردی (مقدمہ فتح الملہم ص ۳۹)

حافظ نے طبقات المدلسین میں ص ۶ پر لکھا کہ ابوعبداللہ بن مندہ نے امام بخاریؒ کو مدلس کہا، کیونکہ بخاری نے قال فلاں اور قال لنا فلاں کہا جو تدلیس ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جس سے خود نہیں سنا تو قال فلاں کہا اور جس سے سنا لیکن شرط پر نہ تھا یا موقوف تھا تو قال لنا کہا، فتح الباری میں ہے کہ ایسا بخاری نے اس وقت کیا ہے کہ بطور مذاکرہ کسی اثر کو لیا ہو، لیکن یہ مطرد نہیں ہے کیونکہ بخاری میں ایسی بھی بہت جگہ ہیں کہ صحیح بخاری میں تو قال لنا کہا اور دوسری تصانیف میں اس کو حدثنا سے بیان کیا۔

علامہ ابن دقیق العید نے جو ثقہ شیخ کی تدلیس کو کسی مصلحت سے جائز کہا یا امام ذہلی کے بارے میں توجیہ کی گئی وہ قابل توجہ ہے لیکن جب امام بخاری نے خود ہی عبداللہ بن لہیعہ کو قدریہ فرقہ سے بتا کر ضعیف کہا تو ثقہ شیخ تو وہ نہ ہوئے، پھر امام بخاری نے ان سے روایت ''وغیرہ'' کے ذریعہ کی اور حافظ نے یقین سے کہا کہ بہت جگہ وغیرہ سے مراد عبداللہ بن لہیعہ ہی ہیں اور کوئی نہیں ہوسکتا تو اس کو تدلیس سے بچانے کی کیا توجیہ ہوگی؟ تاہم ہمارا یقین ہے کہ امام بخاری کی طرف کسی بھی بری نیت سے تدلیس کی نسبت درست نہیں، لہذا

Marfat.com

تدلیس کا اعتراض ان پر صحیح نہیں ہو سکتا۔

تدلیس سے بچنے کی ہر محدث نے کوشش کی ہے مگر ناقدین نے جہاں بھی شائبہ تدلیس محسوس کیا اس کی گرفت کی ہے، اس لئے دار قطنی نے امام مالک جیسے جلیل القدر امام کو بھی کسی بات پر مدلس کہہ دیا جس کی مدافعت علامہ ابن عبدالبر نے کی اور ابن مندہ نے امام مسلم کو بھی مدلس کہا اور حافظ نے طبقات المدلسین کے مرتبۂ خامسہ (آخر المراتب) میں قابل تعجب کہہ کر امام شعبہ کی طرف بھی تدلیس کی نسبت کو ذکر کیا حالانکہ وہ تدلیس سے انتہائی بے زار و متنفر تھے اور تدلیس سے دور دور رہنے میں ضرب المثل تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

امام بخاریؒ اور تراجم کی نامطابقت احادیث الباب سے

باوجودیکہ امام بخاریؒ کے سامنے بہت سی کتابیں، مبوب بہ ترتیب کتب فقہ و استنباط مجتہدین اور فقہ آئمہ اربعہ موجود تھیں، پھر بھی انہوں نے اپنی صحیح میں بعض احادیث کو ایسے ابواب میں داخل کیا ہے کہ ان ابواب سے ان احادیث کو کچھ بھی مناسبت نہیں ہے چنانچہ شارح مسلم نووی نے مقدمہ شرح مسلم میں (فصل ۶) ترجیح مسلم کی وجوہ میں ان امور کی طرف اشارہ کیا ہے اس جگہ صحیح بخاری کی چند احادیث بطور نمونہ پیش ہیں جن کو ترجمۃ الابواب سے مناسبت نہیں ہے۔

(۱) **باب الماء الذی یغسل به شعر الانسان**: اس کے تحت دو حدیث لائے ہیں حالانکہ دونوں کو کچھ بھی مناسبت عنوان مندرجہ باب سے نہیں ہے چنانچہ تیسیر القاری میں بھی اس پر تنبیہ کی ہے۔

(۲) **باب التیمم فی الحضر اذا لم یجد الماء وخاف فوت الصلوٰۃ**: امام بخاری نے نماز کو سلام پر قیاس کر کے استدلال کیا ہے، تیسیر القاری نے اس پر بھی تنبیہ کی ہے کہ قیاس مع الفارق ہے۔

(۳) **باب الصلوٰۃ فی القمیص والسراویل البنان و القباء**: تیسیر القاری نے کہا کہ حدیث ترجمہ کے ساتھ غیر مطابق ہے۔

(۴) **باب فضل صلوٰۃ الفجر فی الجماعۃ**: حالانکہ حدیث سے بظاہر نماز

Marfat.com

عشاء معلوم ہوتی ہے، پس استدلال غلط ہے۔

(۵) باب امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی لا تیمم الرکوع بالاعادۃ: حالانکہ حدیث میں حکم اعادہ مجموع ارکان پر ہے نہ صرف رکوع پر۔

(۶) باب وقت الجمعۃ اذا زالت الشمس: حالانکہ حدیث سے جواز جمعہ قبل دوپہر کے مفہوم ہوتا ہے۔

(۷) باب اذا فاۃ العید یصلی رکعتین وکذلک النساء ومن کان فی البیت والقری: ۲ حدیث لائے اور دونوں میں کوئی مناسبت نہیں ہے۔

(۸) باب فی کم تقصر الصلوٰۃ: اس کے بعد جو ۲-۳ حدیث لائے ہیں ان کو اس عنوان سے کوئی مناسبت نہیں ہے اور کسی طرح کا تعلق نہیں۔

(۹) باب الصلوٰۃ علی الجنائز بالمصلی والمسجد: حالانکہ حدیث میں رجم قریب وموضع جنائز عند المسجد کا ذکر ہے جس سے جنازوں کے لئے مسجد سے باہر جگہ مقرر ہونا معلوم ہوتا ہے (خلاف ترجمہ) قال ابن بطال لیس فیہ دلیل علی الصلوٰۃ فی المسجد، ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث سے مسجد میں نماز جنازہ پر استدلال درست نہیں ہے۔

(۱۰) باب الصدقہ قبل العید: حالانکہ حدیث میں مطلق صدقہ کا ذکر ہے۔

(۱۱) باب من لم یرالوضوء الا من المخرجین القبل والدبر: حالانکہ حدیث سے اس کے لئے استنباط یا استدلال درست نہیں۔

(۱۲) باب الوضوء من غیر حدث: حدیث اس کے مطابق نہیں ہے، کمانبہ علیہ فی تیسیر القاری ایضاً۔

(۱۳) باب من ادرک رکعۃ من العصر قبل الغروب: حالانکہ حدیث اس سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہے، بجز اس کے نماز عصر کا وقت آخر دن ہوتا ہے۔

(۱۴) باب وجوب القرأۃ الامام والماموم فی الصلوٰۃ فی الحضر السفر وما یجھر فیھا و ماتخافت: تیسیر القاری میں ہے کہ حدیث سے قرأت مقتدی پر تو کیا وجوب قرأۃ امام پر بھی دلالت نہیں ہے۔

Marfat.com

(۱۵) باب اتمام التکبیر فی الرکوع: تیسیر االقاری میں ہے کہ حدیث سے مضمون ترجمہ کا ثبوت نہیں ملتا۔

(۱۶) باب ہل یوذن اویقیم اذا جمع بین المغرب والعشاء: حدیث میں کوئی مطابقت کی بات ترجمہ سے نہیں ہے۔

(۱۷) باب صلوٰۃ القاعد بالایماء: حدیث میں ایماء کا کچھ ذکر نہیں ہے اور بخاریؒ نے دوسری جگہ اس حدیث کو صرف باب صلوٰۃ القاعدہ میں بھی نکالا ہے۔

(۱۸) باب طول القیام فی صلوٰۃ اللیل: حالانکہ حدیث کو اس سے کچھ تعلق نہیں ہے، ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث کا ترجمۃ الباب سے کچھ تعلق نہیں کیونکہ منہ کو مسواک سے صاف کرنا طول قیام لیل پر دلالت نہیں کرتا۔

(۱۹) باب الخطاء والنسیان فی العتاقۃ والطلاق ونحوہ: حدیث میں صرف وسوسہ کا ذکر ہے خطاء ونسیان کا نہیں ہے اور نہ اس میں عتاق وطلاق کا ذکر ہے۔

(۲۰) باب ما یکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور، تیسیر القاری میں ہے کہ قبور پر مسجد بنانے کی کراہت یہاں حدیث سے ثابت نہیں کر سکے۔

(۲۱) یوم المهاجرین الاولین: بخاری ص ۱۰۶۴ پارہ ۲۹ (باب استقضاء الموالی و استعمالهم) پر حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ امامت صلوٰۃ ہے، اس کا یہاں کیا تعلق تھا؟ بخاری کا بھی یہ حال ہے کہ زوروالا مارے اور رونے نہ دے، پھر مسکرا کر فرمایا کہ اب وقت چونکہ کم رہ گیا ہے اس لئے ادب چھوٹ گیا۔

(۲۲) باب مایکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور: اور حدیث میں حسن بن حسن بن علی کے انتقال پر ان کی بیوی کے ایک سال تک قبر پر خیمہ لگا کر رہنا اور پھر واپس ہونا الخ ذکر کیا، تیسیر االقاری میں لکھا کہ کراہیت مسجد گرفتن دریں جا معلوم نہ شد۔

(۲۳) باب ہل علی من لم یشهد الجمعۃ غسل من النساء والصبیان وغیرهم: اور حدیث حضرت عمرؓ کی زوجۂ مطہرہ کا مسجد میں عشاء و صبح کی نماز کے لئے مسجد نبوی میں جانا، الخ

Marfat.com

(۲۴)باب التكبير للعيد، سویرے جانا اور حدیث براء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ بقرعید کے روز الخ۔

(۲۵)باب خير مال المسلم غنم الخ: حدیث اذا سمعتم بكاء الديكة الخ

(۲۶)باب اذا فاة العيد يصلي ركعتين: حديث ان ابابكر دخل عليها و عندها جاريتان في ايام منى الخ۔

(۲۷)باب في كم تقصر الصلوٰة؟ اور حديث لا تسافر المرأة الخ۔

امام بخاریؒ نے مجموعی اعتبارات سے ''جامع صحیح'' کو احادیث صحیحہ مجردہ کا بہترین نمونہ امت کے لئے پیش کر دیا اور اس سے امت کو نفع عظیم پہنچا، مگر اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ صحیح بخاری کے علاوہ دوسری کتب حدیث میں صحیح احادیث نہیں ہیں، کیونکہ امام بخاریؒ نے خود فرمایا کہ میں نے تمام احادیث صحاح کو جمع کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔

پھر یہ بھی ماننے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ صحیح بخاری اپنے بعد کی تمام کتب صحاح پر فائق ہے، باقی ان سے پہلے کتب صحاح چونکہ وہ سب اپنے بعد کی کتب کے لئے اصول وامہات کا درجہ رکھتی ہیں، دوسرے ان میں وحدانیات، ثنائیات، ثلاثیات ہی زیادہ ہیں اس لئے وہ سند کے اعتبار سے بھی عالی ہیں اور ان کے رواۃ بھی تقریباً سب عدول تھے جیسے کہ امام شعرانی نے فرمایا کہ میں نے امام ابوحنیفہ کے مسانید دیکھے، ان کے سب رواۃ ثقہ اعدل ہیں یعنی امام صاحب اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جتنے راوی ہیں، ان میں سے کوئی بھی جھوٹ یا خلاف واقع بات کہنے کے ساتھ متہم نہیں ہے، ظاہر ہے کہ یہ بات خیر القرون کے بعد کی کتب صحاح کو میسر نہیں ہوئی، امام بخاریؒ کی صحیح بھی خیر القرون کے بعد تالیف ہوئی، اسی لئے بخاری میں ہزاروں احادیث میں سے صرف ۲۲ ثلاثیات ہیں اور باقی سب رباعیات وغیرہ ہیں اور ان ثلاثیات میں سے بھی ۲۰ حنفی رواۃ کے واسطہ سے ہیں۔

کاش! امام بخاریؒ محدثین احناف سے بدظن نہ ہوتے تو صحیح بخاری میں بڑی کثرت سے ثلاثیات ہوتیں، مسانید امام اعظم اور کتاب الآثار و موطا امام مالک و موطا امام محمد وغیرہ سابق کتب حدیث میں اکثر ثلاثیات کی ہے، امام بخاری نے شرائط روایت میں زیادہ سختی

Marfat.com

کی اور اپنے اجتہاد کے موافق احادیث زیادہ جمع کرنے کی سعی فرمائی، پھر تکرار روایات کے باعث بھی جس قدر احادیث اتنی ضخیم دو جلدوں میں ہونی چاہیئے تھیں موجود نہیں ہیں، امام بخاری کی بعض شرائط پر امام مسلم نے باوجود تلمیذ ہونے کے اعتراض کیا ہے جو مشہور ہے۔

امام بخاری نے حدیث مرسل کو قابل احتجاج نہیں سمجھا حالانکہ آئمہ متبوعین اور صحابہ و تابعین بھی اس کو برابر قبول کرتے رہے، کشف بزدوی میں ہے کہ مراسیل کے قابل قبول ہونے پر تمام صحابہ کا اتفاق رہا ہے، امام بخاری کی دلیل یہ ہے کہ معلوم نہیں کہ وہ درمیان کا راوی کیسا ہے، ممکن ہے غیر ثقہ ہو، لیکن فقہاء نے کہا کہ جس راوی نے ارسال کیا اس کو دیکھو اگر وہ خود ثقہ عادل ہے اور قرون مشہود لہا بالخیر کا ہے تو اس کی حدیث مرسل قبول کرنی چاہئے، صحابہ کے زمانہ میں ارسال کا کافی رواج تھا، پھر تابعین میں بھی یہ رواج قائم رہا، چنانچہ حسن بصری جیسے مستند ثقہ بھی حضرت علیؓ کا نام چھوڑ کر روایت کرتے تھے اس لئے مراسیل کو ترک کرنے سے احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ چھوٹ جاتا ہے۔

اسی طرح امام بخاری نے حدیث معن عن کو ساقط کر دیا جس پر امام مسلم نے بھی اعتراض کیا اور دوسرے محدثین نے بھی یہی فیصلہ کیا کہ اگر دونوں راوی ایک زمانہ میں ہوں تو حسن ظن سے کام لیکر ان دونوں کی ملاقات مان کر حدیث معنعن کو بحکم متصل سمجھیں گے، امام بخاری کہتے ہیں کہ اگر ملاقات کا ثبوت نہیں ہوا تو ایسی تمام احادیث نا قابل احتجاج ہیں۔

ایسے ہی امام بخاری نے فرمایا کہ جو لوگ اعمال کو ایمان کا جزو نہیں سمجھتے تھے، ان سے بھی میں نے احادیث روایت نہیں کیں، حالانکہ ہم نے پہلے بتلایا ہے کہ امام بخاری اور ان حضرات کا اختلاف اس درجہ کا ہرگز نہیں تھا بلکہ خود امام بخاری نے بھی شارب خمر وغیرہ کو اسلام سے خارج نہیں کیا، غرض بہت سی اس قسم کی باتیں امام بخاری کے مزاج کی شدت یا کسی سوء ظن یا منفردانہ تحقیق کے نتیجہ میں ظاہر ہوئیں، اس لئے ہماری رائے ہے کہ مذاہب اربعہ کی فقہ کو صحیح بخاری کی وجہ سے جس قدر بعید سمجھ لیا گیا ہے، یا سمجھانے والوں نے اس کے لئے سعی کی ہے وہ بڑی حد تک نادرست ہے، اس کی تہ میں ایک بہت بڑی غلطی یا غلط فہمی یہ بھی کام کرتی رہی ہے کہ محض پروپیگنڈے کے زور سے امام بخاری کو بھی آئمہ مجتہدین

Marfat.com

کے برابر مجتہد منوانے کی سعی کی گئی، حالانکہ جہاں یہ بات صحیح ہے کہ امام بخاری مجتہد تھے وہاں یہ حقیقت بھی ناقابل انکار ہے کہ ان کے اجتہاد اور آئمہ متبوعین کے اجتہاد میں بہت بڑا فرق مراتب ہے، امام اعظم کے ساتھ جن حضرات نے تدوین فقہ کا کام کیا ہے ان کو بھی علماء نے لکھا ہے کہ وہ سب مجتہد کے مرتبہ میں تھے، اسی طرح دوسرے آئمہ کے اصحاب خاص بھی ہوں گے، مگر حدیث وفقہ کا گہرا مطالعہ کرنے والے جان سکتے ہیں کہ ان سب میں بھی بڑا فرق مراتب ہے اور کوئی بات تو ہے کہ امام شافعیؒ جیسے عظیم وجلیل مجتہد امام اعظم کے فقہ واجتہاد کی تعریف میں رطب اللسان رہے، امام مالکؒ ایسے امام محدث ومجتہد امام اعظم کے ساتھ گھنٹوں بحث ومباحثہ کے بعد پسینہ پسینہ ہو کر امام اعظم کی مجلس سے باہر جا کر اپنے اصحاب سے ان کے اعلیٰ فقہ واجتہاد کا اعتراف کرنے پر مجبور تھے۔

امام احمدؒ جیسا امام حدیث، فقیہ ومجتہد اپنی دقتِ نظر اور اجتہادی صلاحیتوں کا سبب امام محمد (تلمیذ امام اعظمؒ) کی کتابوں کا مطالعہ بتلاتے ہیں ہماری کوشش ہوگی کہ آئمہ متبوعین کی عظمت وجلالت قدر، ان کی فقہی خدمات جلیلہ کی قدر وقیمت پھر بحال ہو اور درمیان میں جو چیزیں مغالطات اور اغلوطات کے طور پر آ گئی ہیں وہ راہ سے ہٹ جائیں۔

امام بخاری کی عظمت وقدر اور ان کے علمی وعملی کمالات کی بھی جو قدر ہم جانتے پہچانتے ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جو دوسرے لوگ محض اپنے مزعومات کی تائیدی اغراض کے لئے ظاہر کرتے ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ حدیث کی صحیح خدمت یہ ہے کہ سب محدثین وآئمہ متبوعین کے صحیح مراتب کو پہچان کر شائبہ تعصب وعناد وتحقیق دی جائے اور خدمت حدیث کے ذیل میں اگر کسی بڑے کی بھی کوئی غلطی ہوئی تو اس کے اظہار سے بھی باک نہ ہو۔

اسی طرح جو خدمت ہمارے اکابر انجام دے گئے ہیں اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے یہ نہ سوچا جائے کہ وہ وہ ہمارے نظریات کے اعتبار سے مخالف تھے یا موافق۔

یہی طریقہ تحقیق ہمارے اکابر واساتذہ حضرات دیوبند کا رہا ہے اور اسی کو ہم زیادہ سے زیادہ اپنانے کی کوشش کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔ واللہ الموفق۔

امام بخاری کے حالات وسوانح اور تالیفات کی تفصیل کے بعد مناسب ہے کہ بطور

Marfat.com

اختصار چند ضروری امور کا ذکر کیا جائے۔

(ا) امام موصوف کی عظمت وجلالت قدر ہمارے دل میں کسی طرح کم نہیں ہے اور آپ کی "صحیح" کو بھی ہم نہایت بلند مرتبت یقین کرتے ہیں، البتہ امام ہمام کے جن حالات پر نقد کیا گیا یا صحیح کے جن رواۃ یا مرویات پر کچھ کلام ہوا ہے، اس کو پیش کر دینا بھی حدیث کی صحیح خدمت ہے، سواء انبیاء علیہم السلام کے کوئی معصوم عن الخطاء نہیں ہے، آئمہ صحاح یا آئمہ متبوعین کو بھی معصوم نہیں کہہ سکتے، امام بخاری کے زمانہ کے کبار آئمہ محدثین امام ذہلی، امام ابو زرعہ، امام ابو حاتم نے بعض مسائل کے اختلاف پر فیصلہ کیا کہ امام بخاری سے حدیث کی روایت نہ کی جائے، یقیناً یہ فیصلہ بہت سخت اور امام بخاری کی حدیثی جلالت قدر کے منافی تھا، امام مسلم نے باوجود تلمیذ بخاری ہونے کے اپنی صحیح میں کوئی روایت امام بخاری سے نہیں کی، جس کے بارے میں حافظ ابن حجر نے کہا کہ امام مسلم نے بڑا انصاف کیا کہ اپنے دونوں استادوں ذہلی و امام بخاری کو برابر رکھا کہ کسی سے بھی روایت نہیں لی، امام مسلم تو امام بخاری سے روایات کو ترک کرنے پر بھی مستحق مدح رہے اور ہم امام بخاریؒ کی ساری روایات کو غایت ادب واحترام سے سر چڑھائیں، ان کی روایت بھی کریں، لیکن بعض بشری کمزوریوں، نقد رجال کی مسامحات یا ان کے امام اعظمؒ واصحاب امام پر بے جا طعن و تشنیع کو کسی ضرورت سے بھی زبان پر لے آئیں تو وہ خلاف ادب ٹھہرے، درحقیقت جو ادب بضرورت بھی اظہار حق کا روادار نہ ہو اس کو ادب سمجھنا ہی بڑا ظلم ہے، ہم امام بخاریؒ کو چند فروعی مسائل کے علاوہ تمام عقائد اعمال میں اپنا مقتدا و پیشوا سمجھتے ہیں، امیر المومنین فی الحدیث جانتے ہیں، ہمیں ان کے صرف اس طرز عمل سے اختلاف ہے جو انہوں نے کچھ غلط معلومات کی بناء پر آئمہ حنفیہ کے ساتھ یا نامکمل معلومات کی بناء پر فقہ حنفی کے خلاف اختیار فرمایا۔

خلاصہ یہ کہ امام بخاری کی شخصیت اتنی بلند و برتر ہے کہ ہم نے یا ہم سے قبل دوسروں نے ان کی "صحیح" و دیگر تالیفات پر جتنا بھی نقد کیا ہے اگر اس سے دس بیس گنا مزید بھی کر دیا جائے تو اس تمام سے بھی ان کی بلند شخصیت یا صحیح بخاری کی عظمت مجروح نہیں ہو سکتی، جس طرح یہ بھی

Marfat.com

ناقابل انکار حقیقت ہے کہ وہ معصوم نہیں تھے اور خواہ وہ کتنے ہی بڑے ہوں، پھر بھی آئمہ متبوعین خصوصاً امام اعظمؒ کے نہایت بلند مرتبہ علم و فضل تک نہیں پہنچ سکتے، اس لئے ہر ایک کو اس کے مرتبہ میں ہی سمجھنا اور رکھنا چاہئے، جب بھی کسی کے بارے میں افراط و تفریط کا پہلو اختیار کیا جائے گا وہ یقیناً غلط قدم ہوگا، اسی افراط و تفریط کی ایک مثال محدث شہیر ابن صلاح کے مندرجہ ذیل نظریات میں ملے گی جن پر افسوس ہے کہ بوجہ قلت گنجائش ہم تفصیلی بحث یہاں نہیں کر سکتے۔

(۲) ابن صلاح کا یہ دعویٰ صحیح نہیں کہ بخاری کی احادیث کا درجہ صحت تمام دوسری کتب صحاح کی مرویات سے اعلیٰ ہے خواہ ان کے رجال وہی رجال بخاری یا اس درجہ کے یا ان سے بھی بلند ہوں، یہ بات اصول درایت و انصاف کے قطعاً خلاف ہے، اسی لئے ابن صلاح سے قبل کسی نے یہ بات نہیں کی اور بعد کو صرف معدودے چند لوگوں نے اس کو مانا ہے، حافظ ابن کثیر نے ابن صلاح کی کتاب علوم الحدیث کا اختصار کیا تو اس میں بھی اس کو ذکر نہیں کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کیا بلکہ اس میں یہ بھی لکھا کہ مسند امام احمد میں بہت سی اسانید و متون ایسی ہیں جو بیشتر احادیث مسلم و بخاری کے برابر درجہ کی ہیں جو ان میں یا سنن اربعہ میں نہیں ہیں، اسی طرح معجم طبرانی کبیر و اوسط، مسند ابی یعلی و بزار وغیرہ مسانید معاجم، فوائد و اجزاء میں بھی بکثرت احادیث صحاح موجود ہیں، حافظ ابوبکر حازمی نے اپنی کتاب "الاعتبار فی الناسخ و النسوخ من الآثار" میں ایک حدیث کو دوسری پر ترجیح دینے کی پچاس وجوہ لکھی ہیں ان میں بھی یہ وجہ نہیں لکھی کہ مرویات بخاری و مسلم کو دوسری مرویات صحاح پر ترجیح ہوگی، اس کی مفصل بحث دراسات و حواشی دراسات نیز ذب ذبابات میں ہے۔

(۳) ابن صلاح کا یہ دعویٰ بھی درست نہیں کہ بخاری و مسلم کی احادیث کو قطعیت کا درجہ حاصل ہے، بلکہ جس طرح دوسری کتب صحاح کی احادیث ظنی ہیں، صحیحین کی بھی ظنی ہیں، چنانچہ اس نظریہ کو امام نووی نے بھی رد کیا ہے، تقریب میں کہا ہے کہ محققین اور اکثر اس کے خلاف ہیں اور کہتے ہیں کہ جب تک کوئی حدیث درجۂ تواتر کو نہ پہنچے وہ ظنی ہی ہے، شرح مسلم میں کہا کہ تمام آحاد میں ظنیت ہی کی شان ہے، اس میں بخاری و مسلم کی اور دوسروں کی

Marfat.com

احاد میں کوئی فرق نہیں ہے، یہ بحث بھی دونوں مذکورہ کتابوں میں تفصیل سے آ گئی ہے۔

(۴) ابن صلاح نے ایک دعویٰ یہ بھی کیا ہے کہ بخاری و مسلم کی "احادیث متلقی امت" کی وجہ سے رائج ہیں، اس نظریہ کا رد علامہ محمد بن اسماعیل امیر سابق صاحب سبل السلام نے توضیح الافکار میں کیا ہے اور تلقی امت کا دعویٰ تمام احادیث صحیحین کے متعلق اس لئے بھی درست نہیں ہو سکتا کہ ان میں وہ مرویات بھی ہیں جن پر کلام کیا گیا ہے۔ رحمہم اللہ کلھم رحمۃ واسعۃ۔

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ

اسم مبارک حجۃ الاسلام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری، آپ کے دادا کا نام مسلم بن ورد بن کرشاد ہے، بنی قشیر عرب کے مشہور قبیلہ کی طرف منسوب تھے، نیشاپور، خراسان کا ایک بہت خوبصورت اور بڑا شہر ہے۔

امام مسلم فن حدیث کے اکابر میں شمار کئے جاتے ہیں، ابوزرعہ رازی اور ابوحاتم نے ان کی امامت حدیث کی شہادت دی ہے بلکہ محدثین کا پیشوا کہا ہے، امام مسلم نے اپنے زمانہ کے مشہور محدث محمد بن یحییٰ ذہلی، اسحٰق بن راہویہ تلمیذ ابن المبارک (تلمیذ الامام الاعظم) محمد بن مہران جمالی، ابوغسان مسمعی، امام احمد بن حنبل (تلمیذ امام ابی یوسف) سعید بن منصور ابو مصعب وغیرہ سے علم حاصل کیا، تحصیل علم کے سلسلہ میں بارہا بصرہ تشریف لے گئے۔

ابوحاتم رازی (جو اکابر محدثین میں سے ہیں) اور اس زمانہ کے دوسرے بزرگوں مثلاً امام ترمذی اور ابوبکر بن خزیمہ نے امام مسلم سے روایت کی ہے، امام مسلم کی بہت سی تالیفات ہیں اور سب میں تحقیق و امعان کامل طور سے کیا گیا ہے، خصوصیت سے اپنی صحیح میں تو انہوں نے بقول حضرت شاہ عبدالعزیزؒ فن حدیث کے عجائبات دکھلائے ہیں اور ان میں سے اخص خصوص سرد اسانید اور متون کا حسن سیاق لاجواب ہے، پھر روایت میں آپ کا ورع تام اور غیر معمولی احتیاط لاکلام ہے۔

اختصار کے ساتھ طرق اسانید کی تلخیص اور ضبط انتشار میں یہ کتاب بے مثال ہے، اسی لئے حافظ ابوعلی نیشاپوری اس صحیح کو تمام تصانیف علم حدیث پر ترجیح دیا کرتے تھے اور کہا

Marfat.com

کرتے تھے کہ علم حدیث میں روئے زمین پر صحیح مسلم سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں ہے۔

اہل مغرب کی بھی ایک جماعت کا یہی خیال ہے، وہ کہتے ہیں امام مسلم نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ اپنی صحیح میں صرف وہ حدیث بیان کریں گے جس کو کم از کم دو ثقہ تابعین نے دو صحابیوں سے روایت کیا ہے اور یہی شرط تمام طبقات تبع تابعین میں ملحوظ رکھی ہے، یہاں تک کہ سلسلۂ اسناد امام مسلم تک اسی طرح دو دو سے روایت ہوتے ہوتے پہنچ جائے۔

دوسرے یہ کہ وہ رواۃ کے اوصاف میں صرف عدالت ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ شرائط شہادت کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں، امام بخاری کے یہاں اس قدر پابندی نہیں ہے (بستان المحدثین، حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ) امام مسلم نے اسی ورع واحتیاط اور پابندی شرائط مذکورہ کے ساتھ اپنی سنی ہوئی تین لاکھ احادیث میں سے اس صحیح کا انتخاب کیا ہے۔ امام مسلم کے کمال اتقاء میں یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے اپنی پوری عمر میں کسی کی غیبت نہیں کی نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو برا بھلا کہا، صحیح وسقیم حدیث کی شناخت میں اپنے تمام اہل عصر سے ممتاز تھے، بلکہ بعض امور میں ان کو امام بخاری پر بھی ترجیح وفضیلت حاصل ہے (بستان المحدثین)

ابو حاتم رازی نے امام مسلم کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کس حال میں ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جنت کو میرے لئے مباح کردیا ہے، جہاں چاہتا ہوں رہتا ہوں۔

ابو علی زاغدانی کو ایک ثقہ شخص نے خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ آپ کی نجات کس عمل سے ہوئی؟ تو انہوں نے صحیح مسلم کے چند اجزاء کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ان اجزاء کی برکت سے (بستان المحدثین)

امام مسلم کی دوسری تالیفات یہ ہیں: المسند الکبیر، کتاب الاسماء والکنی، کتاب العلل، کتاب اوہام المحدثین، کتاب طبقات التابعین، کتاب مشائخ مالک، کتاب مشائخ الثوری، کتاب حدیث عمرو بن شعیب۔ (ولادت ۲۰۶ھ، وفات ۲۶۱ھ، عمر ۵۵ سال)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ

اسم مبارک ابو عبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابن ماجہ قزوینی ربعیؒ، ربیعہ عرب کے متعدد

Marfat.com

قبائل کا نام ہے ان میں سے کسی کی طرف نسبت ہے۔

قزوین عراق عجم کا مشہور شہر ہے، سنن ابن ماجہ کا شمار صحاح ستہ میں ہے، اس کو تالیف کر کے ابن ماجہؒ نے جب ابوزرعہ رازی کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اس کو دیکھ کر فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچے گی تو حدیث کی موجودہ تالیفات یا ان میں سے اکثر معطل ہو کر رہ جائیں گی، اس میں پانچ احادیث ثلاثیات بھی ہیں۔

فی الحقیقت احادیث کو بلا تکرار بیان کرنے اور حسن ترتیب کے لحاظ سے کوئی کتاب اس کے برابر نہیں ہے، آپ حدیث کے تمام علوم سے واقفیت تامہ رکھتے تھے۔

حافظ ابوزرعہ نے یہ بھی کہا کہ میرا ظن غالب ہے کہ اس کتاب میں ایسی احادیث جن کی اسناد میں کچھ خلل ہے تیس ہیں، زیادہ نہ ہوں گی، حافظ ذہبیؒ نے لکھا کہ ''اگر چند کمزور حدیثیں اس میں نہ ہوتیں تو یہ کتاب بہت ہی عمدہ ہوتی'' اس سنن میں چار ہزار حدیثیں ہیں، اس کے علاوہ آپ نے فن حدیث، تفسیر اور تاریخ میں بہت مفید کتابیں لکھی ہیں۔

تحصیل علم کے لئے آپ نے مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، کوفہ، بصرہ، بغداد، مصر، شام، واسطہ رائے اور دوسرے اسلامی شہروں کے سفر کیے، جبارہ بن الغلس ابراہیم بن المنذر، ابن نمیر، ہشام بن عمارا اور اصحاب امام مالک و اصحاب لیث (حنفی) اور اس طبقہ کے دوسرے بزرگوں سے علم حدیث حاصل کیا، ابوبکر بن ابی شیبہ سے زیادہ استفادہ کیا۔

ماجہ آپ کے والد کا نام تھا، اس لئے ابن ماجہ کا الف درمیانی عبارت میں بھی لکھنا ضروری ہے، تاکہ محمد کی صفت سمجھی جائے نہ کہ عبداللہ کی۔ (بستان المحدثین)

بعض محدثین نے صحاح ستہ میں بجائے ابن ماجہ کے موطاً امام مالکؒ کو احق سمجھا ہے، تفصیل ''تمس الیہ الحاجہ'' سے دیکھی جائے اس کے مؤلف نے اسی طرح لکھا ہے۔

حق یہ ہے کہ سب سے بہتر کتاب جو اکابر اہل علم کے نزدیک مرغوب و پسندیدہ اور اصول سے شمار ہونے کی زیادہ مستحق ہے ''کتاب الآثار'' اور ''موطا'' کے بعد ''معانی الآثار'' ہے جو امام جلیل ابوجعفر طحاوی کی تالیف ہے، اس لئے کہ وہ فن حدیث میں بے نظیر ہے، طالبین علم حدیث کے لئے منفعت عظیمہ رکھتی ہے۔

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالحئی صاحب لکھنویؒ نے ''التعلیق الممجد علی موطا، الامام محمد'' میں علامہ ذہبی کی ''سیر النبلاء'' سے نقل پیش کی ہے کہ انہوں نے ابن حزم کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ ابن حزم نے موطأ امام مالک کو مسند احمد و مسند ابن ابی شیبہ وغیرہ مسانید کے بعد ذکر کر کے اور صحیحین کے ساتھ ذکر نہ کر کے ناانصافی کی ہے، کیونکہ موطأ کا مرتبہ بہت وقیع ہے اور قلوب میں اس کی بڑی عظمت ہے، البتہ یہ ممکن ہے کہ مسانید کا ذکر تادیاً مقدم کیا ہو، پھر مصنف ماتمس الیہ الحاجہ نے لکھا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اس میں شک نہیں ''موطأ'' نہ صرف ''سنن ابن ماجہ'' سے افضل ہے بلکہ پانچوں کتب صحاح سے بھی کہیں زیادہ فوقیت رکھتی ہے، کیونکہ وہ صحیحین (بخاری و مسلم) کی اصل ہے اور ایسے ہی ''کتاب الآثار'' بھی امام اعظمؒ کی، کیونکہ اس کے اصل الاصل ہونے سے انکار نہیں کیا جاسکتا'' خواہ اس سے اعراض کرنے والے (حسد و عناد کی وجہ سے) کتنا ہی اعراض کریں اور اس کی اس فضیلت و برتری پر ناک بھویں چڑھائیں)

ان دونوں مقدس کتابوں (کتاب الآثار اور موطا) کی جلالت قدر ان کے نامور مؤلفین کی عظمت و جلالت قدر سے ظاہر و باہر ہے اور جو فرق مراتب ان مؤلفین میں باہم ہے، ایسا ہی فرق ان دونوں کتابوں اور دوسری صحاح میں ہونا چاہئے۔

علامہ سیوطیؒ نے تدریب میں لکھا ہے کہ ''خطیب وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ موطأ تمام جوامع اور مسانید پر مقدم ہے اور حافظ ابوبکر بن العربی نے ''عارضۃ الاحوذی'' میں تحریر فرمایا کہ:

''خدا تمہارے دلوں کو منور کرے، یہ بات سمجھ لو کہ جعفی کی کتاب (بخاری شریف) حدیث کی دوسری اصل ہے اور موطأ اصل اول اور لباب ہے، پھر ان دونوں پر تمام کتب حدیث، مسلم، ترمذی، وغیرہ کی بنیاد ہے''۔ (ماتمس الیہ الحاجہ ص ۳۶)

علامہ ابن جوزی نے اپنی کتاب ''موضوعات'' میں ابن ماجہ کی ۳۴ حدیثیں ذکر کی ہیں، ماتمس الیہ الحاجہ، مقدمہ ابن ماجہ (مطبوعہ کراچی) میں محترم جناب مولانا عبدالرشید صاحب نعمانی نے ایک ایک کر کے سب پر تفصیلی تبصرہ کیا ہے جو اہل علم کے لئے قیمتی ذخیرہ ہے اور اسی مقدمہ کے ص ۴۶ و ۴۷ پر حافظ ذہبی اور ابن حجر کے تعصب پر بھی تبصرہ کیا ہے۔ (ولادت ۲۰۹ھ، وفات ۲۷۳ھ عمر ۶۴ سال)

Marfat.com

امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ

اسم ونسب

ابوداؤد سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران اندزدی، السجستانی بجستان سے مراد سیستان ہے، جوسندھ وہرات کے درمیان مشہور علاقہ ہے، قندھار کے قریب ہے، اسی لئے یہ ملک ہندوستان کے قریب یا اس کے پہلو میں مانا گیا ہے۔

اس موقع پر ''بستان المحدثین'' میں مورخ ابن خلکان کی غلطی پر تنبیہ کی ہے کہ انہوں نے بجستان کو بصرہ کے مضافات میں ایک قریہ قرار دیا ہے، اسی طرح شیخ تاج الدین سبکی نے بھی مؤرخ مذکور کی تحقیق مذکور غلط قرار دی ہے۔

علمی اسفار

امام موصوف نے بلاد اسلامیہ، مصر شام، حجاز، عراق، خراسان اور جزیرہ وغیرہ کا سفر تحصیل علم حدیث کے لئے کیا، حفظ حدیث، اتقان روایت، عبادت وتقویٰ، زہد وصلاح میں بہت بلند درجہ رکھتے تھے۔

اساتذہ وتلامذہ

آپ کے اساتذہ امام احمد قعنبی اور ابو ولید طیالسی وغیرہ ہیں، آپ سے امام ترمذی اور نسائی وغیرہ نے روایت کی ہے اور آپ کے صاحبزادے ابوبکر بن ابی داؤد بھی بڑے پایہ کے محدث اور جماعت محدثین کے سردار ہوئے ہیں۔

مادحین

امام حاکم کا قول ہے کہ ابوداؤد بے شک وشبہ اپنے زمانہ کے امام تھے، موسیٰ بن ہارون نے جوان کے معاصر تھے، فرمایا کہ ابوداؤد دنیا میں حدیث کے لئے اور آخرت میں جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، ابراہیم بن حربی اور حافظ سلفی فرمایا کرتے تھے کہ ابوداؤد کے لئے علم حدیث اسی طرح نرم کردیا گیا تھا، جیسے لوہا حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے۔

Marfat.com

روایت اکابر عن الاصاغر

یہ عجیب اتفاق ہے کہ نہ صرف آپ کے استاد امام احمد نے ایک حدیث روایت کی ہے بلکہ امام احمد کے بعض اساتذہ نے بھی آپ سے روایت کی ہے، یہ بڑوں کی روایت چھوٹوں سے کہلاتی ہے۔

سنن ابی داؤد

امام ابوداؤد کے پاس پانچ لاکھ احادیث کا ذخیرہ تھا، جس میں سے منتخب کر کے اپنی سنن میں چار ہزار آٹھ سو احادیث جمع کیں، ان میں صحیح بھی ہیں اور حسن بھی، اور اپنے خیال میں انہوں نے کوئی حدیث ایسی درج نہیں کی جو قابل حجت نہ ہو، اس کتاب کو پورا کر کے جب امام احمد کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اس کو بہت پسند فرمایا۔

ابوداؤد کی چار احادیث

ابوداؤدؒ فرماتے تھے کہ ان سب احادیث میں سے دانش مند دیندار کے لئے صرف چار حدیثیں کافی ہیں۔ (۱) انما الاعمال بالنیات (اعمال کا دارومدار نیت پر ہے)

(۲) من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ (اسلامی نقطۂ نظر سے ایک شخص کی یہ بڑی خوبی ہے کہ وہ بے فائدہ باتوں کو ترک کر دے)

(۳) لایومن احدکم حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ (ایک شخص کا کامل ایمان جب ہی ہو سکتا ہے کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے)

(۴) الحلال بین و الحرام بین و ما بینھما مشتبھات، فمن اتقی الشبھات فقد استبرأ الدینہ (حلال و حرام دونوں واضح ہیں اور ان کے درمیان مشتبہات ہیں، پس جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنا دین محفوظ کر لیا)

معانی حدیث

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ نے (بستان المحدثین) میں تحریر فرمایا ہے کہ ان چار حدیثوں کے کافی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ شریعت کے قواعد کلیہ مشہورہ معلوم کر لینے

Marfat.com

کے بعد جزئیات مسائل میں کسی مرشد کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مثلاً عبادات کی درستی کے لئے پہلی حدیث اوقات عمر عزیز کی حفاظت کے لئے دوسری حدیث حقوق ہمسایہ وسلوک خویش واقارب نیز اہل تعارف ومعاملہ کے لئے تیسری حدیث مشتبہات سے بچنے کے لئے چوتھی حدیث کافی ہے، گویا مرد عاقل کے لئے یہ چاروں حدیثیں بمنزلہ رہنمائے کامل ہیں۔

بشارت

حسن بن محمد نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا کہ جو شخص سنت سے تمسک کرنا چاہے اس کو سنن ابوداؤد پڑھنا چاہئے (بستان المحدثین)

امام ابوداؤد کو بعض حضرات نے شافعی لکھا ہے اور بعض حنبلی کہتے ہیں، امام ابوداؤد کا تفقہ میں بھی حظ وافر تھا، اسی لئے وہ آئمہ متبوعین سے بھی بدظن نہیں بلکہ ان کی جلالت قدر و عظمت کا برملا اعتراف کرتے ہیں۔ (ولادت ۲۰۲ھ، وفات ۲۷۵ھ، عمر ۷۳ سال)

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ

اسم ونسب

ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک السلمی البوغی رحمۃ اللہ علیہ۔

بوغ شہر ترمذ سے ٦ فرسخ کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے، ترمذی امام بخاری کے تلمیذ خاص ہیں، اور امام مسلم، ابوداؤد ان کے شیوخ سے بھی روایت کرتے ہیں، طلب علم حدیث میں حجاز، کوفہ، بصرہ، واسطہ، رے اور خراسان میں سالہاسال گزرے ہیں، ان کی تصانیف بہت ہیں مگر سب سے زیادہ مشہور، مقبول ترمذی ہی ہے۔

جامع ترمذی کی فوقیت دوسری کتب پر

مجموعی اعتبار سے حدیثی فوائد میں بھی یہ کتاب دوسری تمام کتب حدیث پر فائق ہے، اول اس وجہ سے کہ ترتیب عمدہ ہے اور تکرار نہیں ہے، دوسری اس میں فساء کے مذاہب اور ان کے دلائل بیان کئے ہیں۔

Marfat.com

تیسرے اس میں حدیث کی انواع بھی کھول دی ہیں، مثلاً صحیح، حسن، ضعیف، غریب، معلل وغیرہ، چوتھے اس وجہ سے کہ اس میں راویوں کے نام، ان کے القاب وکنیت کے علاوہ وہ امور بھی ظاہر کر دیئے ہیں جن کا فن رجال سے تعلق ہے۔ (بستان المحدثین)

طریق بیان مذہب

بیان مذہب بھی باوقعت الفاظ سے کرتے ہیں، ''بعض الناس'' کی طرح نہیں، حفظ حدیث میں امام بخاری کی طرح مشہور ہیں، امام بخاری کی جلالت قدر سے بہت متاثر ہیں، ان سے روایت بھی کرتے ہیں، جب کہ دوسرے ارباب صحاح نے اپنی صحاح میں ان سے روایت بھی نہیں کی، بیان مذہب کے موقع پر امام بخاری کا مذہب نقل نہیں کرتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو مجتہد فی المذہب تسلیم نہیں کرتے، حضرت الاستاذ شاہ صاحب قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ حنفیہ کا مذہب امام بخاری کی طرح ترمذی کو بھی مستند طریقہ پر نہیں پہنچا۔ امام ترمذی اگرچہ ہر باب میں حدیث کا پورا ذخیرہ تو پیش نہیں کرتے، لیکن جتنے صحابہ کی بھی مرویات ان کو محفوظ ہوتی ہیں، ان سب کی طرف اشارات کر دیتے ہیں۔

معمول بہا احادیث

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انہوں نے اپنی کتاب میں دو حدیثوں کے علاوہ کوئی حدیث ایسی نہیں ذکر کی جس پر امت میں کسی نہ کسی کا عمل نہ ہو۔

حضرت شاہ صاحبؒ کا ارشاد

حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ امام ترمذی نے اپنی بہت سی احادیث مرویہ کو خود ضعیف کہا ہے، پھر بھی ان کے معمول بہا ہونے کا اعتراف اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ ''عمل بالحدیث'' کا مدار صرف قوت سند پر نہیں ہے اور یہی صحیح حقیقت بھی ہے۔

امام ترمذی کی خدا ترسی

حفظ واتقان اور علم وفہم کے ساتھ بہت زیادہ خدا ترس بھی تھے، حق تعالیٰ جل مجدہٗ کا خوف وخشیہ ان پر اتنا غالب تھا کہ روتے روتے آخر ان کی بینائی جاتی رہی تھی۔

Marfat.com

کنیت ابو عیسیٰ کی توجیہ

بستان المحدثین میں حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ نے ایک حدیث مصنف ابن ابی شیبہ سے ایک اور ایک سنن ابی داؤد سے نقل فرمائی ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو عیسیٰ کنیت رکھنا مکروہ ہے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ نہ تھے، پھر امام ترمذی نے اسی کنیت کو کیوں اختیار کیا، ایک جواب یہ ہے کہ موصوف نے اس کو خلاف اولیٰ پر محمول کیا مگر پھر بھی یہ ان کی جلالت قدر سے بعید ہے، دوسرے یہ کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے اپنی کنیت ابو عیسیٰ رکھی تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ابو عیسیٰ کہہ کر بلایا، اس سے عدم کراہت پر استدلال ہوسکتا ہے۔

امام اعظمؒ اور امام ترمذیؒ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے رواۃ کی جرح وتعدیل امام اعظم ابو حنیفہؒ کے اقوال سے بھی استفادہ کیا ہے، چنانچہ ان سے عطاء بن ابی رباح کی توثیق اور جابر جعفی کی عدم توثیق نقل کی ہے۔

امام اعظمؒ جامع ترمذی میں

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی تقریب سے ثابت ہے کہ امام صاحب سے روایت حدیث بھی ترمذی ونسائی کے اصل نسخوں میں موجود تھیں، لیکن موجودہ متداول ومطبوعہ نسخوں سے غائب ہیں جو معاندین کی حذف الحاق کی خطرناک پالیسی کا نتیجہ ہے۔ (ولادت ۲۰۹ھ، وفات ۲۷۹ھ، عمر ۷۰ سال)

امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ

نام ونسب

عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی۔

نسا خراسان کا مشہور شہر ہے، آپ نے خراسان، حجاز، عراق، جزیرہ، شام ومصر کے علماء سے علم حاصل کیا سب سے پہلے ۱۵ سال کی عمر میں قتیبہ بن سعید بلخی کی خدمت میں ایک سال دو ماہ رہ کر علم حدیث حاصل کیا، ان کے مناسک سے یہ خیال کیا گیا کہ شافعی مذہب رکھتے تھے۔

سنن کبریٰ نسائی میں صحیح وحسن دونوں قسم کی احادیث ہیں، پھر آپ نے سنن صغریٰ

Marfat.com

تالیف کی جس میں صرف صحیح اعلیٰ مرتبہ کی تھیں جس کا نام مجتبیٰ رکھا۔

جب آپ نے کتاب الخصائص (مناقب مرتضوی) تصنیف کی تو چاہا کہ اس کو جامع دمشق میں پڑھ کر سنائیں، تاکہ حکومت امویین کے اثرات سے جو عوام میں ناصبیت کی طرف رجحان بڑھ گیا تھا، اس کی اصلاح ہو جائے۔

کچھ حصہ ہی سنایا تھا کہ ایک شخص نے پوچھا کہ آپ نے امیر معاویہ کے مناقب پر بھی کچھ لکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: ان کے لئے یہی بس ہے کہ برابر سرابر چھوٹ جائیں، ان کے مناقب کہاں ہیں، یہ بھی ایک روایت ہے کہ مجھ کو ان کے مناقب میں سوا اس حدیث کے اور کوئی صحیح حدیث نہیں ملی۔ یہ سنتے ہی لوگوں نے شیعہ، شیعہ کہہ کر ان کو مارنا شروع کر دیا اور اتنا مارا کہ نیم جان کر دیا، خدام ان کو اٹھا کر گھر لائے، آپ نے فرمایا کہ مجھے ابھی مکہ معظّمہ پہنچا دو تاکہ میری وفات مکہ معظّمہ یا راستہ میں ہو۔

نقل ہے کہ آپ کی وفات مکہ معظّمہ پہنچنے پر ہوئی، اور وہاں صفا مروہ کے درمیان دفن ہوئے، آپ کی تالیف عمل الیوم واللیلہ ہے اور کتاب الکنی والاسامی بھی آپ کی تصنیف ہے۔

کتاب الضعفاء والمتروکین امام نسائی کی مشہور کتاب ہے، اس میں آپ نے بہت سے ثقہ آئمہ حدیث وفقہ کو بھی ضعیف کہہ دیا ہے۔

کچھ تو امام نسائی کے مزاج میں تشدد بھی زیادہ تھا جس کی وجہ سے رواۃ حدیث پر کڑی نظر رکھتے ہیں اور روایت حدیث کی شرائط ان کے یہاں امام بخاری سے بھی زیادہ سخت ہیں، مگر اس کے ساتھ تعصب کا بھی رنگ موجود ہے یا ان کی سخت مزاجی اور کڑی تنقید کی عادت سے فائدہ اٹھا کر لوگوں نے ان کی کتاب الضعفاء میں الحاقی عبارتوں کا اضافہ کر دیا ہے اور ایسا مستبعد نہیں، کیونکہ ان کی سنن نسائی میں حسب تصریح حافظ ابن حجر امام صاحب سے روایت موجود تھی، جو موجودہ مطبوعہ نسخوں میں اب نہیں ہے۔

اور جس طرح میزان الاعتدال میں امام صاحب کا ذکر الحاقی ہے، لوگوں نے بعد کو بڑھا دیا، ممکن ہے کہ امام نسائی کی کتاب میں بھی ایسا ہی ہوا ہو، کیونکہ جیسا کہ ان کی مطبوعہ کتاب میں اس وقت ہے کہ امام صاحب حدیث میں قوی نہیں تھے، کثیر الغلط تھے وغیرہ

Marfat.com

کلمات صحیح ہوتے تو وہ امام صاحب سے سنن نسائی میں روایت کیوں کرتے، روایت کرنا ہی اس کی دلیل ہے کہ وہ امام صاحب کو قوی فی الحدیث اور ثقہ سمجھتے تھے۔

مخالفین و معاندین نے جرح کو مفسر بنانے کا طریقہ یہ وضع کرلیا تھا کہ جس کو گرانا ہو، اس کو باعتبار حافظہ کے ضعیف کہہ دیا، ظاہر ہے کہ آخر عمر میں تو سب ہی کا حافظہ کمزور ہو جاتا ہے، اس لئے یہ بات ہر ایک کے متعلق کہی جاسکتی ہے، یا کسی معمولی غیر اہم غلطی و نسیان کو پکڑ کر قلت حفظ کی چھاپ لگادی یہ ایک ایسا حربہ تھا کہ اس سے خوب کام لیا گیا، جرح بھی مبہم نہ رہی اور بات بھی بظاہر بالکل غلط نہیں، اسی لئے امام ذہبی وغیرہ نے ایسی جرحوں کو کوئی اہمیت نہیں دی، چنانچہ میزان میں امام محمد کے بارے میں نسائی کی تلیین و تضعیف کا ذکر کرنے کے بعد حافظ ذہبی نے لکھا کہ امام محمدؒ نے امام مالکؒ سے جتنی روایات نقل کی ہیں سب قوی ہیں اور علم فقہ میں تو وہ بحر تھے، گویا امام ذہبی نے اپنے اس رویہ سے ثابت کیا کہ امام محمد کو چونکہ نسائی وغیرہ نے ضعیف کہہ دیا تھا اس لئے میں نے بھی ان کا ذکر میزان میں کیا، ورنہ وہ روایت میں ضعیف ہرگز نہ تھے۔ اسی طرح امام ابو یوسف کے بارے میں بھی کیا ہے، امام نسائی نے امام ابو یوسف کو ثقہ کہا ہے، تو امام بخاری نے ان کو متروک کہہ دیا، ان ہی چیزوں سے متاثر ہو کر حافظ سخاوی شافعی نے اعلان بالتوبیخ کر کے ص ۶۵ پر یہ فرمایا:

"جو کچھ کلام حافظ ابوشیخ ابن حبان نے اپنی کتاب السنہ میں بعض آئمہ مجتہدین کے حق میں کہا ہے اور ابن عدی نے کامل میں اور خطیب نے تاریخ بغداد میں اور دوسروں نے ان سے پہلے جیسے ابن ابی شیبہ نے مصنف میں"۔ بخاری و نسائی نے لکھا ہے کہ میں ان حضرات کی شان کو ایسے جلیل القدر مجتہدین کے بارے میں جن کے مقاصد و حالات زندگی بہت اچھے تھے ایسی گری ہوئی چیزیں ذکر کرنے سے بند خیال کرنا چاہئے، لہٰذا ایسی باتوں میں ان حضرات کی پیروی سے اجتناب کرتا ہوں۔ (ولادت ۲۱۵ھ، وفات ۳۰۳ھ، عمر ۸۸ سال)

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ

نام ونسب وولادت

الامام المحدث الفقیہ احمد بن محمد بن سلامۃ بن سلمۃ بن عبدالملک بن سلمۃ بن سلیم

Marfat.com

ابن سلیمان بن جواب الازدی ثم الحجری المصری الحنفی رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ۔

سال ولادت حسب روایت ابن عساکر ۲۳۹ھ و ابن خلکان ۲۳۸ھ ہے، مگر سمعانی نے ۲۲۹ھ ذکر کیا ہے، اور یہی زیادہ صحیح ہے، حافظ ابن کثیر، حافظ بدرالدین عینی وغیرہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، لہذا امام طحاوی کی عمر امام بخاری کی وفات کے وقت ۲۷ سال ہوگی، کیونکہ ان کی وفات ۲۵۶ھ میں ہوئی ہے۔ اسی طرح دوسرے اصحاب صحاح ستہ بھی امام طحاوی کے معاصر تھے۔

تحصیل علم و کثرت شیوخ

امام طحاویؒ طلب علم کے لئے اپنے مسکن سے مصر آئے اور اپنے ماموں امام مزنیؒ تلمیذ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھتے رہے، اور ابتداء میں شافعی مذہب پر رہے پھر جب احمد بن ابی عمران حنفی مصر میں قاضی ہو کر پہنچے تو ان کی صحبت میں بیٹھے، ان سے علم حاصل کیا تو فقہ شافعی کا اتباع ترک کر کے حنفی کے متبع ہو گئے۔ (معجم البلدان یاقوت حموی)

محمد بن احمد شرعی کا بیان ہے کہ میں نے امام طحاویؒ سے پوچھا کہ آپ نے اپنے ماموں (مزنی) کی کیوں مخالفت کی اور امام ابوحنیفہ کا مذہب کیوں اختیار کیا، فرمایا: میں دیکھتا تھا کہ ماموں ہمیشہ امام ابوحنیفہ کی کتابیں مطالعہ میں رکھتے تھے، ان سے استفادہ کرتے تھے، اسی لئے میں اس کی طرف منتقل ہو گیا (مرآۃ الجنان یافعی)

علامہ کوثریؒ نے ''الحاوی فی سیرۃ الامام طحاوی'' میں اس جگہ مزید وضاحت کی ہے کہ میں نے اپنے ماموں مزنی کو دیکھ کر خود بھی امام صاحب کی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا اور ان کی کتابوں نے مجھے حنفی مذہب کا گرویدہ بنا دیا، جس طرح کہ ان کی کتابوں نے میرے ماموں مزنی کو بھی بہت سے مسائل میں ابوحنیفہ کی طرف مائل کر دیا تھا، جیسا کہ مختصر المزنی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس میں بہت سے مسائل ایسے مذکور ہیں جن میں مزنی نے امام شافعی کی مخالفت کی ہے، الحاوی ص ۱۶۔ (ولادت ۲۲۹ھ، وفات ۳۲۱ھ، عمر ۹۲ سال)

امام طحاوی بسلسلۂ امام اعظم رحمہ اللہ

امام طحاوی بواسطۂ امام مزنی امام شافعیؒ کے تلمیذ تھے اور ان دو کے واسطے سے امام

Marfat.com

مالکؒ وامام محمدؒ کے اور ان تینوں کے واسطہ سے امام اعظمؒ کے تلمیذ تھے، امام طحاوی کے شیوخ بکثرت تھے، ان میں مصری، مغاربہ، یمنی بصری، کوفی، حجازی، شامی، خراسانی وغیرہ سب ہی ہیں۔ کیونکہ امام طحاوی نے طلب حدیث وفقہ کے لئے اسفار کئے اور مصر میں جو بھی علماء آتے تھے ان سب سے استفادہ ضرور کرتے تھے، اس طرح انہوں نے اپنے وقت کے تمام علماء مشائخ کا علم جمع کیا تھا، اسی لئے پھر خود بھی مرجع علماء روزگار ہوئے، ساری دنیا سے ہر مسلک وخیال کے اہل علم آپ سے استفادہ کے لئے مصر آتے تھے اور آپ کے بےنظیر تبحر، علمی وجامعیت سے حیرت میں پڑتے تھے۔

ذکر امانی الاحبار

حضرت مخدوم ومعظم مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ، رئیس ادارہ تبلیغ نظام الدین دہلی نے حال ہی میں اپنی شرح معانی الآثار، مسمی ''امانی الاحبار'' کی ایک جلد شائع فرمائی ہے جو کتاب مذکور کی بہترین محققانہ شرح اور علماء کے لئے نہایت قابل قدر علمی تحفہ ہے، پہلی جلد پر بڑی تقطیع کے ۴۴۴ صفحات میں شائع ہوئی ہے، جس کے شروع میں ۶۸ صفحہ کا مقدمہ ہے، اس میں امام طحاوی کے حالات پوری تحقیق وتفصیل سے لکھے ہیں۔

معانی الآثار، مشکل الآثار اور دوسری حدیثی تالیفات امام طحاوی کے شیوخ کا مکمل تذکرہ کیا ہے، پھر ایک فصل میں امام طحاویؒ کے کبار تلامذہ کا بھی ذکر کیا ہے، ثناء امام طحاوی کے عنوان سے حسب ذیل اقوام جمع کئے ہیں۔

امام طحاویؒ مجدد تھے

حضرت الاستاذ المعظم شاہ صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا کہ علامہ ابن اثیر جزری نے امام طحاوی کو مجدد کہا ہے، میں کہتا ہوں کہ وہ واقعی امام حدیث ومجتہد تھے اور شرح حدیث وبیان محامل حدیث واسولہ واجوبہ کے لحاظ سے وہ مجدد بھی تھے، کیونکہ پہلے محدثین صرف روایت حدیث متناً وسنداً کرتے تھے، معانی حدیث ومحامل وغیرہ پر بحث نہیں کرتے تھے (امام طحاوی نے اس نئے طرز میں لکھا اور اتنا سیر حاصل لکھا کہ حق ادا کر گئے)

Marfat.com

فن رجال اور امام طحاویؒ

فن رجال میں ان کے کمال وسعت علم کا اندازہ ان مواقع میں ہوتا ہے جب وہ احادیث متعارضہ پر بحث کرتے ہیں، معانی الآثار، مشکل الآثار اور تاریخ کبیر (فی الرجال) میں بکثرت اس کی مثالیں ملتی ہیں، افسوس ہے کہ امام طحاویؒ کی تاریخ کبیر اس وقت ناپید ہے مگر اس سے نقول اکابر محدثین کی کتابوں میں موجود ہیں جن سے اس کی عظمت ظاہر ہوتی ہے (حاوی ومقدمہ امانی الاحبار ملخصا)

جرح وتعدیل اور امام طحاوی

جرح وتعدیل کے بارے میں امام طحاویؒ کی رائے بطور سند کتب جرح وتعدیل میں ذکر ہوئی ہے اور معانی الآثار میں بھی بہ کثرت رواۃ کی جرح وتعدیل پر انہوں نے کلام کیا ہے اور مستقل کتاب بھی لکھی جس کا ذکر اوپر ہوا اور ''نقض المدلسین'' کرابیسی کے رد میں لکھی، ابوعبید کی کتاب السنۃ کی اغلاط پر مستقل تصنیف کی۔

حافظ ابن حجر کا تعصب

لیکن نہ تو خود امام طحاوی کی تاریخ کبیر وغیرہ اس وقت موجود ہیں نہ ان کے اکابر تلامذہ کی کتابیں جن سے ان کے سب اقوال معلوم ہو سکے، حافظ ابن حجر جو کچھ اوپر سے لیتے ہیں اس میں وہ حنفیہ کے ساتھ پوری عصبیت برتتے ہیں، چنانچہ خود ان کے تلمیذ حافظ سخاوی کو اپنی تعلیقات درر کامنہ میں متعدد جگہ اعتراف کرنا پڑا کہ حافظ ابن حجر جب بھی کسی حنفی عالم کا ذکر کرتے ہیں تو اس کو کم درجہ کا دکھلانے پر مجبور ہیں۔

اسی تعصب شدید کے باعث انہوں نے امام طحاوی کا ذکر نہ ان کے جلیل القدر شیوخ واساتذہ کے حالات میں کیا اور نہ ان کے اعلیٰ درجہ کے تلامذہ واصحاب کے حالات میں کیا۔

البتہ جن لوگوں میں کوئی کلام تھا ان کے ضمن میں ان کا ذکر ضرور کیا تا کہ ان کے ساتھ امام طحاوی کی قدر ومنزلت بھی کم ہو جائے، پھر اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ یہ ہے کہ جن ضعیف رواۃ سے امام طحاوی نے کسی وجہ سے معدودے چند احادیث لے لی ہیں تو حافظ نے

Marfat.com

اس کو بڑھا چڑھا کر کہا کہ امام طحاوی نے ان سے بہت زیادہ روایت کی ہے اور بہت سے اعلیٰ درجہ کے ثقہ رواۃ جن سے امام طحاوی نے بکثرت روایات لی ہیں ان کے حالات میں حافظ نے نہیں بتلایا کہ یہ امام طحاوی کی رواۃ میں ہیں۔

اسی طرح تہذیب ولسان میں امام طحاوی کے اقوال جرح وتعدیل بھی صرف ضرورۃً کہیں کہیں لے لئے ہیں، حافظ ابن حجرؒ کی اسی روش کے باعث حضرت شاہ صاحبؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جس قدر نقصان رجال حنفیہ کو حافظ سے پہنچا ہے اور کسی سے نہیں پہنچا کیونکہ تہذیب الکمال مزی (جس کا خلاصہ تہذیب التہذیب للحافظ ہے) بہ کثرت آئمہ محدثین کے حالات میں ان کے شیوخ وتلامذہ میں حنفیہؒ تھے، جن کا ذکر حافظ نے حذف کر دیا ہے، دوسری کتب کی نقول سے ان کا پتہ چلتا ہے۔

مقدمہ امانی الاحبار

مقدمہ امانی الاحبار میں معانی الآثار اور مشکل الآثار کے رواۃ پر امام طحاوی کے کلمات جرح وتعدیل کو یک جا کر دیا ہے جس سے ایک نظر میں امام موصوفؒ کی بالغ نظری ووسعت علم کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

امام طحاوی بڑے مجتہد تھے

حضرت مولانا عبدالحئی صاحب نے تعلیقات سنیہ میں فرمایا کہ امام طحاوی مجتہد تھے اور امام ابویوسفؒ وامام محمد کے طبقہ میں تھے ان کا مرتبہ ان دونوں سے کم نہیں تھا (مقدمہ امانی ص ۵۹)

حافظ عبداللہ بن اسحٰق ابومحمد الجوہری، معروف بہ حافظ بدعہؒ

آپ امام اعظمؒ کے مشہور شاگرد حافظ ابو عاصم النبیل کے مستملی تھے، امام ترمذی، ابوداؤد، نسائی وابن ماجہ آپ کے حدیث میں شاگرد ہیں، ابن حبان نے کتاب الثقات میں آپ کو مستقیم الحدیث لکھا ہے، اگرچہ آپ کا ذکر حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں نہیں کیا مگر حافظ عبدالباقی بن قانع نے آپ کو حافظ حدیث کے لقب سے یاد کیا۔ (م ۲۵۷ھ) (تہذیب التہذیب)

Marfat.com

امام ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ دہلی نیشاپوری

خراسان کے سب سے بڑے شیخ الحدیث تھے، حافظ ذہبی نے الذہلی شیخ الاسلام، حافظ نیشاپور لکھا اوران کے طبقہ میں جس میں امام بخاری ومسلم بھی داخل ہیں سب سے پہلے آپ ہی کا ذکر کیا ہے، ۱۷۰ھ کے بعد پیدا ہوئے۔

طلب حدیث کے لئے تمام ممالک اسلامیہ کا تین بار سفر کیا اور بڑے بڑے شیوخ سے استفادہ کیا، تحصیل علم پر ڈیڑھ لاکھ روپے صرف کئے، حافظ ذہبی نے آپ کے اساتذہ میں حافظ عبدالرزاق (تلمیذ امام اعظم) عبدالرحمٰن بن مہدی، اسباط بن محمد، ابوداؤد طیالسی کے نام لکھ کر بتایا کہ اسی درجہ کے دوسرے مشائخ حرمین، مصر ویمن وغیرہ سے استفادہ کر کے خصوصی امتیاز حاصل کیا، ثقہ اور تقویٰ، دیانت ومتابعت سنت کے ساتھ علمی تفوق میں فرد کامل تھے، حسب تصریح امام احمدؒ، امام زہری کی احادیث کے سب سے بڑے عالم تھے، امام احمد نے اپنی اولاد واصحاب کو حکم دیا تھا کہ آپ کی خدمت میں جا کر احادیث لکھیں، سید الحفاظ امام یحییٰ بن معین سے سعید بن منصور نے کہا کہ آپ امام زہری کی حدیثیں کیوں نہیں لکھتے؟ تو فرمایا کہ اس کام کو ہماری طرف سے محمد بن یحییٰ نے پورا کر دیا ہے۔

اس زمانہ کے مشائخ حدیث یہ بھی کہا کرتے تھے کہ "جس حدیث کو محمد بن یحییٰ نہ جانیں اس کا اعتبار نہیں" حافظ فضلک رازی نے آپ کو سرتاپا فائدہ کہا اور کہا کہ آپ نے کبھی کسی حدیث میں غلطی نہیں کی ابوحاتم نے امام اہل زمانہ، امام نسائی نے ثقہ، ثبت، احد الائمہ فی الحدیث کہا، آپ کے تلمیذ حدیث حافظ ابن خزیمہ آپ کو امام اہل المصر بلا مدافعۃ کہتے تھے، امام ابوبکر بن ابی داؤد نے امیر المؤمنین فی الحدیث کہا، دارقطنی نے کہا کہ جس شخص کو سلف کے علم کے مقابلہ میں اپنی بے بضاعتی کا اندازہ لگانا ہو اس کو آپ کی تصنیف، علل حدیث الزہری، کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

تمام ارباب صحاح ستہ فن حدیث میں آپ کے شاگرد ہیں لیکن امام مسلم نے اپنی صحیح میں آپ سے کوئی روایت نہیں لی اور امام بخاری نے ۳۴ حدیث آپ سے اپنی صحیح میں روایت کی ہیں اگر چہ کسی جگہ بھی محمد بن یحییٰ نام نہیں لیا صرف محمد کہا یا دوسری نسبتوں سے ذکر

Marfat.com

کیا جس کو علامہ خزرجی نے خلاصہ میں تدلیس قرار دیا، امام بخاری کے حالات میں ذہلی سے ان کے اختلاف کا واقعہ نقل ہو چکا ہے، درحقیقت جس طرح امام بخاریؒ ''الایمان قول و عمل'' میں متشدد تھے اسی طرح امام ذہلی تلفظ بالقرآن کو حادث ومخلوق کہنے کے سخت مخالف تھے یا امام اعظم کی طرح اس قسم کے مسائل کلامیہ پر رائے زنی کو فتنوں کا فتح باب سمجھتے تھے جیسا کہ امام صاحب کے حالات میں گزر چکا ہے۔

امام ذہلی نے لوگوں کو روکا تھا کہ امام بخاری سے مسائل کلامیہ نہ پوچھیں مگر وہ نہ رکے اور امام بخاری نے جواب میں احتیاط نہ کی اور فتنے بپا ہوئے جس کی وجہ سے امام ذہلی، امام بخاری سے ناراض ہو گئے، ادھر بغداد کے محدثین نے بھی امام ذہلی کو لکھا کہ امام بخاری نے یہاں بھی ''تلفظ بالقرآن'' کے مسئلہ پر کلام کیا اور ہمارے منع کرنے پر نہیں رکے۔ (طبقات الشافعیہ للسبکی ترجمہ امام بخاری)

اس کے بعد امام ذہلی نے اعلان کر دیا کہ جو شخص لفظی بالقرآن مخلوق کہے وہ مبتدع ہے اور کوئی شخص بخاری کے پاس نہ جائے ورنہ وہ بھی متہم ہوگا، امام ذہلی کے اس اعلان کے بعد سواء امام مسلم اور احمد بن سلمہ کے سب لوگوں نے امام بخاری سے قطع تعلق کر لیا اور چونکہ امام ذہلی نے یہ بھی کہا تھا کہ جو شخص لفظی بالقرآن مخلوق کا قائل ہو وہ ہماری مجلس درس میں حاضر نہ ہو اور بتصریح حافظ ذہبی (ترجمہ ابی الولید) امام مسلم بھی لفظ بالقرآن کی طرف منسوب تھے اس لئے امام مسلم اسی وقت ذہلی کی مجلس سے اٹھ کر چلے گئے (کتاب الاسماء والصفات بیہقی) اور ان کے دل میں بھی امام ذہلی کی طرف سے ناگواری کا اثر ہوا، تاہم یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امام مسلم، امام ذہلی و امام بخاری کے باہمی اختلافات مذکورہ سے الگ رہی ہے اور بقول حافظ ابن حجرؒ انہوں نے یہ بھی انصاف کیا کہ اپنی صحیح میں نہ امام ذہلی سے روایت کی نہ امام بخاری سے، جس طرح امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم کے تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی اسی بناء پر امام بخاری کی حدیث کو ترک کر دیا تھا۔

یہاں سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ معمولی اختلافی مسائل میں تشدد کرنا کسی طرح موزوں نہیں، اسی لئے نہ وہ تشدد موزوں تھا جو امام بخاری نے بہت سے مسائل میں اختیار

Marfat.com

کیا اور نہ وہ تشدد جو امام ذہلی نے مسئلہ مذکورہ میں کیا، آئمہ متبوعین خصوصاً امام اعظم کے حالات پڑھنے سے اندازہ ہوگا کہ ان حضرات کے یہاں ہر چیز کو اعتدال پر اور ہر معاملہ اپنی حدود میں رکھا جاتا تھا اور جہاں وہ مسائل جزئیہ میں متبوع و مقلد تھے، دوسرے امور و معاملات میں بھی صحیح رہنمائی کا حق ادا کر گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (م ۲۵۸ھ)

حافظ امام عباس بحرانی بن یزید البصری رحمہ اللہ تعالیٰ

حافظ ذہبی نے آپ کو الامام الحافظ اور ان علماء میں لکھا جو علو روایت و معرفۃ حدیث کے جامع تھے، آپ نے امام وکیع، سید الحفاظ، یحییٰ القطان، امام سفیان بن عیینہ، حافظ عبد الرزاق (تلامذہ امام اعظم) وغیرہ مشائخ سے حدیث حاصل کی اور آپ سے امام ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور دیگر آئمہ حدیث نے روایت کی، دارقطنی نے ثقہ، مامون اور ابو نعیم اصفہانی نے آپ کو حفاظ حدیث میں سے کہا، ایک مدت تک ہمدان کے قاضی رہے، ہمدان، بغداد و اصفہان میں درس حدیث دیا ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۲۵۸ھ) (تذکرہ و تہذیب)

حافظ ہارون بن اسحٰق بن محمد بن الہمدانی الکوفی

امام بخاری، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کے استاذ حدیث ہیں، امام بخاری نے جزء القراءۃ میں آپ سے روایت کی ہے، حافظ مزی نے تہذیب الکمال میں اور علامہ خزرجی نے خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال میں "حافظ حدیث" لکھا ہے، امام نسائی نے ثقہ اور ابن خزیمہ نے خیار عباد اللہ میں سے کہا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۲۵۸ھ)

حافظ ابو اللیث عبد اللہ بن سریج بن حجر البخاریؒ

مشہور حافظ حدیث امام ابو حفظ کبیر کے اصحاب و تلامذہ میں سے تھے، آپ کو دس ہزار احادیث نوک زبان یاد تھیں اور عبدان آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے، غنجار نے "تاریخ بخارا" میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ (متوفی ۲۵۸ھ) (مقدمہ نصب الرایہ)

Marfat.com

امام ابوالحسن احمد بن عبداللہ عجلی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدث جوفن رجال میں امام احمد اور امام یحییٰ بن معین کے ہمسر شمار کئے گئے ہیں، آپ کی تصانیف میں تاریخ رجال مشہور ہے جس کے حوالے کتابوں میں نقل ہوتے ہیں، آپ ہی کے حوالہ سے حافظ ابن ہمام نے فتح القدیر ص۴۲ ج۱ (نولکشور) میں نقل کیا ہے کہ کوفہ میں پہنچنے والے صحابہ کی تعداد ڈیڑھ ہزار تھی، رحمہ اللہ تعالیٰ و برد مضجعہ۔ (م ۲۶۱ھ) (ابن ماجہ اور علم حدیث)

امام ابوبکر احمد بن عمر بن مہیر خصاف

مشہور عالم جلیل، محدث وفقیہ، زاہد و عارف، تلمیذ امام محمد و حسن (تلامذہ امام اعظم) ہیں۔ حدیث اپنے والد ماجد عاصم، ابوداؤد طیالسی، مسدد ابن مسرہد، علی بن المدینی، یحییٰ الحمانی اور ابونعیم فضل بن دکین (تلامذہ امام اعظم) سے روایت کی، حساب و علم الفرائض و معرفت مذہب حنفی میں خصوصی امتیاز رکھتے تھے، اپنے علم و فضل کو ذریعۂ معاش نہیں بنایا، جوتہ سینا جانتے تھے اسی سے اپنی معاش حاصل کرتے تھے، جس سے خصاف کہلائے، خلیفہ مہتدی باللہ کے لئے کتاب الخراج لکھی، جب خلیفہ مذکور مقتول ہوا تو آپ کا مکان بھی لوٹا گیا اور آپ کی بعض اہم تصانیف "مناسک الحج" وغیرہ بھی ضائع ہو گئیں۔

دوسری مشہور تصانیف یہ ہیں: کتاب الوصایا، کتاب الرضاع، کتاب الشروط الکبیر والصغیر، کتاب المحاضر والسجلات، کتاب ادب القاضی، کتاب النفقات علی الاقارب، کتاب الحیل، کتاب احکام العصری، کتاب احکام الوقف، کتاب القصر واحکامہ، کتاب المسجد و القبر۔ (فوائد بہیہ و حدائق) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (متوفی ۲۶۱ھ، عمر ۸۰ سال)

حافظ ابو یوسف یعقوب بن شیبہ بصری مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ

کبار علماء حدیث میں سے تھے، نہایت عظیم مسند معلل تالیف کیا تھا، جو پورا

Marfat.com

ہوجاتا تو دوسو مجلدات میں سماجاتا، اس کا صرف مسند ابوہریرہؓ دوسو جزو کا اور مسند علیؓ پانچ جلدوں کا تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ ص ۵۷۷)

حضرت علامہ کشمیریؒ نے نقل کیا کہ جب بغداد کی مسجد "خلیفہ رصافہ" میں تشریف لے گئے تو ان کی مجلس املاء میں ستر ہزار آدمی جمع ہوگئے، سات مبلغ تھے جو تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر لوگوں کو شیخ کا کلام پہنچاتے تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۲۶۲ھ)

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد حفص بن الزبرقان (ابوحفص صغیر)

فقہ میں اپنے والد ماجد ابوحفظ کبیر سے تخصص حاصل کیا، حدیث ابوالولید طیالسی، حمیدی اور یحییٰ بن معین وغیرہ سے حاصل کی، مدت تک طلب علم میں امام بخاری کے رفیق رہے، حافظ ذہبی نے لکھا کہ آپ ثقہ، امام، متقی، زاہد، عالم، بانی، متبع سنت بزرگ تھے، آپ کے والد امام محمد کے کبار تلامذہ میں تھے، بخارا میں ان دونوں پر علماء احناف کی سیادت ختم تھی اور ان سے آئمہ حدیث وفقہ نے تفقہ حاصل کیا۔

حافظ ذہبی نے آپکی تصانیف میں سے "الرد علی اهل الاهوا" اورالرد علی اللفظیه ذکر کی ہیں، امام بخاری نیشاپور پہنچے اور امیر بخارا نے آپکو تکلیف دینے کا ارادہ کیا تو ابوحفص صغیر نے آپکو بعض سرحدات بخارا کی طرف پہنچوادیا تھا رحمہم اللہ تعالیٰ (م ۲۶۴ھ) (فوائد بہیہ وحدائق)

حافظ عصر امام ابوزرعہ عبیداللہ بن عبدالکریم رحمہ اللہ تعالیٰ

علم حدیث کے مشہور امام اور اس میں امام بخاری کے ہمسر سمجھے جاتے ہیں، امام مسلم، ترمذی، نسائی و ابن ماجہ آپ کے شاگرد ہیں، امام طحاوی نے فرمایا کہ ابوحاتم، ابوزرعہ، ابن دارہ یہ تینوں رے میں ایسے تھے جن کی نظیر اس وقت روئے زمین پر نہ تھی۔

آپ نے طلب حدیث کے لئے بلاد اسلامیہ کا سفر کیا تھا، خود فرمایا کہ میں نے ابوبکر ابن شیبہ سے ایک لاکھ احادیث لکھیں اور اتنی ہی ابراہیم بن موسیٰ رازی سے، ایک شخص نے حلف اٹھالیا کہ اگر ابوزرعہ کو ایک لاکھ حدیثیں یاد نہ ہوں تو میری بیوی کو طلاق ہے، پھر ابو

Marfat.com

زرعہ سے اس کو بیان کیا تو فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھو، خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک لاکھ احادیث اس طرح یاد ہے جس طرح کسی کو قل ھو اللہ یاد ہوتی ہے، ابوبکر بن ابی شیبہ آپ کے شیخ کا قول ہے کہ میں نے ابوزرعہ سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا۔

حافظ عبداللہ بن وہب دینوری کا بیان ہے کہ ایک موقعہ پر میں نے ابوزرعہ سے کہا کہ آپ کو حماد کی سند سے امام ابوحنیفہ کی کتنی حدیثیں یاد ہیں؟ تو اس پر آپ نے حدیثوں کا ایک سلسلہ شروع کردیا مناقب امام اعظم موفق ص ۹۶ ج ۱ میں ہے کہ امام صاحب دو ہزار حدیثیں صرف حماد کی روایت فرماتے تھے اور مذکورہ بالا واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام صاحب کی روایات حدیثی یاد رکھنے کا بڑے بڑے محدثین کس قدر اہتمام کرتے تھے، ابو زرعہ اور ابوحاتم دونوں خالہ زاد بھائی تھے، ابوحاتم نے بھی آپ کی بہت مدح و توصیف کی ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (ولادت ۲۰۰ متوفی ۲۶۴ھ) (امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۸۶)

امام ابوعبداللہ محمد بن شجاع ثلجی بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدث وفقیہ عراق، متورع، عابد، قاری اور بحر العلم تھے، فقہ وحدیث میں تخصص امام حسن بن زیاد سے حاصل کیا اور دوسرے اکابر جن سے فقہ وحدیث میں استفادہ کیا یہ ہیں، حسن بن ابی مالک، اسماعیل بن حماد الامام الاعظم، عبداللہ بن داؤد خریبی، معلیٰ بن منصور، حبان صاحب امام اعظم، ابوعاصم النبیل، موسیٰ بن سلیمان جوزجانی، اسماعیل بن علیہ، وکیع، واقدی، یحییٰ بن آدم، عبیداللہ بن موسیٰ وغیرہم، جن حضرات نے آپ سے فقہ وحدیث میں خصوصی استفادہ کیا یہ ہیں: قاضی قاسم بن غسان، احمد بن ابی عمران، (شیخ امام طحاوی) حافظ یعقوب ابن شیبہ السدوسی، ذکریا بن یحییٰ نیشاپوری، ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن حبیشی بغوی (مدون مسند امام حسن بن زیاد) وغیرہم۔

ثلجی نسبت ہے ثلج بن عمرو کی طرف، جس نے ابن الثلجی یا ابن الثلاج لکھا غلطی کی، اسی طرح جس نے بلخی لکھا وہ بھی غلط ہے، آپ نے تحصیل علم میں انتہائی جانفشانی کی ہے، جس کی وجہ سے تمام علوم خصوصاً فقہ وحدیث میں کامل ومکمل ہوئے اور بڑی شہرت پائی۔ (ولادت ۱۸۱ھ، متوفی ۲۶۶ھ)

Marfat.com

حافظ محمد بن حماد الطہرانی ابو عبداللہ الرازی رحمہ اللہ تعالیٰ

محدث جلیل، تہران کے ساکن (جو اس وقت ایران کا پایۂ تخت ہے) امام ابن ماجہ کے استاد تھے، حافظ ذہبی نے آپ کو المحدث الحافظ الجوال فی الآفاق، العبد الصالح لکھا، عراق، شام و یمن میں تحصیل حدیث کی، آپ حافظ عبدالرزاق (تلمیذ امام اعظم) کے اصحاب میں سے تھے، حافظ حدیث ثقہ تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۲۷۱ھ) (تذکرہ و تہذیب)

حافظ عباس دوری بن محمد بن حاتم ابوالفضل الہاشمیؒ

ذہبی نے الحافظ الامام لکھا، امام یحییٰ بن معین کے خاص شاگردوں میں سے ہیں، امام ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کے استاد ہیں، فن رجال میں بہت بڑی ضخیم کتاب ان کی یادگار ہے جس میں اپنے شیخ سید الحافظ و امام جرح و تعدیل یحییٰ بن معین کے اقوال جمع کئے ہیں، ذہبی نے اس کتاب کی افادیت اور مصنف کی اعلیٰ بصیرت کا اعتراف کیا، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۲۷۱ھ) (تذکرۃ الحفاظ)

حافظ ابوحاتم رازی محمد بن دریس بن المنذر الحنظلیؒ

فن جرح و تعدیل کے بڑے امام اور حدیث میں امام بخاری کے درجہ میں تسلیم کئے گئے ہیں، نوعمری ہی میں طلب حدیث کے لئے دور دراز ممالک کے پیدل سفر کئے، ابتدائی دور کے سات سالہ سفر میں ایک ہزار فرسخ یعنی تین ہزار میل طے کئے تھے، طلب علم کی راہ میں بہت زیادہ تکالیف اٹھائیں مگر ہمت و حوصلہ بلند تھا، بڑے مدارج پر پہنچے، آپ سے امام بخاری، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کو تلمذ حاصل ہے، علامہ تاج الدین سبکی نے طبقات الشافعیہ میں امام بخاری و ابن ماجہ کے تلمذ سے انکار کیا ہے، مگر وہ صحیح نہیں، کیونکہ حافظ مزی نے تہذیب الکلام میں تصریح کی ہے کہ امام ابن ماجہ نے تفسیر میں آپ سے روایت کی ہے اور باب الایمان و باب فرائض الجد میں بھی آپ کی حدیثیں موجود ہیں۔

Marfat.com

حافظ نے مقدمۂ فتح الباری ص ۴۸۰ (میریہ) میں لکھا ہے کہ امام بخاری نے شیخ ذہلی اور ابو حاتم سے وہ روایات لی ہیں جن کا سماع ان کو دوسرے اساتذہ سے فوت ہو گیا تھا یا جو روایتیں ان کے علاوہ دوسرے علماء سے انہیں نہ مل سکی تھیں، ایک زمانہ تک امام بخاری، امام ابوزرعہ اور ابو حاتم کے باہم تعلقات نہایت خوشگوار رہے مگر تلفظ بالقرآن کے مسئلہ پر امام ذہلی سے اختلاف کے بعد یہ دونوں حضرات امام بخاری سے بدظن ہو گئے تھے اور ترک روایت حدیث کی بات بھی اسی باعث ہے۔

تاریخ ورجال کے سلسلہ میں بھی ان دونوں نے امام بخاری کی بہت سی غلطیاں نکالی ہیں اور ابن ابی حاتم نے ان ہی دونوں حضرات سے استفادہ کر کے امام بخاری کی تاریخی اوہام پر مستقل کتاب بھی لکھی ''کتاب خطاء البخاری'' کے نام سے اور حافظ صالح جزرہ نے ابوزرعہ کی تنقید پر امام بخاری کی طرف سے غلطیاں ہو جانے کی کسی قدر معقول وجہ بھی پیش کی ہے، ان سب امور کو تفصیل و حسن ترتیب سے محترم مولانا عبدالرشید صاحب نعمانی نے ''امام ابن ماجہ اور علم حدیث'' میں جمع کر دی ہے، ابن ابی حاتم رازی کی کتاب ''بیان خطاء البخاری فی تاریخہ دائرۃ المعارف حیدرآباد سے شائع ہو گئی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ امام بخاری کے اوہام پر جس طرز سے تنقید کی گئی یا ترک روایت تک نوبت پہنچی یہ سب امام بخاری کے عالی شخصیت کے شایان شان نہیں، اسی طرح جو کچھ امام بخاری کی طرف سے دفاع میں امام مسلم، ابو حاتم اور ابوزرعہ پر بے جا الزامات لگائے گئے وہ بھی بے انصافی ہے، پوری احتیاط سے صحیح تنقید جس کے ساتھ مدارج و مراتب کا بھی پورا لحاظ ہو، بری نہیں بلکہ مفید ہے، ہمارے لئے یہ سب ہی حضرات مستحق صد احترام ہیں اور ان کی علمی خدمات لائق صد ہزار قدر۔ جزاھم اللہ عنا و عن سائر الامۃ المرحومۃ خیر الجزاء ورضی عنھم احسن الرضاء (ولادت ۱۹۵ھ متوفی ۲۷۷ھ)

الحافظ الفقیہ ابوالعباس احمد بن محمد بن عیسیٰ البرتی رحمہ اللہ

فقہ ابوسلیمان جوزجانی سے حاصل کی، اسماعیل قاضی آپ کے علم و فضل کی وجہ سے بہت

Marfat.com

تعظیم کرتے تھے، آپ کی تالیفات میں سے "مسند ابی ہریرۃ" ہے، حدیث علمی، مسدد بن مسرہد اور ابوبکر بن ابی شیبہ سے سنی اور روایت کی، خطیب نے ثقہ، حجت، صلاح وعبادت میں مشہور کہا اور اصحاب قاضی یحییٰ بن اکثم سے بتلایا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۲۸۰ھ) (تقدمہ نصب الرایہ وجواہر مضیئہ)

حافظ ابوبکر بن ابی الدنیا عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان القرشیؒ

مشہور محدث ہیں، احمد دورقی، علی بن معبد جوہری (تلمیذ امام ابی یوسف) زہیر بن حرب (تلمیذ القطان، تلمیذ الامام الاعظم) ابوعبید قاسم بن سلام (تلمیذ امام محمد) داؤد بن رشید خوارزمی، واقدی اور امام بخاری وابوداؤد وغیرہ سے فقہ حدیث حاصل کیا اور آپ کے تلامذہ میں ابن ماجہ وغیرہ ہیں۔

شہزادگان خلفائے عباسیہ اور خلیفہ معتضد باللہ کے بھی اتالیق ومعلم خصوصی رہے، ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے اپنے والد کی معیت میں آپ سے احادیث لکھیں اور والد نے ان کو صدوق کہا ہے، آپ کی حدیثی تالیفات کتاب الدعا وغیرہ مشہور ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۲۸۱ھ) (تذکرہ وتہذیب دبستان)

شیخ الشام حافظ ابوزرعہ دمشقی عبدالرحمٰن بن عمرو بن عبداللہ النصریؒ

مشہور محدث رواۃ ابی داؤد میں سے ہیں، ابن ابی حاتم نے کہا کہ والد صاحب کے رفیق تھے، ان سے حدیث لکھی اور ہم نے بھی ان سے لکھی، صدوق، ثقہ تھے، خلیل نے کہا کہ آپ حفاظ اثبات میں سے تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۲۸۱ھ) (امانی الاحبار)

حافظ ابومحمد حارث بن ابی اسامہ رحمہ اللہ تعالیٰ

یزید بن ہارون، روح بن عبادہ، علی بن عاصم، واقدی وغیرہ سے حدیث حاصل کی، ابوحاتم، ابن حبان، دارقطنی وغیرہ نے توثیق کی ہے، آپ کی تالیفات میں سے مسند مشہور ہے جو عام مسانید کے خلاف شیوخ کے نام پر مرتب ہے جس کو معجم کہنا چاہئے تھا، کیونکہ مسند وہ ہوتی ہیں جن کی ترتیب صحابہ کے نام پر ہو، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۲۸۲ھ) (بستان المحدثین)

Marfat.com

شیخ ابوالفضل عبید اللہ بن واصل البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

حفاظ و محدثین حنفیہ میں سے بخارا کے مشہور محدث تھے، جن سے محدث حارثی نے حدیث حاصل کی، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۲۸۲ھ) (تقدمہ نصب الرایہ)

شیخ ابواسحٰق ابراہیم بن حرب عسکری

مشہور محدث تھے، جنہوں نے مسند ابی ہریرہ مرتب کیا تھا (م ۲۸۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

حافظ محمد بن النظر بن سلمۃ بن الجارود بن زید ابوبکر الجارودی الفقیہ الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

نیشاپور کے مشہور حنفی فقیہ اور بہت بڑے حافظ حدیث تھے، ان کا سارا خاندان علماء و فضلاء تھا اور سب حنفی تھے، کما صرح بہ الحاکم علامہ قرشی نے جواہر مضیہ میں ان سب کے حالات لکھے ہیں جارود امام اعظم کے تلمیذ تھے اور صاحب ابی حنیفہ کہلاتے تھے، طلب حدیث میں نیشاپور سے وہ اور امام مسلم ساتھ روانہ ہوئے تھے، محدث حاکم نے تاریخ نیشاپور میں آپ کو حفظ حدیث، فضل و کمال اور مروت و سیادت کے اعتبار سے شیخ وقت اور سر آمد علماء زمانہ لکھا ہے، فن حدیث میں امام نسائی اور حافظ ابن خزیمہ آپ کے شاگرد ہیں، ابن ابی حاتم نے لکھا کہ میں نے آپ سے "رے" میں سماع حدیث کیا تھا، آپ صدوق اور حفاظ حدیث میں سے تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۲۹۱ھ) (تذکرہ، تہذیب و جواہر)

شیخ ابوبکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بزار رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ نے علم حدیث ہدبۃ بن خالد (شیخ بخاری و مسلم) عبد الاعلیٰ بن حماد، حسن بن علی بن راشد وغیرہ سے حاصل کیا اور ابو الشیخ طبرانی، عبد الباقی بن قانع و دیگر جلیل القدر محدثین آپ کے شاگرد ہیں، آپ کی مسند بزار مشہور ہے جس کو مسند کبیر بھی کہتے ہیں اور یہ مسند معلل ہے جس میں علل حدیث پر بھی کلام کیا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۲۹۲ھ) (بستان المحدثین)

Marfat.com

شیخ ابو مسلم ابراہیم بن عبداللہ الکشی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کی سنن حدیث کی مشہور کتاب ہے جس میں ثلاثیات بہت ہیں جس طرح مسانید امام اعظم میں ثلاثیات بہت زیادہ ہیں، سنن مذکور کی تالیف سے فراغت پا کر آپ نے اس نعمت کے شکرانہ میں ہزار درہم غرباء کو صدقہ کئے اور اہل علم محدثین اور امراء ملک کی پر تکلف دعوت کی اس میں ایک ہزار درہم صرف کئے۔

آپ بغداد پہنچے تو حدیث سننے والوں کا جم غفیر جمع ہو گیا، سامعین کے علاوہ چالیس ہزار سے زیادہ صاحب دوات وقلم موجود تھے جو آپ کے فرمودات لکھ رہے تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۲۹۲ھ) (بستان المحدثین وابن ماجہ وعلم حدیث)

حافظ ابراہیم بن معقل بن الحجاج ابواسحٰق النسفی حنفیؒ

بہت بڑے حافظ حدیث، نہایت نامور مصنف اور جلیل القدر فقیہ حنفی تھے، اختلاف مذاہب کی گہری بصیرت رکھتے تھے، زاہد ورع، متقی وضعیف تھے، آپ کی مشہور تصانیف ''المسند الکبیر'' اور ''التفسیر'' ہیں، یہ سب حالات واوصاف حافظ ذہبی، حافظ مستغفری اور حافظ ابن حجر نے لکھے ہیں، اس کے علاوہ دوسرا بڑا امتیاز آپ کا یہ ہے کہ صحیح بخاری کی روایت کا سلسلہ جن چار کبار محدثین (تلامذۂ امام بخاری) سے چلا، ان میں سے ایک آپ ہیں اور دوسرے حماد بن شاکر النفسی م ۳۱۱ھ بھی حنفی ہیں، حافظ ابن حجر نے فتح الباری کے شروع میں اپنا سلسلہ سند ان چاروں حضرات تک بیان کیا ہے، ان میں تیسرے بزرگ محمد بن یوسف فربری م ۳۲۰ھ اور چوتھے ابوطلحہ منصور بن محمد بن علی بن قرینہ بزودی م ۳۲۹ھ ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۲۹۵ھ) (مقدمہ وامام ابن ماجہ وعلم حدیث)

شیخ محمد بن خلف المعروف، بوکیع القاضی رحمہ اللہ تعالیٰ

اقضیۂ صحابہ وتابعین کے بہت بڑے عالم تھے، آپ کی کتاب ''اخبار القضاۃ'' اس

Marfat.com

موضوع پر بہت اہم و نافع ہے، علامہ کوثریؒ علیہ نے ''حسن التقاضی'' ص ۳ پر تحریر فرمایا کہ اقضیۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اقضیۂ صحابہ و تابعین میں چونکہ بہت بڑا علم احکام و معاملات کا ہے، اس لئے اہل علم نے ہمیشہ احوال قضاۃ کی طرف توجہ کی ہے چنانچہ اقضیۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتابیں تالیف ہوئیں پھر اقضیۂ صحابہ و تابعین و تبع تابعین بھی سنن سعید بن منصور، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ اور کتب ادب القضاء وغیرہ میں مدون ہوئے، مذکورہ بالا کتاب ''اخبار القضاۃ'' اس موضوع پر نہایت قابل قدر اور لائق فخر خدمت ہے کیونکہ اس میں صرف کسی ایک جگہ کے قضاۃ اور ان کے اقضیہ پر اکتفاء نہیں کی گئی بلکہ تمام قضاۃ بلاد اسلام کے حالات جمع کئے گئے ہیں یہ کتاب مصر میں اس وقت زیر طبع ہے، اگرچہ اس کی طباعت کی رفتار نہایت سست ہے۔

(م ۳۰۶ھ) (یہ تحریر ۱۳۶۸ھ کی ہے، غالباً اب یہ کتاب مکمل طبع ہوگئی ہوگی)

حافظ ابو یعلی احمد بن علی بن المثنی بن یحییٰ تمیمی موصلیؒ

آپ نے حدیث علی بن الجعد، یحییٰ بن آدم و تلامذۂ امام ابی یوسفؒ اور دیگر جلیل القدر محدثین سے حاصل کی، آپ کے شاگرد ابن حبان، ابو حاتم، ابوبکر اسماعیلی وغیرہ ہیں، جسۃً للہ علم حدیث کی تعلیم میں مشغول رہتے تھے، آپ سے ثلاثیات بھی ہیں، ابن حبان نے ثقہ کہا، حافظ اسماعیل بن محمد بن الفضل (تمیمی کا قول ہے کہ میں نے مسند عدنی، مسند ابن منیع وغیرہ مسندات پڑھی ہیں لیکن وہ تمام مسندیں نہریں ہیں اور مسند ابی یعلی دریائے ناپیدا کنار ہے، آپ کی تالیفات میں علاوہ ''مسند کبیر'' ایک معجم بھی ہے، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۳۰۷ھ) (تقدمہ و بستان المحدثین)

شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد حنفی نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ مشہور زاہد فقیہ ایوب بن الحسن نیشاپوری کے خواص اصحاب میں سے ہیں جنہوں نے فقہ کی تحصیل امام محمد سے کی تھی، آپ کا تعلق تلمذ امام مسلم سے بھی تھا اور اکثر ان کی خدمت میں حاضر رہے ہیں، امام مسلم کی صحیح روایت کا سلسلہ بھی آپ سے ہی قائم ہوا، امام نووی نے مقدمۂ شرح مسلم میں لکھا کہ ''اسناد متصل کے ساتھ امام مسلم سے اس کی مسلسل روایت کا سلسلہ ان بلاد

Marfat.com

میں اوران زمانوں میں صرف ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن سفیان کی روایت میں منحصر ہے۔

اگرچہ بلاد مغرب میں صحیح مسلم کے غیر مکمل حصہ کی روایت ابو محمد احمد بن علی قلانسی سے بھی ہوئی ہے مگر مکمل کتاب کا قبول عام تمام ممالک میں صرف ابراہیم نیشا پوری موصوف کی روایت سے ہوا، محدث حاکم نیشا پوری نے آپ کو عباد مجتہدین اور مستجاب الدعوات لکھا، علامہ نووی نے السید الجلیل، فقیہ زاہد، مجتہد عابد لکھا، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۳۰۸ھ) (امام ابن ماجہ اور علم حدیث)

شیخ ابو محمد عبداللہ بن علی بن الجارود رحمہ اللہ تعالیٰ

محدث کبیر تھے، آپ کی کتاب ''المنتقی'' مشہور ہے، جو صحیح ابن خزیمہ پر مستخرج ہے، چونکہ اس میں اصول احادیث پر اکتفاء کیا ہے، اس لئے منتقی نام رکھا گیا ہے۔ (م ۳۰۹ھ) (بستان المحدثین)

حافظ ابوالبشر محمد بن احمد انصاری رازی دولابی حنفیؒ

مشہور حافظ حدیث اور فن جرح وتعدیل کے امام ہیں، امام بخاری ونسائی سے بھی تلمذ ہے، حافظ مسلمہ بن قاسم نے کہا کہ آپ علم وروایت اور معرفت حدیث میں فائق تھے اور فقہ حنفی کے پیرو تھے، فن حدیث میں جن اکابر حفاظ حدیث نے آپ کی شاگردی کی ان میں ابن عدی، طبرانی، ابن المقری وغیرہ ہیں، ابن عدی وغیرہ نے حسب عادت بوجہ تعصب کچھ کلام کیا ہے مگر ان ہی میں سے دار قطنی نے ان کی تردید کی ہے اور لکھا کہ ''لوگوں نے ان میں کلام کیا مگر ہمیں تو بجز خیر کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا''

آپ کی تالیفات مفیدہ میں سے زیادہ مشہور کتاب ''الکنیٰ والاسماء'' ہے جو دو جلدوں میں دائرۃ المعارف حیدر آباد سے شائع ہو چکی ہے، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۳۱۰ھ) (مقدمہ وامام ابن ماجہ وعلم حدیث)

شیخ حماد بن شاکر النسفی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ دوسرے مشہور راوی صحیح بخاری ہیں جن سے کتاب مذکور کی روایت کا سلسلہ چلا ہے، حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں بجائے نسفی کے نسوی لکھا ہے جو غلط اور وفات

Marfat.com

۲۹۰ھ میں ظاہر کی ہے، حافظ کوثری نے حافظ ابن نقد کی ''التقلید'' کے حوالہ سے جزماً لکھا کہ سنہ وفات ۳۱۱ھ ہے، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۳۱۱ھ) (ابن ماجہ اور علم حدیث)

امام محمد بن اسحٰق بن خزیمۃ السلمی نیشاپوری شافعی رحمہ اللہ

مشہور محدث، ابن حبان کے شیخ ہیں، آپ کی صحیح اور صحیح ابن حبان صحاح ستہ کے بعد معتمد کتب حدیث سمجھی جاتی ہیں، اگرچہ صحیح ابن خزیمہ میں ایسی احادیث بھی ہیں جو بمشکل حسن کے درجہ میں ہیں، ان کی چند مثالیں بھی مولانا عبدالرشید صاحب نعمانی عم فیضہم نے حاشہ دراسات اللبیب (مطبوعہ کراچی ص ۱۴۳) میں بیان کی ہیں، صحیح مذکور کا اکثر حصہ تو بہت عرصہ سے معدوم ہے صرف چوتھائی حصہ کا وجود بتایا جاتا ہے۔ (۳۱۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

شیخ ابو عوانہ یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم شافعی رحمہ اللہ

اصل وطن اسفرائن تھا پھر نیشاپور میں سکونت کی، دور دراز ممالک اسلامیہ کا سفر کر کے علم حدیث حاصل کیا تھا، فقہ میں امام مزنی اور ربیع (تلامذہ امام شافعی) کے شاگرد ہیں، حدیث میں امام مسلم، امام محمد بن یحییٰ ذہلی تلمیذ حافظ عبدالرزاق تلمیذ امام اعظم اور یونس بن عبدالاعلیٰ کے شاگرد ہیں۔ آپکے تلامذۂ حدیث میں طبرانی، ابوبکر اسماعیل، ابو علی نیشاپوری اور دوسرے محدثین ہیں، آپکی صحیح، صحیح مسلم پر مستخرج ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۳۱۶ھ) (بستان المحدثین)

شیخ ابوبکر محمد بن ابراہیم بن المنذر نیشاپوری

مجتہد، فقیہ و محدث تھے، آپ کے مسائل چونکہ امام شافعی کے بہت سے مسائل کے ساتھ مطابق ہیں، اس لئے شیخ ابو اسحاق نے اپنے طبقات میں آپ کو شافعی لکھا ہے۔

آپ کی تمام تصانیف محققانہ و مجتہدانہ ہیں جن میں مندرجہ ذیل زیادہ مشہور ہیں:

''کتاب الاشراف فی مسائل الخلاف، کتاب المبسوط، فقہ میں، کتاب الاجماع، کتاب التفسیر، کتاب السنن، علم فقہ، معرفت اختلافات علماء اور ان کے ماخذ و دلائل کی شناخت میں بہت ماہر تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۳۱۸ھ) (بستان المحدثین)

Marfat.com

شیخ ابو عبداللہ حسین بن اسماعل محاملی بغدادی رحمہ اللہ

بغداد کے محدثین و مشائخ میں سے ہیں، ساٹھ سال کوفہ کے قاضی رہے، ابو حذافہ سہمی (تلمیذ امام مالک، عمر بن علی فلاس وغیرہ سے علم حدیث حاصل کیا، حافظ سفیان بن عیینہ (تلمیذ امام اعظم) کے اصحاب میں سے بھی تقریباً ستر محدثین آپ کے استاد حدیث ہیں، دار قطنی وغیرہ محدثین آپ کے تلامذہ میں ہیں، مجلس املاء میں تقریباً دس ہزار آدمی حاضر ہوتے تھے اور قضاء کی ذمہ داریوں کے ساتھ درس حدیث کا مشغلہ روزانہ جاری رہتا تھا، آپ کے امالی کا مجموعہ تقریباً ۱۶ اجزو پر مشتمل تھا، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۳۳۰ھ) (بستان المحدثین)

امام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشائخ کبار میں سے بڑے محقق و مدقق اور متکلمین کے امام عابد، زاہد، صاحب کرامات بزرگ تھے، آپ نے عقائد و کلام میں اعلیٰ مرتبہ کی تصانیف کیں، مثلاً کتاب التوحید، کتاب المقالات، کتاب اوہام، المعتزلہ، رد الاصول الخمسہ ابی محمد باہمی، رد القرامطہ، مآخذ الشرائع (فقہ) کتاب الجدل (اصول فقہ) تاویلات القرآن جو اپنے موضوع کی بے نظیر تالیف ہے۔

آپ کا ایک باغ تھا جس میں خود کام کرتے تھے، اپنے مہمانوں کو باغ میں سے بے موسم پھل کھلاتے تھے، لوگوں نے حیرت کی تو فرمایا کہ میں نے اپنے دائیں ہاتھ سے کوئی گناہ نہیں کیا اس لئے جو چیز اس کے ذریعے سے چاہتا ہوں وہ حاصل ہو جاتی ہے۔

لوگوں نے بادشاہ کے مظالم سے تنگ آ کر آپ سے شکایت کی تو گھاس سے کمان اور تنکے سے تیر بنا کر اس ظالم بادشاہ کی طرف پھینکا، معلوم ہوا کہ اسی تاریخ میں قتل کیا گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۳۳۳ھ) (حدائق الحنفیہ)

"حاکم شہید" حافظ محمد بن محمد بن احمد بلخی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور حافظ حدیث اور متبحر فقیہ تھے، ساٹھ ہزار احادیث آپ کو نوک زبان یاد تھیں، آپ نے حدیث محمد بن حمدویہ (تلمیذ امام اعظم اور محمد بن عصام وغیرہ سے حاصل کی اور آپ

Marfat.com

سے حاکم مستر داور آئمہ وحفاظ خراسان نے روایت کی۔

آپ کی تصانیف عالیہ میں سے "منتقی، کافی اور مختصر" وغیرہ ہیں جن میں سے پہلی دونوں تو بعد کتب امام محمد کے بطور اصول مذہب سمجھی جاتی ہیں۔

کافی میں آپ نے امام محمد کی مبسوط، جامع کبیر وصغیر کو بحذف مکرر مطول جمع کر دیا تھا، آپ کو کچھ لوگوں نے کوئی تہمت لگا کر شہید کر دیا تھا۔

(م ۳۳۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق)

حافظ عبداللہ بن محمد بن ابی العوام السعدی حنفی رحمہ اللہ

مشہور حافظ حدیث، امام نسائی، امام طحاوی اور ابو بشر دولابی کے تلمیذ حدیث ہیں، آپ کی تالیفات میں سے زیادہ مشہور مسند امام ابو حنیفہ" (منجملہ اہم ۱۷ مسانید امام اعظم) اور ایک ضخیم کتاب فضائل امام اعظم میں ہے۔ (م ۳۳۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ نصب الرایہ)

حافظ ابو محمد قاسم بن اصبغ القرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور حفاظ حدیث سے ہیں، آپ نے حدیث کی اہم کتاب "ناسخ الحدیث ومنسوخہ" لکھی۔ (م ۳۴۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

امام ابوالحسن عبید اللہ بن حسین کرخی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مجتہدین فی المسائل سے جلیل القدر محدث وفقیہ تھے، کثیر الصوم، زاہد متورع اور بڑے متقی تھے، تصانیف شرح جامع صغیر، شرح جامع کبیر وغیرہ، حدیث شیخ اسماعیل بن قاضی اور محمد بن عبداللہ الحضرمی سے حاصل کی۔

آپ سے ابو حفص بن شاہین وغیرہ کبار محدثین نے روایت کی اور آپ کے تلامذہ ابو بکر رازی، جصاص، علامہ شاشی، علامہ تنوخی، علامہ دامغانی اور ابوالحسن قدوری وغیرہ ہوئے، عادت تھی کہ خود بازار سے سودا لاتے تھے اور ایسے دکان داروں سے خریدتے تھے جو آپ سے ناواقف ہوں تاکہ ان کو آپ کے ساتھ کوئی رعایت نہ کرنی پڑے۔ (ولادت ۲۶۰ھ م ۳۴۰ھ) (حدائق حنفیہ)

Marfat.com

حافظ ابو محمد عبداللہ بن محمد الحارثی البخاری حنفی

امام، محدث اور جلیل القدر فقیہ تھے، شاہ ولی اللہ صاحب نے رسالہ انتباہ میں آپ کو اصحاب وجوہ میں شمار کیا ہے جن کا درجہ منتسب اور مجتہد فی المذہب کے درمیان ہے، مشہور تصانیف میں سے ایک تو مسند امام اعظم ہے جس میں آپ نے بڑی کثرت سے طریق حدیث جمع کئے ہیں، محدث ابن مندہ نے بھی اس سے بہ کثرت روایات لی ہیں اور ان کی رائے آپ کے بارے میں بہت اچھی تھی، کچھ لوگوں نے آپ پر تعصب سے کلام کیا ہے۔

اور بڑا اعتراض یہ ہے کہ آپ نے بجیرمی، اباء بن جعفر سے مسند امام ابو حنیفہ میں روایت کی ہیں اور اس امر کو نظر انداز کر دیا کہ جن احادیث میں ان سے روایت لی ہیں، ان کی روایت میں وہ منفرد نہیں ہیں، بلکہ ان روایات میں دوسرے بھی شریک ہیں اور یہ ایسا ہی ہے جس طرح امام ترمذی نے بھی محمد بن سعید مصلوب اور کلبی کے بارے میں کیا ہے لیکن تعصب کا برا ہو کہ وہ اندھا بہرا بنا دیتا ہے۔ (مقدمہ نصب الرایہ)

ابن الجوزی سے نقل ہوا کہ ابو سعید رواس نے آپ کو متہم بوضع الحدیث کہا، اس پر علامہ قرشی نے لکھا کہ عبداللہ بن محمد، ابن جوزی اور ابن سعید رواس سے بہت زیادہ بلند مرتبہ اور عالی منزلت ہیں، یعنی ان کو ایسے اکابر کی شان میں لب کشائی نہ چاہیے تھی۔ (جواہر مضیہ ص ۲۹۰ ج ۱)

دوسری کشف الآثار الشریفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ ہے، ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ آپ نے جب امام صاحب کا املاء کرایا تو اس وقت آپ کی مجلس املاء میں چار سو لکھنے والے تھے۔ (ولادت ۲۵۸ھ متوفی ۳۴۰ھ) (حدائق حنفیہ)

امام ابو عمرو احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن طبری حنفی رحمہ اللہ

بغداد کے کبار فقہاء حنفیہ و محدثین میں سے ہیں، اصول و فروع میں ماہر تھے، ملا علی قاری نے آپ کو امام طحاوی اور امام ابو الحسن کرخی کے طبقہ میں شمار کیا ہے، آپ نے امام محمد کی جامع صغیر و جامع کبیر کی شروح لکھیں۔ (م ۳۴۰ھ) (حدائق حنفیہ)

Marfat.com

شیخ ابواسحٰق ابراہیم بن حسن نیشاپوری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

فقیہ فاضل اور محدث ثقہ تھے، ابوسعید عبدالرحمٰن بن حسن اور ابراہیم بن محمد نیشاپوری وغیرہ محدثین سے حدیث سنی اور آپ سے ابوعبداللہ حاکم صاحب مستدرک نے روایت کی اور آپ کا ذکر تاریخ نیشاپور میں کیا اور لکھا کہ آپ فقہاء اصحاب امام اعظمؒ سے تھے، ابوسعد نے اپنی انساب میں آپ کا ذکر کیا۔ (م ۳۴۷ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیہ ص ۳۶ ج ۱)

شیخ ابوالحسن علی بن احمد بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے پایہ کے جلیل القدر فقیہ، محدث، عالم فاضل، جامع فروع واصول اور امام طحاوی کے خلف ارشد تھے، کبار محدثین مثل ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی وغیرہ سے حدیث حاصل کی اور امام نسائی سے سنن کو روایت کرنے والوں میں سے ایک ممتاز شخصیت آپ کی بھی ہے، آپ کو علاوہ حدیث وفقہ کے لغت، نحو وغیرہ بہت سے علوم میں امامت کا درجہ حاصل تھا، نہایت متقی، عابد وزاہد تھے۔

علامہ ابوالمحاسن ابن تغری بردی نے النجوم الزاہرہ میں آپ کا ذکر اس طرح کیا ہے، آپ حدیث، فقہ اختلاف علماء، علم احکام، لغت ونحو وغیرہ میں بلا مقابلہ اپنے وقت کے مسلم امام تھے، آپ نے نہایت عمدہ کتابیں تصنیف فرمائیں اور آپ کبار فقہاء حنفیہ سے ہیں، آپ کے زمانہ میں امیر علی بن الاخشید کے حکم سے جیزہ میں ایک شاندار مسجد تعمیر ہوئی جس کے ستون منتظم بناء جام مذکور نے ایک کنیسہ سے حاصل کر کے لگوادیئے تھے، ان کی وجہ سے آپ نے تورعاً اس جامع مسجد میں نماز ترک کردی تھی۔ (م ۳۵۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیہ ص ۳۵۲ ج ا وحدائق وغیرہ)

شیخ ابوالحسن احمد بن محمد بن عبداللہ نیشاپوری حنفی (قاضی الحرمینؒ)

مشہور محدث وفقیہ، شیخ اصحاب ابی حنیفہؒ اور اپنے وقت کے مسلم امام تھے، علوم کی

Marfat.com

تحصیل و تکمیل شیخ ابوالحسن کرخی اور ابو طاہر محمد دباس سے کی جو ابو خازن تلمیذ عیسیٰ بن ابان تلمیذ امام محمد کے تلمیذ تھے، آپ سے ابو عبداللہ حاکم نے روایت حدیث کی اور تاریخ میں آپ کا ذکر کیا، آپ تقریباً چالیس سال نیشاپور سے باہر رہ کر موصل، رملہ اور حرمین شریفین کے قاضی رہے۔ ۳۳۶ھ میں نیشاپور واپس لوٹے تو وہاں بھی قاضی رہے۔

ملا علی قاری نے طبقات حنفیہ میں لکھا کہ ایک دفعہ وزیر دربار علی بن عیسیٰ نے مجلس مناظرہ منعقد کی جس میں مسئلہ توریث ذوی الارحام پر اکابر علماء حنفیہ و شافعیہ نے بحث کی، آپ نے بھی اس میں حصہ لیا اور وزیر کو آپ کے دلائل اس قدر پسند آئے کہ آپ سے لکھوا کر خلیفہ کو دکھلائے، خلیفہ نے بھی آپ کی تحریر بے حد پسند کی، آپ کو حرمین کی قضا سپرد کی اور کہا کہ جس طرح ہمارے حدود مملکت میں حرمین سے زیادہ معظم و محترم کوئی علاقہ نہیں ہے، اسی طرح آپ سے زیادہ صاحب فضل و کمال بھی کوئی دوسرا نہیں ہے، اس لئے آپ کے لئے حرمین کی قضا مناسب ہے۔

آپ نے خلیفہ پر زور دیا کہ جس طرح امیر المؤمنین نے اس مسئلہ کو عملی طور سے پسند کیا ہے مناسب ہے کہ اس کے عملی اجراء کا بھی حکم کیا جائے، چنانچہ خلیفہ نے اس کے اجراء کے احکام صادر کر دیئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ اجمعین۔ (م ۳۵۱ھ) (جواہر مضیہ ص ۱۰۷ ج ۱)

حافظ ابوالحسین عبدالباقی بن قانع بن حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

فقہاء و محدثین حنفیہ میں سے ہیں اور مشاہیر حفاظ حدیث میں شمار کئے جاتے ہیں، حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں آپ کو الحافظ العالم المصنف صاحب معجم الصحابہ، واسع الرحلہ، کثیر الحدیث لکھا، پھر آپ کے شیوخ کا ذکر کیا ہے۔

فن حدیث میں محدث دارقطنی، ابو علی بن شاذان، القاسم بن بشران اور دوسرے اس طبقہ کے محدثین آپ کے شاگرد ہیں، دارقطنی نے لکھا کہ گو آپ سے کبھی کوئی بھول چوک ہوئی ہے پھر بھی حافظہ اچھا تھا، البتہ وفات سے صرف دو سال قبل قوت حافظہ پر اثر ہو گیا تھا، جس کو بعض لوگوں نے مطلقاً خرابی حافظہ بنا کر ذکر کر دیا ہے۔

Marfat.com

تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجرؒ نے نقل کیا کہ خطیب بغدادی نے کہا: ''میں نہیں سمجھتا کہ ابن قانع کی تضعیف برقانی نے کیوں کی، حالانکہ وہ اہل علم و روایت میں سے تھے اور ہمارے اکثر شیوخ ان کی توثیق کرتے تھے البتہ صرف آخر عمر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔

معجم الصحابہ کے علاوہ وفیات پر بھی آپ کی ایک مشہور تصنیف ہے، جس کے حوالے کتب رجال میں بہ کثرت آتے ہیں، آپ امام ابوبکر رازی جصاص صاحب ''احکام القرآن'' کے بھی فن حدیث میں استاد ہیں اور بہت خصوصی تعلق ان سے رکھتے تھے، چنانچہ احکام القرآن میں آپ سے بہ کثرت روایات موجود ہیں۔ (م ۳۵۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین، جواہر ابن ماجہ اور علم حدیث و تقدمہ)

حافظ ابوعلی سعید بن عثمان بن سعید بغدادی مصریؒ

آپ کی صحیح بنام ''الصحیح المنتقی'' اور ''السنن الصحاح الماثورہ'' مشہور ہے، لیکن اس کتاب کی اسانید محذوف ہیں، ابواب احکام پر مرتب ہے، خود لکھا ہے کہ ''جو کچھ میں نے اپنی اس کتاب میں مجملاً ذکر کیا وہ صحت کے لحاظ سے مجمع علیہ ہے اور اس کے بعد جو کچھ ذکر کیا ہے وہ آئمہ کے مختارات ہیں۔

جن کے نام بھی ذکر کر دیئے ہیں اور جن کی روایات کسی سے انفراداً ہے اور اس کی علت بھی میں نے بیان کر دی ہے اور انفراد بھی دیکھو، شفاء السقام المنتقی السبکی (م ۳۵۳ھ) (الرسالۃ المستطرفہ طبع کراچی ص ۲۳)

حافظ ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

کبار حفاظ حدیث میں تھے، آپ کی صحیح بہت مشہور ہے، جس کا نام التقاسیم والانواع'' ہے ضخامت ۴ جلد اور ترتیب اختراعی ہے، نہ ابواب پر ہے نہ مسانید کے طرز پر، بعض متاخرین نے اس کو ابواب فقیہ پر بھی بہترین ترتیب دے دی ہے اور اس عظیم القدر حدیثی خدمت کو ایک حنفی محدث نے انجام دیا ہے جس کا اسم گرامی امیر علاء الدین ابوالحسن

Marfat.com

علی بن بلبان بن عبداللہ (الفارسی) الحنفی الفقیہ النحوی ہے (م ۷۳۹ھ)

کتاب کا نام ''الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان'' امیر موصوف نے معجم کبیر طبرانی کو بھی ابواب پر مرتب کیا ہے حسب تصریح حافظ سخاوی صحیح ابن حبان کے مکمل نسخے پائے جاتے ہیں، اور صحیح ابن خزیمہ کا اکثر حصہ مفقود ہے۔ (الرسالہ ص ۹۸)

حافظ ابن حبان، امام نسائی، محدث ابو یعلی موصلی حنفی، حسن بن سفیان اور حافظ ابو بکر بن خزیمہ کے تلمیذ حدیث ہیں اور دوسرے علوم فقہ، لغت، طب اور نجوم میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے، صحیح کے علاوہ آپ کی تصنیف ''تاریخ الثقات'' بہت مشہور و متداول ہے، اسی طرح کتاب الضعفاء بھی ہے اور دوسری تصانیف مفیدہ بھی ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (متوفی ۳۵۴ھ) (بستان المحدثین)

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی رحمہ اللہ

آپ نے طلب علم کے لئے دور دراز بلاد و ممالک اسلامیہ کا سفر کیا، علی بن عبدالعزیز بغوی، ابوزرعہ دمشقی وغیرہ سے حدیث حاصل کی۔

آپ کی تصانیف میں سے معاجم ثلاثہ زیادہ مشہور ہیں، معجم کبیر، مرویات صحابہ کی ترتیب پر تالیف ہوا، معجم اوسط کی چھ جلدیں ہیں ہر جلد ضخیم اور بہ ترتیب اسماء شیوخ مرتب ہے، محققین اہل حدیث نے کہا کہ اس میں منکرات بہت ہیں، معجم صغیر بھی شیوخ ہی کی ترتیب پر ہے۔

ان کے علاوہ دوسری تصانیف یہ ہیں: ''کتاب الدعا، کتاب المسالک، کتاب عشرۃ النساء، کتاب دلائل النبوۃ، آپ علم حدیث میں کمال وسعت رکھتے تھے، ابوالعباس احمد بن منصور شیرازی نے کہا کہ میں نے طبرانی سے تین لاکھ احادیث لکھی ہیں، (م ۳۶۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین)

حافظ ابومحمد حسن بن عبدالرحمٰن بن خلاد، رامہرمزی رحمہ اللہ

مشہور حافظ حدیث ہیں آپ کی کتاب ''المحدث الفاصل بین الراوی والواعی'' فن اصول حدیث پر غالباً سب سے پہلی جامع متفرقات اور مقبول و متداول گراں قدر علمی

Marfat.com

تصنیف ہے، اگرچہ کامل استیعاب اس میں بھی نہ تھا، اس کے قلمی نسخے کتب خانہ اصفیہ حیدر آباد دکن اور کتب خانہ پیر جھنڈو سندھ میں ہیں۔

اس کے بعد حاکم کی کتاب ''علوم الحدیث'' آئی پھر ابو نعیم اصفہانی نے اس پر مستخرج لکھا، پھر خطیب بغدادی نے قوانین و اصول روایت پر ''کفایہ'' اور آداب روایت میں ''الجامع وآداب الشیخ والسامع'' لکھی۔

اسی طرح موصوف نے تمام فنون حدیث پر الگ الگ مفید تالیفات کیں، پھر قاضی عیاض مالکی نے ''الماع'' لکھی وغیرہ۔ (م ۳۶۰ھ) رحمہ اللہ کلہم اجمعین رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالۃ)

شیخ ابو عبداللہ محمد بن جعفر بن طرخان استر آبادی حنفی

ابو سعد ادریسی نے اپنی تاریخ میں لکھا کہ ایک جماعت محدثین نے آپ سے روایت حدیث کی ہے، فقہاء اہل الرائے میں سے ثقہ فی الروایۃ تھے۔

ان کا قول تھا کہ قرآن کلام اللہ غیر مخلوق ہے، آپ کے والد ماجد جعفر بن طرخان بھی کبار فقہاء اصحاب امام ابی حنیفہ میں تھے جو حافظ ابو نعیم فضل بن دکین کے تلمیذ، ثقہ فی الحدیث اور صاحب تصانیف تھے۔ (۳۶۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیہ)

حافظ ابو جعفر محمد بن عبداللہ بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بلخ کے مشہور محدث وفقیہ، زاہد و عابد اور حل معضلات و مشکلات کے لئے یکتائے زمانہ تھے، اپنے خاص تفوق و برتری کی وجہ سے ابو حنیفہ صغیر کہے جاتے تھے۔

مدت تک بلخ و ماوراء النہر میں درس حدیث دیا اور مسند افتاء کو زینت دی۔ (م ۳۶۲ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق)

محدث ابو عمرو اسماعیل بن نجید نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

شیخ جنید اور ابو عثمان جیری وغیرہ کے صحبت یافتہ بزرگ تھے، حدیث میں آپ کی تالیف ''جزاء ابن نجید'' ہے۔ آپ کے حسب ذیل ملفوظات قیمہ منقول ہیں۔

Marfat.com

(۱) سالک پر جو حال وارد ہو (گو وہ فی نفسہ برا نہ ہو) اگر وہ نتیجہ میں مفید علم نہ ہو تو اس کا ضرر اس کے نفع سے زیادہ ہوتا ہے۔

(۲) مقام عبودیت اس وقت حاصل ہوتا ہے جب سالک اپنے تمام افعال کو ریاء اور اقوال کو محض دعویٰ سمجھے۔

(۳) جس شخص کو مخلوق کے سامنے اپنا زوال جاہ شاق نہ ہو اس کے لئے دنیا اور اہل دنیا کو ترک کر دینا آسان ہو جاتا ہے۔ (م ۳۶۵ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین)

ابوالشیخ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حیان اصبہانیؒ

مشہور محدث ہیں، آپ کی کتاب السنۃ اور کتاب طبقات المحدثین باصبہان اہل علم کے لئے قیمتی سرمایہ ہیں۔ (م ۳۶۹ھ) (الرسالۃ المستطرفۃ ص ۴۴)

الحافظ الامام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص بغدادی حنفی

اصول، فقہ، حدیث وغیرہ میں مسلم استاد تھے، احادیث ابی داؤد، ابن ابی شیبہ، عبدالرزاق وطیالسی کے گویا حافظ تھے، ان میں سے جن احادیث کو بھی کسی موقع پر ذکر کرنا چاہتے بے تکلف ذکر کرتے تھے۔

آپ کی تصانیف میں سے الفصول فی الاصول، شروح مختصر الطحاوی ومختصر الکرخی و جامع کبیر اور تفسیر احکام القرآن آپ کے بے نظیر فضل وتفوق پر شاہد ہیں اور معرفت رجال میں غیر معمولی امتیاز ادلہ خلاف ہیں، آپ کے کلام سے ظاہر ہے۔ (مقدمہ نصب الرایہ)

حدیث میں حافظ عبدالباقی بن قانع وغیرہ محدثین کے شاگرد ہیں، احکام القرآن میں ان کے اقوال وروایات بہ کثرت نقل کرتے ہیں، دور دراز بلاد وممالک سے اہل علم آپ کی خدمت میں استفادہ کے لئے پہنچتے تھے، ابوعلی وابو احمد حاکم نے بھی آپ سے حدیث سنی ہیں، ابوبکر رازی اور جصاص دونوں نام سے زیادہ مشہور ہیں۔

خطیب نے لکھا کہ جصاص اپنے وقت کے امام اصحاب ابی حنیفہ تھے اور زہد میں

Marfat.com

مشہور تھے، عہدہ قضا بار بار پیش کیا گیا مگر اس کو قبول نہ کیا اور درس و تعلیم کے مشغلہ کو ترجیح دی، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (ولادت ۳۰۵ھ م ۳۷۰ھ) (جواہر، فوائد و حدائق)

شیخ ابو بکر احمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن العباس الاسماعیلی

شہر جرجان میں اپنے وقت کے امام فقہ و حدیث تھے، آپ کی صحیح اسماعیلی متخرج بر صحیح بخاری مشہور ہے، اس کے علاوہ ''مسند کبیر'' اور ایک معجم بھی آپ کی ہے، بعض محدثین نے لکھا ہے کہ اسماعیلی کو درجۂ اجتہاد حاصل تھا اور ذہن و حافظہ بھی بے نظیر تھا، اس لئے بجائے بخاری کے تابع ہو کر صرف ان کی مرویات و اسانید بیان کرنے کے زیادہ مناسب یہ تھا کہ سنن میں خود کوئی مستقل تالیف کرتے، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (ولادت ۲۷۷ھ م ۳۷۱ھ) (بستان المحدثین)

شیخ ابو بکر محمد بن فضل بن جعفر بن رجا بخاری حنفیؒ

اپنے وقت کے امام کبیر، درایت و روایت میں معتمد تھے، کتب فتاویٰ آپ کے اقوال و فتاویٰ سے بھری ہوئی ہیں، آپ کو فتاویٰ لکھنے کی اجازت آپ کے مشائخ نے کم عمری ہی میں دے دی تھی جس پر فقیہ بلخ ہندوانی وغیرہ کو بھی اعتراض ہوا مگر جب وہ آپ سے ملنے آئے اور پوری پوری رات آپ کو مطالعۂ کتب میں مشغول دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ جب نیند آتی ہے تو وضو کر کے پھر مطالعہ شروع کر دیتے ہیں تو کہا کہ اس لڑکے کو فتویٰ لکھنے کی اجازت دینا کسی طرح بے جا نہیں ہے۔

صاحب کرامات بھی تھے جب مہمان آتے تو ان کے سامنے غیر موسم کے پھل پیش کرتے اور فرماتے کہ چالیس سال سے میں نے کوئی حرام چیز ہاتھ میں نہیں پکڑی اور نہ حرام کے راستہ پر چلا ہوں نہ کوئی حرام چیز کھائی ہے، لہذا جو شخص چاہے کہ ایسی کرامت پائے وہ میری طرح کرے۔

ملا علی قاری نے طبقات الحنفیہ میں ذکر کیا کہ آپ کے والد نے آپ سے اور آپ کے بھائی سے کہا تھا کہ اگر تم مبسوط کو یاد کر لو گے تو ایک ہزار اشرفی بطور انعام دوں گا، تو

Marfat.com

آپ نے اس کو حفظ کرلیا، والد ماجد نے مال تو آپ کے بھائی کو دیدیا اور آپ سے کہا کہ تمہیں مبسوط جیسی عظیم القدر کتاب کے حفظ کی نعمت ہی کافی ہے۔ (م ۳۷۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیئہ وحدائق حنفیہ)

امام ابواللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم سمرقندی حنفی

علماء بلخ میں سے امام کبیر، فقیہ جلیل اور محدث وحید العصر تھے، آپ کو ایک لاکھ احادیث یاد تھیں اور امام ابو یوسف، امام محمد، امام وکیع امیر المومنین فی الحدیث، عبداللہ بن مبارک وغیرہ اکابر کی بھی سب کتابیں یاد تھیں۔

قاضی خان نے لکھا ہے کہ آپ کے نزدیک تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز نہیں، سفر میں ڈھیلے وغیرہ بھی اپنی مملوکہ زمین سے لے کر ساتھ رکھتے تھے کہ غیر مملوکہ زمین سے ڈھیلے لینے کی ضرورت نہ ہو، یہ پرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ تھا، وفات پر اہل سمرقند نے رنج وغم کے باعث ایک ماہ تو دکانیں بند رکھیں اور مزید ایک ماہ بند رکھنے کا ارادہ تھا، مگر حاکم وقت نے سمجھا کر کھلوادیں، آپ کی تصانیف میں سے شرح جامع صغیر، تاسیس النظائر، مختلف الروایۃ، نوادر الفقہ، بستان العارفین اور تفسیر قرآن مجید مشہور ہیں۔

(م ۳۷۳ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق الحنفیہ)

حافظ ابوحامد احمد بن حسین (ابن طبری) حنفیؒ

مشہور حافظ حدیث، مفسر، متورع، ماہر اصول وفروع اور واقف مذہب امام اعظم تھے، خطیب نے لکھا کہ علماء مجتہدین وفقہا متقنین میں سے آپ جیسا کوئی حافظ حدیث اور ماہر آثار نہیں ہوا، روایت حدیث میں بڑے متقن ومتثبت تھے، مدت تک خراسان کے قاضی القضاۃ رہے اور کثرت سے تصنیفات کیں، آپ کی تاریخ بدیع مشہور ومعروف ہے، برقانی نے آپ کو ثقہ کہا اور یہ بھی کہا کہ آپ کے بارے میں سواء خیر کے میں کچھ اور نہیں جانتا۔

حاکم نے تاریخ نیشاپور میں آپ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ آپ نے بخارا میں

Marfat.com

حدیث کا املاء کرایا ہے اور معرفت حدیث میں مرجع العلماء تھے۔ (م ۳۷۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیئہ وحدائق حنفیہ)

حافظ ابونصر احمد بن محمد کلا بازی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور حافظ حدیث ہیں آپ نے رجال بخاری پر کتاب تالیف کی، دار قطنی آپ کے علم وفہم کے مداح تھے، اپنے زمانہ میں تمام محدثین ماوراء النہر میں سے بڑے حافظ حدیث تھے۔ (م ۳۷۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ نصب الرایہ)

حافظ ابوالحسن محمد بن المظفر بن موسیٰ بغدادی حنفی

مشہور حافظ حدیث مؤلف مسند امام اعظم ہیں، دار قطنی آپ کی جلالت قدر کے معترف تھے، خطیب نے اساتذہ وتلامذہ حدیث ذکر کئے اور کہا کہ آپ حافظ حدیث، صادق الروایۃ تھے، آپ سے دار قطنی، ابوحفص شاہین اور اس طبقہ کے دوسرے محدثین نے روایت حدیث کی، نیز خطیب نے ابوبکر برقانی سے نقل کیا کہ دار قطنی نے حافظ محمد بن مظفر سے ایک ہزار حدیث اور ایک ہزار حدیث اور ایک ہزار حدیث لکھیں اور محمد ابن عمر اسماعیل قاضی سے نقل کیا کہ میں نے دار قطنی کو دیکھا کہ حافظ ابوالحسن محمد بن مظفر کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور غایت ادب سے آپ کی موجودگی میں کسی حدیث کی سند بھی نہیں بیان کرتے تھے، آپ سے اپنی کتابوں میں بہت سی روایات بھی لی ہیں۔

خطیب نے محدثین سے آپ کی توثیق بھی نقل کی اور یہ بھی کہ آپ پر علم حدیث کا علم وحفظ انتہاء کو پہنچا اور ہمیشہ شیوخ حدیث میں بلند مرتبت شمار ہوئے، آخر میں محدث خوارزمی جامع المسانید نے فرمایا کہ یہ مسند امام ہی آپ کے کمال علم حدیث، غیر معمولی حفظ واتقان اور وسعت علم متون وطرق پر شاہد عدل ہے۔ (م ۳۷۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جامع المسانید وتقدمہ نصب الرایہ)

حافظ ابوالقاسم طلحۃ بن محمد بن جعفر بغدادی رحمہ حنفی

مشہور حافظ حدیث، صاحب مسند امام اعظم ہیں، خطیب نے تاریخ میں آپ

Marfat.com

کے اساتذہ و تلامذۂ حدیث ذکر کئے ہیں، امام اعظمؒ کا مسند مذکور حروف معجم کی ترتیب پر تالیف کیا، عدول، ثقات، واثبات میں اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے،

(م ۳۸۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ و جامع المسانید)

امام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی دار قطنیؒ (بغدادی)

مشہور امام حدیث شافعی المذہب ہیں، حاکم، منذری، تمام رازی، ابونعیم اصفہانی وغیرہ کے شاگرد ہیں، فن معرفت علل حدیث و اسماء رجال میں بڑی شہرت پائی، مذاہب فقہاء سے بھی باخبر تھے۔

آپ کی تصانیف میں سے ایک کتاب الالزامات ہے جو مستدرک الصحیحین کی طرح ہے، اس میں آپ نے وہ احادیث جمع کی ہیں جو شیخین کی شرائط کے مطابق ہیں اور ان کو ذکر کرنا چاہئے تھا، لیکن ان میں ذکر نہیں ہوئیں یہ کتاب مسانید کے طرز پر مرتب کی ہے، اس کے علاوہ آپ کی علل اور سنن بھی گراں قدر حدیثی تالیفات ہیں۔ وغیرہ،

(م ۳۸۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان و رسالہ)

حافظ ابوحفظ عمر بن احمد بن عثمان بغدادی معروف ابن شاہینؒ

مشہور حفاظ حدیث ہیں، آپ کی کتاب السنۃ مقبول و معروف ہے اس کے علاوہ دوسری تصانیف عجیبہ مفیدہ ہیں جن کی تعداد ۳۳۰ تک بیان ہوئی ہے۔

(م ۳۸۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالۃ المستطرفۃ ص ۳۴)

شیخ ابوالحسن علی معروف بزاز رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ علی بن الضراء کے عمدہ محدثین میں سے ہیں استاد حدیث ہیں اور ابراہیم بن عبدالصمد ہاشمی کے شاگرد ہیں، آپ نے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کیں جن میں سے "جزء فضائل اہل البیت" زیادہ مشہور ہے۔ (م ۳۸۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین)

Marfat.com

حافظ ابوسلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم (الخطابیؒ)

مشہور حافظ وفقیہ ہیں، ابن الاعرابی اور اسماعیل بن محمد سفار اور اس طبقہ کے دوسرے محدثین سے علم حاصل کیا، حاکم وغیرہ آپ کے تلمیذ ہیں، زیادہ قیام نیشاپور میں رہا اور وہیں تصنیف وتالیف ومشغول رہے، آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں، معالم السنن، غریب الحدیث، شرح اسماء حسنٰی، کتاب المعرفہ۔ (م ۳۸۸ھ) رحمہ اللہ تعالٰی رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین)

حافظ ابوعبداللہ محمد بن اسحٰق بن محمد بن یحییٰ (بن مندہ) اصبہانیؒ

مشہور حافظ حدیث جنہوں نے تحصیل حدیث کے لئے دور دراز بلاد وممالک کے سفروں سے شہرت پائی، آپ کی تصانیف مفیدہ بکثرت ہیں، ان میں سے ایک کتاب سنن پر بھی ہے۔ (م ۳۹۶ھ) رحمہ اللہ تعالٰی رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالۃ المستطرفہ ص ۳۴)

شیخ ابوالحسن محمد بن احمد بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ تعالٰی

آپ نے ابوالعباس بن عقدہ، ابوعبداللہ المحاملی وغیرہ علماء سے حدیث حاصل کی اور حافظ عبدالغنی بن سعد، تمام رازی وغیرہ آپ کے شاگردوں میں ہیں، خطیب نے توثیق کی اور شام کے محدثین میں آپ کو سب سے زیادہ قوی السند بتلایا، آپ کی معجم مشہور ہے۔ (م ۴۰۲ھ) رحمہ اللہ تعالٰی رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین)

شیخ ابوبکر محمد بن موسیٰ خوارزمی حنفی رحمہ اللہ تعالٰی

محدث ثقہ، فقیہ تبحر، جامع فروع واصول تھے، ملا علی قاری نے علامہ ابن اثیر کی مختصر غریب الحدیث سے نقل کیا کہ آپ پانچویں صدی کے مجددین امت محمدیہ میں سے ہیں، آپ عوام وخواص میں معظم ومحترم تھے اور کسی کا ہدیہ وصلہ قبول نہ کرتے تھے۔

خطیب نے کہا کہ آپ سے ابوبکر برقانی نے ہمارے لئے تحدیث کی اور برقانی اکثر آپ کا ذکر خیر کرتے تھے، میں نے ایک دفعہ ان سے آپ کے مذہب فی الاصول کے

Marfat.com

بارے میں سوال کیا تو کہا کہ آپ فرمایا کرتے تھے:

''ہمارا دین بوڑھی عورتوں کا سا دین ہے اور ہم کسی بات میں کلام کرنے کے لائق نہیں، کئی بار آپ کو حکومت کے عہدے پیش کیے گئے مگر آپ نے قبول نہیں کیے۔ (م ۴۰۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

حافظ ابوالفضل السلیمانی احمد بن علی البیکندی حنفیؒ

مشہور حافظ حدیث، شیخ ماوراء النہر ہیں، آپ سے محدث جعفر مستغفری خطیب نسف نے علم حاصل کیا۔ (م ۴۰۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ (تقدمہ نصب الرایہ)

حافظ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدث ہیں، آپ کے مستدرک اور معرفۃ علوم الحدیث زیادہ مشہور و مفید ہیں، دوسری بعض تصانیف یہ ہیں، تاریخ نیشا پور، کتاب مزکی الاخبار، المدخل الی علم الصحیح الاکیل، آپ کی تصانیف ڈیڑھ ہزار جزو کے قریب پہنچتی ہیں۔

عہدۂ قضاء پر فائز تھے اس لئے ''حاکم'' نام پڑ گیا تھا، علامہ ذہبی نے تاریخ میں لکھا کہ ''آپ کی مستدرک میں بقدر نصف کے وہ احادیث ہیں جو شیخین یا کسی ایک کی شرط پر ہیں اور چوتھائی وہ ہیں کہ ان کی اسناد درست ہیں۔

اگرچہ شروط مذکور پر نہیں، باقی ایک ربع ضعیف و منکر بلکہ موضوع بھی ہیں، میں نے تلخیص میں اس پر مطلع کر دیا ہے''، اسی وجہ سے علماء حدیث نے لکھا ہے کہ حاکم کی مستدرک پر تلخیص ذہبی دیکھے بغیر اعتماد نہ کرنا چاہیے۔

کہا جاتا ہے کہ حاکم کے وقت میں چار شخص چوٹی کے محدث تھے، دارقطنی بغداد میں حاکم نیشا پور، ابو عبداللہ بن مندہ اصفہان میں اور عبدالغنی مصر میں، پھر محققین علماء نے یہ تشریح کی کہ دارقطنی کو معرفت علل حدیث میں حاکم کو فن تصنیف و حسن ترتیب میں ابن مندہ کو کثرت حدیث میں عبدالغنی کو معرفت اسباب میں تبحر حاصل تھا۔ (م ۴۰۵) رحمہم اللہ تعالیٰ۔ (بستان المحدثین)

Marfat.com

حافظ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد بخاری "غنجار" حنفیؒ

مشہور حافظ حدیث ہیں، آپ کی تاریخ بخاری بہت اہم تاریخی حدیثی خدمت ہے، (م ۴۱۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (تقدمہ نصب الرایہ)

حافظ ابوالقاسم تمام بن محمد ابی الحسین بن عبداللہ

آپ معرفت رجال میں کامل مہارت رکھتے تھے، حدیث کی صحت وسقم بیان کرنے میں مشہور تھے، حفظ حدیث میں ضرب المثل تھے، آپ کی تصانیف میں "فوائد تمام رازی" زیادہ مشہور ہے۔ (م ۴۱۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (بستان المحدثین)

شیخ ابوالحسین محمد بن احمد بن طیب بن جعفر واسطی کماری حنفیؒ

مشہور فقیہ، عارف اور محدث عادل تھے، حدیث بکر بن احمد اور اس طبقہ کے دوسرے محدثین سے حاصل کی، فقہ میں ابوبکر رازی (تلمیذ امام کرخی) کے شاگرد ہیں۔ (م ۴۱۷ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

شیخ ابوعلی حسین بن خضر بن محمد بن یوسف نسفی حنفیؒ

محدث ثقہ اور فقیہ جید تھے، اپنے زمانہ کے مشہور جلیل القدر محدثین بخارا و بغداد و کوفہ و حرمین سے علم حدیث حاصل کیا اور آپ سے بکثرت محدثین نے روایت کی، آخر میں آپ سے ابوالحسن علی بن محمد بخاری نے حدیث سنی اور روایت کی، مدت تک بغداد رہ کر تعلیم، تدریس ومناظرہ اہل باطل میں مشغول رہے، پھر بخارا کے قاضی ہوئے، آپ نے حدیث و فقہ میں مفید تصنیفات کیں، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۴۲۴ھ) (حدائق)

حافظ ابوبکر احمد بن محمد الخوارزمی (البرقانی) الشافعی

حدیث میں آپ کی مستخرج علی الصحیحین ہے۔ (م ۴۲۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالۃ المستطرفہ ص ۳۷)

Marfat.com

امام ابوالحسین احمد بن محمد بن احمد قدوری حنفی رحمہ اللہ

چوتھے طبقہ کے فقہاء کبار میں سے بڑے جلیل القدر فقیہ اور محدث وثقہ وصدوق تھے، فقہ وحدیث ابوعبداللہ محمد بن جرجانی (تلمیذ امام ابی بکر جصاص) سے حاصل کیا اور آپ کے تلامذہ میں خطیب بغدادی، قاضی القضاۃ ابوعبداللہ دامغانی وغیرہ ہیں، آپ کے علمی حدیثی مناظرے شیخ ابوحامد اسفرائنی فقیہ شافعی سے اکثر رہے ہیں، آپ کی تصانیف میں سے مختصر مبارک (قدوری) بہت مقبول ومتداول ہوئی، اس کے علاوہ یہ ہیں: شرح مختصر الکرخی، تجرید (سات جلد جن میں اصحاب حنفیہ وشافعیہ کے مسائل خلاف پر بحث کی ہے)، تقریب ایک جلد، مسائل الخلاف بین اصحابنا ایک جلد (جس میں امام صاحب اور آپ کے اصحاب کے مابین فروعی اختلاف کا ذکر کیا ہے) وغیرہ ذلک۔

خطیب نے کہا کہ میں نے آپ سے حدیث لکھی آپ صدوق تھے اور حدیث کی روایت کم کرتے تھے، اپنی غیر معمولی ذکاوت کی وجہ سے فقہ میں بڑا تفوق حاصل کیا، عراق میں ریاست مذہب حنفیہ آپ کی وجہ سے کمال پر پہنچی اور آپ کی بڑی قدر ومنزلت ہوئی، آپ کی تقریر وتحریر میں بڑی دل کشی تھی، ہمیشہ تلاوت قرآن کرتے تھے، سمعانی نے کہا کہ آپ فقیہ، صدوق تھے، مختصر تصنیف کی جو بہت مشہور ہے اور اس سے خدا نے لاتعداد اہل علم کو فائدہ پہنچایا، (م ۴۲۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیئہ وحدائق حنفیہ)

حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور حافظ حدیث ہیں، بڑے بڑے مشائخ سے سماع حدیث کیا اور ان میں سے جن سے کامل استفادہ کیا یہ ہیں: "طبرانی، ابوالشیخ، حافظ ابوبکر جعابی حنفی ابوعلی بن صواف، ابوبکر آجری، ابن خلاد نصیبی، فاروق بن عبدالکریم خطابی، خطیب بغدادی وغیرہ آپ کے خصوصی شاگردوں میں ہیں، خطیب نے آپ سے پوری بخاری شریف تین مجالس میں پڑھی، آپ کی مشہور ومفید ترین بڑی تالیفات یہ ہیں، حلیۃ الاولیاء، معرفۃ الصحابہ، دلائل النبوۃ، المستخرج

Marfat.com

علی البخاری، المستخرج علی مسلم، تاریخ اصبہان، صفۃ الجنۃ، کتاب الطب، فضائل الصحابہ، کتاب المعتقد ان کے علاوہ چھوٹے رسائل وکتب بہت ہیں۔ (بستان المحدثین)

یہاں یہ امر بھی لائق ذکر ہے کہ ابونعیم اصفہانی باوجود اپنی جلالت قدر وخدمات عظیم المرتبت کے تعصب کی شان رکھتے تھے اور علماء نے اس وصف کی وجہ سے آپ کو دارقطنی، بیہقی اور خطیب کے ساتھ رکھا ہے، چنانچہ علامہ ابن جوزی نے منتظم میں لکھا کہ محدث اسماعیل بن ابی الفضل اصبہانی فرمایا کرتے تھے، تین حفاظ حدیث مجھ کو ان کے شدت تعصب اور قلت انصاف کی وجہ سے ناپسند ہیں، حاکم ابوعبداللہ، ابونعیم اصفہانی اور ابوبکر خطیب اور اسماعیل نے سچ کہا وہ واقعی اہل معرفت سے تھے۔

حافظ ابن عبدالہادی نے تنقیح التحقیق میں کہا ہے کہ ہمارے مشائخ کا بیان ہے کہ جب دارقطنی مصر آئے اور لوگوں نے جہر بسم اللہ کے بارے میں تصنیف کی درخواست کی تھی آپ نے ایک جزو لکھا، پھر بعض مالکیہ نے آپ کو حلف دیا تو اعتراف کیا کہ جہر بسم اللہ میں کوئی حدیث نہیں ہے البتہ صحابہ سے دونوں طرح کے اقوال ثابت ہیں۔ (نصب الرایہ)

اسی لئے ابن جوزی کا یہ قول بھی حافظ عینی نے شرح ہدایہ میں نقل کیا کہ دارقطنی جب کسی کے طعن میں منفرد ہوں تو ان کا طعن غیر مقبول ہوگا، کیوں کہ ان کا تعصب سب کو معلوم ہے، امام بیہقی نے جو کچھ امام طحاوی پر تعصب و ناانصافی سے کلام کیا ہے اس پر علامہ قرشی نے جواہر مضیئہ میں ضروری تبصرہ کر دیا ہے اور جوہر نقی ان کا کامل و مکمل جواب ہے۔

نیز علامہ زبیدی نے عقود الجواہر الحنفیہ میں لکھا کہ جو شخص ''سنن بیہقی'' کا مطالعہ کرے گا وہ امام بیہقی کے تعصبات سے حیرت زدہ رہ جائے گا، حافظ ذہبی شافعی نے اپنے رسالہ ''الرواۃ الثقات المتکلم فیہم بمالا یوجب ردہم'' میں لکھا کہ ابوبکر خطیب، ابو نعیم اصفہانی اور دوسرے بعض متاخرین علماء کا بڑا گناہ میں اس سے زیادہ نہیں جانتا کہ انہوں نے اپنی تالیفات میں بعض احادیث موضوعہ تک نقل کر دی ہیں جو سنن ہدیٰ پر بڑا ظلم ہے، خدا ہمیں اور ان کو معاف کر دے۔

علامہ محمد معین سندھی نے دراسات اللبیب میں لکھا کہ یہ دارقطنی ہیں جنہوں نے امام

Marfat.com

الائمہ ابوحنیفہؒ پر طعن کر دیا ہے اور ان کی وجہ سے ان کے مذہب کے موافق احادیث کو بھی ضعیف کہہ دیا ہے، ایسے ہی خطیب بھی حد سے بڑھ گئے، لیکن ان دونوں یا ان کے طریقہ پر چلنے والوں کو کون اہمیت دیتا ہے، جب کہ امام صاحب کی جلالت قدر اور توثیق پر اتفاق و اجماع ہو چکا ہے اور آپ کی منقبت عظیمہ سے کون انکار کرسکتا ہے جس سے آپ نے بجو احادیث صحیح ثریا تک کا علم حاصل کر لیا ہے۔

نیز خطیب کے ہی ہم مشرف علامہ ذہبیؒ کی طرح شافعی المذہب حافظ حدیث محمد بن یوسف صالحی نے عقود الجمان میں لکھا کہ "تم خطیب کی ان باتوں سے جو انہوں نے امام ابوحنیفہ کی شان رفیع کے خلاف نقل کر دی ہیں دھوکہ میں نہ پڑ جانا، کیونکہ خطیب نے اگرچہ مادحین امام اعظم کے اقوال بھی نقل کئے ہیں مگر اس کے بعد وہ امور نقل کئے جس نے ان کی کتاب کا مرتبہ بھی گرا دیا اور بڑا عیب اس کو لگ گیا جس کی وجہ سے ہر چھوٹا بڑا ان کو ہدف وملامت بنانے پر مجبور ہوا اور حقیقت یہ ہے کہ خطیب نے وہ گندگی ڈالی ہے جس کو بہت سے دریا مل کر بھی نہیں بہا سکتے۔

علامہ جمال الدین مقدسی حنبلی م ۹۰۹ھ نے تنویر الصحیفہ میں لکھا کہ "امام ابوحنیفہ سے تعصب رکھنے والوں میں سے دارقطنی کے علاوہ ابونعیم بھی ہیں کہ انہوں نے حلیۃ الاولیاء میں امام صاحب کا ذکر نہیں کیا، حالانکہ امام صاحب سے بہت کم درجہ کا علم و زہد رکھنے والوں کا ذکر کیا ہے، ان تمام ناگفتنی امور کے ساتھ یہ بھی اعتراف کرنا ہے کہ باوجود اس کے بھی حافظ ابونعیم نے امام صاحب کی احادیث مرویہ کو اہمیت دی ہے اور آپ کی روایت سے ایک مسند بھی تالیف کیا۔

اسی طرح امام بیہقی نے اپنی سنن میں امام صاحب کی مرویہ احادیث سے احتجاج کیا ہے، مستدرک میں حاکم نے بھی آپ کی احادیث سے استشہاد کیا ہے اور آپ کو آئمہ اسلام میں داخل کیا ہے اور معرفۃ علوم حدیث میں تو امام صاحب کو ان آئمہ ثقات میں شمار کیا ہے جو تابعین واتباع تابعین میں سے مشہور ہوئے اور جن کی احادیث حفظ و مذاکرہ کے لئے جمع کی جاتی رہی ہیں اور ان سے نیز ان کے ذکر مبارک سے مشرق و مغرب کے لوگ برکت حاصل کرتے رہے ہیں۔ (ولادت ۳۳۶ھ متوفی ۴۳۰ھ) (ماتمس الیہ الحاجۃ)

Marfat.com

حفاظ ابو العباس جعفر بن محمد نسفی مستغفری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

کبار حفاظ حدیث میں سے نسف کے خطیب، جید فقیہ، محدث مکثر و صدوق تھے، تمام علاقہ ماوراء النہر میں آپ کا مثل نہیں تھا، حافظ غنجار قاضی ابو علی حسین نسفی، زاہد بن احمد سرخسی وغیرہ سے علم حاصل کیا، آپ سے ابو منصور سمعانی وغیرہ نے روایت حدیث کی، آپ کی بہت سی مفید تصانیف ہیں، حدیث میں ''جموع'' اور ''معرفۃ الصحابہ'' زیادہ مشہور ہیں۔

(م ۴۳۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ، جواہر مضیہ و حدائق)

شیخ ابو عبد اللہ حسین بن علی بن محمد بن جعفر صیمری حنفی

مشہور فقیہ جلیل اور محدث صدوق تھے، فقہ ابو بکر محمد خوارزمی سے، حدیث ابو الحسن دار قطنی اور ابو بکر محمد بن احمد جرجانی وغیرہ سے حاصل کی، آپ سے قاضی القضاۃ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن محمد بن حسین دامغانی وغیرہ نے فقہ میں تخصص حاصل کیا اور خطیب بغدادی وغیرہ نے حدیث روایت کی؛ آپ نے امام اعظم اور اصحاب امام کے مناقب میں نہایت اہم جلیل القدر تصنیف کی، مدت تک مدائن وغیرہ میں عہدۂ قضا پر متمکن رہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (ولادت ۳۵۱ھ متوفی ۴۳۶ھ) (جواہر مضیہ و حدائق حنفیہ)

شیخ ابو جعفر محمد بن احمد بن محمد بن احمد سمنانی حنفی

محدث و فقیہ، ثقہ، صدوق تھے، حنفی المذہب، اشعری الاعتقاد تھے، حدیث میں نصر بن احمد بن خلیل اور دار قطنی وغیرہ کے شاگرد ہیں اور خطیب بغدادی وغیرہ آپ کے شاگرد ہیں، مدت تک موصل کے قاضی رہے، صاحب تصانیف مفیدہ ہیں۔ (ولادت ۳۶۱ھ م ۴۴۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق)

حافظ ابو سعد السمان اسماعیل بن علی بن زنجویہ رازی حنفیؒ

علم حدیث، معرفت رجال و فقہ حنفی کے امام تھے، معرفت خلاف بین الائمۃ المتبوعین

Marfat.com

کے بڑے بصیر تھے، آپ سے شیوخ زمانہ میں سے تین ہزار شیوخ نے تلمذ کیا، بڑے متقی و زاہد تھے، ۴۷ سال میں کبھی کسی دوسرے کا کھانا نہیں کھایا، نہ ان پر کسی کو کوئی احسان کرنے کی ضرورت پیش آئی، نہ حالت اقامت میں نہ سفر میں، فرمایا کرتے تھے کہ جس نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لکھی، اس کو صحیح معنی میں حلاوت اسلام نہیں ملی، بہت سی تصانیف کیں، تمام اوقات درس و تعلیم، ارشاد و ہدایت نماز و تلاوت قرآن مجید پر صرف فرماتے تھے، ہمیشہ تجرد میں بسر کی، وفات کے وقت اس طرح متبسم وخوش تھے جیسے کوئی سفر سے گھر لوٹ کر ہوتا ہے۔ (م ۴۴۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ وجواہر مضیہ)

شیخ خلیل بن عبداللہ بن احمد (ابویعلی) قزوینیؒ

علل حدیث اور رجال کے بہت بڑے عالم تھے، علی بن احمد بن صالح قزوینی، ابوحفظ کتانی، حاکم اور اس طبقہ کے دوسرے بزرگوں سے سماع وحدیث روایت کی، آپ کی کتاب "ارشاد فی معرفۃ المحدثین" راویوں کے حالات میں نہایت عمدہ کتاب ہے، لیکن اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ اس میں اوہام بھی ہیں جب تک دوسری کتابوں کی شہادت نہ مل جائے اس پر کلی اعتماد نہ چاہئے، (م ۴۴۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین)

شیخ محمد اسماعیل محدث لاہوری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بخارا کے سادات عظام سے تھے جو سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں ۳۹۵ھ میں لاہور آکر ساکن ہوئے، علوم تفسیر، فقہ وحدیث کے امام اور علوم باطنی کے پیشوائے کامل تھے، واعظان اہل اسلام میں سب سے پہلے آپ ہی کا لاہور میں ورود ہوا اور آپ کے ارشادات وہدایت سے ہزاروں لوگ مشرف بہ سلام ہوئے۔ (م ۴۴۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

شیخ الآئمہ عبدالعزیز بن احمد بن نصر بن صالح حلوائی حنفیؒ

اپنے زمانہ کے امام کبیر، فاضل بے نظیر، فقیہ کامل ومحدث ثقہ تھے، مجتہدین فی المسائل

Marfat.com

میں آپ کا شمار ہے، حافظ محمد بن احمد غنجار ابواسحٰق رازی وغیرہ سے حاصل کی، امام طحاویؒ کی شرح معانی الآثار کو ابوبکر محمد بن عمر بن حمدان سے روایت کیا اور آپ سے شمس الآئمہ سرخسی اور فخر الاسلام بزدوی وغیرہ نے فقہ وحدیث حاصل کی۔

آپ کی تصانیف میں سے مبسوط اور کتاب النوادر زیادہ مشہور ہیں۔ (م ۴۴۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (فوائد بہیہ وحدائق حنفیہ)

شیخ ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمٰن الصابونی رحمہ اللہ تعالیٰ

ابوسعید عبداللہ بن محمد رازی، ابوطاہر ابن خزیمہ، عبدالرحمٰن بن ابی شریح اور اس طبقہ کے دوسرے علماء ومحدثین سے علم حاصل کیا، عبدالعزیز کتانی اور ابوبکر بیہقی وغیرہ آپ کے تلامذہ میں ہیں، بیہقی آپ کو امام المسلمین اور شیخ الاسلام کہتے تھے، ستر سال تک برابر وعظ ونصیحت میں مشغول رہے، نیشاپور کی جامع مسجد میں بیس سال تک امامت وخطابت آپ ہی کے سپرد رہی۔

آپ کی تصانیف میں سے "کتاب المائتین" مشہور ہے، اس میں دوسو احادیث، دو سو حکایات اور دوسو قطعات اشعار کے ہیں جو ہر حدیث کے مضمون کے مناسب لائے ہیں، (م ۴۴۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (بستان)

حافظ ابومحمد عبدالعزیز بن محمد بن محمد بن عاصم نسفی حنفی

حافظ حدیث، محدث ثقہ، فقیہ متقن تھے، سلفی نے کہا کہ میں نے آپ کی بابت موتمن ساجی سے پوچھا، انہوں نے کہا کہ آپ مثل ابی بکر خطیب ومحمد بن علی صہوی کے حافظ حدیث، جید الفہم، مرضی الخصائل تھے۔

ابن مندہ نے کہا کہ آپ حفظ واتقان میں یگانہ روزگار تھے، اور میں نے اپنے زمانہ میں آپ جیسا سریع الکتابۃ، سریع القراۃ اور دقیق الخط نہیں دیکھا، مدت تک حافظ جعفر مستغفری کی صحبت میں رہ کر بہ کثرت سماع حدیث واخذ روایت کیا اور بغداد جاکر محمد بن محمد بن غیلان سے بھی استفادہ کیا۔" (م ۴۵۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (حدائق حنفیہ)

Marfat.com

شیخ ابوالقاسم عبدالواحد بن علی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

محدث، فقیہ، متکلم، نحوی، لغوی، مورخ وادیب فاضل تھے، چنانچہ پہلے حنبلی تھے، پھر حنفی ہوئے، اپنے زمانہ کے اجلۂ محدثین وفقہا سے علم حاصل کیا، امام صاحب کے مذہب سے مدافعت میں بہت جری وقوی تھے، ان کے دلائل کی قوت مسلم تھی۔ (م ۴۵۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق وغیرہ)

حافظ ابومحمد علی بن احمد بن حزم اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ فارسی النسل تھے، قرطبہ میں ولادت ہوئی، حفظ وذکاوت اور وسعت مطالعہ میں بڑی شہرت پائی، پہلے شافعیؒ تھے پھر داؤد ظاہری کا مسلک اختیار کرلیا تھا، قیاس سے منکر تھے، مختلف زبانوں میں مہارت تھی، علوم اسلامیہ کے علاوہ بلاغت وشاعری میں بھی تمام اہل اندلس پر فائق تھے، آپ کی تصانیف میں سے المحلی والمجلی، کتاب الاحکام اور الفصل فی الملل والنحل زیادہ مشہور ومتداول ہیں۔

آپ کی جلالت قدر بے شبہ ہے، مگر چند کمزوریاں بھی آپ کی ایسی ہیں جو نظر انداز نہیں ہوسکتیں، مثلاً اپنی رائے پر انتہائی جمود، اپنے مخالف کی نہایت سخت الفاظ میں تجہیل و تحمیق، حتیٰ کہ آئمہ متبوعین اور اکابر محدثین بھی آپ کے نازیبا کلمات اور غیر موزوں تنقید سے نہ بچ سکے، اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ حجاج کی تلوار اور ابن حزم کی زبان یکساں تھی، اس کی وجہ خود انہوں نے ''مداواۃ النفوس'' میں یہ لکھی ہے کہ ''میری تلی بڑھ گئی تھی اس لئے میرے مزاج میں اس قدر تغیر پیدا ہوگیا کہ مجھے خود اس پر تعجب ہے۔

مقدمہ ابن اصلاح کی تلخیص میں حافظ ذہبی نے اور امام ترمذی کے تذکرہ میں حافظ ابن حجر نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''ابن حزم'' اپنی علمی وسعت کے ساتھ امام ترمذی اور آپ کی تصنیف سے ناواقف تھے۔ (تذکرہ وتہذیب)

ابن حزم آئمہ احناف اور مذہب حنفی سے بہت زیادہ تعصب برتتے ہیں، کافی

Marfat.com

درازلسانی بھی کی ہے اور ناانصافیاں کی ہیں۔

ہمارے حضرت شاہ صاحب نے ایک روز درس بخاری شریف میں فرمایا کہ صحیح مسلم کی ایک حدیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو ایک سعی پیدل کی اور دوسری سوار ہو کر، اس سے احناف نے استدلال کیا کہ آپ قارن تھے، اس حدیث پر ابن حزم گزرے تو توجیہ کی ایک ہی سعی کے کچھ شوط پیدل کیے تھے اور کچھ سوار ہو کر، میں نے اس توجیہ کی دھجیاں بکھیر دیں ہیں اور صریح احادیث سے ثابت کیا ہے کہ پیدل اور سوار دو سعی مستقل الگ الگ ہوئی ہیں، پھر فرمایا کہ ابن حزم بنئے کی لٹیا کی طرح حق و باطل پر احتمال کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔

حافظ ابن حزم نے شرح معانی الآثار طحاوی کو ابوداؤ د نسائی کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (ولادت ۳۸۴ھ م ۴۵۷ھ) (سیر النبلاء، ذہبی)

حافظ ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ بیہقیؒ

مشہور جلیل القدر محدث تھے، بڑی بڑی گرانقدر تصانیف کیں، ان میں سے زیادہ اہم و نافع کتابیں یہ ہیں: ''سنن کبریٰ'' (۱۰ جلد) معرفۃ السنن والآثار (۴ جلد) کتاب الاسماء و الصفات (۲ جلد) دلائل النبوہ (۳ جلد) کتاب الخلافیات ۲ جلد، مناقب الشافعی، کتاب الدعوات الکبیر، کتاب الزہد، کتاب البعث والنشور، الترغیب والترہیب، اربعین کبریٰ، اربعین صغریٰ، کتاب السراء یہ سب ایک جلد کی ہیں۔

امام الحرمین شافعی کا قول ہے کہ دنیا میں سواء بیہقی کے اور کسی شافعی کا احسان امام شافعی پر نہیں، کیونکہ بیہقی نے اپنی تمام تصانیف میں امام شافعی کے مذہب کی تائید و تقویت کی ہے اور اسی وجہ سے ان کے مذہب کا رواج زیادہ ہوا، امام شافعی کے فقہ اور فن حدیث و علل میں پوری مہارت رکھتے تھے، باوجود اس علمی تبحر کے امام بیہقی کے پاس جامع ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ موجود نہ تھیں اور حدیث کی ان تینوں بلند پایہ کتابوں کی احادیث پر آپ کو کما ینبغی اطلاع نہ تھی۔ (بستان المحدثین)

Marfat.com

حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ نے فرمایا کہ ایک مقام پر حافظ نے فتح الباری میں بیہقی کے حوالے دیئے ہیں جو حنفیہ کے خلاف ہیں، میں نے تقریباً ۲۱ سال ہوئے حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ کے یہاں سنن بیہقی قلمی دیکھی تھی جواب بھی موجود ہے اس میں حنفیہ کے موافق پایا تھا، بیہقی اب طبع بھی ہوگئی ہے، لیکن اس میں حافظ کے موافق درج ہے، میرا خیال ہے کہ وہ نسخہ بھی غلط ہی ہوگا جو حافظ کے پیش نظر تھا اور اسی لئے حافظ کو غلط فہمی ہوئی ہے، میں نے اب اس امر کے قرائن بھی لکھنے شروع کئے ہیں کہ قلمی نسخہ مذکورہ صحیح ہے۔ (یہ ملفوظ مبارک ۱۳۵۱ھ کا ہے)

حضرت شاہ صاحبؒ کا ریمارک مذکور نہایت اہم ہے افسوس ہے کہ حضرتؒ کی وہ یادداشت ہمیں ابھی تک نہیں مل سکیں جس میں وہ قرائن تحریر فرمائے تھے، ضرورت ہے کہ فتح الباری سے مقام مذکور متعین کر کے ان مواقع میں سنن بیہقی کے دونوں مطبوعہ و قلمی نسخوں کا مقابلہ کیا جائے، پھر قلمی نسخہ کی صحت کے قرائن کا کھوج لگایا جائے، ممکن ہے کچھ کامیابی ہو جائے ورنہ حضرتؒ کا سا تبحر، وسعت مطالعہ اور بالغ نظری اب کہاں؟ خواب تھا جو کچھ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔

حضرتؒ کی علمی ریسرچ اور دور رس تحقیقات و تدقیقات کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے، انوار الباری میں ایسی بہت سی چیزیں پیش ہوں گی، ان شاء اللہ تعالیٰ وبیدہ التوفیق۔

امام بیہقی نے بھی مسائل خلاف میں شوافع کی تائید میں حنفیہ کے خلاف بہت تعصب سے کام لیا ہے "الجواہر النقی فی الرد علی البیہقی" کی دو جلدوں میں ابن ترکمانی حنفی نے امام بیہقی کا لاجواب رد لکھا ہے، جو ہر حنفی عالم کو مطالعہ کرنا چاہئے، تمام جوابات محدثانہ محققانہ ہیں، یہ کتاب سنن بیہقی کے ساتھ بھی طبع ہوئی ہے اور الگ بھی دو جلدوں میں دائرۃ المعارف حیدر آباد سے شائع ہوئی ہے۔ (ولادت ۳۸۴ھ متوفی ۴۵۸ھ)

شیخ حسین بن علی بن محمد بن علی دامغانی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدث وفقیہ تھے، حدیث ابو الغنائم زینبی وغیرہ سے پڑھی اور آپ سے قاضی ابو المحاسن عمر بن علی قرشی نے روایت کی اور اپنے معجم شیوخ میں بھی آپ کی حدیث ذکر کی، (متوفی ۴۶۱ھ) (جواہر مضیئہ)

Marfat.com

شیخ ابوالحسن علی بن حسین سندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

محدث جلیل وفقیہ نبیل تھے، فقہ شمس الآئمہ سرخسی سے اور حدیث ایک جماعت محدثین سے حاصل کی، بخارا میں افتا اور قضاء کی خدمات مدت تک انجام دیں، فتاویٰ قاضی خان وغیرہ مشہور کتاب فتاویٰ میں آپ کے اقوال نقل ہوئے ہیں، آپ کی تصانیف میں سے فتاویٰ میں ''نتف'' اور شرح جامع کبیر مشہور ہیں۔ (م ۴۶۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر وحدائق)

حافظ یوسف بن عبداللہ بن محمد عبدالبر مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور جلیل القدر عالم وفاضل تھے، خطیب کے معاصر ہیں مگر ان سے پہلے طلب حدیث میں مشغول ہوئے اور بڑا مرتبہ پایا، حفظ واتقان میں لاثانی تھے، آپ کی کتاب ''التمہید'' نادرۂ روزگار نہایت جلیل القدر علمی تصنیف ہے جس کی پندرہ جلدیں ہیں، محققین علماء کا فیصلہ ہے کہ آپ کا علمی پایہ خطیب بیہقی اور ابن حزم سے کہیں زیادہ بلند تھا، صدق، دیانت، حسن، اعتقاد، اتباع سنت ونزاہت لسان کے اعتبار سے زمرۂ علماء میں آپ کا خاص امتیاز ہے۔

علامہ ابن حزم کے برعکس آپ پہلے اصحاب ظواہر سے تھے، پھر تقلید اختیار کی اور مالکی ہوئے اور فقہ شافعی کی طرف بھی میلان تھا، امام اعظمؒ اور اصحاب امام کے بھی بڑے مداحین میں سے ہیں اور ان کی طرف سے دفاع بھی کیا ہے۔

آپ کی کتاب ''الاستذکار'' موطأ کی بہترین شروح میں سے ہے، یہ بھی بخط خفی بقدر ۱۵ جلد کے ہے، ان کے علاوہ دوسری مشہور ومقبول کتب یہ ہیں: جامع بیان العلم وفضلہ ۲ جلد، الدرر فی اختصار المغازی والسیر، العقل والعقلاء ماجاء فی اوصافہم، جمہرۃ الانساب، بہجۃ المجالس، الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الآئمۃ الفقہا، امام اعظم، امام مالک وامام شافعی کے مناقب میں بلند پایہ تصنیف ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (ولادت ۳۶۸ھ متوفی ۴۶۳ھ) (بستان)

حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت (خطیب بغدادی) شافعیؒ

گیارہ سال کی عمر سے طلب علم اور سماع حدیث کا سلسلہ شروع کیا اور دور دراز

Marfat.com

بلاد وممالک کا سفر کر کے علم و فضل میں امتیاز حاصل کیا حافظ ابو نعیم اصبہانی، ابوالحسن بن بشران وغیرہ سے استفادہ کیا، مکہ معظمہ میں صحیح بخاری کو ستی کریمہ (بنت احمد المروزیہ راویۂ بخاری) سے پانچ یوم میں ختم کیا اور شیخ اسماعیل بن احمد الضریر الحیری نیشاپوری سے تین مجلس (سہ روز) میں بخاری ختم کی۔

آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں: جامع آداب الراوی والسامع، تاریخ بغداد، الکفایہ فی آداب الروایہ، اشرف اصحاب الحدیث، السابق واللاحق، المتفق والمفترق، المؤتلف و مختلف، ان کے علاوہ اور بہت ہیں۔ (بستان المحدثین)

تاریخ بغداد میں امام اعظمؒ، امام احمدؒ اور دوسرے اکابر و آئمہ و اہل علم کے خلاف جو کچھ اپنے جبلی تعصب کی وجہ سے لکھ گئے ہیں، اس کو سنجیدہ طبقہ میں کسی وقت بھی پسند نہیں کیا گیا اور اس کے رد و جوابات بھی لکھے گئے، تانیب الخطیب، السہم المصیب وغیرہ کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں اور ان کے تعصب پر بھی کچھ لکھا ہے جو غالباً کافی ہے، اس سے قطع نظر آپ کی حدیثی، فقہی و تاریخی خدمات اور مفید تصنیفات ساری امت کی طرف سے مستحق ہزار قدر ولائق صد تحسین ہیں۔ (م ۴۶۳ھ)

شیخ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے عالم و محدث ہیں، زہد و تصوف میں زیادہ شہرت ہوئی، اپنے زمانہ کے بڑے بڑے محدثین سے سماع حدیث کیا، خطیب بغدادی وغیرہ آپ کے تلامذہ میں ہیں، آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں: رسالہ قشیریہ، لطائف الاشارات، کتاب الجواہر، المنتہی فی نکت اولی النہی، ایک طویل تفسیر بھی ہے، جو بہترین تفاسیر میں شمار ہوتی، (م ۴۶۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (بستان المحدثین)

شیخ علی مخدوم جلابی غزنوی ہجویری لاہوری حنفی رحمہ اللہ

آپ جامع علوم ظاہری و باطنی مشہور شیخ طریقت تھے، ''کشف المحجوب'' آپ کی بے نظیر مشہور و مقبول عالم کتاب ہے، بڑے بڑے مشائخ مثلاً شیخ ابوالقاسم گورگانی، ابو

Marfat.com

سعید ابو الخیر ابو القاسم قشیری محدث وغیرہ آپ کے شیوخ و اساتذہ میں ہیں، اپنے مشائخ کے ارشاد پر غزنی سے لاہور آکر امامت کی دن کو درس علوم دینیہ اور شب کو تلقین ذکر کا مشغلہ تھا، ہزار ہا علماء واولیاء نے استفادہ کیا۔

آپ نے کشف المحجوب میں امام اعظم کی نسبت لکھا ہے کہ میں ایک دفعہ ملک شام میں حضرت بلالؓ کی قبر کے سرہانے سویا ہوا تھا کہ اپنے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا، اتنے میں فخر موجودات سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم باب بنی شیبہ سے تشریف لائے اور آپ نے ایک بوڑھے شخص کو بچوں کی طرح گود میں لیا ہے اور نہایت شفقت فرما رہے ہیں، میرے دل میں سوال پیدا ہوا کہ یہ پیر روشن بخت کون ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امام ابو حنیفہ ہیں جو مسلمانان اہل سنت کے امام ہیں"۔ لاہور میں آپ کے مزار مبارک پر شب و روز میلہ کی طرح اجتماع عوام وخواص رہتا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (م ۴۶۵ھ) (حدائق حنفیہ)

شیخ ابو عبداللہ محمد بن علی بن محمد دامغانی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے زمانہ کے فقیہ کامل اور محدث ثقہ تھے، آپ نے علامہ صیمری (تلمیذ خوارزمی تلمیذ جصاص) اور محدث محمد بن علی صوری وغیرہ سے علوم کی تحصیل کی، قاضی ابن ماکولا کے بعد بغداد کے ۳۰ سال تک قاضی رہے اور قاضی القضاۃ مشہور ہوئے، آپ کو دینی و دنیوی حشمت و وجاہت میں امام ابو یوسف سے مشابہ سمجھا جاتا تھا۔ (م ۴۷۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق الحنفیہ)

امام الحرمین ابو المعالی عبدالملک نیشاپوری شافعی رحمہ اللہ

مشہور محدث وفقیہ، رئیس الشافعیہ گزرے ہیں، بڑے مناظر ومتکلم، بلند پایہ خطیب و واعظ تھے، آپ آئمہ حنفیہ اور مذہب حنفیہ سے بہت تعصب رکھتے تھے اور تاریخی وفقہی لحاظ سے بہت سی باتیں ان کی طرف غلط بھی منسوب کر دی ہیں، جن میں سے بعض باتوں کا ذکر ضمناً پہلے ہو چکا ہے، آپ کی تصانیف مشہورہ یہ ہیں، ارشاد (مسائل کلام میں) طبع ہو چکی ہے، النہایہ، رسالہ نظامیہ، البرہان (اصول فقہ میں) مغیث الخلق فی اتباع الحق (طبع ہو چکی ہے) اس آخری کتاب میں فقہ شافعی کو فقہ حنفی پر ترجیح دی ہے اور فقہ حنفی اور آئمہ

Marfat.com

احناف کے خلاف ناموزوں الزامات عائد کئے ہیں، اس کے جواب میں علامہ کوثریؒ نے رسالہ ''احقاق الحق بابطال الباطل فی مغیث الخلق'' لکھا جو نہایت تحقیقی و علمی رد ہے، امام الحرمین کے ایک ایک قول کو ذکر کر کے اس کا رد کیا ہے اور علامہ سبط ابن الجوزی حنفی (م ۶۵۴ھ) نے ''الانتصار والترجیح للمذہب الصحیح'' لکھا جس میں وجوہ دلائل ترجیح مذہب حنفی تحریر کئے ہیں اور کتاب مذکور کے آٹھویں باب میں ۴۷ مسائل مہمہ وہ لکھے ہیں جن میں امام اعظمؒ نے کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کا اتباع کیا ہے اور دوسرے آئمہ امام شافعی وغیرہ نے ان پر عمل نہیں کیا۔ (ولادت ۴۱۹ھ متوفی ۴۷۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

امام ابوالحسن علی بن محمد بن حسین حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

فروع و اصول میں اپنے زمانہ کے امام آئمہ، شیخ حنفیہ، مرجع العلماء تھے، فقیہ کامل، محدث ثقہ اور حفظ مذہب میں ضرب المثل تھے، آپ کی مشہور و مقبول تصانیف میں سے یہ ہیں: مبسوط (۱۱ جلد) شرح جامع کبیر، شرح جامع صغیر اصول فقہ میں نہایت معتمد و معتبر بڑی کتاب، اصول بزدوی تفسیر قرآن مجید (۱۲۰ اجزو کہ ہر جزو قرآن مجید کے حجم کے برابر ہے) غناء الفقہ، کتاب الامالی (حدیث میں) عرصہ تک سمرقند میں تدریس و قضاء کے فرائض انجام دیئے۔

آپ کے زمانہ میں ایک متبحر عالم شافعی المذہب آئے جو ہمیشہ مناظرے میں غالب آتے تھے اور ان کی وجہ سے بہت سے حنفی مذہب شافعی اختیار کر چکے تھے، آپ سے مناظرہ کے لئے کہا گیا مگر آپ مناظرہ کو ناپسند کرتے تھے، اولاً انکار کیا پھر لوگوں کے شدید اصرار پر خود ان عالم کے پاس تشریف لے گئے، عالم مذکور نے امام شافعیؒ کے مناقب شمار کئے اور کہا کہ ہمارے امام کا حافظہ اس قدر تھا کہ ایک ماہ میں قرآن مجید حفظ کیا اور ہر روز ایک ختم کرتے تھے، آپ نے فرمایا یہ تو آسان کام ہے، کیونکہ قرآن مجید تمام و کمال علم ہے اور اس کو یاد کر لینا اہل علم کے لئے مناسب ہے، تم سرکاری دفتر کا حساب و کتاب لاؤ اور دو سال کے آمد و خرچ کی سب تفصیل پڑھ کر مجھے سناؤ، لوگوں نے ایسا ہی کیا آپ نے دفتر مذکور کو شاہی مہر لگوا کر ایک مقفل مکان میں محفوظ کرا دیا اور حج کے لئے تشریف لے گئے، چھ ماہ کے بعد واپس ہوئے اور ایک

Marfat.com

بڑی مجلس میں دفتر مذکور منگوا کر شافعیؒ عالم مذکور کے ہاتھ میں دیا، پھر آپ نے تمام دفتر کی چیزیں اپنی یاد سے سنا دیں جس میں ایک چیز بھی غلط نہ ہوئی (اس سے وہ عالم سخت شرمندہ ہوئے اور دوسرے لوگ حیرت زدہ ہو گئے۔ (م ۴۸۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

شیخ ابوالحسین قاضی محمد بن عبداللہ ناصحی نیشاپوری حنفیؒ

اپنے وقت کے مشہور محدث وفقیہ، مناظر ومتکلم، طبیب اور عالم مذاہب فقیہ تھے، حدیث ابوسعید صیرفی وغیرہ محدثین کبار سے حاصل کی، بغداد اور خراسان میں مدت تک درس حدیث دیا، مدرسہ سلطانیہ کے شیخ الحدیث اور نیشاپور کی قضاء کے عہدہ پر فائز رہے، آپ ایسے فقیہ النفس جید الفہم، واسع المطالعہ تھے کہ امام الحرمین ابوالمعالی جوینی شافعی کے ساتھ مسائل خلاف میں بحث کرتے تو امام موصوف آپ کے حسن ایراد اور قوت فہم کی تعریف پر مجبور ہوتے تھے، محمد بن عبدالواحد دقاق اور عبدالوہاب بن النماطی وغیرہ آپ کے تلامذۂ حدیث میں ہیں۔ (م ۴۸۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

شیخ ابوالحسن علی بن الحسن بن علی صندلی نیشاپوری حنفی

مشہور محدث، فقیہ ومناظر تھے، آپ نے حسین بن علی صیمری (تلمیذ خوارزمی، تلمیذ جصاص) سے علوم حاصل کیے، بڑے متبع سنت اور معتزلہ کے مقابلہ میں کامیاب مناظر تھے، نیشاپور میں درس علوم دیا، شیخ ابومحمد جوینی شافعی اور امام ابوالمعالی جوینی شافعی سے بھی مسائل خلاف میں معرکہ آرائیاں رہی ہیں۔

ایک مرتبہ شیخ ابوالمعالی نے مشہور کیا کہ نکاح بغیر ولی کے مسئلہ میں امام ابوحنیفہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اختلاف ہے، کیونکہ حدیث میں نکاح بغیر ولی کو باطل کہا ہے اور امام ابوحنیفہ نے صحیح کہا، شیخ صندلی کو خبر ہوئی تو افسوس کیا کہ ایسا مغالطہ دیا گیا، چنانچہ پھر کسی نے آپ سے ذبح بغیر تسمیہ کا مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں امام شافعی اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اختلاف پیش آ گیا ہے کیونکہ

Marfat.com

قرآن مجید میں تو لاتاکلوا مما لم یذکر اسم الله علیہ وارد ہے اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ کوئی حرج نہیں کھالیا جائے۔ (الجواہر المضیہ)

اس قسم کے لطائف و ظرائف بھی چلتے تھے اور علماء احناف جواب و دفاع کے طور پر کبھی کچھ کہہ دیتے تھے، ورنہ در حقیقت تحقیق و دلائل کا میدان دوسرا تھا، تحقیق و دیانت کی رو سے نہ امام اعظم کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ نے کسی حدیث صحیح غیر منسوخ کی مخالفت کی اور نہ امام شافعی وغیرہ دوسرے آئمہ متبوعین کے بارے میں کسی حدیث یا آیت قرآنی کی عمداً مخالفت کا امکان ہوسکتا ہے لیکن افسوس ہے کہ یہ طرز تنقید امام بخاری ایسے اکابر سے شروع ہوا، پھر امام الحرمین وغیرہ نے اس کی تقلید کی۔

امام بخاری نے جلد دوم ص ۱۰۳۲ (مطبوعہ رشیدیہ دہلی) باب فی الھبہ والشفعہ میں قال بعض الناس سے ترقی کر کے یہ بھی فرمایا کہ بعض الناس نے اس مسئلہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے، جس کا مکمل و مدلل جواب علامہ حافظ عینی وغیرہ نے دیا ہے اور اسی مقام پر حاشیہ میں بھی طبع شدہ ہے۔ یہاں صرف یہ کہنا تھا کہ آئمہ متبوعین خصوصاً امام اعظم کے متعلق ایسے نازیبا جملے اور مغالطہ آمیز باتیں کسی طرح موزوں و مناسب نہیں تھیں، خصوصاً جب کہ امام الحرمین اور امام بخاری کے اساتذہ و شیوخ کبار نے امام صاحب کی زیادہ سے زیادہ مدح و توثیق و تعظیم و تکریم کی تھی، افسوس ہے کہ بعد کے کچھ لوگ افراط و تفریط میں پڑ گئے، عفاء اللہ عنا و عنہم اجمعین، شیخ صندلی کی تصانیف میں سے تفسیر قرآن مجید بہت بلند پایا ہے، جس کی تالیف نصف ہوسکی تھی۔ (م ۴۸۴ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی نصر حمیدی اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ حافظ ابن عبدالبر مالکی، خطیب اور ابن حزم کے تلمیذ ہیں اور ابن ماکولا مشہور محدث کے معاصرین و احباب سے ہیں، آپ نے "الجمع بین الصحیحین" لکھیں جس میں بخاری و مسلم کی احادیث کو مسانید صحابہ کے مطابق مرتب کیا ہے، دوسری تصانیف تاریخ اندلس، الذہب المسبوک فی وعظ الملوک، کتاب ذم النمیمہ وغیرہ ہیں، (م ۴۸۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (بستان المحدثین)

Marfat.com

شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی حنفیؒ

مشہور جلیل القدر محدث وفقیہ، امام وقت، متکلم اصولی ومناظر تھے، علوم کی تحصیل شمس الائمہ حلوائی سے بغداد میں کی اور آپ سے برہان الآئمہ عبدالعزیز بن عمر بن مازہ اور رکن الدین مسعود بن الحسن وغیرہ فقہاء محدثین نے فقہ وحدیث میں تخصص حاصل کیا، بڑے حق گو تھے، خاقان (بادشاہ وقت) کو بھی نصیحت کی جس کی وجہ سے اس نے ایک کنوئیں میں قید کردیا، وہیں سے آپ نے اپنی مشہور ومقبول کتاب مبسوط کی ۱۵ جلدیں املاء کرائیں۔ حالانکہ آپ کے پاس مراجعت کے لئے کوئی کتاب بھی نہ تھی، کنویں کے اوپر تلامذہ بیٹھ کر لکھتے تھے، اسی طرح درس علوم فقہ وحدیث کا بھی مشغلہ کنوئیں کے اندر سے جاری رکھتے تھے، ان ایام اسیری میں ہی آپ نے شرح سیر کبیر اور ایک کتاب اصول فقہ لکھائی، آخر عمر میں فرغانہ رہ کر مبسوط کی تکمیل کی، ان کے علاوہ آپ نے مختصر الطحاوی اور امام محمد کی کتابوں کی شروح لکھیں۔

کسی نے آپ سے کہا کہ امام شافعیؒ نے تین سو جزو یاد کئے تھے، اس پر آپ نے اپنی محفوظات کا حساب کیا تو وہ بارہ ہزار جزو نکلے، اس گرانقدر علمی شان کے ساتھ صاحب کرامات بزرگ تھے ان کے قصے کتابوں میں مذکور ہیں۔ (م ۴۹۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (جواہر، فوائد بہیہ وحدائق)

حافظ ابوالقاسم عبید اللہ بن عبد اللہ بن احمد، حاکم حنفیؒ

حافظ، متقن، محدث اور خاندان علم وفضل سے تھے، آپ نے قاضی ابوالعلاء صاعد سے علوم حاصل کئے اور اپنے والد ماجد کے ذریعہ خاندانی سلسلہ سے بھی حدیث وفقہ میں تصانیف بھی کیں۔ (م ۴۹۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ، جواہر مضیہ ص ۲۶۱ وص ۳۳۸ ج ۱)

حافظ ابومحمد حسن بن احمد بن محمد سمرقندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

حافظ مستغفری سے علوم کی تحصیل کی، ابوسعد نے کہا کہ اپنے زمانہ میں فن حدیث میں ان جیسے فضل وتفوق کا مشرق ومغرب میں کوئی نہ تھا، آپ کی کتاب ''بحر الاسانید من صحاح المسانید''

Marfat.com

تین سو جزو میں نہایت گرانقدر حدیثی تالیف ہے، جس میں آپ نے ایک لاکھ احادیث جمع کیں، اگر یہ کتاب مرتب و مہذب ہو کر شائع ہو جاتی تو اسلام میں اس کی نظیر نہ ہوتی جیسا کہ کتب طبقات میں لکھا ہے۔ (م ۴۹۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ نصب الرایہ)

شیخ ابو سعید محمد بن عبد الحمید بن عبد الرحیم حنفی رحمہ اللہ

علوم کی تحصیل و تکمیل اپنے ماموں شیخ ابو الحسن قاضی علی بن الحسین اور ابو الحسن عبد الوہاب بن محمد کشانی سے کی، سمعانی نے لکھا کہ اپنے زمانہ میں اصحاب امام اعظم میں سے سب سے زیادہ طلب حدیث میں فائق تھے، بڑا مشغلہ سماع حدیث اور جمع و کتابت حدیث کا تھا، سمعانی نے لکھا کہ آپ کے والد عبد الحمید (خواہر زادہ) بھی امام وقت، عالم و فاضل تھے۔ (م ۴۹۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیہ ص ۲۹۶ ج ۱ و ص ۷۵ ج ۲)

محمد بن محمد بن محمد ابو الحامد الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور عالم جلیل، شافعی المذہب، امام الحرمین ابو المعالی جوینی کے فقہ میں شاگرد ہیں، بہت مفید علمی کتابیں تصنیف کیں مثل احیاء العلوم وغیرہ، علم و فقہ کے امام ہوئے، اپنے مذہب کے بھی پورے واقف تھے اور دوسرے مذاہب کے بھی (مرآۃ الزمان ص ۳۹ ج ۸)

تحصیل علم سے فارغ ہو کر مدرسہ نظامیہ بغداد میں درس علوم دیا پھر ترک کر دیا، حج کے بعد دمشق پہنچے دس سال وہاں قیام کیا، وہاں سے قدس و اسکندریہ ہو کر اپنے وطن طوس پہنچے اور تصنیف میں مشغول ہوئے۔

احیاء العلوم کے علاوہ دوسری مشہور تصانیف یہ ہیں، البسیط، الوسیط، الوجیز، الخلاصۃ، بدایۃ الہدایہ، المنخول، المستصفی، تہافت الفلاسفہ، جواہر القرآن، کیمیائے سعادت، منہاج العابدین، المنقذ من الضلال، القسطاس المستقیم۔ (فوائد بہیہ ص ۲۴۳)

تمام کتب بہت نافع ہیں اور علماء کے لئے ضروری المطالعہ ہیں "منخول" میں امام اعظمؒ پر تشنیع کی ہے اور بے دلیل و بے حجت الزامات بھی لگائے ہیں ان سے تعصب ظاہر ہوتا ہے جو

Marfat.com

امام غزالی کی شان رفیع اور علم وفضل کے مناسب نہیں تھا، جس کے جواب میں علامہ امیر کاتب اتقانی حنفی وغیرہ نے بھی کسی قدر درشت لہجہ اختیار کیا ہے، مگر ہمارا خیال ہے کہ اس قدر تشدد یا تعصب کا رنگ امام الحرمین کے تلمذ و مصاحبت کا اثر تھا جیسا کہ امام بخاری بھی امام صاحب کے بارے میں شیخ حمیدی اور ابونعیم خزاعی وغیرہ سے متاثر ہو گئے تھے، اور خدا کا شکر ہے کہ امام غزالیؒ پر بعد کو وہ اثرات نہیں رہے، جیسا کہ علامہ کوثریؒ نے بھی یہی رائے قائم کی ہے اور اسی لئے ان کا خیال ہے کہ امام غزالی نے بعد میں امام صاحب کی مدح کر کے تلافی مافات کی ہے، واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(فائدہ) علامہ ملا علی قاری نے طبقات میں لکھا ہے کہ متوالی تین محمد والے نام کے شوافع میں اور امام غزالی اور شمس الدین جزری ہیں اور حنفیہ میں علامہ رضی الدین صاحب المحیط ہیں، حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی قدس سرہ نے فرمایا کہ حنفیہ میں ایسے بہت ہیں اور چار اکابر حنفیہ کے نام اور لکھے ہیں۔ پھر لکھا کہ ایک تونسی عالم یمن ابوالبرکات سے ایسے بھی ہوئے ہیں جن کے نام ونسب میں متوالی ۱۴ محمد جمع ہیں، آپ نے اپنا نام عاشق النبی رکھا تھا اور مدینہ طیبہ میں مجاورت اختیار فرمائی تھی اور وہیں ۷۳۴ھ میں وفات پائی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(ولادت ۴۵۰ھ متوفی ۵۰۵ھ) (فوائد بہیہ ۲۴۳)

مسند ہرات شیخ نصر بن حامد بن ابراہیم حنفی

مشہور محدث تھے طویل عمر پائی، ساری عمر حدیث کے ساتھ اشتغال رکھا اور بہ کثرت روایت کی اپنے زمانہ کے مشہور مشائخ حدیث اپنے والد ماجد ابوالنصر اور دادا جان ابو العباس ابراہیم اور نانا ابوالمظفر منصور بن اسماعیل حنفی وغیرہ سے علم حدیث میں متخصص ہوئے (ان سب مشائخ کے حالات بھی جواہر میں مذکور ہیں۔ (ولادت ۴۱۹ھ متوفی ۱۰- ۵۱۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ جواہر)

حافظ ابوزکریا یحییٰ بن مندہ ابراہیم بن ولید اصبہانیؒ

مشہور حفاظ حدیث میں سے ہیں آپ نے ''اجزاء'' تالیف کئے تھے، جزء کی اصطلاح

Marfat.com

محدثین کے یہاں یہ ہے کہ ایک شخص صحابہ اور بعد صحابہ میں سے احادیث مرویہ کو یک جا کیا جائے اور کبھی کسی خاص موضوع پر احادیث جمع کردی جاتی ہیں، جیسے جزء القرأۃ، جز رفع الیدین وغیرہ، ابن مندہ مشہور اجزاء یہ ہیں، جزء من روی ہو وابوہ وجدہ، جزء فی اخر الصحابہ ہوتا۔ (م ۵۱۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالۃ ص ۷۶)

شمس الائمہ بکر بن محمد بن علی بن فضل رحمہ اللہ تعالیٰ

محدث جلیل، فقیہ کامل، حفظ مذہب میں ممتاز تھے، اپنے زمانہ کے کبار محدثین سے فن حدیث میں متخصص ہوئے، شمس الائمہ زرنگری اور ابوحنیفہ اصغر کے لقب سے مشہور ہوئے، حدیثیں اس قدر یاد تھیں کہ کوئی ایک جملہ پڑھتا تو آپ بغیر مراجعت پوری حدیث سنا دیتے تھے، حدیث وفقہ کے علاوہ تاریخ وحساب میں بھی خوب دخل تھا۔

کبار علماء ومحدثین نے آپ سے حدیث وفقہ میں تلمذ کیا، کثیر التصانیف تھے، عمر بڑی ہوئی اس لئے حدیث وفقہ کی بہت زیادہ اشاعت کی۔ (ولادت ۴۲۷ھ متوفی ۵۱۲ھ) (حدائق حنفیہ)

الشیخ الامام ابومحمد حسین بن مسعود الفراء بغوی شافعیؒ،

مشہور محدث ومفسر وقاری ہیں، مصابیح السنۃ آپ کی جلیل القدر حدیثی خدمت ہے جس میں ۴۴۸۴ احادیث ہیں، اس کی شرح مشکوٰۃ المصابیح ہمارے مدارس عربیہ میں داخل نصاب ہے، بڑے زاہد، عابد ونفس کش تھے۔

ہمیشہ خشک روٹی پانی میں تر کرکے کھایا کرتے تھے، آخر عمر میں علماء واطباء کے اصرار پر کچھ روغن زیتون کھانے لگے تھے، دوسری خاص تالیفات یہ ہیں: تفسیر معالم التنزیل، شرح السنۃ، فتاویٰ بغوی۔ (ولادت ۴۳۵ھ متوفی ۵۱۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین وغیرہ)

مسند سمرقند شیخ اسحٰق بن محمد بن ابراہیم النوحی نسفی حنفیؒ

مشہور محدث وفقیہ، خاندان علم وفضل سے تھے، بڑی عمر ہوئی، اکثر حصہ خطابت اور

Marfat.com

روایت ودرس حدیث میں گزارا، سمعانی نے آپ کا ذکر کبار محدثین میں کیا، اپنے زمانہ کے کبار محدثین سے علم حاصل کیا اور آپ کے بھی بڑے بڑے محدثین شاگرد ہوئے۔ (متوفی ۵۱۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ وجواہر ص ۱۳۸ ج ۱)

شیخ ابوالمعالی مسعود بن حسین بن حسن حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

شیخ کبیر، امام جلیل اور محدث بے نظیر تھے، نوازل ونوادر میں مرجع علماء وقت تھے، فقہ امام سرخسی سے حدیث ابوالقاسم عبیداللہ بن خطیب وغیرہ سے حاصل کی، آپ سے امام صدر شہید وغیرہ نے روایت کی، مدت تک سمرقند کے خطیب رہے، نیز تحدیث املاء وتدریس علوم میں مشغول رہے، مختصر مسعودی آپ کی مشہور تصنیف ہے،

(م ۵۲۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

الشیخ ابوعبداللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخی حنفیؒ

مشہور وممتاز محدث وفقیہ تھے، آپ نے ابوعلی بن شاذان اور ابوالقاسم بن بشران کے اصحاب سے بہ کثرت روایت حدیث کی ہے، آپ نے مسند امام اعظم تالیف کی جو جامع المسانید (مرتبہ محدث خوارزمی) کا دسواں مسند ہے۔

حافظ ابن حجر نے آپ کے ساتھ عجیب معاملہ کیا کہ آپ کے مسند قاضی مارستان کو روایت کرنے کے سلسلے میں لکھ دیا کہ ان کا کوئی مسند نہیں ہے، لیکن حافظ کے تلمیذ رشید حافظ سخاوی نے اس کی روایت ذریعہ تدمری، میدومی، نجیب، ابن الجوزی، جامع قاضی مارستان تک متصل کردی جس سے حافظ ابن حجر کی جسارت داد طلب ہوگئی۔

(متوفی ۵۲۲ھ) (تقدمہ نصب الرایہ، جواہر مضیئہ ورسالہ مستطرفہ)

امام ابواسحٰق ابراہیم بن اسماعیل صغار رحمہ اللہ تعالیٰ

امام وقت فقیہ ومحدث تھے، بڑے عابد، زاہد اور پرہیزگار تھے، فخرالدین قاضی خاں وغیرہ آپ کے تلامذہ میں ہیں، کتاب تلخیص النہایہ اور کتاب السنۃ والجماعت وغیرہ تصنیف کیں، (م ۵۲۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (حدائق حنفیہ)

Marfat.com

شیخ ابوالحسن رزین بن معاویۃ العبدری مالکیؒ

مشہور محدث ہیں، آپ نے اصول ستہ یعنی صحاح ثلاثہ (موطا، بخاری مسلم اور سنن ثلاثہ، ابوداؤد، ترمذی ونسائی کو یکجا کیا جس کا نام التجرید للصحاح والسنن رکھا، (م ۵۳۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (الرسالۃ المستطرفہ ص ۱۴۲)

شیخ ابومحمد عمر بن عبدالعزیز (معروف بہ صدر شہید حنفیؒ)

مشہور آئمہ کبار ومحدثین فقہاء میں سے جامع فروع واصول عالم تھے، مسائل خلاف اور علم جدل ومناظرہ میں یکتا تھے، علماء ماوراء النہر وخراسان میں بڑے بلند پایہ تھے، حتیٰ کہ شاہان و امراء بھی تعظیم کرتے تھے، مدت تک تدریس وتصنیف میں مشغول رہے، صاحب محیط، صاحب ہدایہ وغیرہ نے آپ کی شاگردی کی۔ مشہور تصانیف یہ ہیں: فتاوی کبریٰ وصغریٰ، شرح ادب القضاء خصاف، شرح جامع صغیر، ملاعلی قاری نے لکھا کہ آپ نے جامع صغیر کی تین شرح لکھیں، مطول، متوسط ومختصر۔ (م ۵۳۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق الحنفیہ)

امام طاہر بن احمد بخاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

ماوراء النہر کے شیخ الحنفیہ تھے، ابن کمال پاشا نے مجتہدین فی المسائل میں شمار کیا ہے، آپ کی کتاب خلاصۃ الفتاویٰ زیادہ مشہور ہے جس کی وجہ سے آپ کو صاحب خلاصہ کہتے تھے، کتاب خزانۃ الواقعات اور کتاب نصاب بھی بہت مشہور ومقبول ہیں۔ (م ۵۴۲ھ) (حدائق الحنفیہ)

امام محمد بن محمد بن محمد سرخسی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

جلیل القدر محدث وفقیہ اور علوم عقلیہ کے ماہر تھے، مشہور کتاب محیط تصنیف کی، مرض الموت میں ۶۰۰ دینار نکال کر وصیت کی کہ میرے بعد فقہاء میں تقسیم ہوں، درحقیقت محیط چار کتابیں ہیں، محیط کبیر ۴۰ جلد میں، دوسری ۱۰ جلد میں، تیسری ۴ جلد میں چوتھی ۲ جلد میں (م ۵۴۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق)

Marfat.com

شیخ ابوالفضل قاضی عیاض بن موسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدث جلیل ہیں، آپ کی کتاب مشارق الانوار علی صحاح الآثار گویا موطاء و صحیحین کی شرح ہے، دوسری اہم ترین گرانقدر تالیفات الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، اکمال المعلم فی شرح صحیح مسلم، جامع التاریخ، غنیۃ الکاتب وبغیۃ الطالب وغیرہ ہیں۔

(م ۵۴۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین)

حافظ قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ العربی اندلسی

آپ اندلس کے آخری عالم اور آخری حافظ حدیث ہیں، مشرقی بلاد کا سفر کیا اور ہر ملک کے اکابر علماء، سے تحصیل علوم کی، اشبیلیہ کی قضاء کے ساتھ درس وتصنیف کی خدمات بھی انجام دیتے تھے، آپ کی کچھ مشہور تصانیف یہ ہیں۔

عارضۃ الاحوذی فی شرح جامع الترمذی، کتاب النیرین فی شرح الصحیحین، عواصم وتواصم، کتاب السباعیات، کتاب المسلسلات وغیرہ۔ (م ۵۴۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین)

شیخ ابوالمعالی محمد بن نصر بن منصور مدینی حنفی رحمہ اللہ

مشہور محدث وفقیہ تھے، امام محمد بزدوی اور علی بن محمد بزدوی وغیرہ سے تحصیل علوم کی، محدث سمعانی شافعی نے کہا میں نے آپ سے ابوالعباس مستغفری کی دلائل النبوۃ کو سنا۔ (م ۵۵۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق الحنفیہ)

حافظ شیرویہ دیلمی ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے زمانہ کے اکابر علماء سے علم حدیث حاصل کیا، آپ کی حدیثی تالیفات فردوس، مشارق، تنبیہات اور جامع صغیر کے طرز پر ہے، یعنی احادیث کو حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے۔ (م ۵۵۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین)

Marfat.com

امام عبدالغفور بن لقمان بن محمد کردری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے زاہد و عابد اور اپنے زمانہ کے امام حنیفہ تھے، سلطان عادل نور الدین محمود بن زنگی کے عہد میں حلب کے قاضی رہے، بہت مفید علمی تصانیف کیں، مثلاً شرح تجرید، شرح جامع صغیر (جس میں شرح جامع کبیر کے طرز پر ہر باب کی اصل لکھ کر اس پر تخریج مسائل کی ہے) کتاب اصول فقہ، کتاب مفید و مزید، شرح جامع کبیر، شرح زیادات، حیرۃ الفقہاء۔ (م ۵۶۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیہ و حدائق الحنفیہ)

الشیخ ابو محمد عبدالخالق بن اسد الدمشقی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث و حافظ حدیث تھے، طلب حدیث و فقہ کے لئے بغداد، ہمدان و اصبہان وغیرہ کے سفر کئے، اپنے ہاتھ سے کتب حدیث و فقہ نقل کرتے تھے، دمشق کے مدرسہ صادویہ میں درس علوم دیتے اور وعظ و تذکیر بھی کرتے تھے، (م ۵۶۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (مقدمہ و جواہر)

شیخ ابو منصور جعفر بن عبداللہ بن ابی جعفر بن حنفی رحمہ اللہ

فقیہ فاضل و محدث کامل تھے، شیخ ابو الخطاب محفوظ بن احمد الکلوذانی اور ابو زکریا یحییٰ بن عبدالوہاب بن مندہ اصبہانی سے بہ کثرت احادیث سنیں اور روایت کیں، ثقہ صدوق تھے، آپ کا پورا خانوادہ علم و فضل کا گہوارہ تھا، (م ۵۶۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیہ)

المحدث محمود بن ابی سعد زنجی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

علامہ ابن اثیر نے کہا کہ فقہ حنفی کے بڑے عالم و عارف اور بے تعصب تھے، ابن الجوزی نے کہا کہ حنفی تھے مگر مذہب شافعی و مالک کی بھی رعایت کرتے تھے، حلب اور دمشق میں درس حدیث دیا، سب سے پہلے دنیا کا دار الحدیث آپ نے ہی تعمیر کرایا اور بہت بڑی تعداد میں کتابیں اس کے لئے وقف کیں، ابن عساکر نے لکھا کہ میں نے آپ کی قبر کے پاس دعائیں قبول ہونے کا تجربہ کیا ہے۔ (م ۵۶۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیہ)

Marfat.com

حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

خاتم جہابذۂ حفاظ حدیث اور صاحب تصانیف جلیلہ تھے، مثلاً تاریخ دمشق اور حدیث میں ''ثواب المصاب بالولد'' لکھی۔ (م ۵۷۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالۃ المستطرفۃ للکتانی ص ۴۹)

شیخ ابوموسیٰ محمد بن ابی بکر اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ

بلند پایہ محدث تھے، معرفۃ علل حدیث اور علم رجال و رواۃ حدیث میں ممتاز بلکہ یگانہ عصر تھے، حافظ یحییٰ بن عبدالوہاب بن مندہ اور حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی وغیرہ سے تحصیل حدیث کی اور اس فن میں حافظ عبدالغنی مقدسی وغیرہ آپ کے تلمیذ ہیں۔

فن حدیث میں بہت سی نافع تصانیف یادگار چھوڑیں، مثلاً نزہۃ الحفاظ، کتاب تتمیم معرفۃ الصحابہ (یہ گویا کتاب ابی نعیم کا ذیل ہے)

کتاب المطولات، کتاب اللطائف، کتاب احوال التابعین وغیرہ۔ (متوفی ۵۸۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین ص ۱۲۷)

الشیخ المحدث ابومحمد عبدالحق الاشبیلی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور جلیل القدر حافظ حدیث، حاذق علل، عارف رجال، صاحب تصانیف کثیرہ ہیں، آپ کی نہایت جامع حدیثی تالیف ''الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ'' (۶ جلد) ہے، الاحکام الوسطی (۲ جلد) الاحکام الصغریٰ، الجمع بین الصحیحین، المعتان من الحدیث وغیرہ۔

(م ۵۸۱، ۵۸۲ھ) (الرسالۃ المستطرفۃ ص ۱۴۲ تا ص ۱۴۷)

شیخ ابونصر احمد بن محمد بن عمر عتابی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے متبحر عالم فاضل اجل تھے، دور دراز سے تشنگان علوم آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفید ہوتے تھے۔ آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں، شرح زیادات (اس میں آپ نے اس قدر تحقیق و تدقیق کی کہ علماء نے اس کو بے نظیر قرار دیا۔

Marfat.com

شرح جامع صغیر، شرح جامع کبیر، جوامع الفقہ، معروف بہ فتویٰ عتابیہ"۔
(م ۵۸۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق الحنفیہ)

حافظ ابوبکر زین الدین محمد شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے حافظ حدیث تھے، آپ کی مشہور تصنیف کتاب الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الاخبار ہے جو دائرۃ المعارف حیدر آباد سے شائع ہو گئی ہے۔ (م ۵۸۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالہ ص ۶۸)

ملک العلماء ابوبکر علاء الدین بن مسعود حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

جلیل القدر محدث وفقیہ تھے، مشہور ہے کہ آپ نے شیخ علاء الدین محمد بن احمد سمرقندی کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادۂ علوم کیا اور شیخ موصوف کی مشہور کتاب "تحفۃ الفقہاء" پڑھی تو اس کی شرح "بدائع الصنائع" لکھی جو فقہ حنفی کی نہایت بلند پایہ اور بقول حضرت الاستاد علامہ کشمیری قدس سرہ، فقیہ النفس بنانے والی کتاب ہے، اس کو آپ کے شیخ نے نہایت پسند کیا اور خوش ہو کر اپنی بیٹی فاطمہ کو آپ کی زوجیت میں دیا جو نہایت حسین وجمیل، عالمہ، فاضلہ اور فقہ و حدیث میں متخصصہ تھیں، روم کے بادشاہ ان کے حسن و جمال اور فضل و کمال کا شہرہ سن کر خواستگار تھے، مہر کی جگہ شرح مذکور کو رکھا، اگر کسی جگہ فتویٰ میں آپ غلطی کرتے تو آپ کی یہی زوجہ محترمہ اصلاح کرتی تھیں، اہم فتاویٰ پر والد و شوہر کے ساتھ ان کے دستخط بھی ضرور ہوتے تھے، بدائع کے علاوہ "السلطان المبین فی اصول الدین" بھی آپ کی بہت عمدہ تصنیف ہے۔

ابن عدیم نے نقل کیا کہ جب علامہ کاشانی دمشق پہنچے تو وہاں کے بڑے بڑے فقہاء و محدثین آپ سے علمی مسائل میں گفتگو کے لئے آئے، آپ نے فرمایا کہ میں کسی ایسے مسئلہ میں بحث نہ کروں گا جس میں امام صاحب یا آپ کے اصحاب میں سے کسی کا قول موجود ہو، اس کے علاوہ جس مسئلہ میں چاہو گفتگو کر لو، ان لوگوں نے بہت سے مسائل چھیڑے مگر آپ نے ہر ایک میں بتلا دیا کہ اس کی طرف ہمارے اصحاب میں فلاں گئے ہیں، حتیٰ کہ وہ لوگ

Marfat.com

عاجز ہو گئے اور کوئی مسئلہ ایسا نہ بتا سکے جس میں اصحاب امام میں سے کسی نہ کسی کا قول نہ ہو، وہ سب آپ کے تبحر علمی و وسعت نظر کے قائل ہو کر واپس ہوئے۔ (متوفی ۵۸۷ھ)

ابوسعد شیخ مظہر بن حسین بن سعد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

فقیہ جلیل و محدث یگانہ تھے، آپ کے آباؤ اجداد بھی آئمہ عصر تھے، جامعہ صغیر زعفرانی کی شرح ''تہذیب'' لکھی اور امام طحاوی کی ''مشکل الآثار'' کو ملخص کیا، نوادر ابی اللیث کو مختصر کیا، علامہ سیوطی نے حسن المحاضرہ میں لکھا کہ آپ کی نگرانی و سرپرستی میں بارہ مدارس تھے جن میں بارہ سو طلبہ پڑھتے تھے، مشکل الآثار کو علامہ محدث قاضی یوسف بن موسیٰ حنفی م ۴۷ھ نے بھی ملخص کیا تھا جو دائرۃ المعارف سے چھپ گیا ہے۔ (م ۵۹۱ھ)

ابوالمفاخر شیخ حسن بن منصور بن محمود (معروف بہ قاضی خاں حنفیؒ)

اپنے زمانہ کے محدث کبیر اور مجتہد بے نظیر تھے، معانی دقیقہ کے ماہر غواص اور فروع و اصول کے بحر بیکراں تھے، ابن کمال پاشا نے آپ کو طبقہ مجتہدین فی المسائل میں شمار کیا ہے، آپ کی تصانیف میں سے فتاویٰ قاضی خان (۴ جلد ضخیم) بہت مقبول و متداول ہے، حافظ قاسم بن قطلو بغا نے تصحیح القدوری میں لکھا کہ جس مسئلہ کی تصحیح قاضی خاں کریں وہ غیر کی تصحیح پر مقدم ہے کیونکہ آپ فقیہ النفس تھے، اس کے علاوہ آپ کی تصانیف یہ ہیں، کتاب امالی، کتاب محاضر، شرح زیادات، شرح جامع صغیر (۲ ضخیم جلد) شرح ادب القصاء وغیرہ۔ (م ۵۹۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر وحدائق)

شیخ ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل مرغینانی حنفیؒ

جلیل القدر محدث و فقیہ و مفسر جامع علوم و فنون، صاحب ورع و زہد تھے، علم خلاف کے ماہر و حاذق اور عارف مذاہب تھے، ابن کمال پاشا نے آپ کو اصحاب ترجیح میں گنا ہے، لیکن دوسرے علماء آپ کو مجتہدین فی المذہب کے زمرے میں شمار کرتے ہیں جس میں امام ابو یوسف و امام محمد

Marfat.com

تھے، آپ کی تصانیف میں سے نہایت مشہور، مقبول اور داخل درس نظامی کتاب ہدایۃ المبتدی ہے جس کو آپ نے مختصر قدوری اور جامع صغیر کا انتخاب کر کے جامع صغیر کی ترتیب پر لکھا، پھر اس کی شرح کفایۃ المنتہی ۸۰ جلدوں میں لکھی، دوسری تصانیف میں منتقی التجنیس والمزید، مناسک الحج، نشر المذہب، مختارات النوازل، کتاب الفرائض۔ (جواہر مضیۂ وحدائق)

آپ کی کتاب ہدایہ کی شروح بے شمار علماء نے لکھیں اور احادیث کی تخریج بھی کی، شیخ جمال الدین زیلعی حنفی کی تخریج موسومہ "نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ" احادیث احکام مذاہب اربعہ کی نہایت جامع کتاب ہے جس کی ہر مذہب کو ضرورت ہے، یہ کتاب بہترین تعلیقات تصحیح و تقدمہ کے ساتھ چار ضخیم جلدوں میں اعلیٰ کاغذ پر ۱۹۳۸ء میں مجلس علمی ڈابھیل (سورت) کی طرف سے مصر میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے جس سے علماء بلاد عربیہ اسلامیہ و ہند و پاک وغیرہ سب نے انتفاع کیا، حافظ ابن حجر نے نصب الرایہ کی تلخیص کی تھی جس کا نام "الدرایہ فی تلخیص نصب الرایہ" رکھا، مگر حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ جیسی توقع حافظ کے فضل و کمال سے تھی ایسی نہیں ہے بلکہ بہت سی بہترین اونچی نقول ترک کر دیں جس سے کتاب مذکور بے وقعت ہو گئی، یہ درایہ دو مرتبہ ہندوستان میں طبع ہوئی تھی۔ (متوفی ۵۹۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

عبدالرحمٰن بن ابی الحسن علی بن محمد بن علی (بن الجوزی) حنبلیؒ

مشہور محدث و واعظ و خطیب تھے، آپ کی تصانیف کی تعداد اڑھائی سو سے اوپر نقل ہوئی ہے، چند مشہور یہ ہیں: المنتظم (مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد) اخبار الحفاظ (ایک سو حفاظ کا تذکرہ، قلمی نسخہ کتب خانہ ظاہریہ دمشق میں ہے اور اس میں صرف حفاظ حدیث کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ دوسرے علوم و فنون کے حفاظ بھی ہیں) التحقیق فی احادیث الخلاف، مناقب امام احمد، تلبیس ابلیس وغیرہ، علامہ ابن جوزی کی علمی خدمات نہایت قابل قدر ہیں مگر ان میں بھی ایک گونہ تشدد اور تعصب تھا جس پر علماء حق نے نکیر کی ہے، مثلاً تلبیس ابلیس میں آپ نے ہر مذہب و فرقہ کو ملزم ٹھہرایا ہے اور صوفیہ و مشائخ کے تو دشمن معلوم ہوتے ہیں،

Marfat.com

حتیٰ کہ شیخ جیلانیؒ کی شان میں بھی سوءادب سے پیش آئے۔

اسی طرح امام اعظم وغیرہ سے تعصب برتا ہے جس کے علامہ سبط ابن الجوزی حنفی کو اپنی تاریخ ''مرأۃ الزمان'' میں لکھنا پڑا کہ ''خطیب پر چنداں تعجب نہیں کہ اس نے ایک جماعت علماء کو مطعون کیا ہے لیکن نانا جان (ابو الفرج ابن الجوزی) پر تعجب ہے کہ انہوں نے بھی خطیب کی پیروی کی اور ایسے قبیح فعل کا ارتکاب کیا''۔ پھر لکھا کہ ''امام اعظم ابو حنیفہؒ سے تعصب رکھنے والوں سے ہی دار قطنی اور ابو نعیم اصبہانی بھی ہیں، چنانچہ ابو نعیم نے حلیہ میں امام صاحب کا ذکر تک نہیں کیا اور ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو آپ سے علم و زہد میں کمتر ہیں''۔

ابن جوزی نے المنتظم میں یحییٰ بن معین کی طرف نسبت کر کے نقل کر دیا کہ ''ابو حنیفہ سے حدیث روایت نہ کی، ان کی حدیث قابل اعتماد نہیں''۔ حالانکہ یہ نسبت قطعاً غلط اور بے سند ہے، ابن معین کو تو بعض علماء نے حنفیہ کے حق میں بہت زیادہ حمایت کرنے والا اور متعصب تک لکھ دیا ہے پھر وہ امام اعظم کے بارے میں ایسی غیر معقول بات کیوں کہتے، پھر اسناد قویہ سے جو اقوال ان کے منقول ہوئے ہیں، سب امام صاحب کی مدح و تعظیم و توثیق کے ہیں، غالباً یہاں بجائے امام شافعی کے امام صاحب کا نام لکھ دیا ہے، کیونکہ ابن معین امام شافعی پر ہی جرح کیا کرتے تھے نہ کہ امام اعظم پر۔

حافظ ذہبی نے میزان میں ترجمہ ابان بن یزید العطار کے ذیل میں لکھا ہے کہ ابن جوزی نے آپ کو ضعفاء میں لکھا ہے اور ان لوگوں کے اقوال ذکر نہیں کئے جنہوں نے آپ کی توثیق کی تھی اور یہ ابن جوزی کی کتاب کے عیوب میں سے ہے کہ جرح تو سب کی نقل کر دیتے ہیں اور توثیق سے سکوت کر لیتے ہیں، صاحب کشف الظنون نے کہا کہ المنتظم اوہام کثیرہ اور اغلاط صریحہ کا مجموعہ ہے۔ عفاء اللہ عنا و عنھم اجمعین و وفقنا لما یحب و یرضی۔ (م ۵۹۷ھ)

شیخ ابو الحسن حسن بن خطیر نعمانی ابو علی فارسی حنفیؒ

جلیل القدر محدث، فقیہ، مفسر، عالم حسین، ہیئت و ہندسہ و طب و تاریخ اور فاضل علوم عربیت تھے، ابن نجار نے آپ کے کمالات گنائے ہیں، مدت تک قاہرہ میں مقیم رہ کر درس

Marfat.com

علوم دیا، امام اعظم کے مذہب کی نشر و حمایت میں بھی کافی حصہ لیا، تفسیر قرآن مجید لکھی اور حمیدی کی ''جمع بین الصحیحین'' کی شرح ''حجۃ انام'' لکھی، نیز ایک کتاب ''اختلاف صحابہ و تابعین وفقہاء امصار'' پر تصنیف فرمائی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

امام حسام الدین علی بن احمد بن مکی الرازی حنفیؒ

بڑے محدث وفقیہ، امام وقت تھے، ابن عساکر نے تاریخ میں لکھا کہ آپ نے دمشق میں اقامت کی، مدرسہ صادریہ میں درس علوم دیا، امام اعظم کے مذہب پر فتویٰ دیتے تھے، مسائل خلاف کے بڑے کامیاب مناظر تھے، حلب گئے تو وہاں کے بڑے بڑے علماء بحث مسائل کے لئے جمع ہوئے، آپ نے ہر مسئلہ خلافی کے ادلۂ مذاہب غیر بیان کئے اور ان کے بہترین جوابات بھی دیئے جس سے وہ آپ کے علمی تفوق کے معترف ہو کر لوٹے، محدث عمر بن بدر موصلی آپ کے تلامذۂ حدیث میں ہیں، مشہور تصانیف یہ ہیں۔

اخلاصۃ الدلائل فی تنقیح المسائل (جو مختصر قدوری کی نہایت نفیس شرح ہے) اس کتاب کو آپ کے تلمیذ علامہ قرشی صاحب جواہر مضیہ نے حفظ یاد کیا اور اس کی احادیث کی تخریج و شرح ایک ضخیم مجلد میں کی، سلوۃ الہموم وغیرہ۔ (م ۵۹۸ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیہ وحدائق حنفیہ)

امام ابوالفضل محمد بن یوسف بن محمد غزنوی حنفی

اکابر محدثین و رواۃ مسندین اور مشہور قراء و مدرسین سے تھے، حدیث کی روایت حافظ ابوسعد بغدادی اور ابوالفضل ابن ناصر وغیرہ سے کی اور آپ سے منذری وغیرہ اور شیخ رشید الدین عطار نے روایت کی اور اپنے معجم الشیوخ میں آپ کا ذکر کیا، جامع عبدالرزاق قاہرہ میں درس حدیث دیا۔ (م ۵۹۹ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیہ وحدائق حنفیہ)

شیخ احمد بن عبدالرشید بن حسین بخاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد سے کی جو امام فاضل شیخ کبیر، محدث، ثقہ اور متبحر فی العلوم

Marfat.com

تھے، صاحب ہدایہ نے آپ سے بہ سند متصل یہ حدیث روایت کی کہ ایسی کوئی چیز نہیں جو بدھ کے روز شروع کی جائے اور پوری نہ ہو" فوائد بہیہ میں ہے کہ اگر چہ اس حدیث کی صحت میں بعض محدثین کو کلام ہے مگر جلد اور بخیر وخوبی کسی کام کے انجام پانے کی حکمت یہ ہے کہ دوسری احادیث سے مستنبط ہوتا ہے کہ بدھ کے روز کا ظہر وعصر کا درمیان کا وقت اجابت دعا کا وقت ہے، لہٰذا اگر بدھ کے روز وقت مذکورہ میں کوئی کام شروع کیا جائے اور دعا جلد پورے ہونے اور حسن انجام کی کی جائے تو اس کے قبول کی امید غالب ہے، آپ نے امام محمد کی جامع صغیر کی شرح لکھی ہے، (م ۵۹۹ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر وحدائق)

شیخ ابوشجاع عمر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بلخی حنفی رحمہ اللہ

حافظ حدیث، مفسر، فقیہ، ادیب وشاعر تھے، صاحب ہدایہ کے استاد تھے تمام علوم و فنون میں ید طولیٰ رکھتے تھے، عبدالکریم محمد سمعانی شافعی نے اپنی کتاب "انساب" میں لکھا کہ میں نے آپ سے مرو، بلخ، ہرات، بخارا اور سمرقند میں حدیث سنی اور آپ کے علوم سے استفادہ کیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر وحدائق)

شیخ محمد بن عبداللہ صائغی قاضی مرو (معروف بہ قاضی سدید حنفی رح)

محدث وفقیہ، کثیر العبادۃ، حسن المناظرہ، جمال ظاہر و باطن سے مزین تھے، حدیث میں سید محمد بن ابی شجاع علوی سمرقندی وغیرہ کے تلمیذ تھے، اپنے استاد کی جگہ درس وخطاب وقضا میں نیابت کی، سمعانی شافعی نے بھی آپ سے روایت کی اور اپنے مشائخ میں آپ کو بیان کیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر وحدائق)

حافظ ابو محمد عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی الجماعیلی حنبلی رح

ولادت ۵۴۱ھ، علامہ موفق جماعیلی سے چار ماہ بڑے تھے جو ان کے پھوپھی زاد بھائی تھے، ۵۶۰ھ میں دونوں تحصیل علم کے سلسلہ میں بغداد پہنچے، حافظ موصوف کو حدیث

Marfat.com

سے زیادہ شغف تھا اور موفق کو فقہ کے ساتھ دونوں اپنے زمانہ کے جلیل القدر محدث وفقیہ ہوئے، حافظ کی سب سے زیادہ مشہور کتاب ''الکمال فی معرفۃ الرجال ہے'' جس میں رجال صحاح ستہ کو دس جلدوں میں مرتب کیا، اس کا خلاصہ حافظ مزی شافعی نے کیا اور تہذیب الکمال نام رکھا، جس کا خلاصہ حافظ ابن حجر نے کیا اور تہذیب التہذیب نام رکھا۔

آپ بہت سے مصائب و پریشانیوں سے بھی دوچار ہوئے، مثلاً اصبہان گئے وہاں حافظ ابی نعیم کی کتاب معرفۃ الصحابہ دیکھی تو ۱۹۰ غلطیاں پکڑیں، ابناء خجندی نے اس پر مشتعل ہو کر آپ کو قتل کرنا چاہا، آپ وہاں سے بچ نکلے۔

اصبہان سے موصل گئے تو وہاں عقیلی کی کتاب ''الجرح والتعدیل'' پڑھی اس میں امام اعظم کے حالات پڑھ کر برداشت نہ کر سکے اور کتاب میں سے وہ اوراق کاٹ دیئے، لوگوں نے تفتیش کی اور وہ اوراق نہ پائے تو آپ کو ملزم قرار دیا اور قتل کے درپے ہوئے، واعظ نے آپ کو ان سے چھڑایا، پھر دمشق اور مصر گئے تو وہاں بھی اسی قسم کے ابتلاء پیش آئے۔

بڑے زاہد وعابد تھے، دن رات میں تین سو رکعت پڑھتے تھے اکثر روزہ رکھتے تھے، بڑے سخی تھے، جب کوئی دولت ملتی، رات کے وقت اس کو لے کر نکلتے اور بیواؤں، یتیموں کے گھروں میں خاموشی سے پھینک آتے، خود پیوند لگے کپڑے پہنتے تھے، کثرت مطالعہ کی وجہ سے بینائی ضعیف ہو گئی تھی، علم حدیث میں یکتائے زمانہ تھے۔ (م ۶۰۰ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (مرآۃ الزماں ص ۵۱۹ ج ۸)

محدث ابن اثیر جزری مجد الدین مبارک شافعی رحمہ اللہ

آپ نے ''النہایہ فی غریب الحدیث'' (۴ جلد) لکھی، علامہ سیوطی نے کہا کہ غریب الحدیث کے موضوع پر بہترین جامع کتاب ہے اگرچہ بہت سا حصہ پھر بھی باقی رہ گیا ہے، صفی ارموی نے اس کا ذیل لکھا ہے جس کو ہم نہ دیکھ سکے، میں نے اس کی تلخیص شروع کی ہے اور زیادات بھی کی ہیں، یہ کتاب سیوطی کی نہایہ کے ساتھ حاشیہ پر طبع ہو گئی ہے۔

اس کے علاوہ آپ کی مشہور کتاب ''جامع الاصول من احادیث الرسول'' ہے جس میں اصول ستہ (موطاء، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی) کو محدث زرین کے طرز پر جمع

Marfat.com

کیا ہے اور اس پر زیادات بھی بہ کثرت ہیں، یہ دس اجزاء ہیں (مؤلف) یہ کتاب بھی ۵ جلدوں میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔ (م ۶۰۶ھ) (الرسالہ ص ۱۲۸ و ۱۴۲)

شیخ ابو المحامد محمود بن احمد بن ابی الحسن حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

جامع معقول و منقول اور محدث شہیر، شمس الآئمہ کردری کے استاد تھے، "خلاصہ الحقائق" آپ کی وہ تصنیف ہے جس کے بارے میں علامہ حافظ ابن قطلوبغا نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے وہ ایسی کتاب ہے کہ زمانہ کی آنکھوں نے اس کا مثل نہیں دیکھا اس کے علاوہ سلک الجواہر نشر الزواہر اور خلاصۃ المقامات تصنیف کیں، (م ۶۰۷ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق الحنفیہ)

شیخ ابو ہاشم عبد المطلب بن فضل بلخی ثم حلبی حنفی رحمہ اللہ

فقیہ و محدث، حلب میں رئیس علمائے احناف تھے، حدیث کی روایت عمر بسطامی اور ابو سعد سمعانی وغیرہ سے کی اور مدت تک درس علوم و افتاء میں مشغول رہے۔ (م ۶۱۲ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق الحنفیہ)

مسند الشام شیخ تاج الدین زید بن حسن کندی حنفی رحمہ اللہ

اپنے وقت کے بڑے محدث و فقیہ تھے بروایت ابن عدیم سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا، ابن نجار نے لکھا کہ آپ ہمدان پہنچے اور وہاں چند سال میں فقہ حنفی میں کمال پیدا کیا، سعد رازی آپ کے اساتذہ میں ہیں، آپ کے حالات کتب تاریخ رجال میں مفصل ملتے تھے، جامع علوم تھے، شاہان وقت، علماء اور عوام کی نظروں میں بہت باوقعت و عزت تھے۔ (م ۶۱۳ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیئہ و حدائق الحنفیہ)

شیخ ابو الغنائم سعید بن سلیمان کندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدث کامل، فقیہ جید اور عالم باعمل تھے، حدیث میں ایک دو جزو مسمی بہ "شمس المعارف و انس المعارف" تصنیف کیا اور قاہرہ میں اس سے تحدیث کی۔ (م ۶۱۶ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ نصب الرایہ و حدائق حنفیہ)

Marfat.com

حافظ ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالملک حمیری کتانی

(معروف بہ ابن القطان)

مشہور حافظ حدیث و ناقد رجال ہیں، آپ نے شیخ ابومحمد عبدالحق بن عبدالرحمٰن اشبیلی م ۵۸۱ کی کتاب "الحکام الشرعیۃ الکبریٰ" پر نقد کیا اور بیان الوہم والایہام الواقعین فی کتاب اللہ حکام کے نام سے کتاب لکھی جس کے بارے میں حافظ ذہبی نے لکھا کہ "یہ کتاب آپ کے حفظ وقوت فہم پر دلیل ہے، لیکن بعض رجال کے احوال میں آپ سے بے انصافی وزیادتی ہوئی ہے مثلاً آپ نے ہشام بن عروہ وغیرہ کی تضعیف کی ہے۔

ابن قطان کے نقد مذکور پر شیخ عبدالحق کے تلمیذ رشید حافظ، ناقد و محقق ابوعبداللہ محمد بن الامام یحییٰ بن المواق نے بھی اپنی ایک کتاب میں تعقب کیا ہے۔ (الرسالہ ۱۴۵)

ابن قطان نے امام اعظم پر بھی جرح کی ہے اور امام ابویوسف کو بھی مجہول کہہ دیا یہ سب ہی بقول ذہبی آپ کے وصف تعنت کے کرشمے ہیں۔ (م ۶۱۸، ۶۲۸ ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

شیخ زین الدین عمر بن زید بن بدر بن سعید موصلی حنفیؒ

شیخ کامل، حافظ حدیث، فقیہ فاضل تھے علم حدیث میں ایک کتاب "المغنی" نہایت تحقیق وتدقیق سے حسب ترتیب الابواب بحذف اسانید تصنیف کی جس کو آپ کی زندگی میں علماء نے آپ سے پڑھا اور بہت مقبول ہوئی۔ (متوفی ۶۱۹ ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

حافظ ضیاء الدین عمر بن بدر بن سعید موصلی حنفیؒ

مشہور حافظ حدیث ہیں آپ کی کتاب "المغنی عن الحفظ والکتاب فی قولہم لم یصح شی فی ہذا الباب" علامہ سخاوی نے فتح المغیث میں اور علامہ سیوطی نے تدریب الراوی میں کتاب مذکور کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس پر کچھ لوگوں کے انتقادات بھی ہوئے ہیں۔

Marfat.com

اس کے علاوہ آپ کی تصانیف یہ ہیں: العقیدہ الصحیحۃ فی الموضوعات الصریحۃ، استنباط المعین من العلل والتاریخ لابن معین، معرفۃ الموقوف علی الموقوف (جس میں وہ روایات جمع کی ہیں جن کو اصحاب الموضوعات نے موضوعات میں ذکر کیا ہے اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا صحابہ یا تابعین وغیرہم سے ثابت ہیں۔ (م ۶۲۲، ۶۳۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (رسالہ جواہر مضیہ وحدائق حنفیہ)

محدث ابو القاسم عبد الکریم بن محمد قزوینی رافعی شافعیؒ

مولف تاریخ قزوین وتخریج مسند الرافعی۔ (م ۶۲۳ھ)

ملک معظم عیسیٰ بن مالک عادل سیف الدین ابی بکر بن ایوب حنفیؒ

بڑے عالم فاضل، محدث، فقیہ، ادیب، لغوی، شاعر اور مرد مجاہد تھے، مرآۃ الزمان میں علامہ سبط ابن الجوزی نے آپ کے حالات مفصل ذکر کیے ہیں آپ نے فقہا سے امام اعظم کا مذہب صاحبین کے اقوال سے الگ کرایا جو دس جلد میں مرتب کیا ان سب کو آپ نے حفظ یاد کیا اور سفر وحضر میں ساتھ رکھتے تھے، جامع کبیر امام محمد کو بھی حفظ کیا اور اس کی شرح خود لکھی ہے، اسی طرح مسعودی کے بھی حافظ تھے، مسند احمد کو پڑھا اور یاد کیا اس کو علماء سے ابواب فقیہ پر مرتب کرنے کو کہا، آپ نے حدیث کی روایت بھی کی ہے، بڑے محبّ علم وعلماء تھے، ہمیشہ علماء، فضلاء سے اپنی مجلس کو مزین رکھتے تھے، آپ کا خاندان شاہی اور آباء واجداد سب شافعی تھے، صرف آپ اور پھر آپ کی اولاد نے حنفی مذہب اختیار کیا تھا، والد ماجد ابو بکر بن ابواب شافعی کو آپ کے حنفی ہونے پر اعتراض بھی تھا مگر آپ نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

آپ نے خطیب کے رد میں "السہم المصیب" تیار کیا جو بہت معقول مدلل رد ہے، عرصہ ہوا اسکو کتب خانہ اعزازیہ دیوبند کے مالک فاضل محترم مولانا سید احمد صاحب عم فیضہم نے طبع کرا کر شائع کر دیا ہے جس کا مطالعہ ہر حنفی عالم کو ضرور کرنا چاہیے، کچھ حالات ہم امام محمد کی تصنیف جامع کبیر کے بیان میں بھی لکھ آئے ہیں۔ (م ۶۲۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر حدائق ومرآۃ الزمان)

Marfat.com

حافظ ابوبکر محمد بن عبدالغنی بن ابی بکر بن شجاع حنبلی

آپ نے امیر ابونصر ابن ماکولا کی کتاب ''الاکمال فی رفع الاء تیاب عن المؤتلف والمختلف من الاسماء والکنی والانساب'' کا جو دو جلد میں نہایت معتمد و مفید تالیف ہے ذیل لکھا، جو بقدر دو ثلث اصل ہے۔

حافظ ذہبی نے لکھا کہ یہ کتاب حفظ و امامت پر دلیل ہے اس کے علاوہ دوسری مشہور تصنیف یہ ہے: ''التقلید لمعرفۃ رجال السنن والمسانید'' پھر ابن نقطہ کی کتاب پر علاء الدین مغلطائی حنفی وغیرہ نے لکھا۔ (م ۶۲۹ھ) (الرسالہ ص ۹۷)

الامام المسند ابوعلی حسن بن مبارک زبیدی حنفیؒ

آپ نے حدیث ابوالوقت عبدالاول وغیرہ سے سنی بڑی عمر پائی، ایک زمانہ تک روایت حدیث کرتے رہے، ابن نجار نے لکھا کہ میں نے آپ سے حدیث لکھی ہے، آپ فاضل عالم، امین، متدین، صالح، حسن الطریقہ، مرضی الخصال تھے۔

تفسیر، حدیث، تاریخ و ادب میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ (م ۶۲۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیئہ، تقدمہ نصب الرایہ)

شیخ عبیداللہ بن ابراہیم بن احمد المحبوبی العبادی
(معروف بہ ''ابی حنیفہ ثانی'')

حافظ ذہبی نے ''المؤتلف والمختلف'' میں لکھا کہ آپ عالم المشرق اور شیخ الحنفیہ تھے، آپ کا نسب حضرت عبادہ بن صامت صحابی سے متصل ہے اس لئے عبادی کہلائے، علم اپنے زمانہ کے اکابر محدثین زرنجری، قاضی خان اور جزری وغیرہ سے حاصل کیا ہے، معرفت مذہب و خلاف میں بے مثل تھے، شرح جامع صغیر اور کتاب الفروق آپ کی مشہور تصانیف سے ہیں۔ (م ۶۳۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر و حدائق)

Marfat.com

محدث ابن اثیر جزری الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ نے کتاب الانساب سمعانی (جو ۸ جلد میں اور نادر الوجود ہے) کو مختصر کیا، زیادات بھی کیں، اور اغلاط پر تنبیہ کی، اس کا نام "اباب" رکھا (۳ جلد) پھر اس کا خلاصہ علامہ سیوطی نے کیا اور زیادات بھی کیں، اس کا نام "اباب الالباب فی تحریر الانساب" ہے (ایک جلد) آپ محدث مبارک بن محمد صاحب النہایہ و جامع الاصول کے بھائی ہیں۔

(م ۶۳۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالہ ص ۱۰۳)

الشیخ عمر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور و معروف شیخ طریقت صاحب سلسلہ سہروردیہ ہیں، آپ نے مشیخہ تالیف کیا جس میں اپنے شیوخ حدیث کا تذکرہ کیا اور عوارف المعارف بھی آپ کی مشہور مقبول و نافع کتاب ہے وغیرہ، (م ۶۳۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالہ ص ۱۱۷)

الشیخ محمود بن احمد الحصیری جمال الدین البخاری حنفی

فقہ و حدیث کے امام تھے، شام پہنچے اور نوریہ میں درس حدیث دیا، ان پر اس وقت مذہبی حنفی کی ریاست ختم ہوئی، بہت مفید علمی کتابیں تصنیف کیں، جامع کبیر و سیر کبیر کی شرح بھی لکھی، ملک معظم نے آپ سے جامع کبیر وغیرہ پڑھی اور علامہ سبط ابن جوزی نے جامع صغیر اور قدوری پڑھی، ان کتابوں پر ہی آپ نے سبط موصوف کو فنون و علوم اور خاص طور سے معرفۃ احادیث و مذاہب کی سند لکھ کر دی۔

بہ کثرت خیرات و صدقات کرتے، رقیق القلب، عاقل، متقی، عفیف تھے، ملک معظم عیسیٰ بن عادل (مصنف السہم المصیب) اور ان کا بیٹا ملک داؤد بن المعظم عیسیٰ ناصر آپ کا بے حد احترام و اکرام کرتے تھے۔ (م ۶۳۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (مرآۃ الزمان سبط ابن الجوزی ص ۷۲۰ ج ۲ و جواہر مضیۂ)

Marfat.com

شمس الآئمہ محمد بن عبد الستار بن محمد کردری عمادی حنفی

امام محقق، فاضل مدقق، فقیہ محدث، عارف مذاہب، ماہر اصول فقہ تھے، اپنے زمانہ کے کبار محدثین سے علوم حاصل کئے اور بڑے بڑے محدثین وفقہا نے آپ کی شاگردی کی، خصوصیت سے علم اصول فقہ کا آپ نے احیاء کیا جو قاضی ابوزید دبوسی کے بعد سے مضمحل و بے جان ہو گیا تھا۔ (م ۶۴۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیئہ وحدائق)

حافظ محمد بن عبد الواحد بن احمد بن عبد الرحمٰن بن مقدسی حنبلی

حافظ حدیث، ثقہ، زاہد وورع تھے، آپ نے کتاب "الاحادیث الجیاد المختارہ مما لیس فی الصحیحین او احدہما" لکھی جو ابواب پر نہیں بلکہ حروف تہجی سے مسانید پر ۸۶ جزو میں مرتب کی، تاہم غیر مکمل رہی، اس میں آپ نے صحت کا التزام کیا اور وہ احادیث ذکر کیں جن کی آپ سے پہلے کسی نے تصحیح نہیں کی تھی، آپ کی تصحیح بھی مسلم ہو چکی ہے بجز معدودے چند احادیث کے جن پر تعقب کیا گیا۔

علامہ ابن تیمیہ اور زرکشی وغیرہ نے کہا کہ آپ کی تصحیح، حاکم کی تصحیح سے اعلیٰ ہے اور آپ کی تصحیح ترمذی و ابن حبان کی تصحیح کے قریب ہے، بقول ابن عبد الہادی غلطی اس میں کم ہے اس لئے یہ صحیح حاکم کی طرح نہیں ہے، کیونکہ اس میں بہت سی احادیث بظاہر موضوع کے درجہ کی بھی آ گئی ہیں، جس کی وجہ سے اس کا درجہ دوسری صحاح سے گر گیا۔ (م ۶۴۳ھ) واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ (الرسالہ ص ۲۴)

حافظ عثمان بن عبد الرحمٰن شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدث ہیں آپ کی کتاب مقدمہ ابن صلاح بہت متداول و مقبول و نافع ہے، "طرق حدیث الرحمۃ" حدیث میں ہے۔ (م ۶۴۳ھ، ۶۴۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالہ ص ۹۴)

شیخ حسام الدین اخیسکتی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدث وفقیہ و اصولی تھے، آپ کی کتاب "منتخب حسامی" اصول فقہ کی

Marfat.com

بہترین مقبول ومتداول داخل درس ہے جس کی شرح اکابر علماء ومحققین نے کیں، امیر کاتب اتقانی کی تبیین زیادہ مشہور ہے۔

آپ نے امام غزالی کی "منخول" کی تردید میں جو امام اعظمؒ کی تشنیع پر مشتمل ہے ایک نفیس رسالہ ۶ فصول میں لکھا، اس میں آپ نے امام غزالی کا ایک قول لے کر مدلل تردید کی اور امام صاحب کے مناقب جلیلہ بھی ذکر کئے۔ (م ۶۴۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

حسن بن محمد بن حسن بن حیدر قرشی عمری صنعانی حنفیؒ

تمام علوم میں تبحر تھے مگر علم حدیث، فقہ و لغت میں امام زمانہ تھے، ولادت لاہور کی ہے طلب علم کے لئے بغداد گئے وہاں مدت تک رہے، تحصیل علم سے فارغ ہو کر درس وتصنیف میں مشغول رہے، پھر مکہ معظمہ حاضر ہو کر عراق آئے اور خلیفہ وقت کی طرف سے سفیر ہو کر ہندوستان آئے، کئی سال بعد بغداد واپس ہوئے اور دوبارہ سفیر ہو کر ہند آئے، آپ کی مشہور تصانیف میں سے یہ ہیں، مصباح الدجی من احادیث المصطفیٰ، الشمس المنیرہ من الصحاح الماثورہ، مشارق الانوار النبویہ من صحاح الاخبار المصطفویہ، تبیین الموضوعات، دفیات الصحابہ، شرح صحیح البخاری، التکملہ (لغت میں صحاح جوہری کی اغلاط کی تصحیح کی) نیز "مجمع البحرین" ۱۲ جلد لغت میں نہایت جامع کتاب تالیف کی وغیرہ۔ (م ۶۵۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر وحدائق)

شیخ محمد بن احمد بن عباد بن ملک داؤد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

محدث شہیر وفقیہ جید تھے، تلخیص جامع کبیر، تعلیق صحیح مسلم، مختصر مسند امام ابی حنیفہ تالیف کیں، آپ سے قاضی القضاۃ احمد سروجی نے تلخیص پڑھی۔ (م ۶۵۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

شیخ یوسف بن فرغلی بن عبداللہ بغدادی حنفی (سبط ابن الجوزی)

مشہور محدث، مورخ اور فاضل اجل تھے، علامہ ابن جوزی حنبلی صاحب منتظم کے نواسے تھے، آپ بھی پہلے حنبلی تھے پھر جب شیخ جمال الدین محمود حصیری مشہور محدث وفقیہ کی خدمت میں

Marfat.com

رہ کر تفقہ کیا اور ملک معظم عیسیٰ حنفی (شاہ دمشق وصاحب السہم المصیب) کے مصاحب ہوئے تو حنفی مذہب اختیار کرلیا کیونکہ نیک موصوف مذہب حنفی کے بڑے شیفتہ وشیدائی تھے۔

علامہ سبط ابن جوزی بڑے محقق اور حق گو تھے، آپ نے اپنے نانا جان ابن جوزی کی روش پر بھی احتجاج کیا ہے جو تعصب کی وجہ سے انہوں نے امام اعظم کے خلاف اختیار کی تھی۔

حالانکہ ابن جوزی آپ کے اساتذہ میں بھی ہیں، آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں: اللوامع فی احادیث المختصر والجامع، منتہی السؤل فی سیرۃ الرسول، شرح جامع کبیر، الانتصار والترجیح للمذہب الصحیح، (ترجیح مذہب حنفی میں محققانہ تصنیف ہے شائع ہوچکی ہے)، ایثار الانصاف، تفسیر قرآن مجید (۲۹ جلد) مناقب امام اعظمؒ مرآۃ الزمان ۴۰ جلد) اس کی دو جلدیں حیدر آباد سے شائع ہوئی ہیں۔

آپ نے دمشق ومصر میں درس حدیث دیا، آپ کا وعظ بڑا پر تاثیر تھا، ملوک، امراء عوام وخواص سب آپ کی مجلس وعظ سے مستفید ہوتے تھے، منقول ہے کہ مشہور محدث شیخ موفق الدین بن قدامہ حنبلی بھی آپ کے وعظ میں شرکت فرماتے تھے، جس روز آپ کا وعظ ہوتا رات ہی سے لوگ جامع مسجد دمشق میں آکر سوتے تھے، آپ کی ہر مجلس وعظ میں بکثرت لوگ تائب ہوتے تھے اور بہت سے کافر قبول اسلام سے مشرف ہوتے تھے۔ (م ۶۵۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیئہ، فوائد وحدائق)

شیخ محمد بن محمود بن محمد بن الحسن خوارزمی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدث وفقیہ تھے، اپنے زمانہ کے کبار محدثین وفقہا سے علوم وفنون کی تصحیح کی، خوارزم کے قاضی رہے اور دمشق وبغداد میں حدیث شریف اور دوسرے علوم کا درس دیا، ''جامع المسانید'' آپ کی نہایت گرانقدر تصانیف میں سے ہے، جس میں آپ نے امام اعظمؒ کی پندرہ مسانید کو جمع کیا، محققانہ ابحاث لکھے اور آخر میں تمام رواۃ جامع المسانید پر کلام کیا۔ (م ۶۵۵ھ، ۶۶۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر، فوائد، حدائق)

Marfat.com

حافظ عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدث تھے، آپ کی کتاب "الترغیب والترہیب (۲ جلد) معروف ومتداول ہے، جس کا خلاصہ ابن حجر نے کیا ہے، اور وہ بھی حال ہی میں مالیگاؤں کے ایک مفید علمی ادارہ سے شائع ہوگیا ہے مگر اس زمانہ شیوخ شر وفساد میں "ترغیب وترہیب" کا اختصار شائع کرنا مفید نہیں، دوسرے اغلاط طباعت کی کثرت نے بھی کتاب مذکور کی افادیت کو کم کردیا ہے، لہذا بہتر یہ ہے کہ منذری کی اصل کتاب ہی کو کامل صحت کے ساتھ شائع کیا جائے۔ (م ۶۵۶ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ و وفقنا اللہ لما یحب و یرضیٰ۔

شیخ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تور بشتی حنفیؒ

مشہور امام وقت، محقق مدقق، محدث وفقیہ تھے، آپ کی تصانیف بہ کثرت ہیں جن میں سے "المیسر" شرح مصابیح السنۃ بغوی زیادہ مشہور ہے، نیز مطلب الناسک فی علم المناسک ۴۰ باب میں لکھی جس میں تمام مناسک حج میں احادیث سے استدلال کیا۔ (متوفی ۶۶۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

شیخ محمد بن سلیمان بن حسن بن حسین بلخی حنفیؒ

جامع علوم، محدث، مفسر وفقیہ تھے، بدت تک جامع ازہر قاہرہ میں اقامت کی اور مدرسہ عاشوریہ میں درس حدیث ودیگر علوم دیتے رہے۔

تفسیر میں ایک کتاب "التحریر والتحبیر لاقوال آئمۃ التفسیر فی معانی کلام السمیع البصیر" ۹۹ جلد میں تصنیف کی جس میں ۵۰ تفاسیر کا خلاصہ درج کیا، علامہ شعرانی نے کہا کہ میں نے اس سے بڑی کوئی تفسیر نہیں دیکھی۔ (م ۶۶۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

شیخ ابوالولید محمد بن سعید بن ہشام شاطبی حنفیؒ

مشہور محدث شیخ کمال الدین بدعدیم اور ان کے صاحبزادے قاضی القضاۃ مجد

Marfat.com

الدین سے تحصیل کی اور شام کے مشہور مدرسہ اقبالیہ میں مدت تک درس علوم دیا پہلے مالکی تھے، پھر حنفی مذہب اختیار کرلیا۔ (متوفی ۶۷۵ھ) (حدائق حنفیہ)

محدث الشام یحییٰ بن شرف الدین نووی، شافعیؒ

مشہور محدث، شارح مسلم امام وقت تھے، آپ کی تمام تصانیف نہایت نافع علمی خزانے ہیں، مثلاً شرح مسلم کے علاوہ کتاب ''تہذیب الاسماء واللغات'' بھی بہت اہم ہے جس میں آپ نے وہ تمام الفاظ جمع کردیئے ہیں جو مختصر مزنی، مہذب، وسیط، تنبیہ، وجیز اور روضہ میں ہیں، ان چھ کتابوں میں وہ تمام لغات جمع ہیں جن کی ضرورت ہوتی ہے، اور اس میں آپ نے مزید نام مردوں، عورتوں، ملائکہ اور جن وغیرہم کے بڑھادیئے ہیں۔

کتاب مذکور کے دو حصے ہیں، ایک حصے میں اسماء ہیں دوسرے میں لغات ان کے علاوہ بعض دوسری تصانیف نافعہ ہیں، الروضہ، شرح المہذب، کتاب الاذکار، التقریب فی احوال الحدیث، ریاض الصالحین، شرح بخاری (ایک جلد طبع شدہ) (متوفی ۶۷۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالۃ المستطرفہ)

شیخ ابوالفضل محمد بن محمد برہان نسفی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے زمانہ کے امام، فاضل اجل، مفسر، محدث، فقیہ، اصولی و متکلم تھے، علم خلاف میں ایک مقدمہ لکھا، علم کلام میں مشہور درسی کتاب ''عقائد نسفی'' تصنیف کی (جس کی تفتازانی وغیرہ نے شروح لکھیں، امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر کو ملخص کیا، کشف الظنون میں جو عقائد نسفی کو ابو حفظ عمر نسفی کی طرف منسوب کیا ہے وہ غلط ہے۔ (م ۶۸۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

امام حافظ الدین ابوالفضل محمد بن محمد بن نصر بخاری حنفیؒ

بڑے محدث و جامع العلوم تھے، شمس الائمہ محمد بن عبدالستار کردری اور ابوالفضل

Marfat.com

عبداللہ بن ابراہیم محبوبی وغیرہ سے حدیث وفقہ اور دوسرے علوم کی تحصیل کی، آپ سے ابوالعلاء بخاری نے حدیث کا سماع کیا اور انہوں نے اپنے معجم الشیوخ میں آپ کا ذکر کیا ہے، آپ محدث، عالم، عابد، زاہد، شیخ وقت، محقق و مدقق تھے، مدت تک درس علوم دیا ہے۔ (م ۶۹۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر وحدائق)

حافظ احمد بن عبداللہ بن محمد طبری مکی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے حافظ حدیث، فقیہ حرم، محدث حجاز تھے، آپ کی کتاب سیرۃ میں بہت مشہور ہے جس میں احادیث مع اسناد روایت کی ہیں۔ (م ۶۹۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالہ)

شیخ ابومحمد عبداللہ بن سعد بن ابی جمرہ رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے وقت کے عارفین واکابر اولیاء میں سے صاحب کرامات بزرگ تھے، آپ کی بڑی کرامت یہ ہے جس کو خود ہی بیان فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی کبھی نافرمانی نہیں کی، آپ کی کتاب ''بہجۃ النفوس'' مختصر شروح بخاری میں ممتاز ہے جس میں آپ نے بخاری شریف سے تقریباً ۳۰۰ احادیث کا انتخاب کر کے ان کی شرح کی ہے اور گہرے علوم ومعارف وحقائق حنفیہ درج کئے ہیں، ۲۰ جلد میں شائع ہوئی تھی اب نادر ہے۔ الحمد للہ اس کا ایک نسخہ راقم الحروف کو کافی تلاش وجستجو کے بعد گزشتہ سال مکہ معظمہ (زادہا اللہ شرفاً ورفعۃ) میں گراں قیمت پر دستیاب ہوا، اس کے مضامین ''انوار الباری میں پیش کئے جائیں گے، آپ کے ارشد تلامذہ ابوعبداللہ بن الحجاج ہیں جو مذہب مالکی کی مشہور کتاب ''المدخل'' کے مصنف ہیں، انہوں نے آپ کے حالات وکرامات کا مجموعہ بھی تالیف کیا ہے۔ (متوفی ۶۹۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین)

الامام احمد بن محمد بن عبداللہ الظاہری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث وحافظ حدیث تھے، طلب حدیث کے لئے بہت سے بلاد وممالک کے

Marfat.com

سفر کئے، اکابر محدثین سے تحصیل کی اور بہ کثرت روایت کی، اپنے ہاتھ سے احادیث کی بہت کتابیں لکھیں، محدث فخر بخاری کے "مشیخہ" کی ۵ جلدوں میں تخریج بھی کی ہے، آپ کے بھائی شیخ ابراہیم محمد ظاہری بھی اپنے زمانہ کے بڑے محدث تھے، صاحب جواہر مضیہ علامہ قرشی بھی ان کے تلمیذ حدیث ہیں، آپ نے ظاہر قاہرہ کے ایک زاویہ میں اقامت اختیار کی تھی اس لئے ظاہری مشہور ہوئے، ابن حزم وغیرہ کی طرح ظاہری نہیں تھے۔ (ولادت ۶۲۶ھ م ۶۹۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ جواہر مضیہ)

شیخ ابو محمد علی بن زکریا بن مسعود انصاری منجی حنفیؒ

بڑے محدث، صاحب تصانیف تھے، آپ نے "اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب" اور "آثار الطحاوی" کی شروح لکھیں، آپ کے صاحبزادے محمد بن علی بن زکریا منجی بھی محدث ہوئے ہیں، جامعہ معظمیہ قدس میں درس علوم دیا ہے اور مذہب حنفی کے اصحاب حدیث وفقہ میں ممتاز تھے۔ (م ۶۹۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ نصب الرایہ وجواہر مضیہ)

شیخ احمد بن فرح بن احمد بن محمد اشبیلی شافعیؒ

بڑے محدث گزرے ہیں، آپ کی تصانیف میں سے "منظومۃ فی القاب الحدیث" مشہور ہے جس کو قصیدہ غرامیہ بھی کہتے ہیں، کیونکہ "غرامی صحیح" سے شروع کیا ہے، اس کی متعدد شروح اہل علم نے لکھی ہیں، مثلاً حافظ قاسم بن قطلو بغا حنفی اور بدر الدین محمد بن ابی بکر بن جماعہ وغیرہ نے۔ (م ۶۹۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالہ ص ۱۷۶)

امام محمود بن ابی بکر بخاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے زمانہ کے مشہور وممتاز امام محدث، عارف رجال حدیث، علوم کے بحر زاخر اور جامع معقول ومنقول تھے، طلب حدیث کے لئے دور دراز ممالک وبلاد کے سفر کئے، آپ کے مشائخ حدیث سات سو سے زیادہ ہیں، خود بھی حدیث کی روایت وکتابت بہ کثرت کی ہے۔

حافظ ذہبی نے کہا کہ "آپ علم فرائض میں راس العلماء اور حدیث ورجال کے

Marfat.com

بڑے عالم، جامع کمالات وفضائل، خوش خط، واسع الرحلہ تھے، علم مشتبہ النسبہ میں ایک بڑی کتاب تالیف کی جس سے میں نے بھی بہت کچھ نقل واستفادہ کیا ہے"۔

شیخ محدث ابوحیان اندلسی نے بیان فرمایا کہ ہمارے پاس قاہرہ میں طلب حدیث کے سلسلہ میں شیخ محدث ابوالعلاء محمود بن ابی بکر بخاری فرضی آئے تھے، آپ رجل صالح، حسن الاخلاق، لطیف المزاج تھے۔

ہم سب ساتھ ہی طلب حدیث میں پھرا کرتے تھے، آپ کا طریقہ تھا کہ جب کہیں کسی نورانی صورت حسین وجمیل آدمی کو دیکھتے تو فرماتے کہ یہ شرط بخاری پر صحیح ہے"۔ آپ نے مختصر سراجی کی شرح "ضوء السراج" لکھی جو نہایت نفیس اور ادلۂ مذاہب مختلفہ پر مشتمل ہے، پھر اس کو مختصر کر کے منہاج لکھی، ایک کتاب سنن ستہ کے بارے میں بھی تصنیف کی۔ (م ۷۰۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیئہ وحدائق حنفیہ)

شیخ ابوالعباس احمد بن مسعود بن عبدالرحمٰن قونوی حنفیؒ

آئمہ کبار واعیان فقہا محدثین سے تھے دمشق میں سکونت کی، جامع کبیر کی شرح "التقریر" چار جلدوں میں لکھی، نامکمل رہی، جس کو آپ کے صاحبزادے ابوالمحاسن محمود قونوی نے مکمل کیا، عقیدہ طحاویہ کی بھی شرح کی، آپ نے علوم کی تحصیل وتکمیل شیخ جلال الدین عمر جنازی (تلمیذ شیخ عبدالعزیز بخاری) سے کی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیئہ وحدائق حنفیہ ص ۱۸۷)

قاضی ابوعاصم محمد بن احمد عامری دمشقی حنفی رحمہ اللہ

مشہور محدث وفقیہ تھے، دمشق کے امام وقاضی رہے ہیں، آپ کی تصانیف میں سے مبسوط تیس جلد میں اہم یادگار ہے، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر وحدائق)

الشیخ احمد بن ابراہیم بن عبدالغنی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

اکابر محدثین وفقہا میں سے تھے، آپ کی تصانیف میں سے شرح ہدایہ زیادہ مشہور ہے، (م ۷۰۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ (تقدمہ نصب الرایہ للمحدث الکوثری)

Marfat.com

شیخ الاسلام محمد بن علی بن ذہب بن مطیع قشیری منغلوطیؒ

ابن دقیق العید کے نام سے مشہور امام حدیث ہیں، مالکی وشافعی مذہب کے بڑے عالم تھے، آپ کی تصانیف کثیرہ نافعہ میں سے ''الامام فی احادیث الاحکام'' اور اس کا مختصر الامام المجتہد باحادیث الاحکام'' نیز چہل حدیث تساعی، شرح العمدہ، الاقتراح، اربعین فی روایۃ عن رب العالمین (احادیث قدسیہ میں) طبقات الحفاظ زیادہ مشہور ہیں۔

آپ نے مذہب مالکی کی تحصیل اپنے والد ماجد سے اور فقہ شافعی کی شیخ عزالدین بن عبدالسلام سے کی تھی، بڑے زاہد عابد، متقی، صاحب خوارق وکرامات عالم ربانی تھے۔ (ولادت ۶۲۵ھ متوفی ۷۰۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین وغیرہ)

شیخ الاسلام تقی الدین بن دقیق العید رحمہ اللہ تعالیٰ

مؤلف طبقات الحفاظ، الامام، شرح العمدہ، وغیرہ (م ۷۰۲ھ) (مقدمہ ابن ماجہ اردو ص ۱۴۹)

شیخ ابومحمد عبدالمومن خلف بن ابی الحسن شافعیؒ

دمیاط ملک مصر کا ایک شہر ہے، اول دمیاط میں فقہ کی تحصیل پوری طرح کی، اس کے بعد علم حدیث کی تحصیل وتکمیل کی، حافظ زکی الدین منذری صاحب ''الترغیب والترہیب'' م ۶۵۶ھ وغیرہ آپ کے اساتذہ حدیث میں ہیں، ابوحیان اور تقی الدین سبکی وغیرہ آپ کے تلامذہ میں ہیں۔

آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں، معجم دمیاطی (یہ معجم شیوخ ہے اس کی چار جلدیں ہیں جن میں تیرہ سو اشخاص کے حالات درج ہیں، کتاب الخیل، کتاب الصلوٰۃ الوسطیٰ، ان کے علاوہ سیرت میں ایک کتاب نہایت محققانہ لکھی۔ (م ۷۰۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین)

امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی حنفیؒ

مشہور ومقبول ومتداول کتب تفسیر وفقہ مدارک التنزیل اور کنز الدقائق وغیرہ کے

Marfat.com

مصنف ہیں، ابن کمال پاشا نے آپ کو چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے جو روایات ضعیفہ کو قویہ سے تمیز کر سکتے ہیں، علوم کی تحصیل شمس الائمہ کردری اور احمد بن محمد عتابی وغیرہ سے کی اور آپ سے علامہ سغناتی وغیرہ نے سماع کیا، دوسری بعض تصانیف یہ ہیں، وافی اور اس کی شرح، کافی (جو ہدایہ وشروح ہدایہ کے درجہ کی ہیں) المناء (اصول فقہ میں) اور اس کی شرح کشف الاسراء، المستصفی فی شرح المنظومہ، المنار فی اصول الدین، العمدہ، بڑے زاہد و عابد متقی تھے۔ (۷۱۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر وحدائق)

قاضی القضاۃ احمد بن ابراہیم بن عبدالغنی حنفی رحمہ اللہ

بلند پایہ محدث وفقیہ ومفتی واصولی اور جامع معقول ومنقول تھے، مدت تک مصر کے قاضی القضاۃ ومفتی رہے اور درس علوم دیا، شیخ علاء الدین ماردینی صاحب جوہر نقی وغیرہ نے آپ کی شاگردی کی، آپ نے ہدایہ کی شرح "غایۃ السروجی" کتاب الایمان تک ۶ جلدوں میں بغایت تحقیق وتدقیق لکھی۔

دوسری تصانیف یہ ہیں، الحجۃ الواضحۃ فی ان البسملۃ لیست من الفاتحۃ، ادب القضا، فتاویٰ سروجیہ، کتاب المناسک، نفحات النسمات فی اصول الثواب الی الاموات وغیرہ۔ (م ۷۱۰ھ، ۷۲۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر وحدائق)

الشیخ الامام حسام الدین حسین بن علی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے درجہ کے محدث وفقیہ ونحوی تھے، اکابر وقت سے علوم حاصل کئے اور بغداد میں مدرسہ مشہد امام اعظم میں درس علوم دیا، علامہ کاکی (صاحب معراج الدرایہ شرح ہدایہ) اور سید جلال الدین کرمانی (صاحب کفایہ) آپ کے تلامذہ میں ہیں، نوجوانی ہی کی عمر سے افتاء کی خدمات انجام دیں، آپ نے ہدایہ کی شرح نہایہ مبسوط تصنیف کی۔ دوسری تصانیف یہ ہیں، التمہید فی قواعد التوحید (لل مکحولی) کافی شرح اصول بزودی، شرح منتخب اخسیکتی، حضرت مولانا عبدالحئی صاحبؒ نے لکھا کہ میں نے نہایہ مذکور کا مطالعہ کیا ہے، جو ابسط شروح الہدایہ ہے اور مسائل کثیرہ وفروع لطیفہ پر مشتمل ہے۔ (م ۷۱۱ھ، ۷۱۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیئہ، فوائد وحدائق)

Marfat.com

شیخ ابراہیم بن محمد بن عبداللہ الظاہری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بلند پایہ محدث وفقیہ تھے، آپ سے صاحب جواہر مضیہ نے بھی حدیث میں تلمذ کیا ہے، قاہرہ (مصر سے باہ نیل کے کنارے پر سکونت تھی اس لئے ظاہری کہلائے، کیونکہ ظاہر قاہرہ سے نواحی قاہرہ مراد ہے۔ (م ۷۱۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیہ ص ۴۶ ج ۱)

الشیخ الامام ابوالفتح نصر بن سلیمان منجی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

اکابر وقت سے تحصیل علوم کی اور درس حدیث دیا، علامہ قرشی صاحب الجواہر نے لکھا کہ میں نے بھی آپ سے بخاری شریف آپ کے زاویہ خارج باب نصر میں پڑھی ہے، علامہ ابن تیمیہ کے اختلاف کے دور آپ نے بھی موصوف پر سخت تنقید کی تھی جس پر علامہ نے ۷۰۴ھ میں آپ کے نام ۲۳ صفحات کا ایک طویل خط لکھا جس کی ابتداء علامہ نے شیخ العارف، قدوۃ سالک وناسک افاض اللہ علینا برکات انفسہ ایسے الفاظ کی اور یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین ودنیا کی ظاہری وباطنی نعمتوں سے نوازا ہے اور اپنی معرفت کا نور بخشا ہے، مسلمانوں کے دلوں میں آپ کی محبت ڈال دی ہے پھر مسائل خلاف پر روشنی ڈالی ہے اور اپنے نظریات کی تائید میں دلائل لکھے ہیں، اگرچہ یہ بھی نقل ہوا ہے کہ آپ نے باوجود اس طویل خط کے بھی علامہ کی طرف سے اپنی رائے نہیں بدلی بلکہ آپ کا رویہ پہلے سے کچھ زیادہ ہی سخت ہو گیا۔ واللہ اعلم۔ (م ۷۱۹ھ) (جواہر مضیہ وامام ابن تیمیہ طبع مدارس، ص ۳۲۵)

حافظ احمد بن شہاب الدین عبدالحلیم حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور ومعروف جلیل القدر عالم متبحر، جامع معقول ومنقول حافظ حدیث، امام وقت تھے، وسعت معلومات، کثرت مطالعہ اور حفظ وذکاء مفرط میں بے مثل تھے، نہایت جری، حق گو اور مجاہد فی سبیل اللہ تھے، آپ کے جد امجد مجد الدین ابن تیمیہ م ۶۵۲ھ کی حدیث میں تالیف المنتقی من احادیث الاحکام بہت زیادہ مشہور ہے جس کی شرح علامہ شوکانی م ۱۲۵۰ھ نے نیلا الاوطار لکھی جو آٹھ جلدوں میں ہے مصر سے چھپی ہے اور اس کا مختصر بھی ۲ جلد میں

Marfat.com

شائع ہو چکا ہے علامہ ابن تیمیہ کے شیوخ حدیث، اکابر آئمہ محدثین تھے، جن میں سے ۴۴ مشائخ کا ذکر کتاب امام ابن تیمیہ مطبوعہ مدارس میں کیا گیا ہے۔

آپ کے اساتذہ حدیث میں محدثین احناف بھی تھے، مثلاً (۱) شیخ ابوبکر بن عمر بن یونس مزی حنفی (م ۵۹۳) (۲) قاضی القضاۃ شمس الدین ابومحمد عبداللہ بن الشیخ شرف الدین اوزاعی حنفی (م ۵۹۵) (۳) شیخ برہان الدین ابواسحٰق ابراہیم بن الشیخ صفی الدین قرشی حنفی (م ۵۹۹ھ) (۴) اور شیخ زین الدین ابواسحٰق ابراہیم بن احمد معروف بابن السدید انصاری حنفی (م ۵۷۷ھ) قابل ذکر ہیں۔

آپ کی تصانیف نہایت گرانقدر نافع و مفید ہیں، بعض مسائل میں آپ نے تفرد کے ساتھ تشدد کیا جس کی وجہ سے آپ کی سخت مخالفت ہوئی، مناظرے ہوئے، ہنگامے ہوئے اور آپ کو کئی بار قید و بند کے مصائب برداشت کرنے پڑے جن کی تفصیلات کتب تاریخ میں عموماً ہر بڑے مورخ نے اپنے نقطۂ نظر کی آمیزش کے ساتھ لکھی ہیں۔ (ولادت ۶۶۱ھ، متوفی ۷۲۸ھ)

شیخ محمد بن عثمان بن ابی الحسن عبدالوہاب انصاری (معروف بابن الحریری حنفیؒ)

جلیل القدر محدث تھے، اکابر محدثین سے تحصیل و تکمیل کی، صاحب جواہر مضیہ نے لکھا کہ آپ نے متعدد مدارس میں درس علوم دیا اور تحدیث کی ہے، بڑے رعب و جلال والے تھے اور خواص و عوام میں بڑی مقبول شخصیت تھی، میں نے بھی آپ سے حدیث پڑھی ہے اور استفادہ کیا ہے، مجھ پر بڑی شفقت و احسان کرتے، دمشق کے قاضی القضاۃ بھی رہے ہیں۔ (م ۷۲۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیہ)

شیخ عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ بن سلیمان ماردینی حنفیؒ

بڑے محدث، مفسر، فقیہ، لغوی، ادیب، شیخ وقت اور مرجع علماء و عوام تھے، درس حدیث و افتاء و تالیف کتب آپ کے خاص مشاغل تھے، جامع کبیر کی بھی شرح لکھی ہے،

Marfat.com

علامہ قرشی مصنف ''الجواہر المضیۃ'' وغیرہ آپ کے تلامذہ میں ہیں، (م ۷۳۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیۃ وحدائق الحنفیہ)

الشیخ الامام علاء الدین علی بن بلبان فارسی حنفیؒ

جلیل القدر محدث وفقیہ امام وقت تھے، درس علوم، جمع وتالیف کی کتب اور افتاء کی گراں قدر خدمات میں زندگی بسر کی تلخیص الخلاطی کی شرح لکھی، محدث ابن حبان کی تقاسیم وانواع کو مرتب کیا جس کا نام ''الاحسان فی ترتیب صحیح ابن حبان'' رکھا، نیز طبرانی کو بہترین طریق پر ابواب فقیہ سے مرتب کیا، (م ۷۳۱ھ، ۷۳۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر ومقدمہ)

شیخ علی بن احمد بن عبدالواحد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدث وفقیہ تھے، مدت تک درس علوم وافتاء کی خدمت کی، بڑے زاہد وعابد اور بہ کثرت تلاوت کرتے تھے، نیز کم سے کم وقت میں ختم کر لیتے ہیں، نقل ہے کہ تین گھنٹہ اور چالیس منٹ میں تراویح میں پورا قرآن مجید ختم کر لیتے تھے، بڑے بڑے لوگ ان کا قرآن مجید سننے کو جمع ہوتے تھے، یہ آپ کی کرامت تھی اور اس طرح تیزی کے ساتھ اور جلد ختم کرنے کے واقعات اور بھی بعض بزرگوں سے نقل ہوئے ہیں، بعض حضرات چار ختم دن میں اور چار شب میں کرتے تھے جیسا کہ امام نووی اور صاحب اتقان وغیرہ نے لکھا ہے۔ (م ۷۳۲ھ) (جواہر مضیۃ وحدائق حنفیہ)

المحدث الکبیر محمد بن ابراہیم بن غنائم الشروطی الحنفیؒ

بڑے محدث تھے، کبار حفاظ حدیث اور ابو حامد محمودی اور ابوالحسن علی بن البخاری وغیرہ سے حدیث حاصل کی، بہت خوش خط بھی تھے، بہت سی کتابیں نقل کیں اور تہذیب الکمال مزی کو کئی بار لکھا، درس حدیث دیا ہے، علامہ قرشی نے لکھا ہے، کہ جب قاہرہ آئے تھے تو میں نے بھی آپ سے حدیث سنی ہے۔ (م ۷۳۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (مقدمہ وجواہر)

Marfat.com

شیخ شمس الدین محمد بن عثمان اصفہانی (معروف بابن العجمی حنفیؒ)

اپنے زمانہ کے امام حدیث اور فقیہ فاضل تھے، مدت تک اقبالیہ میں درسِ علوم دیا اور مدرسۂ شریفہ نبویہ مدینہ طیبہ نیز دمشق میں درس حدیث دیا ہے، مذاہب میں ایک کتاب ''منسک'' بہت مفید لکھی ہے، (م ۷۳۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

حافظ قطب الدین عبدالکریم بن عبدالنور بن منیر حنفی

امام عصر و محدث کامل تھے، اکابر محدثین زمانہ سے حدیث سنی اور بہ کثرت روایت کی حتیٰ کے حفاظ و نقاد حدیث میں شمار ہوئے، بڑے بڑے مدارس میں درس حدیث دیا ہے، اپنی کتابیں عاریۃً دینے میں بھی بڑے وسیع الحوصلہ تھے، کتاب الاہتمام تجلیس الالمام شرح بخاری شریف ۲۰ جلد، شرح سیرۃ عبدالغنی اور ''القدح المعلی فی الکلام علی بعض احادیث المحلی'' تصنیف فرمائیں۔ (م ۷۳۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیہ وحدائق)

حافظ امین الدین محمد بن ابراہیم والی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

امام و شیخ وقت اور محدث کامل تھے، کثرت سے حدیث حاصل کی اور کثرت سے روایت بھی کی اور جمع و تالیف و عمر بسر کی، صاحب جواہر علامہ قرشی نے لکھا کہ میں نے بھی آپ کے قاہرہ کے قیام میں بہ کثرت احادیث سنی ہیں۔ (م ۷۳۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر و تقدمہ)

امام ابوالحسن علی بن بلبان بن عبداللہ فارسی حنفیؒ

محدث کبیر، فقیہ کامل، نحوی اور اصول و فروع کے بڑے متبحر عالم تھے، حدیث دمیاطی، محمد بن علی بن صاعد اور ابن عساکر وغیرہ سے حاصل کی، آپ نے صحیح ابن حبان اور معجم طبرانی کو ابواب پر مرتب کیا، جامع کبیر کی شرح تصنیف کی، خلاطی کی تلخیص جامع کبیر کی بھی تحفۃ الحریص کے نام سے ایک بڑی شرح تصنیف کی، ایک کتاب سیرت میں سیرت لطیفہ اور ایک کتاب جامع مسائل مناسک تالیف کی۔ (م ۷۳۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر و حدائق)

Marfat.com

شیخ ابو عبداللہ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب عمری تبریزی شافعیؒ

اپنے وقت کے محدث علام اور فصاحت و بلاغت کے امام تھے، آپ کی تصانیف میں سے سب سے زیادہ مشہور شرح ''مشکوٰۃ المصابیح'' حدیث کی نہایت مقبول و متداول کتاب ہے، ہندوستان میں تو ایک مدت تک صرف مشکوٰۃ شریف اور مشارق الانوار ہی درس حدیث کا معراج کمال رہی ہیں اور اب بھی جب کہ صحاح ستہ تکمیل فن حدیث کے لئے ضروری و لازمی قرار پا چکی ہیں، مشکوٰۃ شریف بھی دورۂ حدیث سے قبل ضرور پڑھائی جاتی ہے اس لئے صحاح ستہ کے بعد اس کی شرح کا اہتمام ہر دور کے علماء کبار نے کیا ہے، چنانچہ محدث کبیر ملا علی قاری حنفی نے ''مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' لکھی جو طبع ہوئی تھی مگر اب عرصہ سے نایاب و نادر الوجود ہے۔

علامہ طیبی نے ''طیبی شرح مشکوٰۃ'' شیخ محدث دہلویؒ نے عربی میں لمعات شرح مشکوٰۃ اور فارسی میں اشعۃ اللمعات لکھیں، مولانا نواب قطب الدین خان دہلویؒ نے ''مظاہر حق'' اور استاد محترم مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی عم فیضہم شیخ الحدیث جامع اشرفیہ نیلا گنبد لاہور سابق استاد تفسیر و حدیث دار العلوم دیوبند (تلمیذ خاص علامہ کشمیری قدس سرہٗ) نے ''التعلیق الصبیح''، لکھی ہے، آپ نے رجال مشکوٰۃ کے حالات بھی ''اکمال فی اسماء الرجال'' میں لکھے ہیں جو مشکوٰۃ شریف کے ساتھ آخر میں طبع ہو گئی ہے، اس کے باب ثانی میں آپ نے آئمہ صحاب اصول کے حالات بھی لکھے ہیں جن میں آپ کے تعصب کا رنگ جھلکتا ہے، ہم حصہ اول میں اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ ومن ذا الذی یرضی سجایاہ کلھا؟ رحمھم اللہ تعالیٰ و رضی عنھم و رضوا عنہ۔ (م ۷۴۰ھ)

حافظ جمال الدین یوسف بن عبدالرحمٰن حلبی شافعیؒ

مشہور حافظ حدیث ہیں، آپ نے اطراف صحاح ستہ پر ایک کتاب تالیف کی نیز الکمال فی اسماء الرجال کے بعد (جو رجال صحاح ستہ پر سب سے پہلی اور حافظ عبدالغنی مقدسی م ۶۰۰ھ کی

Marfat.com

تالیف ہے) آپ کی کتاب ''تہذیب الکمال'' معرفۃ رجال صحاح میں بے نظیر ہے جس کی حافظ ذہبی نے دو تلخیص کیں، ایک کا نام ''تذہیب التہذیب'' اور دوسری کا نام ''الکاشف رکھا'' پھر حافظ ابن حجر عسقلانی نے تلخیص کی اور تہذیب التہذیب نام رکھا (جو ۱۲ جلد میں حیدر آباد سے شائع ہو چکی ہے اور تہذیب مذکور کو مختصر کر کے تقریب التہذیب بنائی (وہ بھی لکھنو مطبع نولکشور سے چھپ چکی ہے۔ (۷۴۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (فوائد بہیہ، رسالہ مستطرفہ وغیرہ)

شیخ ابو محمد عثمان بن علی بن محجن زیلعی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث وفقیہ، نحوی، فرضی تھے، ۷۰۵ھ میں قاہرہ آئے، تدریس، افتاء اور تنقید و تحقیق علمی میں مشغول ہوئے اور علماء زمانہ میں خاص امتیاز پایا، بڑے بڑے علماء نے آپ سے استفادہ کیا، فقہ کی مشہور درسی کتاب ''کنز الدقائق'' کی نہایت محققانہ شرح لکھی جو ''تبیین الحقائق'' کے نام سے موسوم ہے، جامع کبیر کی بھی آپ نے شرح لکھی ہے۔ (م ۷۴۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر وحدائق)

الحافظ الشمس السروجی محمد بن علی بن ایبک حنفیؒ

مشہور حافظ حدیث گزرے ہیں، ذیول تذکرۃ الحفاظ میں ان کا تذکرہ ہے۔ (م ۷۴۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ نصب الرایہ للمحدث الکوثری)

شیخ احمد بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ ماردینی حنفیؒ

بڑے محدث وفقیہ تھے، حدیث دمیاطی اور ابن صواف سے پڑھی اور روایت کی، مدت تک درس علوم و افتاء میں مشغول رہے، ابن ترکمانی کے نام سے بھی مشہور ہوئے، مگر اس نام کے ساتھ بہت زیادہ شہرت شیخ علاء الدین جوہر نقی کی ہے۔

حدیث، فقہ، اصول فقہ، فرائض، ہیئت منطق ونحو وغیرہ میں بہت اعلیٰ تحقیق سے کتابیں تصنیف کیں، جامع کبیر اور ہدایہ کی بھی شرح لکھی۔ (م ۷۴۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق وجواہر)

Marfat.com

شیخ برہان الدین بن علی بن احمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے وقت کے مشہور امام، محدث، فقیہ، عارف غوامض، مذہب اور ولایت مصر کے قاضی القضاۃ تھے، حدیث اپنے جد امجد اور ابن البخاری وغیرہ سے پڑھی، مدت تک درس حدیث دیا، اہل باطل سے مناظرے کیے، سنن کبیر بیہقی کی تلخیص کی اور ہدایہ کی شرح لکھی۔ (م ۷۴۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ (حدائق حنفیہ)

شیخ اثیر الدین ابوحیان محمد بن یوسف بن علی شافعیؒ

مشہور محدث، مفسر، لغوی، نحوی، صاحب تصانیف کثیرہ تھے، حدیث میں آپ کی تساعیات بھی ہیں۔ (م ۷۴۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالۃ المستطرفۃ ص ۸۴)

صدر الشریعۃ امام عبید اللہ بن مسعود حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے وقت کے امام متفق علیہ اور علامہ مختلف الیہ (علماء و عوام کے ماوی وملجا) جامع معقول و منقول، محدث جلیل وفقیہ بے مثل تھے، علم تفسیر و حدیث، علم خلاف وجدل، نحو، لغت، ادب، کلام و منطق وغیرہ کے متبحر عالم تھے، آپ کے جد امجد صدر الشریعہ اکبر سے مشہور ہوئے تھے تو آپ صدر الشریعۃ اصغر کہلائے اور اپنے دادا جان ہی کے نقش قدم پر تقیید نفائس عالیہ وجمع فوائد جلیلہ علمیہ میں منہمک و مشغول رہتے تھے، آپ کا نسب حضرت عبادہ بن صامت صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے، علم اپنے دادا تاج الشریعۃ وغیرہ اکابر علماء وقت سے حاصل کیا تھا، آپ نے وقایہ (مشہور فقہی کتاب کی نہایت اعلیٰ شرح لکھی جو بہت مقبول ومتداول اور داخل درس ہے پھر وقایہ کو مختصر کر کے نقایہ ترتیب دی، اصول فقہ میں "تنقیح"، لکھی، پھر اس کی شرح توضیح لکھی۔

ان کے علاوہ دوسری اہم تصانیف یہ ہیں، المقدمات، الاربعہ، تعدیل العلوم فی اقسام العلوم العقلیہ، الوشاح (علم معانی میں کتاب الشروط، کتاب المحاضرہ، وغیرہ جن کی شروح بعد کے علماء نے لکھیں، مشکلات علوم ومسائل کے حل میں بڑے ماہر تھے، اس لئے ان کو تمام تصانیف سے نفع عظیم ہوا۔ (م ۷۴۷ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر و حدائق)

Marfat.com

حافظ ابو عبداللہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی شافعیؒ

نہایت مشہور و معروف حافظ حدیث اور بلند پایہ مورخ تھے، آپ ہی نے تہذیب الکمال مزی کی تلخیص کر کے تذہیب التہذیب اور کاشف ترتیب دیں اور حفاظ حدیث کو تذکرۃ الحفاظ میں بہ ترتیب طبقات جمع کیا جو ۴ جلد میں دائرۃ المعارف حیدر آباد سے عرصہ ہوا شائع ہو چکی ہے۔

اسی طرح سیر اعلام النبلاء وغیرہ اہم کتابیں لکھیں، اگر چہ حفاظ حدیث کے تذکرے اور محدثین نے بھی لکھے ہیں مگر تذکرۃ الحفاظ نہایت نافع اہم کتاب ہے بعد کو اس کے ذیول اور ضمیمے بھی لکھے گئے جو ذیول تذکرۃ الحفاظ کے نام سے محدث کوثری حنفیؒ کی نہایت گرانقدر علمی تحقیقات و تعلیقات کے ساتھ دمشق سے شائع ہوئے۔

جس طرح حافظ ابن حجر عسقلانی کے یہاں بڑا عنصر حنفی شافعی کے تعصب کا تھا اسی طرح حافظ ذہبی کے یہاں اشعری، ماتریدی کی تفریق ملتی ہے اور بہت سے حنفی حفاظ حدیث کا تذکرہ آپ نظر انداز کر دیا ہے۔

تاہم آپ کے علمی احسانات سے ہم سب کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں، آپ نے امام اعظمؓ اور آپ کے اصحاب کے مناقب میں بھی ایک کتاب لکھی جس کا ذکر آپ نے ''الکاشف فی اسماء الرجال'' میں بھی امام صاحب کے ترجمہ میں کیا ہے، یہ کتاب بھی چھپ چکی ہے، ۷۴۸ھ۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

شیخ محمد بن محمد بن احمد معروف لقوام الدین کا کی حنفیؒ

مشہور محدث، فقیہ اور عالم متبحر تھے، علوم کی تحصیل و تکمیل شیخ علاء الدین عبدالعزیز بخاری وغیرہ سے کی، شیخ حسام الدین سغناقی سے ہدایہ پڑھی ہے، جامع ماردین قاہرہ میں قیام کر کے درس علوم و افتاء میں مشغول رہے۔

ہدایہ کی شرح معراج الدرایہ لکھی اور ایک کتاب نہایت اہم ''عیون المذاہب'' تالیف کی جس میں آئمہ اربعہ کے اقوال جمع کئے۔ (م ۷۴۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

Marfat.com

حافظ علی بن عثمان بن ابراہیم ماردینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

جلیل القدر حافظ حدیث، مشہور مفسر، فقیہ و اصولی اور جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے، فرائض، حساب، تاریخ، شعر و ادب و عربی میں بھی کامل تھے، مدت تک ولایت مصر کے قاضی رہے، ابن ترکمانی سے زیادہ مشہور ہوئے، نہایت گراں قدر تصانیف کیں، اہم یہ ہیں: ١ الجواہر النقی فی الرد علی البیہقی (یہ کتاب محدث بیہقی کے رد میں بے نظیر ہے جس کا جواب آج تک کسی سے نہ ہو سکا، دائرۃ المعارف سے سنن بیہقی کے ساتھ بھی چھپی ہے اور علیحدہ بھی دو جلد میں شائع ہوئی ہے، ہر محدث عالم کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے، ٢ المنتخب فی الحدیث، ٣ المؤتلف و المختلف، ٤ کتاب الضعفاء والمتروکین (کاش یہ نہایت قیمتی کتب بھی شائع ہوں) ٥ بہجۃ الاعاریب بمافی القرآن من الغریب، ٦ مختصر رسالہ قشیری، ٧ مختصر علوم الحدیث ابن صلاح۔

ان کے علاوہ ہدایہ کو مختصر کر کے کفایہ لکھی تھی، پھر اس کی شرح کی مگر پوری نہ کر سکے جس کو آپ کے صاحبزادے قاضی القضاۃ عبداللہ بن علی ماردینیؒ نے پورا کیا، صاحب جواہر مضیئہ علامہ محدث قرشی بھی آپ کے تلامذۂ حدیث میں ہیں، آپ ہی سے حافظ جمال الدین زیلعی (صاحب نصب الرایہ) حافظ زین الدین عراقی اور محدث عبدالقادر قرشی نے فن حدیث کی تحصیل و تکمیل کی ہے۔ (م ٧٤٩ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

(ذیول تذکرۃ الحفاظ جواہر مضیئہ وحدائق حنفیہ)

حافظ ابن الوانی عبداللہ بن محمد بن ابراہیم حنفیؒ

حفاظ حنفیہ میں سے ہیں "طبقات حسینی" میں آپ کا تذکرہ ہے۔ (م ٧٤٩ھ)

(تقدمہ نصب الرایہ للمحدث الکوثری ص ٤٦)

حافظ ابن القیم ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر حنبلی

علامہ ابن تیمیہ کے طبقہ اول کے تلامذہ میں سے ہیں، آپ دوسرے تلامذہ سے عمر

Marfat.com

میں کم تھے اور شاگردی کا زمانہ بھی کم پایا، یعنی تقریباً ۱۴ سال مگر علامہ کے کمالات سے بہت زیادہ مستفید ہوئے اس لئے دوسرے تلامذہ سے علم وفضل میں ممتاز ہوئے، آپ کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ علامہ کے علمی وعملی کمالات کا مظہر تھے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ دونوں ایک روح اور دو قالب تھے۔

آپ کو تصنیف وتالیف کا بہترین سلیقہ تھا، بقول محترم افضل العلماء صاحب کوکن مؤلف کتاب ''ابن تیمیہ'' علامہ کے مزاج میں حدت بہت زیادہ تھی، اور اپنے دل ودماغ کی تیزی اور قلم کی روانی میں کسی ایک موضوع پر ٹھہر کر گفتگو نہیں کرتے تھے اور ضمنی مباحث کو بیک وقت سمیٹنے کے عادی تھے'' (امام ابن تیمیہ ص ۷۵۷) حافظ ابن قیم کے اساتذہ میں ایک شیخ صفی الدین ہندی حنفی بھی تھے جو امام ابن تیمیہ کے حریف تھے اور ان سے مناظرے بھی کئے تھے، آپ نے فن اصول کی تعلیم ان ہی سے حاصل کی تھی جب ۷۱۵ھ میں شیخ صفی الدین کا انتقال ہو گیا تو امام ابن تیمیہؒ کی صحبت میں رہنے لگے تھے۔ (امام ابن تیمیہ ص ۶۵۷)

جب ۷۲۶ھ میں زیارت قبور، توسل، وسیلہ واستغاثہ کے مسائل کی وجہ سے ہنگامہ ہوا تو حافظ ابن قیم نے اپنے استاد (ابن تیمیہ) کے خیالات ہی کی پرزور حمایت کی جس کی وجہ سے حکومت نے آپ کو بھی قید کر دیا تھا، استاد کی وفات کے بعد ۷۲۸ھ میں آپ کو قید سے رہائی ملی، حافظ صاحب مدرسہ صدریہ کے مدرس اور مسجد مدرسہ جوزیہ کے امام تھے درس وامامت سے جو وقت بچتا تھا اس کو تصنیف وتالیف پر صرف کرتے تھے۔

حافظ صاحب اپنی مذہبی شدت کے باوجود نہایت خلیق ومنکسر المزاج تھے، ان میں اپنے استاد کی سی حدت وشدت نہیں تھی، مخالفین کے ساتھ وہ اچھی طرح پیش آتے تھے، اس وصف میں وہ اپنے استاد سے بالکل ممتاز تھے۔ (کتاب مذکور ص ۶۵۹)

حافظ ابن قیم کی تقریر وتحریر دونوں مربوط اور حشو وزائد سے پاک ہوتی تھیں، ان کی اور امام ابن تیمیہ کی تصنیفات میں سب سے بڑا فرق یہی ہے کہ حافظ صاحب کی تصنیفات میں تکرار نہیں ہوتی تھی، امام صاحب کی تصنیفات کا یہ حال نہیں ہے (ایضاً ص ۶۵۹)

حافظ ابن قیم کے مطالعہ میں آئمہ احناف کی کتابیں بھی رہی ہیں بلکہ ان سے نقل بھی

Marfat.com

کرتے ہیں، مثلاً مسند ابی حنیفہ للحسن بن زیادہ سے حدیث قرب قیامت کی اعلام الموقعین ص ۳۴۳ ج ۱ (مطبوعہ اشرف المطابع دہلی) میں نقل کی ہے، اس کے علاوہ امام اعظم کے حالات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ انہوں نے امام اعظم کی طرف سے دفاع بھی کیا ہے نیز ان کا اور حافظ ابن قیم کا طرز تحقیق نرا محدثانہ نہیں بلکہ آئمہ احناف کی طرف فقیہانہ ہے، چنانچہ حافظ ابن قیم نے تہذیب السنن ابی داؤد میں حدیث قلتین کے متروک العمل ہونے پر بڑی سیر حاصل بحث کی ہے، اور بہت سے دلائل سے اس کا ناقابل قبول ہونا ثابت کیا ہے، فقہاء خصوصاً آئمہ احناف حدیث قلتین، حدیث جہر آمین، حدیث خیار مجلس اور حدیث مصراۃ وغیرہ روایات کو تعامل و توارث سلف کی روشنی میں جانچتے تھے جب کہ ارباب روایت صرف صحت سند پر مدار رکھتے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ازالۃ الخفاء ص ۸۵ ج ۲ میں لکھا کہ اتفاق سلف اور ان کا توارث فقہ کی اصل عظیم ہے، امام مالک فرمایا کرتے تھے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو مختلف حدیثیں ماثور ہوں تو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نے کس پر عمل کیا اور کس کو ترک کیا ہے، حق ان کے تعامل کے مطابق ہوگا محدث فقیہ امام ابوداؤد نے لکھا کہ جب دو حدیث متعارض ہوں تو دیکھنا چاہئے کہ صحابہ نے کس پر عمل کیا ہے۔

افسوس ہے کہ غیر فقیہ محدثین نے اس اصول کو نظر انداز کر دیا اور صرف اسناد حدیث میں اونچ نیچ نکال کر اپنے علم کے موافق مسائل پیدا کئے اور اختلافات میں اضافہ کیا، حافظ ابن قیم کی مشہور تصانیف یہ ہیں: زاد المعاد (۴ جلد) تہذیب سنن ابی داؤد، مدارج السالکین، (۳ جلد) اعلام الموقعین (۴ جلد) بدائع الفوائد (۲ جلد)، روضۃ المحبین ونزہۃ المشتاقین شفاء العلیل فی القضاء والقدر، الطب النبوی، کتاب الروح، مختصر الصواعق المرسلہ (۲ جلد) مفتاح دارۃ السعادۃ، ہدایۃ الحیاری۔ (ولادت ۶۹۱ھ م ۷۵۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

حافظ ابوالحسن علی بن عبدالکافی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ مشہور محدث ابوحیان اندلسی کے تلمیذ ہیں، علامہ ابن تیمیہ کے زبردست مخالفین میں سے رہے ہیں، متعدد رسائل اور نظمیں ان کے متعلق لکھیں ہیں، ان کے علاوہ آپ کی

Marfat.com

دوسری تالیفات المسلسل بالاولیۃ وغیرہ ہیں۔(۷۵۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔
الرسالۃ المستطرفہ ص ۶۹ میں آپ کو بقیۃ المجتہدین لکھا۔

امیر کاتب عمید بن امیر عمرو حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کی کنیت ابوحنیفہ اور لقب قوام الدین تھا، اپنے زمانہ کے اکابر محدثین واہل فضل تے تحصیل علوم کی، حدیث، فقہ لغت وعربیت کے امام تھے، آپ نے ۷۱۶ھ میں سفر حج کے وقت منتخب حسامی کی شرح تبیین لکھی، ہدایہ کی شرح غایۃ البیان ونادرۃ القرآن تصنیف کی، مدت تک مدرسہ مشہد امام اعظم میں درس علوم دیا اور قضاء وافتاء میں بھی مشغول رہے۔

۷۴۷ھ میں دمشق گئے اور حافظ ذہبی کی وفات پر ظاہریہ میں مدرسہ دارالحدیث کے مدرس ہوئے، علماء شوافع سے آپ کے مشاجرات معارضات اور مناظرے رہے ہیں، آپ مخالفین کے ردو جواب میں شدت وسختی سے کام لیتے تھے اس لئے آپ کو متعصب بھی کہا گیا ہے، بات یہ تھی کہ آپ غیروں کی بیجا زیادتی برداشت نہ کرتے تھے، اس لئے آپ نے جو کچھ ان کے متعلق لکھا وہ جوابی ودفاعی قدم تھا اس لئے ان غیروں کو زیادہ متعصب اور ''البادی اظلم'' کے قاعدہ سے بڑا ظالم بھی کہنا چاہیے۔

آپ نے غایت البیان کی بحث حروف المعانی میں لکھا کہ ''غزالی نے منخول میں امام ابوحنیفہ پر چند الزامات بے دلیل لگائے ہیں، اگر کتاب کی طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ہم ان کا ایسا رد لکھتے کہ اس سے ان کی روح ان چیزوں سے توبہ کر لیتی جو ان کے ہاتھ وزبان نے کئے تھے، واللہ! ہم امام غزالی کا انتہائی احترام اور بڑی عقیدت رکھتے تھے کیونکہ انہوں نے احیاء العلوم میں مشائخ کے اقوال جمع کئے ہیں لیکن جب یہ دیکھا کہ وہ اکابر امت پر بے دلیل وبرہان طعن وتشنیع کرتے ہیں تو اس سے ہماری عقیدت مذکورہ مجروح ہوگئی۔

آخر تبیین میں اپنی علمی کاوشوں اور تحقیقی وتدقیقی جاں فشانیوں کی داد طلب کرتے ہوئے لکھا کہ ''اگر میرے اسلاف کرام زندہ ہوتے، تو مجھ کو منصف ٹھہراتے، امام اعظمؒ فرماتے کہ تم نے اچھی کوشش کی، امام ابویوسف فرماتے تم نے بیان ودلیل کی روشنی دکھائی،

Marfat.com

امام محمد فرماتے تم نے بہتر کام کیا، امام زفر فرماتے تم نے پختہ کاری سے کام لیا، امام حسن بن زیاد فرماتے تم نے گہرائی کی باتیں لکھیں، ابوحفص فرماتے تم نے اپنے مطالعہ میں دقت نظر سے کام لیا، ابومنصور کہتے حق بات کو ثابت کیا، امام طحاوی فرماتے، صحیح و سچی بات کہی، امام کرخی فرماتے تمہاری باتوں میں خدا نے برکت دی، جصاص فرماتے خوب پختہ دلائل بیان کیے، ابوزید دبوسی کہتے تمہیں حق وثواب کی توفیق ملی، شمس الائمہ فرماتے تمہیں اپنا مقصود حاصل ہوا، فخر الاسلام فرماتے تم نے مہارت فن کا ثبوت دیا، نجم الدین نسفی کہتے تم غالب آئے، صاحب ہدایہ فرماتے تم نے سمندر کی غواصی کی اور صحیح سلامت نکل آئے، صاحب محیط فرماتے تم اپنے دعویٰ میں کامیاب ہوئے، متنبی کہتے کہ تمہارا شمار فصحاء عرب میں ہوا''۔

ہر شخص جو غیر معمولی محنت و کاوش کسی کام میں کرتا ہے اپنے بڑوں سے اس کی داد طلب کرتا ہے زبان سے نہ کہے تو دل میں ضرور اس کی خواہش ہوتی ہے، اس لئے اس کو تفوق و تعلّی پر محمول کرنا درست نہیں، اس لئے ہم نے اس کو یہاں نقل بھی کردیا ہے۔

(ولادت ۶۸۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر، حدائق، فوائد بہیہ)

حافظ عبداللہ بن یوسف بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

زیلع حبشہ کے ساحل پر ایک شہر ہے، اسی کی طرف آپ کے شیخ فخر الدین زیلعی صاحب تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق (۲ مجلدات کبیرہ) کی بھی نسبت ہے، جہاں اور بھی بہت سے حنفی علماء ہوئے ہیں جن کے تراجم قلائد النحر فی وفیات اعیان الدہر میں ہیں، شیخ تقی الدین بن فہد مکی نے ذیل تذکرۃ الحفاظ ذہبی میں لکھا ہے کہ حافظ زیلعی نے فقہ میں تخصص کیا، معاصرین سے ممتاز ہوئے، نظر و مطالعہ برابر کرتے رہے اور طلب حدیث میں بھی اسی طرح منہمک ہوئے پوری طرف صرف ہمت کی تخریج میں متخصص ہوئے، تالیف و جمع حدیث کا اشتغال رہا، سماع حدیث ایک جماعت اصحاب نجیب حرانی اور ان کے بعد کے اکابر محدثین سے کیا پھر علامہ ابن فہد نے بہت سے محدثین کے نام بھی لکھے۔

شیخ تقی الدین ابوبکر تمیمی نے ''طبقات سنیہ'' میں لکھا کہ حافظ زیلعی نے اصحاب

Marfat.com

نجیب سے حدیث سنی اور فخر زیلعی و قاضی علاء الدین ترکمانی وغیرہ سے علوم کی تحصیل و تکمیل کی، مطالعہ کتب حدیث میں پورا انہاک کیا یہاں تک کے حدیث ہدایہ اور کشاف کی تخریج کی اور ان کا استیعاب بتمام وکمال کیا۔

حافظ ابن حجر نے درر کامنہ میں لکھا کہ مجھ سے ہمارے شیخ عراقی ذکر کرتے تھے کہ وہ اور حافظ زیلعی کتب حدیث کے مطالعہ میں شریک تھے، عراقی نے احیاء کی احادیث اور ان احادیث کی تخریج کا ارادہ کیا تھا جن کی طرف امام ترمذی نے ابواب میں اشارہ کیا ہے اور حافظ زیلعی نے احادیث ہدایہ وکشاف کی تخریج کا بیڑہ اٹھایا تھا، ہر ایک دوسرے کی اعانت کرتا تھا اور زیلعی کی تخریج احادیث ہدایہ سے محدث زرکشی نے تخریج احادیث رافعی میں بہت زیادہ مدد لی ہے۔

استاذ محترم محقق عصر علامہ کوثریؒ نے تعلیقات ذیل ابن فہد میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ خود حافظ ابن حجر بھی اپنی تخاریج میں حافظ زیلعی کی تخاریج سے اسی طرح بکثرت استفادہ کرتے ہیں حضرت مولانا عبدالحی صاحب نے بھی فوائد بہیہ میں لکھا کہ بعد کو تمام شارحین ہدایہ نے آپ کی تخریج سے مدد لی ہے، بلکہ حافظ ابن حجر نے بھی تخریج احادیث "شرح الوجیز" وغیرہ میں مدد لی ہے۔

علامہ کوثری کو بہت سے حفاظ شافعیہ کی متعصبانہ روش سے شکوہ تھا، خصوصاً حافظ ابن حجر سے کہ حافظ زیلعی کے طرز وطریق کے برعکس حنفیہ کا حق کم کرتے ہیں اور بے ضرورت بھی نکالنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی تالیفات خصوصاً فتح الباری میں ان کا معمول ہے کہ وہ حنفیہ کے موافق حدیث کو اس کے باب میں جان بوجھ کر نہیں لاتے پھر اس کو غیر مظان میں ذکر کرتے ہیں تا کہ حنفیہ سے انتفاع نہ کرسکیں۔

حضرت الاستاذ علامہ کشمیریؒ نے ارشاد فرمایا کہ حافظ زیلعی جس طرح اکابر محدثین و حفاظ میں سے تھے اسی طرح وہ مشائخ صوفیہ واولیاء کاملین سے تھے جن کے نفوس مجاہدات و ریاضات سے مزکی و پاکیزہ ہوجاتے ہیں اور ان کے آثار تزکیہ نفس ہی سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے مذہب کے لئے قطعاً کوئی تعصب نہیں کرتے تھے اور مقابل ومخالف کے ساتھ بھی غایۃ انصاف سے پیش آتے تھے، اور ان کی بے تعصبی اور سلامت صدر کا اعتراف غیروں نے بھی کیا ہے اور یہ وصف وامتیاز حافظ تقی الدین بن دقیق العید شافعی میں بھی تھا کیونکہ وہ بھی

Marfat.com

اکابر صوفیہ میں سے اور صاحب کرامات تھے، وہ بھی اپنے مذہب کے لئے کوئی تعصب نہیں کرتے تھے، بلکہ بسا اوقات اپنی تحقیق سے حنفیہ کے افادہ اور تائید کا بھی قصد کرتے ہیں اور کسی کے حق کو کم کرنے کا تو ان کے یہاں سوال ہی نہیں، اس سے ان کی شخصیت بہت بلند ہے پھر فرمایا کہ اسی طریقہ کے ہمارے یہاں شیخ محقق بن ہمام صاحب فتح القدیر بھی ہیں، البتہ حافظ ابن حجر کی شان دوسری ہے، وہ ہمیشہ حنفیہ کی کمزوریوں اور گرفت کے مواقع کی تلاش میں رہتے ہیں اور کبھی اپنی بحث و تحقیق میں ایسی بات نہیں آنے دیں گے جس سے حنفیہ کو فائدہ پہنچ جائے، وقت گزاری کے لئے ایک بات کہہ جائیں گے، حالانکہ اس بات کو وہ خود بھی خلاف موقع جانتے ہیں، یہ طریقہ ان کی جلالت قدر کے شایان شان نہیں۔

یہاں اس بات کے ذکر سے یہ مقصد ہرگز نہیں کہ حافظ ابن حجر کی جلالت قدر اور ان کے مرتبۂ عالی کو کم دکھایا جائے بلکہ چند حقائق و واقعات کا اظہار محض اس لئے کیا ہے کہ ناواقف کو صحیح صورتحال پر بصیرت و نظر ہو اور وہ ہر شخص کے مرتبہ اور طرز و طریق کو پہچان سکے

(افادہ السید المحترم مولانا البنوری عم فیضہم فی مقدمۃ نصب الرایہ)

نصب الرایہ کے خصائص اور امتیازی فضائل بھی محترم مولانا بنوری نے مقدمہ میں حسب عادت بڑی خوبی و وضاحت سے بیان کئے ہیں، تذکرہ چونکہ نہایت طویل ہو گیا اس لئے ان کو یہاں ذکر نہیں کیا گیا۔ (م ۷۶۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

حافظ علاء الدین مغلطائی (بکجری) حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے زمانہ کے مشہور و معروف امام حدیث اور اس کے فنون کے حافظ و عارف کامل تھے علم فقہ، انساب وغیرہ میں علامۂ زماں محقق و مدقق، صاحب تصانیف کثیرہ نافعہ تھے، نقل ہے کہ ایک سو سے زیادہ کتابیں آپ نے تصنیف کیں جن میں سے تلویح شرح بخاری، شرح ابن ماجہ، شرح ابی داؤد اور الزہر الباسم فی السیرۃ النبویہ بہت مشہور ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے درر کامنہ میں آپ کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ نے ذیل

Marfat.com

تہذیب الکمال بھی لکھا تھا جو اصل تہذیب الکمال کے برابر تھا، پھر اس کو دو جلد میں مختصر کیا پھر ایک جلد میں مختصر کیا اور اس میں صرف حافظ مزی پر اعتراضات باقی رکھے لیکن اکثر اعتراضات مزی پر صحیح طور پر وارد نہیں ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ وحدائق)

حافظ نے پھر یہ بھی لکھا کہ ''آپ علم انساب کے نہ صرف عالم تھے بلکہ اس کی بہت اچھی معرفت رکھتے تھے، لیکن دوسرے متعلقات حدیث کا علم درمیانی درجہ کا تھا، آپ نے بخاری کی شرح لکھی اور ایک حصہ ابو داؤد اور ایک حصہ ابن ماجہ کی بھی شرح کی، مبہت کو ابواب فقہ پر مرتب کیا جس کو میں نے خود ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا، اسی طرح بیان الوہم لابن القطان کو مرتب کیا اور زوائد ابن حبان علی الصحیحین تصنیف کی، ابن نقطہ اور بعد کے حضرات نے مشتبہ میں جو کچھ لکھا تھا اس پر ذیل لکھا، ''ذیل المؤتلف والمختلف'' اور ان کے علاوہ آپ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں ۲۴ شعبان ۷۶۲ھ کو وفات ہوئی''۔

یہ تو حافظ نے لکھا اور چند امور اور بھی حسب عادت تنقیص کے لئے لکھ گئے، مگر حاشیہ درر کامنہ میں تحریر ہے کہ آپ سے بلقینی، عراقی دمیری اور مجد اسماعیل حنفی وغیرہ نے اخذ علم کیا اور آپ کے زمانہ میں فن حدیث کی ریاست وسیادت آپ پر کامل ہوئی، اسی طرح علامہ صفدی اور ابن رافع وغیرہ نے بھی آپ کے مناقب وفضائل ذکر کئے ہیں۔ غرض حافظ مغلطائی مشہور و مسلم محدث جلیل اور حافظ حدیث ہیں، آپ کے تلامذہ میں بہ کثرت کبار محدثین ہیں اور آپ کی تصانیف دنیا میں موجود ہیں جو آپ کے بلند پایہ محدث ہونے پر بڑی شہادت ہیں، مگر حافظ ان کے علم متعلقات حدیث کو صرف درجہ کا بتا رہے ہیں، اتنے بڑے علم کا اگر کوئی غیر حنفی ہوتا تو تعریفوں کے پل باندھ دیتے۔ (ولادت ۶۸۹ھ، م ۷۶۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

(الکتاب الضامن لاحناف القرن الثامن للمحدث العلام مولانا المفتی السیدی مھدی حسن عم فیضہٗ)

شیخ عمر بن اسحٰق بن احمد غزنوی ہندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے وقت کے امام ومقتدا، محدث وفقیہ، علامہ بے نظیر، غیر معمولی ذکی وفہیم، مناظر و

Marfat.com

متکلم مشہور تھے، اکابر محدثین وفقہاء زمانہ شیخ وجیہ الدین دہلوی، شمس الدین خطیب دہلوی، ملک العلماء سراج الدین ثقفی دہلوی اور شیخ رکن الدین بدایونی سے علوم کی تحصیل و تکمیل کی اور مصر جاکر وہاں کے قاضی القضاۃ ہوئے، کثیر التصانیف تھے جن میں سے بعض یہ ہیں: اللوامع فی شرح جمع الجوامع، شرح عقیدۃ الطحاوی، شرح زیادات، شرح جامع صغیر، شرح جامع کبیر، شرح تائیہ ابن الفارض، کتاب الخلاف، کتاب التصوف، شرح ہدایہ مسمی توشیح، الشامل (فقہ) زبدۃ الاحکام فی اختلاف الائمۃ الاعلام، شرح بدیع الاصول شرح المغنی، الغرۃ المنیفہ فی ترجیح مذہب ابی حنیفہ، لطائف الاسرار، عدۃ الناسک فی المناسک، لوائح الانوار فی الرد علی من انکر علی العارفین۔ (ولادت ۷۰۴ھ م ۷۶۳، ۷۷۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (فوائد بہیہ، درر کامنہ، حدائق حنفیہ)

شیخ ابن ربوہ محمد بن احمد بن عبدالعزیز قونوی دمشقی حنفی

بڑے عالم، محدث، مفسر، فقیہ، لغوی، جامعہ فنون تھے متعدد مدارس مشہورہ میں درس علوم و افتاء کی خدمات انجام دیں، آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں، الدر المنیر فی حل اشکال الکبیر، قدس الاسرار فی اختصار المنار، المواہب المکیہ فی شرح فرائض السراجیہ، شرح المنار، (م ۷۶۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر ص ۱۵ ج ۲ و حدائق و درر کامنہ)

حافظ ابوالمحاسن حسینی دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور حافظ حدیث ہیں جن کا ذیل تذکرۃ الحفاظ ذہبی ہے، اس میں آپ نے ان حفاظ حدیث کا تذکرہ لکھا ہے جو حافظ ذہبی سے رہ گئے تھے، یہ کتاب دمشق سے شائع ہو چکی ہے، اس ذیل کے علاوہ تذکرۃ الحفاظ کا ایک ذیل حافظ تقی الدین بن فہد (م ۸۷۱ھ) نے بھی لکھا تھا جس کا نام ''لحظ الالحاظ بذیل طبقات الحفاظ'' ہے۔

اس کے علاوہ تذکرۃ الحفاظ کا ایک ذیل علامہ سیوطی نے بھی لکھا ہے جس میں حافظ ذہبی سے اپنے زمانہ تک کے حفاظ حدیث کو ذکر کر دیا ہے یہ تینوں ذیول یعنی حسینی، ابن فہد اور سیوطی

Marfat.com

کے مجموعہ تذکرۃ الحفاظ کے نام سے محدث کوثریؒ کی تصحیح و تعلیق کے ساتھ دمشق سے ایک ضخیم جلد میں شائع ہو گئے ہیں۔ (م ۷۶۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۱۵۰)

ابو البقاء قاضی محمد بن عبد اللہ شبلی دمشقی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

محدث، فقیہ، عالم فاضل تھے، حافظ ذہبی اور مزی سے علم حاصل کیا اور روایت حدیث بھی کی، ایک نفیس کتاب ''آکام المرجان فی احکام الجان'' لکھی جس میں جنات کے حالات و اخبار مع کیفیت پیدائش وغیرہ ایسی تفصیل و تحقیق سے تحریر کئے کہ آج تک ایسی کوئی اور کتاب تالیف نہیں ہوئی حافظ سیوطی نے اس کو تلخیص کیا اور کچھ اپنی طرف سے اضافات بھی کیے، اس کا نام آکام المرجان فی اخبار الجان رکھا۔

اسکے علاوہ محاسن الوسائل الے معرفۃ الاوائل اور کلادۃ النحر فی تفسیر سورۃ الکوثر اور ایک کتاب آداب حمام میں تصنیف کی، ۷۵۵ھ سے آخر تک طرابلس کے قاضی بھی رہے، حافظ ذہبی نے المعجم المختص میں آپکا ذکر کیا۔ (ولادت ۷۱۰ھ م ۷۶۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (الدرر کامنہ وحدائق حنفیہ)

شیخ محمد بن محمد بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محقق عالم حدیث و فقہ و دیگر فنون تھے، امام فخر الدین رازیؒ آپ کے جد امجد تھے، لیکن وہ شافعی تھے اور آپ اور آپ کے والد حنفی تھے، آپ نے مدرسہ قراامان میں درس علوم و فنون دیا ہے، مدرسہ کے مالک نے شرط کی تھی کہ اس مدرسہ کا مدرس وہ ہوگا جس کو علاوہ دیگر علوم و فنون میں کمال کے صحاح جوہری حفظ یاد ہوگی، یہ شرط آپ کے اندر پائی گئی، اس لئے آپ ہی کا انتخاب مدرسہ مذکور کے لئے ہوا۔ آپ نے تفسیر کشاف کے حواشی لکھے، معانی و بیان میں شرح ایضاح لکھی اور علم طب کی مشہور و معروف اعلیٰ درجہ کی کتاب ''موجز'' بھی آپ ہی کی تصنیف ہے۔ (م ۷۷۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

علامہ عبد الوہاب بن تقی الدین شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدث و فاضل مورخ تھے آپ کی تصانیف جلیلہ نافعہ میں سے ''طبقات الشافعیۃ

Marfat.com

الکبریٰ" نہایت مشہور و مقبول و متداول ہے، جس میں آپ نے بہترین طرز تحقیق سے علماء شافعیہ کے حالات جمع کر دیئے ہیں اس تفصیل و اہتمام کے ساتھ لکھی ہوئی کوئی دوسری کتاب طبقات میں نہیں ہے تاہم غلطی سے سواء انبیاء علیہم السلام کے کون معصوم ہے؟ آپ سے بھی غلطی ہوئی ہے، مثلاً آپ نے اپنی طبقات میں لکھا کہ ابو حاتم سے امام بخاری و ابن ماجہ کا روایت کرنا ثابت نہیں، حالانکہ یہ بات خلاف تحقیق ہے۔

حافظ مزی نے تہذیب الکمال میں تصریح کی کہ ابن ماجہ نے اپنی تفسیر میں ان سے روایت کی اور سنن ابن ماجہ باب الایمان و باب فرائض السجد میں ان سے روایات موجود ہیں، اسی طرح بخاری میں بھی ان کی روایت موجود ہے اور حافظ ابن حجر نے بھی مقدمہ فتح الباری ص ۴۸۰ میں اعتراف کیا ہے کہ ان سے اور امام ذہلی اور امام بخاری نے صرف وہی روایت لی ہیں جن کا سماع دوسرے اساتذہ سے فوت ہو گیا تھا یا جو روایات ان کے علاوہ دوسرے علماء سے نہ مل سکی تھیں۔

طبقات الشافعیہ عرصہ ہوا، مصر سے جناتی کاغذ پر چھپ کر شائع ہوئی تھی اور اب بہترین سفید کاغذ پر بھی چھپ گئی ہے، لیکن افسوس ہے کہ طبقات حنفیہ میں اب تک کوئی بڑی اہم کتاب نہ چھپ سکی، کاش! کفوی کی طبقات الحنفیہ ہی چھپ جائے، وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔ (م ۷۷۱ھ)

شیخ محمود بن احمد بن مسعود بن عبدالرحمٰن قونوی حنفی

فاضل محدث و فقیہ و اصولی تھے، اکابر عصر سے علوم کی تحصیل و تکمیل کی اور خاتونیہ، ریحانیہ وغیرہ مشہور مدارس میں درس علوم دیا، دمشق کے قاضی بھی رہے، بہت سی مفید علمی کتابیں تصنیف کیں جن میں بعض یہ ہیں۔

مشرق الانوار، مشکل الآثار، مقدمۃ فی رفع الیدین، المعتمد مختصر مسند ابی حنیفہؒ، المعتقد شرح البغیۃ فی الفتاویٰ (۲ مجلد) خلاصۃ النہایہ مختصر شرح الہدایہ للصغانی، التقریر شرح تحریر القدوری (۴ مجلد) الزبدہ شرح العمدہ، تہذیب احکام القرآن المنہی فی شرح المغنی (اصول فقہ میں ۳ جلد) القلائد شرح العقائد۔

حضرت مولانا عبدالحی صاحبؒ نے فوائد بہیہ میں تحریر فرمایا کہ میں نے آپ کا مقدمہ رفع

Marfat.com

الیدین میں مطالعہ کیا، بہت نفیس رسالہ ہے جس میں آپ نے رفع یدین کی وجہ سے عدم فساد صلوٰۃ کی تحقیق اور مکحول کی روایت فساد کا شذوذ ثابت کیا ہے، فوائد میں ملا علی قاریؒ سے سن وفات ۷۸۱ھ نقل کیا ہے۔ (م ۷۷۱، ۷۷۷ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (درر کامنہ، جواہر مضیئہ، فوائد بہیہ)

حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر شافعی رحمہ اللہ

مشہور و معروف محدث، مفسر و مورخ تھے، حدیث میں آپ کی تالیف "جامع المسانید والسنن الہادی لاقوم سنن ہے" جس میں آپ نے ترتیب حروف معجم سے ہر صاحب روایت صحابی کا ترجمہ ذکر کیا ہے، پھر اس کی تمام روایات مرویہ اصول ستہ، مسند امام احمد، مسند بزاز، مسند ابی یعلی، معجم کبیر وغیرہ جمع کر دی ہیں جس میں، بہت سے علمی حدیثی فوائد بڑھائے ہیں، حافظ ذہبی نے معجم مختص میں آپ کو امام، مفتی، محدث بارع، فقیہ متقن، محدث متقن، مفسر اور صاحب تصانیف مفیدہ لکھا ہے، تعجب ہے کہ ایسے محدثین، متقن، اور حافظ حدیث صاحب مسند کبیر بھی حافظ کے ریمارک سے نہ بچ سکے۔

حافظ ابن حجر نے درر کامنہ ص ۳۷۳ ج ۱ میں آپ کا ذکر کیا ہے اس میں اس مسند کبیر کا ذکر نہیں کیا اور باوجود فن حدیث میں آپکی جلالت قدر کے ایک ریمارک بھی کر دیا ہے، لکھا ہے کہ آپ تحصیل عوالی اور تمییز عالی و منازل وغیرہ امور میں محدثین کے طریقہ پر نہیں تھے، بلکہ محدثین فقہا میں سے تھے اگرچہ کتاب ابن صلاح کا اختصار بھی کیا ہے۔

تفسیر میں ۴ جلد کی کتاب چھپ چکی ہے اور تاریخ میں البدایہ والنہایہ ۱۴ جلد میں طبع ہو چکی ہے، یہ سب کتابیں نہایت مفید علمی ذخائر ہیں، آپ نے اپنے بھائی شیخ عبدالوہاب سے پڑھا، شیخ ابوالحاج مزی شافعی سے تکمیل کی جو آپ کے خسر بھی تھے اور علامہ ابن تیمیہ کی بھی شاگردی کی اور باوجود شافعی ہونے کے علامہ موصوف سے بڑا تعلق تھا، حتیٰ کے طلاق اور دیگر مسائل میں علامہ ہی کے خیالات کی تائید کی جس سے تکالیف بھی اٹھائیں۔

علامہ ابن تیمیہ کا جب انتقال ہوا تو اپنے خسر کے ساتھ قید خانہ جا کر ان کے چہرہ سے چادر اٹھا کر پیشانی کا بوسہ دیا اور اب آپ کی قبر بھی ان کے پہلو میں ہے۔ (م ۷۷۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالۃ المستطرفہ وغیرہ)

Marfat.com

حافظ ابو محمد عبد القادر بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور و معروف محدث، فقیہ، مورخ اور جامع معقول و منقول تھے، حدیث کی تحصیل اپنے زمانہ کے مشاہیر اساتذۂ حدیث سے کی، حافظ دمیاطی نے بھی آپ کو حدیث کی سند دی تھی، علامہ ابن فہد نے آپ کا تذکرہ لحظ الالحاظ ذیل تذکرۃ الحفاظ میں الامام العلامۃ الحافظ سے شروع کیا اور لکھا کہ آپ فقہ میں متخصص ہوئے، افتاء کیا اور علوم کا درس دیا ہے، تصنیف و تالیف میں بھی فائق ہوئے، بڑے بڑے حفاظ حدیث و فضلاء عصر نے آپ سے حدیث حاصل کی، علامہ کفوی نے طبقات میں آپ کو عالم، فاضل جامع العلوم لکھا۔

آپ کی مشہور و اہم تصانیف یہ ہیں، العنایہ فی تخریج احادیث الھدایہ، مختصر فی علوم الحدیث، الطرق والوسائل الی معرفۃ احادیث خلاصۃ الدلائل، الحاوی فی بیان آثار الطحاوی، تہذیب الاسماء الواقعہ فی الھدایہ والخلاصہ، الاعتماد فی شرح الاعتقاد، کتاب فی المولفۃ قلوبہم، الوفیات، الجواہر المضیۂ فی طبقات الحنفیہ، الدرر المنیفہ فی الرد علی ابن ابی شیبۃ فیما اورد و علی ابی حنیفۃ، اوہام الھدایہ، شرح الخلاصہ، (ولادت ۶۹۶ھ، م ۷۷۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۲۳)

شیخ محمد بن یوسف شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

حدیث، تفسیر، فقہ، معانی و عربیۃ کے امام تھے، بڑے زاہد و عابد اور تارک الدنیا تھے، فقراء سے بہت مانوس ہوتے تھے، اہل دنیا کی طرف کوئی توجہ نہ کرتے تھے، آپ کے گھر پر سلاطین و امراء حاضر ہوتے اور دعا و نصیحت کی درخواست کرتے تھے، آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں، ۱ الکوکب الدراری شرح صحیح البخاری جس سے حافظ ابن حجر اور حافظ عینی نے بھی اخذ واستفادہ کیا ہے، ۲ شرح المواقف، ۳ شرح الفوائد الغیاثیہ (معانی و بیان میں) ۴ حاشیہ تفسیر بیضاوی، ۵ ایک رسالہ مسئلہ کحل میں۔

بغداد کو وطن بنالیا تھا، آخر عمر میں حج کو گئے تھے، واپسی میں بغداد کے راستہ میں مقام روض مہنا میں انتقال ہوا، وہاں سے نعش بغداد لائی گئی اور شیخ ابو اسحٰق شیرازی کے پہلو میں

Marfat.com

دفن ہوئے، جہاں آپ نے زندگی ہی میں اپنے لئے جگہ متعین کردی تھی۔

آپ کی شرح بخاری تین شروح سابقہ سے ماخوذ ہے، ایک شرح مغلطائی حنفی، دوسری شرح خطابی شافعی کی، تیسری شرح ابن بطال مالکی کی، علامہ کرمانیؒ نے آخر شرح میں لکھا ہے کہ جب زمانۂ قیام مکہ معظمہ میں اس شرح کو مکمل کر رہا تھا تو ملتزم مبارک کو چمٹ کر کعبۂ معظمہ کے واسطہ سے رب البیت جل مجدہٗ کی بارگاہ میں درخواست کرتا تھا کہ اس خدمت کو حسن قبول عطا فرما اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں اشرف وسائط واحسن وسائل ہو، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ معلوم نہیں وسیلہ واسطہ کے خلاف سخت تشدد کرنے والے محدث کرمانی کے بارے میں فرمائیں گے؟ یرحمنا اللہ وایاھم۔ (ولادت ۷۱۷ھ م ۷۸۶ھ) (بستان المحدثین ومقدمہ لامع الدراری)

شیخ محمد بن محمود اکمل الدین بابرتی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

امام محقق، مدقوق، حافظ حدیث، فقیہ، لغوی، نحوی، جامع علوم وفنون تھے، اپنے زمانہ کے اکابر محدثین وعلماء فحول سے علوم کی تحصیل وتکمیل کی اور سید شریف جرجانی، فناری اور بدرالدین محمود بن اسرائیل وغیرہ نے آپ سے علوم کی تحصیل کی، کئی بار عہدۂ قضا پیش ہوا مگر قبول نہ کیا ہمیشہ درس وتدریس، تصنیف وتالیف میں مشغول رہے، آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں، شرح مشارق الانوار، شرح ہدایہ مسمی بعنایہ، شرح مختصر ابن حاجب، شرح منار، شرح فرائض سراجیہ، شرح تلخیص جامع خلاطی، شرح تجرید طوسی، حواشی تفسیر کشاف، شرح کتاب الوصیۃ امام اعظم ابو حنیفہؒ شرح اصول بزدویؒ۔ (م ۷۸۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

علامہ میر سید علی ہمدانی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مظہر علوم ظاہری وباطنی، محدث وفقیہ کامل، صاحب کرامات وخوارق تھے، ایک سو ستر سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں، ۷۸۰ھ میں سات سو رفقاء وسادات عظام کے ساتھ ہمدان سے کشمیر تشریف لائے، محلہ علاء الدین پورہ میں قیام فرمایا، جہاں اب آپ کی خانقاہ ہے،

Marfat.com

قطب الدین شاہ والی کشمیر کمال عقیدت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا، کشمیر میں آپ کی وجہ سے اسلام کو بڑی تقویت ہوئی، تین بار کشمیر تشریف لائے، اور تین ہی بار ساری دنیا کی سیاحت کی آخر میں جب کشمیر سے رحلت کی تو تہتر سال کی عمر میں میدان کبیر پہنچ کر انتقال فرمایا اور نعش مبارک کو ختلان میں لے جا کر دفن کیا گیا۔

آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں، مجمع الاحادیث، شرح اسماء حسنیٰ، شرح نصوص الحکم، ذخیرۃ الملوک، مرأۃ التائبین، آداب المریدین، اوراد فقیہ، وقت وفات زبان مبارک پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جاری ہوا اور یہی آخری کلام آپ کا سنہ وفات ہے۔ (م ۷۸۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق)

شیخ شمس الدین محمد بن یوسف بن الیاس قونوی حنفیؒ

فاضل اجل، محدث وفقیہ، جامع فروع واصول تھے، علامہ قاسم بن قطلو بغا نے ابن حبیب سے نقل کیا کہ شمس الدین محمد اپنے وقت کے علم وعمل میں امام اور طریقہ میں خیر اہل زمانہ، علامۃ العلماء اور قدوۃ الزہاد تھے، کبار آئمہ سے علم حاصل کیا اور ایسی جید تصانیف کیں جو آپ کے تبحر علم ودقت فہم پر شاہد ہیں، مثلاً مجمع البحرین، شرح عمدۃ النسفی، درر البحار، شرح تلخیص المفتاح، آپ نے امام نووی کی کتاب منہاج شرح صحیح مسلم اور کتاب مفصل زمخشری کو مختصر کیا۔ (م ۷۸۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

شیخ بدر الدین محمد بن بہادر بن عبداللہ زرکشی شافعیؒ

مشہور محدث وفقیہ ومفسر تھے، حافظ علاؤ الدین مغلطائی حنفی کے شاگردوں میں ہیں، شیخ جمال الدین اسنویؒ سے فن حدیث میں استفادہ کیا ہے، حافظ ابن کثیر اور اوزاعی سے بھی سماع حدیث وتفقہ کیا ہے۔

بڑے صاحب تصانیف تھے مشہور یہ ہیں: تخریج احادیث الرافعی (۵ جلد) انحادم الرافعی (۲۰ جلد) تنقیح الفاظ الجامع الصحیح، ایک دوسری شرح بخاری میں جو طویل ہے اور

Marfat.com

شرح ابن ملقن کا خلاصہ ہے اور بہت سے مسائل کا اضافہ بھی کیا ہے، شرح جمع الجوامع (۲جلد) شرح منہاج (۱۰جلد) شرح مختصر المنہاج (۲جلد) تجرید (اصول فقہ) (م ۷۹۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین)

حفاظ زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ مشہور حافظ حدیث ''ابن رجب حنبلی'' ہیں جنہوں نے کتاب العلل ترمذی کی شرح لکھی، نیز آپ کی شرح جامع ترمذی اور ایک حصہ بخاری کی شرح نیز طبقات الحنابلہ زیادہ مشہور ہیں، (م ۷۹۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ (الرسالۃ المستطرفہ ص ۱۲۱)

علامہ مجدالدین اسماعیل بن ابراہیم حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

محدث عبدالرحمٰن بن حافظ مزی اور عبدالرحمٰن بن عبدالہادی اور بہت سے اکابر محدثین سے حدیث حاصل کی، اسی طرح فقہ اصول فرائض، حساب و ادب وغیرہ میں بھی بڑا تبحر تھا، آپ کی تصانیف میں سے مختصر انساب الرشاطی مشہور ہیں، قاہرہ کے نائب گورنر اور قاضی القضاۃ بھی رہے۔

مقریزی نے کہا کہ آپ نے بکثرت اشعار کہے ہیں، بڑے ادیب تھے اور آپ کا فضل و کمال غیر معمولی تھا میں ان کی صحبت میں برسوں رہا ہوں اور استفادہ بھی کیا ہے، بڑے ہر دل عزیز تھے، اگرچہ برسر اقتدار ہو کر اس میں کمی آگئی تھی، بقول شاعر

تولا هاليس له عدو وفارقها و ليس له صديق

(م ۸۰۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ و شذرات الذہب)

علامہ جمال الدین یوسف بن موسیٰ الملطی حنفی رحمہ اللہ

بڑے عالم تھے، پہلے حلب میں علم حاصل کیا پھر مصر جا کر اکابر علماء عصر سے تکمیل کی، حدیث عز بن جماعہ اور مغلطائی وغیرہ سے پڑھی، پھر درس علوم و افتاء میں مشغول ہوئے، کشاف اور فقہ حنفی کے پورے حافظ و عارف تھے، آپ کی تصانیف میں سے المعتصر مشہور ہے۔ (م ۸۰۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ و شذرات الذہب)

Marfat.com

شیخ الاسلام ابوحفص عمر بن رسلان شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور جلیل القدر محدث تھے، آپ کی اہم تالیف کتاب "الجمع بین رجال الصحیحین" ہے، (رسالہ) سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا، بارہ سال کی عمر تک نحو، فقہ واصول کی بہت سی کتابیں یاد کر لیں اور پھر مصر جا کر علماء عصر سے علوم کی تحصیل کی، حافظ مزی وذہبی سے اجازت درس وروایت حاصل کی، افتاء دار العدل اور قضاء دمشق کی خدمات انجام دیں، ترمذی کی دوشرحیں لکھیں، حفظ واستحضار میں اعجوبہ روزگار تھے، برہان الدین محدث نے کہا کہ میں نے آپ سے زیادہ فقہی جزئیات اور احادیث احکام کا حافظ نہیں دیکھا، ایک ایک حدیث پر صبح سے ظہر تک تقریر کرتے تھے اور پھر بھی بسا اوقات بات نامکمل رہتی تھی، حافظ ابن حجر نے آپ سے دلائل النبوۃ للبیہقی وغیرہ پڑھی ہے۔ (م ۸۰۵ھ) (رحمہ اللہ تعالیٰ، شذرات)

حافظ ابوالفضل عبدالرحیم بن حسین عراقی شافعی رحمہ اللہ

مشہور حافظ حدیث ہیں، آپ نے احادیث احیاء کی تخریج کی اور اس کو ایک جلد میں مختصر کیا، حافظ نور الدین ہیثمی صاحب مجمع الزوائد بھی آپ کے شاگرد ہیں، آپ ہی نے ان کو تصنیف وتخریج کے طریقے سکھائے اور ان میں ماہر بنایا، پھر ہیثمی کثرت ممارست کی وجہ سے استحضار متون میں بڑھ گئے تھے، جس سے بعض ناواقف لوگوں نے کہہ دیا کہ ہیثمی عراقی سے زیادہ احفظ ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے، کیونکہ حفظ حقیقت میں معرفت وعلم کا نام ہے، رٹنے اور یاد کرنے کا نہیں، (م ۸۰۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات الذہب)

حافظ ابوالحسن نور الدین علی بن ابی بکر شافعی رحمہ اللہ

مشہور حافظ حدیث، حافظ زین الدین عراقی کے شاگرد ہیں، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد (۱۰ جلد مطبوعہ) آپ کی بہت مقبول ونافع تالیف ہے، اس میں آپ نے زوائد معاجم ثلاثہ طبرانی، مسند احمد، مسند بزار اور مسند ابی یعلی کو جمع کر دیا ہے، اسانید حذف کر دی ہیں، نیز آپ نے ثقات ابن حبان اور ثقات عجلی کو جمع کیا اور ان کو حروف معجم پر مرتب کیا، حلیہ کو ابواب پر مرتب کیا۔

Marfat.com

حافظ ابن حجر نے کہا کہ میں نے نصف کے قریب مجمع الزوائد آپ سے پڑھی ہے اور دوسری کتابیں بھی حدیث کی پڑھی ہیں وہ میرے علم حدیث کے تقدم کا اظہار فرمایا کرتے تھے، جزاہ اللہ عنی خیرا، میں نے مجمع الزوائد کے اوہام ایک کتاب میں جمع کرنے شروع کئے تھے، پھر مجھے معلوم ہوا کہ یہ بات آپ کو ناگوار ہے تو میں نے اس کو آپ کی رعایت سے ترک کردیا۔ (م ۸۰۷ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات الذہب)

شیخ محمد بن خلیل بن ہلال حاضری حلبی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث تھے، دمشق و قاہرہ کے کئی سفر کئے اور وہاں کے کبار محدثین وفقہاء سے تحصیل و تکمیل کی، اپنے شہر کے قاضی ہوئے، درس و افتاء میں مشغول رہے، محمود السیرت، مشکور الطریقہ تھے، شیخ برہان الدین محدث نے کہا کہ تمام ملک شام میں ان جیسا نہیں تھا، اور نہ قاہرہ میں ان کا سا جامع العلوم، تواضع، تدین، ذکرو تلاوۃ کے ساتھ۔ (م ۸۲۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات الذہب)

حافظ ولی الدین ابوزرعہ احمد بن عبدالرحیم عراقی شافعیؒ

صاحب شذرات نے آپ کو امام بن الامام، حافظ بن الحافظ اور شیخ الاسلام بن شیخ الاسلام کہا، فن حدیث میں کئی عمدہ کتابیں تصنیف کیں، جامع طولانی وغیرہ میں درس علوم بھی دیا ہے، المسلسل بالا ولیۃ بھی آپ کی تالیفات حدیثیہ سے ہے۔ (م ۸۲۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالۃ وشذرات)

علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ الدیری المقدسی حنفیؒ

ابن الدیری سے مشہور تھے، اکابر عصر سے تکمیل علوم وفنون کی، مفتی شرح اور مرجع عوام و خواص ہوئے، قاہرہ میں قاضی حنفی رہے اور بڑی شان وشوکت اور عزم وحوصلہ سے قضاء کا دور گزارا، جامعہ مویدیہ کی بنا مکمل ہوئی تو اس کی مشیخت آپ کو سپرد ہوئی اور آپ نے باقی عمر درس

Marfat.com

وافتاء میں بسر کی، آپ کی تالیفات میں سے المسائل الشریفۃ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفۃ بہت اہم کتاب ہے۔ (م ۸۲۷ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات وتقدمہ)

شیخ محمد بن ابی بکر بن عمر بن ابی بکر قرشی دمامینی رحمہ اللہ

بڑے عالم محدث تھے، درس کے ساتھ تجارت بھی کرتے تھے، قاہرہ میں پارچہ بافی کارخانہ کھولا جس کے جل جانے سے بڑا نقصان ہوا، مقروض ہوگئے، پھر ہندوستان آئے، شہر احمد آباد میں آباد ہوئے، سلطان وقت نے ان کی بڑی عزت کی اور بہت اچھے حالات میں زندگی بسر کی، علم حدیث میں تعلیق المصابیح فی ابواب الجامع الصحیح لکھی اور علم وادب وغیرہ میں بھی اچھی کتابیں لکھیں، (م ۸۲۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین)

شیخ ابوحفظ سراج الدین عمر بن علی بن فارسی مصری حنفی

بڑے محدث، امام عصر وفقیہ تھے، منہل میں کہا کہ آپ شیخ الاسلام اور اپنے زمانہ کے ممتاز ترین فرد تھے، درس وافتاء میں مشغول رہے، آپ کے زمانہ میں مذہب حنیفہ کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی، اکثر اہل علم نے آپ سے استفادہ کیا اور دیار مصر میں آپ ہی پر فتویٰ کا مدار تھا، باوجود اس حسن قبول ووجاہت علم وفضل کے سادہ لباس پہنتے تھے اور بازار سے ضرورت کی چیزیں خود خرید کر لاتے تھے، مختلف مدارس قاہرہ میں درس دیا، تواضع کی وجہ سے درس کے لئے گدھے پر سوار ہوکر جاتے تھے، گھوڑے کی سواری نہ کرتے تھے۔ (متوفی ۸۲۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات الذہب لابن حماد حنبلی م ۱۰۸۹)

علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ الدائم برماوی شافعیؒ

مشہور محدث ہوئے اللامع الصبیح فی شرح الجامع الصحیح لکھی جو کرمانی وزرکشی کا منتخب ہے، چند فوائد مقدمہ شرح حافظ ابن حجر سے بھی لئے ہیں، اصول فقہ میں الفیہ لکھی جو بہت ممتاز ونافع ہے، اس کی شرح بھی لکھی جس میں تمام فن کا استیعاب کیا ہے، اور اکثر حصہ میں

Marfat.com

اصولیوں کے مذہب کونہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے، اس کتاب کا بیشتر حصہ زرکشی کی البحرالمحیط سے ماخوذ ہے۔ (م ۸۳۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین)

شیخ شمس الدین محمد بن محمد شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

ابن جزری کے نام سے مشہور محدث ہیں، آپ کی تصانیف میں سے حصن حصین زیادہ مشہور ہے، دوسری کتب یہ ہیں، الجمال فی اسماء الرجال، الہدایہ فی علوم الروایہ و الہدایہ، توضیح المصابیح (۳ جلد) المسند فیما یتعلق بمسند احمد وغیرہ۔ (۸۳۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین)

شیخ نظام الدین یحییٰ بن یوسف بن عیسیٰ مصری حنفیؒ

مدرسۃ الظاہر برقوق کے شیخ الشیوخ تھے، جامع العلوم والفنون تھے، امام وقت، متدین، بہت باعزت، بارعب ووقار تھے، بڑے محقق ومناظر، جری، راسخ العقیدہ، کثیر العبادۃ تھے، افتاء ودرس کے صدر نشین تھے۔ (م ۸۳۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات ص ۲۰۷ ج ۷)

شیخ یعقوب بن ادریس بن عبداللہ رومی حنفی رحمہ اللہ

اپنے زمانہ کے جامع معقول ومنقول علامہ محقق تھے، مصابیح کی شرح لکھی، ہدایہ کے حواشی لکھے، زیادہ قیام شہر بلارندہ میں کیا اور وہاں درس وافتاء وتصنیف میں مشغول رہے۔ (م ۸۳۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات ص ۲۰۷ ج ۷)

شیخ شمس الدین محمد بن حمزہ بن محمد حنفی رحمہ اللہ

علامہ سیوطی نے کہا کہ اکابر علماء عصر سے علوم کی تحصیل وتکمیل کی، برصہ کے قاضی رہے، شیخ ابن عربی کے انتساب اور فصوص پڑھانے کی وجہ سے بعض لوگوں نے انگشت نمائی کی، قاہرہ گئے تو فضلاء عصر نے جمع ہو کر آپ سے مذاکرات ومباحثات کئے اور آپ کے فضل وتفوق کے قائل ہوئے، ایک کتاب اصول میں لکھی جس میں تیس سال مصروف رہے،

Marfat.com

آپ سے ہمارے شیخ علامہ کافیجی نے بہت استفادہ کیا، اور وہ آپ کی بڑی تعریف کرتے تھے"۔(م ۸۳۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات الذہب ص ۲۰۹ ج ۷)

الشیخ احمد بن عثمان حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

"المنہل الصافی" میں آپ کو المسند المعمر المحدث لکھا، نیز لکھا کہ آپ نے علم حدیث کی طرف بہت توجہ کی، مشائخ وقت سے بکثرت حدیث سنی اور پڑھی، حدیث سے شغف کا یہ عالم تھا کہ صحیح بخاری تقریباً پچاس بار مشائخ سے پڑھی، پھر برسہا برس تک بکثرت دوسروں کو بھی حدیث پڑھائی۔(م ۸۳۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ و شذرات الذہب ص ۲۱۲ ج ۷)

شیخ احمد بن ابی بکر محمد شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

حافظ عراقی اور حافظ ابن حجر کے خاص تلامذہ میں سے تھے، بہت خاموش طبیعت، بڑے عابد تھے، مگر مزاج میں سختی تھی، مشہور تصانیف یہ ہیں: زوائد مسانید عشرہ (مسند ابی داؤد طیالسی، مسند ابی بکر حمیدی، مسند مسدد بن مسرہد، مسند محمد بن یحییٰ العدنی، مسند اسحٰق بن راہویہ، مسند ابی بکر بن ابی شیبۃ، مسند احمد بن منیع، مسند عبد بن حمید، مسند الحارث بن ابی اسامہ، مسند ابی یعلی موصلی) زوائد السنن الکبیر بیہقی، زوائد ترغیب وترہیب۔(م ۸۴۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالہ ص ۱۳۹ و شذرات الذہب ۲۳۳ ج ۷)

شیخ علاؤالدین محمد بن محمد بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

امام عصر و علامۂ وقت تھے، مختلف بلاد و ممالک کے سفر طلب علم کے لئے کئے اور کبار علماء سے استفادہ کیا، حتیٰ کہ جامع معقول ومنقول ہوئے، ہندوستان آئے اور یہاں کے ملوک وامراء نے بھی آپ کے غیر معمولی علم وفضل کی وجہ سے انتہائی عزت کی، پھر مکہ معظمہ پہنچے، عرصہ تک قیام کیا، پھر مصر گئے اور وہیں سکونت کی اور مسند درس کے صدر نشین ہوئے، چنانچہ ہر مذہب کے اکثر علماء نے آپ سے علم وجاہ ومال کا استفادہ کیا، قاہرہ میں آپ کی بڑی عزت وعظمت تھی، ملوک وامراء کے پاس قطعاً نہ جاتے تھے، بلکہ وہی آپ کے پاس

Marfat.com

آتے تھے، آپ اپنے درس وغیرہ مشاغل اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے ہی تعلق رکھتے تھے۔ (م ۸۴۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات ص ۲۴۱ ج ۷)

شیخ محمد بن زین الدین عبدالرحمٰن علی تفہنی حنفی رحمہ اللہ

اپنے والد ماجد قاضی زین الدین ہی کے زمانہ میں افتاء دارالعدل اور شیخونیہ میں درس حدیث کی خدمات سنبھال لی تھیں، پھر دوسرے مشہور مدارس میں بھی درس حدیث وفقہ دیا۔ (م ۸۴۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات ص ۲۶۵ ج ۷)

الشیخ عبدالرحیم بن قاضی ناصرالدین حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

امام عصر، مسند وقت، محدث ومؤرخ شہیر، معروف بن فرات تھے، اکابر علماء عصر سے علوم کی تحصیل کی اور آپ سے بھی بڑے بڑوں نے تحصیل کی جن کے اسماء احوال مشیخہ تخریج امام محدث سراج الدین عمر بن فہد میں مذکور ہیں، علامہ ابن تغری بردی نے ذکر کیا کہ آپ نے مجھ کو اپنی تمام مسموعات و مرویات کی اجازت دی ہے۔ (م ۸۵۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ شذرات ص ۲۶۹ ج ۷)

حافظ احمد بن علی بن محمد شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور حافظ الدنیا ابن حجر عسقلانی، والد ماجد کا صغر سن ہی میں انتقال ہوگیا تھا، بڑے ہو کر قرآن مجید حفظ کیا اور پہلے شعر وشاعری سے دلچسپی رہی، پھر حدیث کی طرف متوجہ ہوئے، مصر اور باہر کے علماء عصر سے پورا استفادہ کیا، سراج بلقینی، حافظ ابن الملقن، حافظ عراقی، حافظ نورالدین ہیثمی وغیرہ سے حدیث حاصل کی، بعض علماء نے لکھا ہے کہ آپ فطری شاعر، کبس محدث اور بے تکلف فقیہ تھے، معرفت رجال، معرفت عالی ونال اور علم علل احادیث میں درجۂ کمال پر تھے، آپ سے اکثر علماء مصر ونواحی مصر نے استفادہ کیا، خانقاہ بیبرس میں تقریباً بیس سال درس دیا ہے، پھر جب منصب قضاء سے معزول ہوئے تو دارالحدیث کاملیہ کی طرف منتقل ہو گئے تھے، پھر مکرر قضاء شافعیہ پر فائز ہوئے حتیٰ کے آخر عمر میں خود اس سے مستعفی ہوئے اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہوئے۔

آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں: تعلیق التعلیق (جس میں تعلیقات بخاری کو موصول کیا،

Marfat.com

یہ آپ کی پہلی تصنیف ہے) فتح الباری شرح بخاری الاحتفال فی بیان احوال الرجال (اس میں تہذیب الکمال پر اضافہ ہے) تجرید التفسیر میں صحیح بخاری، تقریب الغریب، اتحاف المہرہ، باطراف العشرہ، تہذیب تہذیب الکمال، (۱۲ جلد مطبوعہ حیدر آباد) تقریب التہذیب، تعجیل المنفعۃ، برجال الائمۃ الاربعۃ اصحاب المذاہب، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، لسان المیزان، طبقات الحفاظ (۲ جلد) دررکامنہ، قضاۃ مصر، الکاف الشاف فی تحریر احادیث الکشاف، درایہ تلخیص نصب الرایہ، توالی التاسیس بمعالی ابن ادریس، بلوغ المرام بادلۃ الاحکام، مختصر البدایہ والنہایۃ لابن کثیر الجامع المؤسس، التلخیص الحبیر، تخریج احادیث الاذکار (فوائد البہیہ ص ۱۶) وغیرہ وغیرہ۔ (ولادت ۷۷۳ھ م ۸۵۲ھ)

حضرت شاہ صاحبؒ نے ایک روز درس بخاری میں فرمایا کہ "حافظ ابن حجر اور علامہ سیوطی نے قیام میلاد کو تو مواسیدکم کی وجہ سے مستحب لکھا ہے، گویا موہوم کو متیقن پر قیاس کرلیا، یہ حال ہے تفقہ نہ ہونے کی وجہ سے اجلۂ محدثین کا حافظ ابن حجر پہاڑ حدیث ہیں، مگر فقہ میں درک نہیں ہے"۔

الامیر سیف الدین ابو محمد تغری برمش حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

فاضل محدث تھے، خصوصیت سے اسماء الرجال میں بہت ممتاز تھے، فقہ، تاریخ، ادب اور فنون شہسواری میں بھی مشہور تھے، عربی وترکی دونوں زبان کے فصیح و ماہر تھے، بڑے بہادر، جری، اہل علم اور اصحاب خیر سے محبت کرتے تھے، متواضع تھے، آواز بہت بلند تھی، احادیث کی بڑی کتابیں اکابر محدثین زمانہ سے پڑھی تھیں، مثلاً صحیح بخاری قاضی محب الدین حنبلی سے، صحیح مسلم زرکشی سے، سنن نسائی شہاب کلوتانی حنفی سے، سنن ابن ماجہ شمس الدین مصری سے، سنن ابی داؤد حافظ ابن حجر سے، غرض حدیث وغیرہ علوم کی غیر محصور کتابیں لاتعداد علماء داعیان سے پڑھی تھیں۔ (م ۸۵۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات الذہب لابن عماد حنبلی ص ۲۷۳ ج ۷)

علامہ بدرالدین عینی محمود بن احمد قاہری حنفی رحمہ اللہ

اپنے زمانہ کے امام معقول ومنقول، عارف کامل فروع واصول، مصنف تصنیفات جلیلہ،

Marfat.com

محدث محقق، فقیہ مدقوق، مورخ جلیل وادیب نبیل تھے، طلب علم کے لئے دور دراز بلاد کے سفر کئے اور اکابر داعیان وقت سے علوم کی تحصیل وتکمیل کی، آپ نے معجم الشیوخ میں اپنے اساتذہ کے حالات جمع کئے ہیں، مثلاً حافظ زین الدین عراقی سے بخاری اور الامام ابن دقیق العید پڑھی، حافظ سراج الدین بلقینی سے محاسن الاصطلاح وتضمین مقدمۂ ابن صلاح پڑھیں، مسند الدیار المصریہ تقی الدین، محمد بن محمد دموی سے صحاح ستہ، دارمی، مسند عبد بن حمید، مع ثلث اول مسند احمد پڑھیں، حافظ نور الدین ہیثمی سے بھی تمام کتب حدیث پڑھیں، حافظ قطب الدین حلبی سے معاجم ثلاثہ طبرانی، حافظ شرف الدین محمد بن محمد اشرف الکویک سے شفاء قاضی عیاض اور مسند امام اعظم حافظ زین الدین تغری بن یوسف ترکمانی سے شرح معانی الآثار اور مصابیح السنہ پڑھیں، اسی طرح نجمب بن کشم او مسند الدنیا حجار و مسند کبیر ابن زبیدی وغیرہ سے تحصیل حدیث کی، حافظ سخاوی شافعی نے لکھا کہ عجائب ولطائف میں یہ ہے کہ عینی ابن کشک سے حجار اور ابن زیدی سے روایت حدیث کرتے ہیں اور یہ چاروں محدث حنفی ہیں۔ (ولادت ۷۶۲ھ م ۸۵۵ھ)

دیگر اساتذہ

حدیث کے علاوہ دوسرے علوم کی تکمیل بھی بڑے بڑوں سے کی، مثلاً ملک العلماء فی المعقول والمنقول علامہ الشرق علاؤ الدین علی بن احمد سیرامی سے ہدایہ، کشاف، تلویح و شرح التلخیص وغیرہ، شیخ جمال الدین بن یوسف ملطی سے اصول بزدوی، منتخب، الاصول وغیرہ، علامہ حسام الدین رہاوی سے ان کی تصنیف ''الجار الزاخرۃ فی المذہب الاربعۃ'' وغیرہ شیخ میکائیل سے قدوری، مجمع البحرین وغیرہ پڑھیں، اسی طرح شیخ سراج عمر، شیخ ذوالنون اور شیخ رکن الدین احمد بن محمد بن عبد المومن قاضی قدم سے استفادہ علوم کیا، شیخ رکن الدین نے بخاری کی شرح اسلوب بدیع پر کی تھی جس کے بارے میں حافظ ابن حجر کو اعتراف تھا کہ میں ان کے طرز پر تھوڑا سا بھی لکھنے سے عاجز ہوں۔

درس حدیث

آپ نے ''جامعہ مؤیدیہ'' قاہرہ میں تقریباً چالیس سال درس حدث دیا ہے،

Marfat.com

دوسرے مختلف مدارس میں جو درس دیا وہ اس کے علاوہ ہے، ملک مؤید خود عالم تھا اور علماء سے علمی ابحاث میں دلچسپی لیتا تھا، اسی نے یہ اہتمام کیا تھا کہ اپنے جامعہ مؤیدیہ میں امام طحاوی کی شرح معانی الآثار کے لئے بھی ایک کرسی یا مسند مخصوص کی تھی جس طرح باقی صحاح ستہ کے لئے کرسیاں مخصوص تھیں اور اس کرسی کے لئے حافظ عینی کو متعین کیا تھا کہ آپ اس پر بیٹھ کر شرح معانی الآثار کا درس بھی بخاری وغیرہ کی طرح دیا کریں چنانچہ آپ نے ایک مدت مدیدہ تک اس کا درس پوری شان تحقیق سے دیا ہے، غالباً چالیس سال کی مدت جو نقل ہوئی ہے وہ بھی اسی کے درس کی ہوگی، واللہ اعلم۔

حافظ ابن حجر

حافظ ابن حجر آپ سے بارہ سال چھوٹے تھے، آپ دونوں میں اگرچہ معاصرانہ منافست تھی، مگر پھر بھی حافظ ابن حجر نے آپ سے استفادہ کیا ہے، بلکہ وہ حدیث صحیح مسلم کی اور حدیث مسلم کی اور ایک حدیث مسند احمد کی آپ سے سنی ہیں اور ان کی تخریج بھی بلدانیات میں کی ہے، نیز المجمع المؤسس للمعجم المفہرس کے طبقہ ثالثہ میں آپ کو اپنے شیوخ میں بھی شمار کیا ہے۔

تلامذہ

آپ کے تلامذہ بے شمار ہیں جن میں سے چند نمایاں شخصیات ہیں ہیں: المحقق کمال الدین ابن الہمام حنفی، حافظ قاسم بن قطلو بغا حنفی حافظ سخاوی شافعی، حافظ ابن زریق محدث الدیار الشامیہ، قاضی القضاۃ عزالدین احمد بن ابراہیم کتانی حنبلی، شیخ کمال الدین شمنی مالکی، البدر البغدادی حنبلی، جمال الدین یوسف بن تغری بردی ظاہری مورخ شہیر وغیرہ، حافظ سیوطی شافعی بھی بطور اجازۃ عامہ جس طرح حافظ ابن حجر کے تلمیذ ہیں، آپ کے بھی ہیں، لیکن آپ سے روایت مولفات بواسطہ ابن قطلو بغا ہی کرتے ہیں۔

آپ کا بلند علمی مقام

حدیث، فقہ، اصول، تاریخ و عربیت کے مسلم امام تھے، استحضار احادیث احکام اور

Marfat.com

معرفت علل احادیث واسانید ومتون میں یگانۂ روزگار، موازنۂ ادلۂ مسائل خلافیہ فقہاء میں بڑے مبصر، مذاہب سلف کے بڑے ماہر واقف، ائمہ کبار امت کی مشاہیر وشواذ آراء کا تفحص کرنے والے پھر ان تمام مالہا وماعلیہا کو پیش نظر رکھ کر بحث ونظر کا حق ادا کرنے والے تھے کہ اس سے آگے بحث وتنقیح کی گنجائش باقی نہ رہتی تھی۔

اپنی تمام مؤلفات میں بسط وایضاح مطالب اس حد تک کردیتے تھے کہ دوسرے مظان میں ان کی تلاش سے بے نیاز کردیتے تھے، حل مشکلات وکشف معضلات کے لئے آپ مرجع عوام وخاص تھے، اور آپ کا فتویٰ شریعت کا آخری فیصلہ سمجھا جاتا تھا، آپ کی تصانیف کا مطالعہ کرنے والے آپ کے اس تمام فضل وتفوق کی تصدیق کریں گے۔

مذہب حنفی میں آپ بڑے پختہ اور متصلب تھے اور خود بڑے درجہ کے فقیہ بھی تھے، جیسے بڑے درجہ کے محدث تھے، بخلاف حافظ ابن حجر کے وہ بہت بڑے محدث ضرور تھے، مگر اس درجہ کے فقیہ نہیں تھے، ہمارے حضرت شاہ صاحبؒ کی بھی یہی تحقیق ہے۔ اور چونکہ حافظ عینی غیر معمولی وسعت علم ونظر کی وجہ سے نہایت قوی دلائل سے دلائل خصوم کا معارضہ کرتے تھے جس میں جوابی طور پر کہیں کچھ شدت بھی رونما ہوجاتی تھی، اس لئے مخالفین نے آپ کو تعصب کا الزام لگایا اور اس کو ہمارے بعض اکابر مولانا عبدالحی صاحب وغیرہ نے بھی ذکر کردیا ہے حالانکہ یہ دوسروں کے خلاف تعصب نہیں تھا بلکہ اپنے مذہب پر تصلب تھا، جو کسی طرح مذموم نہیں، البتہ اگر مدافعت وجوابی اقدام کو بطور مشاکلت ومماثلت اور جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کے قاعدہ سے تعصب کا نام دیا جائے تو مضائقہ نہیں، والبادی اظلم۔

بناء مدرسہ ووقف کتب

آپ نے ۸۴۲ھ میں منصب قضا سے سبکدوشی حاصل کی، جیلوں کی نگرانی کے منصب سے بھی ۸۵۳ھ میں دستکش ہوگئے اور ایک مدرسہ اپنی جائے سکونت سے قریب جامع ازہر شریف سے متصل تعمیر کرایا جس کے طلبہ کے واسطہ اپنی مملوکہ کتابیں بھی وقف فرمائیں اس کے بعد باقی کتابیں دارالکتب المصریہ میں داخل ہوئیں۔

تالیفات: آپ کی تصانیف بکثرت ہیں جن میں کچھ زیادہ مشہور یہ ہیں: (۱) عمدۃ

Marfat.com

القاری فی شرح صحیح البخاری (۲۰ جلد) (۲) نخب الافکار شرح معانی الآثار طحاوی (۸ جلد نجط مؤلف، احادیث احکام پر نہایت اعلیٰ قیمتی مباحث کا ذخیرہ ہے جس سے کوئی فریق علماء وفقہا کا مستغنی نہیں ہوسکتا، رجال کے حالات بھی صلب کتاب میں عمدۃ القاری کی طرح ساتھ ساتھ دیئے ہیں (۳) مبانی الاخبار فی شرح معانی الآثار (۶ جلد نجط مؤلف اس میں رجال پر کلام نہیں ہے) (۴) مغانی الاخبار فی رجال معانی الآثار (۲ جلد الگ ہیں جن میں رجال پر کلام کیا ہے، علم رجال میں نہایت نافع اور ترتیب کے لحاظ سے سب سے بہتر کیونکہ آپ نے صحابہ، تابعین وتبع تابعین کو ایک جگہ نہیں کیا بلکہ سب کے طبقات الگ الگ بنا کر حالات لکھے ہیں۔

یہ دونوں شرحیں دار الکتب المصریہ میں قلمی موجود ہیں، حافظ عینی کی یہ حدیثی خدمت بھی شرح بخاری سے کم درجہ کی نہیں ہے، الحمدللہ علی احسانہ کہ نخب الافکر مذکور کا اکثر حصہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب شیخ المبلغین نظام الدین دہلی کو میسر ہوا اور آپ اس کی روشنی میں ''امانی الاحبار شرح معانی الآثار'' لکھ رہے جس کی جلد اول شائع ہو چکی ہے اور اب گویا شرح معانی الآثار کی بہترین تحقیق شرح وجود میں آ گئی، راقم الحروف نے مقدمہ انوار الباری میں بھی اس سے استفادہ کیا ہے اور آئندہ انوار الباری میں بھی اس کی تحقیقات عالیہ پیش کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۵) شرح سنن ابی داؤد (۲ جلد بہترین شروح میں سے ہے جس میں احادیث احکام اور تراجم رجال پر سیر حال بحثیں ہیں مگر افسوس ہے کہ نامکمل ہے (۶) تکمیل الاطراف (ایک جلد، اس سے آپ کے تبحر علمی ومہارت فنی کا پتہ لگتا ہے (۷) کشف اللثام عن سیرۃ ابن ہشام (یہ بھی مکمل نہ ہوسکی (۸) بنایہ شرح ہدایہ (۱۰ جلد تخریج احادیث احکام میں کمال درجہ کا توسع کیا ہے اور علماء امصار کے مذاہب کے بھی بتمام کمال بیان ہوئے ہیں کہ فتح القدیر ابن ہمام میں بھی وہ بات نہیں (۹) الدرر الزاہرہ فی شرح البحار الزاخرہ فی المذہب الاربعۃ للر ہادی (۱۰) غرر الافکار شرح درر البحار فی المذاہب الاربعۃ للفتری (۱۱) مستجمع شرح المجمع (۱۲) رمز الحقائق شرح کنز الدقائق (۱۳) الوسیط فی مختصر المحیط (۲ جلد) (۱۴) منحۃ السلوک شرح تحفۃ الملوک (۱۵) العلم الصیب شرح الکلم الطیب لابن تیمیۃ (۱۶) تحفۃ الملوک فی المواعظ والرقائق (۱۷) زین المجالس (۸ جلد) (۱۸) حواشی تفسیر کشاف (۱۹) حواشی تفسیر ابی اللیث (۲۰) حواشی تفسیر بغوی

Marfat.com

(۲۱) شرح المنار (۲۲) طبقات الحنفیہ (۲۳) معجم الشیوخ (۲۴) عقد الجمان فی تاریخ الزمان (۲۵) مجلدات کبیرہ موجود مکتبہ شیخ الاسلام (۲۵) مختصر التاریخ الکبیر المذکور (۸ مجلد) (۲۶) مختصر المختصر فی التاریخ (۳ مجلد) (۲۷) تاریخ الاکاسرہ (۲۸) طبقات الشعراء (۲۹) سیر الانبیاء (۳۰) مختصر تاریخ ابن عساکر (۳۱) شرح شواہد الصغیر والکبیر (۳۲) کتاب العروض وغیرہ۔

شیخ عبد السلام بن احمد بن عبد المنعم حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

امام وعلامہ عصر تھے، علامہ برہان بقاعی نے "عنوان الزمان میں کہا کہ آپ ۷۸۰ھ میں پیدا ہوئے، پہلے فقہ، اصول، نحو ومعانی وغیرہ کی بہت زیادہ کتابیں حفظ کیں، پھر بخاری وغیرہ کتب احادیث اکابر محدثین سے پڑھیں، اول اکابر فقہاء حنابلہ سے فقہ حنبلی میں تخصص حاصل کیا، پھر فقہ شافعی میں ریسرچ وتحقیق کی، پھر فقہ حنفی کے گرویدہ ہوئے، مجمع البحرین حفظ یاد کی اور دوسرے فقہاء حنفیہ سے استفادہ کے بعد شیخ ضیاء الدین ہروی حنفی سے فقہ حنفی بتمام وکمال حاصل کیا اور بہت سے علوم غیر محصور علماء کی خدمت میں رہ کر حاصل کئے، اوزنجان کا سفر کیا اور تصوف میں شیخ یار علی سیواسی سے مستفید ہوئے، حلب وبیت المقدس رہ کر مقتدائے وقت شیخ شہاب الدین بن ہایم کی خدمت میں رہے، پھر قاہرہ جا کر حدیث شیخ ولی عراقی، جمال حنبلی اور شمس شامی وغیرہ سے بھی حاصل کی اور وہاں کئی جگہ پر درس بھی دیا، لوگوں نے آپ سے بہت زیادہ دینی وعلمی نفع حاصل کیا، حافظ قاسم بن قطلوبغا جیسے اکابر آپ کے تلامذہ میں ہیں، بڑے زاہد، عابد، عفیف، قناعت پسند بزرگ تھے، آپ کے اشعار میں سے دو شعر اکثر نقل ہوئے ہیں۔

شرابک المختوم فی انیه و خمرا عدائک فی آنیه
فلیت ایامک لی انیه قبل انقضاء العمر فی انیه

(م ۸۵۹ھ) (شذرات ص ۲۹۴ ج ۷)

شیخ کمال الدین بن الہمام محمد بن عبد الواحد حنفیؒ

امام عصر، علامہ دوراں، محدث علام، فقیہ الکلام، جامع اصول وفروع، اصولی مفسر، کلامی، نحوی، منطقی جدلی تھے، ابن نجیم نے بحر الرائق میں آپ کو اہل ترجیح لکھا اور بعض دوسرے علماء نے

Marfat.com

اہل اجتہاد سے شمار کیا ہے اور یہی رائے قوی ہے جس کی شاہد آپ کی تصانیف و تالیفات ہیں۔ (فوائد بہیہ) آپ نے حدیث ابوذرعہ عراقی، شمس شامی وغیرہ سے سنی، معقولات میں کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے، آپ کے اقران میں سے شیخ برہان ابناس نے کہا کہ میں نے دین کے حجج و دلائل طلب کیے تو معلوم ہوا کہ ابن ہمام سے بڑھ کر ان کا عالم ہمارے شہر میں کوئی نہ تھا۔

آپ ارباب احوال و اصحاب کشف و کرامات میں سے تھے، نماز ہلکی پڑھتے تھے، جیسی ابدال پڑھتے ہیں، ایک مدت تک افتاء بھی کیا، آپ کی تصانیف میں سے فتح القدیر، شرح ہدایہ نہایت محققانہ بے نظیر کتاب ہے، دوسری تالیفات اصول فقہ میں التحریر بھی بہت عمدہ لاجواب ہے، عقاید میں مسایرہ اور فقہ میں زاد الفقیر لکھی (زاد الفقیر مع تعلیقات حضرت مولانا محمد بدر عالم صاحب دام ظلہم مہاجر مدنی مجلس علمی ڈابھیل سے شائع ہوئی تھی، ایک رسالہ اعراب سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم میں لکھا، وغیرہ۔

آپ کی تمام تصانیف ایسے علمی ابحاث و فوائد پر مشتمل ہیں جو دوسری کتابوں میں بہت کم ملتے ہیں تحریر کی شرح آپ کے تلمیذ خاص ابن امیر الحاج حلبی نے کی۔ (م ۸۶۱ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (فوائد، شذرات و حدائق)

شیخ یعقوب بن ادریس حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

محدث شہیر، ماہر اصول و فروع اور جامع و منقول تھے، علوم کی تحصیل محمد بن حمزہ قاری وغیرہ سے کی، بلاد شام و مصر گئے تو سب جگہ علماء و فضلاء نامدار نے آپ کے فضل و کمال کا اعتراف کیا، آپ نے شرح مصابیح السنۃ اور حواشی ہدایہ لکھے۔ (م ۸۶۳ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

شیخ سعد الدین بن الشمس الدیری نابلی حنفی رحمہ اللہ

بڑے محدث، فقیہ و مفتی تھے، حدیث برہان ابراہیم بن زین عبدالرحیم بن جماعہ سے روایت کی، استحضار مسائل، فہم معانی تنزیل اور حفظ متون احادیث میں اپنے زمانہ میں بے نظیر تھے، مدت تک درس و افتاء میں مشغول رہے، ۸۴۲ھ میں مصر کے دار القضاء حنفیہ کے متولی ہوئے، حافظ شمس

Marfat.com

الدین سخاوی نے آپ کے ترجمہ میں لکھا کہ میں نے آپ سے بہت کچھ پڑھا ہے۔

تصانیف یہ ہیں، تکملہ شرح ہدایہ سروجی (۷ جلد) منظومہ نعمانیہ (اس میں عجیب وغریب فوائد ہیں) شرح عقائد نسفی وغیرہ، (م ۸۶۸ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ وحدائق)

شیخ شرف الدین یحییٰ بن محمد شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث تھے، علامہ سیوطی نے حسن المحاضرہ میں لکھا کہ وہ ہمارے شیخ تھے، شیخ ولی الدین عراقی سے فقہ، اصول اور حدیث کی تحصیل کی، پھر درس وافتاء میں مشغول ہوئے، آپ کی تصانیف میں سے شرح مختصر المزنی اور حاشیہ نور الروض ومختصر الروض من الانف للسہیلی مشہور ومعروف ہیں۔ (م ۸۷۱ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالۃ المستطرفہ وشذرات الذہب)

حافظ تقی الدین بن فہد رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث تھے، آپ نے حافظ ذہبی کی تذکرۃ الحفاظ کا ذیل لکھا جو لحظ الالحاظ بذیل طبقات الحفاظ کے نام سے دمشق میں چھپ کر شائع ہو گیا ہے، آپ کے صاحبزادے نجم الدین عمر بن فہد (م ۸۸۵ھ) نے تذکرہ الحفاظ اور لحظ الحاظ دونوں کے اشخاص کو بجائے طبقات کے حروف تہجی پر مرتب کر کے ایک نئی کتاب بنادی ہے اور نام تذکرہ الحفاظ ہی رکھا۔

آپ کے علاوہ حسینی دمشقی (م ۷۱۵ھ) نے بھی ذیل تذکرۃ الحفاظ لکھا اور علامہ سیوطی نے بھی طبقات الحفاظ کے نام سے ذہبی کے تذکرۃ الحفاظ کی تلخیص کی، حسینی، ابن فہد اور سیوطی تینوں کے مذکورہ بالا ذیول مجموعہ ''تذکرہ الحفاظ'' کے نام سے محدث کوثریؒ کی تصحیح و تعلیق کے ساتھ دمشق سے ایک ضخیم جلد میں شائع ہو گئے ہیں۔ (متوفی ۸۷۱ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (ابن ماجہ وعلم حدیث مولانا نعمانی عم فیضہم)

شیخ احمد بن محمد بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے متبحر محدث وفقیہ ومفسر تھے، پہلے اپنے والد ماجد اور دادا کی طرح مالکی تھے، پھر حنفی ہو گئے تھے، حدیث ولی الدین عراقی سے حاصل کی، تمام علوم وفنون میں اپنے

Marfat.com

معاصرین سے فائق ہوئے، حافظ سخاوی نے مدت تک آپ سے پڑھا ہے، علامہ سیوطی بھی آپ کے تلمیذ حدیث ہیں اور ایک جزو حدیث مسلسل بالنحاۃ کی آپ سے روایت کر کے اس کی تخریج بھی کی ہے اور بغیۃ الوعاۃ فی طبقات النحاۃ میں آپ کی انتہائی مدح وثناء کی ہے، مثلاً لکھا کہ آپ علم تفسیر کے دریائے محیط اور کشاف وقائق تھے، حدیث کی روایت ودرایت اور حل مشکلات وفتح مغلقات میں تنہا آپ ہی مرجع ومعتمد تھے، فقہ میں وہ درجہ تھا کہ امام اعظم آپ کو دیکھتے تو انعام واکرام کرتے، کلام میں ایسے بلند پایہ کہ اشعری آپ کو اپنے پاس بٹھاتے اور خوش ہوتے، اسی طرح دوسرے علوم میں تشوق لکھ کر چند اشعار مدحیہ بہت ہی شاندار لکھے ہیں جو صاحب شذرات نے نقل کیے ہیں۔

آپ کی تصانیف یہ ہیں: کمال الدرایہ شرح الوقایہ (جس سے آپ کے احادیث احکام سے متعلق غیر معمولی وسعت علم وتبحر کا اندازہ ہوتا ہے) شرح المغنی لابن ہشام، حاشیہ شفاء شرح نظم النخبہ فی الحدیث، ارفق المسالک لتادیۃ المناسک، (م ۸۷۲ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ، شذرات، حدائق)

المولی علاؤ الدین علے بن محمود حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

امام فخر الدین رازی شافعیؒ کی اولاد میں سے بڑے پایہ کے حنفی عالم ہوئے ہیں، ابتداء عمر سے ہی تصنیف کا شوق تھا، اسی لئے مصنفک (چھوٹے مصنف) مشہور ہوئے، اکابر علماء سے تمام علوم وفنون میں کامل دستگاہ پائی، ہر روز ایک جزو تصنیف کر لیتے تھے، آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں: شرح المصابیح للبغوی، شرح الکشاف، حاشیہ تلویح، حاشیہ شرح وقایہ، حاشیہ شرح عقائد، شرح الارشاد، شرح اللباب، شرح المطول وغیرہ۔ (م ۸۷۵ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات الذہب ص ۳۱۹ ج ۷)

حافظ حدیث علامہ زین الدین ابو العدل قاسم حنفیؒ

امام عصر، محدث اعظم، فقیہ کامل، جامع علوم وفنون، استحضار مذاہب میں بے نظیر تھے، مناظرہ

Marfat.com

اور اسکات خصم میں ید طولیٰ رکھتے تھے، حفظ قرآن مجید و دیگر کتب علوم و فنون سے فارغ ہو کر اکابر علماء و محدثین عصر سے تکمیل، آپ کے خاص اساتذہ یہ ہیں: حافظ بدر الدین عینی حنفی، حافظ ابن الہمام حنفی، حافظ ابن حجر شافعی، سراج قاری الہدایہ حنفی، عز بن عبد السلام بغدادی حنفی، عبد اللطیف کرمانی وغیرہ، مگر سب سے زیادہ آپ حافظ ابن ہمام کی خدمت میں رہے اور زیادہ سے زیادہ علوم کا استفادہ ان سے کیا، آپ کے تلامذہ میں سخاوی وغیرہ مشہور ہیں، آپ کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں، ورنہ یوں ستر سے زیادہ تو فقہ و حدیث ہی میں آپ کی تالیف قیمہ ہیں۔

(۱) شرح مصابیح السنۃ (۲) تخریج احادیث الاختیار (۳) رجال شرح معانی الآثار (۴) تخریج احادیث اصول البزدوی (۵) تخریج احادیث الفرائض (۶) تخریج احادیث شرح القدوری للاقطع (۷) ثقات الرجال (۴ مجلد) (۸) تحفۃ الحیاء بمافات من تخاریج الاحیاء (۹) منیۃ الالمعی فی مافات من تخریج احادیث الہدایۃ للزیلعی (اسی کے آخر میں ان احادیث کی بھی تخریج چھپ گئی ہے جن کے بارے میں حافظ ابن حجر نے درایہ تلخیص نصب الرایہ میں "لم اجدہ" کا ریمارک کیا تھا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا علم و مطالعہ حدیث حافظ الدنیا ابن حجر سے بھی بڑھا ہوا تھا (۱۰) تخریج احادیث تفسیر ابی اللیث (۱۱) شرح مختصر المنار (۱۲) شرح مجمع البحرین (۱۳) شرح درر البحار (۱۴) معجم (۱۵) شرح منظومۃ ابن الجزری فی علم الحدیث (۱۶) تعلیق تفسیر البیضاوی (۱۷) ترجیع الجوہر النقی (۱۸) حاشیۂ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث (۱۹) حاشیہ مشارق الانوار (۲۰) تعلیقات نخبۃ الفکر (۲۱) امالی مسانید ابی حنیفہ (۲ جلد) (۲۲) حاشیہ تلویح (۲۳) مجموعۃ الفتاویٰ (۲۴) تاریخ ابی یعلی خلیلی (م ۴۴۶ھ) کو جس میں محدثین و علماء کے حالات ابو یعلی نے ترتیب بلاد سے اپنے زمانہ تک کے ذکر کیے تھے، ان کو علامہ قاسم بن قطلو بغا نے ترتیب حروف سے مرتب کیا، آپ کی اس خدمت کی نشاندہی علامہ کتانی (م ۱۳۴۵ھ) نے الرسالۃ المستطرفہ ص ۱۰۸ (مطبوعہ کراچی میں کی ہے، جزاہ اللہ خیرا۔ (م ۸۷۹ھ)

شیخ ابو عبد اللہ محمد بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

علماء حنفیہ میں سے حلب کے جلیل القدر عالم حدیث، تفسیر و فقہ اور امام وقت علامہ و مصنف

Marfat.com

تھے، آپ کی تصانیف فاخرہ بہت مشہور ہیں، مثلاً شرح التحریر لابن الہمام (اصول فقہ میں ۳ مجلد) جو تخریج احادیث، بیان طرق احادیث ومخرجین سے بھری ہوئی ہیں اور اس سے آپ کے وسعت علم حدیث پر پوری روشنی پڑتی ہے، آپ سے بڑے بڑوں نے علم حاصل کیا اور آپ کی شاگردی پر فخر کیا ہے۔ (م ۸۷۹ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ (والرسالہ ص ۶۰ او شذرات ص ۳۲۸)

شیخ امین الدین یحییٰ بن محمد اقصرائی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے جلیل القدر عالم تھے، علامہ سیوطی کی حسن المحاضرہ میں ہے کہ آپ قاہرہ میں اپنے زمانہ کے الحنفیہ تھے، ولادت ۷۹۰ھ کے کچھ بعد ہوئی اور ریاست مذہب حنفی آپ کے زمانہ میں آپ ہی پر منتہی ہوئی، (م ۸۷۹ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات ص ۳۲۸ ج ۷)

شیخ محی الدین ابوعبداللہ محمد بن سلیمان حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث، مفسر، نحوی، لغوی وادیب اور نہایت واسع العلم تھے، کافیہ سے بڑا شغف تھا، اس لئے کافیجی مشہور ہو گئے تھے، علامہ سیوطی نے آپ کو بغیۃ الوعاۃ میں شیخنا العلامہ، استاذ الاساتذہ لکھا، کبار علماء ومشائخ سے علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل کئے، علوم حدیث پر بھی بڑی نظر تھی، مشتغلین حدیث سے بڑا تعلق ومحبت رکھتے تھے، اہل بدعت سے سخت متنفر تھے، بڑے عابد زاہد تھے، فن حدیث میں، المختصر فے علوم الحدیث اور تفسیر میں المختصر فی علوم التفسیر لکھی، مسائل نحو میں بڑا کمال تھا، شرح قواعد الاعراب اور شرح کلمتی الشہادۃ مختصر مگر بہت نافع وگرانقدر تالیفات کیں، ایک روز اپنے بڑے تلامذہ سے زید قائم کا اعراب پوچھ بیٹھے اور پھر ۱۱۳ بحثیں اس بارے میں لکھوائی۔ (م ۸۷۹ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات الذہب ص ۳۲۷ ج ۷)

شیخ سیف الدین محمد بن محمد بن عمر حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث، مفسر وفقیہ تھے، علامہ سیوطی نے حسن المحاضرہ وطبقات النحاۃ میں آپ کو شیخنا الامام العلامۃ سیف الدین حنفی نے لکھا، آپ کے شیخ واستاذ ابن ہمام نے آپ کو محقق الدیار المصریہ لکھا اور سالک طریق سلف، عابد، صاحب خیر اور اہل دنیا سے متنفر

Marfat.com

کہا، ہمیشہ درس علوم کا مشغلہ رکھتے تھے، فتویٰ سے احتراز کرتے، جامعہ منصوریہ وغیرہ میں تفسیر وفقہ کا درس دیا ہے، مدرسۃ العینی میں درس حدیث کیلئے آپ سے بہت اصرار کیا گیا، مگر معذرت کی، توضیح ابن ہشام پر آپ کا بڑا طویل حاشیہ ہے جو بہت زیادہ فوائد علمیہ پر مشتمل ہے، شیخ ابن ہمام حج کو گئے تو اپنی جگہ مشیخۃ الشیخونیہ میں متعین کیا تھا۔ (م ۸۸۱ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات الذہب ص۳۳۲ ج ۷)

شیخ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت قاہرہ میں ہوئی، آپ کا سب خاندان علم وفضل کا گہوارہ ہے اور سلسلۂ نسب ابو جراوہ خادم خاص حضرت علیؓ سے ملتا ہے، آپ کے اجداد میں سے شیخ ہبت اللہ بن احمد نے اس خاندان میں سب سے پہلے قضاء کا منصب سنبھالا، بڑے عالم ومحدث تھے جنہوں نے ''الخلاف بین ابی حنیفۃ وصاحبیہ'' جیسی اہم گرانقدر کتاب لکھی۔

پھر کمال الدین ابن العدیم (م ۶۶۰ھ) اپنے وقت کے امام ورئیس الحنفیہ علامہ محدث ومورخ اعظم ہوئے، جنہوں نے بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب تیس جلدوں میں لکھی، نیز حدیث وفقہ وادب میں بھی گرانقدر تالیفات کیں، لکھا ہے کہ اپنے فضائل وکمالات کے اعتبار سے عدیم النظیر تھے، پھر مجد الدین عبدالرحمٰن (م ۶۷۷ھ) بھی بڑے عالم ومحدث عارف مذہب ہوئے، آپ نے جامع حاکم میں خطبہ دیا اور ظاہریہ میں درس علوم دیا۔

ان کے بعد احمد بن ابراہیم بھی بڑے محدث ہوئے، جن سے ۸۳۵ھ میں حافظ ابن حجر نے حدیث پڑھی ہے، درمیان میں اور بھی جتنے آپ کے سلسلے کے آباؤ اجداد گزرے وہ سب علماء ذوی القدر اور قاضی القضاۃ حلب ہوئے، آپ بھی امام وقت و علامۂ روزگار محدث متبحر وفقیہ جید ہوئے، حافظ عراقی، برماوی اور ابن جزری ایسے اکابر محدثین نے آپ کو حدیث پڑھائی اور حدیث وفقہ شائع کرنے کی اجازت وسند دی، آپ کو اپنے پردادا کے مثل ہونے کی وجہ سے ''ابن عدیم'' کہا جاتا تھا۔ (ولادت ۸۱۱ھ متوفی ۸۸۲ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (فوائد بہیہ ص ۱۴۷ شذرات وحدائق)

Marfat.com

المولیٰ محمد بن قطب الدین ازنیقی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

امام عصر، عالم باعمل، جامع علوم نقلیہ، وعقلیہ، مولی فناری کے تلمیذ خاص تھے، ہر علم وفن میں ماہر وکامل ہوئے، اپنے سب اقران پر فوقیت لے گئے، مسلک تصوف میں بھی باکمال ہوئے، شریعت وطریقت وحقیقت کو جمع کیا اور مفتاح الغیب صدر الدین قونوی کی اعلیٰ درجہ کی شرح لکھی نیز خصوص صدر قونوی کی بھی شرح کی۔

(م ۸۸۵ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات الذہب ص ۳۴۳ ج ۷)

مولی خسرو محمد بن قراموز رومی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

امام وقت، علامۂ زماں، صاحب تصانیف، محدث وفقیہ واصولی تھے، آپ کے والد ماجد امراء ودولت سے تھے اور نو مسلم تھے، آپ نے اکابر علماء عصر سے علوم کی تحصیل و تکمیل کی، مطول پر حواشی لکھے اور مدرسہ شاہ ملک مدنیہ اورنہ میں مدرس ہوئے۔

پھر مدرسہ حلبیہ میں مدرس ہوئے اور سلطان محمد خان دوبارہ تخت سلطنت پر بیٹھے تو آپ کی تنخواہ روزانہ ایک سو درہم کردی تھی، پھر قسطنطنیہ فتح ہوا تو آپ کو وہاں کا قاضی بھی بنا دیا گیا اور جامع ایا صوفیا میں بھی درس علوم دینے لگے۔

معمولی سادہ لباس پہنتے تھے، چھوٹا عمامہ باندھتے تھے، بہت ہی متواضع منکسر المزاج تھے، لاتعداد خدام وغلام تھے، مگر اپنا کام خود کرتے تھے اور نہایت خوش اخلاق، ملنسار تھے، سلطان محمد آپ کی بڑی عزت کرتا تھا اور آپ پر فخر کرتا اور اپنے وزراء سے کہا کرتا تھا کہ یہ اس زمانہ کے ابو حنیفہ ہیں۔

باوجود قضاء افتاء تدریس کے مشاغل مہمہ کے روزانہ دو ورق کتب سلف سے نہایت خوش خط نقل کیا کرتے تھے، آپ کی تصانیف یہ ہیں، حواشی مطول، حواشی تلویح، حواشی تفسیر بیضاوی، مرقاۃ الوصول فی علم الاصول، شرح مرقاۃ مذکور، الدرر والغرر وغیرہ، (م ۸۸۵ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات ص ۳۴۲ ج ۷)

Marfat.com

شیخ عزالدین عبداللطیف بن عبدالعزیز بن امین الدین حنفیؒ

ابن فرشتہ اور ابن ملک کے نام سے بڑے عالم و فاضل محدث گزرے ہیں، دقائق و مشکلات کو حل کرنے میں ماہر کامل تھے، بہت مفید علمی تصانیف کیں، مثلاً حدیث میں مبارق الازہار، شرح مشارق الانوار، اصول فقہ میں شرح منار، فقہ میں شرح مجمع البحرین وشرح وقایہ اور ایک رسالہ علم تصوف میں۔ (م ۸۸۵ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات وحدائق حنفیہ)

الموالی شمس الدین احمد بن موسیٰ الشہیر ''بالخیالی'' حنفیؒ

بڑے محقق مدقق عالم، جامع معقول ومنقول تھے، درس و تالیف آپ کے بہترین مشاغل تھے، شرح عقائد پر آپ کے حواشی نہایت مشہور ومقبول ومتداول ہوئے، اس میں بعض مضامین ایسے دقیق ودشوار ہیں کہ بڑے بڑے فضلاء ان کو حل کرنے سے عاجز ہوتے ہیں لیکن حضرت مولانا عبدالحکیم صاحبؒ سیالکوٹی نے ان کا بھی بہترین حل کر دیا ہے۔

اوائل شرح تجرید پر بھی حواشی لکھے، صرف ۳۳ سال عمر ہوئی، بڑے بڑے علماء نے آپ کی شاگردی کی، بڑے عابد وزاہد تھے، صوفیہ کے طریقہ پر ذکر واذکار میں بھی مشغول ہوتے تھے، دن رات میں صرف ایک دفعہ کھانا کھاتے تھے، علامہ ابن عماد حنبلی نے آپ کو امام علامہ لکھا، (م ۸۸۶ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات الذہب ص ۳۴۴ وحدائق حنفیہ)

شیخ احمد بن اسماعیل بن محمد کورانی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مولیٰ فاضل کے نام محدث کبیر مشہور تھے، اپنے زمانہ کے اکابر علماء کے علوم کی تحصیل وتکمیل کر کے یگانہ روزگار ہوئے، شہر بروسا میں مدرسہ مرادخان غازی میں درس علوم دیا، پھر منصب قضاء وافتاء پر بھی فائز ہوئے۔

۸۶۷ھ میں آپ نے ایک تفسیر ''غایۃ الامانی فی تفسیر الکلام الربانی'' لکھی جس میں زمخشری اور بیضاوی پر اکثر جگہ مواخذات کئے، پھر ۸۷۴ھ میں شہر اورنہ میں صحیح

Marfat.com

بخاری کی شرح الکوثر الجاری علی ریاض البخاری'' لکھی اس میں اکثر مواضع میں کرمانی اور حافظ ابن حجر پر اعتراضات کئے، بڑے عابد، زاہد، شب زندہ دار تھے، نقل ہے کہ رات کو بالکل نہ سوتے تھے اور روزانہ ایک ختم قرآن مجید ہر شب میں کرتے تھے۔ (م ۸۹۳ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

شیخ شہاب الدین العباس احمد بن احمد رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے زمانہ کے مشہور محدث اور متاخرین صوفیہ کرام کے ان کے محققین میں سے ہیں جنہوں نے حقیقت وشریعت کو جمع کیا ہے، شیخ شہاب الدین قسطلانی وغیرہ آپ کے تلامذہ میں ہیں، آپ کی تصانیف سے حاشیہ بخاری، شرح قرطبیہ، شرح اسماء حسنی، قواعد التصوف (قواعد الطریقۃ فی الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ کشف الظنون، حوادث الوقت وغیرہ ہیں۔ (م ۸۹۳ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (بستان المحدثین)

حافظ محمد بن عبدالرحمٰن شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور ومعروف محدث علام تھے، ابتداء عمر میں حفاظ قرآن مجید کے بعد بہت سے علوم وفنون کی کتابیں یاد کیں، دوسرے علوم کے ساتھ حدیث، فقہ، قرأت تاریخ وعربیت میں ممتاز مقام حاصل کیا، چار سو سے زیادہ کبار سے اخذ علوم کیا، حافظ ابن حجر کے مخصوص تلامذہ و اصحاب میں سے تھے، صحیح بخاری کو ۱۲۰ علماء سے روایت کرتے تھے، تحصیل علم کے لئے دور دراز بلاد وامصار کے سفر کئے، آپ کے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان روایت حدیث کے صرف دس واسطے ہیں۔

کئی بار حج کے لئے حاضر ہوئے، اور حج ۸۷۰ھ کے بعد ایک عرصہ کے لئے مجاورت مکہ معظمہ اختیار فرمالی اور وہاں بھی درس میں مشغول ہوئے پھر ۸۵ھ میں حج کیا اور دو سال مکہ مظعمہ میں اور تین ماہ مدینہ طیبہ میں اقامت کی، پھر ۸۹۲ھ میں حج کیا اور دو سال رہے پھر ۹۶ھ میں حج کے لئے حاضر ہوئے اور درمیان ۹۸ھ تک قیام فرما کر مدینہ طیبہ پہنچے وہاں

Marfat.com

چند ماہ اور رمضان گزار کر مکہ معظمہ واپس ہوئے اور ایک مدت رہ کر پھر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے پھر وقت وفات تک وہیں رہے (یہ تفصیل میں نے اس لئے دے دی ہے کہ اس زمانہ کے اکابر وعلماء کا حرمین سے تعلق اور وہاں کے قیام کا طور وطریق معلوم ہو)

آپ سے غیر محصور علماء نے تحصیل علوم کی، آپ کی تصانیف اعلیٰ درجہ کی تحقیقاتی اور نہایت مفید ہیں، پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ کے اندر مذہبی تعصب نہیں تھا، طبعیت نہایت ہی انصاف پسند تھی، اسی لئے اپنے شیخ اعظم حافظ ابن حجر تک کے تعصب کو بھی برداشت نہ کر سکے اور صراحت سے فرما گئے کہ کہ ہمارے شیخ نے حنفیہ کے ساتھ تعصب وتنگ نظری کا معاملہ کیا ہے، جس کا ذکر حافظ ابن حجر کے حالات میں پہلے ہو چکا ہے، آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں: فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث (جو بہترین جامع تحقیقی تصنیف ہے) الضوء اللامع لاہل القرن التاسع (٦ جلد) اس میں آپ نے خود اپنا تذکرہ بھی حسب عادت محدثین کیا ہے، المقاصد الحسنہ فی الاحادیث الجاریۃ علی الالسنہ (جو علامہ سیوطی کی الجواہر المنتثرہ سے زیادہ جامع و اتقن ہے) القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع، الاعلان بالتوبیخ علی من ذم علم التوریخ (نہایت نفیس اعلیٰ تالیف ہے) التاریخ المحیط (حروف معجم سے مرتب ہے) تلخیص تاریخ الیمن، تحریر المیزان، عمدۃ القاری، والسامع فی ختم الصحیح الجامع وغیرہ۔

علم جرح وتعدیل میں بھی بڑے عالم وفاضل تھے، حتیٰ کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حافظ ذہبی کے بعد ان کے طرز وطریق پر چلنے والے صرف آپ ہی ہوئے ہیں۔ (م ۹۰۲ھ ولادت ۸۳۱ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات الذہب ص ۱۵ ج ۸)

الشیخ العالم المحدث راجح بن داؤد بن محمد حنفی رحمہ اللہ

صوبہ گجرات کے بڑے عالم ومحدث تھے، اکابر علماء سے تحصیل کی اور حرمین جاکر وہاں کے محدثین سے بھی استفادہ کیا، حافظ سخاوی نے الضوء اللامع میں آپ کا ذکر کیا اور یہ بھی لکھا کہ مجھ سے بھی شرح الفیۃ الحدیث پڑھی ہے اور میں نے ان کو اجازت روایت حدیث لکھ کر دی۔ (م ۹۰۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۱۱۱)

Marfat.com

حافظ عبدالرحمٰن بن محمد بن الشیخ ہمام الدین سیوطی شافعیؒ

مشہور مسند محقق، محدث علام مدقق، صاحب مولفات فائقہ نافعہ تھے، پانچ سال کچھ ماہ کے تھے کہ سایۂ پدری سے محروم ہوگئے، حسب وصیت والد ماجد چند بزرگوں کی سرپرستی میں آئے جن میں سے شیخ کمال بن الہمام حنفی بھی تھے، انہوں نے آپ کا وظیفہ شیخونیہ سے کرادیا اور آپ کی طرف پوری توجہ کی، ۸ سال کی عمر میں حفظ قرآن مجید سے فارغ ہوکر فنون کی کتابیں حفظ کیں، شیخ شمس سیرامی اور شیخ شمس مرزبانی حنفی سے بہت سی درسی وغیر درسی کتابیں پڑھیں، علامہ بلقینی، علامہ شرف المنادری اور محقق الدیار المصریہ سیف الدین محمد بن محمد حنفی نیز علامہ شمنی وعلامہ کافیجی کے حلقہ ہائے درس سے بھی مدتوں استفادہ کیا۔

غرض پوری طرح تحصیل وتکمیل کے بعد درس تالیف میں مشغول ہوئے اور بہترین مفید تالیفات کیں جن کا شمار پانچ سو سے اوپر کیا گیا ہے، نہایت سریع التالیف تھے اپنے زمانہ میں علم حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے، خود فرمایا کہ "مجھے دو لاکھ احادیث یاد ہیں اور اگر اس سے زیادہ مجھے ملتیں تو ان کو بھی یاد کرتا، شاید اس وقت اس سے زیادہ دنیا میں موجود نہیں ہیں"۔

چالیس سال کی عمر ہوکر ترک وتجرید اختیار کی، ایک طرف گوشہ نشین ہوکر درس وافتاء بھی چھوڑ کر صرف عبادت وتالیف کا شغل رکھا، تمام دنیوی تعلقات ختم کردیئے تھے، امراء و اغنیاء آپ کی زیارت کے لئے آتے اور ہدایا واموال پیش کرتے، مگر آپ کسی کا ہدیہ قبول نہ کرتے تھے، سلطان غوری نے ایک خصی غلام اور ایک ہزار اشرفی بھیجی تو اشرفیاں واپس کردی اور غلام کو آزاد کرکے حجرہ نبویہ (علی صاحبہا الف الف سلام وتحیہ) کا خادم بنادیا، سلطان کے قاصد سے کہا کہ آئندہ کوئی ہدیہ ہمارے پاس نہ آئے خدا نے ہمیں ان ہدایا و تحائف دنیا سے مستغنی کردیا ہے، بادشاہ نے کئی بار ملاقات کے لئے بلایا، مگر آپ نہ گئے، کئی بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے دوسروں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یا شیخ السنہ، یا شیخ الحدیث کہہ کر خطاب فرمایا۔

شیخ عبدالقادر شاذلی نے آپ سے یقظہ میں بھی زیارت کا واقعہ اور اسی طرح خطاب

Marfat.com

فرمانا نقل کیا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں اہل جنت سے ہوں؟ ارشاد فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا، کیا بغیر کسی عتاب کے؟ ارشاد فرمایا تمہارے لئے یہ بھی سہی؟ شاذلی نے دریافت کیا کہ کتنی بار آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارکہ بیداری میں ہوئی ہے؟ فرمایا ستر سے زیادہ مرتبہ۔

آپ کے خادم خاص محمد بن علی حباک سے یہ واقعہ بھی نقل ہوا ہے کہ ایک روز قیلولہ کے وقت فرمایا کہ اگر تم میرے مرنے سے پہلے اس راز کو افشا نہ کرو تو آج عصر کی نماز مکہ میں پڑھوا دوں؟ عرض کیا ضرور! فرمایا آنکھیں بند کرلو! اور ہاتھ پکڑ کر تقریباً ۲۸ قدم چل کر فرمایا اب آنکھیں کھول دو تو ہم باب معلاۃ پر تھے، حرم پہنچ کر طواف کیا، زمزم پیا، فرمایا کہ اس سے کچھ تعجب مت کرو کہ ہمارے لئے طی ارض ہوا بلکہ زیادہ تعجب اس کا ہے کہ مصر کے بہت سے مجاورین حرم ہمارے متعارف یہاں موجود ہیں، مگر ہمیں نہ پہچان سکے، پھر فرمایا، اگر تم چاہو تو ساتھ چلو یا حاجیوں کے ساتھ آجانا، عرض کیا ساتھ چلوں گا، باب معلاۃ تک گئے، پھر فرمایا آنکھیں بند کرلو اور مجھے صرف سات قدم دوڑایا، آنکھیں کھولیں تو مصر میں تھے، آپ کے مناقب، کرامات اور صحیح پیش گوئیاں بکثرت ہیں، مگر سب سے بڑی کرامت آپ کی تالیفات ہیں جو اکثر مشہور و معروف ہیں، بستان المحدثین میں آپ کی مسلسلات صغریٰ کا الرسالۃ المستطرفہ میں جیاد المسلسلات اور مسلسلات کبریٰ کا ذکر ہے جس میں ۸۵ حدیث ہیں۔ (م ۹۱۱ھ ولادت ۸۴۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ و جعلنا معہ و من معہ فی جنات النعیم (شذرات الذہب ص ۵۱ ج ۸)

السید الشریف علی بن عبداللہ بن احمد سمہودی شافعیؒ

بڑے محدث، عالم و مورخ تھے، آپ کی ''الوفا بما یجب لحضرۃ المصطفی اور وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی'' وغیرہ نہایت قابل قدر علمی، تاریخی تالیفات ہیں۔ (م ۹۱۱ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (الرسالہ ص ۱۶۴)

شیخ عبدالبر بن محمد بن محب الدین محمد بن حنفی رحمہ اللہ

خاندانی لقب ابن شحنہ، اصل وطن حلب تھا، پھر قاہرہ مصر کی سکونت اختیار کی،

Marfat.com

اکابر محدثین سے حدیث حاصل کی، علامہ زین الدین قاسم بن قطلو بغا حنفی کی بھی شاگردی کی اور محدث کامل، فقیہ فاضل، جامع معقول ومنقول ہوئے، آپ کی تصانیف میں سے شرح منظومۂ ابن وہبان اور الذخائر الاشرفیہ فی الالغاز الحنفیہ زیادہ مشہور ہیں۔ (م ۹۲۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ (حدائق حنفیہ)

شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر قسطلانی شافعیؒ

محدث کبیر اور واعظ بے نظیر تھے؛ آپ کی تصنیف میں سے ارشاد الساری الی شرح البخاری کی بڑی شہرت ہوئی جو حقیقت میں عمدۃ القاری اور فتح الباری کا خلاصہ ہے اور وہ قسطلانی کے نام سے بھی معروف ہے، حافظ سخاوی اور شیخ الاسلام زکریا انصاری وغیرہ آپ کے اساتذہ میں ہیں، دوسری تصانیف یہ ہیں: الاسعاد فی مختصر الارشاد (شرح مذکور کا خلاصہ) شرح الشاطبیہ، المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ (جس کی مشہور شرح علامہ زرقانی نے ۸ مجلد کبیر میں کی ہے، لطائف الاشارات فی عشرات القراءات، الروض الزاہر وغیرہ۔ (م ۹۲۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ (بستان المحدثین)

شیخ صفی الدین خزرجی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدثین میں سے ہیں، آپ نے حافظ ذہبی کی تذہیب تہذیب الکمال کا خلاصہ کیا، جو درحقیقت نہ صرف اس کے بلکہ تہذیب الکمال مزی شافعی اور الکمال فی اسماء الرجال مقدسی حنبلیؒ کے بھی مطالب کا بہترین خلاصہ ہے، اس لئے آپ کا خلاصہ نہایت مقبول ومرجع علماء ہوا ہے، (م بعد ۹۲۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

محدث میر جمال الدین عطاء اللہ حسینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

جامع علوم نقلیہ وعقلیہ، خصوصاً علم حدیث وسیر میں بے مثال تھے، صاحب روضۃ الصفاء نے آپ کے مناقب لکھے ہیں، ایک زمانہ تک مدرسہ سلطانیہ میں درس علوم دیا اور ہفتہ

Marfat.com

میں ایک بار جامع مسجد دارالسلطنت ہرات میں وعظ فرماتے تھے، آپ کی تصانیف میں سے روضۃ الاحباب فی سیرۃ النبی وآلال والاصحاب نہایت عمدہ معتبر اور مشہور لاثانی کتاب ہے جس کے بارے میں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے "عجالہ نافعہ" میں تحریر فرمایا کہ اگر کوئی صحیح نسخہ روضۃ الاحباب میر جمال الدین محدث حسینی کا دستیاب ہو جائے تو تمام تصانیف سے بہتر ہے جو سیر میں تصنیف ہوئی ہیں۔ (م ۹۳۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ (حدائق حنفیہ)

شیخ یعقوب بن سید علی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے زمانہ کے فاضل اجل اور فائق اقران تھے، مدت تک بروسا، اورنہ اور قسطنطنیہ میں درس علوم دیا، کتاب شرعۃ الاسلام کی نہایت محققانہ عمدہ شرح "مفاتیح الجنان" لکھی جس میں فوائد نادرہ لطائف عجیبہ اور مسائل فقہیہ مع دلائل حدیثیہ جمع کیے، گلستان کی شرح بھی عربی میں لکھی۔ (م ۹۳۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ (حدائق)

شیخ پاشا جلبی بکاتی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مولی مؤید زادہ کے موالی میں سے تھے، علم کی طرف توجہ کی اور یہاں تک ترقی کی کہ دارالحدیث مدینہ منورہ میں درس دیا، بڑے فاضل اور حلیم و کریم تھے، ترکی میں اشعار لکھتے تھے۔ (م ۹۳۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ (شذرات الذہب ص ۲۳۲ ج ۸)

المولی الشہیر بامیر حسن احمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

فاضل محدث تھے، آپ بھی موالی روم میں سے تھے، علم کی طرف متوجہ ہوئے، خاص امتیاز حاصل کیا، تدریسی لائن میں ترقی کر کے دارالحدیث اورنہ میں مدرس ہوئے اور ہمیشہ علم سے شغل رکھا، متعدد تصانیف بھی کیں۔ (م ۹۳۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ (شذرات الذہب ص ۲۳۲ ج ۸)

مولی محمد شاہ بن المولی الحاج حسن الرومی حنفی رحمہ اللہ

فاضل محدث، نظم ونثر عربی کے ماہر تھے، قسطنطنیہ کے متعدد بڑے مدارس میں درس

Marfat.com

علوم دیا، ثلاثیات بخاری وقدوری کی شرح لکھیں، تمام اوقات علم میں مشغول رہ کر گزارے، (م ۹۳۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ (شذرات ص ۲۳۴ ج ۸)

شیخ احمد بن سلیمان رومی (ابن کمال پاشا) حنفیؒ

محدث کبیر، علامہ زماں، محقق شہیر صاحب تفسیر وتصانیف کثیرہ، موالی روم سے تھے، آپکے دادا امراء دولت عثمانیہ میں سے تھے، لیکن آپ نے علمی مشاغل سے دلچسپی لی جس کی وجہ خود بیان کی کہ "ایک دفعہ سلطان بایزید خان کے دربار میں تھے، وزیر دربار ابراہیم پاشا موجود تھے اور ایک امیر کبیر احمد بک دربار میں آئے ہوئے تھے، جن سے بڑا اس وقت کوئی امیر باحیثیت نہ تھا، اسی اثناء میں ایک عالم معمولی وضع لباس میں آئے اور امیر مذکور سے بھی اوپر کی مسند پر بیٹھے، مجھے حیرت ہوئی کہ ایسے معمولی آدمی کو اتنی عزت کیسے ملی، اپنے ایک رفیق سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ ایک عالم مدرس ہیں مولی لطفی، میں نے کہ کہ ان کا روزینہ کیا ہے، کہا ۳۰ درم (جس طرح آج کل ماہوار تنخواہ ہوتی ہے، اس زمانہ میں روزانہ وظیفہ یا روزینہ ملتا تھا) میں نے کہا کہ اس قدر معمولی مرتبہ کا آدمی ایسے بڑے امر کبیر نواب و رئیس سے اونچے مقام میں کیسے پہنچا؟ کہا کہ علماء دین کی عزت اسی طرح ہے اور اگر یہ خود کہیں دوسری کم درجہ کی مسند پر بیٹھ جاتے تو یہ نواب صاحب اور وزیر دربار بھی اس بات کو ناپسند کرتے، ابن کمال پاشا کا ہی بیان ہے کہ اس واقعے کے بعد میں نے سوچا کہ ان نواب صاحب کے عالی مرتبہ پر تو میں کسی طرح بھی نہیں پہنچ سکتا، اس لئے علم ہی کی طرف توجہ کرنی چاہیے، میں ان ہی مولی لطفی کی خدمت میں گیا اور تحصیل علم میں لگ گیا"۔

تکمیل کے بعد متعدد مدارس میں درس علوم دیا، حتیٰ کے سب سے بڑے جامعہ سلطان بایزید خان اورنہ میں بھی مدرس ہوئے، پھر وہاں کے قاضی ہوگئے، پھر اورنہ کے دار الحدیث کے شیخ بنے اور بطور پنشن ایک سو درم عثمانی روزانہ ملنے لگے، پھر قسطنطنیہ کے آخر وقت تک مفتی رہے، شقائق میں ہے کہ بڑے جید عالم تھے، سارے اوقات علمی مشغلہ میں صرف کرتے، دن رات مطالعہ کرتے اور حاصل مطالعہ کو قلمبند کرتے تھے، ان کا قلم کسی بھی وقت

Marfat.com

لکھنے سے نہیں تھکتا تھا، بہترین تصانیف مباحث مہمہ اور علومِ غامضہ پر چھوڑ گئے ہیں، تین سو کے قریب کتابیں لکھیں، ایک تفسیر نہایت اعلیٰ لکھی جس سے صاحب تفسیر مشہور ہوئے، صحیح بخاری پر تعلیقات لکھیں، تفسیر کشاف و بیضاوی پر حواشی تحریر فرمائے، سورۂ ملک کی تفسیر فارسی میں بھی لکھی، خواجہ زادہ کی تہافت الفلاسفہ پر بھی حواشی لکھے، اسی طرح معانی، بیان، فرائض، علم کلام، تاریخ وغیرہ میں بہت سی مفید کتابیں تصنیف کیں، بلکہ طبقات تمیمی میں ہے کہ ہر فن میں ضرور کچھ لکھا ہے، تمام علماء واکابر نے آپ کے علم وفضل وتفوق تسلیم کیا ہے اور علامہ کفوی نے آپ کو اصحاب ترجیح میں شمار کیا ہے، آپ فصاحت وبلاغت میں بھی بے نظیر تھے۔ (م ۹۴۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ (شذرات الذہب ص ۲۳۸ ج ۸ وحدائق حنفیہ)

شیخ اسماعیل شروانی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

امام عصر، علامہ محقق مدقق، صالح زاہد، عارف باللہ تھے، علوم کی تحصیل وتکمیل اکابر علماء عصر شیخ جلال الدین دوانی وغیرہ سے کی شقائق میں ہے کہ بڑے باوقار، بارعب، عزلت نشین بزرگ تھے، علوم ظاہرہ میں بھی آپ کو فضل عظیم حاصل تھا، تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا اور مکہ معظمہ کی سکونت اختیار کر لی تھی وہیں آپ تفسیر بیضاوی اور بخاری شریف کا درس دیتے تھے۔ (م ۹۴۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ (شذرات الذہب ص ۲۴۷ ج ۸)

شیخ محمد بن یوسف بن علی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث جلیل تھے، آپ کی اسیرۃ نبویہ بہت مشہور ہے، جس کو ہزار کتابوں کی مدد سے لکھا ہے، ہمیشہ تجرد میں بسر کی، مہمانوں کے لئے خود کھانا پکاتے تھے، علامہ شعرانی نے ذیل طبقات میں آپ کا مفصل تذکرہ لکھا، آپ کی دوسری تصانیف قیمہ یہ ہیں: (۲) عقود الجمان فے مناقب النعمان یہ امام اعظم کے مناقب میں نہایت جامع ومفصل کتاب ہے، علامہ شبلی کی سیرۃ النعمان کا عام مأخذ بھی یہی ہے، اس میں آپ نے حدیث لو کان العلم بالثر یالتنا وله ناس من ابناء فارس کا مصداق خاص امام ابوحنیفہ کو قرار دیا ہے جس طرح علامہ سیوطی نے بھی کیا ہے (۳) روابن ابی شیبہ میں مستقل تالیف شروع کی تھی جو سیرۃ شامیہ مذکورہ کے غیر

Marfat.com

معمولی انہماک کی وجہ سے نامکمل رہ گئی، اس میں آپ نے محدث ابن ابی شیبہ کے ان اعتراضات کے جواب لکھے تھے جو انہوں نے امام صاحب پر وارد کئے تھے (۴) الفوائد المجموعہ فی بیان الاحادیث الموضوعہ (۵) الجامع الوجیز للغات القرآن العزیز (۶) مرشد السالک الی الفیۃ ابن مالک (۷) کشف اللبس فی رد الشمس (۸) عین الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ وغیرہ۔ (م ۹۴۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ (الرسالۃ المستطرفہ و شذرات الذہب ص ۲۵۰ ج ۸)

شیخ محمد بن بہاؤ الدین بن لطف اللہ الصوفی حنفی

امام، علامہ، محقق، محدث صوفی تھے، مولیٰ مصلح الدین قسطلانی وغیرہ سے علوم کی تحصیل کی، بڑے عالم علوم شرعیہ، ماہر علوم عقلیہ، عارف تفسیر وحدیث، زاہد، ورع اور جامع شریعت و حقیقت تھے، تصانیف یہ ہیں: شرح اسماء حسنیٰ، تفسیر قرآن مجید، شرح فقہ اکبر (جس میں آپ نے مسائل کلام و تصوف کو جمع کیا) (م ۹۵۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ (شذرات الذہب ص ۲۹۳ ج ۸)

شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابراہیم بن محمد انطاکی حلبی حنفی

امام، علامہ، محدث، حلب جامع الفردی میں درس حدیث و دیگر علوم عربی ترکی زبان میں دیتے تھے، منسک لطیف تالیف کی، شیخ شہاب الدین قسطلانی وغیرہ کے تلامذہ حدیث میں ہیں، زہد و صلاح میں بے نظیر تھے۔ (م ۹۵۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (شذرات الذہب)

مسند الشام حافظ محمد بن علی معروف بہ ابن طولون حنفی

بڑے محدث، فقیہ، نحوی و مورخ تھے، شذرات میں امام، علامہ، مسند مورخ لکھا، مدرسۂ شیخ الاسلام ابی عمر میں درس علوم دیتے رہے، خاص طور سے حدیث و نحو کی تحصیل کے لئے دور دور سے طلبہ آپ کے پاس آتے تھے، آپ کے تمام اوقات درس و افادہ اور تالیف کتب میں مشغول تھے، بڑے بڑوں نے آپ سے استفادہ کیا، جیسے الشہاب الطیبی شیخ الوعاظ والمحدثین علاء بن عماد الدین، نجم بہنسی خطیب دمشق، شیخ اسماعیل نابلسی مفتی الشافعیہ، زین بن سلطان مفتی الحنفیہ، شہاب عیثاوی مفتی شافعیہ، شہاب بن ابی الوفاء مفتی حنابلہ، قاضی اکمل بن مفلح وغیرہم۔

Marfat.com

تقریباً پانچ سو کتب ورسائل تالیف کئے چند مشہور یہ ہیں: اعلام السائلین عن کتب سید المرسلین (طبع ہو چکی ہے) الفہرست الاوسط اللالی المتناثرہ فی الاحادیث المتواترہ وغیرہ، افسوس ہے کہ ایسے اکابر محدثین احناف کا ذکر بھی بستان المحدثین یا فوائد بہیہ اور حدائق حنفیہ وغیرہ میں نہیں ہے، آپ کے اشعار میں بھی تصوف کی چاشنی موجود ہے مثلاً

ارحم محبک یا رشا، ترحم من الله العلی فحلیث دمعی من جفاک مسلسل بالاول اور

میلوا عن الدنیا واللذاتها فانها لیست بمجوده

واتبعو الحق کما ینبغی فانها الانفاس معدود

فاطیب الماء کول من نحلة وافخر الملبوس من دوده

(م۹۵۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ نصب الرایہ، شذرات الذہب ص ۲۹۸ ج ۸)

شیخ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

امام، علامہ، محدث، مفسر تھے، فقہ و اصول اور علم قرأت میں بھی ید طولی رکھتے تھے، اپنے زمانے کے اکابر علماء محدثین سے تحصیل کی، شرح منیۃ المصلی و ملتقی الابحر تالیف کی، ساری عمر درس علم، تصنیف وعبادت میں مشغول رہے، مشکلات فتاوی میں مرجع العلماء تھے۔ (م۹۵۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات ص ۳۰۸ ج ۸)

شیخ یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن ابراہیم خجندی مدنی حنفیؒ

بڑے عالم فاضل، محدث عالی الاسناد تھے، مدینہ طیبہ میں قاضی الحنفیہ رہے، قاہرہ گئے تو وہاں کے تمام اہل علم نے آپ کی بڑی تعظیم وتکریم کی، ابن حنبلی نے کہا کہ میں نے حج سے لوٹ کر آپ کی زیارت مدینہ طیبہ میں کی اور آپ سے برکت حاصل کی۔ (م۹۶۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات ص ۳۴۰ ج ۸)

شہاب الدین ابو العباس احمد بن علی المرجاجی حنفیؒ

امام عصر، علامہ محدث وفقیہ جید تھے، ایک جماعت محدثین کبار سے تحصیل حدیث کی اور

Marfat.com

آپ سے بھی اکابر علماء ومحدثین مثل علامہ مجتہد حافظ ابوالحسن شمس الدین علی، شریف خاتم بن احمد ابدل وغیرہ اور غیر محصور لوگوں نے استفادہ کیا، تمام علمائے وقت آپ کی انتہائی تعظیم وتکریم کرتے تھے، علوم باطنی سے بھی مزین تھے۔ (م ۹۶۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات ص ۳۴۱ ج ۸)

شیخ عبدالاول بن علاء الحسینی جونپوری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدث، فقیہ، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے، علم باطن میں حضرت سید محمد گیسودراز کے سلسلہ میں تھے، اکثر علوم میں تصانیف کیں، حدیث میں فیض الباری شرح صحیح البخاری نہایت تحقیق وتدقیق سے لکھی، رسالہ فرائض سراجی کو نظم کر کے اس کی شرح بھی کی، فارسی زبان میں ایک نہایت اہم رسالہ نفس ومتعلقات نفس کی تحقیق میں لکھا، سیر میں ایک کتاب فیروز آبادی کی سفر السعادت سے منتخب کر کے تحریر کی، بہت سی کتب پر حواشی وشروح لکھیں، مثلاً فتوحات مکیہ، مطول وغیرہ پر۔ (م ۹۶۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر، حدائق حنفیہ)

ابن نجیم شیخ زین الدین بن ابراہیم بن محمد بن محمد حنفیؒ

امام علامہ، بحر فہامہ، وحید دہر، فرید عصر، عمدۃ العلماء، قدوۃ الفضلا، ختام المحققین و المفتیین تھے، آپ نے حافظ قاسم بن قطلوبغا حنفی وغیرہ سے علوم کی تحصیل وتکمیل کی۔
بہت سی کتب و رسائل لکھے، مشہور یہ ہیں: الاشباہ و النظائر، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، شرح المنار، لب الاصول مختصر تحریر الاصول لابن ہمام، الفوائد الزینیہ فی فقہ الحنفیہ، حاشیہ ہدایہ، حاشیہ جامع الفصولین وغیرہ، آپ کی سب کتابیں بہترین نوادر علمی تحقیقات و تدقیقات کی حامل ہیں۔ (م ۹۷۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات الذہب ص ۳۵۸ ج ۸)

شیخ عبدالوہاب بن احمد بن علی شعرانی شافعی رحمہ اللہ

شیخ عبدالرؤف مناوی نے طبقات میں آپ کے بارے میں لکھا کہ وہ ہمارے شیخ، امام عامل، عابد، زاہد، فقیہ، محدث، اصولی، صوفی، محمد بن حنفیہ کی ذریت سے تھے، ابتداء عمر ہی میں حفظ قرآن مجید کے بعد بہت سی کتب فنون مختلفہ حفظ کر لی تھیں اور مصر میں رہ کر تکمیل کی، حدیث

Marfat.com

کی بہت سی کتابیں مشائخ وقت سے پڑھیں، فن حدیث سے بہت ہی شغف تھا، لیکن باوجود اس کے آپ کے اندر محدثین کا جمود نہیں تھا، بلکہ فقیہ النظر تھے، اقوال سلف اور مذاہب خلف پر پوری نظر تھی، فلاسفہ کی تنقیص وتحقیر کو روکتے تھے اور ان کی مذمت کرنے والوں سے نفرت کرتے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ عقلاء ہیں، تصوف کی طرف متوجہ ہوئے، تو اس سے بھی حظ وافر حاصل کیا، بڑی ریاضتیں کیں، برسوں تک شب وروز جاگے ہیں، کئی کئی روز تک فاقہ کرتے اور ہمیشہ روزہ رکھتے، عشاء کے بعد سے مجلس ذکر شروع کر کے فجر تک مسلسل رکھتے تھے، سیدی علی الخواص، مرصفی، شناوی وغیرہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے، آپ کی تصانیف جلیلہ میں سے چند یہ ہیں۔

میزان، مختصر الفتوحات وسنن بیہقی، مختصر تذکرۃ القرطبی، البحر المورود فی المیثاق و العہود، البدر المنیر فی غریب احادیث البشیر النذیر (تقریباً ۳۳سو احادیث حروف معجم کی ترتیب پر جمع کیں) کشف الغمہ عن جمیع الامہ، مشارق الانوار القدسیہ فی العہود المحمدیہ، الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر، لواقح الانوار، الکبریت الاحمر فی علوم الکشف الاکبر وغیرہ۔

آپ نے علم تصوف وحقائق میں سیدی علی الخواص اپنے شیخ ومرشد سے پورا استفادہ کیا ہے جو امی تھے، مگر علم حقائق وغیرہ کے متبحر عارف تھے ان کے حالات، کشوف وکرامات عجیب و غریب تھے، لوگوں پر کوئی بلا آتی تھی تو اس کے زائل ہونے تک نہ بات کرتے تھے، نہ کھاتے پیتے نہ سوتے تھے، آپ کا قول تھا کہ جو فقیر زمین کے حصوں کی سعادت وشقاوت کو نہیں جانتا وہ بہائم کے درجہ میں ہے، نیز فرمایا کرتے تھے کہ کسی فقیر پر بھی نکیر کرنے والے کی بات پر دھیان نہ دینا ورنہ تم خدا کی نظر کرم سے محروم ہو جاؤ گے اور اس کی ناخوشی کے مستحق ہو جاؤ گے، علامہ شعرانی اور سیدی علی الخواص دونوں نے امام اعظمؒ کی بڑی مدح کی ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ (م ۹۷۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات الذہب ص ۳۷۲و۳۷۴ ج ۸)

شیخ احمد بن محمد بن محمد شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

امام، علامہ، بحر زاخر، ولادت ۹۰۹ھ میں ہوئی، اکابر علماء مصر سے تحصیل علوم کی، ۲۰ سال سے کم عمر میں تمام علوم وفنون کے جامع ومتبحر ہوئے ۹۳۳ میں مکہ معظمہ حاضر ہوئے،

Marfat.com

حج کے بعد مقیم رہے، پھر لوٹ کر اپنے اہل وعیال کے ساتھ آخر ۹۳۷ھ میں مکہ معظمہ آ گئے اور حج کر کے وہیں کی سکونت اختیار فرمالی، درس افتاء اور تالیف میں مشغول ہوئے۔

آپ سے غیر محصور علماء نے استفادۂ علوم کیا اور سب آپ کے انتساب تلمذ پر فخر کرتے تھے، ہمارے شیخ المشائخ برہان ابن الحدب نے بھی آپ کی شاگردی کی ہے، خلاصہ یہ کہ آپ شیخ الاسلام، خاتمۃ العلماء الاعلام، بحر بیکراں، امام الحرمین، واحد العصر، ثانی القطر، ثالث الشمس والبدر تھے، آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں:

شرح المشکوٰۃ، شرح المنہاج، الصواعق المحرقہ، کف الرعاع محرمات اللہو والسماع، الزواجر عن اقتراف الکبائر، نصیحۃ الملوک المنہج القویم فی مسائل التعلیم، الاحکام فی قواطع الاسلام، شرح مختصر الروض، الخیرات الحسان فی مناقب النعمان وغیرہ۔ (م ۹۷۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات ص ۳۷۰ ج ۸)

شیخ مکہ علی بن حسام الدین بن عبد المالک حنفی رحمہ اللہ

شیخ وقت، امام علی مقام، محدث کبیر تھے، بسند وحرمین کے اکابر سے تحصیل حدیث ودیگر علوم کی، پھر علم باطنی سے بھی حظ عظیم حاصل کیا، حتیٰ کے شیخ ابن حجر مکی مفتی حرم محترم نے (جو علوم ظاہری میں آپ کے استاذ بھی تھے) آپ کی خدمت میں رسم ارادت بجا لاکر آپ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

علامہ شعرانی نے طبقات کبریٰ میں لکھا کہ میں نے مکہ معظمہ کے زمانۂ قیام ۹۴۷ھ میں آپ سے ملاقاتیں کی ہیں، بڑے عالم، متورع، زاہد تھے اور اس قدر نحیف البدن کے فاقوں کی کثرت سے صرف چند چھٹانک گوشت آپ کے بدن پر باقی رہ گیا تھا، اکثر خاموش رہتے، حرم میں صرف نماز کے لئے آتے اور فوراً واپس ہوجاتے میں ان کی جائے قیام پر گیا تو وہاں صوفیہ وفقراء صادقین کا ایک گروہ ان کے پاس جمع دیکھا، ہر فقیر الگ خلوت خانہ میں متوجہ الی اللہ تھا، کوئی مراقب، کوئی ذاکر اور کوئی علمی مطالعہ میں مشغول، میں نے مکہ معظمہ میں اس جیسی عجیب چیز اور کوئی نہ دیکھی۔

Marfat.com

مکہ معظمہ ہی کی سکونت و مجاورت مستقل طور سے اختیار فرمالی تھی، جب تک ہندوستان رہے، یہاں بہت معظم و محترم رہے، حتیٰ کے سلطان محمود فرط عقیدت سے وضو کے وقت آپ کے ہاتھوں اور پاؤں پر پانی ڈالتا تھا، پھر مکہ معظمہ کے قیام میں وہاں کے عوام و خاص، امراء وسلاطین بھی ایسی ہی عزت کرتے تھے۔

آپ نے کم وبیش ایک سو کتابیں تصنیف کیں جن میں سب سے بڑی شہرت ''کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال'' کو حاصل ہوئی، علامہ سیوطیؒ نے جامع صغیر، اس کے ذیل زیادۃ الجامع اور جامع کبیر (جمع الجوامع) تینوں جوامع میں اپنے نزدیک تمام احادیث قولی و فعلی کو جمع کیا تھا، جو ترتیب حروف ومسانید پر تھیں۔

شیخ علی متقی نے ان سب کو ابواب فقیہ پر جمع کیا اور اس طرح علامہ سیوطی کی محنت کو زیادہ سے زیادہ کارآمد اور مفید اہل علم بنادیا۔

اسی لئے شیخ ابوالحسن بکری نے لکھا کہ علامہ سیوطی نے ساری دنیا پر احسان کیا تھا اور سیوطی پر علی متقی کا احسان ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ شیخ علی متقی کا احسان سیوطی سے بھی زیادہ ساری دنیائے علم پر ہے، کنز العمال بڑی تقطیع پر عرصہ ہوا، حیدرآباد سے چھپی تھی اور اب تقطیع صغیر پر زیر طبع ہے۔

آپ نے سید محمد بن یوسف جونپوری کے دعویٰ مہدویت کے ابطال میں بھی کتاب لکھی، شیخ محدث دہلوی نے زادالمتقین میں آپ کا ذکر بڑی تفصیل سے کیا ہے ''شیخ مکہ'' آپ کی تاریخ ہے۔(م ۹۷۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔(نزہۃ الخواطر وحدائق حنفیہ)

شیخ محمد سعید بن مولانا خواجہ خراسانی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

محدث کبیر، میر کلاں کے نام سے مشہور تھے، علوم کی تحصیل و تکمیل کبار علماء و محدثین سے کی، مکہ معظمہ میں ایک مدت تک قیام کیا اور ملا علی قاری حنفی صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے بھی استفادہ کیا، عالم کبیر اور محدث محقق تھے، تمام عمر درس وافادۂ حدیث و دیگر علوم میں بسر کی۔(م ۹۸۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔(نزہۃ الخواطر ص ۳۳۱ ج ۴)

Marfat.com

شیخ محی الدین محمد آفندی بن پیر علی برکلی رومی حنفیؒ

عالم، فاضل محدث وفقیہ، جامع معقول ومنقول تھے، کبار علماء زمانہ سے علوم کی تحصیل وتکمیل کی اور آپ سے بھی کثیر تعداد علما وفضلاء نے استفادہ کیا، آپ کی تصانیف میں سے ''الطریقۃ المحمدیہ'' نہایت مشہور ومقبول ہے اس کے علاوہ مختصر کافیہ، شرح بیضاوی، حواشی شرح وقایہ اور کتاب الفرائض آپ کی علمی بلند پایہ یادگار ہیں۔ (م ۹۸۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

شیخ محمد بن محمد بن مصطفیٰ العمادی اسکلیبی

(معروف بہ ابی السعود حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ)

ولادت ۸۹۶ھ متوفی ۹۸۲ھ ملک روم کے قصبہ اسکلیب کے رہنے والے بہت بڑے امام، علامہ، مفسر، فقیہ ومحدث تھے، آپ کی تحقیقات عالیہ اور جوابات شافیہ تمام علوم میں نہایت مشہور ومعروف ہوئے، آپ نے رشحال قلم نے علوم وحقائق کے دریا بہائے آپ کے فضائل ومناقب شرق وغرب میں شائع وذائع ہوئے اور آپ کے درس علوم کی چار دانگ عالم میں شہرت ہوئی، درس وافتاء وقضاء کی غیر معمولی مصروفیت کے باعث آپ تصنیف کی طرف بہت کم توجہ کر سکے، تاہم آپ نے ایک تفسیر ''ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب القدیم'' لکھی جو ہزار تصانیف پر بھاری ہے اس میں بہترین گراں قدر لطائف، نکات، فوائد واشارات جمع کئے ہیں، فصاحت وبلاغت اور اونچے معیار کی عربیت کے اعتبار سے تفسیر کشاف وبیضاوی سے فائق ہے، مفسرین احناف میں سے علامہ آلوسی بغدادی حنفی کی مشہور تفسیر روح المعانی کے بعد آپ کی تفسیر بیان ووضاحت مقاصد نظم وعبارت کلام مجید وشرح لطائف ومزایا معانی فرقان حمید میں لاثانی ہے، جس طرح امام رازی جصاص حنفی کی تفسیر احکام القرآن دلائل واحکام کی پختگی واستحکام وکثرت فوائد حدیثیہ میں بے نظیر ہے۔

Marfat.com

ان کے مقابلہ کی کثرت فوائد حدیثیہ کے لحاظ سے مفسرین شافعیہ میں سے علامہ ابن کثیر شافعی کی تفسیر اور دلائل عقلیہ وشرعیہ سے حل مشکلات قرآن کے اعتبار سے امام فخر الدین رازی شافعی کی تفسیر کبیر ہے، علامہ ابن کثیر آیات احکام کے تحت بکثرت تو لاتے ہیں، مگر علامہ رازی جصاص کی طرح حدیثی وفقہی ابحاث سے تعرض نہیں کرتے جن کی شدید ضرورت تھی۔

ایک حنفی عالم کے لئے ان پانچوں تفاسیر کا مطالعہ نہایت ضروری ہے تاکہ مطالب و معانی تنزیل پر حاوی ہو سکے، اسی کے ساتھ دور حاضر کی تفاسیر میں سے تفسیر الجواہر طنطاوی اور تفسیر المنار علامہ رشید رضا مرحوم کا مطالعہ بھی ضروری ہے، مگر اکثر جگہ نقد حدیث میں علامہ طنطاوی کا قلم بہک گیا ہے جس طرح علامہ رشید رضا مرحوم اپنے خصوصی نظریات کے تحت تفسیری مباحث میں جمہور سلف کے نقاط اعتدال سے ہٹ گئے ہیں، غرض اس بات کو ہرگز نظرانداز نہ کیجئے کہ جہاں بڑے بڑوں کے علوم سے ہزار علمی فوائد آپ کو حاصل ہوں گے وہاں ان کے تفردات یا خصوصی نظریات سے بھی آگاہ رہیئے تاکہ آپ سلف کے جادۂ اعتدال اور کتاب وسنت کی راہ مستقیم سے دور نہ ہوں۔

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اردو کا دامن بہترین معتمد علمی فوائد وحواشی تفسیریہ سے مالا مال ہو چکا ہے، خصوصاً حضرت شیخ المشائخ مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کے تفسیری فوائد تمام معتمد تفاسیر کا بہترین انتخاب ہیں گویا بحور تفاسیر کو ایک کوزہ میں کفہ دست کر دیا ہے، حضرت علامہ عثمانیؒ نے ان فوائد کے تحریر کے وقت مشکلات میں حضرت امام العصر علامہ کشمیریؒ سے بھی پورا استفادہ کیا ہے، حضرت علامہ مرحوم ایک مفصل تفسیر بھی لکھنا چاہتے تھے مگر افسوس ہے کہ دوسری علمی وسیاسی مصروفیات کی وجہ سے نہ لکھ سکے، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

اس استطرادی فائدہ کے بعد پھر علامہ ابو السعود کی خدمت میں آجایئے! آپ سلطنت عثمانیہ کے قاضی القضاۃ بھی رہے ۹۴۴ھ میں روم ایلی میں عساکر منصور کی قضا بھی آپ کو تفویض ہوئی اور سلطان وقت کو امر ونہی کے خطاب کرنے کا بھی حق آپ کو حاصل ہوا، پھر ۹۵۱ھ سے قسطنطنیہ میں افتاء کا منصب حاصل ہوا، جس پر تیس سال تک قائم رہے، علامہ ابن حماد حنبلی نے شذرات الذہب میں آپ کے علم وفضل کی بہت زیادہ مدح کی ہے۔

Marfat.com

آپ بلند پایہ شاعر بھی تھے، کسی شیعی شاعر نے اہل سنت پر طعن کیا تھا

نحن الناس قد غدلاد أبناء حب علي بن ابي طالب   يعيبنا الناس علی حبه، فلعنة الله علی القائب

تو اس کے جواب میں آپ نے یہ دو شعر کہے

ماعيبكم هذا ولكنه بغض الذى لقب بالصاحب   وقولكم فيه وفي بنته، فلعنة الله علی الكاذب

شیعی نے کہا تھا کہ ہم کو اہل سنت حب علیؓ کی وجہ سے عیب لگاتے ہیں، لہذا عیب لگانے والوں پر لعنت۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں حب علیؓ کا عیب کس نے لگایا، حب علیؓ میں تو ہم بھی تمہارے ساتھ شریک ہیں، البتہ تمہارا عیب تو صاحب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض ہے اور ان کے نیز ان کی صاحبزادی کے بارے میں جھوٹی باتوں کا افتراء ہے، لہذا جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات الذہب، حدائق حنفیہ)

مولانا کلاں اولاد خواجہ کوہی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

محدث اجل، فقیہ فاضل، بحر زخار علوم وفنون تھے، حدیث اور علم درسیہ کی تحصیل زبدۃ المحققین میرک شاہ (تلمیذ محدث سید جمال الدین صاحب روضۃ الاحباب) سے کی، حج کو گئے حرمین شریفین کے مشائخ سے بھی استفادۂ علوم ظاہری وباطنی کیا، ہندوستان واپس ہو کر سلطان جہانگیر کے استاد ہوئے اور بکثرت علماء نے آپ سے حدیث پڑھی، محدث شہیر ملا علی قاری حنفی نے بھی آپ سے مشکوٰۃ شریف پڑھی ہے، کما صرح بہ فی المرقاۃ۔ (م ۹۸۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

شیخ عبداللہ بن سعد اللہ المتقی سندی مہاجر مدنی حنفیؒ

اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم حدیث وتفسیر تھے، سندھ، گجرات اور حرمین شریفین کے علماء کبار سے استفادہ کیا، پھر ان سب مقامات میں درس علوم وافادہ کیا، جمع المناسک، نفع الناسک اور حاشیہ عوارف المعارف آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ (م ۹۸۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۲۰۵)

Marfat.com

ملک المحدثین الشیخ الجلیل محمد بن طاہر بن علی گجراتی پٹنی حنفیؒ

بڑے محدث، لغوی اور جامع العلوم، بحر الفنون تھے، علامہ حضرمی نے النور السافر میں لکھا کہ صلاح وتقویٰ کے پیکر، علوم وفنون کے ماہر وحاذق علماء گجرات میں سب سے بڑے عالم حدیث تھے، ورثہ میں بڑی دولت ملی تھی جو سب طلبہ وعلماء پر صرف کی، اغنیاء کو طلب علم کی رغبت دلاتے اور فقراء کی مع ان کے اہل وعیال کے مالی سرپرستی کرتے تھے تاکہ بے فکری سے طلب علم کرسکیں، اپنے زمانہ کے فتنۂ مہدویت کے خلاف اپنے شیخ علی متقی کی طرح بڑے عزم وحوصلہ سے کام کیا، عہد کیا تھا کہ جب تک اس بدعت کا استیصال صوبہ گجرات وغیرہ سے نہ ہوگا، سر پر عمامہ نہیں رکھیں گے۔

۹۸۰ھ میں شہنشاہ اکبر تیموری نے گجرات کو فتح کیا تو آپ سے قصبہ پٹن جاکر ملاقات کی اور اپنے ہاتھ سے آپ کے سر پر پگڑی باندھ کر کہا کہ آپ کے ترک دستار کا سبب میں نے سن لیا ہے اور آپ کے ارادہ کے موافق نصرت دین مجھ پر فرض ہے، گجرات کی حکومت خان اعظم مرزا عزیز الدین کو سپرد کی جس کی اعانت سے شیخ موصوف نے مہدویت اور اکثر رسوم بدعت کو ختم کیا مگر کچھ عرصہ کے بعد جب صوبہ گجرات خان خانان عبدالرحیم شیعی کے تحت آگیا تو پھر اس کی حمایت سے فرقہ مہدویہ نے زور پکڑا۔

شیخ نے اس صورتحال سے متاثر ہوکر پھر دستار اتار دی اور ۹۸۶ھ میں آگرہ کا عزم کیا کہ سلطان اکبر سے مل کر سب حال کہیں، شیخ وجیہ الدین علوی وغیرہ نے آپ کو سفر سے روکا کہ سفر دور دراز پرخطر ہے، مگر آپ نہ مانے، آپ کے پیچھے فرقۂ مہدویہ کے لوگ بھی چھپ کر نکلے اور اجین کے قریب پہنچ کر آپ پر یورش کر کے شہید کردیا، وہاں سے آپ کی نعش کو پٹن لاکر دفن کیا گیا، اخبار الاخیار میں بھی آپ کے حالات بہ تفصیل لکھے ہیں، آپ کی تصانیف جلیلہ نافعہ میں سے زیادہ مشہور یہ ہیں:

مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار (۴ مجلد کبیر) اس میں آپ نے غریب الحدیث اور اس کے متعلق تالیف شدہ مواد کو جمع کردیا ہے جس سے وہ گویا صحاح ستہ

Marfat.com

کی اس اعتبار سے بہترین شرح ہوگئی ہے، تذکرۃ الموضوعات، قانون الموضوعات فی ذکر الضعفاء والوضاعین المغنی فی اسماء الرجال وغیرہ۔ (متوفی ۹۸۶ھ، ۹۸۷ھ، ولادت ۹۱۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۲۹۹ ج ۴، تقدمہ نصب الرایہ وحدائق)

الشیخ عبدالمعطی بن الحسن بن عبداللہ باکثیر مکی ہندیؒ

۹۰۵ھ میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے، وہیں علوم کی تحصیل کی، بڑے محدث ہوئے، پھر ہندوستان میں آکر احمد آباد میں سکونت کی، شیخ عبدالقادر حضرمی ہندی (م ۱۰۳۸ھ) نے بھی آپ سے حدیث پڑھی ہے اور اپنی کتاب النور السافر میں آپ کا تذکرہ کیا ہے، آپ نے ایک کتاب اسماء رجال بخاری پر لکھی، عربی میں آپ کے اشعار بھی بڑے اونچے درجہ کے ہیں۔ (م ۹۸۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۲۱۴ ج ۴)

شیخ محمود بن سلیمان کفوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

فاضل تبحر، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے، اپنے زمانہ کے اکابر محدثین واہل علم سے تحصیل کی، مدت تک تالیف وتصنیف اور درس وتدریس علوم میں مشغول رہے اور ایک کتاب نہایت عمدہ مشاہیر حنفیہ کے تذکرہ میں "کتائب اعلام الاخیار من فقہا مذہب النعمان المختار" لکھی جو طبقات کفوی کے نام سے بھی مشہور ہے۔

اس میں امام اعظمؒ سے اپنے زمانہ تک کے علماء احناف کے حالات ولادت، وفات، تلمذ، تالیفات آثار وحکایات جمع کئے، کتاب مذکور کا قلمی نسخہ ریاست ٹونک کے کتب خانہ میں ہے، کاش! کوئی صاحب خیر اس کی اشاعت کا فخر اور اجر وثواب حاصل کرے۔ (م ۹۹۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (فوائد بہیہ وحدائق حنفیہ)

شیخ عبدالنبی بن احمد بن عبدالقدوس گنگوہی حنفی رحمہ اللہ

بڑے محدث علامہ تھے، مسئلہ، سماع ووحدۃ الوجود اور بہت سی رسوم مشائخ میں اپنے خاندان کے خلاف کیا اور تکالیف اٹھائیں، شہنشاہ اکبر آپ کی بہت تعظیم کرتا تھا اور آپ کے

Marfat.com

مکان پر حدیث سننے کے لئے حاضر ہوتا تھا اور آپ کے اشاروں پر چلتا تھا، لیکن بعد میں کچھ حاشیہ نشینوں نے اکبر کو آپ سے اور دوسرے اہل صلاح و مشائخ سے بدظن کر دیا تھا۔

آپکی تصانیف یہ ہیں: وظائف النبی، فی الادعیۃ الماثورہ، سنن الہدیٰ فی متابعۃ المصطفیٰ، ایک رسالہ اپنے والد کے رد میں بابۃ حرمۃ سماع اور قفال مروزی نے امام اعظمؒ پر طعن کیا تھا، اسکے رد میں بھی ایک رسالہ لکھا۔ (م ۹۹۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۲۱۹ ج ۴)

شیخ رحمت اللہ بن عبداللہ بن ابراہیم العمری سندھی حنفیؒ

مشہور محدث وفقیہ تھے، پہلے سندھ کے علماء سے علوم کی تحصیل کی پھر گجرات اور حرمین شریفین کے محدثین علماء سے استفادہ کیا، گجرات میں بھی برسوں اقامت کی اور درس علوم دیا، آپ سے غیر محصور علماء نے علم حاصل کیا، مناسک حج میں متعدد گرانقدر کتابیں تصنیف کیں، مثلاً کتاب المناسک (جس کی شرح ملا علی قاری نے المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط لکھی) منسک صغیر (اس کی شرح ملا علی قاری نے ہدایۃ السالک فی نہایۃ السالک لکھی) تلخیص تنزیہ الشریعۃ عن الاحادیث الموضوعہ (جو بہترین خلاصہ ہے) (م ۹۹۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۱۱۲ ج ۴)

قاضی عبداللہ بن ابراہیم العمری السندھی حنفی رحمہ اللہ

بڑے محدث، شیخ وقت اور فقیہ تھے، اکابر علماء عصر سے علوم کی تحصیل کی، مدت تک درس علوم دیا، گجرات جا کر شیخ علی بن حسام الدین متقی برہانپوری کی خدمت میں رہے، شیخ متقی کا وہاں بڑا شہرہ اور قبول تھا، سلطان وقت بہادر شاہ گجراتی ان کا نہایت معتقد تھا اور دل و جان سے ان کی زیارت کا مشتاق تھا، مگر شیخ متقی اس کو اپنی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت نہ دیتے تھے، قاضی صاحب موصوف نے شیخ کی خدمت میں سفارش کی تو فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا کہ میں اس کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کروں، بہادر شاہ نے کہا کہ حاضری کی اجازت دیں اور جو چاہیں حکم فرمائیں، اس پر شیخ نے اجازت دی، بادشاہ حاضر ہوا اور دست بوسی کی، پھر ایک لاکھ تنکے

Marfat.com

(سکہ رائج الوقت) شیخ کی خدمت میں بھیجے جو شیخ نے قاضی صاحب موصوف کو عطاء کر دیئے، ان سے قاضی صاحب نے حرمین شریفین کا سفر کیا اور آخر عمر تک مدینہ طیبہ میں مقیم رہے۔

آپ علم کی خدمت حسبۃً للہ کرتے تھے، درس کے علاوہ تصحیح کتب کا بڑا اہتمام کرتے تھے، ایک نسخہ مشکوٰۃ شریف کا اپنے ہاتھ سے نہایت عمدہ صحت کے ساتھ لکھا تھا اور اس پر نہایت مفید حواشی بھی لکھے تھے، بہت سے علماء نے آپ سے اس کو پڑھا، حواشی میں آپ نے مذہب حنفی کا اثبات قوی دلائل سے کیا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے مشکوٰۃ کو حنفی بنا دیا ہے یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ساری عمر میں جس کام سے امید نجات اخروی ہے وہ مشکوٰۃ کی تصحیح ہے۔ (م ۹۹۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر وحدائق حنفیہ)

شیخ جمال الدین محمد بن صدیق زبیدی یمنی حنفیؒ

النور السافر میں ہے کہ امام وقت، عالم کبیر، علم کے شوق میں دور دراز کا سفر کرنے والے، محقق، مدقق، زبید کے کبار علماء واصحاب درس واجلۂ مفتیین میں سے تھے، امام اعظمؒ کے مذہب پر فتویٰ دیتے تھے، اپنے وقت کے بے مثال عالم تھے اور ان اطراف میں اپنے بعد بھی اپنا مثل نہیں چھوڑا۔ (م ۹۹۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (شذرات الذہب ص ۴۳۸ ج ۸)

شیخ وجیہ الدین بن نصر اللہ بن عماد الدین حنفیؒ

محدث وفقیہ یکتائے زمانہ تھے، درس وتصنیف میں اقران پر فائق ہوئے، علوم باطنی شیخ وقت سید محمد غوث صاحب گوالیاری صاحب جواہر خمسہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کئے اور ان کی خدمت میں پہنچنے کا بھی عجیب واقعہ ہے کہ علماء نے ان کے رسالہ معراج نامہ کے مضامین پر معترض ہو کر ان کی تکفیر کی اور قتل کے محضر نامہ پر سب نے حتیٰ کے شیخ علی متقی نے بھی دستخط کر کے بادشاہ وقت کے پاس بھیج دیا، بادشاہ نے کہا کہ جب تک شیخ وجیہ الدین کی مہر یا دستخط اس محضر نامہ پر نہ ہونگے، قتل کا حکم نہ کیا جائے گا اور اس کو آپ کے پاس بھیج دیا، آپ تحقیق حال کے لئے سید صاحب موصوف کی خدمت میں گئے تو دیکھتے ہی ان کے گرویدۂ حال وقال

Marfat.com

ہو گئے اور محضر نامہ پھاڑ کر پھینک دیا، علماء سے کہا کہ تم نے سید صاحب کا مطلب سمجھنے میں غلطی کی، چونکہ سید صاحب کو عالم واقع میں معراج ہو چکی تھی، اس لئے مغلوب حال ہو کر یہ باتیں لکھ دی تھیں، اس سے مقصود ظاہر شریعت کی مخالفت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

تمام عمر درس علوم اور افادۂ ظاہری و باطنی و تصنیف میں بسر کی، امراء و اغنیاء سے یکسو رہتے تھے، بہت قناعت پسند تھے، آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں: شرح نخبہ (اصول حدیث میں) حاشیہ بیضاوی، حاشیہ اصول بزودی، حاشیۂ ہدایہ، حاشیۂ شرح وقایہ، حاشیہ مطول، حاشیہ شرح عقائد، حاشیہ شرح مقاصد، حاشیہ شرح مواقف وغیرہ۔ (م ۹۹۷، ۹۹۸ھ، ولادت ۹۱۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۳۸۵ ج ۴ و حدائق حنفیہ)

شیخ عبداللہ نیازی سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ

شیخ کبیر عالم محدث تھے، اپنے وطن میں علوم کی تحصیل کی، پھر حرمین شریفین جا کر وہاں کے آئمہ عصر سے بھی حدیث حاصل کی، ایک عرصہ تک گجرات و دکن میں اصحاب شیخ محمد بن یوسف جونپوری مدعی معددیت کے ساتھ رہے اور ان کے طریق ترک و تجرید اور امر بالمعروف و نہی منکر کو پسند کیا، مگر پھر سرہند آ کر گوشۂ عزلت اختیار کیا اور محمد جونپوری کی مہدویت کے عقیدہ سے بھی رجوع کر لیا تھا اور تائب ہو گئے تھے، دور حاضر کے ایک عالم کے قلم سے مہدی جونپوری کی تائید میں کافی لکھا گیا اور اس کی صداقت کے ثبوت میں شیخ نیازی جیسے اکابر علماء کا اتباع بھی پیش کیا گیا، حالانکہ یہ حضرات آخر میں اس عقیدہ سے تائب بھی ہو گئے تھے۔

دوسرے یہ کہ اگر کچھ علماء نے اس کا اتباع کر لیا تھا تو بہت سے آئمہ عصر و اکابر محدثین زمانہ شیخ علی متقی وغیرہ نے اس کے بطلان کا بھی تو برملا اظہار کیا تھا ان کو کس طرح نظر انداز کیا جا سکتا ہے، مہدی جونپوری کے اصول و عقائد مذہب ابو رجا محمد شاہجہان پوری نے ہدیہ مہدویہ میں فرقہ مہدویہ کی کتابوں سے نقل کئے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) مہدی جونپوری مہدی موعود ہیں۔

(۲) وہ حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ

Marfat.com

علیہم السلام سے بھی افضل ہیں۔

(۳) وہ مرتبہ میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہیں، اگرچہ دین میں ان کے تابع ہیں۔ (۴) قرآن وحدیث میں جو بات مہدی جونپوری کے قول وفعل کے خلاف ہو وہ صحیح نہیں۔ (۵) اس کے قول کی تاویل حرام ہے خواہ وہ کیسی ہی مخالف عقل ہو۔

(۶) صرف محمد جونپوری اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل مسلمان ہیں، باقی سب انبیاء بھی ناقص الاسلام ہیں، وغیرہ۔

شیخ نیازی کی متعدد تصانیف ہیں، القربۃ الی اللہ والی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مرآۃ الصفاء اور الصراط المستقیم وغیرہ۔ (م ۱۰۰۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

(نزہۃ الخواطر ص ۱۱۲ ج ۴ و مہر جہاں تاب)

شیخ اسماعیل حنفی آفندی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث، مفسر، فقیہ اور عارف کامل تھے، سراج العلماء اور زبدۃ الفضلاء کہلائے، آپ نے شیخ عثمان نزیل قسطنطنیہ کی خواہش پر تفسیر روح البیان ۶ جلد میں تصنیف کی جس میں امام اعظمؒ کے مذہب کی تائید میں دلائل جمع کئے اور آیات قرآنی کی تفسیر سے بھی مذہب حنفی کی تائید کی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

شیخ عبدالوہاب متقی بن شیخ ولی اللہ مندوی برہانپوری حنفیؒ

بڑے محدث علامہ فقیہ فہامہ تھے، صغر سن ہی سے علم وتصوف کا شوق ہوا، اس لئے تحصیل علم وسلوک کے لئے گجرات ودکن، سیلون، سراندیپ وغیرہ کے سفر کئے اور وہاں کے علماء وفضلاء ومشائخ سے خوب فیض یاب ہوکر بیس سال کی عمر میں مکہ معظمہ حاضر ہوئے اور بعد ادائے حج شیخ علی متقیؒ کی خدمت میں ۱۲ سال رہے اور حدیث وفقہ ودیگر علوم میں فاضل اجل، علوم تصوف میں عارف کامل وولی اکمل ہوئے، پھر بعد وفات حضرت شیخ علی متقی کے ان کے خلیفہ وجانشین ہوکر ۲۶ سال تک مکہ معظمہ میں نشر علوم ظاہری وباطنی میں مصروف رہے،

Marfat.com

ان چالیس سالہ قیام مکہ معظمہ میں کوئی حج آپ سے فوت نہیں ہوا۔

تفسیر وحدیث کے درس سے زیادہ شغف تھا اور ہر شخص کو اس کی زبان میں سمجھاتے تھے، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے بھی مکہ معظمہ حاضر ہو کر آپ سے حدیث پڑھی ہے، ان کے مرید ہوئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا، آپ کے حالات پوری تفصیل سے اپنی کتاب زادالمتقین اور اخبار الاخبار میں لکھے ہیں۔

زادالمتقین میں یہ واقعہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ کی مجلس میں کسی نے عرض کیا کہ امام شافعی کا مذہب، ظاہر حدیث کے زیادہ مطابق معلوم ہوتا ہے، آپ نے فرمایا کہ حقیقت میں اس طرح نہیں ہے، وجہ یہ ہے کہ حنفی مذہب کی کتابیں جو ماوراء النہر اور ہندوستان میں رائج ہیں، ان میں اکثر احکام کے ساتھ قیاس اور دلائل عقلیہ کو نقل کیا گیا ہے، لیکن یہاں ایسی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں، جن میں ہر قول حنفی کے ساتھ حدیث صحیح نقل کی گئی ہے بلکہ بعض علماء حنفیہ نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ ہر ایک مطلب پر آیت اور حدیث استدلال میں پیش کی ہے، حتیٰ کہ اس بات کے کہنے کا موقعہ مل جاتا ہے کہ امام شافعیؒ ہی اصحاب رائے میں سے ہیں حنفی نہیں، چنانچہ اس دعویٰ کی تصدیق شیخ ابن ہمام کی شرح ہدایہ، شمنی کی شرح مختصر الوقایہ نیز مواہب الرحمٰن اور اس کی شرح سے (جو بعض علماء مصر نے تصنیف کی ہیں) بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ تم لوگوں کو ایسا خیال مشکوٰۃ کے مطالعہ سے ہوا ہوگا کیونکہ اس کی اکثر احادیث شافعی مذہب کے موافق ہیں، اس کے شافعی مصنف نے اپنی جستجو تلاش کے موافق احادیث جمع کی ہیں، لیکن حنفی مذہب کے ثبوت میں اور دوسری احادیث کتب حدیث میں موجود ہیں جو زیادہ راجح ہیں۔

پھر یہ بھی فرمایا کہ اعتقاد صدق وحقانیت مذہب حنفی کا بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ امام ابو حنیفہؒ کو ایسے اصحاب وتلامذہ مہیا ہوئے تھے جو کمال علم وفضل، حدیث وفقہ، زہد و دیانت، تقدم وقرب زمانہ سلف کے لحاظ سے نہایت اونچے درجہ پر فائز تھے، اس کے لئے ان

Marfat.com

کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے جو امام اعظمؒ اور آپ کے اصحاب کے مناقب میں تالیف ہوئی ہیں، تا کہ حقیقت حال منکشف ہو، چونکہ امام ابوحنیفہؒ نہایت بلند مرتبہ پر تھے، اس لئے آپ کے حاسد بھی بہت تھے جو آپ پر طعن کرتے تھے "ہر کہ فاضل تر محسود تر" مشہور مقولہ ہے۔

شیخ عبدالوہاب سے غیر محصور علماء و مشائخ نے فیوض ظاہری و باطنی حاصل کئے اور مشائخ حرمین آپ کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ آپ شیخ ابوالعباس موسیٰ کے نقش قدم پر ہیں۔ شیخ محدث دہلویؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ مجھ سے ایک بڑے عربی شیخ نے بیان کیا کہ میں نے یمن کا بھی سفر کیا، تمام مشائخ و صوفیہ کا متفقہ فیصلہ تھا کہ آپ اپنے وقت کے قطب مکہ تھے۔ (م ۱۰۰۱ھ ولادت ۹۴۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

(نزہۃ الخواطر ص ۲۶۶ ج ۵ وحدائق الحنفیہ)

شیخ ابراہیم بن داؤد ابوالمکارم القادری اکبر آبادیؒ

بڑے محدث وفقیہ و عالم عربیت تھے، پہلے اپنے وطن سابق مانکپورہ میں اساتذہ عصر سے علوم کی تحصیل کی، پھر بغداد جا کر حدیث و تفسیر میں تخصص کیا۔

پھر حرمین شریفین گئے اور شیخ علی بن حسام الدین متقی حنفی اور دوسرے شیوخ سے استفادہ کیا، مصر جا کر شیخ محمد بن ابی الحسن بکری وغیرہ سے حدیث حاصل کی اور ۲۴ سال تک وہاں درس علوم دیا، اس عرصہ میں بھی ہر سال حج کے لئے جاتے رہے، پھر ہندوستان واپس ہوئے اور اکبر آباد (آگرہ) میں سکونت کی، یکسو ہو کر درس، افادہ و تذکیر میں مشغول ہوئے۔

بدایونی نے منتخب التواریخ میں لکھا کہ آپ بڑے زاہد، عابد و متقی تھے، ساری عمر علوم دینیہ خصوصاً حدیث کے درس میں گزار دی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بڑی جرأت سے کرتے تھے، دنیا داروں سے دور رہتے تھے۔

ایک دفعہ شہنشاہ اکبر نے آپ کو عبادت خانہ میں بلایا تو شاہ کے سامنے جا کر شاہی رسوم آداب و تحیات کچھ ادا نہیں کئے اور اس کے سامنے وعظ کہا جس میں اسکو بے جھجک ترغیب و ترہیب کی۔ (م ۱۰۰۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۴ ج ۵)

Marfat.com

شیخ یعقوب بن الحسن الصرفی کشمیری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث، فقیہ اور جامع علوم ظاہری و باطنی تھے، اپنے وطن کشمیر کے علماء سے تحصیل و تکمیل علوم کی، پھر حرمین شریفین گئے اور شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ہیثمی مکی شافعی سے حدیث حاصل کی، پھر بغداد جا کر وہاں کے مشائخ سے بھی استفادہ کیا، تصفیہ باطنی کے لئے سمرقند گئے، شیخ حسین خوارزمی کی خدمت میں رہ کر ان سے خرقۂ خلافت حاصل کیا، کشمیر واپس ہو کر درس و ارشاد میں مشغول ہوئے، پھر کچھ مدت کے بعد دوبارہ سمرقند گئے اور حسب ہدایت پیرو مرشد موصوف حرمین شریفین حاضر ہوئے اور وہاں سے بغداد گئے اور امام اعظم ابو حنیفہؒ کا جبۂ مبارک حاصل کر کے کشمیر واپس ہوئے اور درس و تصنیف میں مصروف ہو گئے۔

آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں: شرح صحیح بخاری، مغازی النبوۃ، مناسک حج، تفسیر قرآن مجید، حاشیہ توضیح و تلویح، روائح، مقامات مرشد، مسلک الاخیار، جواہر خمسہ، بطرز خمسۂ مولانا جامیؒ) شرح رباعیات وغیرہ۔

آپ سے بکثرت اکابر علماء و صلحا نے اکتساب علوم ظاہری و باطنی کیا، حضرت اقدس مجدد صاحب سرہندی قدس سرہ نے بھی آپ سے حدیث پڑھی ہے، آپ کے مشہور دو شعر جو حقیقت و شریعت کا نچوڑ ہیں ذکر کئے جاتے ہیں۔

در ہر چہ بینم آں رخ نیکواست جلوہ گر — در صد ہزار آئینہ یک رواست جلوہ گر
خلقے بہر طرف شدہ سرگشتہ بہر دوست — دیں طرفہ ترکہ دوست بہر سواست جلوہ گر

(م ۱۰۰۳ھ ولادت ۹۰۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۴۳۸ ج ۵ و حدائق الحنفیہ)

شیخ طاہر بن یوسف بن رکن الدین سندھی رحمہ اللہ

بڑے محدث علامۂ کبیر تھے، ہندوستان کے مختلف علاقوں کے علماء و محدثین سے استفادہ کیا اور آپ سے بھی بکثرت علماء نے استفادہ کیا۔ آپ نے بہت سے علوم میں تصانیف کیں جن میں سے مشہور یہ ہیں:

تلخیص شرح اسماء رجال البخاری للکرمانی، مجمع البحرین (تفسیر حسب مذاق اہل

Marfat.com

تصوف) مختصر قوت القلوب للمکی، منتخب المواہب اللدنیہ للقسطلانی، مختصر تفسیر المدارک، ان کے علاوہ ایک کتاب نہایت مفید لکھی ریاض الصالحین جس کے ایک روضہ میں احادیث صحیحہ، دوسرے میں مقالات اکابر صوفیہ اور تیسرے میں ملفوظات اکابر اہل توحید و مشائخ جمع کیے۔ (م ۱۰۰۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۱۸۵ ج ۵)

شیخ محمد بن عبداللہ بن احمد خطیب تموتاشی غزی حنفی رحمہ اللہ

اپنے زمانہ کے محدث کبیر وفقیہ بے نظیر تھے، پہلے اپنے شہر غزہ کے علماء کبار سے علوم کی تحصیل کی، پھر قاہرہ جا کر شیخ زین بن نجیم مصری حنفی صاحب البحر الرائق شرح کنز الدقائق وغیرہ سے استفادہ کیا اور امام کبیر اور مرجع العلماء ہوئے، آپ کی تصانیف میں سے تنویر الابصار فقہ میں نہایت مشہور ہے، جس میں آپ نے نہایت درجہ میں تحقیق وتدقین کی داد دی ہے اور اس کی شرح خود بھی لکھی ہے، منح الغفار جس پر شیخ الاسلام خیر الدین رملی نے حواشی لکھے۔

اسی طرح دوسری محققانہ تصانیف کیں، جن میں سے مشہور یہ ہیں، رسالہ کراہت فاتحہ خلف الامام، رسالہ شرح مشکلات مسائل میں رسالہ شرح تصوف میں، شرح زاد الفقیر ابن ہمام، معین المفتی، تحفۃ الاقران (منظومہ فقہیہ) اور اس کی شرح مواہب الرحمٰن، رسالہ عصمت انبیاء، رسالہ عشرہ مبشرہ وغیرہ۔ (م ۱۰۰۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق الحنفیہ ص ۳۹۵)

الشیخ الامام خواجہ محمد عبدالباقی بن عبدالسلام حنفی رحمہ اللہ

مشہور و معروف سلسلۂ نقشبندیہ کے شیخ اعظم، قطب الاقطاب اور علوم ظاہری و باطنی میں آیۃ من آیات اللہ تھے، خواجہ باقی باللہ کے نام نامی سے زیادہ مشہور ہوئے، کابل میں پیدا ہوئے، حضرت مولانا محمد صادق حلوائی سے علوم فقہ وحدیث وتفسیر وغیرہ کی تکمیل کی اور ان کے ساتھ ہی ماوراء النہر گئے، ایک مدت تک ان کی خدمت میں رہے، آخر میں کشمیر پہنچے اور شیخ وقت بابا ولی کبرویؒ کی خدمت میں رہے اور نفحات ربانیہ سے بہرہ اندوز ہوئے، ان کی وفات کے بعد پھر کچھ مدت تلاش مشائخ میں سیاحت بلاد کی اور اسی اثناء میں شیخ المشائخ

Marfat.com

خواجہ عبیداللہ الاحرار کی روح مبارک نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر طریقہ نقشبندیہ کی تعلیم فرمائی اور اس کی تکمیل بھی روحانی طریق پر کرادی، اس کے بعد آپ پھر ماوراء النہر کی طرف لوٹے تو حضرت شیخ محمد امکنگی قدس سرہ کی خدمت میں باریاب ہوئے، جنہوں نے صرف تین روز میں آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرما کر ہندوستان کی طرف رخصت فرمادیا۔

ایک سال آپ نے لاہور میں گزارا، وہاں آپ سے بکثرت علماء وصوفیہ نے استفادۂ ظاہری وباطنی کیا، وہاں سے دہلی تشریف لائے، مسجد قلعہ فیروز شاہ میں قیام فرمایا اور تاوفات وہیں رہے۔

نہایت متواضع، منکسر المزاج تھے، اپنے تمام اصحاب کو قیام تعظیمی سے روک دیا تھا اور سب کے ساتھ مساویانہ برتاؤ فرماتے تھے، تواضع ومسکنت کی وجہ سے زمین پر بے تکلف بیٹھتے تھے، اپنے احوال وکمالات کا حد درجہ اخفا فرماتے تھے، مریدین وزائرین سے انتہائی شفقت وملاطفت سے پیش آتے، نہایت کم گو، کم خوراک وکم خواب تھے، صرف حل مسائل مشکلہ وبیان حقائق ومعارف کے وقت منشرح ہوتے تھے، آپ کے تصرفات عجیب وغریب تھے، آپ کی پہلی ہی نظر سے سالک کے احوال یکدم بدل جاتے تھے اور اس پر ذوق وشوق کا غلبہ ہو جاتا تھا، آپ کی پہلی ہی تلقین ذکر سے لطائف جاری ہو جاتے تھے، آپ کی شفقت ورافت ہر جاندار کے ساتھ عام تھی۔

ایک مرتبہ سردی کے ایام میں شب کے کسی حصہ میں کسی ضرورت سے اٹھے، واپس ہو کر دیکھا کہ آپ کے لحاف میں ایک بلی سو رہی ہے تو آپ نے اس کو اٹھانہ گوارانہ کیا اور صبح تک الگ بیٹھ کر وہ سردی کی رات گزار دی، کسی انسان کی تکلیف تو دیکھ ہی نہ سکتے تھے، زمانہ قیام لاہور میں قحط کی وجہ سے ایک مدت تک لوگ فاقہ وبھوک کا شکار ہوئے، تو آپ نے بھی اس تمام مدت میں کچھ نہ کھایا اور جو کھانا آپ کے پاس آتا ان کو بھوکوں پر تقسیم کر دیتے تھے، لاہور سے دہلی کا سفر کیا تو راستہ میں ایک معذور کو دیکھا، خود سوار سے اتر کر اس کو سوار کیا اور دہلی تک خود پیدل چلے، چہرہ پر نقاب ڈال لی تھی، تاکہ کوئی پہچان نہ سکے، جب قیام گاہ سے قریب تر ہوئے تو اس کو اتارا اور خود سوار ہوئے تاکہ اس صورتحال سے بھی کوئی واقف نہ ہو۔

امام اعظمؒ کے حالات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ایک فاسق فاجر پڑوسی تھا اور آپ

Marfat.com

نے اس کو جیل سے چھڑایا تھا، اسی طرح آپ کے پڑوس میں ایک نوجوان بدکردار اور بداطوار تھا، آپ بھی امام صاحب کی طرح اس کی بداخلاقیوں کو برداشت فرماتے تھے، ایک دفعہ آپ کے ایک مرید خاص خواجہ حسام الدین صاحب دہلوی نے اس کو تنبیہ کرانے کے خیال سے حکام وقت سے اس کی شکایت کردی، انہوں نے اس کو پکڑ کر جیل بھیج دیا، آپ کو خبر ہوئی تو بے چین ہوگئے اور خواجہ حسام الدین صاحب پر عتاب فرمایا، انہوں نے معذرت پیش کی کہ ایسا فاسق ہے، کبائر کا مرتکب ہے وغیرہ، آپ نے فرمایا ''ہاں بھائی! تم چونکہ اہل صلاح وتقویٰ ہو، تم نے اس کے فسق وفجور کو دیکھ لیا، ورنہ ہمیں تو کوئی فرق اس کے اور اپنے درمیان نظر نہیں آتا، اس لئے ہم سے تو نہیں ہوسکتا کہ اپنے کو بھول کر حکام سے اس کی شکایت کریں'' پھر اس کو جیل سے چھڑانے کی سعی کی، اب وہ جیل سے نکل کر آیا تو اپنے گناہوں سے بھی تائب ہو چکا تھا اور اولیاء وصلحاء میں سے ہوا۔

آپ کی عادت مبارک تھی کہ جب کبھی آپ کے اصحاب میں سے کسی سے کوئی لغزش ومعصیت صادر ہو جاتی تو فرماتے ''یہ درحقیقت ہماری ہی لغزش ہے جو دوسروں سے بطریق انعکاس ظاہر ہوئی ہے''۔

عبادات ومعاملات میں نہایت محتاط تھے، حتیٰ کے ابتداء احوال میں امام کے پیچھے قرأۃ فاتحہ بھی کرتے تھے، ایک روز حضرت امام اعظمؒ کو خواب میں دیکھا، انہوں نے فرمایا کہ یا شیخ! میری فقہ پر عمل کرنے والے بڑے بڑے اولیاء اللہ اور علماء امت مرحومہ میں ہیں اور سب نے بالاتفاق امام کے پیچھے قرأۃ فاتحہ کو موقوف رکھا ہے، لہٰذا آپ کے لئے بھی وہی طریق مناسب ہے، اس کے بعد آپ نے اس امر میں احتیاط کو ترک فرمادیا۔

آپ کے کمالات ظاہری وباطنی، مدارج ومحاسن کا احصاء دشوار ہے ایک سب سے بڑی کرامت آپ کی یہ ہے کہ آپ سے پہلے ہندوستان میں سلسلۂ نقشبندیہ کو عام شہرت ومقبولیت نہ تھی، آپ کی وجہ سے صرف تین چار سال کے اندر اس کو کمال شہرت حاصل ہوئی، بڑے بڑے اصحاب کمال نے آپ سے استفادہ کیا اور سلسلۂ مذکورہ دوسرے سلسلوں سے بڑھ گیا۔

اگرچہ آپ سے حضرت شیخ محدث دہلوی، شیخ تاج الدین عثمانی سنبھلی، شیخ حسام

Marfat.com

الدین بن نظام الدین بدخشی اور شیخ الہداد دہلوی وغیرہ نے بھی کمالات ظاہری و باطنی حاصل کئے، مگر آپ کے سب سے بڑے خلیفہ امام طریقہ مجددیہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ ہوئے جن کے انوار و برکات کی روشنی شرق و غرب، بر و بحر میں پھیلی۔

آپ کی عمر مبارک چالیس سال چار ماہ ہوئی جس میں تقریباً چار سال دہلی میں قیام فرمایا اور وہاں شب و روز درس علوم نبوت و تلقین حقائق سلوک و معرفت فرماتے رہے۔

آپ کا معمول تھا کہ روزانہ بعد عشاء سے نماز تہجد تک دو بار قرآن مجید کا ختم فرماتے، بعد نماز تہجد فجر تک ۲۱ مرتبہ سورہ یٰسین شریف پڑھتے تھے اور صبح کو فرماتے کہ بارالہا! رات کو کیا ہوا کہ اتنی جلدی گزر گئی۔

آپ کی تصانیف میں سے رسائل بدیعہ، مکاتیب علیہ و اشعار رائقہ ہیں جن میں سے "سلسلۃ الاحرار" بھی ہے، اس میں آپ نے رباعیات مشتملہ حقائق و معارف الٰہیہ کی بہترین شرح فارسی میں کی ہے، آپ کا مزار مبارک دہلی میں صدر بازار کے عقب میں قدم شریف کے قریب ہے۔ (م ۱۰۱۲ھ، ۱۰۱۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۱۹۶ ج ۵، حدائق حنفیہ ص ۳۹۸ تذکرہ علماء ہند)

الشیخ الامام علی بن سلطان محمد ہروی معروف بہ ملا علی قاری حنفیؒ

مشہور و معروف وحید عصر، فرید دہر، محدث و فقیہ، جامع معقول و منقول تھے، سنہ ہزار کے سرے پر پہنچ کر درجۂ مجددیت پر فائز ہوئے، ہرات میں پیدا ہوئے اور مکہ معظمہ میں حاضر ہو کر علامہ محقق مدقق، متبحر فی علوم الحدیث والفقہ احمد بن حجر ہیثمی مکی، علامہ ابوالحسن بکری، شیخ عبداللہ سندی، شیخ قطب الدین مکی وغیرہ اعلام سے علوم کی تحصیل و تکمیل کی، آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں، مرقاۃ شرح مشکوۃ، شرح نقایہ (مختصر الوقایہ) شرح موطأ امام محمد، شرح مسند الامام الاعظم، اربعین فی النکاح، اربعین فی فضائل القرآن، رسالہ فی ترکیب لا الہ الا اللہ، رسالہ فی قرأۃ البسملۃ اول سورۃ البرأۃ، فرائد القلائد فی تخریج احادیث، شرح العقائد، المصنوع فی معرفۃ الموضوع، نور القاری شرح صحیح البخاری، شرح صحیح مسلم، جمع الوسائل شرح

Marfat.com

الشمائل للترمذی، شرح جامع الصغیر للسیوطی، شرح حصن حصین، شرح اربعین نووی، شرح ثلاثیات البخاری، الاحادیث القدسیۃ، تذکرۃ الموضوعات، تفسیر قرآن مجید و جمالین حاشیہ تفسیر جلالین، شرح شفاء قاضی عیاضؒ، شرح النخبہ، شرح الشاطبیہ، شرح الجزریہ، اعراب القاری، شرح عین العلم، شرح فقہ اکبر، شرح مناسک الحج، تزیین العبارہ لتحسین الاشارہ، التدہین للتزیین، الاہتداء فی الاقتداء، حاشیہ مواہب الدنیہ، حاشیہ بدء الامالی، رسالہ فی صلوٰۃ الجنازۃ فی المسجد، مشرب الوردی فی مذہب المہدی، بہجۃ الانسان فی منحۃ الحیوان، رسالہ فی حکم سب الشیخین وغیرہما من الصحابہ، الاثمار الجنیہ فی اسماء الحنفیہ، نزہۃ الخاطر الفاتر فی مناقب الشیخ عبدالقادر، الناموس فی تلخیص القاموس وغیرہ، آپ نے امام مالکؒ کے مسئلہ ارسال کے خلاف اور امام شافعیؒ و اصحاب امام شافعی کے بھی بہت سے مسائل کے خلاف حدیثی فقہی دلائل و براہین جمع فرما کر نہایت انصاف و دیانت سے کلام کیا ہے۔

آپ کی تمام کتابیں اپنے اپنے موضوع میں مجموعۂ نفائس و فرائد ہیں، خصوصاً شرح مشکوٰۃ شرح نقایہ (مختصر الوقایہ) احادیث احکام کا نہایت گرانقدر مجموعہ ہیں، مرقاۃ بہت مدت ہوئی ۵ بڑی جلدوں میں چھپی تھی، اب نادر و نایاب ہے ۶۷۵ روپیہ میں بھی اس کا ایک نسخہ نہیں ملتا گذشتہ سال راقم الحروف سے مکہ معظمہ کے بعض احباب و تاجران کتب نے بڑی خواہش ظاہر کی تھی کہ ہندوستان سے چند نسخے اس کے فراہم کر کے وہاں بھیجے جائیں، مگر باوجود سعی بسیار یہاں سے کوئی نسخہ دستیاب نہ ہو سکا۔

شرح نقایہ کتب فقہ میں نہایت اہم درجہ رکھتی ہے، حضرت علامہ محقق کشمیری قدس سرہٗ نے اپنی وفات سے چند سال قبل اپنے تلمیذ رشید جناب مولانا سید احمد صاحب مالک کتب خانہ اعزازیہ دیوبند کو خاص طور سے متوجہ کیا تھا کہ اس کو شائع کریں اور ان کو بڑی تمنا تھی کہ کتاب مذکور طبع ہو داخل درس نصاب مدارس عربیہ ہو جائے، فرمایا کرتے تھے کہ یہ کتاب ان لوگوں کا جواب ہے جو کہتے کہ فقہ حنفی کے مسائل احادیث صحیحہ سے مبرہن نہیں ہیں، ملا علی قاری نے تمام مسائل پر محدثانہ کلام کیا ہے یہ بھی فرمایا کہ یہ کتاب اگر میری زندگی میں شائع ہو گئی تو تمام مدارس عربیہ کے نصاب میں داخل کرانے کی سعی کروں گا۔

Marfat.com

حضرت الاستاذ العلام مولانا اعزاز علی صاحبؒ اس کا ایک مکمل نسخہ (جو غالباً روس کا مطبوعہ تھا) حجاز سے لائے اور تحشیہ فرمایا، مولانا سید احمد صاحب موصوف نے حضرت شاہ صاحبؒ کے ارشاد بلکہ حکم پر حیدر آباد دکن کے ایک سرکاری اسکول کی ملازمت ترک فرما کر اس کی اشاعت کا اہتمام کیا اور اسی سے ان کی موجودہ کتب خانہ اور تجارتی لائن کی بنیاد پڑی جس کے لئے حضرت شاہ صاحبؒ ہی نے یہ پیش گوئی بھی فرمائی تھی کہ تم اس کام میں ملازمت سے زیادہ اچھے رہو گے، حالانکہ وہ اسکول کالج ہونے والا تھا اور اب موصوف کی تنخواہ ۶۰۵ سو روپیہ ماہوار ہو جاتی مگر خود موصوف ہی کا بیان ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کی پیش گوئی صادق ہوئی اور مجھے اس کام میں ملازمت سے بدرجہا زائد منافع حاصل ہوئے۔

کتاب مذکور کی جلد اول وفات سے صرف چند ایام قبل تیار ہو سکی تھی، مولوی صاحب موصوف نے پیش کی تو حضرتؒ نے نہایت مسرت کا اظہار فرمایا اور چند مشہور مدارس کو خطوط بھی لکھوائے کے داخل درس کی جائے، جامعہ ڈابھیل، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور پنجاب کے بعد مدارس میں داخل نصاب ہوئی، بعد کو دوسری جلد بھی چھپی جواب نایاب ہے، افسوس ہے کہ تیسری و چوتھی جلد نہ چھپ سکی، دارالعلوم دیوبند میں بھی کچھ عرصہ حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ نے پڑھائی، پڑھنے والے ایک وقت میں چار سو تک ہوئے ہیں مگر افسوس کہ مستقل طور سے داخل درس نہ ہو سکی۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ کے اس ارشاد کی روشنی میں کہ "مذہب حنفی ہی میں وہ نہایت عمدہ طریقہ ہے جو بہ نسبت دوسرے تمام طریقوں کے حدیث وسنت کے اس تمام ذخیرہ سے جو امام بخاری اور ان کے اصحاب کے زمانہ میں جمع ہو کر منقح ہوا، زیادہ مطابق ہے"۔ نیز حضرت علامہ کشمیریؒ کے اس ارشاد کی روشنی میں کہ "آئمہ احناف کے اکثر مسائل احادیث صحیحہ معمولہ سلف کے موافق ہیں اور دوسرے مذاہب میں تخصیصات و مستثنیات زیادہ ہیں"، ضرورت ہے کہ ہم اپنے درس و مطالعہ کے زاد یہائے نظر کو بدلیں، تمام مسائل کی تحقیق و تنقیح محدثانہ نقطۂ نظر سے کرنے کے عادی ہوں اور بغیر کسی ادنیٰ مرعوبیت کے اپنوں وغیروں کی کتابوں سے مستفید ہوں۔

جیسا کہ امام بخاریؒ کے حالات میں ذکر ہوا، صحیح بخاری کی تالیف سے قبل اکابر محدثین کی تقریباً ایک سو کتابیں احادیث و آثار کی مدون ہو چکی تھیں جن میں مسانید امام اعظم، موطأ

Marfat.com

امام مالک، مسند امام شافعی، مسند امام احمد، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق وغیرہ ہیں اور وہ سب بعد کو آنے والی کتب صحاح کے لئے بمنزلہ اصول وامہات کے ہیں۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں صحیح مجروہ کا التزام کیا اور اپنے اجتہاد کے موافق احادیث کی تخریج کا اہتمام زیادہ فرمایا، دوسرے اصحاب صحاح نے دوسرے مجتہدین وائمہ کے موافق بھی احادیث وآثار جمع کئے، امام طحاوی حنفیؒ نے اس دور میں خصوصیت سے شرح معانی الآثار ومشکل الآثار وغیرہ لکھ کر محدثانہ، محققانہ، فقیہانہ طرز کو ترقی دی، پھر علامہ ابوبکر جصاص حنفیؒ، علامہ خطابی، شافعی، علامہ ابن عبدالبر مالکی، علامہ تقی الدین بن دقیق العید، علامہ ماردینی حنفیؒ، علامہ زیلعی حنفی، علامہ عینی حنفی، علامہ ابن حجر شافعی، علامہ ابن ہمام حنفی، علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی، علامہ ابن قیم، علامہ سیوطی شافعی، ملا علی قاری حنفیؒ وغیرہ وغیرہ محدثین کبار نے اپنے اپنے مخصوص محدثانہ طرز سے علم حدیث کے دامن کو مالا مال کیا۔

ہمارا یقین ہے کہ اگر پورے ذخیرۂ حدیث سے صحیح طور سے استفادہ کیا جائے تو حضرت شاہ صاحب دہلویؒ اور حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کے ارشادات کی صداقت و حقانیت میں ادنی شک وشبہ باقی نہ رہے گا، (م ۱۰۱۴ھ) واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

الشیخ عبدالکریم نہروانی گجراتی حنفی مہاجر مکی رحمہ اللہ

محدث وفقیہ جلیل، فضل وکمال میں یکتائے روزگار تھے، احمد آباد میں پیدا ہوئے، شہر نہروانہ (گجرات) کے مشہور علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، جس میں علاء الدین نہروانی اور مفتی قطب الدین محمد نہروانی پیدا ہوئے ہیں (یہ قرن عاشر کے اکابر علماء میں سے تھے) اپنے والد ماجد کے ساتھ مکہ معظّمہ حاضر ہوئے اور وہیں نشو ونما پائی، اپنے چچا مفتی قطب الدین سے فقہ وغیرہ کی تحصیل کی اور شیخ عبداللہ سندی وعلامہ فہامہ زبدۃ المحققین شیخ احمد بن حجر ہیثمی مکی وغیرہ سے فن حدیث میں تخصص حاصل کیا، مکہ معظّمہ کے مفتی وخطیب اور مدرسہ سلطانیہ مرادیہ کے سرپرست ہوئے، بہت سی گرانقدر تالیفات کیں مثلاً: النہر الجاری علی البخاری، اعلام العلماء الاعلام ببناء المسجد الحرام وغیرہ مکہ معظّمہ کے مشہور قبرستان معلاۃ میں دفن ہوئے۔ (م ۱۰۱۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۲۴۴ ج ۵)

Marfat.com

العلامة قلیچ محمد حنفی اندجانی رحمہ اللہ تعالیٰ

جامع معقول ومنقول محدث وفقیہ تھے،اور بڑے امیر کبیر صاحب جاہ ومنال دنیوی بھی تھے،مدت تک لاہور میں درس تفسیر وحدیث وفقہ دیا ہے،آپ سے بکثرت علماء وفضلاء روزگار نے استفادہ علوم وفنون کیا ہے ماٰثرالامراء اور گلزار ابرار میں آپ کے مفصل حالات مذکور ہیں،آپ کی یہ فارسی رباعی بہت مشہور ہے۔

عاشق ہوس وصال درسردارد　　صوفی زرقی و خرقہ دربردارد
من بندۂ آں کسم کہ فارغ زہمہ　　دائم دل گرم و دیدۂ تر دارد

(م۱۰۲۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص۳۱۲ ج۵)

الشیخ العلام خواجہ جوہر نات کشمیری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

محدث شہیر عالم کبیر تھے،آپ کی ولایت وعلمی جلالت قدر مسلم ومشہور ہے،علوم و فنون کی تحصیل وتکمیل مدرسہ سلطان قطب الدین میں کی،جو متصل مسجد صراف کدال تھا،پھر حج وزیارات کے لئے حرمین شریفین حاضر ہوئے تو وہاں کے کبار مشائخ وقت علامہ شہاب الدین احمد بن حجر ہیثمی مکی شافعی (شارح مشکوٰۃ وصاحب الخیرات الحسان فی مناقب النعمان) اور علامہ علی قاری حنفی مکی وغیرہ سے بھی حدیث حاصل کی،کشمیر واپس ہوکر ایک گوشۂ عبادت وریاضت اختیار کیا،وہیں افادۂ علوم ظاہری وباطنی فرماتے رہے۔ (م ۱۰۲۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر وحدائق)

الشیخ العلامہ احمد بن محمد بن احمد الشلبی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

علامہ محمد محبی نے لکھا کہ آپ امام مجتہد،اپنے زمانہ کے رأس المحدثین ورئیس الفقہاء تھے،آپ کو درس واشاعت حدیث سے بڑا شغف تھا،اس کی روایت میں محتاط،اس کے طرق وتقییدات کے بڑے عالم وعارف تھے،علم فقہ وفرائض میں بھی حظ وافر رکھتے تھے، زودفہم،وسیع معلومات والے تھے،مصر میں پیدا ہوئے،وہیں نشوونما پائی۔

Marfat.com

علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد اور شیخ جمال یوسف بن قاضی زکریا وغیرہ سے کی اور آپ سے شیخ شہاب الدین احمد سیوری، شیخ حسن شرنبلالی، شیخ عمر الدفری، شیخ شمس محمد بابلی، شیخ زین الدین بن شیخ الاسلام قاضی زکریا وغیرہم نے تلمذ کیا۔ (م ۱۰۲۷ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (خلاصۃ الاثر للمولی محمد محبی ص ۲۸۲ ج ۱)

الشیخ العلامہ محمد عاشق بن عمر ہندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور صاحب فضل وکمال محدث وفقیہ تھے، حدیث میں شیخ عبداللہ بن شمس الدین انصاری سلطان پوری معروف بہ مخدوم الملک بن شمس الدین کے تلمیذ خاص تھے، آپ نے شمائل ترمذی کی نہایت عمدہ شرح تصنیف کی تھی۔ (م ۱۰۳۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر وحدائق الحنفیہ)

الشیخ الاجل الامام الربانی مجدد الالف الثانی قدس سرہ

آپ کا نام نامی ونسب شیخ احمد بن عبدالاحد بن زین العابدین فاروقی ہے، سرہند شریف میں پیدا ہوئے، محدث کامل، فقیہ فاضل، جامع کمالات ظاہری وباطنی، قطب الاقطاب، مظہر تجلیات ربانی، محی السنّت، ماحی بدعت وضلالت تھے، پہلے قرآن مجید حفظ کیا، پھر اپنے والد ماجد سے علوم وفنون کی تحصیل کی، پھر سیالکوٹ جا کر فاضل محقق شیخ کمال الدین کشمیری سے کتب معقول نہایت تحقیق سے پڑھیں اور علوم وحدیث کی تحصیل حضرت شیخ یعقوب محدث کشمیری سے کی جن کا ذکر پہلے ہوچکا ہے، نیز کتب حدیث کی اجازت روایت قاضی بہلول بدخشی سے بھی حاصل کی۔

۱۷ سال کی عمر میں تحصیل جملہ علوم وفنون سے فارغ ہو کر درس وتصنیف میں مشغول ہوئے اور اسی زمانہ میں اثبات نبوت اور مذہب شیعہ امامیہ وغیرہ میں رسائل لکھے، طریقت وسلوک میں پہلے اپنے والد ماجد سے چاروں سلسلوں کی اجازت وخرقہ خلافت حاصل کیا ۱۰۰۷ھ میں والد ماجد کی وفات کے بعد حج وزیارات حرمین شریفین کے ارادہ سے دہلی پہنچے تو وہاں حضرت شیخ اعظم واجل خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی زیارت وبیعت سے مشرف ہوئے، ان کی خدمت میں رہ کر طریقہ نقشبندیہ میں چند ہی روز کے اشتغال سے آپ نے

Marfat.com

قطبیت وفردیت کے مدارج عالیہ تک عروج فرمایا اور خود حضرت شیخ موصوفؒ نے آپ کو قرب ونہایۃ وصولی الی اللہ کے مدارج کی تحصیل وتکمیل کی بشارت سنائی اور خرقۂ خلافت پہنا کر ارشاد طالبین کی اجازت مرحمت فرمادی۔

حضرت شیخ آپ کی نہایت تعظیم وتکریم فرماتے، غیر معمولی مدح وثناء کرتے اور آپ کی ذات بابرکات پر فخر کرتے تھے ایک روز اپنے اصحاب کی مجلس میں فرمایا کہ "شیخ احمد نامی ایک مرد سرہند سے کثیر العلم اور قوی العمل آیا ہے، چند روز اس نے فقیر کے ساتھ نشست وبرخاست کی ہے، اس عرصہ میں بہت سے عجائب وغرائب حالات اس کے دیکھے گئے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک آفتاب ہوگا جس سے سارا جہان روشن ہوگا"۔

ایک دفعہ فرمایا کہ "شیخ احمد ایک ایسا سورج ہے جسکے سایہ میں ہم جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں"۔

یہ مکاشفات عالیہ اس ذات عالی مقام کے تھے جس کے حالات میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ کس طرح شیخ المشائخ عبید اللہ الاحرار کی روح پر فتوح سے اپنی اعلیٰ ترین روحانی قوت مقناطیسی کے ذریعہ سارے کمالات ومراتب عالیہ جذب کر لئے تھے اور حضرت شیخ محمد امکنگیؒ سے تین ہی روز کے قلیل عرصہ میں خرقۂ خلافت حاصل فرمالیا تھا، ان کی روحانی بصیرت نے جو کچھ دیکھا تھا، اسی طرح دنیا والوں نے بھی تھوڑے دن بعد دیکھ لیا کہ آپ کی شہرت دور ونزدیک پھیلی، آپ کا آستانہ فیض بڑے بڑے اصحاب کمال کا ملجا وماویٰ ہوا، اکابر علماء ومشائخ زمانہ، امراء ورؤساء عالم ترک وتاجیک تک سے آپ کے حضور میں باریاب ہوکر بہرہ یاب ہوئے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ اور مولانا عبد الحکیم سیالکوٹیؒ ابتداء میں آپ سے کچھ بدظن ہوئے تھے، پھر آپ کے کمالات علمی وعملی کے معترف ہوگئے تھے، مولانا سیالکوٹیؒ نے ہی آپ کو سب سے پہلے مجدد الف ثانی کا خطاب دیا اور حضرت شیخ عبد الحقؒ نے اخبار الاخبار میں لکھا کہ:

جو نزاع ہزار سال سے علماء اعلام وصوفیاء کرام میں چلا آتا تھا وہ آپ نے اٹھا دیا اور مورد حدیث صلہ کے ہوئے جس میں بشارت ہے کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کو صلہ کہا جائے گا، اس کی شفاعت سے اتنے اتنے لوگ جنت میں داخل ہونگے (رواہ السیوطی

Marfat.com

فی جمع الجوامع) اس حدیث میں حضرت مجدد صاحب کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے اور خود مجدد صاحب نے اپنے حق میں لکھا ہے۔ الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین۔

سرہند شریف میں قیام فرما کر آپ نے مسند ارشاد کو زینت دی اور کتب حدیث، تفسیر، فقہ و تصوف وغیرہ کا درس دیتے رہے، جلیل القدر کتابیں تالیف فرمائیں، جن میں سے مشہور یہ ہیں: مکتوبات ۳ جلد ضخیم (جن میں ۵۲۶ مکاتیب عالیہ ہیں) یہ سب مکاتیب حقائق و معارف الٰہیہ و علوم نبوت کے بحور ناپیدا کنار ہیں، معارف لدنیہ، مکاشفات غیبیہ، آداب المریدین، رسالہ رد شیعہ، المبداء والمعاد، رسالہ تہلیلیہ، رسالہ اثبات نبوت، تعلیقات عوارف المعارف سہروردی۔

کچھ لوگ حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ کے بعض ارشادات عالیہ کے معانی و مطالب کو غلط سمجھنے کی وجہ سے آپ کے خلاف ہو گئے تھے اور انہوں نے شہنشاہ جہانگیر تک بھی شکایات پہنچائیں، جس پر سلطان نے آپ کو بلا کر گفتگو کی، آپ نے اس کو مطمئن کر دیا تو ان لوگوں نے سلطان کو آپ کے خلاف بھڑکانے کے لئے کہا کہ آپ نے حضور ظل سبحانی کو تعظیمی سجدہ نہیں کیا، بلکہ معمولی تواضع کا بھی اظہار نہیں کیا، سلطان نے اس بات سے متاثر ہو کر آپ کو قلعہ گوالیار میں محبوس کر دیا۔

شاہجہان کو آپ سے بڑی عقیدت تھی اس پر آپ کی قید و بند شاق گزری اور رہائی کیلئے سعی کی، آپ کے پاس افضل خان اور مفتی عبدالرحمٰن کو چند کتب فقہ کے ساتھ بھیجا اور کہلایا کہ بروئے فقہ اسلامی سلطان وقت کے لئے سجدۂ تعظیمی کی گنجائش ہے، آپ اس کو گوارا کریں تو میں ذمہ دار ہوں کہ پھر آپ کو حکومت کی طرف سے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی، آپ نے جواب میں فرمادیا کہ جواز کی گنجائش بطور رخصت ہے اور عزیمت یہی ہے کہ غیر اللہ کو کسی حال میں سجدہ نہ کیا جائے، اس لئے میں اس کے لئے تیار نہیں ہوں۔

چنانچہ آپ تین سال تک قید رہے، پھر جہانگیر نے آپ کو جیل سے آزاد کیا، مگر یہ شرط کی کہ آپ لشکر سلطانی کے ساتھ رہنے کے پابند ہوں گے، آٹھ سال آپ نے اس تقید کے بھی شان تسلیم و رضا سے گزارے، اس تمام عرصہ میں آپ سے سلطان اور دوسرے امراء و خواص برابر مستفید ہوتے رہے۔

Marfat.com

سلطان جہانگیر کی وفات کے بعد شاہجہان تخت سلطنت پر آئے تو انہوں نے آپ کو تمام قیود سے آزاد کر کے سرہند تشریف لے جانے کی اجازت دی، جہاں آپ نے اپنی عمر شریف کا باقی حصہ بھی درس علوم ظاہری وافائدہ فیوض باطنی میں بسر فرمایا، آپ کے مکاتیب شریفہ کا عرصہ ہوا عربی ترجمہ ہو کر کئی ضخیم جلدوں میں طبع ہو کر شائع ہوا تھا جو اب نایاب ہے، راقم الحروف نے اس کو ایک مجددی بزرگ مقیم وتاجر مکہ معظمہ کے پاس ۱۳۷۹ھ میں دیکھا تھا اور اس وقت خریدنے کے خیال سے حرمین شریفین کے تجارتی مکاتیب میں تلاش بھی کیا، مگر میسر نہ ہوا، کاش! اس کی اشاعت پھر مقدر ہو۔ مکاتیب فارسیہ کی اشاعت بہترین صحت و طباعت کے ساتھ اعلیٰ کاغذ پر امرتسر سے ہوئی تھی، وہ بھی اب عرصہ سے نایاب ہے، کوئی باہمت تاجر کتب اگر اس کو فوٹو آفسٹ کے ذریعہ طبع کرادے تو نہایت گرانقدر علمی و دینی خدمت ہے، مکمل اردو ترجمہ کی اشاعت بھی نہایت ضروری ہے، واللہ المیسر لکل عسیر۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ قدس سرہٗ العزیز کے مفصل حالات زندگی و سوانح حیات مستقل کتابوں میں شائع ہو چکے ہیں، ابن ندیم نے لکھا تھا کہ امام اعظمؒ کے علوم و کمالات ظاہری سے شرق وغرب، بر و بحر میں دور و نزدیک سب جگہ روشنی پھیلی، راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت امام ربانی کے علوم و کمالات باطنی سے شرق وغرب، بر و بحر میں دور و نزدیک کے تمام خطے جگمگا اٹھے۔

درحقیقت آپ آسمان رسالت کے نیر اعظم سرور دو عالم (ارواحنا فداہ) صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں اس امت محمدیہ کے لئے کیسے کیسے علم وہدایت کے سورج، چاند ستارے ہر دور میں آئے اور آئندہ بھی آتے رہیں گے۔ اس احسان عظیم وعمیم کا شکر کسی زبان وقلم سے ادا نہیں ہو سکتا

شکر نعمتہائے تو چند انکہ نعمتہائے تو عذر تقصیرات ما چند آنکہ تقصرات ما

(م ۱۰۳۴ھ ولادت ۹۷۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

الشیخ عبدالقادرؒ احمد آبادی حنفی بن الشیخ عبداللہ العیدروس شافعیؒ

جامع معقول ومنقول عالم وفاضل تھے، کثرت سے تصانیف کیں، آپکی کتاب ''النور السافر

Marfat.com

فی اخبار القرن العاشر" بہت مشہور ہے، دوسری تصانیف یہ ہیں: منح الباری بختم البخاری، المنتخب المصطفی فی اخبار مولد المصطفی، الدر الثمین فی بیان المہم من الدین، الحدائق الخضرہ فی سیرۃ النبی و اصحابہ العشرہ اتحاف الحضرۃ العزیزہ بعیون السیرۃ الوجیزہ، الحواشی الرشیقۃ علی العروۃ الوثیقہ، الانموذج اللطیف فی اہل بدر الشریف، اسباب النجاۃ والنجاح فی اذکار المساء والصباح وغیرہ۔ (م ۱۰۳۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ، نزہۃ الخواطر تذکرۂ علماء ہند)

الشیخ عبدالحق بن سیف الدین البخاری الدہلوی حنفیؒ

مشہور محدث علام، جامع علوم ظاہری و باطنی تھے، آپ نے سب سے پہلے ہندوستان میں علم حدیث کی ہر خطہ میں اشاعت کی، علوم حدیث کے بڑے متبحر عالم اور ماہر ناقد تھے، پہلے تمام علوم کی تکمیل ہندوستان میں کی، پھر عنفوان شباب ہی میں حرمین شریفین حاضر ہو کر وہاں مدت تک قیام فرمایا، وہاں کے اکابر اولیا و علماء سے کمالات ظاہری و باطنی کا استفادہ کیا، خصوصیت سے فن حدیث میں تخصص کا درجہ شیخ ملا علی قاری حنفی اور شیخ عبدالوہاب متقی تلمیذ حضرت شیخ علی متقی سے حاصل کیا، ہندوستان واپس ہو کر درس و ارشاد اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہوئے، آپ کی حدیثی تالیفات سے فارسی شرح مشکوٰۃ شریف "اشعۃ اللمعات" اور عربی شرح "لمعات التنقیح" نہایت اہم ہیں، اشعۃ اللمعات چار جلدوں میں مطبع نولکشور سے چھپی تھی، جس کے اڑھائی ہزار صفحات میں شیخ محدث نے شرح مشکوٰۃ کا حق ادا کر دیا ہے، اس کے ابتداء میں ایک مقدمہ بھی ہے جو علم حدیث، اقسام حدیث اور حالات آئمۂ حدیث وغیرہ پر نہایت محققانہ تالیف ہے۔

اشعۃ اللمعات کے قلمی نسخے بھی ہندوستان میں کئی جگہ ہیں، ان میں سے "حبیب گنج" کا نسخہ سب سے قدیم ہے، اس کے خاتمہ پر حضرت شیخ محدث کے اپنے ہاتھ کی تحریر بھی ہے، اس نسخہ کو بارہ سو روپیہ میں خریدا گیا تھا جس کی کتابوں کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

دوسری شرح عربی دو جلدوں میں ہے اور اس میں شیخ محدث نے صرف وہ ابحاث مہمہ دقیقہ درج کی ہیں جو عام افہام سے بالاتر تھیں، نیز اس میں فقہ حنفی کے مسائل کی تطبیق

Marfat.com

احادیث صحیحہ سے کی گئی ہے اور نہایت گرانقدر محدثانہ محققانہ کلام کیا ہے، خود فرمایا کہ اس شرح کا مطالعہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت امام اعظمؒ اپنے مسائل میں احادیث و آثار کا تتبع اس قدر کرتے ہیں کہ اصحاب الظواہر میں شمار کرنے کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے اور ان کے مقابلہ میں امام شافعی کو اصحاب الرائے میں شمار کرنا پڑے گا'' اس کے شروع میں بھی نہایت جامع و نافع مقدمہ ہے، جو علیحدہ شائع بھی ہوگیا ہے، مگر افسوس ہے کہ لمعات ابھی تک شائع نہ ہوسکی، اس کے قلمی نسخے بانکی پور، رام پور، علی گڑھ، دہلی اور حیدرآباد دکن وغیرہ میں ہیں کاش وہ شرح طبع ہوکر مشکوٰۃ شریف کے ساتھ داخل نصاب مدارس عربیہ ہوکر پڑھائی جائے۔

نواب صدیق حسن خان صاحب نے ''الحطہ بذکر الصحاح الستہ'' میں حضرت شیخ محدثؒ اور آپ کے صاحبزادہ شیخ نور الحقؒ وغیرہ کے لئے کلمات مدح لکھ کر یہ بھی ارشاد کیا ہے کہ ان اصحاب صلاح کا طرز تحدیث فقہا کے طریق پر تھا، محدثین کے نہیں، اگرچہ فوائد کثیرہ دینی و علمی سے خالی نہیں''۔ غالباً نواب صاحب نے ''مطالعہ لمعات'' کی تکلیف گوارا نہیں کی، ورنہ ایسا نہ لکھتے یا احناف کی حدیثی خدمات کو گرانے کے لئے ضروری سمجھا ہوگا کہ کوئی تو اعتراض کا پہلو ضرور نکال لیا جائے۔

حضرت شیخ محدث نے فن رجال میں بھی کئی اہم کتابیں لکھیں، مثلاً الاکمال فی اسماء الرجال'' اور اسماء الرجال والرواۃ المذکورین فی المشکوٰۃ، شرح اسماء رجال البخاری یہ کتابیں بھی شائع نہیں ہوئیں، اسماء الرجال کا قلمی نسخہ بانکی پور کے کتب خانہ میں ہے۔

آپ کی دوسری گرانقدر تالیفات یہ ہیں: التعلیق الحاوی علی تفسیر البیضاوی، زبدۃ الآثار، رسالہ اقسام حدیث، ماثبت بالسنہ فی ایام السنہ، شرح سفر السعادت، شرح فتح الغیب، مدارج النبوۃ، جذب القلوب الی دیار المحبوب، مرج البحرین، فتح المنان فی مناقب النعمان، اخبار الاخبار، عقائد میں تکمیل الایمان وتقویۃ الایمان نہایت اہم تالیف ہیں، فقہ میں فتح المنان فی تائید مذہب النعمان لکھی جس میں آپ نے احادیث کو مختلف عنوانات کے تحت جمع کیا ہے، پھر چاروں آئمہ کے مآخذ پر بحث کی ہے اور امام اعظمؒ کے مآخذ کو دوسرے مآخذ پر ترجیح دی ہے، اس کا قلمی نسخہ کتاب خانہ آصفیہ میں موجود ہے، اسی طرح ''الفوائد'' اور ہدایۃ

Marfat.com

المناسک الی طریق المناسک نہایت محققانہ لکھیں۔

آپ کے مجموعۂ مکاتیب ورسائل میں بھی بڑا علمی ذخیرہ ہے، شعر وسخن کا ذوق آپ کا خاندانی ورثہ تھا، حق تلخص کرتے تھے، آپ کے اشعار کا مجموعی شمار پانچ لاکھ تک کیا گیا ہے، ۹۴ سال کی عمر میں انتقال فرمایا، مزار مبارک دہلی قطب صاحب میں حوض شمسی کے کنارہ واقع ہے، بعض اصحاب باطن نے وہاں عجیب وغریب کشش و دلبستگی اور فیوض برکات کے حصول کا ذکر کیا ہے۔

آپ کے مفصل حالات نہایت تحقیق سے محترم مولانا خلیق احمد صاحب نظامی استاذ شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے لکھے ہیں جو حیات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے نام سے اعلیٰ کاغذ پر بہترین کتاب وطباعت سے مزین ہو کر ندوۃ المصنفین دہلی سے شائع ہو گئے ہیں۔ (م ۱۰۵۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر، حدائق وحیات شیخ محدث)

الشیخ سیدی العربی بن سیدی یوسف بن محمد الفاسیؒ

مشہور محدث آپ نے حافظ ابن حجر کے مشہور رسالہ اصول حدیث نخبۃ کو منظوم کیا جس کا نام ''عقد الدرر فی نظم نخبۃ الفکر'' رکھا اور اس کی شرح بھی لکھی، واضح ہو کہ نخبۃ الفکر کو بہت سے محدثین کبار نے نظم کیا ہے، اور اس کی شروح لکھی ہیں، مثلاً شیخ کمال الدین بن الحسن شمنی مالکیؒ م ۸۲۱ھ نے نظم کیا ہے اور اس کی شرح ان کے صاحبزادے شیخ تقی الدین ابو العباس احمد بن محمد شمنی مصری مالکی ثم حنفی ۸۷۲ھ نے کی جو شارح مغنی لابن ہشام اور محشی شفا بھی ہیں۔

شروح وتعلیقات نخبہ میں سے حافظ قاسم بن قطلو بغا حنفیؒ کی تعلیقات، علامہ محدث ملا علی قاری حنفیؒ کی شرح النخبہ اور شیخ ابو الحسن محمد صادق بن عبد الہادی السندی المدنی حنفیؒ م ۱۱۳۸ھ کی شرح خاص طور پر قابل ذکر ہیں، کیونکہ محدثین احناف کی حدیثی خدمات کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے بلکہ ان کی حدیث دانی کو بھی مشکوک بنانے کی سعی برابر کی جاتی رہی ہے، والی اللہ المشتکی وھو المستعان۔ (م ۱۰۵۲ھ) رحمہم اللہ کلہم رحمۃ واسعۃ (الرسالۃ المستطرفہ ص ۱۷۵، ۱۷۶)

Marfat.com

الشیخ العلامة حیدر پتلو بن خواجہ فیروز کشمیری حنفی رحمہ اللہ

بڑے محدث، فقیہ، صاحب ورع وتقویٰ، متبع سنت عالم تھے، سات سال کی عمر میں حفظ قرآن مجید وابتدائی کتب سے فارغ ہوتے ہی اتباع سنت کا شوق وجذبہ رفیق زندگی بن گیا تھا بانصیب سے پھر مولانا المحدث جوہرنات سے علوم کی تحصیل کرتے رہے پھر دہلی جاکر حضرت شیخ محدث دہلویؒ سے علوم حدیث وتفسیر وفقہ وغیرہ کی تکمیل کی اور صاحب فتویٰ وعالم بے نظیر ہوکر کشمیر واپس ہوئے۔

وہاں درس وارشاد کی مسند کو زینت دی، بڑے مستغنی مزاج ومتوکل بزرگ تھے والی کشمیر نے تین مرتبہ آپ کی خدمت میں خود حاضر ہوکر کشمیر کی قضا پیش کی مگر آپ نے اس کو رد کردیا، جب اس کے لئے طرح طرح سے آپ پر دباؤ ڈالے گئے تو کشمیر سے کہیں جاکر روپوش ہوگئے، دوسرا شخص منصب قضا پر مقرر ہوگیا تو آپ کشمیر واپس آئے اور آخر عمر تک درس وافادہ میں مشغول رہے۔ (م ۱۰۵۷ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق ونزہۃ الخواطر)

شیخ احمد شہاب بن محمد خفاجی مصری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث، مفسر، فقیہ اور جامع معقول ومنقول تھے، علوم عربیہ میں اپنے ماموں شیخ ابوبکر شنوانی سے، حدیث وفقہ میں شیخ الاسلام محمد رملی، شیخ نورالدین علی زیادی اور خاتمۃ الحفاظ ابراہیم علقمی وعلی بن قائم مقدسی وغیرہ سے تلمذ کیا، اپنے والد ماجد کے ساتھ حرمین شریفین جاکر وہاں کے بھی اکابر وعلماء ومحدثین شیخ علی بن جار اللہ وغیرہ سے مستفید ہوئے پھر قسطنطنیہ جاکر درس علوم میں مشغول رہے۔

مشہور تصانیف یہ ہیں: حواشی تفسیر بیضاوی (۸ جلد میں) شرح شفاء (۴ جلد میں) شرح درۃ الغواص حریری، حواشی رضی، شفاء العلیل فیما فی کلام العرب من الدخیل، دیوان الادب، طراز المجالس، رسائل اربعین وغیرہ۔ (م ۱۰۶۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

Marfat.com

شیخ زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم مصری حنفیؒ

علامہ محقق، محدث کبیر وفقیہ بے نظیر تھے علوم کی تحصیل وتکمیل اپنے زمانے کے اکابر علماء شیخ شرف الدین بلقینی، شیخ شہاب الدین شعمی، شیخ امین الدین بن عبدالعال، شیخ ابو الفیض سلمی وغیرہ سے کی اوران حضرات سے درس علوم وافتاء کی اجازت سے مستند ہو کر جلد ہی بڑی شہرت حاصل کرلی تھی، آپ کی تصانیف میں سے الاشباہ والنظائر بے نظیر کتاب ہے اور بحرالرائق شرح کنز الدقائق جزئیات فقیہ کا سمندر ہے، اسی لئے یہ دونوں کتابیں علماء حنفیہ کا ماخذ ومرجع اور مایہ ناز علمی خزینے ہیں۔

آپ کی فتح لغفار شرح المنار، مختصر تحریرالاصول مسمی بہ لب الاصول، تعلیقات ہدایہ اور حاشیہ جامع الفصولین، مجموعہ فتاویٰ چالیس رسائل متفرق مسائل میں سب ہی نہایت محققانہ ومدققانہ تالیفات ہیں۔ (م ۱۰۷۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ وغیرہ)

الشیخ محمد بن الامام الربانی مجدد الالف ثانی حنفی رحمہ اللہ

۱۰۰۵ھ میں سرہند شریف میں پیدا ہوئے، بڑے محدث وفقیہ، عارف کامل، صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے، علوم نقلیہ رسمیہ کی تحصیل وتکمیل اپنے والد ماجد حضرت امام ربانی قدس سرہ سے کی، علم حدیث کی سند بھی آپ سے اور شیخ عبدالرحمٰن رمزی سے حاصل کی، حضرت امام ربانی قدس سرہ کی خدمت وصحبت میں کافی وقت گزار کران سے طریقت میں بھی کمال حاصل کیا، حضرت امام قدس سرہٗ نے آپ کی طرف توجہ خاص فرمائی، یہاں تک کہ آخر عمر میں آپ کی وجہ سے درس بھی ترک فرما دیا تھا، فرمایا کرتے تھے کہ میرا یہ بچہ علماء راسخین میں سے ہے، اور آپ کو خرقۂ خلافت پہنایا، خانون الرحمۃ کے لقب سے مشرف فرمایا۔

باوجود ان کمالات ظاہری وباطنی کے آپ نے حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ کی وفات پر مسند خلافت اپنے بھائی شیخ محمد معصوم صاحبؒ کے لئے چھوڑ دی تھی اور خود حرمین شریفین چلے گئے، حج وزیارت کے بعد ۱۰۶۹ھ میں واپس ہو کر باقی عمر درس وتلقین میں گزاری۔

Marfat.com

آپ کی تصانیف حاشیہ مشکوٰۃ شریف، رسالہ تحقیق اشارہ فی التشہدین، حاشیہ، حاشیہ خیالی شرح عقائد وغیرہ ہیں۔ (حدائق) (م ۱۰۷۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

الشیخ ایوب بن احمد بن ایوب حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث، جامع علوم وفنون، جامع شریعت وطریقت تھے، علوم حدیث آپ نے محدث شہیر معمر ابراہیم بن الاحدب سے حاصل کئے اور عارف باللہ احمد العالی سے طریق خلوتیہ حاصل کر کے شیخ وقت ہوئے، بڑے صاحب کشوف وکرامات تھے، آپ کو شیخ اکبر ابن عربی کی لسان کہا جاتا تھا، ایک دفعہ خواب میں شیخ اکبر کو دیکھا کہ ان کے دروازہ پر چالیس دربار ہیں، لیکن آپ داخل ہوئے تو کسی نے نہ روکا، شیخ کی خدمت میں پہنچے تو فرمایا کہ ''اے ایوب! تم میرے نقش قدم پر ہو، تمہارے سوا کوئی اس طرح میرے پاس نہیں آیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارکہ سے مشرف ہوئے، اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرات عشرہ مبشرہ بھی حاضر تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا ''ایوب سے کہہ دو کہ وہ زمانہ بہت مبارک ہے جس میں آپ ہیں''۔

ہمیشہ اور ہر وقت کلمۂ توحید ''لا الہ الا اللہ'' کا ورد رکھتے تھے جو آپ کے رگ وپے میں سرایت کر گیا تھا، حتیٰ کے سوتے میں بھی آپ کے سانس کے ساتھ کلمہ مبارک سنا جاتا تھا، فرماتے تھے کہ اگر مجھے شروع سے معلوم ہو جاتا کہ ''لا الہ الا اللہ'' میں اتنے اسرار ہیں تو میں کوئی علم طلب نہ کرتا، حالانکہ آپ اسی ۸۰ علوم وفنون میں مہارت رکھتے تھے، آپ نے رسالہ اسمائیہ میں لکھا کہ سب سے زیادہ سریع الاثر اور نتیجہ خیز ورد لا الہ الا اللہ اور قرأۃ سورۂ اخلاص ہے۔

آپ نے بہت سے رسائل لکھے جو سب نہایت تحقیقی اور علوم وحقائق کے خزانے ہیں، مثلاً ذخیرۃ الفتح، عقلیۃ التفرید، خمیلۃ التوحید، ذخیرۃ الانوار، سمیرۃ الافکار، رسالۃ الیقین وغیرہ ایک جزو میں اپنے مشائخ حدیث جمع کئے تھے۔ (م ۱۰۷۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ خلاصۃ الاثر ص ۴۲۸ ج ۱)

شیخ محمد آفندی بن تاج الدین بن احمد محاسنی دمشقی حنفیؒ

مشہور محدث، فقیہ وادیب تھے، جامع سلطان سلیم کے خطیب رہے، پھر جامع بنی

Marfat.com

امیہ کے امام وخطیب ہوئے اور جامع مذکور کے قبہ مغربیہ میں حدیث کا درس دیتے رہے، صحیح مسلم پر تعلیقات لکھیں، آپ سے بہت سے علماء دمشق مثل علامہ محقق شیخ علاؤ الدین حصکفی مفتی شام وغیرہ نے استفادہ علوم کیا، آپ کا کلام نظم ونثر نہایت فصیح وبلیغ ہوتا تھا۔ (م ۱۰۷۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

شیخ نور الحق بن شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی رحمہ اللہ

مشہور محدث فقیہ، فاضل متبحر، جامع کمالات صوری ومعنوی تھے، علوم ظاہری و کمالات باطنی کی تحصیل وتکمیل اپنے والد ماجد سے کی، پھر درس وافتاء میں مشغول ہوئے، گرانقدر تصانیف کیں، مثلاً تیسیر القاری فی شرح صحیح البخاری (۶ ضخیم جلد میں) شرح صحیح مسلم، شرح شمائل الترمذی، رسالہ اثبات اشارہ تشہد، زبدۃ فی التاریخ، تعلیقات شرح ہدایۃ الحکمۃ، تعلیقات شرح المطالع، تعلیقات علی العضدیہ وغیرہ۔

تیسیر القاری ۱۲۹۸ھ میں نواب محمود علی خان صاحب والی ریاست ٹونک کی توجہ ومالی امداد سے چھپی تھی، اس کے حاشیہ پر شیخ الاسلام (سبط شیخ محدث دہلویؒ) کی شرح اور علامہ حافظ دراز پشاوری کی شرح بھی طبع ہوئی تھی، یہ تینوں تالیفات نہایت محققانہ طرز کی ہیں، اب یہ کتاب نایاب ہے۔ شاہجہان ایام شاہزادگی سے ہی آپ کے علم وفضل سے خوب واقف تھا، اس لئے اپنے دور شہنشاہی میں آپ کو اکبرآباد (آگرہ) کا قاضی ومفتی مقرر کردیا تھا، آپ کا دور قضاء امانت ودیانت اور فصل خصومات کے اعتبار سے نہایت معقول وشاندار رہا۔ (م ۱۰۷۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (مقدمہ لامع ص ۴۴ وحدائق حنفیہ ونزہۃ الخواطر)

الشیخ محمد معصوم بن الامام الربانی مجدد الالف الثانی قدس سرہٗ

مشہور ومعروف محدث وفقیہ اور شیخ طریقت تھے، قرآن مجید صرف تین ماہ میں حفظ کرلیا تھا، پھر اکثر علوم کی تحصیل حضرت والد ماجد قدس سرہٗ سے کی اور ان کی خدمت میں عرصہ دراز تک رہ کر کمالات طریقہ نقشبندیہ کی تکمیل کی، آپ حضرت مجدد صاحب کے

Marfat.com

اخلاق و عادات و کمالات کے مثل کامل تھے، آپ کو حضرت مجدد صاحبؒ نے مقامات عالیہ قیومیت وغیرہ سے سرفراز ہونے کی بشارت دی اور جن مراتب عالیہ پر آپ پہنچے، حضرت مجدد صاحب کے اصحاب و خلفاء میں سے کوئی ان تک نہیں پہنچا، حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ کی وفات پر آپ ہی مسند ارشاد پر رونق افروز ہوئے اور تمام اوقات درس علوم و افادۂ فیوض باطنیہ میں بسر کئے، بیضاوی شریف، مشکوٰۃ شریف، ہدایہ عضدی و تلویح کا درس اکثر دیا کرتے تھے، ہزاروں ہزار لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا اور آپ کے خلفاء کی تعداد بھی سات ہزار تک نقل ہوئی ہے، نیز بعض حضرات نے آپ کی توجہ سے درجۂ ولاویت پر پہنچنے والی کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ لکھی ہے۔

امراء و سلاطین کی مجالس سے بے حد نفوز تھے، حتیٰ کے شاہجہان باوجود اشتیاق بسیار کے آپ کی صحبت سے محروم رہا البتہ اورنگزیب عالمگیرؒ آپ کی بیعت اور کچھ صحبت سے بھی مشرف ہوئے۔

آپ کے مکاتیب عالیہ بھی تین جلدوں میں مدون ہوئے جو حضرت امام ربانی کے مکتوبات مبارکہ کی طرح حقائق علوم نبوت، غوامض اسرار شریعت اور لطائف و دقائق طریقت کا گراں قدر مجموعہ ہیں، اکثر مکاتیب میں مکتوبات حضرت امام ربانی کے مغلقات و مشکلات کا بھی حل کیا ہے۔ (م ۱۰۸۰ھ، ۱۰۷۹ھ، ۱۰۷۷ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر و حدائق حنفیہ)

الشیخ معین الدین بن خواجہ محمود نقشبندی کشمیری حنفیؒ

مشائخ و علماء کشمیر میں سے اتباع شریعت، ترویج سنت و ازالۂ بدعات و رسوم غیر شرعیہ میں اپنے وقت کے بے نظیر عالم تھے، حدیث و فقہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی شاگردی کی اور مدت تک ان کی خدمت میں رہے تھے۔

کشمیر میں مرجع علماء و فضلاء ہوئے اور درس علوم و افادہ فیوض باطنی میں زندگی بسر کی، مجموعۂ فتاویٰ نقشبندیہ کنز السعادۃ (فقہ میں) الرضوانی (سیر و سلوک و بیان خوارق و کرامات والد ماجد میں) آپ کی یادگار ہیں۔ (م ۱۰۸۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر و حدائق حنفیہ)

Marfat.com

شیخ محمد بن علی بن محمد بن علی حصکفی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدث وفقیہ جامع معقول ومنقول، صاحب تصانیف کثیرہ تھے، احادیث و مرویات کے بڑے حافظ تھے، آپ کے فضل وکمال کی شہادت آپ کے مشائخ و اساتذہ اور ہمعصروں نے بھی دی ہے، خصوصیت سے آپ کے شیخ خیر الدین رملی نے آپ کے کمال درایت وروایت کی بڑی تعریف کی ہے، آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں: تعلیقات بخاری (۳۰ جزو) حواشی تفسیر بیضاوی، الدرر المختار (فقہ کی مشہور و متداول کتاب) شرح ملتقی الابحر، شرح المنار، شرح قطر، مختصر فتاویٰ صوفیہ، حواشی درر وغیرہ۔ (م ۱۰۸۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

شیخ ابراہیم بن حسین بن احمد بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ ''بیری زادہ'' کے نام سے مشہور ہوئے، محدث کامل، فقیہ فاضل، متبحر فی العلوم اور علم فتویٰ میں یگانۂ زمانہ تھے، تمام اوقات مطالعہ کتب اور درس وتصنیف وغیرہ میں مشغول رہتے تھے، ستر ۷۰ سے زیادہ تصانیف عالیہ یادگار چھوڑیں ان میں زیادہ مشہور یہ ہیں۔

شرح موطا امام محمد (۲ جلد) عمدۃ ذوی البصائر حاشیہ الاشباہ والنظائر، شرح تصحیح قدوری شیخ قاسمؒ، شرح المنسک الصغیر ملا علی قاریؒ، رسالہ در بیان جواز عمرہ در اشہر حج، شرح منظومہ ابن شحنہ، رسالہ در بارۂ اشارہ سبابہ، رسالہ در عدم جواز تلفیق (اس رسالہ میں آپ نے اپنے ہم عصر علماء مکی بن فروخ وغیرہ کا مدلل رد کیا ہے) ولادت مدینہ طیبہ میں ہوئی تھی، وفات مکہ معظمہ میں ہوئی اور معلاۃ میں قریب مرقد مبارک حضرت ام المؤمنین خدیجہؓ دفن ہوئے۔

(م ۱۰۹۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

شیخ داؤد مشکوتی کشمیری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

کشمیر کے اکابر محدثین وفقہاء میں سے تھے، آپ نے شیخ حیدر بن فیروز کشمیر سے علوم حدیث وفقہ وغیرہ کی تحصیل وتکمیل کی، طریقت کے کمالات شیخ نصیب الدین سے

Marfat.com

حاصل کئے، حضرت خواجہ محمود بخاری سے بھی فیوض کثیرہ لئے اور ان سب حضرات کی خدمت میں ایک مدت گزار کر علم و معرفت میں کامل ہوئے، ''مشکوتی'' مشہور ہوئے، کیونکہ پوری مشکوٰۃ شریف آپ کو متناً وسنداً حفظ تھی۔

آپ نے اسرار الابرار (سادات کشمیر کے حالات میں) لکھی، اسرار الاشجار اور کتاب منطق الطیر شیخ عطارؒ کو منظوم کیا۔ (م ۱۰۹۷ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ ونزہۃ الخواطر)

شیخ یحییٰ بن الامام الربانی مجدد الالف الثانی قدس سرہ حنفی

حضرت مجدد صاحبؒ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں، محدث، فقیہ، علماء ربانیین سے ہیں، ۱۰۲۷ھ میں ولادت ہوئی، علوم کی تحصیل و تکمیل اپنے منجھلے بھائی، شیخ محمد معصوم صاحبؒ اور بڑے بھائی شیخ محمد سعید صاحبؒ سے کی، پھر درس و افادہ میں مشغول ہوئے اور بہت سی تصانیف بھی کیں۔ آپ کا نکاح حضرت خواجہ عبید اللہ بن حضرت شیخ المشائخ خواجہ باقی باللہ نقشبندی قدس اسرارہما کی صاحبزادی سے ہوا تھا۔ ''الیانع الجنی'' میں ہے کہ آپ نے مسئلہ اشارۂ تشہد میں اپنے والد ماجد اور بھائیوں کی مخالفت کی، یعنی از روئے حدیث صحیح اس کے ثبوت کو نفی و انکار کے مقابلہ میں ترجیح دی اور یقیناً حضرت مجدد صاحبؒ اور دوسرے حضرات بھی اگر حدیث مثبت صحیح سے مطلع ہوجاتے، تو اپنی رائے بدل دیتے۔ (م ۱۰۹۸ھ) رحمہم اللہ کلہم رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۴۳۵ ج ۵)

الشیخ ابو یوسف یعقوب البنانی لاہوری حنفی رحمہ اللہ

مشہور محدث، فقیہ و جامع معقول و منقول تھے، شاہجہاں اور عالمگیر کے دور میں آپ ناظر محاکم عدلیہ رہے، باوجود اس کے درس و تصنیف میں بھی مشغول رہتے تھے، آپ کے درس سے بکثرت علماء و طلبہ نے استفادہ کیا، علوم حدیث میں بڑی دست گاہ تھی، اثنا درس میں فاضل سیالکوٹی پر تعریضات کرتے تھے، آپ کی تصانیف یہ ہیں:

حاشیہ بیضاوی شریف، الخیر الجاری فی شرح صحیح البخاری، المعلم فی شرح صحیح الامام مسلم، المصطفیٰ فی شرح الموطأ، شرح تہذیب الکلام، شرح الحسامی، شرح شرعۃ الاسلام،

Marfat.com

اساس العلوم (حدیث میں) حاشیۂ رضی، حاشیہ عضدی، ان کے علاوہ دوسری کتب درسیہ پر بھی تعلیقات ہیں۔ (م ۱۰۹۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۴۳۹ ج ۵)

الشیخ محمد فخر الدین بن محب اللہ بن نور اللہ دہلوی حنفیؒ

محدث جلیل القدر، فضلائے عصر میں ممتاز، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے نواسہ ہیں، آپ نے بخاری شریف کی شرح لکھی تھی جو تیسیر القاری کے حاشیہ پر چھپی ہے، اس میں نہایت محققانہ محدثانہ ابحاث ہیں، آپ سلطان محمد شاہ کے زمانہ سے نادر شاہ کے ابتدائی دور تک دہلی میں صدر الصدور امور مذہبی کے عہدہ پر فائز رہے، پھر رحلت فرمائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (مقدمۂ لامع ص ۱۴۷)

شیخ محدث ملا شنگرف گنائی کشمیری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت بابا عثمان گنائی کی اولاد میں سے محدث کبیر، فقیہ فاضل اور جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے، علامہ مفتی فیروز کے چچا تھے، اپنے شہر کے علماء ومحدثین سے تحصیل علوم کے بعد حرمین شریفین تشریف لے گئے، وہاں زبدۃ المحققین، محدث شہیر علامہ ابن حجر مکیؒ سے حدیث کی اجازت حاصل کی اور کشمیر واپس ہو کر درس وارشاد میں مشغول ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ وتذکرۂ علماء ہند)

شیخ زین الدین علی تبور، رائے نواری کشمیری حنفی رحمہ اللہ

علماء کشمیر میں سے محدث کامل وفقیہ فاضل تھے، حضرت شیخ یعقوب صرفی اور ملا شمس الدین پالی سے علوم کی تحصیل وتکمیل کے بعد حضرت مخدوم شیخ ہمزہ سے بیعت کی اور معارف وحقائق تصوف سے بھی حظ وافر حاصل کیا اواسط عمر میں بتمام وکمال فقر وزہد کی زندگی اختیار کی، پھر حرمین شریفین حاضر ہوئے اور وہاں شیخ ابن حجر مکیؒ سے اجازت حدیث لے کر کشمیر واپس آئے اور تمام زندگی نشر وافادۂ علوم ظاہری وباطنی میں بسر کی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ وتذکرہ)

Marfat.com

شیخ علی بن جار اللہ قرشی خالد مکی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خالد بن ولیدؓ کی اولاد میں سے محدث کامل، فقیہ فاضل، مفتی وخطیب مکہ معظمہ تھے، حرم شریف میں بیٹھ کر تمام دن درس حدیث وتفسیر وفقہ اور افتاء کی خدمات انجام دیتے تھے، خصوصیت سے بخاری شریف کا درس نہایت محققانہ شان سے ہوتا تھا، بڑے فصیح وبلیغ مقرر وخطیب تھے، اپنے خاندان میں سے صرف آپ کے والد اور آپ ہی حنفی تھے، باقی سب شافعی مذہب کے پیرو تھے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے صحیح بخاری شریف وغیرہ کتاب صحاح آپ سے پڑھی تھیں، شیخ علی متقی اور شیخ عبدالوہاب متقی سے بڑی محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

الشیخ المحدث حسن بن علی العجیمی المکی، حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدث وفقیہ تھے، آپ کی اسانید مرویات "کفایۃ المستطلع" کی دو جلدوں میں ہیں، (م ۱۱۱۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ نصب الرایہ ص ۴۸)

الشیخ محمد اعظم بن سیف الدین حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث وفقیہ تھے، علوم کی تحصیل اپنے چچا جان شیخ فرخ شاہ بن الشیخ محمد سعید سرہندی اور والد ماجد سے کی اور طریقت میں بھی اپنے والد بزرگوار سے استفادہ کیا، آپ کی نہایت محققانہ مفید شرح صحیح بخاری پر ہے جس کا نام فیض الباری ہے، ۴۸ سال کی عمر میں وفات ہوئی اور اپنے والد ماجد کے قریب سرہند شریف میں مدفون ہوئے۔ (م ۱۱۱۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (ہدایۃ احمدیہ، نزہۃ الخواطر)

الشیخ مبارک بن فخر الدین الحسینی الواسطی بالگرامی حنفیؒ

محدث کبیر وجامع علوم وفنون تھے، پہلے بلگرام میں تحصیل کی، پھر دہلی گئے اور علامہ خواجہ عبداللہ بن شیخ المشائخ حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی قدس سرہ اور شیخ نور الحق بن شیخ

Marfat.com

محدث دہلوی وغیرہ سے علوم کی تکمیل اور حدیث کی سند حاصل کی، ۱۰۶۴ھ میں اپنے وطن واپس ہوکر درس وافادہ میں مشغول ہوئے۔

نہایت وقور، بارعب اور امر معروف ونہی منکر میں جری تھے، ان کی موجودگی میں کسی شخص کو ارتکاب منہیات شرع کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ (م ۱۱۱۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر)

الشیخ المحدث فرخ شاہ بن الشیخ محمد سعید بن الامام الربانی قدس سرہ، حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے والد ماجد کی تیسری اولاد ہیں لیکن علم وفضل میں سب سے بڑھ کر اور درس وافادہ علوم وظاہر وباطن میں سب سے بڑے تھے، اپنے والد ماجد سے علوم کی تحصیل اور خصوصیت سے حدیث وفقہ اور تصوف میں مراتب عالیہ کی تکمیل کی، حافظہ نہایت قوی تھا، بڑے ذہین و ذکی تھے، مباحثہ سے بھی رغبت تھی، علوم حدیث سے عشق تھا، حرمین شریفین حاضر ہوکر فیوض وبرکات سے مالا مال ہوکر ہندوستان واپس ہوئے اور درس وافادہ میں منہمک ہوگئے۔

"ایانع الجنی" میں ہے کہ آپ کو ستر ہزار احادیث متن وسند کے ساتھ یاد تھیں جن کے رجال پر پوری بصیرت سے جرح وتعدیل کرسکتے تھے، احکام فقہیہ پر بڑی نظر تھی اور ایک درجہ کا اجتہاد حاصل تھا، باوجود اس کے نہایت حیرت ہے کہ آپ نے ایک رسالہ منع اشارۂ تشہد میں لکھا ہے"۔

فقہ وحدیث میں آپ کے بہت سے رسائل ہیں اور اپنے جد امجد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی طرف سے مدافعت میں بھی رسائل لکھے ہیں، مثلاً القول الفاصل بین الحق والباطل او کشف الغطاء عن وجوہ الخطا، نیز رسالہ حرمت غناء، رسالہ عقائد رسالہ فی الحقیقۃ المحمدیہ، حاشیہ حاشیہ عبدالحکیم علی الخیالی وغیرہ لکھے۔ (م ۱۱۲۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر)

شیخ عنایت اللہ شال کشمیری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث، فقیہ، متقی، متورع اور جامع کمالات ظاہری وباطنی تھے، علوم وفنون کی تحصیل و

Marfat.com

تکمیل اپنے وقت کے اکابر شیوخ سے کی ہمیشہ علوم حدیث، تفسیر وفقہ وغیرہ کا درس دیتے تھے، خصوصیت سے درس بخاری شریف کی محدثانہ تحقیق کے لحاظ سے بے نظیر شہرت ہوئی۔

نقل ہے کہ ۳۶ دفعہ مکمل بخاری شریف کو پوری تحقیق سے پڑھایا حدیث اور اس کے طرق اسانید کی واقفیت آپ کو بدرجۂ کمال حاصل تھی، مثنوی مولانا روم کو بھی پڑھنے پڑھانے کے نہایت دلدادہ تھے، علوم باطن میں مشائخ وقت سے خرقہائے خلافت حاصل کئے، تمام عمر درس ووعظ میں بسر کی۔ (م ۱۱۲۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق الحنفیہ ونزہۃ الخواطر)

الشیخ العلامۃ احمد بن ابی سعید بن عبداللہ بن حنفی رح

مشہور محدث وفقیہ، جامع معقول ومنقول "ملا جیون" کے نام سے زیادہ معروف، شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر کے استاذ محترم تھے، نسباً حضرت ابوبکر صدیقؓ سے متصل اور قصبہ امیٹھی کے ساکن تھے، سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا پھر تحصیل علوم وفنون میں مشغول ہوئے، قوت حافظہ بے نظیر تھی جو کتابیں دیکھتے تھے، یاد ہو جاتی تھیں، اکثر درسی کتابیں شیخ محمد صادق ترکھی سے اور کچھ مولانا لطف اللہ صاحب جہاں آبادی سے پڑھیں، فراغت کے بعد مسند صدارت تدریس کو زینت بخشی اور اپنے وطن میں پڑھاتے رہے، چالیس سال کی عمر میں اجمیر شریف ہو کر دہلی پہنچے، وہاں بھی کافی مدت اقامت کی، درس و افادہ کرتے رہے، ۵۵ سال کی عمر میں حرمین شریفین حاضر ہوئے، وہاں بھی ایک مدت اقامت کی، وہاں کی برکات ظاہری وباطنی سے دل بھر کر سیرابی کی، ۴، ۵ سال بعد واپس ہو کر بلاد دکن میں سلطان عالمگیر کے ساتھ ۶ سال گزارے، ۱۱۱۲ھ میں پھر حرمین شریفین حاضری دی، ایک سال اپنے والد ماجد کی طرف سے، دوسرے سال والدہ ماجدہ کی جانب سے بھی مناسک حج ادا کئے اور صحیحین کا درس نہایت تحقیق واتقان کے ساتھ بغیر مراجعت کتب وشروح دیا، پھر ۱۱۱۶ھ میں ہندوستان واپس ہو کر اپنے وطن میں دو سال قیام کیا، اس زمانہ میں طریق سلوک وتصوف کی طرف زیادہ توجہ فرمائی اور حضرت شیخ لیٰسین بن عبدالرزاق قادریؒ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا، پھر اپنے اصحاب ومریدین کے ساتھ دہلی

Marfat.com

تشریف لائے، قیام فرما کر درس وافادہ میں مشغول ہوئے۔

شاہ عالم بن عالمگیر بلاد دکن سے لوٹے تو آپ نے اجمیر جا کر ان کا استقبال کیا، ان کے ساتھ لاہور گئے، وہاں بھی ایک مدت گزاری، شاہ عالم کی وفات پر دہلی واپس ہوئے اور وفات تک دہلی میں مقیم رہے، شاہ فرخ سیر نے بھی آپ کی بڑی قدر و منزلت کی۔

علاوہ افادۂ علوم ظاہری و کمالات باطنی ہر وقت لوگوں کی دنیوی ضرورتوں میں بھی امداد فرماتے تھے اور امراء و سلاطین کے یہاں ان کے لئے سفارش کرتے تھے، باوجود کبرسنی کے بھی عوام سے رابطہ اور درس وافادہ کا مشغلہ آخر وقت تک قائم رکھا۔

آپ کی تصانیف نہایت مشہور و مقبول ہوئیں، جن میں چند یہ ہیں: تفسیر احمدی، جو آپ کے ابتدائی دور کی تصنیف ہے (اس کو آپ نے ۱۰۶۴ تا ۱۰۶۹ھ پورا کیا، نور الانوار فی شرح المنار (یہ کتاب مدینہ منورہ کے قیام میں صرف دو ماہ کے اندر لکھی، السوانح (یہ لوائح جامی کے طرز پر ہے جس کو آپ نے دوسرے سفر حجاز میں تصنیف کیا، مناقب الاولیاء (آخری زمانہ قیام امیٹھی میں تصنیف کی، اس کا تتمہ آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالقادر نے لکھا، آداب احمدی (سیر و سلوک میں ابتداء عمر میں لکھی) آپ کی وفات دہلی میں ہوئی وہیں دفن ہوئے تھے، مگر پچاس روز کے بعد آپ کو امیٹھی لے کر آپ کے مدرسہ میں دفن کیا گیا۔ (م ۱۱۳۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ نزہۃ الخواطر)

الشیخ ابو الحسن نور الدین محمد بن عبد الہادی سندی حنفیؒ

جلیل القدر محدث و فقیہ، شیخ ابو الحسن سندی کبیر کے نام سے مشہور ہوئے، پہلے اپنے بلاد سندھ کے علماء و مشائخ سے علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل کی پھر مدینہ طیبہ کو ہجرت کی اور وہاں کے اجلہ شیوخ سے استفادہ کیا، حرم شریف نبوی میں درس حدیث دیتے تھے، علم و فضل و ذکاء و صلاح میں بڑی شہرت پائی، نہایت نافع تالیفات کیں، مثلاً حواشی صحاح ستہ، حاشیہ مسند امام احمد، حاشیہ فتح القدیر، حاشیہ جمع الجوامع شرح اذکار الامام النووی وغیرہ۔

سلک الدرر اور تاریخ جبرتی میں ہے کہ مدینہ طیبہ میں جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کے جنازہ کو امراء و حکام نے اٹھا کر مسجد نبوی میں پہنچایا اور تمام ساکنان مدینہ پاک نے

Marfat.com

اظہار غم و الم کیا، بازار بند ہوئے، بے شمار لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی اور بقیع میں دفن ہوئے۔ (م ۱۱۳۸ھ، ۱۱۳۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ نصب الرایہ ونزہۃ الخواطر ص ۶،۵)

شیخ کلیم اللہ بن نور اللہ حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

کبار مشائخ چشت میں سے بڑے محدث وعلامۂ وقت تھے، اول علماء دہلی سے تحصیل علوم وفنون کی، پھر حجاز تشریف لے گئے اور ایک مدت طویلہ وہاں رہ کر استفادہ تکمیل وعلوم ظاہری کے ساتھ طریقہ چشتیہ شیخ یحیٰی بن محمود گجراتی مدنی سے طریقہ نقشبندیہ میر محترم سے (جن کا سلسلہ خواجہ عبید اللہ احرار سے متصل تھا) اور طریقہ قادریہ شیخ محمد غیاث کے سلسلہ سے حاصل کیا، پھر ہندوستان واپس ہو کر دہلی میں قیام کر کے درس وافادہ میں مشغول ہوئے۔

آپ کی تصانیف قیمہ یہ ہیں: تفسیر قرآن مجید، کشکول، المرقع فی الرقی، التکسیر، سواء السبیل، العشرۃ الکاملہ، کتاب الرد علی الشیعہ، مجموعۃ المکاتیب، شرح قانون الشیخ الرئیس وغیرہ، بڑے متوکل وزاہد تھے، سلاطین وامراء کے ہدایا وتحائف سے سخت اجتناب کرتے تھے، اپنا ذاتی مکان جو بڑی حیثیت کا تھا کرایہ پر دے دیا تھا اس کی آمدنی سے گزر اوقات کرتے تھے، معمولی کرایہ کا مکان لے کر رہائش کی۔ (م ۱۱۴۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ ونزہۃ الخواطر)

شیخ ابو الطیب محمد بن عبد القادر السندی المدنی حنفیؒ

بڑے محدث جلیل القدر تھے، پہلے اپنے بلاد سندھ کے علماء ومشائخ سے علوم کی تحصیل کی، پھر حجاز جا کر حج وزیارت سے مشرف ہوئے، مدینہ طیبہ (زادہا اللہ شرفاء) میں سکونت اختیار کی، شیخ حسن بن علی عجیمی سے صحاح ستہ پڑھیں، شیخ محمد سعید کوکنی قرشی نقشبندی اور شیخ احمد البناء سے بھی اجازت حاصل کی۔

تمام عمر درس علوم وافادۂ کمالات میں مشغول رہے، صدق وصلاح، تقویٰ وطہارت کا پیکر مجسم تھے، حنفی المسلک، نقشبندی الطریقہ تھے، جامع ترمذی کی عربی میں بہترین شرح لکھی جس کی ابتداء اس طرح کی: الحمد للہ الذی شید ارکان الدین الحنیفی

Marfat.com

بکتابه المبین الخ درمختار پر بھی بہت گرانقدر حاشیہ لکھا۔

آپ سے مدینہ طیبہ کے بکثرت علماء و کبار محدثین نے حدیث پڑھی، مثلاً شیخ عبدالرحمٰن بن عبدالکریم انصاری مدنی، شیخ عبداللہ بن ابراہیم البری مدنی، شیخ محمد بن علی الشروانی مدنی، شیخ یوسف بن عبدالکریم مدنی وغیرہ۔ (م ۱۱۴۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تکملۂ تقدمہ نصب الرایہ ص ۴۹ و نزہۃ الخواطر ص ۱۴۱ ج ۶)

شیخ عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

محدث وفقیہ فاضل تھے، علوم کی تحصیل وتکمیل اپنے بلاد کے اکابر وعلماء، ومشائخ سے کی اور آپ کے فیض علم سے بکثرت علماء ومشائخ مستفید ہوئے، کتاب ذخائر المواریث فی الدلالۃ علی مواضع الدیث، کتاب نہایۃ المراد شرح ہدیۃ ابن العماد، خلاصۃ التحقیق فی مسائل التقلید والتدقیق، اللولو المکنون فی الاخبار عما سیکون، غایۃ الوجازہ فی تکرار الصلواۃ علی الجنازہ وغیرہ تصنیف کیں، (م ۱۱۴۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (امام ابن ماجہ اور علم حدیث اردو ص ۲۳۴ وحدائق الحنفیہ)

شیخ محمد افضل بن الشیخ محمد معصوم حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

محدث ثقہ، فاضل متبحر فی العلوم، اولیائے کبار سے تھے، حضرت شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد سعید سرہندی خلیفہ شیخ احمد سعید سے علم ظاہر وباطن حاصل کیا، پھر حرمین شریفین حاضر ہوکر شیخ سالم بن عبداللہ البصری مکی کی صحبت میں رہے، اور استفادہ کیا، شیخ حجۃ اللہ نقشبندی سے بھی دس سال تک اکتساب فیوض وبرکات کیا تھا۔

حجاز سے واپس ہوکر دہلی میں سکونت اختیار کی، مدرسہ غازی الدین خان میں درس علوم دیا، آپ سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب حضرت مرزا صاحب جان جاناں، شیخ گداعلی اور دوسرے بہت سے علماء نے حدیث حاصل کی، حضرت شیخ المشائخ مولانا غلام علی صاحب نقشبندی قدس سرہ نے ''مقامات مظہریہ'' میں تحریر فرمایا کہ:

Marfat.com

آپ ''حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہ کی خدمت میں بارہ سال رہے، پھر حرمین شریفین میں شیخ سالم سے استفادہ کیا، واپس ہو کر دہلی صدارت علم کی اور نہایت قناعت وعفاف کے ساتھ زندگی بسر کی، آپ کی خدمت میں جتنے روپے پیش کئے جاتے تھے، ان سے علمی کتابیں خرید کر طلبہ کے لئے وقف فرمادیتے تھے، ایک دفعہ پندرہ ہزار کی رقم خطیر آئی تو اس کو بھی اسی طرح صرف کردیا۔ (م ۱۱۴۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق نفیہ ونزہۃ الخواطر)

شیخ تاج الدین قلعی بن قاضی عبدالحسن حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

جلیل القدر محدث اور فقیہ فاضل مفتی مکہ معظمہ تھے، بہت سے مشائخ حدیث کی خدمت میں رہے اور سب نے آپ کو اجازت دی، لیکن زیادہ استفادہ آپ نے شیخ عبداللہ بن سالم بصری سے کیا، آپ نے کتب حدیث کو بحث وتنقیح کے ساتھ ان سے پڑھا اور صحیحین کو بھی محدث عجیمی سے اسی طرح پڑھا، ان کے علاوہ شیخ صالح زنجانی، شیخ احمد نخلی اور شیخ احمد قطان وغیرہ سے فقہ وحدیث میں استفادہ کیا، شیخ ابراہیم کردی سے احادیث خصوصاً حدیث مسلسل بالاولیہ کی اجازت حاصل کی۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے ''انسان العین'' میں لکھا ہے کہ جب آپ صحیح بخاری شریف کا درس دیا کرتے تھے تو میں بھی کئی دن تک درس میں حاضر ہوا اور آپ سے کتب صحاح ستہ موطأ امام مالک، مسند دارمی اور کتاب الآثار امام محمد کو کہیں کہیں سے سنا اور آپ سے سب کتابوں کی اجازت حاصل کی اور جب ۱۱۴۳ھ میں ''زیارت نبوی'' سے واپس ہوا تو سب سے پہلے آپ ہی سے حدیث مسلسل بالاولیہ کو بروایت شیخ ابراہیم سنا۔ (م ۱۱۴۸ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

شیخ محمد بن احمد عقیلہ مکی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدث ہیں، محدث عجیمی وغیرہ سے حدیث حاصل کی، آپ کی گرانقدر تصانیف آپ کی جلالت قدر پر شاہد ہیں، مثلاً المسلسلات عدۃ اثبات، الدرر المنظوم (۵ مجلدات میں تفسیر القرآن بالماثور، الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن (جس میں ''اتقان'' کی تہذیب

Marfat.com

کی ہے اور بہت سے علوم قرآن کا اضافہ کیا ہے، آپ کی اکثر مؤلفات استنبول کے مکتبہ علی باشا الحکیم میں موجود ہیں۔ (م ۱۱۵۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ نصب الرایہ)

الشیخ نورالدین بن محمد صالح احمد آبادی حنفی رحمہ اللہ

بڑے محدث اور ہندوستان کے ارباب فضل وکمال و اساتذہ مشہورین میں سے جامع معقول ومنقول بحر ذخار علوم تھے، بچپن ہی سے علم کا شوق بے نہایت تھا، گلستان سعدی اپنی والدہ ماجدہ سے سات روز میں پڑھی، کتب درسیہ مولانا احمد بن سلیمان گجراتی اور فرید الدین صاحب احمد آبادی سے پڑھی، حدیث شیخ محمد بن جعفر حسینی بخاری سے پڑھی اور انہی سے طریقہ سلوک میں بھی استفادہ کیا، تمام کمالات وفضائل اور کثرت درس افادہ میں بے نظیر شخصیت کے مالک ہوئے۔

آپ کے خاص عقیدت مند اکرم الدین گجراتی نے آپ کے درس وافادہ کے لئے ایک مدرسہ احمد آباد میں تعمیر کرایا جس پر ایک لاکھ چوبیس ہزار روپیہ صرف کیا اور طلبہ کے مصارف کے لئے کئی دیہات بھی وقف کئے۔

شیخ موصوف نہایت متوکل، متورع، زاہد وعابد تھے، شب میں دوبار اٹھ کر نوافل پڑھتے تھے، اور ہر بار سونے سے قبل ایک ہزار بار تہلیل کرتے اور ہزار بار درود شریف پڑھتے تھے، امراء وسلاطین کے ہدایا، تحائف اور روزینوں سے سخت اجتناب کرتے تھے، آپ کی تصانیف قیمہ یہ ہیں: تفسیر کلام اللہ، حاشیہ تفسیر بیضاوی، نور القاری، شرح صحیح البخاری، شرح الوقایہ، حاشیہ شرح مواقف، حل المعاقد، حاشیہ شرح المقاصد، شرح فصوص الحکم، حاشیہ شرح المطالع، حاشیہ تلویح، حاشیہ عضدی، المعول حاشیہ المطول، شرح تہذیب، المنطق (جو آپ کی تمام تصانیف میں سے زیادہ ادق ہے) وغیرہ، آپ کی سب چھوٹی بڑی تصانیف تقریباً ڈیڑھ سو ہیں، ۹۱ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ (م ۱۱۵۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ ونزہۃ الخواطر)

الشیخ صفۃ اللہ بن مدینۃ اللہ حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

خیر آباد کے علماء محدثین میں سے جلیل القدر عالم ربانی، کتب درسیہ شیخ قطب

Marfat.com

الدین سے پڑھیں، پھر حرمین شریفین حاضر ہوئے اور کئی سال وہاں قیام فرما کر شیخ ابو طاہر مر بن ابراہیم کردی مدنی سے حدیث حاصل کی اور وطن واپس آ کر منطق و فلسفہ کا درس قطعاً نہیں دیا، بلکہ صرف حدیث و تفسیر کا درس اختیار کیا، بہت سے علماء نے آپ سے استفادہ کیا۔ (م ۱۱۶۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر)

الشیخ العلام محمد معین بن محمد امین بن طالب اللہ سندیؒ

حدیث، کلام و عربیۃ کے بڑے فاضل جلیل تھے، شیخ عنایۃ اللہ سندی سے تحصیل علم کی، پھر دہلی جا کر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ سے تکمیل کی، اپنے وطن واپس ہو کر طریقت میں شیخ ابوالقاسم نقشبندی سے استفادہ کیا اور حضرت علامہ سید عبداللطیف کی خدمت میں رہ کر فیوض کثیرہ علم و معرفت کے حاصل کئے، نہایت ذکی و فہیم، حدیث و کلام کے ماہر تھے، بہت اچھے شاعر تھے، وجد و سماع اور نغموں سے دل کو خاص لگاؤ تھا، حتیٰ کے حالت وجد و سماع ہی میں وفات بھی ہوئی، آپ کا میلان شیعیت اور عدم تقلید کی طرف بھی تھا۔

حضرت علامہ شیخ محمد ہاشم سندی سے علمی میدان میں مقابلے مباحثے رہے ہیں، آپ کی نہایت مشہور تصنیف ''دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب'' ہے جو پہلے لاہور سے چھپی تھی اور اب ''لجنۃ احیاء الادب السندی'' کراچی سے نہایت عمدہ ٹائپ سے حضرت العلامہ عبدالرشید نعمانی دام فیضہم کی نہایت مفید تعلیقات کے ساتھ شائع ہوئی ہے اس میں بارہ دراسات ہیں جن میں نہایت قیمتی حدیثی فقہی ابحاث ہیں، ایک دراسہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی پر بھی رد کیا ہے۔

ایک میں تقلید کی اس صورت کو حرام کہا ہے کہ حدیث صحیح کے ہوتے ہوئے کسی امام کا قول مخالف اختیار کیا جائے اور یہ بیشک صحیح ہے، نہ اس قسم کی تقلید مقلدین آئمہ اربعہ کرتے ہیں ایک دراسہ میں بتلایا ہے کہ اگر اجماع کسی حدیث صحیح کے معارض ہو تو کیا کیا جائے، ایک میں بتلایا کہ اگر اقوال آئمہ اربعہ کسی حدیث صحیح کے معارض ہو تو کیا کیا جائے، ایک دراسہ میں ظاہریہ اور اسباب ظواہر کا فرق دکھلایا ہے، دسویں دراسہ میں بتلایا کہ متفق علیہ

Marfat.com

احادیث مفید ظن ہیں یا مفید قطعیت، گیارہویں دراسہ میں اس قول کا رد کیا کہ احادیث صحیحین کے برابر غیر صحیحین کی احادیث نہیں ہوسکتیں، بارہوین دراسہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ اوران کے مذہب کے بارے میں نہایت ادب کا معاملہ کرنے پر زور دیا ہے (اور جو کچھ ان پر جرح کی گئی ہے اس کا بڑی شدت سے رد کیا ہے، امام اعظم کے قول کو دوسرے تابعین کے اقوال پر ترجیح دیتے ہیں، علامہ ابن تیمیہ کے بہت بڑے مخالف تھے ان پر سختی سے رد کرتے ہیں اور علامہ ابن قیم کے مداح ہیں۔

دراسات اللبیب کے جن مقامات میں آپ سے اغلاط و مسامحات ہوئے ہیں ان کی تصحیح ونقد کا فرض نہایت خوش اسلوبی سے مولانا نعمانی نے تعلیقات میں انجام دیا ہے، اور ان کا مستقل رد علامہ مخدوم عبداللطیف سندیؒ نے ''ذب ذبابات الدراسات'' کے نام سے لکھا تھا، جس کی جلد اول ضخیم لجنہ مذکور سے شائع ہوگئی ہے، اور دوسری زیر طبع ہے، اہل علم کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ نہایت ضروری و مفید ہے۔ (م ۱۱۶۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر وکلمۃ عن الدراسات للشیخ عبدالرشید نعمانی وغیرہ)

الشیخ محمد حیات بن ابراہیم سندی مدنی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث شہیر، عالم کبیر تھے، ابتداء میں علوم کی تحصیل شیخ محمد معین سندی سے کی، پھر حرمین شریفین حاضر ہوکر مدینہ طیبہ میں سکونت کی اور شیخ کبیر الحسن سندھی مدنی حنفی کی خدمت وصحبت میں رہ پڑے، ان سے علوم حدیث وغیرہ کی تکمیل کی اوران کی وفات پر ۲۴ سال تک ان کی جانشینی کی، آپ کو شیخ عبداللہ بن سالم بصری مکی، شیخ، ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی اور شیخ حسن بن علی عجیمی وغیرہم نے بھی اجازت حدیث دی اور آپ سے بکثرت مشاہیر علماء ومشائخ سے استفادہ کیا، تصانیف یہ ہیں۔

تحفۃ الامام فی العمل بحدیث النبی علیہ السلام، رسالۃ فی النھی عن عشق صور المردد و النسوان، الایقاف علی اسباب، الاختلاف رسالۃ فی ابطال الضرائح وغیرہ۔ (م ۱۱۶۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۱۰۳ ھ ۶)

Marfat.com

الشیخ الامام العلامہ عبداللہ بن محمد الاماسی حنفیؒ

مشہور محدث تھے، آپ نے بخاری شریف کی شرح ''نجاح القاری فی شرح البخاری'' ۳۰ جلدوں میں، مسلم شریف کی شرح ''غایۃ المنعم بشرح صحیح مسلم'' ۷ جلدوں میں لکھی تھی، شرح مسلم نصف تک پہنچی تھی۔ (م ۱۱۶۷ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ نصب الرایہ ص ۴۸)

شیخ عبدالولی ترکستانی کشمیری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے علامہ محدث اور ولی کامل تھے، اپنے وطن طرحان (ترکستان) سے مکہ معظمہ حاضر ہوئے اور اداء مناسک حج کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے وہاں مدرسہ دارالشفاء میں حضرت شیخ ابوالحسن سندی حنفی شارح صحاح ستہ کے حلقۂ درس حدیث سے استفادہ کیا، اور ان سے اجازت لے کر کشمیر تشریف لائے اور وہیں سکونت اختیار کی، درس وارشاد میں مشغول رہے، شیخ الاسلام مولانا قوام الدین محمد کشمیری اور دوسرے، بہت سے علماء صلحاء نے آپ سے علوم کی تحصیل کی۔

آپ کو شہزادۂ بلخ کی تہمت میں شہید کیا گیا، نقل ہے کہ آپ کا سر تن سے جدا ہو گیا تھا، مگر تمام رات اس سے ذکر اللہ کی آواز آتی رہی، صبح کے وقت خاموش ہوا۔ (م ۱۱۷۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ ونزہۃ الخواطر)

الشیخ محمد ہاشم بن عبدالغفور بن عبدالرحمٰن سندی حنفیؒ

مشہور محدث وفقیہ عالم عربیت تھے، اول علوم کی تحصیل اپنے وطن میں شیخ ضیاء الدین سندی سے کی، پھر حجاز پہنچے حج وزیارت سے فارغ ہو کر شیخ عبدالقادر مکی مفتی احناف مکہ معظمہ سے حدیث وفقہ کی تکمیل کی اور صاحب کمالات باہرہ ہوئے، مسند درس وافتاء سنبھالی اور تصانیف قیمہ کیں، شیخ محمد معین صاحب دراسات سے آپ کے مباحثات ومناظرات رہے ہیں۔ تصانیف یہ ہیں:

ترتیب صحیح البخاری علی ترتیب الصحابہ، کشف الرین فی مسئل رفع الیدین (اس میں آپ

Marfat.com

نے ثابت کیا کہ احادیث منع مقبول صحیح ہیں) کتاب فی فرائض الاسلام، حیاۃ القلوب فی زیادہ المحبوب، بذل القوۃ فی سنی النبوۃ، جنۃ النعیم فی فضائل القرآن الکریم، فاکہۃ البستان، فی تنقیح الحلال والحرام وغیرہ۔ (م ۱۱۷۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۳۶۳ ج ۶)

الشیخ العلامۃ محمد بن الحسن حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

جلیل القدر محدث وفقیہ تھے، تخریج احادیث کی طرف زیادہ توجہ فرمائی چنانچہ آپ نے احادیث بیضاوی شریف کی تخریج کی جس کا نام "تحفۃ الراوی فی تخریج احادیث البیضاوی" رکھا۔ (م ۱۱۷۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ نصب الرایہ ص ۴۸)

الشیخ الامام حجۃ الاسلام الشاہ ولی اللہ الدہلوی حنفیؒ

ہندوستان کے مایہ ناز مشہور ومعروف محدث جلیل وفقیہ نبیل، جامع معقول ومنقول تھے، آپ نے علوم کی تحصیل وتکمیل اپنے والد ماجد سے کی دس سال کی عمر کافیہ کی شرح لکھنی شروع کی، ۱۴ سال کی عمر میں نکاح کیا، اسی عمر میں حضرت والد ماجد سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی اور علوم وفنون کی تکمیل میں لگے، حتیٰ کے ۲۵ سال کی عمر میں مکمل فراغت حاصل کی، اثناء تحصیل میں اپنے زمانہ کے امام حدیث، شیخ محمد افضل سیالکوٹی کی خدمت میں آتے جاتے رہے اور علوم وحدیث میں ان سے استفادہ کیا پھر تقریباً بارہ سال تک درس کا مشغلہ رکھا، ۱۱۴۳ھ میں شیخ عبید اللہ بارہوی اور شیخ محمد عاشق وغیرہ کی معیت میں حرمین شریفین حاضر ہوئے۔

وہاں دو سال قیام فرمایا اور وہاں کے علماء کبار و مشائخ سے استفادہ کیا خصوصیت سے شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی شافعی کی خدمت میں رہ کر حدیث پڑھی اور ان کے خاص خیالات ونظریات سے بھی متاثر ہوئے۔

علامہ محقق کوثری حنفی کا خیال ہے کہ آپ کے ابتدائی نظریات وتحقیقات میں شیخ موصوف ہی کے صحبت کے اثرات ہیں، جو رفتہ رفتہ اعتدال کی طرف آئے اور فیوض الحرمین میں آپ نے پوری صراحت کے ساتھ اعلان فرمادیا کہ "اوفق الطرق بالسنۃ الصحیحہ، طریقہ انیقہ

Marfat.com

مذہب حنفی ہی ہے''۔ جس سے معاندین مذہب حنفی کی وہ تمام مساعی مشؤمیہ خاک میں مل گئیں جو الانصاف، عقد الجید اور حجۃ اللہ وغیرہ کی بعض عبارتوں کی بنیاد پر کی گئی تھیں۔

علامہ کوثریؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہؒ کا اصول مذاہب ائمہ مجتہدین کے بارے میں یہ فرمانا کہ وہ متاخرین کے ساختہ پرداختہ ہیں متقدمین سے منقول نہیں واقعہ کے خلاف ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شاہ صاحبؒ کے مطالعہ میں وہ کتب متقدمین نہیں ہیں جن میں اصول مذاہب کی نقل آئمہ متقدمین سے موجود ہے، مثلاً شیخ عیسیٰ بن ابان کی ''الحج الکبیر'' اور ''الحج الصغیر''، ابوبکر رازی کی ''الفصول فی الاصول'' علامہ اتقانی کی ''الشامل'' اسی طرح شروح کتب ظاہرہ الروایۃ وغیرہ کہ ان سب میں وہ اصول مذہب مذکور ہیں جو خود ہمارے ائمہ سے منقول ہیں، علامہ کوثری نے حضرت شاہ صاحبؒ کے اس طریق فکر پر بھی نقد کیا ہے کہ دربارۂ احکام وفروع صرف متونِ احادیث کو پیش نظر رکھا جائے اور ان کی اسانید پر نظر نہ کی جائے کوثری صاحب فرماتے ہیں کہ اہل علم کسی وقت بھی اسانید حدیث سے قطع نظر نہیں کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں، حتیٰ کے صحیحین کی اسانید پر بھی نظر ضروری ہے چہ جائیکہ دوسری کتاب صحاح اور کتب سنن وغیرہ اور جب دربارۂ احتجاج فی الفروع اسانید میں نظر ضروری ہے تو باب اعتقاد میں بدرجۂ اولیٰ اس کی ضرورت واہمیت ہے۔

اسی طرح علامہ کوثری نے حضرت شاہ صاحبؒ کی اور بھی کئی باتوں پر تنقید کی ہے جو ''حسن التقاضی فی سیرۃ الامام ابی یوسف القاضی'' کے آخر میں ص ۹۵ تا ص ۹۹ شائع ہوئی ہے، ہم جانتے ہیں کہ علامہ کوثریؒ حضرت شاہ صاحب کے بہت بڑے مداح بھی ہیں اور آپ کے علم وفضل، کمالات اور گرانقدر علمی، اصلاحی خدمات کے بھی ہماری طرح معترف ہیں، اس لئے ان کے نقد کو کسی غلط جذبہ پر محمول نہیں کر سکتے، اکابر اہل علم خود فیصلہ کریں گے کہ کس کی تحقیق کہاں تک درست ہے۔

ہم نے محدث ابوبکر بن ابی شیبہ کے حالات میں لکھا تھا کہ امام اعظمؒ کے بارے میں ان کے نقد کا ہم پوری فراخدلی سے استقبال کرتے ہیں کیونکہ ہم امام صاحب کو انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم نہیں مانتے، لیکن تنقید کے لئے ہماری شرط اول یہ ضرور

Marfat.com

ہے کہ پوری بصیرت سے حسن نیت کے ساتھ اور بے شائبہ تعصب ہو، انبیاء علیہم السلام کی طرح دوسروں کو معیارِ حق نہیں کہا جاسکتا کہ ان کے ہر قول وفعل کو حق سمجھنا ضروری ہو البتہ مجموعی حیثیت سے حق پر بہت سوں کو کہا جاسکتا ہے۔

حضرت شاہ صاحب خود مقلد اور حنفی تھے جیسا کہ انہوں نے خود اپنے قلم سے تحریر فرمایا ہے، یہ تحریر خدابخش لائبریری میں صحیح بخاری کے ایک نسخہ پر ہے جو حضرت شاہ صاحب کے درس میں رہی ہے، اس میں آپ کے ایک تلمیذ محمد بن پیر محمد بن الشیخ ابی الفتح نے پڑھا ہے، تلمیذ مذکور نے درس بخاری کے ختم کی تاریخ ۶ شوال ۱۱۵۹ھ لکھی ہے، جمنا کے قریب جامع فیروزی میں ختم ہونا لکھا ہے، اس کے بعد حضرت شاہ صاحب نے اپنے ہاتھ سے اپنی سند امام بخاری تک لکھ کر تلمیذ مذکور کے لئے سند اجازت تحدیث لکھی اور آخر میں اپنے نام کے ساتھ یہ کلمات لکھے۔

العمری نسباً، الدہلوی وطناً، الاشعری عقیدۃ، الصوفی، طریقۃً، الحنفی عملاً، والحنفی والشافعی تدریساً، خادم التفسیر والحدیث والفقہ والعربیۃ والکلام........ ۲۳شوال ۱۱۵۹ھ

اس تحریر کے نیچے حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ نے یہ عبارت لکھی کہ ”بیشک یہ تحریر بالا میرے والد محترم کے قلم سے لکھی ہوئی ہے“ اسی نسخہ مذکورہ پر ایک اور تحریر بھی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سلطان شاہ عالم نے ایک عالم محمد ناصح کو مامور کیا تھا کہ نسخہ مذکورہ کو اول سے آخر تک حرکات لگا کر مشکل کریں، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور دوسرے صحیح نسخہ سے اس کا مقابلہ کر کے تصحیح بھی کی، تحریر مذکور کو راقم الحروف نے ”الخیر الکثیر“ کے مقدمہ عربیہ میں بھی نقل کر دیا تھا، جو مجلس علمی ڈابھیل سے ۱۳۵۳ھ میں شائع ہوئی تھی۔

تقلید کی ضرورت پر بحث فرماتے ہوئے حضرت شاہ صاحبؒ نے حجۃ اللہ بالغہ ص ۱۵۴ ج ۱ میں تصریح فرمائی ہے کہ مذاہب اربعہ کی تقلید کے جواز پر کل امت مرحومہ یا اس کے معتمد حضرات کا اجماع ہو چکا ہے، اور تقلید ائمہ اربعہ میں کھلی مصالح شرعیہ موجود ہیں، خصوصاً اس زمانہ میں کہ ہمتیں کوتاہ ہیں، ہوائے نفسانی کا غلبہ ہے اور ہر شخص اپنی رائے کو دوسروں کے مقابلہ میں ترجیح دیتا ہے۔

پھر تحریر فرمایا کہ ابن حزم نے جو تقلید کو حرام کہا ہے وہ صرف ان لوگوں کے حق میں صحیح ہوسکتا

Marfat.com

ہے جو خود اجتہاد کی صلاحیت رکھتے ہوں اور احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم پورا پورا رکھتے ہوں، ناسخ ومنسوخ سے واقف ہوں وغیرہ، یا ان جاہل لوگوں کے حق میں صحیح ہوسکتا ہے جو کسی کی تقلید اس عقیدہ سے کرتے ہوں کہ اس شخص سے کوئی غلطی وخطا ممکن ہی نہیں اور وہ اس کی تقلید کسی مسئلہ میں بھی چھوڑنے پر تیار نہ ہوں، خواہ اس کے خلاف بڑی سے بڑی دلیل بھی ثابت ہوجائے، یا ان لوگوں کے حق میں صحیح ہے جو مثلاً حنفی ہونے کی وجہ سے کسی شافعی سے تحقیق مسائل جائز نہ سمجھتا ہو یا برعکس یا حنفی شافعی امام کے پیچھے اقتداء کو جائز نہ سمجھتا ہو یا برعکس، لیکن تقلید کو اس شخص کے حق میں نادرست نہیں کہہ سکتے جو دینی امور کا ماخذ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو سمجھتا ہو اور حلال وحرام صرف ان ہی چیزوں کو سمجھتا ہو جن کو خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال وحرام کیا ہے، پھر اگر ایسا شخص بے علمی کی وجہ سے کسی عالم دین ومتبع سنت سمجھ کر اتباع کرے اور غلطی کے وقت صحیح بات کو تسلیم کرنے کے لئے بھی ہر وقت تیار ہو تو ایسے شخص کی تقلید پر نکیر کرنا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہوسکتا کیونکہ افتاء واستفتاء کا طریقہ عہد نبوت سے اب تک برابر چلا آرہا ہے، ضرورت صرف اس کی ہے کہ ہم کسی فقیہ کو موحیٰ الیہ یا معصوم نہ سمجھیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے تخریج علی کلام الفقہاء اور تتبع الفاظ حدیث کے اصول پر بحث کی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ قاعدہ مستخرجۂ امام کی وجہ سے کسی حدیث کا رد کردینا مناسب نہیں جس طرح حدیث مصراۃ کو رد کردیا گیا کیونکہ حدیث کی رعایت کسی قاعدۂ مستخرجۂ کے مقابلہ میں زیادہ ضروری ہے۔

یہاں رد حدیث مصراۃ سے حضرت شاہ صاحبؒ کا روئے سخن چونکہ حنفیہ کی طرف ہے، اس لئے اس کے جواب کی طرف اشارہ کرنا مناسب ہے، ہمارے حضرت شاہ صاحبؒ (علامہ کشمیریؒ) نے درس بخاری شریف میں ارشاد فرمایا تھا کہ مسئلہ مصراۃ میں حدیث ابی ہریرۃؓ کے ترک کردینے کا طعنہ ہمیشہ حنفیہ کو دیا گیا ہے اور ان کے خلاف یہ بہت بڑا الزام ہے، پھر فرمایا کہ امام طحاوی وغیرہ احناف نے جو جوابات دیئے ہیں وہ مجھے اپنے مذاق پر پسند نہیں ہیں، میرے نزدیک جواب یہ ہے کہ حدیث مذکور ہمارے مسلک کے خلاف نہیں ہے نہ ہم نے اس کو ترک کیا، کیونکہ فتح القدیر کے باب الاقالہ میں یہ تفصیل ہے کہ خرید وفروخت میں دھوکہ وفریب کبھی

Marfat.com

قولی ہوتا ہے اور کبھی فعلی، پس اگر قولی ہوتو اقالہ ذریعہ قضاء قاضی واجب ہوگا اور اگر فعلی ہوتو دیانۃً اقالہ واجب ہوگا، کیونکہ ایسے دھوکے پوشیدہ ہوتے ہیں، اور قضاء قاضی ظاہری امور پر چلتی ہے، لہذا تصریہ کی صورت میں بھی قضاءً تو اقالہ نہ ہوگا، مگر دیانۃً ضروری ہے اور صاع تمر کا دینا ضمان نہیں ہے، بلکہ بطور مروت وحسن معاشرت ہے، کیونکہ مشتری نے دودھ کا فائدہ حاصل کیا ہے"۔
ہمارے حضرت شاہ صاحبؒ نے قضاء و دیانت کے فرق کی کچھ اور مثالیں بھی اس موقع پر ذکر فرمائیں جن کی تفصیل ان شاء اللہ انوار الباری میں اپنے موقع پر ذکر کی جائے گی۔

یہاں مختصراً یہ دکھلانا تھا کہ احناف پر ایسے بڑوں کے بڑے الزامات واعتراضات بھی زیادہ وزن دار یا نا قابل جواب نہیں ہیں لیکن ان کے لئے حضرت علامہ کشمیری ایسے کملاء و حذاق محدثین احناف کی ضرورت ہے۔ کثر اللہ امثالھم و نفعنا بعلومھم آمین۔

آپ کی تصانیف جلیلہ قیمہ بہت ہیں جن میں سے زیادہ مشہور یہ ہیں: فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن، الزھراوین، (تفسیر سورہ بقرہ وآل عمران) الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، تاویل الاحادیث المصطفی فی شرح الموطأ، المسوی شرح الموطأ، شرح تراجم ابواب البخاری، انسان العین فی مشائخ الحرمین حجۃ اللہ البالغہ (اصول دین واسرار شریعت پر بے نظیر جامع کتاب ہے) اس سے پہلے امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں شیخ عزالدین عبدالسلام مقدسی نے "القواعد الکبریٰ" میں شیخ اکبر نے "فتوحات مکیہ" میں شیخ ابن العربی نے "الکبریت الاحمر" شیخ صدرالدین قونوی نے اپنی تالیفات میں شیخ عبدالوہاب شعرانی نے "المیزان" میں بھی علم اسرار شریعت اور علم حقائق و معارف کا بہترین مواد جمع کیا تھا، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء (جو اپنے باب میں بے نظیر ہے) قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین، الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف، عقد الجید فی احکام الاجتہاد و التقلید، البدور البازغہ، الطاف القدسی، القول الجمیل، الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، الھمعات، اللمعات، السطعات، الہوامع، شفاء القلوب، الخیر الکثیر، التفہیمات الٰہیہ، فیوض الحرمین وغیرہ۔ (م ۱۱۷۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر وحدائق)

Marfat.com

شیخ محمد بن محمد بن محمد الحسینی الطرابلسی السندروسی حنفیؒ

بڑے محدث وفقیہ تھے، آپ نے ایک کتاب "الکشف الالٰہی عن شدید الضعف والموضوع الواہی" تالیف کی جس میں شدید الضعف، موضوع اور واہی احادیث جمع کیں، حروف معجم کی ترتیب سے اس میں احادیث کو مرتب کیا اور ہر حرف کے ماتحت تین فصول قائم کیں، ہر قسم کو الگ فصل میں لکھا۔ (م ۱۱۷۷ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (الرسالۃ المستطرفۃ ص ۱۲۶)

الشیخ المحدث المفتی اخوند ملا ابوالوفا کشمیری حنفیؒ

اکابر فقہا و محدثین کشمیر میں سے تھے، مولانا محمد اشرف چرخی اور شیخ امان اللہ بن خیر الدین کشمیری سے علوم کی تحصیل کی اور استخراج مسائل فقہیہ میں زیادہ شہرت پائی، مفتی کشمیر کے عہدہ پر فائز رہے اور بڑی تحقیق سے مسائل فقہی کو چار جلدوں میں جمع کیا، ایک رسالہ خصائص نبویہ میں "انوار النبوۃ" کے نام سے لکھا۔ (م ۱۱۷۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ ونزہۃ الخواطر)

شیخ ابوالیمن نور الدین عبداللہ اسکداری صوفی حنفیؒ

اپنے زمانہ کے مشہور محدث وفقیہ اور فاضل محقق تھے، نزیل مدینہ منورہ اور شیخ طائفہ نقشبندیہ تھے، آپ کی تالیفاتُ میں سے مختصر صحیح مسلم وغیرہ ہیں۔ (م ۱۱۸۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

الشیخ ابوالحسن بن محمد صادق السندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ ابوالحسن سندی صغیر کے نام سے مشہور تھے، وطن سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں ساکن ہوئے اور مدت تک شیخ محمد حیات سندی کی خدمت میں رہ کر علوم وکمالات حاصل کئے، پھر اسی بقعۂ مبارکہ میں صدر نشین مسند درس وارشاد ہوئے۔

آپکی تصانیف سے "شرح جامع الاصول" اور "مختار الاطوار فی اطوار المختار" زیادہ مشہور ہیں، بڑی کثرت سے علماء ومشائخ نے استفادہ کیا۔ (م ۱۱۸۷ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر)

Marfat.com

الشیخ المحدث محمد امین ولی اللّٰہی کشمیری دہلوی حنفیؒ

اجلۂ اصحاب شاہ ولی اللہ سے تھے اور آپ ہی کی نسبت سے مشہور ہوئے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے اساتذہ میں ہیں جیسا کہ خود شاہ صاحبؒ نے ''عجالۂ نافعہ'' میں لکھا ہے، آپ کی وجہ سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے بعض رسائل تصنیف فرمائے ہیں۔ (م ۱۱۸۷ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر)

شیخ محمد بن احمد بن سالم الحنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدث ہیں، آپ نے ثلاثیات مسند امام احمد کی شرح ایک ضخیم جلد میں لکھی جس کا نام نفثات الصدر المکمد بشرح ثلاثیات المسند رکھا ان ثلاثیات کی تعداد ۳۶۳ ہے، صاحب الرسالہ المستطرفہ نے وحدانیت سے عشاریات تک کی تفصیل لکھی ہے جس میں ہر قسم کی روایات مرویہ کتب حدیث کی تعداد لکھی ہے۔

واحدانیات وہ احادیث ہیں جن کی روایت میں راوی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف ایک واسطہ ہو اور واحدانیات میں صرف الواحدانیات لابی حنفیہ الامام کا ذکر کیا ہے، جن کو شیخ محدث ابومنشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری شافعی نے ایک جزء میں جمع کیا تھا، پھر ثنائیات میں صرف الثنائیات المالک فی الموطأ کا ذکر کیا ہے، حالانکہ مسانید امام اعظم وغیرہ میں بھی بکثرت ثنائیات موجود ہیں، پھر ثلاثیات کے ذیل میں صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث کی ثلاثیات کی تعداد لکھی ہے، اس میں بھی امام اعظمؒ کے مسانید وغیرہ کی ثلاثیات کی تعداد کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔ (م ۱۱۸۸ھ) (الرسالۃ المستطرفہ ص ۸۲)

الشیخ شمس الدین حبیب اللہ مرزا حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

جلیل القدر محدث اور عالی مراتب شیخ طریقت تھے، پہلے شیخ نور محمد بدایونی خلیفہ حضرت شیخ سیف الدین (خلیفہ حضرت شیخ محمد معصومؒ) کی خدمت میں ۴ سال رہ کر طریقۂ نقشبندیہ کی

Marfat.com

تحصیل کی اور شیخ نے آپ کو ولایت کبریٰ کی بشارت اور ارشاد و تلقین کی اجازت دی، لیکن آپ نے شیخ کی زندگی میں ان سے جدا ہونا پسند نہ کیا بلکہ بعد وفات بھی ان کی قبر مبارک کے قریب ۶ سال گزارے، پھر شیخ محمد افضل سیالکوٹی کی خدمت میں رہ کر مطولات اور حدیث پڑھی اور ان سے بکثرت استفادہ کیا، پھر مسند درس کو زینت دی اور ایک مدت اس مشغلہ میں گزار کر غلبۂ حال میں ترک درس کر دیا، شیخ سعد اللہ دہلوی کی خدمت میں ۱۲ سال رہے، پھر شیخ محمد عابد سندیؒ کی خدمت میں ۱۱ سال گزارے، ان کی وفات پر پھر مسند درس وارشاد پر بیٹھے، گویا تقریباً ۳۰ سال مشائخ کی صحبت میں رہے اور ۳۵ سال درس وافادہ میں مشغول رہے۔

آپ کی ذکاوت، فطانات، کرامات، مکاشفات، ورع وزہد اور اتباع سنت کے واقعات عجیب وغریب ہیں، عام دعوتوں اور متعارف مجالس صوفیہ سے اجتناب فرماتے تھے، اپنا ذاتی مکان نہیں بنایا، کرایہ کے مکان میں بسر کی، پکا ہوا کھانا خرید کر تناول فرماتے، کپڑوں کا صرف ایک جوڑا رکھتے تھے، ہدایا وتحائف قبول نہیں کرتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ رد ہدیہ ضرور ممنوع ہے لیکن قبول ہدیہ بھی واجب نہیں، اکثر لوگ مشتبہ مال سے ہدیہ دیتے ہیں، پھر قبول نہ کرنے پر معترض ہوتے ہیں۔

حضرت شیخ المشائخ مولانا غلام علی شاہ صاحب قدس سرہ نے ''مقامات مظہریہ'' میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ سلطان محمد شاہ نے اپنے وزیر قمر الدین خان کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور کہلایا کہ خدا نے مجھ کو بڑا ملک عطا کیا ہے، آپ کو جو ضرورت ہو مجھ سے طلب فرمالیجئے! آپ نے جواب میں فرمایا کہ خدا نے فرمایا ہے۔

متاع الدنیا قلیل پس جب ساری دنیا کے ساز وسامان اور دولت بھی متاع قلیل ہے، تو تمہارے ہاتھ میں تو صرف ایک چھوٹا سا ٹکڑا دنیا کا ہے، لہذا ہم فقراء اس اقل قلیل کی وجہ سے بادشاہوں کے سامنے نہیں جھک سکتے۔

نظام الملک آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تیس ہزار روپے پیش کیے، قبول نہ فرمائے، اس نے کہا آپ کو ضرورت نہیں تو مساکین کو تقسیم کرا دیجئے گا، فرمایا میں تمہارا امین نہیں ہوں، تم چاہو تو یہاں سے باہر جا کر خود تقسیم کر دینا۔

Marfat.com

آپ حنفی المسلک تھے، لیکن چند مسائل میں ترک مذہب بھی کیا اور فرماتے تھے کہ کسی حدیث کی قوت کی وجہ سے اگر مذہب پر عمل نہ کیا جائے تو اس سے خروج عن المذہب نہیں ہوتا، تشہد میں اشارۂ مسبحہ بھی کرتے تھے، اور اس بارے میں اپنے شیخ المشائخ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی تحقیق کے خلاف کرنے سے بھی باک نہیں کیا، آپ کی تصانیف میں مجموعۂ مکاتیب، دیوان شعر فارسی، خریطۂ جواہر وغیرہ ہیں۔ (م ۱۱۹۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر وحدائق حنفیہ)

شیخ غلام علی آزاد بن سید نوح واسطی بلگرامی حنفیؒ

بڑے محقق عالم، محدث ومورخ تھے، کتب درسیہ علامہ میر طفیل محمد بلگرامی سے پڑھیں اور حدیث، لغت، سیرۃ نبوی وفنون ادب کی تکمیل علامہ محدث میر عبدالجلیل بلگرامی سے کی، نیز اجازت صحاح ستہ وغیرہ شیخ محمد حیات مدنی حنفیؒ سے بھی حاصل ہوئی۔

آپ کی تصانیف یہ ہیں: ضوء الدراری، شرح صحیح البخاری (کتاب الزکوٰۃ تک عربی میں) مآثر الکرام تاریخ بلگرام، سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، روضۃ الاولیاء، تسلیۃ الفواد فی قصائد آزاد، ید بیضاء تذکرۂ شعراء وغیرہ۔ (م ۱۲۰۰ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (حدائق حنفیہ ونزہۃ الخواطر)

العلامۃ ابراہیم بن محمد کمال الدین حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے زمانہ کے علامہ محقق، محدث جلیل تھے، علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد اور دوسرے اکابر اہل علم وفضل سے کی اور تمام عمر درس وارشاد میں گزار دی۔ (م ۳۸۶) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

الشیخ فخر الدین بن محب اللہ حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث وفقیہ تھے، اپنے آباؤ اجداد کی طرح حدیث وفقہ کے درس وتصنیف سے شغل رکھا اور مسلم شریف وحصن حصین کی شرح فارسی میں لکھی، عین العلم بھی آپ کی تصنیف ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ ونزہۃ الخواطر)

Marfat.com

الشیخ محمد بن محمد بن محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

جلیل القدر محدث وفقیہ، امام لغت، جامع معقول ومنقول تھے، ۱۱۴۵ھ بلگرام میں پیدا ہوئے پہلے اپنے شہر کے علماء سے تحصیل کی، پھر سندیلہ خیر آباد پہنچے وہاں سے دہلی جاکر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ سے بھی استفادہ فرمایا، اس کے بعد ۱۱۶۴ھ میں حرمین شریفین حاضر ہوئے، حج وزیارات سے فارغ ہوکر تکمیل علوم کی ٹھانی، علم حدیث کی طرف خاص توجہ فرمائی، حجاز ومصر وغیرہ کے تقریباً ایک سو علماء ومشائخ سے کمالات کی تحصیل فرمائی اور مذاہب اربعہ کے مشائخ نے آپ کو اجازت درس وتحدیث عطا فرمائی، پھر آپ نے ایک مدت تک زبید میں قیام فرمایا جس سے زبیدی مشہور ہوئے، اس کے بعد مصر تشریف لے گئے، وہاں مسند درس وتصنیف کو زینت دی، بے شمار لوگوں کو علوم وحدیث وتفسیر سے فیضیاب کیا، حتیٰ کے سلطان ٹرکی عبدالحمید خان اور ان کے وزراء کو بھی ان کی استدعا پر حدیث نبوی پڑھا کر مروجہ اجازت دی، اسی طرح دوسرے ملوک حجاز، ہند، یمن، شام، عراق وملوک غرب وسوڈان وغیرہ نے بھی آپ سے بذریعہ مکاتبت آپ سے اجازت حدیث طلب کی اور آپ نے اجازت دی۔

جامع ازہر کے علماء وفضلاء نے آپ سے حدیث پڑھنے کی درخواست کی اور آپ نے اس کو منظور فرما کر ہر ہفتہ میں جمعرات اور پیر کا دن درس حدیث کے لئے مقرر فرمایا، اکثر آپ اوائل کتب پڑھا کر اجازت دیتے تھے۔

غرض تیرہوین صدی کے محدثین میں سے آپ کا مقام بہت بلند تھا اور شہرت ومقبولیت بے نظیر حاصل ہوئی، آپ کی تصانیف عالیہ بہت زیادہ ہیں، خصوصاً حدیث وفقہ اور لغت کی نادر روزگار تالیفات ہیں، چنانچہ لغت میں تاج العروس شرح قاموس (۱۰ مجلدات کبیرہ میں) نہایت مشہور، مقبول ومعتمد بے نظیر کتاب ہے، اس کے علاوہ حدیث، فقہ وغیرہ کی تالیفات یہ ہیں:

عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذاہب الامام ابی حنیفہ (اس میں آپ نے امام اعظم کے مذہب کی موافقت احادیث صحاح ستہ کے ساتھ دکھلائی ہے، اس باب میں لاثانی تالیف ہے، ۲ جلد میں اسکندریہ مصر سے ۱۲۹۲ھ میں چھپی تھی، اب نایاب ہے، الحمد للہ راقم الحروف کو تلاش

Marfat.com

بسیار بر ۱۳۷۹ھ میں ایک نسخہ مکہ معظمہ سے حاصل ہوا، الازہار المتناثرہ فی الاحادیث المتواترہ، القول الصحیح فی مراتب التعدیل والتجریح، التحبیر فی حدیث المسلسل بالتکبیر، الامالی الحنفیہ، بلغۃ الاریب فی مصطلح اثار الحبیب، اعلام الاعلام بمناسک حج بیت اللہ الحرام، درالضرع فی تاویل حدیث ام زرع، تخریج حدیث شیبتنی ھود، المواہب الجلیہ فیما یتعلق بحدیث الاولیہ، تخریج حدیث نعم الادام الخل، عقد الجمان فی بیان شعب الایمان، منح الفیوضات، الوفیہ فیما فی سورۃ الرحمٰن من اسرار الصفۃ الالہیہ طبقات الحفاظ، اتحاف السادۃ المتقین، بشرح اسرار احیاء علوم الدین (۲۰ جلد) حسن المحاضرہ فی آداب البحث والمناضرہ، کشف الغطا عن الصلوٰۃ الوسطیٰ وغیرہ، حدائق حنفیہ میں ٦٦ کتابوں کے نام گنا کر وغیرہ ذالک لکھا، الرسالۃ المستطرفہ ص ۱۷ میں آپ کی تصنیف، التعلیقۃ الجلیلہ عن مسلسلات ابن عقیلہ'' کا بھی ذکر کیا ہے۔

نواب صدیق حسن خان صاحبؒ نے بھی الحاف النبلاء ص ۴۰۷ میں آپ کا ذکر تفصیل سے کیا ہے، بہت مدح کی، لکھا کہ ''فقیر کے علم میں علماء ہند میں سے اس عظیم الشان مرتبہ و مقبولیت کے علماء کم ہیں جن کی سلاطین و امراء نے بھی اتنی عزت کی ہو اور اس کثرت سے شیوخ عالی تبار و تلامذۂ نامدار اور اتنی کثرت سے تصانیف ان کی ہوں۔

نیز لکھا کہ آپ کے آباؤ اجداد بھی سب علماء و مشائخ، حفاظ اور معظم و مکرم زماں ہوئے ہیں اور لکھا کہ ایک سو سے زیادہ آپ کی تصانیف ہیں اور اکثر تصانیف آپ کی حدیث، فقہ، اصول لغت و تصوف اور سیر وغیرہ کی ہیں جو سب کی سب نافع ہیں۔ میرے پاس بھی ۱۷ کتابیں آپ کی موجود ہیں، پھر ان کے نام گنائے ہیں، لیکن نواب صاحب نے آپ کی خاص تصنیف ''عقود الجواہر'' کا ذکر نہیں کیا جس کو ہم نے اس کی خاص حدیثی اہمیت کے پیش نظر سب سے پہلے ذکر کیا ہے۔

آخر عمر میں آپ نے عوام و خواص کے غیر معمولی رجوع سے تنگ آ کر گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی، درس بھی ترک کر دیا اور گھر کے دروازے بند کرا دیئے تھے، اسی حالت میں مرض طاعون سے وفات ہوئی، آپ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ (م ۱۲۰۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ و نزہۃ الخواطر)

Marfat.com

الشیخ المحدث خیرالدین بن محمد زاہد السورتی حنفی رحمہ اللہ

شہر سورت میں پیدا ہوئے اور وہیں کے علماء کبار سے علم حاصل کیا، شیخ نوراللہؒ سے طریق نقشبندی میں بیعت کی پھر حرمین شریفین حاضر ہوکر حج و زیارت سے مشرف ہوئے، شیخ محمد حیات سندی مدنی حنفیؒ سے حدیث پڑھی اور سورت واپس آکر درس واشاعت حدیث شریف میں پچاس سال گزارے، آپ کی تصانیف شواہد التجدید، ارشاد الطالبین اور رسائل سلوک ہیں۔ (م ۱۲۰۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۱۶۱ ج ۷)

الشیخ قوام الدین محمد بن سعدالدین کشمیری حنفی رحمہ اللہ

بڑے محدث، مفتی وفقیہ تھے، اپنے زمانہ کے کبار علماء و محدثین سے علم حاصل کیا اور صغرسنی میں ہی محسود اقران ہوئے، خانقاہ حضرت شاہ سید محمد امین اویسی میں درس علوم دیا، پھر کشمیر کے قاضی و مفتی اور شیخ الاسلام ہوئے، آپ کی تصنیف "الصحائف السلطانیۃ" مشہور ہے جس میں آپ نے ساٹھ علوم میں افادات لکھے۔ (م ۱۲۱۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ ونزہۃ الخواطر)

الشیخ رفیع الدین بن فریدالدین مرادآبادی حنفیؒ

مشہور محدث تھے، اولاً، اپنے شہر مرادآباد میں علماء و مشائخ سے علوم کی تحصیل کی، پھر دہلی جاکر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں ایک مدت رہ کر حدیث پڑھی اور مرادآباد واپس ہوکر درس وافادہ میں مشغول ہوئے، پھر ۱۲۰۱ھ میں حرمین شریفین کے دوران سفر میں شیخ محدث خیرالدین سورتی سے سورت میں ملے، ان سے بخاری شریف پڑھی اور اجازت حاصل کی، بندر سورت سے جہاز "سفینۃ الرسول" میں سوار ہوئے جو شیخ ولی الدین بن غلام محمد برہان پوری کی ملکیت تھا اور خود شیخ موصوف بھی آپ کے ساتھ عازم حجاز ہوئے، حجاز پہنچ کر حج و زیارت سے

Marfat.com

مشرف ہوئے اور وہاں کے محدثین ومشائخ سے بھی فیوض کثیر حاصل کیے۔ ۱۲۰۳ھ میں واپس ہوکر درس وتصنیف میں مشغول ہوئے، آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں:

شرح اربعین نووی، شرح غنیۃ الطالبین، کتاب الاذکار، تذکرۃ المشائخ، تذکرۃ الملوک، تاریخ الافاغنہ، ترجمۃ عین العلم، قصر الآمال بذکر الحال والمآل، سلوا الکئیب بذکر الحبیب، کنز الحساب، کتاب فی احوال الحرمین، الافادات العزیزیہ (جس میں آپ نے وہ تمام مکاتیب جمع فرمائے جو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ نے آپ کو لکھے تھے اور ان میں نہایت عجیب وغریب فوائد تفسیریہ ہیں۔ (م ۱۲۲۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر وحدائق حنفیہ)

الشیخ المحدث الکبیر عبدالباسط بن رستم علی صدیقی قنوجی حنفیؒ

اپنے زمانہ کے علامہ محدث، جامع معقول ومنقول، استاذ الاستاذ اور شیخ المشائخ تھے، دور دور سے اہل علم آپ سے استفادہ کے لئے حاضر ہوتے تھے، فرائض کے بے نظیر عالم تھے، درس وافادہ وتصنیف میں اوقات عزیز بسر کئے مشہور تصانیف یہ ہیں:

نظم اللآلی فی شرح ثلاثیات بخاری، انتخاب الحسنات فی ترجمہ احادیث دلائل الخیرات، اربعون حدیثا ثنائیا، الحبل المتین فی شرح اربعین، عجیب البیان فی اسرار القرآن، تفسیر ذوالفقار خانی، المنازل الاثناعشریہ فی طبقات الاولیاء (نہایت نافع کتاب ہے جس میں آپ نے بارہویں صدی تک کے حالات جمع کئے) شرح خلاصۃ الحساب للعاملی وغیرہ۔ (م ۱۲۲۳ھ) (حدائق حنفیہ ونزہۃ الخواطر)

الشیخ المحدث الفقیہ محمد ہبۃ اللہ البعلی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث، علامہ فہامہ تھے، نہایت مفید گراں قدر تصانیف کیں، جن میں سے زیادہ مشہور یہ ہیں، حدیقۃ الریاحین فی طبقات مشائخنا المسندین التحقیق الباہر فی شرح الاشباہ والنظائر (پانچ ضخیم جلدوں میں) (م ۱۲۲۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ نصب الرایہ ص ۴۸)

Marfat.com

الشیخ الامام المحدث الاعلام قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفیؒ

مشہور و معروف جلیل القدر مفسر، محدث، فقیہ، محقق، مدقق، جامع معقول و منقول تھے، علم تفسیر، کلام، فقہ و اصول اور تصوف میں نہایت بلند مرتبہ پر فائز تھے، حدیث و فقہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ سے پڑھی تھی، حدیثی و فقہی تبحر اور دقت نظر کے اعتبار سے اگر آپ کو "طحاوی وقت" کہا جائے تو زیادہ موزوں ہے، اٹھارہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری سے فارغ ہو کر حضرت شیخ محمد عابد سنانیؒ سے بیعت سلوک کی اور تمام سلوک پچاس توجہ میں حاصل فرما لیا، فناء قلب کی وجہ سے درجہ شرف بقا لیا۔

پھر ان ہی کے فرمانے پر حضرت مرزا صاحب مظہر جان جاناں قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آخری مقامات طریقہ نقشبندیہ مجددیہ تک پہنچ گئے اور ان کی بارگاہ فیض علم الہدیٰ کا لقب پایا، منامات مبارکہ میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ اور اپنے جد امجد حضرت شیخ جلال الدین عثمانیؒ سے بھی روحانی تربیت و بشارات ملیں۔

حضرت مرزا صاحبؒ آپ کو نہایت قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتے اور فرمایا کرتے تھے کہ فرشتے بھی آپ کی تعظیم بجالاتے ہیں، آپ باوجود مشغولیت قضاء درس و تصنیف اور شغل ذکر و مراقبہ کے بھی روزانہ ایک سو رکعات نفل اور تہجد میں ایک منزل تلاوت قرآن مجید پر مواظبت پر فرماتے تھے، آپ کی تصانیف جلیلہ یہ ہیں:

تفسیر مظہری (۱۰ جلد ضخیم) جو بہترین کاغذ و طباعت کے ساتھ ندوۃ المصنفین دہلی سے مکمل شائع ہو چکی ہے، ایک کتاب مبسوط حدیث میں (۲ جلد) ایک مبسوط کتاب فقہ میں جس میں ہر مسئلہ کے ماخذ و دلائل اور مختارات آئمہ اربعہ جمع کئے، ایک مستقل رسالہ بیان اقوی المذاہب میں جس کا نام "الاخذ بالاقوی" رکھا تھا، مالا بد منہ، السیف المسلول (رد شیعہ میں) ارشاد الطالبین (سلوک میں) تذکرۃ الموتی والقبور، تذکرۃ المعاد، حقیقۃ الاسلام، رسالۃ فی حکم الغنا، رسالۃ فی حرمۃ المتعہ، رسالۃ فی العشر والخراج، شہاب ثاقب، وصیت نامہ وغیرہ۔ (م ۱۲۲۵ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق نزہۃ الخواطر ص ۱۱۲)

Marfat.com

الشیخ صفی بن عزیز بن محمد عیسیٰ بن سیف الدین سرہندی حنفیؒ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی اولاد میں سے بڑے درجہ کے محدث، جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے، مناصب حکومت کو ٹھکرا کر ہمیشہ درس و مطالعۂ کتب حدیث و تفسیر اور اشغال و اوراد سلسلہ میں مشغول رہ کر زندگی بسر کی، لکھنؤ میں وفات ہوئی، صاحب کرامات و خوارق تھے۔ (م ۱۲۲۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ و نزہۃ الخواطر)

الشیخ سلام اللہ بن شیخ الاسلام بن عبد الصمد فخر الدین حنفیؒ

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ کی اولاد میں سے حضرت شیخ الاسلام شارح بخاری کے صاحبزادے، بڑے محدث، فقیہ و محقق علامہ عصر تھے، علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد اور دوسرے علماء کبار سے کی اور درس و افادہ میں مشغول ہوئے، آپ کی تصانیف میں سے کمالین حاشیہ تفسیر جلالین محلی شرح الموطاء ترجمۂ صحیح بخاری (فارسی میں) شرح شمائل ترمذی، رسالہ اصول علم حدیث، خلاصۃ المناقب فی فضائل اہل البیت، رسالہ اشارۂ تشہد زیادہ مشہور ہیں۔ (م ۱۲۲۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ و نزہۃ الخواطر ص ۲۰۱ ج ۷)

الشیخ الامام الشاہ عبد القادر دہلوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

ہندوستان کی مایۂ ناز مشہور و معروف شخصیت، جلیل القدر محدث و مفسر تھے، حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہٗ سے علوم کی تحصیل و تکمیل کی اور حضرت شیخ عبد العدل دہلویؒ سے طریق سلوک میں رہنمائی حاصل کی، علم و عمل، زہد و تقویٰ اور اخلاق عالیہ کے پیکر مجسم تھے، اکبری مسجد دہلی میں درس و افادہ کیا اور آپ سے شیخ عبد الحی بن ہبۃ اللہ بڈھانویؒ، حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ، شیخ فضل حق بن فضل امام خیر آبادیؒ، مرزا حسن علی شافعی لکھنویؒ، حضرت شاہ محمد اسحٰقؒ اور دوسرے علماء کبار و مشائخ نے استفادہ کیا۔

آپ کی سب سے بڑی علمی خدمت قرآن مجید کا بامحاورہ ترجمہ اور تفسیر موضح القرآن

Marfat.com

ہے جس کو باوجود اختصار جامعیت اور حسن ادا مطالب قرآنی کے لئے بطور معجزہ وآیۃ من آیات اللہ تسلیم کیا گیا ہے، ہمارے حضرت العلام شاہ صاحب کشمیریؒ بھی اس کی نہایت مدح فرماتے تھے اوران کی تمنا تھی کہ اس ترجمہ وتفسیر کی طباعت وطبع کے اعلیٰ اہتمام کے ساتھ ہو۔

''مہر جہاں تاب'' میں ہے کہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے خواب میں دیکھا تھا کہ قرآن مجید ان پر نازل ہوا، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے بیان کیا تو فرمایا ''اگرچہ وحی حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے بعد منقطع ہو چکی، مگر رؤیا حق ہے اور اس کی تعبیر یہ ہے کہ حق تعالیٰ تمہیں ایسی خدمت قرآن مجید کی توفیق بخشیں گے جس کی پہلے نظیر نہ ہوگی'' چنانچہ تعبیر مذکور صحیح ہوئی اور ترجمہ وتفسیر موضح القرآن کی صورت میں اس کا ظہور ہوا۔

یہ بھی عجیب سی بات ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے حضرت شاہ ثناء اللہؒ کی صاحبزادی کے بطن سے چار صاحبزادے تھے، سب سے بڑے حضرت شاہ عبدالعزیز، پھر رفیع الدین، پھر شاہ عبدالقادر اور سب سے چھوٹے شاہ عبدالغنی (والد حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ) لیکن وفات میں صورت بالکل برعکس ہوگئی کہ سب سے پہلے حضرت شاہ عبدالغنیؒ کی وفات ہوئی، پھر حضرت شاہ عبدالقادرؒ کی پھر حضرت شاہ رفیع الدینؒ کی اور سب کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

یہ سب بھائی تبحر علم وفضل اور افادہ وافاضہ کی جہت سے نامور فضلائے عصر ہوئے، بجز حضرت شاہ عبدالغنی کے ان کی وفات عنفوان شباب ہی میں ہوگئی تھی جس کا تدارک حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی خدمات جلیلہ سے مقدر تھا۔

مصنف تحفۃ الاحوذی (علامۂ محترم شیخ عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ) نے مقدمہ کے ص ۲۷ پر ترویج علوم قرآن وحدیث کرنے والے مشاہیر زمانہ محدثین کے ذکر میں حضرت شاہ عبدالغنیؒ بن شاہ ولی اللہ مذکور کا بھی ذکر کیا ہے جو خلاف تحقیق ہے، اس زمرہ میں حضرت شاہ عبدالغنی مجددی دہلویؒ (تلمیذ وجانشین خاص حضرت شاہ محمد اسحٰقؒ) کا ذکر آنا چاہئے تھے، مگر علامہ محقق نے ان کے ذکر کو یوں نظرانداز کر کے دوسری جگہ حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ کے تلامذہ میں ذکر کیا جہاں یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ نے ہجرت کے

Marfat.com

وقت اپنا جانشین حضرت مولانا نذیر حسین صاحبؒ کو بنایا تھا، حالانکہ حضرت شاہ صاحبؒ کے اخص تلامذہ میں سرفہرست نام نامی حضرت شاہ عبدالغنی مجددی ہی کا نقل ہوتا آیا ہے۔ (م ۱۲۳۰ھ) واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم، رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

الشیخ المحدث العلامۃ السید احمد الطحطاوی حنفی رحمہ اللہ

جلیل القدر محدث وفقیہ تھے، مدت تک مصر کے مفتی اعظم رہے، درمختار کا حاشیہ نہایت تحقیق و تدقیق سے لکھا، عرصہ ہوا، مصر سے چھپ کر شائع ہوا تھا، اس میں آپ نے امام اعظمؒ کے مناقب میں صحیح ترین اقوال اور مستحکم روایات سے لکھے تھے، جن سے علامہ شامیؒ نے بھی ردالمختار میں بہت کچھ نقل کیا ہے، اس کے سواء اور بھی بہت سے رسائل وکتب تالیف کیں، (م ۱۲۳۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

الشیخ الشاہ رفیع الدین بن الشاہ ولی اللہ حنفی رحمہ اللہ

مشہور ومعروف محدث، فقیہ، متکلم واصولی، جامع معقول ومنقول تھے، آپ نے بھی اپنے بڑے بھائی حضرت شاہ عبدالعزیزؒ سے پڑھا اور علم طریقت شیخ وقت مولانا محمد عاشق پھلتی سے حاصل کیا۔ بیس سال کی عمر ہی سے درس و افتاء میں مشغول ہوئے اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی زندگی ہی میں صاحب تصانیف ومرجع علماء آفاق ہو گئے تھے، بلکہ ان کے ضعف بصارت اور ہجوم امراض کے زمانہ میں تدریس میں بھی نیابت کی جس کی وجہ سے طالبین علوم کا بہت زیادہ ہجوم آپ کے پاس رہا، حضرت شاہ صاحب موصوف نے بھی آپ کے علم وفضل اور خصوصیات درس وتصنیف کی مدح اپنے بعض مکاتیب میں کی ہے، آپ کی تصانیف یہ ہیں:

اردو ترجمۂ لفظی قرآن مجید، رسالہ شرح اربعین کافات، ومنع الباطل فی بعض غوامض المسائل (جو علم حقائق میں نہایت اہم تالیف ہے)، اسرار المحبۃ، تکمیل الصناعۃ (یا تکمیل الاذہان علم معقول میں نہایت عالی قدر لائق درس تصنیف ہے، رسالۃ فی مقدمۃ العلم، رسالۃ فی التاریخ، رسالۂ اثبات شق القمر ابطال براہین الحکمیہ علی اصول الحکماء آثار

Marfat.com

قیامت، رسالہ عقد انامل، رسالہ امور عامہ، حاشیہ میر زاہد رسالہ، رسلہ تحقیق الوان وغیرہ۔
(م ۱۲۳۳ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ و نزہۃ الخواطر)

سراج الہند الشیخ الشاہ عبد العزیز دہلوی حنفی رحمہ اللہ

سید العلماء وابن سید العلماء محدث شہیر، وفقیہ تھے، سنہ ولادت بعدد غلام حلیم ۱۱۵۹ھ ہے، حفظ قرآن مجید کے بعد علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ سے کی، ۱۶/۱۷ سال کی عمر کو پہنچے تھے کہ حضرت والد ماجد کی وفات کی اور آپ نے علوم کی تکمیل شیخ نور اللہ بڑھانوی، شیخ محمد امین کشمیری اور شیخ محمد عاشق پھلتی سے کی، یہ سب حضرات شاہ ولی اللہؒ کے جلیل القدر خلفاء و تلامذہ تھے۔

آپ سے آپ کے بھائیوں شاہ عبد القادر، شاہ رفیع الدین، شاہ عبد الغنی نے اور شیخ عبد الحی بڈھانوی، مفتی آلہی بخش کاندھلوی، شیخ قمر الدین سونی پتی وغیرہ نے پڑھا، آپ نے اپنے نواسے شاہ محمد اسحٰق بن الشیخ محمد افضل عمر دہلوی کو بمنزلہ اولاد پالا تھا، درس تفسیر کے وقت وہی قرأت کرتے تھے ان کے اور شاہ اسماعیلؒ کے لئے آپ یہ آیت تلاوت فرمایا کرتے تھے الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسمعیل و اسحٰق، شاہ اسحٰق نے اگرچہ حدیث کی کتابیں شاہ عبد القادرؒ سے پڑھیں، مگر حدیث کی سند و اجازت آپ سے بھی اجازت حاصل کی اور آپ نے ان کو اپنی جگہ مسند درس و ارشاد پر بٹھایا اور اپنی تمام کتابیں بھی ان کو عطا فرمائیں اور ان کے جانشین حضرت شاہ عبد الغنی مجددیؒ ہوئے جن کے سلسلۂ تلمذ سے تمام علماء دیوبند وغیرہ وابستہ ہیں، آپ کا قد دراز، بدن نحیف، رنگ گندم گوں، آنکھیں بڑی، داڑھی گھنی تھی، خط نسخ نہایت عمدہ لکھتے تھے، فن تیر اندازی اور شہسواری میں بھی ماہر تھے، مبتلاء امراض کثیرہ ہونے کی وجہ سے ۲۵ سال ہی کی عمر سے صحت خراب رہی، باوجود اس کے درس، افادہ تصنیف کے مشاغل ۱۵ سال کی عمر سے آخر وقت تک جاری رہے اور اسی ۸۰ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

آپ کی تصانیف عالیہ یہ ہیں: تفسیر فتح العزیز (حالت شدۃ مرض وضعف میں املاء کرائی تھی، اس کی بہت سی مجلدات کبیرہ تھیں، مگر ۱۸۵۷ء کے ہنگاموں میں اکثر حصہ ضائع

Marfat.com

ہو گیا اور اب صرف سورۂ بقرہ و پارہ عم کی تفسیر موجود ہے) فتاویٰ عزیزی، تحفہ اثناء عشریہ (ردشیعہ) میں بستان المحدثین (اس میں تقریباً ایک سو محدثین کے مختصر تذکرے اور کتب حدیث کا ذکر ہے) العجالۃ النافعہ (اصول حدیث میں مختصر رسالہ ہے) میزان البلاغہ، میزان الکلام، السر الجلیل فی مسلۃ التفضیل، سر الشہادتین، رسالۃ فی الانساب، رسالہ فی الرؤیا، حاشیہ میر زاہد رسالہ، حاشیہ میر زاہد ملا جلال، حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ للشیرازی وغیرہ۔ (م ۱۲۳۹ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ ص ۴۷۰، نزہۃ الخواطر ص ۲۶۸ ج ۷)

الشیخ العلامۃ شاہ اسمٰعیل بن الشاہ عبدالغنی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور و معروف محدث، متکلم، جامع معقول و منقول عالم ربانی تھے، ولادت ۱۱۹۳ھ میں ہوئی، اپنے چچا حضرت شاہ عبدالقادرؒ سے علوم کی تکمیل کی اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحبؒ سے بھی استفادہ کیا، ایک مدت ان حضرات کی خدمت میں گزاری، پھر حضرت مولانا سید احمد شہید بریلوی قدس سرہٗ کی خدمت میں رہ کر طریق سلوک طے کیا، ان کے ساتھ ۱۲۳۷ھ میں حرمین شریفین حاضر ہوئے اور ساتھ ہی واپس آئے۔

حضرت سید صاحبؒ کے ارشاد پر ۲ سال تک بہت سے دیہات و شہروں کا دورہ کر کے لوگوں کو شرعی احکام اور جہاد فی سبیل اللہ کی تلقین کی، پھر ۱۲۴۱ھ میں اپنے پیر و مرشد کے ساتھ جہاد پر نکلے اور چند سال مسلسل معرکہائے جہاد و قتال میں شرکت و رہنمائی کے بعد ۱۲۴۶ھ میں بمقام بالاکوٹ جام شہادت نوش کیا اور مسلمانان ہند کو بھولا ہوا سبق یاد دلا گئے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن   خدا رحمت کند آں بندگان پاک طینت را

حضرت مولانا شہیدؒ کی چند معدود و مسائل میں اپنی مجتہدانہ رائے و تحقیق تھی جو اپنے اکابر کی تحقیق سے کچھ مختلف تھی، باوجود اس کے وہ بلا شک و تردد ہمارے مقتدا اور رہنما و پیشوا ہیں، اور ان کی خدمات جلیلہ اس قابل ہیں کہ آب زر سے لکھی جائیں، اس مختصر تذکرہ میں ان کا ذکر نہیں سما سکتا، بڑی بڑی مستقل کتابیں ان کے سوانح حیات سے مزین ہو چکی ہیں۔

آپ کی تصانیف عالیہ یہ ہیں: ''عقبات'' جس میں آپ نے تجلیات اور عالم مثال کے

Marfat.com

متعلق سیر حاصل ابحاث درج کی ہیں، یہ کتاب عرصہ ہوا دیو بند سے شائع ہوئی تھی، لیکن مدت سے نادرونایاب تھی، اب بہت عمدہ ٹائپ سے سفید گلیز کاغذ پر مجلس عملی ڈابھیل (حال کراچی) کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوگئی ہے، الصراط المستقیم (تصوف میں بے نظیر کتاب ہے جس میں طریق سلوک راہ نبوت وراہ ولایت اور طریق ذکرواشغال کی تفصیلات نہایت دلنشین پیرایہ میں بیان ہوئی ہیں) منصب امامت (نبوۃ و امامت کی تحقیق میں لاجواب ہے) رسالہ درمبحث امکان نظیر و امتناع نظیر رسالہ عربی اصول فقہ میں، رسالہ رد اشراک وبدع میں، تنویر العینین فی اثبات رفیع الیدین، رسالہ منطق (جس میں آپ نے دعویٰ کیا کہ شکل رابع اجلی البدیہیات سے ہے اور شکل اول اس کے خلاف ہے اور اس دعویٰ کو دلائل سے ثابت فرمایا، تقویۃ الایمان (جوسب سے زیادہ مشہور ہے اور اس کی وجہ سے آپ کے خلاف محاذ بنائے گئے، ہمارے اکابر علماء دیو بند نے اس کی قلمی ولسانی تائید کی تو ان کو بھی ہدف سب وشتم بنایا گیا۔(م۱۲۴۶ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔(نزہۃ الخواطر ص۵۶ ج۷)

الشیخ ابوسعید بن صفی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب قدس سرہٗ کی اولاد میں سے محدث کامل وشیخ معظم تھے، ولادت ۱۱۹۶ھ بمقام رام پور ہوئی، حفظ قرآن مجید کے بعد کتب درسیہ حضرت مفتی شرف الدین رام پوری اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدن صاحبؒ دہلوی سے پڑھیں اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے بھی حدیث فقہ کی سند حاصل کی، علوم ظاہری میں کمال حاصل کرنے کے بعد علم باطن کی طرف توجہ فرمائی، پہلے اپنے والد ماجد سے استفاضہ کیا، پھر ان کی اجازت سے شیخ وقت شاہ درگاہی رام پوری کی صحبت میں رہے اور ان سے خرقۂ خلافت حاصل کیا، اس کے بعد مزید ترقی راہ سلوک کے شوق میں دہلی تشریف لے گئے اور حضرت قاضی ثناء اللہ صاحبؒ پانی پتی کو خط لکھ کر شیخ کامل کے لئے مشورہ طلب کیا، حضرت قاضی صاحبؒ نے تحریر فرمایا کہ اس وقت شاہ غلام علی صاحبؒ سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے۔

اس پر آپ شاہ صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مزید کمالات

Marfat.com

باطنی حاصل کر کے خرقۂ خلافت پہنا اور اپنے شیخ کی مسند افاضہ پر جلوہ افروز ہو کر خلق خدا کو نفع عظیم پہنچایا، آپ سے بے نہایت خوارق و کرامات ظاہر ہوئے، آخر عمر میں ۱۲۴۹ھ میں حج و زیارات مقدسہ کے لئے حرمین شریفین حاضر ہوئے، آپ کے ساتھ آپ کے صاحبزادے شاہ عبدالغنی صاحب تھے، مکہ معظمہ پہنچے تو وہاں کے علماء کبار نے آپ کا استقبال کیا اور خاص طور سے شیخ عبداللہ سراج مفتی احناف، شیخ عمر مفتی شافعیہ اور شیخ محمد عابد سندی وغیرہم نے آپ کی قدر و منزلت کی۔

واپسی میں ٹونک پہنچے تھے کہ دم آخر ہو گیا، چون سال کی عمر میں خاص عید الفطر کے روز آپ کی وفات ہوئی، نواب ریاست ٹونک وزیر الدولہ اور دوسرے ارکان دولت امراء و عوام نے بڑے اجتماع کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی، پھر آپ کے صاحبزادے، شاہ عبدالغنیؒ آپ کی نعش مبارک کو تابوت میں رکھ کر دہلی لائے اور حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ و حضرت مرزا صاحب مظہر جان جاناںؒ کے پہلو میں دفن کیا۔ (م ۱۲۵۰ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ و نزہۃ الخواطر ص ۱۳ ج ۷)

الشیخ المحدث (قاضی ابو عبداللہ) محمد بن علی الصنعانیؒ

بڑے محدث شہیر، مقتداء و پیشوائے فرقہ اہل حدیث گزرے ہیں، اکابر علماء و محدثین زمانہ سے علوم کی تحصیل کی جن میں سے بعض شیخ محمد حیات سندی مدنی حنفی اور شیخ ابو الحسن سندی حنفی کے شاگرد تھے، تحصیل کمالات کے بعد آپ سے بکثرت علماء نے استفادہ کیا، ۱۲۰۹ھ میں آپ منصور باللہ علی بن عباس کی طرف سے صنعا یمن کے قاضی القضاۃ بھی مقرر ہوئے تھے۔

نواب صدیق حسن خان صاحبؒ نے لکھا ہے کہ آپ علوم دینیہ میں مرتبہ اجتہاد رکھتے تھے، اسی لئے کسی کی تقلید نہ کرتے تھے اور باوجود مرتبۂ اجتہاد کے اپنی تالیفات میں کسی جگہ دائرۂ مذاہب اربعہ سے باہر نہیں ہوئے، الا ماشاء اللہ اور اس خلاف میں بھی ایک جماعت سلف اور اکابر اہل حدیث کی آپ کے ساتھ ہے، دلائل کے ساتھ تلخیص مذاہب اور پھر محل خلاف میں آپ کی ترجیح قابل دید ہے"۔

آپ نواب صاحب موصوف کے ایک دو واسطوں سے شیخ بھی ہیں، آپ کی زیادہ

Marfat.com

مشہور تصانیف یہ ہیں: فتح القدیر (تفسیر ۴ جلد) نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار (۵ جلد) الدرر البہیہ، شرح الدرازی المضیۂ، ارشاد السائل الی دلیل المسائل، تحفۃ الذاکرین شرح حصن حصین، الفتح الربانی فی فتاویٰ الشوکانی، ارشاد الفحول فی تحقیق الحق من علم الاصول (اس میں چاروں مذاہب کے اصول فقہ ایک مجلد ضخیم میں جمع کیے) الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ (اس کتاب کو سب سے پہلے مولانا عبدالحی لکھنویؒ ہندوستان میں لائے، چھپ چکی ہے، لیکن مولانا موصوف نے اپنی کتاب ظفر الامانی میں تنبیہ کی ہے کہ اس میں شوکانی نے بہت سی وہ احادیث بھی جمع کردی ہیں جو موضوع کے درجہ کو نہیں پہنچتیں، بلکہ احادیث صحاح وحسان کو بھی موضوعات کی لڑی میں پرودیا ہے۔(الرسالۃ المستطرفہ ص ۱۲۵)

نواب صاحب نے آخر میں لکھا ہے کہ اس آخری دور میں جو کچھ کوشش ترویج شرع شریف تجدید احکام اسلام، احیاء سنن اور اماتت فتن کے لئے آپ سے صادر ہوئی، ہمارا گمان ہے کہ کسی دوسرے سے نہیں ہوئی، (م ۱۲۵۰ھ، ۱۲۵۵ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ۔ (اتحاف النبلاء نواب صدیق حسن خان ص ۴۰۹)

الشیخ محمد عابد بن احمد علی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث، فقیہ، محقق مدقق اور جامع معقول ومنقول تھے، آپ کے دادا جان نے مع اپنے قبیلہ کے عرب کو ہجرت کی تھی، تاہم آپ کی پیدائش شہر سیون (سندھ) میں ہوئی اور اپنے چچا شیخ محمد حسین بن محمد مراد سے کتب درسیہ پڑھیں پھر کبار علماء یمن وحجاز سے تکمیل کی یمن کے مشہور شہر زبید میں عرصہ تک قیام کیا، امام یمن کے طبیب شاہی رہے اور وزیر مملکت کی صاحبزادی سے نکاح کیا، ایک بار امام یمن کی طرف سے بطور سفارت ملک مصر کے پاس گئے جس سے وہاں بھی آپ کا تعارف وتعلق ہوا، وہاں سے حرمین شریفین کی حاضری سے مشرف ہوئے، پھر اپنے وطن سندھ کے قصبہ نواری آکر کچھ عرصہ اقامت کی اور جلد ہی پھر حجاز کی حاضری کا اشتیاق ہوا، پھر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور وہاں کے علماء وعوام میں بڑی عزت پائی، والی مصر کی طرف سے بھی آپ مدینہ طیبہ کے رئیس العلماء کے عہدہ پر فائز ہوئے، عبادت، ریاضت، نشر علوم نبوت و

Marfat.com

اقامت سنت میں آخر تک مشغول رہ کر وہیں وفات پائی اور بقیع میں مدفون ہوئے۔

آپ کی تصانیف جلیلہ مشہورہ یہ ہیں: المواہب اللطیفہ علی مسند الامام ابی حنیفہ، طوالع الانوار علی الدرر المختار (بڑی جامع کتاب ہے جس میں اکثر فروع مذہب اصحاب امام اعظمؒ کا استیفاء اور مسائل واقعات وفتاویٰ کا استیعاب کیا ہے) شرح تیسر الوصول لابن الربیع الحافظ الشیبانی، شرح بلوغ المرام حصر الشارد فی اسانید محمد عابد (جس میں بڑی بسط وشرح سے اسانید کا بیان ہے) آپ کے عربی اشعار بھی نہایت بلند پایہ ہیں جن کا نمونہ نزہۃ الخواطر میں نقل ہوا ہے۔ (م ۱۲۵۷ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ ص ۴۷۳، نزہۃ الخواطر ص ۴۴۶ ج ۷)

الشیخ العلامۃ السید محمد امین بن عمر والشہیر بابن عابدین شامی حنفیؒ

مشہور محدث، فقیہ، محقق وجامع معقول ومنقول عالم تھے، علوم کی تحصیل شیخ سعید حلبی اور شیخ ابراہیم حلبی سے کی، فقہ کی نہایت مقبول ومتداول کتاب ردالمختار شرح درمختار معروف بہ ''شامی'' تصنیف فرمائی جو پانچ ضخیم جلدوں میں ہے اور کئی بار چھپ کر شائع ہو چکی ہے، اس پر بڑا مدار فتاویٰ حنفیہ کا ہے، اس کے علاوہ بہت سی مفید علمی کتابیں شفاء العلیل وغیرہ تصنیف کیں۔ (م ۱۲۶۰ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق)

الشیخ اسحٰق بن محمد افضل مکی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت شاہ اسحاق صاحب موصوف حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے نواسے ہیں جن کے توسط وسند سے ہندوستان کے موجودہ تمام حدیثی سلسلے وابستہ ہیں، آپ کی ولادت ۱۱۹۶ھ یا ۱۱۹۷ھ میں بمقام دہلی میں ہوئی، اپنے نانا حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی آغوش تربیت میں پلے، پڑھے، کافیہ تک کتابیں حضرت شیخ عبدالحی بڑھانویؒ سے پڑھیں، باقی سب اوپر کتابیں مع کتب فقہ وحدیث حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ سے پڑھیں اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے بھی اجازت حدیث حاصل فرما کر سلسلۂ سندان سے متصل کیا ہے، چنانچہ حضرت نانا جان موصوف کے بعد ان کی جگہ مسند درس حدیث پر بھی آپ ہی متمکن

Marfat.com

ہوئے اور ایک عرصہ تک افادہ کرتے رہے، اس کے بعد ۱۲۴۰ھ میں حرمین شریفین حاضر ہوئے حج و زیارت مقدسہ سے فارغ ہو کر وہاں کے شیخ محدث عمر بن عبدالکریم بن عبدالرسول مکی، م ۱۲۴۷ھ سے سند حدیث حاصل کی۔

پھر ہندوستان واپس ہو کر سولہ سال تک دہلی میں درس حدیث، تفسیر وغیرہ دیتے رہے، اس کے بعد پھر مکہ معظمہ کو ۱۲۵۸ھ میں ہجرت فرمائی اور اپنے ساتھ اپنے بھائی حضرت مولانا یعقوب صاحب اور تمام متعلقین کو بھی لے گئے، وہیں آخر عمر تک مقیم رہے، درس و افادہ فرماتے رہے، آپ کے کبار تلامذہ کے اسماء گرامی صاحب نزہۃ الخواطر نے حسب ذیل ترتیب والقاب سے ذکر کیے ہیں۔

(۱) شیخ محدث عبدالغنی بن ابی سعید العمری الدہلوی المہاجر الی المدینۃ المنورۃ۔

(۲) السید نذیر حسین بن جواد علی الحسینی الدہلوی (۳) شیخ عبدالرحمٰن بن محمد الانصاری الپانی پتی (۴) السید عالم علی المرادآبادی (۵) الشیخ عبدالقیوم بن عبدالحی الصدیقی البرہانوی (۶) الشیخ قطب الدین بن محی الدین الدہلوی (۷) شیخ احمد علی بن لطف اللہ السہارنپوری (۸) الشیخ عبدالجلیل الشہید الکوئلی (۹) المفتی عنایت احمد الکاکوروی (۱۰) الشیخ امداد اللہ بن دلیل اللہ الانامی وغیرہ، جن سے اکثر علم حدیث کے فاضل ہوئے اور ان سے بھی بکثرت علم حدیث کا سلسلہ جاری ہوا، حتیٰ کہ ہندوستان میں اس کے سوا اور کوئی سلسلہ سند حدیث کا باقی نہ رہا۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

شیخ شمس الحق لدھیانویؒ نے تذکرہ النبلاء میں نقل کیا ہے کہ شیخ عبداللہ سراج مکی آپ کی موت کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ اگر آپ اور زندہ رہتے اور میں اپنی تمام عمر بھی آپ سے حدیث پڑھتا رہتا، تب بھی ان سب علوم و حقائق حدیث کو حاصل نہ کر سکتا جو آپ کو حاصل تھے، شیخ عمر بن عبدالکریمؒ بھی آپ کے کمال علم حدیث و رجال کی شہادت دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ آپ کی طرف سے آپ کے نانا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی برکات منتقل ہوئی تھیں، شیخ نذیر حسین صاحب فرماتے تھے کہ مجھے آپ سے زیادہ برتر و افضل عالم کی صحبت نہیں ملی اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

Marfat.com

برائے رہبری قوم فساق　　　　دوبارہ آمد اسمٰعیل و اسحٰق

ایک شیخ اعظم، عالی مرتبت محدث مسند بلکہ شیخ المحدثین کی بیان منقبت کے موقع پر کلمہ رہبری، قوم فساق، مذاق علم وادب پر بہت بار ہے، شاید اسحٰق کی رعایت قافیہ سے مجبوری ہوئی، رحمہم اللہ کلہم رحمۃ واسعۃ۔

مکہ معظمہ میں بحالت روزہ، روز دوشنبہ ۲۷ رجب ۱۲۶۲ھ کو وفات ہوئی اور معلاۃ میں حضرت سیدہ ام المومنین خدیجہ ؓ کی قبر مبارک کے قریب دفن ہوئے۔

(م ۱۲۶۲ھ) (نزہۃ الخواطر ص ۵۱ ج ۷ وحدائق حنفیہ)

الشیخ محمد احسن بن حافظ محمد صدیق حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

علم حدیث، تفسیر وفقہ میں یگانۂ روزگار اور جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے، اکثر علوم اپنی والدہ ماجدہ سے حاصل کئے جو بہت بڑی عالمہ فاضلہ تھیں، تمام عمر مسند افادت پر متمکن رہ کر درس وتالیف میں بسر کی، آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں: منح الباری شرح صحیح البخاری (زبان فارسی میں نہایت محققانہ شرح لکھی) تفسیر سورۂ یوسف، سورۂ والضحیٰ وغیرہ، حاشیہ قاضی مبارک وغیرہ۔ (م ۱۲۶۲ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۴۲ ج ۷ وحدائق)

الشیخ المحدث طیب بن احمد رفیقی کشمیری حنفی رحمہ اللہ

مشہور محدث اور اپنے زمانہ کے شیخ الاسلام والمسلمین، قطب العارفین تھے، علوم ظاہری وباطنی کی تحصیل اس زمانہ کے اکابر علماء ومشائخ سے کی، اور آپ سے بھی ایک جم غفیر علماء وفضلاء نے استفادہ کیا، حدیث، فقہ، سلوک ومعرفت میں نہایت نافع تصانیف کیں، لوگوں سے الگ رہتے، قائم اللیل، صائم النہار تھے، آخر عمر میں مسجد میں معتکف ہوگئے تھے، مذہب حنفی کی حمایت میں بہت ساعی رہتے تھے، صاحب کرامات وخوارق تھے، آپ کے جنازہ پر ایک لاکھ سے زیادہ آدمی حاضر ہوئے۔ (م ۱۲۶۶ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق ونزہۃ الخواطر ص ۲۲۴ ج ۷)

Marfat.com

شیخ غلام محی الدین بگوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث، صاحب کمالات صوری و معنوی ہوئی، آپ نے چھوٹی عمر میں صرف ماہ رمضان میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا اور صبح کو وقت چاشت تک ایک پارہ روزانہ یاد کرلیا کرتے تھے، نہایت قوی حافظہ تھا، دہلی جا کر علوم کی تحصل کی اور حضرت شاہ اسحٰق صاحبؒ سے حدیث پڑھی اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے بھی آپ کو سند حدیث عطا فرمائی یہ بھی فرمایا کہ تم سے لوگوں کو بڑا فیض پہنچے گا اور تم وطن جا کر کوئی ایسی بات نہ کرنا جس سے لوگوں میں تفرقہ ہو۔

آپ نے مسجد حکیماں لاہور میں تیس سال قیام فرما کر درس علوم دیا پھر استرخاء کی بیماری میں مبتلا ہوئے اور اپنے گھر موضع بگا (علاقہ بھیرہ ضلع سرگودھا پاکستان) میں قیام فرمایا، وہاں بھی آخر عمر تک درس و افادہ جاری رہا۔ (م ۱۲۷۳ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق حنفیہ)

الشیخ المحدث رضا بن محمد بن مصطفیٰ الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث، مفسر، صوفی، کثیر العبادۃ، جامع شریعت و طریقت، صاحب کرامات و مکاشفات تھے، اپنے والد بزرگوار، نانا اور دونوں چچا سے حدیث وفقہ کی تحصیل کی، پھر درس و افادہ میں مشغول ہوئے، نہایت متواضع اور حلیم الطبع تھے، ملاقات کے وقت سر پر چھوٹے بڑے، مال دار یا غریب کو خود پہلے سلام کرتے تھے۔ (متوفی ۱۲۷۶ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۱۷۸ ج ۷ و حدائق حنفیہ)

الشیخ الشاہ احمد سعید بن الشاہ ابی سعید الدہلوی المجددی حنفیؒ

بڑے محدث عالم اور شیخ المشائخ سلسلہ نقشبندیہ تھے، رام پور میں پیدا ہوئے، اپنے والد ماجد اور دوسرے اکابر سے علوم حاصل کئے، لکھنؤ تشریف لے گئے، وہاں کے علماء سے بھی استفادہ کیا، پھر دہلی پہنچ کر شیخ فضل امام خیر آبادی اور شیخ رشید الدین دہلوی وغیرہ سے مستفید ہوئے، اسی اثناء میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ، حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ اور حضرت شاہ رفیع الدین

Marfat.com

صاحبؒ کی مجالس درس وغیرہ سے بھی استفادہ فرماتے رہے، چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے صحاح ستہ، حصن حصین، دلائل الخیرات وغیرہ کی اجازت وسند بھی حاصل کی۔

حضرت شاہ قطب الاقطاب شاہ غلام علی صاحبؒ کی خدمت وصحبت مبارکہ سے مشرف ہوئے، بیعت کی اور آپ سے رسالۂ قشیریہ، عوارف، احیاء العلوم، نفحات الانس، الرشحات عین الحیات، مثنوی معنوی، مکتوبات امام ربانی (قدس سرہٗ) وغیرہ پڑھیں۔

حضرت شاہ صاحب موصوف آپ سے بے انتہاء محبت فرماتے تھے، آپ کو علوم ظاہر و باطن سے مالا مال کیا اور کمالات حال وقال کا فرد جامع بنا دیا، آپ اپنے والد ماجد کی وفات پر ان کے جانشین ہوئے اور حضرت شاہ صاحب موصوف کی سند ارشاد کو بھی زینت دی، اس لئے دور دراز مقامات تک کے علماء، مشائخ وعوام نے آپ سے استفادہ کیا۔

اسی حال میں آپ کی عمر شریف ۵۷ برس کو پہنچی تھی کہ ۱۸۵۷ء بمطابق ۱۲۷۳ھ میں انگریزوں کی سامراجیت کے خلاف علم جہاد بلند ہوا، جس میں علماء ومشائخ نے خاص طور سے حصہ لیا اور ان کے ساتھ عام مسلمانوں نے بھی جگہ جگہ جان کی بازی لگائی، مگر افسوس کہ یہ مہم ناکام ہوئی اور انگریزی راج نے اقتدار کے نشہ میں ہندوستانی رعایا کو اپنے انتہائی سفاکانہ مظالم کا تختۂ مشق بنایا، پھر خصوصیت سے ساکنان دہلی تو سب سے زیادہ مصائب وآلام کا شکار بنے ہوئے تھے۔

ان طوفانی ہنگاموں کے وقت بھی چار ماہ تک آپ اپنی خانقاہ دہلی میں اپنے مشاغل طیبہ میں نہایت مستقل مزاجی کے ساتھ مصروف رہے مگر تابکے؟ انگریزوں نے آپ پر بھی برٹش حکومت کے خلاف بغاوت کا فتویٰ دینے کی فرد جرم لگا دی اور اس کی سزا میں آپ کو اور آپ کے پورے خاندان و متعلقین کو بھی تہہ تیغ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

تاریخ میں ہے کہ اس موقع پر رئیس الافاغنہ نے (جس سے برٹش حکومت کو اپنا اقتدار جمانے میں مدد ملی تھی) آپ کے بارے میں خاص طور سے سفارش کی اور حکومت کو اقدام سے روکا، اس پر آپ نے مع اپنے خاندان کے دہلی کو چھوڑ کر حرمین شریفین کا عزم کیا، رئیس مذکور نے حکومت سے پاسپورٹ حاصل کرایا اور آپ کے لئے سامان سفر بھی مہیا کیا، جس

Marfat.com

سے آپ مع اہل وعیال بعافیت تمام مکہ معظمہ حاضر ہو کر حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے، اس کے بعد مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور آخر وقت تک وہیں اقامت فرمائی، آپ دہلی سے آخر محرم ۱۲۷۴ھ میں روانہ ہو کر شوال ۱۲۷۴ھ میں مکہ معظمہ پہنچے تھے۔

آپ کی تصانیف یہ ہیں: الفوائد الضابطہ فی اثبات الرابطہ، تصحیح المسائل فی الرد علی مأۃ مسائل، الانہار الاربعہ فی شرح الطریق الچشتیہ والقادریہ والنقشبندیہ والمجددیہ وغیرہ، آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی، اور جنۃ البقیع میں قریٰ قبہ حضرت سیدنا عثمانؓ مدفون ہیں۔

(م ۱۲۷۷ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص۴۰ ج ۷ وحدائق حنفیہ)

الشیخ المحدث یعقوب بن محمد افضل العمری دہلوی حنفیؒ

حضرت شاہ اسحٰق صاحب کے چھوٹے بھائی اور حضرت شاہ عبدالعزیز کے نواسے، صاحب فضل وکمال محدث وفقیہ تھے، آپ نے بھی اپنے نانا جان کی آغوش تربیت سے استفادہ کیا اور جلالین وغیرہ آپ سے پڑھیں، باقی کتب درسیہ حضرت رفیع الدین صاحبؒ سے پڑھ کر درس وسلوک وغیرہ کی اجازت نانا جان سے بھی حاصل کی۔

آپ نے ایک مدت تک دہلی میں درس وافادہ فرمایا، پھر ۱۲۵۸ میں اپنے بڑے بھائی شاہ اسحٰق صاحبؒ کے مکہ معظمہ کو ہجرت فرمائی اور وہیں اقامت کی، بکثرت علماء نے آپ سے استفادہ کیا۔ (م ۱۲۸۲ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص۵۴۴ ج ۷)

الشیخ العلامۃ المفتی صدر الدین بن لطف اللہ حنفیؒ

مشہور محدث، فقیہ، مفتی، جامع معقول ومنقول تھے، علوم کی تحصیل شیخ فضل حق امام خیر آبادی اور شاہ رفیع الدین صاحبؒ سے کی، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے بھی استفادہ کیا اور حضرت شاہ اسحٰق صاحب سے بھی اجازت حدیث حاصل کی۔

آپ بڑے صاحب جاہ وریاست، یگانۂ روزگار اور نادرۂ عصر تھے، حکومت دیوانی کی طرف سے صدر الصدور کے عہدہ پر فائز تھے، بجز شاہ دہلی کے تمام وزراء، اعیان حکومت، امراء،

Marfat.com

علماء وغیرہ آپ کے یہاں آمد و رفت رکھتے تھے، لیکن ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ میں دوسروں کی طرح آپ پر بھی برٹش حکومت کے خلاف بغاوت کا فتویٰ دینے کی فرد جرم لگی اور اس کی سزا میں آپ کی تمام املاک و جائیداد، گاؤں، گراؤں ضبط ہو گئے، بلکہ حکومت نے آپ کا عظیم الشان کتب خانہ بھی (جس کی مالیت تین لاکھ روپے تھی) ضبط کر کے نیلام کر دیا، بعد کو جائیداد غیر منقولہ وتو واگزار ہو گئی تھی مگر کتب خانہ کا کچھ بدل نہ ملا، آپ کی تصنیف یہ ہیں: منتہی المقال فی شرح حدیث لاتشد الرحال (جو آپ نے علامہ تیمیہ و ابن حزم کے اس مسئلہ کے جواب میں بزبان عربی نہایت تحقیق سے لکھا کہ قبور انبیاء و اولیاء کی زیارت واسطے سفر کرنا حرام ہے، جس طرح اسی مسئلہ میں دوسرے فقہاء و محدثین ابن حجر مکی، تقی الدین سبکی، قسطلانی وغیرہ نے بھی ان دونوں کا رد کیا ہے) الدرر المنضود فی حکم امرأۃ المفقود، مجموعہ فتاویٰ وغیرہ، آپ اردو، فارسی و عربی کے بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ (م ۱۲۸۵ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق و نزہۃ الخواطر)

الشیخ عبدالحلیم بن امین اللہ لکھنوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور محدث، فقیہ، محقق، مدقق، جامع معقول و منقول تھے حفظ قرآن مجید کے بعد ابتدائی علوم اپنے والد ماجد سے پڑھے، پھر اپنے چچا مفتی یوسف بن محمد اصغر لکھنوی اور اپنے نانا مفتی ظہور اللہ صاحب وغیرہ سے تکمیل کی اور شیخ حسین احمد ملیح آبادی (تلمیذ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے حدیث پڑھی، ۱۲۶۰ھ میں باندا تشریف لے گئے، جہاں آپ کو نواب ذوالفقار الدولہ نے اپنے مدرسہ کا مدرس مقرر کیا، چار سال کے بعد وہاں سے اپنے وطن واپس ہوئے اور ایک سال کے بعد جونپور تشریف لے گئے، وہاں کے رئیس حاجی محمد امام بخش نے اپنے مدرسہ امامیہ حنفیہ کا مدرس بنایا، وہاں آپ نے ۹ سال تک درس دیا اور کثیر تعداد میں لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا، وطن واپس ہو کر ایک سال قیام فرمایا، پھر حیدر آباد دکن جا کر وزیر مختار الملک کے مدرسہ عالیہ دار العلوم میں دو سال درس و افادہ کیا، ۱۲۷۹ھ میں آپ نے حرمین شریفین کا سفر فرمایا، وہاں کے علماء کبار نے آپ کی نہایت قدر و منزلت کی اور حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی مہاجر مدنیؒ، مولانا عبدالرشید مجددی وغیرہ نے آپ کو حدیث

Marfat.com

کی اجازت دی۔ ۱۲۸۰ھ میں حیدر آباد واپس ہوئے تو وزیر موصوف نے آپ کو عدالت دیوانی کی نظامت سپرد کی، جس کو آپ نے نہایت خیر وخوبی سے انجام دیا۔

آپ کی تصانیف بہت ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: السقایہ شرح الہدایہ (نامکمل) حاشیہ شرح الوقایہ (نامکمل) ایقاد المصابیح فی التراویح، القول الحسن فیما یتعلق بالنوافل والسنن، اقوال الاربعہ، حل المعاقد فی شرح العقائد، نور الایمان فی آثار حبیب الرحمٰن، قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار، کشف الکتوم لحل حاشیہ بحر العلوم، کشف الاشتباہ لحل حمد اللہ، حل النفیسی وغیرہ۔

مشہور ومعروف علامہ فہامہ حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنویؒ آپ کے صاحبزادۂ بلند اقبال ہیں جن کا ذکر گرامی آگے آئے گا۔ (م ۱۲۸۵ھ) رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۳۴۷ ج ۷ وحدائق حنفیہ)

الشیخ المحدث احمد الدین بن نور حیات بگوی حنفیؒ

محدث، فقیہ، فاضل اجل، جامع کمالات ظاہری وباطنی تھے، کتب درسیہ اپنے بڑے بھائی علامہ غلام محی الدین وغیرہ سے پڑھیں، پھر حضرت شاہ اسحٰق صاحبؒ سے بھی حدیث پڑھی، چودہ سال دہلی میں قیام فرمایا اور تمام علوم وفنون میں ماہر وتبحر ہوئے۔

پنجاب واپس ہو کر مسند درس حدیث وتفسیر وغیرہ کو زینت دی اور خلق خدا کو فائدہ پہنچایا، ریاضت ومجاہدہ بدرجۂ کمال تھا، رات کا اکثر حصہ ذکر ومراقبہ میں گزارتے تھے، چلتے پھرتے صحت ومرض ہر حالت میں طلباء کو اسباق پڑھاتے، مقبولین بارگاہ خداوندی میں سے اور مستجاب الدعوات تھے، جو بات زبان سے نکل جاتی وہ پوری ہو جاتی تھی، طلباء سے نہایت محبت وشفقت فرماتے، حتیٰ کہ اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو اس کی دوا خود تیار کر کے پلاتے تھے۔

کبھی آپ لاہور میں قیام فرما کر درس دیتے اور آپ کے بھائی بگہ میں اور کبھی آپ وہاں تشریف لے جاتے اور بھائی لاہور میں رہ کر درس دیتے تھے، اس طرح دونوں بھائیوں نے ہزاروں ہزار طلباء کو فیض علم سے بہرہ ور کیا۔

۱۳ سال اپنے بھائی سے چھوٹے تھے اور اتنے ہی سال ان کے بعد زندہ رہ،

Marfat.com

حاشیۂ خیالی، حاشیہ شرح جامی وغیر تصنیف ہیں۔ (م ۱۲۸۶ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

(نزہۃ الخواطر ص ۴۶ ج ۷ وحدائق حنفیہ)

الشیخ المحدث عبدالرشید بن الشیخ احمد سعید مجددی دہلوی حنفیؒ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ قدس سرہٗ کی اولاد میں نامور عالم محدث تھے، حفظ قرآن مجید کے بعد علوم کی تحصیل مولانا حبیب اللہ صاحب اور مولانا فیض احمد صاحب وغیرہ سے کی، پھر صحاح ستہ حضرت شاہ اسحٰق صاحبؒ سے پڑھیں اپنے والد ماجد حضرت شاہ احمد سعید صاحبؒ کی خدمت میں رہ کر باطنی فیوض حاصل کرتے رہے اور ان کے ساتھ ۱۲۷۴ھ میں حرمین شریفین حاضر ہوئے، حج وزیارت مقدسہ کے بعد مدینہ طیبہ میں مستقل سکونت اختیار فرمائی، حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کی وفات ۱۲۷۷ھ میں ہوئی تو ان کی مسند درس وارشاد پر بیٹھے اور شیخ وقت ہوئے۔

بڑے عابد، زاہد، متقی، کثیر البکاء، خوش اخلاق، خاموشی پسند، صاحب معارف و مواجید تھے، کچھ عرصہ کے بعد مکہ معظمہ تشریف لے گئے، وہاں بھی تعلیم وتربیت طالبین وسالکین میں مشغول رہے، پھر وہیں ۱۷ ذی الحجہ ۱۲۸۷ھ کو وفات ہوئی، حضرت سیدتنا ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کے سامنے دفن ہوئے۔ (م ۱۲۸۷ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۲۶۱ ج ۷)

الشیخ المحدث قطب الدین بن محی الدین دہلوی حنفیؒ

حدیث وفقہ کے بڑے متبحر عالم اور جامع معقول ومنقول تھے، کتب حدیث واصول حضرت شاہ اسحٰق صاحبؒ سے پڑھیں، طویل مدت تک ان کی خدمت میں رہے، نیز علماء حرمین شریفین سے حدیث فقہی استفادات کئے اور سب سے اجازت حدیث حاصل کی، آپ کے درس، فتاویٰ اور تصنیفات قیمہ سے بکثرت علماء وعوام نے استفادہ کیا، بڑے زاہد، عابد، متورع، عالم ربانی تھے۔

علمی مباحث میں مذاکرات ومناظروں سے دلچسپی تھی، غیر مقلدین کے رد اور بدعت وشرک کے خلاف تیز گام تھے، اپنے زمانہ کے مشہور عالم مولانا نذیر صاحب دہلوی کے رد

Marfat.com

میں کتابیں لکھیں، کیونکہ موصوف نے مذہب حنفی کے خلاف لکھا تھا، آپ اکثر تیسرے چوتھے سال حج کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور آپ کی وفات بھی مکہ معظمہ میں ہوئی۔

آپ کی تصانیف میں سے نہایت مشہور و مقبول کتاب مظاہر حق اردو ترجمہ وشرح مشکوٰۃ شریف ہے، دوسری تصانیف یہ ہیں: جامع التفاسیر (۲ جلد) ظفر جلیل (ترجمہ شرح حصن حصین) مظہر جمیل، مجمع الخیر، جامع الحسنات، خلاصۂ جامع صغیر، ہادی الناظرین، تحفۂ سلطان، معدن الجواہر وظیفۂ مسنونہ، تحفۃ الزوجین، احکام الضحیٰ، فلاح دارین، تنویر الحق، توقیر الحق، آداب الصالحین، الطب النبوی، تحفۃ العرب والعجم، احکام العیدین، رسالہ مناسک، تنبیہ النساء، حقیقۃ الایمان، خلاصۃ النصائح، گلزار جنت، تذکرۃ الصیام وغیرہ، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (حدائق حنفیہ و نزہۃ الخواطر ص ۳۸۷ جلد ۷) مظاہر حق مذکور ادارۂ اسلامیات دیوبند سے مظاہر حق جدید کے نام سے فاضل محترم مولانا عبداللہ جاوید (فاضل دیوبند) کی تعلیقات اور تسہیل وتزئین سے مکمل ہو کر قسط وار شائع ہو رہی ہے۔ (م ۱۲۸۹ھ)

الشیخ الشاہ عبدالغنی بن الشاہ ابی سعید مجددی حنفیؒ

مشہور ومعروف محدث، مفسر، فقیہ، جامع اصناف علوم، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ قدس سرہ کی ذریت میں ہیں، آپ کی ولادت دہلی میں ہوئی، حفاظ قرآن مجید کے بعد علوم درسیہ مولانا حبیب اللہ دہلوی سے پڑھے، حدیث شاہ اسحٰق صاحبؒ سے پڑھی، نیز اپنے والد ماجد سے بھی موطأ امام محمد اور مولانا مخصوص اللہ بن شاہ رفیع الدین سے مشکوٰۃ پڑھی تھی، والد ماجد ہی سے طریقت میں رجوع فرمایا اور ان کے ساتھ ۱۲۴۹ھ میں حرمین شریفین حاضر ہوئے، حج وزیارت سے مشرف ہوئے اور وہاں شیخ محمد عابد سندی سے بخاری شریف پڑھی اور ابوزاہد اسماعیل بن ادریس رومی سے بھی سند حدیث حاصل کی، ہندوستان واپس ہو کر درس حدیث وافادہ میں مشغول ہوئے، آپ سے بکثرت علماء نے استفادہ کیا، آپ ہی سے حضرت مولانا نانوتوی، حضرت مولانا گنگوہی وغیرہ نے حدیث پڑھی۔

۱۲۷۳ھ میں جب انگریزوں کے خلاف ہنگامے ہوئے اور بالآخران کا تسلط دہلی

Marfat.com

وغیرہ پر ہو گیا تو آپ نے مع اپنے اہل وعیال کے ارض مقدس حجاز کی طرف ہجرت فرمائی، مکہ معظّمہ حاضر ہوئے، پھر مدینہ طیبہ پہنچے اور وہیں اقامت فرما کر عبادت اور درس وافادہ میں مشغول ہو گئے، علم وعمل، زہد وتقویٰ، صدق وامانت، اخلاص وانابت اللہ، خشیۃ اللہ ودوام مراقبہ، حسن خلق واحسان الی الخلق وغیرہ میں فرد وحید ویکتائے زمانہ تھے، اہل ہند وعرب آپ کی جلالت قدر اور ولایت کاملہ پر متفق ہیں۔

قیام مدینہ منورہ میں بھی ہزاراں ہزار علماء آپ کے علومِ ظاہری وباطنی سے فیض یاب ہوئے، آپ سے سند حدیث حاصل کرتے اور بیعت ہو کر خاندان نقشبندیہ میں داخل ہو کر سعادت دارین حاصل کرتے تھے، شیخ حرم نبوی (علی صاحبہا الف الف تحیات وتسلیمات) آپ کی بے حد تعظیم کرتے تھے، حتیٰ کے نماز کے وقت آپ کو دیکھ لیتے تو آپ ہی کو امام بناتے تھے، مگر چونکہ کسر نفسی سے وہاں کی امامت آپ پر بار ہوتی تھی، اس لئے یہ مامور کر لیا تھا کہ عین تکبیر کے وقت مسجد میں تشریف لاتے تھے، آپ کی تصانیف میں سے ''انجاح الحاجہ فی شرح سنن ابن ماجہ'' مشہور ہے (نزہۃ الخواطر ص ۲۸۹ وحدائق حنفیہ)

ارواح ثلثہ ص ۱۱۴، ۱۱۵ میں حضرت گنگوہی سے نقل ہے، فرمایا، میرے استاذ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحبؒ فرماتے تھے کہ ''جس قدر نفس سے دوری ہے اسی قدر قرب حق تعالیٰ ہے''

ایک دفعہ فرمایا کہ میرے استاد حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ کا تقویٰ بہت بڑھا ہوا تھا، سینکڑوں مرید تھے اور ان میں سے اکثر امراء اور بڑے آدمی تھے، مگر آپ کے ہاں اکثر فاقہ رہتا تھا، ایک دفعہ آپ کے یہاں کئی روز کا فاقہ تھا، خادمہ کسی بچے کو گود میں لے کر باہر نکلی تو دیکھا گیا کہ بچہ کا چہرہ بھی فاقہ کے سبب مرجھایا ہوا ہے، مفتی صدرالدین صاحب نے اس صورتحال کو دیکھا تو بڑا صدمہ ہوا اور گھر سے تین سو روپے بھجوائے آپ نے واپس کر دیئے، مفتی صاحب خود لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کو یہ خیال ہوا ہوگا کہ صدر الصدور ہے، رشوت لیتا ہوگا، اس لئے عرض ہے کہ یہ روپے میری تنخواہ کے ہیں، قبول فرمالیجئے! آپ نے فرمایا کہ رشوت کا تو مجھے تمہارے متعلق وسوسہ بھی نہیں گزرا، لیکن میں تمہاری ملازمت کو بھی اچھا نہیں سمجھتا، اس لئے ان کو لینے سے معذور ہوں۔

Marfat.com

آپ کو تحقیق سے معلوم ہوا کہ خادمہ نے گھر کے فاقہ کا راز افشاء کیا ہے، تو اس کو بلا کر فرمایا کہ "نیک بخت! اگر فاقہ کی تمہیں برداشت نہیں ہے تو اور گھر دیکھ لو، مگر خدا کے لئے ہمارا راز افشا نہ کرو"۔

ایک دفعہ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ شاہ اسحٰق صاحبؒ کے شاگردوں میں سے تین شخص نہایت متقی تھے، اول درجہ کے مولوی مظفر حسین صاحب کاندھلویؒ، دوسرے درجہ کے حضرت شاہ عبدالغنیؒ صاحب، تیسرے درجہ کے نواب قطب الدین خان صاحبؒ اور اس پر ایک قصہ بیان فرمایا جو ارواح ثلثہ ص ۱۴۷ پر درج ہے۔

امیر شاہ خان صاحب راوی ہیں کہ مولوی عبدالقیوم فرماتے تھے کہ مولوی عبدالرر صاحب کے والد مولوی عبدالحق صاحب شاہ اسحٰق صاحبؒ کے شاگرد اور مولوی نذیر حسین صاحب کے خسر تھے، مولوی نذیر حسین صاحب نے ان سے حدیث پڑھی ہے اور شاہ اسحٰق صاحب سے نہیں پڑھی جب شاہ صاحب ہجرت کرنے لگے تو، نواب قطب الدین صاحبؒ نے شاہ صاحب سے سفارش کی کہ مولوی نذیر حسین صاحب کو حدیث کی سند دے دیجئے کیونکہ اس وقت مولوی نذیر حسین صاحب اور نواب صاحب میں بہت دوستی تھی، شاہ صاحبؒ نے ان کی سفارش پر ان سے ہر کتاب کے ابتداء کی کچھ حدیثیں سن کر ان کو قطب صاحب میں حدیث کی سند دی، (ارواح ثلثہ ص ۱۲۰)

اس کے بعد حضرت تھانویؒ کا حاشیہ بھی ہے کہ "ایسی سند، سند برکت ہے، اجازت نہیں، بظاہر یہ واقعہ بہ سند متصل ثقات سے مروی ہے اور جس صورت سے سند حاصل ہوئی، اس کو زیادہ سے زیادہ سند برکت کہا جاسکتا ہے، مگر صاحب تحفۃ الاحوذی نے مقدمہ میں اتنی سی بات پر دعویٰ کر دیا ہے کہ شاہ اسحٰق صاحب نے ہجرت کے وقت مولانا نذیر حسین صاحب کو اپنا جانشین بنایا تھا، پھر غایۃ المقصود کا مقدمہ دیکھا گیا تو اس میں مولانا شمس الحق صاحب عظیم آبادی نے اس سے بھی آگے بڑھ چڑھ کر لکھا ہے کہ مولانا نذیر حسین صاحب نے صحاح ستہ وغیرہ شاہ اسحٰق صاحب سے پڑھیں اور ان سے وہ علوم حاصل کئے جو شاہ اسحٰق صاحب کے کسی دوسرے شاگرد نے آپ سے حاصل نہیں کئے اور مراتب کمال کو پہنچے اور شاہ صاحبؒ کے خلیفہ ہوئے نیز

Marfat.com

شاہ صاحب کی موجودگی میں فتویٰ دیتے اور لوگوں کے جھگڑے چکاتے تھے اور حضرت شاہ صاحبؒ آپ کے فتوؤں سے بہت خوش ہوتے اور ان کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے تھے، پھر یہ بھی لکھا ہے کہ جس سال شاہ صاحبؒ نے ہجرت کی، یعنی ۱۲۵۸ھ میں اسی میں آپ کو حدیث کی اجازت ملی ہے اور آپ کو خلیفہ بنایا۔ (غایۃ المقصود جلد اول ص ۱۰ ج ۱۳)

مذکورہ بالا عبارت کے آخری جملہ سے بھی اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ عطاء سند کا واقعہ وقت ہجرت کا ہے اور اسی کو بڑھا چڑھا کر حضرت شاہ اسحٰق صاحب سے قدیم اور باقاعدہ تلمذ، صحاح ستہ وغیرہ پڑھنا ان کی طرف سے تحسین فتاویٰ و قضاء خصومات، پھر اور زیادہ ترقی کر کے بہ نسبت حضرت شاہ صاحب کے اور دوسرے سب تلامذہ سے زیادہ سے استفادہ کرنا اور ان کے خلافت و جانشینی کے دعاوی بے دلیل و بے سند لکھ دیئے گئے۔ واللہ اعلم و علمہ اتم واحکم۔ (م ۱۲۹۶ھ) رحمہم اللہ کلہم رحمۃ واسعۃ۔

الشیخ العلامہ محمد بن احمد اللہ العمری التھانوی حنفی رحمہ اللہ

مشہور محدث بزرگ ہیں، تھانہ بھون میں ولادت ہوئی اور مولانا عبدالرحیم تھانوی و شیخ قلندر بخش حسینی جلال آبادی سے پڑھا، پھر دہلی تشریف لے گئے اور علوم متعارفہ حضرت مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی اور علامہ فضل حق خیر آبادی سے پڑھے، اس کے بعد حضرت شاہ اسحٰق صاحب کی خدمت میں رہے اور حدیث پڑھی، نہایت ذکی، زود فہم، قوی الحافظہ اور شیریں کلام تھے، پہلے حضرت سید صاحب شہیدؒ بریلوی سے بیعت کی پھر بڑے ہو کر حضرت شیخ نور محمد صاحب جھنجانویؒ کی خدمت اقدس میں رہے اور طریقت کے مراتب کمال کو پہنچے، ایک بڑی مدت ٹونک میں قیام فرما کر درس و ارشاد میں مشغول رہے، پھر اپنے وطن تشریف لا کر باقی عمر ارشاد و تلقین میں بسر کی۔

حضرت شاہ حاجی امداد اللہ صاحب تھانوی مہاجر مکیؒ اور حضرت حافظ محمد ضامن صاحب تھانوی شہیدؒ آپ کے پیر بھائی تھے، ایک زمانہ تک تینوں ایک جگہ رہے تھے اور باہم محبت و تعلق اور بے تکلفی تھی، حضرت تھانوی نے فرمایا کہ جب حضرت حاجی صاحبؒ یہاں

Marfat.com

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ میں تشریف رکھتے تھے، تو ایک کچھالی میں کچھ چنے کچھ کشمش ملی ہوئی رکھتے تھے، صبح کے وقت مولانا شیخ محمد صاحب حضرت حافظ محمد ضامن صاحبؒ اور حضرت حاجی صاحبؒ مل کر کھایا کرتے تھے اور آپس میں چھینا جھپٹی بھی ہوتی تھی، بھاگے بھاگے پھرتے تھے، حالانکہ اس وقت مشائخ اس مسجد کو ''دکان معرفت'' کہتے تھے اور تینوں کو اقطاب ثلاثہ سمجھتے تھے، حضرت حاجی صاحبؒ دہلی کے شہزادوں میں اور علماء میں بزرگ مشہور تھے، مگر پیر بھائیوں سے اس قدر بے تکلفی برتتے تھے۔ (ارواح ثلاثہ ص ۱۴۴)

حضرت مولانا شیخ محمد صاحبؒ کی تصانیف یہ ہیں: القسطاس فی اثر ابن عباسؓ، دلائل الاذکار فی اثبات الجہر بالاسرار، الارشاد المحمدی، المکاتبۃ المحمدیہ، المناظرۃ المحمدیہ (افلاک میں خرق والتیام ثابت کیا ہے) تفضیل الختنین، حواشی شرح العقائد۔ (م ۱۲۹۶ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۱۴۱۲ ج ۷)

الشیخ محمد قاسم بن اسد علی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور عالم، محدث جلیل، فقیہ نبیل، جامع معقول و منقول اور عالم ربانی تھے، ولادت ۱۲۴۸ھ میں بمقام قصبہ نانوتہ ہوئی، ابتدائی تعلیم سہارنپور میں حاصل کی، پھر دہلی تشریف لے گئے اور تمام کتب درسیہ مع فنون عصریہ حضرت مولانا مملوک علی صاحب نانوتویؒ سے پڑھیں، پھر حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مجددیؒ کی خدمت میں رہ کر علوم حدیث کی تکمیل کی، سواء ابوداؤد کے (کہ وہ حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ سے پڑھی) تمام صحاح ستہ حضرت شاہ صاحب موصوف سے پڑھیں۔

طریقت میں حضرت قطب العالم حاجی امداد اللہ صاحبؒ سے استفادہ تام کیا، عالم اجل اور شیخ زمانہ ہوئے، مگر اپنے احوال کا نہایت اخفاء کرتے تھے، آپ کے لباس، طرز بودوباش یا کسی بات سے یہ ظاہر نہ ہوتا تھا کہ اتنے بڑے صاحب کمالات ظاہر و باطن ہیں، اسی لئے ذریعۂ معاش بھی آپ نے درس و تعلیم وغیرہ کو نہیں بنایا، بلکہ تصحیح کتب مطبعی سے جو تھوڑی بہت یافت ہوتی، اسی پر قناعت فرماتے تھے، جس کا اندازہ اس زمانہ میں دس بارہ

Marfat.com

روپیہ کا تھا، بلکہ مالک مطبع نے اضافہ بھی چاہا تو خود ہی منع فرما دیتے تھے کہ میرے گزارہ کے لئے زیادہ کی ضرورت نہیں، پہلے آپ نے حضرت مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری کے مطبع احمدی دہلی میں کام کیا، اس وقت مولانا بخاری شریف طبع کرانے کے لئے اسکی تصحیح وتحشیہ کررہے تھے، مولانا موصوف نے اس کے آخری پانچ پارے آپ کو تصحیح وتحشیہ کے لئے سپرد کئے، جن کا تحشیہ اس لئے بھی اہم ودشوار تھا کہ امام بخاریؒ نے اس کے بہت سے مقامات میں امام اعظم ابوحنیفہؒ پر اعتراضات کئے ہیں، آپ نے نہایت تحقیق وتدقیق سے اس خدمت کو انجام دیا اور بڑی خوش اسلوبی سے مذہب حنفی کی تائید وتوثیق کی۔

آپ نے حرمین شریفین کا سفر تین بار کیا، صاحب نزہۃ الخواطر میں آخری سفر کا ذکر نہیں کیا، پہلا سفر ۱۲۷۷ھ میں کیا، حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں رہ کر فیوض وبرکات حاصل کئے جس سے بیعت واستفاضہ کا تعلق آپ کا قبل ہجرت ہی سے تھا، حرمین شریفین سے واپس ہوکر آپ نے کچھ عرصہ منشی ممتاز علی صاحبؒ کے مطبع میرٹھ میں تصحیح کی خدمات انجام دیں اور وہ گویا آپ کا دوسرا مستقر تھا۔

سوانح قاسمی پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ہنگامۂ ۵۷ء سے قبل ہی دیوبند کو اپنا وطن ثانی بنالیا تھا، تھانہ بھون کی ''دوکان معرفت'' کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، دیوبند کی مسجد چھتہ گویا اسی طرز کی دکان علم ومعرفت تھی، جس کے ابتدائی ارکان ثلاثہ حضرت نانوتوی، مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیوبندیؒ اور حضرت شیخ حاجی عابد حسین دیوبندیؒ تھے، پھر اسی مجلس انس (یا دوکان علم ومعرفت) کے رکن حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب دیوبندیؒ (والد ماجد حضرت شیخ الہندؒ) اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دیوبندی (والد ماجد حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ ومولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ ومولانا شبیر احمد صاحب عثمانی وغیرہ) اور دوسرے مقامی حضرات بھی ہوتے گئے اور اسی متبرک مسجد اور اس کی مجلس انس کے تاریخی فیصلوں کی روشنی میں دارالعلوم دیوبند کی تاسیس اور اس کے مشہور زمانہ علمی، دینی وسیاسی محیر العقول کارنامے عالم ظہور میں آئے۔

حضرت مولانا نانوتویؒ نے میرٹھ سے دارالعلوم کے لئے پہلے مدرس مولانا محمود

Marfat.com

صاحب کو منتخب فرما کر ۱۵، روپے ماہوار مشاہر مقرر فرما کر بھیجا، پھر قیام دارالعلوم کے تیسرے سال ۱۲۸۵ھ میں دوسرے مدرس حضرت مولانا سید احمد صاحب دہلویؒ کا تقرر ہوا، تیسرا تقرر حضرت نانوتویؒ کے ارشاد پر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ کا ہوا، جو اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد ملازمت پر اجمیر تشریف لے گئے تھے اور کچھ عرصہ بعد محکمہ تعلیم کے ڈپٹی انسپکٹر ہو چکے تھے، دارالعلوم کا دور ترقی شروع ہوا تو حضرت نانا توویؒ نے ان کو صدر مدرسی کے لئے طلب فرمالیا اور انہوں نے بھی کمال ایثار فرما کر ڈیڑھ سو روپے ماہوار کی ملازمت ترک کر کے دارالعلوم کے ۲۵ روپے ماہوار کو ترجیح دی درالعلوم کے سب سے پہلے صدر مدرس اور شیخ الحدیث ہوئے، درالعلوم دیوبند کی طرح اس طرح میرٹھ سے سرپرستی فرمانے کے بعد آپ خود بھی مستقل طور سے دیوبند ہی تشریف لے آئے تھے۔

دوسرا سفر حج ۱۲۸۵ھ میں فرمایا اور واپس ہو کر درس وافادہ میں مشغول رہے، آپ چونکہ فن مناظرہ اہل کتاب میں بھی یکتا تھے، مشہور عیسائی پادری تاراچند سے دہلی میں آپ نے مناظرہ کیا تو اس نے لاجواب ہو کر راہ فرار اختیار کی، ۱۲۹۳ھ میں بمقام چاند پور ضلع شاہجہان پور ایک میلۂ خداشناسی منعقد ہوا تو اس میں بھی آپ نے تمام مذاہب کے علماء و عوام کے سامنے رد تثلیث وشرک اور حقانیت مذہب اسلام پر لاجواب و بے مثال تقریریں فرمائیں، ۱۲۹۴ھ میں عیسائیوں سے تحریف انجیل کے متعلق بحث ہوئی اور عیسائی پادری اپنی کتابیں چھوڑ کر مجلس مناظرہ سے فرار ہو گئے، اسی سال میں پنڈت دیانند سرسوتی بانی تحریک آریہ سماج سے بھی بحثوں کا آغاز ہوا اور وہ لاجواب ہوئے۔

تیسرا سفر حجاج بھی اسی سال میں ہوا، جس سے آپ ۱۲۹۵ھ میں واپس ہوئے اور اسی سال شعبان میں آپ کو رڑکی سے خبر ملی کہ پنڈت دیانند نے مذہب اسلام پر اعتراضات کئے ہیں اہل رڑکی نے نہایت اصرار سے آپ کو بلایا، علالت کے باوجود آپ نے رڑکی کا سفر کیا اور وہاں قیام فرما کر پنڈت جی کو مناظرہ کے لئے ہر طرح آمادہ کرنے کی سعی کی مگر وہ تیار نہ ہوئے اور رڑکی سے بھاگ گئے، آپ نے مجمع عام میں ان اعتراضات کا جواب دیا پھر واپس ہو کر انتصار الاسلام اور قبلہ نما، تحریر فرمایا جن میں تمام اعتراضات کے بہترین جوابات دیئے، اس

Marfat.com

کے بعد پنڈت جی نے کچھ عرصہ بعد میرٹ پہنچ کر بھی کچھ اعتراضات کئے اور آپ نے وہاں پہنچ کر ان کو بحث و گفتگو کے لئے آمادہ کرنا چاہا مگر وہ تیار نہ ہوئے اور وہاں سے بھاگ نکلے۔

آپ کی علالت کا سلسلہ تقریباً دو سال تک جاری رہا اور اس علالت کے زمانہ میں برابر علمی اسفار، تصانیف وغیرہ کا سلسلہ بھی جاری رہا، ۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ روز پنجشنبہ کو ۴۹ سال کی عمر میں بمقام دیوبند آپ کی وفات ہوئی، جس کے صرف دو روز بعد سہارنپور میں آپ کے استاد حضرت مولانا احمد علی صاحب محدثؒ کی وفات ہوئی۔ رحمہم اللہ رحمۃ واسعۃ وجعلنا معھم۔

آپ کے خصوصی تلامذہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ حضرت مولانا شیخ الہند محمود حسن صاحبؒ، مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ، مولانا محمد حسن صاحب امروہویؒ وغیرہ تھے، آپ کی مجسم علمی یادگار دار العلوم دیوبند ہے، نسبی یادگار حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ صدر مہتمم دار العلوم (والد ماجد حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم) تھے جن کا ذکر خیر آگے آئے گا۔

آپ کی تیسری نہایت اہم علمی یادگار حکمت قاسمیہ ہے جس کے بارے میں حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ فلسفہ و سائنس اگر پانچ سو برس بھی چکر کھائے گا تو حضرت مولانا نانوتویؒ کے قائم کئے ہوئے دلائل حقانیت اسلام پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا، یہ حکمت قاسمیہ آپ کی تمام تصانیف عالیہ کا نہایت گرانقدر سرمایہ اور اہل علم و فہم کے لئے گنج گرانمایہ ہے، کاش آپ کی تمام کتابوں کی کامل تصحیح تسہیل و تبیین، عنوان بندی وغیرہ ہو کر نئے طور طریق سے اشاعت کا سروسامان ہو۔

اس اہم علمی کام کی انجام دہی کے لئے آپ کے خصوصی تلامذہ یا حضرت شیخ الہند کے خصوصی تلامذہ احق و انسب تھے یا اب حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دام ظلہم کر سکتے ہیں مگر ان پر دار العلوم جیسے عظیم الشان ادارہ کی ادارتی ذمہ داریاں اور علمی اسفار وغیرہ کا اس قدر بار ہے کہ بظاہر اس پر سکون ٹھوس علمی کام کیلئے وقت نکالنا نہایت دشوار ہے۔

حضرت نانوتویؒ کی نہایت اہم تصانیف یہ ہیں: آب حیات، ہدیۃ الشیعہ، قبلہ نما، انتصار الاسلام، حجۃ الاسلام، تقریر دلپذیر، مصباح التراویح، مباحثہ شاہجہان پور، تحذیر الناس، مجموعہ جوابات مخدورات عشر (یا مناظرۂ عجیبہ) توثیق الکلام، قاسم العلوم (مجموعہ مکاتیب عالیہ) وغیرہ۔

Marfat.com

حضرت العلامہ مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی نے سوانح قاسمی کی تین جلدیں لکھ کر قاسمی برادری پر احسان عظیم کیا ہے جو دارالعلوم کی طرف سے شائع ہو چکی ہے، لیکن نہایت افسوس ہے کہ چوتھی جلد مرتب نہ ہو سکی۔

جس میں ''آخر قاسمی'' یعنی تمام تصانیف قاسمی کا مکمل و مفصل تعارف کرایا جاتا اور اس فرض کی انجام دہی کی طرف دوسرے اہل علم کو توجہ کر کے سوانح قاسمی کو مکمل کرنا چاہئے، حضرت نانوتویؒ کی زندگی کے بہت سے عجیب و غریب واقعات ''ارواح ثلاثہ'' میں بھی شائع ہو چکے ہیں وہ بھی جزو سوانح ہونے چاہئیں۔ (م ۱۲۹۷ھ)

الشیخ المحدث الفقیہ احمد علی بن لطف اللہ السہارنپوری حنفیؒ

کبار محدثین و فقہاء میں سے تھے، سہارنپور کے علماء سے ابتدائی تحصیل کے بعد دہلی تشریف لے گئے، حضرت مولانا مملوک علی صاحب نانوتویؒ سے پڑھا اور حدیث شیخ وجیہ الدین سہارنپوری سے پڑھی جو شیخ عبدالحی بڑھانوی (تلمیذ شاہ عبدالقادرؒ) کے تلمیذ تھے۔

پھر حرمین شریفین حاضر ہوئے، بیت اللہ سے مشرف ہو کر صحاح ستہ حضرت شاہ اسحٰق صاحب مہاجر مکیؒ سے پڑھیں، ان سے اجازت حدیث حاصل کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور ہندوستان واپس ہو کر مسند درس حدیث کو زینت بخشی، ساری عمر صحاح ستہ کا درس دیتے رہے اور ان کی تصحیح فرمائی، خاص طور پے بخاری شریف کے تصحیح و تحشیہ پر بڑی توجہ صرف کی، دس سال اس خدمت میں گزارے، آپ نے علم کو ذریعۂ معاش نہیں بنایا، اس لئے تجارت و مطبعی مشاغل اختیار کئے تھے۔

آپ نے بہت سے علمی رسائل بھی تصنیف فرمائے تھے، مثلاً الدلیل القوی علی ترک القراءۃ للمقتدی وغیرہ، ہنگامۂ ۵۷ء میں آپ کا دہلی کا مطبع برباد ہو گیا تھا، اس لئے آپ سہارنپور تشریف لے آئے اور مدرسہ عالیہ مظاہر العلوم سہارنپور میں درس حدیث دیتے تھے، ۷۲ سال کی عمر میں حضرت نانوتویؒ کی وفات سے دو روز بعد انتقال فرمایا۔ (م ۱۲۹۷ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق، نزہۃ و مقدمہ اوجز المسالک)

Marfat.com

الشیخ عبدالقیوم بن عبدالحی صدیقی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث، فقیہ تھے، حفظ قرآن مجید کے بعد کتب درسیہ شیخ نصیر الدین دہلوی (سبط الشیخ رفیع الدینؒ) لکھنوی، خواجہ نصیر حسینی دہلوی اور شاہ یعقوب بن افضلؒ سے پڑھیں، کتاب فقہ و حدیث حضرت شاہ اسحٰق بن افضلؒ سے پڑھیں اور ان کی صاحبزدی سے آپ کا عقد بھی ہوا، بیعت کا شرف حضرت سید صاحب بریلویؒ سے حاصل ہوا اور تربیت حضرت شیخ محمد عظیم کی خدمت میں ایک مدت تک ٹونک میں رہ کر حاصل کی جو حضرت سید صاحبؒ کے اصحاب میں سے تھے۔

حجاز تشریف لے گئے تھے، واپسی میں مع اہل وعیال کے بھوپال سے گزرے تو سکندر بیگم والیۂ بھوپال نے آپ کو روک لیا اور بھوپال کی اقامت پر آمادہ کر کے افتاء کی خدمت سپرد کی، بہت سی جاگیریں دیں، چنانچہ آپ وہیں ساکن ہوگئے، درس علوم قرآن وحدیث اور افتاء آپ کے مشاغل تھے، بہت سے خوارق آپ سے ظاہر ہوئے، تعبیر خواب میں بھی بے نظیر تھے جس طرح فرمادیتے تھے، اسی طرح ہوتا تھا، گویا آپ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے خاندان کا بقیہ اور اس کے کمالات کا بہترین نمونہ تھے۔ (م ۱۲۹۹ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۲۹۷ ج ۷)

امۃ الغفور بنت الشاہ اسحٰق بن افضل دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

علوم حدیث وفقہ کی بڑی علامہ فاضلہ تھیں، علوم کی تحصیل آپ نے اپنے والد ماجد سے ایک مدت تک کی، پھر آپ کا نکاح حضرت مولانا عبدالقیوم بڑھانوی ثم بھوپالی سے ہوگیا تھا جن کا تذکرہ ابھی گزرا ہے۔ نقل ہے کہ باوجود اپنے غیر معمولی فضل وکمال کے جب کبھی مولانا کو کوئی مشکل فقہ وحدیث میں پیش آتی تھی، آپ کے پاس تشریف لے جاتے اور آپ سے استفادہ کر کے حل کر لیتے تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص ۹۰ ج ۷)

الشیخ المحدث العلامہ تھور علی بن مظہر علی الحسینی نگینوی حنفیؒ

مشہور عالم محدث وفقیہ تھے، اپنے شہر کے علماء سے تحصیل کے بعد لکھنؤ گئے اور وہاں

Marfat.com

شیخ مخدوم حسینی لکھنویؒ سے حدیث پڑھ کر اجازت حاصل کی وہ شاہ ولی اللہؒ اور شیخ فاخر بن یحیٰ الہ آبادی کے شاگرد تھے، پھر درس و افادہ میں زندگی بسر کی، آپ سے بکثرت علماء نے حدیث پڑھی، مثلاً قاضی بشیر الدین عثمانی قنوجی، سید محمد مخدوم بن ظہیر الدین حسینی لکھنوی وغیرہ نے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (نزہۃ الخواطر ص۲۱۱ج۷)

حضرت مولانا محمد یعقوب بن مولانا مملوک علی نانوتوی حنفیؒ

مشہور علامہ محدث، صاحب کشف و کرامات، دار العلوم دیوبند کے سب سے پہلے مدرس اول و شیخ الحدیث تھے، آپ کے والد ماجد دہلی کالج میں صدر مدرس رہے، حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ اور سینکڑوں علماء و فضلاء کے استاذ تھے، حسب تحقیق مولانا عبید اللہ صاحب سندھی، حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ نے ہندوستان سے حرمین شریفین کو ہجرت فرمائی تو ہندوستان کو برٹش سامراج سے نجات دلانے کی سعی کے واسطے جو بورڈ قائم کیا تھا، اس کے ایک خاص رکن وہ بھی تھے۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ سے کی تھی، بخاری و مسلم بھی آپ نے مولانا موصوف سے پڑھی تھیں، آپ نے حضرت مولاناؒ کے ارشاد پر بڑی ملازمت ترک کر کے دار العلوم دیوبند کی مدرسی صرف پچیس ۲۵ روپے ماہانہ پر قبول فرمائی۔

آپ کا دور صدارت تقریباً ۱۹ سال رہا، اکابر علماء و فضلاء، آپ کے تلمذ سے مشرف ہوئے، مثلاً حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی، حضرت مولانا اشرف علی صاحب، حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم دار العلوم وغیرہ۔ (م ۱۳۰۲ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

حضرت مولانا محمد مظہر بن حافظ لطف علی نانوتوی حنفیؒ

مشہور و معروف محدث، علامہ، مجاہد فی سبیل اللہ اور مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم سہارنپور کے سب سے پہلے صدر مدرس و شیخ الحدیث تھے، علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد اور حضرت استاذ العلماء مولانا مملوک علی صاحبؒ سے کی اور حدیث حضرت شاہ عبد الغنی صاحب مجددی

Marfat.com

سے پڑھی، اجمیر کالج میں ملازم رہے، وہاں سے آگرہ کالج تبادلہ ہوا، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں مردانہ وار حصہ لیا، جہاد شاملی تحریک میں شریک تھے، پیر میں گولی لگی، کچھ دن بریلی میں رہے، معافی عام پر ظاہر ہوئے۔

ماہ رجب ۱۲۸۲ھ میں مولانا سعادت علی سہانپوری نے مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم جاری کیا، جس میں آپ نے صدارت کی، حدیث وفقہ کے متبحر عالم تھے، آپ کے چھوٹے بھائی مولانا محمد احسن نانوتوی نے جب مولوی خرم علی بلہوری کے ورثا سے درمختار کا اردو ترجمہ اشاعت کی غرض سے خریدا تو اس کے بقیہ ترجمہ اور تصحیح وغیرہ میں آپ ان کے شریک و معاون رہے، آپ نہایت متقی، پرہیزگار، منکسر المزاج تھے، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب وغیرہ بڑے بڑے ممتاز علماء آپ کے تلامذہ میں ہیں، (م ۱۳۰۲ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (ترجمہ تذکرہ علماء ہند مطبوعہ کراچی ص ۵۰۲)

حضرت عبدالحی بن عبدالحلیم فرنگی محلی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۲۶۴ھ میں پیدا ہوئے، علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد سے کی اور ۱۷ سال کی عمر میں فارغ ہو کر درس وتصنیف میں مشغول ہو گئے، ۱۲۷۹ھ میں حرمین شریفین میں حاضر ہوئے، شیخ محدث سید احمد حلان شیخ الشافعیہ مکہ معظمہ سے ان تمام علوم کی اجازت حاصل کی جن کی اجازت ان کو اپنے شیوخ سے حاصل تھی، ایک عالم نے آپ کے علمی فیوض و برکات اور درس وتصنیف کے بحر بیکراں سے استفادہ کیا، بہت تھوڑی عمر میں اتنے کام کر گئے کہ حیرت ہوتی ہے، عمر صرف چالیس سال کی ہوئی، آپ کی تمام تصانیف نہایت گراں قدر علمی جواہر سے مرصع ہیں جن میں سے چند مشہور یہ ہیں:

عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ، الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل، القول الجازم، فی سقوط الحد بنکاح المحارم، نفع المفتی والسائل بجمع متفرقات المسائل، النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر، طرب الاماثل فی تراجم الافاضل، زجر الناس علی انکار اثر ابن عباس، امام الکلام فیما یتعلق بالقراءۃ خلف الامام، دافع الوسواس فی اثر ابن عباس، للآیات البینات علی وجوہ

Marfat.com

الانبیاء فی الطبقات، الآثار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ، الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ، احکام القنطرہ فی احکام البسملۃ، تحفۃ الاخبار فی احیاء سنۃ سید الابرار، الکلام المبرور فی رد المقول المنظور، ابراز الغی، تذکرۃ الراشد (یہ دونوں کتابیں نواب صادق حسن خان صاحب کے رد اوران کی تصانیف کے اغلاط کے بیان میں ہیں، دونوں شائع شدہ ہیں، تذکرہ بہت ضخیم ہے، حجم تقریباً پانچ سوصفحات) وغیرہ (مقدمہ عمدۃ الرعایہ میں ۸۷ کتابوں کے نام تحریر ہیں)

(م ۱۳۰۴ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (ترجمہ تذکرہ علماء ہند ۲۸۷)

میر سید شریف جرجانی حنفی متوفی ۸۱۶ھ کی ایک کتاب مختصر جامع علوم حدیث میں ہے اس کی شرح بھی آپ نے کی ہے جس کا نام "ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی" ہے۔ (الرسالۃ المستطرفۃ ص ۱۷۶)

حضرت علامہ کوثری نے تقدمہ نصب الرایہ ص ۴۹ پر لکھا کہ "شیخ محمد عبدالحی لکھنویؒ اپنے زمانہ میں احادیث کے بہت بڑے عالم تھے، لیکن آپ کی کچھ آراء شاذہ بھی ہیں جو مذہب میں درجۂ قبول سے نازل ہیں، دوسرے یہ کہ بعض کتب جرح کی خفیہ جارحانہ منصوبہ بندیوں پر مطلع نہ ہونے کی وجہ سے آپ ان سے متاثر ہوگئے تھے، اس تاثر کو اور بھی اصل صورت حالات سے واقف لوگوں نے آپ کے علم وفضل کے منصب عالی سے فروتر پایا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مولوی سید صدیق حسن خان بن مولوی آل حسن قنوجی

تفسیر، حدیث وفقہ نیز دوسرے علوم کی تصانیف میں شہرت یافتہ علماء اہل حدیث میں سے بڑے مرتبہ ومقبولیت کو پہنچے، قنوج میں پیدا ہوئے، کتب درسیہ مفتی صدر الدین خان دہلوی سے تفسیر وحدیث یمن وہند کے دوسرے علماء نیز شیخ محمد یعقوبؒ دہلوی برخوردار شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ سے پڑھی اور مطالعہ کتب سے کافی ترقی کی، پھر ۱۲۸۸ھ میں رئیسہ بھوپال سے عقد ہوا تو دنیوی اعزاز میں بھی غیر معمولی ترقی ہوئی، آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں:

ابجد العلوم، اتحاف النبلاء، بدور الاہلہ، حصول المامن علم الاصول، الحطہ بذکر الصحاح الستہ، ریاض الجنۃ فی تراجم اہل السنہ، عون الباری بحل ادلۃ البخاری، فتح البیان فی مقاصد القرآن، فتح المغیث لفقہ الحدیث وغیرہ (ترجمہ تذکرہ علماء ہند ص ۲۵۰ مطبوعہ پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی)

Marfat.com

آپ کی تصانیف احوال رجال میں سنین وفیات وغیرہ کی اغلاط بکثرت ہیں، جن پر حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنی تصانیف میں تعقب کیا تھا، لیکن بجائے ان اغلاط کے اعتراف واصلاح کی طرف متوجہ ہونے کے، الٹا مولوی عبدالحی صاحب کو مورد الزامات قرار دیا گیا اور آپ کے رد میں ایک رسالہ بنام ''شفاء العی'' لکھوا کر شائع کیا گیا، اس کے رد میں مولانا موصوف کو مستقل رسالہ ''ابراز الغی الواقع فی شفاء العی'' لکھ کر شائع کرنا پڑا، اس کے بعد پھر نواب صاحب کی طرف سے ابراز الغی کے رد میں بھی ایک بڑا رسالہ بنام ''تبصرۃ الناقد بر وکید الحاسد'' شائع کیا گیا، مولانا موصوف نے اس کا جواب نہایت تفصیل سے لکھا جو تذکرہ الراشد بر تبصرۃ الناقد'' کے نام سے پانچ سو صفحات پر مطبع انوار محمدی لکھنؤ سے چھپ کر شائع ہوا اور اب بھی اگرچہ نادر ہے مگر مل جاتا ہے۔

مولانا موصوف نے ان دونوں کتابوں میں نہایت تحقیق سے نواب صاحب کی کتابوں (الاتحاف، الحطہ، الاکسی فی اصول التفسیر وغیرہ) کی اغلاط فاحشہ اور مزعومات فاسدہ سے پردے اٹھائے ہیں جن سے نہایت علمی، تاریخی حقائق روشنی میں آگئے ہیں، علماء خصوصاً جو حضرات نواب صاحب کی کتابوں سے بھی استفادہ چاہیں دونوں کتابوں سے مستغنی نہیں ہوسکتے۔

دونوں کتابوں کی عبارت حضرت مولاناؒ کی دوسری تالیفات کی طرح نہایت سلیس سہل ہونے کے ساتھ، معاصرانہ چشمک، مناظرانہ انداز اور اس دور کے رد وتنقید کا بھی ایک دلچسپ نمونہ ہے، حضرت مولاناؒ نے بیسیوں اغلاط فاحشہ سنین وفات کے دکھلا کر سب سے زیادہ اہم نقد ریمارک نواب صاحب کی چند قابل اعتراز تصنیفی عادات پر کیا ہے جن میں سے چند ایک کی طرف اشارہ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۱) نواب صاحب تقلید ائمہ ومجتہدین کے سخت مخالف ہو کر بھی بہت سے مسائل میں علامہ ابن تیمیہؒ ان کے تلامذہ اور شوکانی وغیرہ کی تقلید جامد کرتے ہیں، حالانکہ ان لوگوں کی پوزیشن ان آئمہ متبوعین کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے جیسے بولنے والے انسان کے مقابلہ میں چڑیوں و پرندوں کی ہوتی ہے، (ابراز الغی ص ۸) (یعنی اپنی جگہ پر یہ حضرات کتنے ہی بڑے علم وفضل کے مالک ہوں، مگر ان آئمہ متبوعین کے مقابلہ وخلاف پر ان کا بولنا بالکل بے معنی ہے)

Marfat.com

حضرت مولانا موصوف نے اس سلسلہ میں عند مسائل بھی بطور مثال لکھے ہیں، مثلاً عمداً ترک نماز کرنے والے کے لئے نماز کی قضاء درست نہ ہونا (جس کو بعض ظاہریہ ابن حزم وغیرہ نے اختیار کیا اور علامہ شوکانی نے بھی ان کی اتباع کی) پھر حضرت مولانا نے اس مسئلہ کی غلطی پر دلائل بھی قائم کئے ہیں اور اپنی تائید میں حافظ حدیث علامہ ابن عبدالبر کی تحقیق استذکار شرح موطأ امام مالک سے نقل کی ہے، یا سفر زیارت مبارکہ قبر شریف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نواب صاحب نے علامہ ابن تیمیہ کے اتباع میں ناجائز کہا اور اپنی کتاب ''رحلۃ الصدیق الی البیت العتیق'' میں ائمہ اربعہ (متبوعین) اور جمہور علماء کا مذہب غلط نقل کیا، پھر جو خلاف شد رحال بقصد الزیارۃ میں منقول تھا اس کو نفس زیارت کے مسئلہ سے خلط ملط کر دیا۔

مولانا نے ''السعی المشکور'' میں اس مسئلہ پر نہایت محققانہ بحث کی ہے، اموال تجارت میں زکوٰۃ واجب نہ ہونے کا مسئلہ کہ اس کو بھی نواب صاحب نے علامہ شوکانی کی تقلید جامد میں اختیار کیا ہے، جس کا بطلان ظاہر ہے۔

(۲) ایک عادت نواب صاحب کی یہ بھی ہے کہ اپنی رائے کے موافق جو بات ہو، خواہ وہ اختلافی ہو، لیکن اس کو مجمع علیہ بتلاتے ہیں اور خود بھی جانتے ہیں کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، مثلاً اپنی مشہور کتاب ابجد العلوم میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ اہل حدیث کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آپ نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا، اگرچہ حنفیہ کا خیال ہے کہ بعض صحابہؓ آپ کے زمانہ میں موجود تھے''۔

حالانکہ یہ امر اتفاقی ہرگز نہیں ہے، کیونکہ بہت سے کبار محدثین نے امام صاحب کا صحابہ کو دیکھنا نقل کیا ہے اور خود نواب صاحب نے بھی الحطہ میں حافظ سیوطی شافعی سے تابعیت امام نقل کی ہے (کیا بغیر صحابی کو دیکھے ہوئے تابعیت ثابت ہو سکتی ہے یا علامہ سیوطیؒ محدث نہ تھے؟) پھر نواب صاحب نے معاصرت کو بھی مشکوک کر دیا، حالانکہ امام صاحب کی پیدائش ۸۰ھ میں تو شبہ ہی نہیں (اگرچہ) اس سے قبل کے بھی اقوال ہیں جو ہم امام صاحبؒ کے حالات میں لکھ آئے ہیں، اور وہ بالاتفاق تمام محدثین فقہاء، مورخین و عقلاء، صحابہ و تابعین کا دور تھا، اکثر محدثین، فقہا امام صاحب کی رویۃ صحابہ کے قائل ہیں، صرف

Marfat.com

روایۃ میں اختلاف ہے، تو پھر معاصرت کے قائل صرف حنفیہ کیسے ہوئے، یہی عادت علامہ ابن تیمیہ وغیرہ کی بھی ہے، والناس علی دین ملوکہم۔ (ابراز الغی ص ۱۰)

(۳) نواب صاحب کے کلام میں تعارض بکثرت پایا جاتا ہے، حتیٰ کہ ایک ہی تالیف میں اور دو قریب کے صفحوں میں بلکہ ایک ہی صفحہ کے اندر بھی ہے۔

(۴) نواب صاحب نقل میں غیر محتاط ہیں کسی بات کا غلط ہونا ظاہر و باہر ہوتا ہے، پھر بھی نقل کر دیتے ہیں، تراجم وطبقات میں ایسا بہت ہے (ابراز الغی ص ۱۱)

نواب صاحب کے یہاں تحریر حالات محدثین وغیرہم میں بیجا ریمارک اور جذبہ عدم تقلید کے تحت تعصب کا رنگ بھی ملتا ہے۔

جیسا کہ اتحاف النبلاء المتقین میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی طرف حدیث رجال فارس کے تحت امام اعظمؒ کا تذکرہ چھوڑ کر صرف امام بخاری کا ذکر منسوب کیا ہے اور نواب صاحب نے حضرت شاہ صاحب کی کتاب کا نام بھی نہیں لکھا ہے، حالانکہ وہ تحقیق کلمات طیبات (مطبوعہ مجتبائی) کے ص ۱۶۸ پر ضمن مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ موجود ہے اور وہاں حضرت شاہ صاحبؒ نے اس حدیث کے تحت امام اعظمؒ ہی کو اولاً داخل کیا ہے، پھر امام بخاری کا ذکر کیا ہے۔

باوجود ان سب باتوں کے نواب صاحب کی علمی تصانیف کی افادیت اور آپ کے فضائل وکمالات سے کسی طرح انکار نہیں، نہایت عظیم الشان علمی خدمات کر گئے ہیں اور اس دور کے بہت سے متعصب غیر مقلدین کی نسبت سے بھی وہ بسا غنیمت تھے۔

(م ۱۳۰۷ھ) عفا اللہ عنا وعنہ۔ ورحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ)

شیخ المشائخ احمد ضیاء الدین بن مصطفیٰ حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث جلیل تھے، آپ نے "راموز احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم" ایک ضخیم جلد میں تالیف کی، پھر اس کی شرح "لوامع العقول" پانچ مجلدات میں تصنیف کی، ان کے علاوہ تقریباً پچاس تالیفات آپ کی اور بھی ہیں۔ (م ۱۳۱۱ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ نصب الرایہ ص ۴۹)

Marfat.com

مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مجدد صاحب سرہندی قدس سرہ کی اولاد میں سے مفسر، محدث و فقیہ تھے، اساتذۂ وقت سے علوم کی تحصیل کی، حضرت شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے، درس وافادہ میں مشغول رہے۔

نواب کلب علی خان صاحب والی رام پور نے ریاست کی طرف سے چار سو روپیہ وظیفہ مقرر کردیا تھا، آپ کی تصانیف میں سے ''انتصار الحق'' بہت مشہور ہے جو مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی کی کتاب معیار الحق کے جواب میں لکھی تھی۔ (م ۱۳۱۱ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (تذکرہ علمائے ہند اردو ص ۵۶۰)

حضرت مولانا محمد احسن بن حافظ لطف علی حنفیؒ

ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے دہلی گئے اور حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مجددیؒ، مولانا مملوک علی صاحبؒ، مولانا احمد علی صاحب سہارنپوریؒ وغیرہ سے تکمیل کی، پھر بنارس کالج اور بریلی کالج میں عربی و فارسی کے پروفیسر رہے، بریلی میں مطبع صدیقی قائم کیا، جس سے بہت سی دینی علمی کتابیں شائع ہوئیں، ۱۳۸۹ میں ایک مدرسہ مصباح التہذیب کے نام سے بریلی میں جاری کیا جو اب بھی مصباح العلوم کے نام سے موجود ہے۔

آپ نے بہت سی علمی کتابیں لکھیں، مثلاً زاد المخذرات، مفید الطالبین، مذاق العارفین، احسن المسائل، تہذیب الایمان، حمایت الاسلام، کشاف، مسلک مروارید، رسالہ اصول جرثقیل، رسالہ عروض، زکات نماز وغیرہ۔

ان کے علاوہ آپ نے غایۃ الاوطار (ترجمہ درمختار) حجۃ اللہ البالغہ، ازالۃ الخفاء، شفاء قاضی عیاض، کنوز الحقائق، نفحۃ الیمن، خلاصۃ الحساب، قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، فتاویٰ عزیزی، وغیرہ کو مرتب و مہذب کیا، آپ کی وفات دیوبند میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔ (م ۱۳۱۲ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (ترجمہ تذکرہ علماء ہند ص ۱۷۸)

Marfat.com

حضرت مولانا فضل الرحمٰن بن محمد فیاض گنج مرادآبادی حنفیؒ

آپ حضرت مخدوم شیخ محمد ملانواں مصباح العاشقین کی اولاد میں سے نہایت مشہور و معروف عالم ربانی تھے، آپ نے قصبہ گنج مرادآباد ضلع اناؤ میں سکونت کر لی تھی، جو آپ کے آبائی وطن ملانواں سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے، ۱۲۰۸ھ کی ولادت مبارکہ ہے، علوم مرجہ درسی اور فقہ و حدیث کی تعلیم آپ نے اپنے زمانہ کے اکابر و مشاہیر حضرت شاہ عبدالعزیزؒ صاحب، مرزا حسن علی کبیر محدث لکھنویؒ اور حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ سے حاصل کی۔

زہد و اتقاء اور اتباع فقہ و حدیث میں ضرب المثل تھے، حضرت شاہ محمد آفاق دہلویؒ اور حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلویؒ سے کمالات سلوک حاصل کئے اور اشغال باطنی میں اس قدر انہاک ساری عمر رہا کہ درس و تصنیف کی طرف توجہ نہ ہو سکی۔

(حضرت مولانا تھانویؒ بھی کانپور کے زمانۂ قیام میں دو بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، ان کی تفصیل ارواح ثلاثہ میں چھپ چکی ہے، محترم مولانا ابوالحسن صاحب ندوی نے "تذکرہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی" لکھا ہے جو اپنے اکابر کے تذکروں میں گرانقدر اضافہ ہے)۔ (م ۱۳۱۳ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (ترجمہ علمائے ہند ص ۳۷۹)

حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے محدث علامہ تھے، ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی، اس کے بعد مولانا سید محمد حاجی قاسم، مولانا رشید الدین خان اور مولانا مملوک علی صاحب سے پڑھا، صحاح ستہ کی سند حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ سے حاصل کی، امروہہ جا کر مولانا قاری امام الدین صاحب سے علم قرأت و سلوک کی تحصیل کی صحاح ستہ کو بڑی احتیاط و عظمت کے ساتھ پڑھاتے تھے، آپ کے شاگردوں، مستفیدوں اور مسترشدوں کی تعداد دائرہ شمار سے باہر ہے، ۶ ربیع الثانی ۱۳۱۴ھ کو تقریباً ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت مولانا سراج احمد صاحب رشیدی (مدرس حدیث دارالعلوم دیوبند و جامعہ ڈابھیل)

Marfat.com

جو حضرت گنگوہیؒ کے علوم ظاہری و فیوض باطنی سے فیض یاب اور نہایت متبع سنت بزرگ تھے، بیان فرماتے تھے کہ حضرت قاریؒ قدیم طرز و طریق کے نہایت دلدادہ اور جدید تمدن کی چیزوں سے نفور تھے، حتیٰ کے ہم لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سند حدیث لکھوانے کی غرض سے ہولڈر پیش کیا (جو اس وقت بجائے کلک کے نیا نیا رائج ہوا تھا) تو اس کو ہاتھ سے جھٹک دیا اور فرمایا کہ "تم لوگوں میں نیچریت اشراب کر گئی ہے" پھر کلک منگوا کر سند لکھی۔

یہ واقعہ راقم الحروف نے خود مولانا مرحوم سے بزمانۂ قیام ڈابھیل سنا تھا۔ ع خدا رحمت کند آں بندگان پاک طینت را۔ (م ۱۳۱۴ھ) (ترجمہ اردو تذکرہ علمائے ہند ص ۵۷۷)

حضرت حکیم سید فخر الحسن گنگوہی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے اخص تلامذہ میں سے تھے، زیادہ مدت کانپور میں قیام فرمایا وہاں مطب کا مشغلہ تھا، حدیث کے بہت بڑے جلیل القدر عالم تھے، سنن ابن ماجہ کا حاشیہ لکھا جو مشہور و متداول ہے اور کئی بار چھپ چکا ہے اس میں آپ نے علامہ سیوطیؒ اور حضرت شیخ عبدالغنی مجددی دہلویؒ کی شروح ابن ماجہ کو مزید اضافوں کے ساتھ جمع فرمادیا ہے، سنن ابی داؤد کا حاشیہ "التعلیق المحمود" کے نام سے نہایت تحقیق سے لکھا، ابوداؤد کے ساتھ یہی حاشیہ چھپتا ہے۔

بظاہر درس کا مشغلہ نہیں رہا، مطب کی مصروفیات اور وہ بھی کانپور جیسے بڑے شہر میں، ان حالات میں اس قدر عظیم الشان علمی حدیثی تصنیفی خدمات کر جانا مذکور الصدر شیخین معظمین کی برکات و کرامات سے ہے۔

جس طرح ہمارے معظم و محترم مولانا حکیم رحیم اللہ صاحب بجنوریؒ (تلمیذ خاص حضرت نانوتوی قدس سرہٗ) نے بھی باوجود غیر معمولی مصروفیت مطب اور بغیر علمی درسی مشغلہ کے، علم کلام و عقائد کے نہایت اہم دقیق مسائل پر اور رد شیعہ وغیرہ میں بڑی تحقیق سے فصیح و بلیغ عربی و فارسی زبان میں کتابیں تالیف فرمائیں (جو شائع ہونے کے بعد اب نادر ہو چکی ہیں) اس دور انحطاط میں اس قسم کے نمونے اس کے سوا اور کیا کہا جائے کہ ان حضرات کے اعلیٰ روحانی و باطنی کمالات و فضائل کے اظہار کے لئے غیبی کرشمے تھے۔

Marfat.com

افسوس ہے کہ حضرت مولانا فخر الحسن صاحبؒ کے مفصل حالات کسی کتاب میں اب تک شائع نہیں ہوئے، جن سے آپ کی زندگی کے حالات پر مزید روشنی ملتی، چند باتیں آپ کے حقیقی بھتیجے جناب مولوی سید عزیز حسین صاحب خلف مولانا سید مظہر حسین صاحبؒ گنگوہیؒ سے معلوم ہوئیں (جو تقریباً تیس سال سے دار العلوم کے مختلف شعبوں میں خدمت کرتے ہیں اور آج کل دار التربیت کے ناظم ہیں، آپ بھی زہد و تقویٰ عبادات واتباع سنت میں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر ہیں) یہ بھی آپ ہی نے اندازہ سے بتلایا کہ صاحب ترجمہ کی وفات ۶۴، ۶۵ سال قبل ہوئی ہے۔

علماء ہند کی شاندار ماضی ص ۶۹ ج ۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹ ذیقعدہ ۱۲۹۰ھ بمطابق ۹ جنوری ۱۸۷۳ء کو سب سے پہلے مندرجہ ذیل پانچ حضرات نے دار العلوم دیوبند سے سند تکمیل ودستار فضیلت حاصل کی، حضرت شیخ الہندؒ، مولانا عبدالحق ساکن پور قاضیؒ، مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ، مولانا فتح محمد تھانوی، مولانا عبداللہ صاحب جلال آبادی۔ (م ۱۳۱۷ھ تقریباً) (رحمہم اللہ کلہم رحمۃ واسعۃ)

مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

علماء اہل حدیث میں سے مشہور محدث تھے، علوم کی تحصیل دہلی جاکر موولی عبدالخالق دہلوی، اخوند شیر محمد قندھاری، مولوی جلال الدین ہروی، مولوی کرامت علی اسرائیلی، مولوی محمد بخش وغیرہ سے کی، اجازت شاہ محمد اسحٰق صاحب سے حاصل کی، مولانا حبیب الرحمٰن خان صاحب شروانیؒ نے حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ کا بیان نقل کیا ہے کہ جس روز حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحب ہجرت کرکے حجاز روانہ ہوئے تو، اس روز میاں نذیر حسین صاحب ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند کتابوں کی اول کی ایک ایک حدیث پڑھی اور کل کتابوں کی اجازت حاصل کی، حضرت شاہ صاحب نے ایک چھوٹے کاغذ پر یہی واقعہ لکھ کردے دیا، اس سے پہلے مدرسہ میں پڑھنے کو کبھی نہیں آئے۔

۱۸۵۷ء میں ایک انگریز خاتون کو پناہ دی، ساڑھے تین ماہ تک رکھا، جس کے بدلے

Marfat.com

ایک ہزار تین سو روپے انعام اور خوشنودی سرکار کا سٹرفکیٹ ملا، جس زمانہ میں (۶۵-۱۸۶۴ء) وہابیوں پر مقدمے چل رہے تھے، میاں صاحب کو بھی بحیثیت سرگروہ وہابیاں احتیاطاً ایک برس تک راولپنڈی کی جیل میں نظر بند رکھا گیا تھا، مگر بقول مؤلف ''الحیاۃ بعد المماۃ'' وفادار گورنمنٹ ثابت ہوئے اور کوئی الزام ثابت نہ ہوسکا۔

جب میاں صاحب موصوف حج کو گئے تو کمشنر دہلی کا خط ساتھ لے گئے، گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف سے ۲۱ جون ۱۸۹۷ء کو شمس العلماء کا خطاب ملا، منقول از الحیاۃ بعد المماۃ و مقالات شروانی (ترجمہ تذکرہ علمائے ہند از جناب محمد ایوب قادری بی اے ص ۵۹۵)

نیز ص ۴۱۰ پر حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ کے حالات میں لکھا کہ الحیاۃ بعد المماۃ (سوانح عمری میاں نذیر حسین) کے مؤلف کا یہ بیان درست نہیں ہے کہ شاہ محمد اسحٰق صاحب کے ہجرت کرنے کے بعد خاندان ولی اللہی کے صدر نشین میاں نذیر حسین ہوئے، بلکہ حضرت شاہ محمد اسحٰقؒ کے جانشین ان کے تلمیذ خاص حضرت شاہ عبدالغنی مجددی دہلویؒ تھے، جنہوں نے اپنے شیخ کے مسلک کا اتباع کیا اور حجاز کو ہجرت کر گئے اور میاں نذیر حسین نے حضرت شاہ محمد اسحٰق دہلوی کے مسلک کے خلاف انگریزوں سے خوشنودی کے سٹرفکیٹ، انعام اور شمس العلماء کا خطاب حاصل کیا۔ (ترجمہ تذکرہ علماء ہند ص ۴۱۰، ۵۹۵ ھ

''تراجم علماء حدیث ہند'' میں بھی حضرت میاں صاحب کا مفصل تذکرہ ہے مگر اس میں حضرت شاہ اسحٰق صاحبؒ کی جانشینی کا کوئی تذکرہ نہیں ہے، بظاہر ایسی اہم چیز کا عدم ذکر بھی ذکر عدم کے مرادف ہے۔

مذکورہ بالا تصریحات اور ارواح ثلاثہ ص ۱۲۰ سے جو عبارت حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ کے حالات میں ص ۲۱۷ پر نقل ہو چکی ہے، ان سب کی روشنی میں اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ صرف ہجرت کے روز حضرت شاہ اسحٰق صاحب سے سند حدیث حاصل کرنے کی سعی ہوئی ہے اور اس سے قبل یوں شاہ صاحبؒ کی خدمت میں آنے جانے، تبادلۂ خیالات وغیرہ کے مواقع ضرور رہے ہونگے، مگر تلمذ کا رشتہ قائم نہ ہوا تھا، پھر نہ معلوم کس بنیاد پر صاحب غایۃ المقصود مولانا شمس الحق عظیم آبادی نے شاہ صاحبؒ سے باقاعدہ صحاح ستہ پڑھنے وغیرہ کا ذکر فرما دیا ہے۔

Marfat.com

آپ کی تصانیف یہ ہیں: معیار الحق (جس کے رد میں مولانا ارشاد حسین صاحب رام پوری نے انتصار الحق لکھی ہے) ثبوت الحق الحقیق رسالۃ فی تخلی النساء بالذہب المسائل الاربعہ (اردو میں ہے) رسالۃ فی ابطال المولد (عربی میں ہے) مجموعہ فتاویٰ، رفع الالتباس عن بعض الناس، اس میں حضرت مولانا مرحوم نے رسالہ ''بعض الناس فی دفع الوسواس'' کا جواب دیا ہے جو بخاری شریف کی جلد ثانی کے شروع میں چھپا ہے، آپ نے رفع الالتباس کے شروع میں لکھا کہ مؤلف بعض الناس نے امام مجتہد مطلق بخاری کی تعریضات کے جواب اور امام ابوحنیفہؒ کی طرف سے مدافعت کے ضمن میں فحش کلامی، بے انصافی اور اعراض عن الحق سے کام لیا ہے جس کی وجہ سے مجھے یہ رسالہ لکھنا پڑا، پھر آپ نے اپنے ہر جواب و جواب الجواب کو ''القول المردود کے عنوان سے شروع کیا ہے۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ دونوں رسالے شائع شدہ ہیں، ہر شخص پڑھ کر خود اندازہ کرلے گا کہ حق و انصاف کا حق کس نے زیادہ ادا کیا ہے اور ان مسائل کی تحقیق کے مواقع میں ہم بھی کچھ لکھیں گے، یہاں گنجائش نہیں، البتہ اس مقدمہ کی مناسبت سے ہم یہاں رسالہ مذکورہ کے ص ۳۱، ۳۲ سے مولانا نذیر حسین صاحب کی اس عبارت کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جو آپ نے امام اعظمؒ کے بارے میں لکھی ہے، امید ہے کہ اس کو پڑھ کر جہاں اپنے حضرات مولانا مرحوم کے احساسات و نظریات کی قدر کریں گے، وہاں آج کل کے بہت سے اہل حدیث حضرات کو بھی اپنے طرز فکر و طریق عمل پر نظر ثانی و اصلاح کا موقع ملے گا۔ واللہ الموفق۔

آپ نے لکھا ہے کہ صاحب رسالہ بعض الناس نے ''تنبیہ'' کے عنوان سے مسند خوارزمی سے جو خطیب بغدادی کی تشنیع (امام صاحب کے معائب و مطاعن نقل کرنے کی وجہ سے) نقل کرکے پانچ جواب لکھے ہیں، ہمارے نزدیک اس کی ضرورت نہ تھی، کیونکہ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ خطیب نے امام صاحب کے مطاعن و معائب کا ذکر تنقیص کے ارادہ یا حسد سے نہیں کیا بلکہ یوں ہی عام مؤرخین کی عادت کے موافق وہ تمام باتیں جمع کردیں جو امام صاحب کے بارے میں کہی گئی تھیں جس کا بڑا قرینہ یہ ہے کہ خطیب نے امام صاحب کے محامد و مناقب بھی اس قدر جمع کردیئے ہیں جو کسی اور نے نہیں کیے اور اگر اس کو تسلیم بھی کرلیں تو اس افراط کی وجہ سے امام

Marfat.com

صاحب کا افراط فی القیاس والعمل بالرائے ہے، جیسا کہ حافظ ابن عبدالبر نے لکھا ہے، پھر آپ نے حافظ ابن عبدالبر کی عبارت کا خلاصہ ص ۱۴۸ ج ۲ جامع بیان العلم وفضلہ سے نقل کیا ہے۔

پھر لکھا ہے کہ امام شافعی نے بھی قیاس واصول سے بہت کام لیا ہے بلکہ جیسا احناف نے دعویٰ کیا ہے ممکن ہے مجموعی حیثیت سے ان کے قیاسات کی تعداد امام صاحب سے بڑھ کر بھی ہو، مگر اصل اعتراض ان قیاسات پر ہے جو مقابلہ اخبار ہوتے ہیں، اور ان میں امام صاحب کا پلہ ہی بھاری ہوتا ہے ورنہ ہم بھی امام صاحب کے فضائل سے منکر نہیں ہیں اور نہ ہم امام شافعی کو امام ابوحنیفہؒ پر ترجیح دیتے ہیں اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا، کیونکہ خود امام شافعیؒ نے اپنے اقرار سے سب لوگوں کو فقہ میں امام صاحب کا عیال قرار دیا ہے، اور ایک خلق کثیر نے امام صاحبؒ کے فضائل وکمالات اور محاسن ومحامد کا اعتراف کرلیا ہے، حتیٰ کہ مادحین کی تعداد مذمت کرنے والوں سے، تحسین کرنے والوں کی مقدار تنقیص کرنے والوں سے، تزکیہ کرنے والوں کا شمار متہم کرنے والوں سے، تعدیل کرنے والوں کا عدد جرح کرنے والوں سے زیادہ ہے، پھر آپ کے فضائل کا شہرہ مشارق ومغارب میں ہو چکا ہے اور آپ کے فضل وکمال کے سورج تمام اطراف وجوانب ارض کو روشن کر چکے ہیں، حتیٰ کے ان کا بیان صحراء وبیابانوں کے مسافروں اور گھروں کی پردہ نشین عورتوں کی زبان زد ہو چکا، تمام آفاق کے لوگوں نے ان کو نقل کیا اور اہل شام وعراق نے ان کا اقرار واعتراف کیا، غرض وہ امام جلیل نبیل، عالم فقیہ نبیہ، سب سے بڑے فقیہ تھے کہ ان سے خلق کثیرہ نے تفقہ حاصل کیا، متورع، عابد، ذکی، تقی، زاہد من الدنیا، راغب الی الآخرۃ تھے۔

اپنے ورع وزہد ہی کی وجہ سے عہدۂ قضا کو رد کیا، اگرچہ اس کو رد کرنے کی وجہ سے بہت ایذائیں برداشت کیں، خلاصہ یہ کہ ان کی طاعات، معاصی پر غالب تھیں، اس لئے جو شخص بھی حسد وعداوت کی وجہ سے آپ کی مذمت کرتا ہے، وہ خود آپ کی نباہت شان وعلو قدر کی دلیل ہے اور اس سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ چمگادڑ کی آنکھوں کی چکا چوند کیوجہ سے سورج کی روشنی ونور کو کوئی زوال ونقصان نہیں پہنچتا، لیکن باوجود ان سب باتوں کے امام صاحب کے لئے عصمت ثابت نہیں ہوسکی، لہٰذا ان سے بھی خطا ولغزش ہوسکتی ہے۔

Marfat.com

اور ان کے فضائل کثیرہ کے ذکر و اعتراف سے وہ الزامات رفع نہیں ہوسکتے جو امام بخاریؒ نے امام صاحب پر مخالفت کتاب وسنت کے لگائے ہیں، لیکن ان کی بعض لغزشوں کی وجہ سے ان کی شان میں گستاخی وسوءِ ادب کا معاملہ بھی جائز نہیں ہوسکتا، کیونکہ وہ مجتہد تھے، اور مجتہد سے خطاء وصواب، لغزش وثبات دونوں ہی ہوتی ہیں، خود امام بخاریؒ کو دیکھئے کہ باوجود اس اختلاف کے انہوں نے امام صاحب کا ادب ملحوظ رکھا اور آپ کا اسم شریف بھی اسی لئے نہیں لکھا اور بعض الناس سے تور کیا، تاکہ جاننے والے جان لیں اور نہ جاننے والے نہ جانیں اور یہی طریقہ ان سب لوگوں کا ہونا چاہئے جو انصار السنّت ہونے کے مدعی ہیں کہ امام صاحب کے بارے میں کسی قسم کی بے ادبی نہ کریں اور امام بخاریؒ کی وجہ سے وہ امام صاحبؒ کو برا بھلا کہنے کا جواز بھی نہ نکالیں، کیونکہ ان دونوں کی مثال ایسی ہے کہ دو شیر آپس میں لڑتے ہوں تو کیا لومڑیوں، بھیڑیوں کو ان کے درمیان پڑنے کا کوئی موقع ہے، یا جیسے دو قوی ہیکل پہلوان آپس میں نبرد آزما ہوں تو کیا عورتوں بچوں کے لئے ان کے درمیان مداخلت کرنے کی کوئی وجہ جواز ہوسکتی ہے، ظاہر ہے کہ وہ اگر ایسی غلطی کریں گے تو خود ہی ہلاک وتباہ ہوں گے"۔

خدا کرے مولانا نذیر حسین صاحب کی مذکورہ بالا گراں قدر نصائح پر طرفین کو عمل کرنے کی توفیق ہو۔ **وماذلک علی اللہ بعزیز**۔ (م۴۳۶)

قطب الارشاد مولانا رشید احمد الگنگوہی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کی ولادت ۱۲۴۴ھ میں بمقام گنگوہ ہوئی، ابتدائی تعلیم گنگوہ رام پور ضلع سہارنپور میں ہوئی، ۶۱ھ میں دہلی تشریف لے گئے حضرت استاذ الاساتذہ مولانا مملوک علی صاحب وغیرہ سے تکمیل کی اور تفسیر وحدیث شیخ المشائخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مجددیؒ اور حضرت شاہ احمد سعید مجددی سے پڑھی، چار سال میں تمام کمالات علوم ظاہری سے کامل ومکمل ہوکر وطن واپس ہوئے اور درس وافادہ میں مصروف ہوگئے، اسی زمانہ میں علوم باطنی وسلوک کی طرف رجوع فرمایا، حضرت قطب الاقطاب حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے، حضرت حاجی صاحبؒ نے صرف ایک ہی ہفتہ کے بعد آپ کو مجاز بیعت کردیا، آپ برابر

Marfat.com

مجاہدات وریاضات سے مدارج کمال ولادیت کی طرف تیزی سے بڑھتے گئے، حتیٰ کے بہت جلد قطب الارشاد کے منصب رفیع پر فائز ہوئے اور دور، دور تک آپ کے علم وعرفان کی شہرت ہوئی، آپ نے تین حج کئے، پہلا ۱۲۸۰ھ میں دوسرا ۱۲۹۴ھ میں اور تیسرا ۱۳۰۰ھ میں۔

آپ کا معمول تھا کہ بجز منطق وفلسفہ کے تمام درسی کتابوں کا درس دیا کرتے تھے، لیکن ۱۳۰۰ھ سے ۱۳۱۴ھ تک صرف کتب حدیث کا درس دیا ہے، ماہ شوال سے شعبان تک صحاح ستہ پڑھاتے تھے، ماہ رمضان کو ریاضات وتلاوت قرآن مجید کے لئے خالی رکھتے تھے، ۱۳۱۴ھ کے بعد درس کا مشغلہ بالکل ترک فرمادیا تھا اور پھر آخر عمر تک صرف افادات، باطنیہ، تربیت نفوس اور تصفیۂ قلوب کی طرف پوری توجہ فرمائی، ہزاروں خوش نصیب لوگوں نے آپ کے فیض تربیت سے جلا پائی، آپ کے اجلۂ خلفاء کے کچھ نام تذکرۃ الرشید میں شائع ہوئے ہیں۔

آپ کا درس حدیث بھی نہایت محققانہ، محدثانہ وفقیہانہ تھا، جس کا اندازہ آپ کے درس کی تقاریر مطبوعہ سے بخوبی ہوتا ہے، حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ امام ربانی (حضرت گنگوہیؒ) نہ صرف مذہب حنفی کے ماہر تھے، بلکہ چاروں مذاہب کے فقیہ تھے، میں نے ان کے سواء کسی کو نہیں دیکھا جو چاروں مذاہب کا ماہر ہو"، یہ بھی فرماتے تھے کہ حضرت گنگوہیؒ کو فقہ فی النفس کا مرتبہ حاصل تھا۔

حضرت گنگوہی کے مکاشفات، کرامات اور پیشگوئیوں کی صداقت کے واقعات بکثرت نقل ہوئے ہیں، کچھ تذکرہ الرشید وغیرہ میں شائع بھی ہو چکے ہیں، آپ کا ایک مکاشفہ یہ بھی ہے کہ جو لوگ ائمہ دین اور علماء کرام کی توہین یا ان کی شان میں طعن وتشنیع کرتے ہیں، مرنے کے بعد ان کے چہرے قبلہ کی طرف سے پھر جاتے ہیں جس کا جی چاہے دیکھ لے، آپ کے زمانہ میں ایک عالم کا انتقال ہوا، جو امام اعظمؒ کی شان میں بہت گستاخی کیا کرتے تھے، تو آپ نے نہایت وثوق کے ساتھ فرمایا کہ ان کا منہ قبلۂ معظمہ کی طرف سے پھر گیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ یقین نہ ہو تو جا کر دیکھ لو، میں ذمہ دار ہوں، اس مکاشفہ کا جزو اول تذکرہ ص ۳۸۲ ج ۲ میں شائع بھی ہو چکا ہے، اعاذنا اللہ من موجبات غضبہ و سخطہ۔

آپ کے درس بخاری ومسلم کے امالی کو آپ کے تلمیذ خاص حضرت شیخی ومرشدی

Marfat.com

علامہ محدث ومفسر مولانا حسین علی صاحب نقشبندی قدس سرہٗ نے قلمبند فرمایا تھا اور یہ دونوں مجموعے الگ الگ چھپ بھی گئے تھے، نیز درس ترمذی و بخاری کے امالی کو آپ کے تلمیذ وخادم خاص حضرت علامہ محدث مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلویؒ نے بھی ضبط کیا تھا، جن کو حضرت مخدومنا العلام شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم نے نہایت اعلیٰ ترتیب سے مزین فرما کر گرانقدر علمی حدیثی فوائد وحواشی کے ساتھ شائع فرما کر اہل علم خصوصاً مشاقان علوم حدیث پر احسان عظیم فرمایا ہے، تقریر ترمذی شریف الکوکب الدری کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں مکمل شائع ہوگئی ہے، اور تقریر بخاری کی لامع الدراری کے نام سے ابھی صرف ایک ضخیم جلد شائع ہوئی ہے، دوسرے حصہ کی کتابت ہورہی ہے، خدا کرے یہ سلسلہ جلد تکمیل کو پہنچے۔

ان کے علاوہ حضرتؒ کی تصانیف عالیہ یہ ہیں:

امداد السلوک، ہدایۃ الشیعہ، زبدۃ المناسک، اللطائف الرشیدیہ، فتاوی المیلاد، الرای النجیح فی اثبات التراویح، القطوف الدانیہ فی کراہۃ الجماعۃ الثانیہ، اوثق العری فی حکم الجمعۃ فی القری، الطغیان فی اوقاف القرآن، فتاوی رشیدیہ، سبیل الرشاد، ہدایۃ المعتدی، فی قرأۃ المتقدی وغیرہ آپ کے درس علوم وحدیث سے فیض یاب ہونے والوں کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے، ان میں سے چند حضرات اکابر کے اسماء گرامی یہ ہیں، حضرت مولانا حسین علی صاحب نقشبندی، مولانا فخر الحسن صاحب گنگوہیؒ، مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلویؒ، مولانا حافظ محمد صاحبؒ مہتمم دار العلوم، مولانا حکیم جمیل الدین صاحب نگینوی، مولانا احمد شاہ صاحب حسن پوری، مولانا امان اللہ صاحب کشمیریؒ، مولانا فتح محمد صاحب تھانویؒ، مولانا ماجد علی صاحب جونپوری، مولانا محمد حسن صاحب مراد آبادی، مولانا سعد اللہ صاحب گنگوہی قاضی سری نگر کشمیر، مولانا محمد اسحٰق صاب نہٹوری، مولانا حکیم مسعود احمد صاحب، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی دیوبندیؒ مہتمم درالعلوم، مولانا عبد الرزاق صاحب قاضی القضاۃ کابل (افغانستان) وغیرہ، تذکرۃ الرشید دو جلد ضخیم میں حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ نے آپ کے حالات نہایت شرح وبسط سے تحریر فرمائے۔ (م ۱۳۲۳ھ) رحمهم الله رحمة واسعة و جعلنا معهم۔

Marfat.com

مولانا ابوالطیب شمس الحق بن الشیخ امیر علی عظیم آبادیؒ

علماء، اہل حدیث میں سے مشہور صاحب تصانیف محدث تھے، آپ کی ولادت بمقام عظیم آباد ۲۷ ذی قعد ۱۲۷۳ھ میں ہوئی، آپ نے علوم کی تحصیل مولوی لطف العلی بہاری، مولوی فضل اللہ صاحب لکھنوی، مولانا قاضی بشیر الدین صاحب قنوجی وغیرہ سے کی اور حدیث و دیگر علوم کی تکمیل مولانا سید نذیر حسین صاحب، دہلوی، قاضی شیخ حسین عرب یمنی بھوپالی، علامہ احمد فقیہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ السراج الحنفی الطائفی، علامہ فقیہ نعمان آفندی زادہ حنفی بغدادی وغیرہ سے کی، آپ کی تصانیف یہ ہیں:

غایۃ المقصود شرح ابی داؤد (جس کی صرف ایک جلد ضخامت ۱۹۸ صفحات چھپی ہے) علام اہل العصر باحکام رکعتی الفجر، القول المحقق، نیۃ الالمعی، التعلیق المغنی علی الدرار قطنی، التحقیقات، العلی باثبات فریضۃ الجمعۃ فی القریٰ (تذکرہ علمائے حال) حسب تحقیق جناب مولوی ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی، عون المعبود شرح ابی داؤد بھی (جو چار جلدوں میں چھپ چکی ہے) آپ ہی کی تصنیف ہے، اگرچہ اس میں آپ کے بھائی مولانا اشرف الحق کا نام چھپ گیا ہے۔ (الامر المبرم)۔ (م ۱۳۲۹ھ) رحمہم اللہ رحمۃ واسعۃ۔

حضرت مولانا احمد حسن بن اکبر حسین امروہوی حنفیؒ

ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل فرما کر دیوبند پہنچے اور حضرت نانوتویؒ سے علوم کی تکمیل حاصل فرمائی، حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی، مولانا عبدالقیوم صاحب بھوپالی وغیرہ سے بھی پڑھا ہے، حجاز کی حاضری میں حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مجددی سے بھی حدیث کی سند حاصل کی، حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ سے بیعت تھے۔

تمام عمر مشغلۂ تدریس، تبلیغ و ارشاد میں بسر کی، خورجہ، سنبھل اور دہلی میں درس دیا، ایک مدت تک مدرسہ شاہی مرادآباد میں صدر مدرس رہے ۱۳۰۱ھ سے اپنے وطن واپس ہو کر مقیم رہے اور مدرسہ عربیہ واقع جامع مسجد میں درس دیتے رہے، آپ کے مضامین علمیہ کا ایک مجموعہ ''افادات احمدیہ'' کے نام سے طبع ہوا ہے۔ (م ۱۳۳۰ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (تذکرۂ علمائے ہند ص ۴۶۷)

Marfat.com

العلامۃ محمد یحییٰ بن محمد اسمٰعیل کاندھلوی حنفی رحمہ اللہ

نہایت محقق مدقق عالم محدث، حضرت گنگوہیؒ کے خادم خاص اور ان کے ارشد تلامذہ میں سے تھے (آپ کے خلف صدق حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور بھی محدث دوراں، شیخ زماں ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے علوم وافادات ظاہری و باطنی سے امت مرحومہ کو زیادہ سے زیادہ منافع پہنچائے، (آمین) آپ نے ۷ سال کی عمر میں حفظ قرآن مجید اور کتب درسیہ فارسی سے فراغت حاصل کرلی تھی، حفظ قرآن مجید کے بعد عربی شروع کرنے سے قبل آپ کے والد ماجد نے آپ کو حکم دیا تھا کہ روزانہ ایک بار قرآن مجید ختم کیا کریں، چنانچہ ۶ ماہ تک آپ کا یہ معمول رہا کہ بعد نماز صبح شروع کر کے نماز ظہر سے قبل ایک ختم فرمالیتے تھے۔

کاندھلہ اور دہلی کے اکابر اساتذہ سے علوم وفنون عربیہ کی تحصیل کی، مگر حدیث کی تحصیل کو مؤخر کیا کہ حضرت گنگوہیؒ سے حاصل کریں، مگر حضرتؒ بعض اعذار کی وجہ سے درس کا مشغلہ ترک فرما چکے تھے اور تمام اوقات، تالیفات، افتاء اور افادات باطنیہ میں صرف فرماتے تھے، جب حضرت کی خدمت میں تشنگان علم حدیث کی بار بار درخواستیں گزریں اور خصوصیت سے صاحب ترجمہ (مولانا محمد یحییٰ صاحبؒ) کا بیحد اشتیاق ملاحظہ فرمایا تو شوال ۱۳۱۱ھ سے شروع فرما کر تمام صحاح ستہ کا درس نہایت تحقیق کے ساتھ دو سال میں مکمل فرمایا، آپ نے حضرتؒ کے املی درس کو قلمبند کیا اور پھر آخر تک برابر حضرت کی خدمت مبارکہ میں رہ کر استفادات فرماتے رہے۔

حضرت گنگوہیؒ کی وفات ۱۳۲۳ھ کے بعد آپ نے حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ (تلمیذ وخلیفۂ خاص حضرت گنگوہیؒ) کی خدمت میں ایک مدت گزاری، ان کے بھی فیوض ظاہری و باطنی سے حظ وافر حاصل کر کے خرقۂ خلافت وعمامۂ فضیلت حاصل فرمایا جو ان کو شیخ المشائخ حضرت حاجی صاحبؒ سے پہنچا تھا، آپ حضرت مولانا موصوفؒ کی ہجرت کے بعد ۱۳۲۸ھ سے آخر عمر تک مدرسہ عالیہ مظاہر العلوم سہارنپور میں صحاح ستہ کا درس دیتے رہے۔

آپ شب کا بیشتر حصہ تلاوت قرآن مجید میں گزارتے اور تلاوت کے وقت بہت روتے تھے، آپ نے اپنے دست مبارک سے کئی بار تمام کتب درسیہ کو لکھا تھا۔ (م ۱۳۳۴ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (مقدمہ اوجز المسالک ص ۳۷ ومقدمہ لامع الدراری ص ۱۵۲)

Marfat.com

مولانا وحید الزماں صاحب فاروقی کانپوری رحمہ اللہ

علماء اہل حدیث میں سے مشہور مؤلف و مترجم کتب حدیث ہیں، حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنویؒ، مولانا نذیر حسین صاحب، مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی، مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی وغیرہ کے شاگرد ہیں، حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے بیعت ہوئے تھے، حیدرآباد دکن میں اعلیٰ عہدے دار رہے، وقار نواز جنگ کا خطاب تھا، آپ کی تالیفات وتراجم یہ ہیں:

تبویب القرآن، وحید اللغات، تسہیل القاری (ترجمہ صحیح بخاری) المعلم (ترجمہ صحیح مسلم) الہدی المحمود (ترجمہ سنن ابی داؤد) ارض الربی (ترجمہ سنن نسائی) کشف الغطاء عن الموطا، (ترجمہ موطاء امام مالکؒ) رفع العجاجہ (ترجمہ ابن ماجہ) وغیرہ (م ۱۳۳۸ھ) (ترجمہ تذکرہ علماء ہند ص ۵۹۷)

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی حنفیؒ

آپ کی ولادت بانس بریلی میں بزمانہ قیام والد ماجد بسلسلہ ملازمت ۱۲۶۸ھ میں ہوئی، آپ نے دیوبند میں ۱۲۸۶ھ میں حضرت مولانا نانوتویؒ قدس سرہٗ سے صحاح ستہ اور دوسری کتابیں پڑھیں اور فارغ التحصیل ہوئے، ۱۲۹۰ھ میں دستار بندی ہوئی اور دارالعلوم دیوبند ہی میں مدرس ہوگئے، ۱۳۰۸ھ میں صدر مدرس ہوئے، ۱۳۳۳ھ میں سفر حجاز کے وقت اپنی جگہ حضرت العلامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کو جانشین کیا جو ۱۳۲۷ھ سے آپ کی موجودگی میں کتب حدیث و فقہ وغیرہ پڑھا رہے تھے، آپ کے اس سفر مبارک میں آزادی ہند کا جذبہ بھی کارفرما تھا، اسی لئے برٹش سامراج نے اس منصوبہ کو ناکام بنانے کے لئے آپ کو حجاز مقدس سے گرفتار کر کے مالٹا میں نظر بند کر دیا جس سے آپ ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۱۹ء میں رہا ہو کر ہندوستان واپس تشریف لائے۔

چونکہ صحت بہت خراب ہو چکی تھی، یہاں بھی چند ماہ کے قیام میں علیل ہی رہے، علاج کے سلسلے میں دہلی تشریف لے گئے اور وہیں ڈاکٹر انصاری صاحب مرحوم کی کوٹھی پر ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ، نومبر ۱۹۲۰ء بروز منگل سفر آخرت فرمایا، جنازہ دیوبند لایا گیا اور اپنے استاذ

Marfat.com

محترم نانوتوی قدس سرہٗ کے قریب دفن ہوئے۔

آپ کے ہزارہا تلامذہ میں سے زیادہ مشہور چند شخصیات کے اسماء گرامی یہ ہیں:
حضرت امام العصر مولانا المحدث محمد انور شاہ کشمیری، حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحبؒ، حضرت العلامہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمٰن صاحبؒ، حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ، مولانا عبید اللہ سندھیؒ، مولانا (محمد میاں) منصور انصاری، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم، مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی حال صدر مدرس دارالعلوم دیوبند دام ظلہم، مولانا محمد اعزاز علی صاحبؒ امروہوی، مولانا محمد صادق سندی، مولانا فخر الدین صاحب حال شیخ الحدیث درالعلوم دیوبند، دام ظلہم، مولانا مناظر احسن گیلانیؒ، مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ، مولانا سعید احمد محدث چاٹگام، مولانا مشیت اللہ صاحب بجنوری ممبر دارالعلوم، مولانا عزیر گل صاحب، مولانا محمد اسحٰق صاحب برودانی خلیفۂ حضرت تھانوی وغیرہ۔

غرض آپ نے ۴۲ سال دارالعلوم میں بیٹھ کر اپنے بے نظیر علمی، اخلاقی اور عملی کردار کے ہزاروں صحیح نمونے ہندوستان وبیرونی ممالک کے لئے مہیا کر دیئے اور خاص دارالعلوم میں اپنے اوصاف خاصہ کا بہترین نمونہ حضرت شاہ صاحبؒ کو چھوڑ کر ملک وملت کی دوسری بیرونی اہم خدمات کی تکمیل وسرانجامی کے لئے ۱۳۳۳ھ میں ممالک اسلامیہ کے سفر پر روانہ ہوگئے، آپ کی ملکی سیاسی خدمات کی تفصیل کے لئے دوسری بڑی کتابیں دیکھی جائیں، مثلاً، اسیر مالٹا، حیات شیخ الہندؒ وغیرہ، راقم الحروف بھی علماء ہند کی ملکی، ملی وسیاسی خدمات کا تذکرہ آخر میں اختصار کے ساتھ مستقل عنوان کے تحت بشرط گنجائش کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے بھی قیام ڈابھیل کے زمانہ میں حضرت شیخ الہندؒ کی زندگی کے بہت سے اہم واقعات سنے تھے جو "ملفوظات علامہ عثمانی" کے عنوان سے کسی وقت شائع ہوں گے، ان شاء اللہ، حضرت مولانا فرمایا کرتے تھے کہ حضرت نانوتویؒ کی مجلس مبارک میں جب کبھی حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ کا ذکر شروع ہوجاتا تو حضرت کی دلی خواہش یہ ہوتی تھی کہ میں اس ذکر خیر کو اپنا لوں اور جوں ہی آپ کو موقع ملتا پھر اپنی بے نظیر قوت بیان وحافظہ

Marfat.com

سے وہ واقعات ذکر فرماتے کے ساری مجلس ان ہی کے ذکر وتذکرہ کے انوار وبرکات سے بھر جاتی، اور حضرت کسی طرح اس ذکر جمیل کو ختم کرنا نہ چاہتے تھے، بقول شاعر

حدیث و حدیث عنه یعجبنی هذا اذاغاب اوهذا اذا حضرا
کلاهما حسن عندی اسر به لکن احلاهما ماوافق النظرا

پھر حضرت عثمانیؒ نے فرمایا کہ بعینہ یہی حال حضرت شیخ الہندؒ کا بھی تھا، کہ جب حضرت نانوتویؒ کا ذکر خیر آپ کی مجلس میں کسی نہج سے چھڑ جاتا، تو اسی طرح سے آپ ان کے ذکر خیر کو اپنا لیتے اور عجیب عجیب واقعات سناتے تھے۔ یہاں تک تو حضرت عثمانیؒ کا بیان تھا اور راقم الحروف کا احساس ومشاہدہ یہ ہے کہ حضرت عثمانیؒ کی مجلس میں جب کبھی شیخ الہند، کا ذکر آجاتا اور اکثر ایسا ہوتا تھا تو پھر حضرت عثمانیؒ کا بھی یہی رنگ دیکھا کہ اپنی بے نظیر قوت بیان وحافظہ سے بیسیوں واقعات سنادیتے اور پوری مجلس ان کے ذکر مبارک سے حد درجہ محظوظ ہوتی تھی، کیونکہ آنکھوں دیکھے موثق حالات کی سرگذشت اور پھر مولانا کی زبان وبیان کی چاشنی ہم لوگوں کے لےء ایک بڑی نعمت غیر مترقبہ تھی۔

آپ کی تصانیف عالیہ یہ ہیں: مشہور عالم بے نظیر ترجمہ وفوائد قرآن مجید، حاشیہ ابی داؤد شریف، شرح الابواب والتراجم بخاری، حاشیہ مختصر المعانی، ایضاح الادلہ، جہد المقل وغیرہ ہے، (م ۱۳۳۹ھ) رحم اللہ رحمۃ واسعۃ (ترجمہ تذکرہ علماء ہند وغیرہ ص ۴۶۶)

الشیخ المحدث مولانا خلیل احمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۲۶۹ھ میں پیدا ہوئے، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب اول صدر مدرس دارالعلوم دیوبند آپ کے حقیقی ماموں تھے، آپ نے کتب درسیہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں پوری کیں اور علم حدیث کی تحصیل حضرت مولانا محمد مظہر صاحب صدر مظاہر العلوم سے کی، حدیث کی سند و اجازت حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مجددی اور شیخ احمد دحلان مفتی شافعیہ سے بھی حاصل فرمائی۔

۱۲۹۷ھ میں حضرت گنگوہیؒ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا، تمام عمر افادۂ علوم ظاہری و باطنی، درس وافتاء وتصنیف میں بسر کی، سات مرتبہ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے، آخری حاضری ۱۳۴۴ھ میں ہوئی، مدینہ طیبہ میں اقامت فرمالی تھی اور وہیں وفات ہوکر قریب مقابر

Marfat.com

اہل بیت (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جنۃ البقیع میں دفن ہوئے، آپ کی تصانیف یہ ہیں:

بذل المجہود شرح ابی داؤد (۵ مجلدات میں مطبوعہ ہے) مجموعۂ فتاویٰ (۴ جلد) المہند علی المفند، تنشیط الاذان، اتمام النعم علی تبویب الحکم، مطرقۃ الکرامۃ علی مرآۃ الامامہ، ہدایات الرشید، السوال عن جمیع علماء الشیعہ وغیرہ "بذل المجہود" میں نہایت محققانہ محدثانہ تحقیقات تحریر فرمائی ہیں، جن کے باعث کتاب مذکور بہت مقبول ہوئی اور اب نادر الوجود ہے۔ (م ۱۳۴۶ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (مقدمۂ اوجز المسالک ص ۳۷)

حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کی ولادت ۱۲۷۹ھ میں ہوئی، آپ کی ابتدائی تعلیم گلاؤٹھی میں ہوئی، پھر مدرسہ شاہی مراد آباد میں حضرت مولانا محمد حسن صاحب امروہوی (تلمیذ خاص حضرت نانوتویؒ) سے تحصیل کی، اس کے بعد تکمیل کے لئے حضرت نانوتویؒ نے دیوبند بلالیا، جہاں آپ نے شیخ الہندؒ سے بقیہ تعلیم پوری فرمائی اور دورہ حدیث حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر پڑھا، پہلے آپ مدرسہ عربیہ تھانہ بھون میں عرصہ تک پڑھاتے رہے وہاں سے ۱۳۳۰ھ میں دیوبند بلائے گئے اور مدرس ششم مقرر کئے گئے، عموماً تمام کتب فنون کا درس دیتے تھے، مگر خصوصیت سے مشکوٰۃ شریف، جلالین شریف، مختصر معانی اور میر زاہد رسالہ کے درس سے زیادہ شہرت پائی تھی۔

۱۳۱۳ھ سے حضرت گنگوہیؒ نے عہدۂ اہتمام دارالعلوم بھی آپ کے سپرد فرما دیا تھا، جس کو اپ نے نہایت تزک واحتشام سے انجام دیا اور بڑی بڑی شاندار ترقیات آپ کے دور میں ہوئی جن کے لئے آپ نے ملک کے بڑے بڑے سفر بھی کئے اور نہایت کوششیں کیں، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانیؒ کے آپ کے مشیر خاصؒ رفیق کار اور نائب مہتمم تھے، آپ کی وجاہت وسیادت اور ان کی بے نظیر تدبر وسیاست نے مل کر دارالعلوم کو بہت جلد ترقی کے اعلیٰ مدارج پر پہنچادیا، آپ ہی کے دور میں درالعلوم کا یادگار جلسۂ دستار بندی ۱۳۲۸ھ میں ہوا جس میں ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں نے شرکت کی اور ایک ہزار سے زائد فضلاء درالعلوم کی دستار بندی ہوئی تھی۔

آپ نہایت تحقیق سے درس حدیث دیتے تھے، اور حضرت نانوتویؒ کی تمام تصانیف پر

Marfat.com

چونکہ پوری نظر تھی، ان کے مضامین عالیہ بھی پوری تفصیل و وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے، آپ کے اور حضرت نانوتوی کے خاص تلامذہ کے علاوہ ان کی تصانیف عالیہ کو سب سے زیادہ سے سمجھنے والے اور حکمت قاسمیہ پر پوری طرح حاوی حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ تھے، جن کو مولانا عبیداللہ صاحب حضرت نانوتوی کی قوت بیانیہ کا مثل بتلاتے تھے اور ہم لوگوں نے بھی حضرت مولانا عثمانیؒ کی خدمت میں رہ کر یہی اندازہ کیا، دوسرے درجہ میں مولانا عبیداللہ سندھی وغیرہ تھے۔

غرض حضرت حافظ صاحب جامع کمالات علمی و عملی تھے، اور سخاوت، مہمان نوازی و فراخدلی بھی آپ کے اوصاف خاصہ تھے، حضرت علامہ کشمیریؒ اور مولانا سندھیؒ سے نہایت محبت و خلوص تھا، حضرت شاہ صاحبؒ نے ابتدائی دس سال میں دارالعلوم سے تنخواہ نہیں لی تو آپ نے ان کے تمام مصارف اور خورد و نوش کا تکفل بڑی رغبت و شوق سے کیا، مولانا سندھیؒ بھی مدتوں آپ ہی کے مہمان رہے اور حضرت شاہ صاحبؒ کے تو عقد نکاح وغیرہ کی تقریبات بھی آپ نے ہی اپنے اہتمام و مصارف سے نہایت عزت و شان سے انجام دیں، حضرت شاہ صاحبؒ بھی آپ کے علم و فضل، صاحبزادگی اور مکارم اخلاق مخلصانہ روابط کے سبب آپ کی نہایت تعظیم فرماتے تھے۔

آپ چار سال ریاست حیدر آباد دکن کی عدالت عالیہ کے مفتی بھی رہے، ایک ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ کے علاوہ بہت سی رعایات و اعزازات بھی آپ کو حاصل تھے، دیوبند واپس ہونے پر بھی نظام نے نصف تنخواہ پانچ سو روپے تاحیات بطور پنشن جاری کر دیئے تھے۔

نظام دکن آپ کے علم و فضل اور زہد و اتقاء وغیرہ سے بہت متاثر تھے، ایک دفعہ ملاقات میں یہ بھی وعدہ کیا کہ جب دہلی آئیں گے تو دارالعلوم دیوبند کو بھی دیکھیں گے، ۱۳۴۷ھ میں جب ان کے دہلی آنے کی خبر ہوئی تو آپ نے حیدر آباد کا سفر فرمایا کہ نظام کو وعدہ یاد دلا کر دیوبند کے لئے وقت طے کرائیں گے مگر وہاں پہنچ کر علیل ہو گئے اور وفات پائی، نظام نے اپنے مصارف سے مخصوص تیار کردہ قبرستان موسومہ "خطۂ صالحین" میں ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ کو دفن کرایا، (م ۱۳۴۷ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (عظیم مدنی نمبر وغیرہ)

حضرت عزیز الرحمٰن دیوبندی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

مشہور علامۂ زماں، محدث، مفسر اور مفتی اعظم تھے، آپ نے ۱۲۹۸ھ میں تمام علوم و

Marfat.com

فنون سے فراغت حاصل کر کے ایک عرصہ تک میرٹھ میں درس علوم دیا، ۱۳۰۹ھ میں درالعلوم دیو بند کی نیابت اہتمام کے لئے بلائے گئے، ۱۳۱۰ھ سے عہدۂ افتاء سنبھالا اور ۱۳۴۶ھ تک درس تفسیر و حدیث وفقہ کے ساتھ افتاء کی عظیم الشان خدمت انجام دیتے رہے، تقریباً اٹھارہ ہزار فتاویٰ، آپ نے اس عرصہ میں تحریر فرمائے تھے جن کی ترتیب کا کام فاضل محترم مولانا ظفیر الدین صاحب مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیو بند کئی سال سے انجام دے رہے ہیں اور ابواب فقیہ پر مرتب ہو کر درالعلوم کی طرف سے ان کی اشاعت کا اہتمام ہو رہا ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ کتب مبسوط فتاویٰ شامی، عالمگیری وغیرہ کے گویا حافظ تھے، تمام جزئیات فقہ ہر وقت متحضر رہتی تھیں، اسی لئے سفر و حضر میں بلا مراجعت کتب بھی نہایت محققانہ جوابات تحریر فرماتے تھے، علم حدیث میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا، طحاوی شریف، موطاء امام محمدؒ، موطأ امام مالکؒ وغیرہ پڑھاتے تھے، ۱۳۴۷ھ میں جب حضرت شاہ صاحبؒ علالت کے سبب ڈابھیل سے دیو بند تشریف لے آئے تھے تو حضرت مفتی صاحبؒ نے ڈابھیل تشریف لے جا کر بخاری شریف پڑھائی تھی۔ دارالعلوم میں تفسیر جلالین بھی ایک عرصہ تک آپ نے پڑھائی ہے، راقم الحروف نے بھی آپ ہی سے پڑھی ہے، مختصر مگر نہایت منضبط محققانہ تحقیق بیان فرماتے ہیں، بہت ہی بابرکت درس تھا، احقر پر بہت شفقت فرماتے تھے، بسا اوقات اپنے حجرۂ مبارکہ کی کنجی بھی مرحمت فرما دیتے تھے، جس میں بیٹھ کر مطالعۂ کتب کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔

آپ حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ کے خلیفۂ ارشد حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیو بندیؒ مہتمم ثانی دارالعلوم کے ارشد خلفاء میں سے اور سلسلۂ نقشبندیہ کے نہایت ممتاز شیخ وقت تھے، آپ کے مشہور خلیفۂ مجاز حضرت مولانا قاری محمد اسحٰق صاحب تھے، جن کے خلیفۂ ارشد مخدوم حضرت مولانا محمد بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی دام ظلہم ہیں۔

آپ کے بڑے صاحبزادے، مشہور نامور فاضل جلیل مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی دیو بندی دام فیضہم مدیر ندوۃ المصنفین دہلی میں، جن کی علمی خدمات، مکارم و مآثر سے آج کل سب واقف ہیں، چھوٹے صاحبزادے مولانا قاری جلیل الرحمٰن صاحب عثمانی دام ظلہم مدرس درجۂ تجوید دارالعلوم ہیں، (۱۳۴۷ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

Marfat.com

الشیخ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت، سلسلہ نسب و تعلیم

نہایت عظیم القدر محدث، محقق و مدقق، جامع معقول و منقول تھے، آپ کا سلسلۂ نسب حضرت شیخ مسعود نروری کشمیری سے ہے جن کے بزرگوں کا اصل وطن بغداد تھا، وہاں سے ملتان آئے، لاہور منتقل ہوئے، پھر کشمیر میں سکونت اختیار کی۔

آپ نے خود اپنا سلسلۂ نسب اپنی تصانیف نیل الفرقدین و کشف الستر کے آخر میں اس طرح تحریر فرمایا ہے، محمد انور شاہ بن مولانا محمد معظم شاہ بن شاہ عبدالکبیر ابن شاہ عبدالخالق بن شاہ محمد اکبر بن شاہ حیدر بن شاہ محمد عارف بن شاہ علی بن شیخ عبداللہ بن شیخ مسعود نروری اور شیخ مسعود نروریؒ کا سلسلہ نسب یہ ہے: ابن شاہ جنید بن اکمل الدین ابن میمون شاہ بن ہومان شاہ بن شاہ ہرمز، اس طرح حضرتؒ کا سلسلہ نسب حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے خاندان سے ملحق ہو جاتا ہے۔

اس تحقیق کا ماٰخذ حضرتؒ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد معظم شاہ کا منظوم شجرۂ نسب ہے جس کی نقل نیز دوسری تائید تحریرات حضراتؒ کے خاندانی اعزہ کی راقم الحروف کے پاس محفوظ ہیں، حضرتؒ کے بھائی صاحبان اور اولاد کا ذکر آخر میں آئے گا۔

آپ کی ولادت ۲۷ شوال ۱۲۹۲ھ کو بمقام وددان (علاقہ لولاب) ہوئی، آپ کے والد ماجد بہت بڑے عالم ربانی، زاہد و عابد اور کشمیر کے نہایت مشہور خاندانی پیر و مرشد تھے، آپ نے قرآن مجید اور بہت سی فارسی و عربی کی درسی کتابیں والد صاحب سے پڑھیں، پھر کشمیر و ہزارہ کے دوسرے علماء کبار سے تحصیل کے بعد ۱۳۰۸ھ میں تکمیل کے لئے دیوبند تشریف لائے۔

دیوبند کا قیام

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ جب دیوبند تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد قاضی میں فروکش ہوئے جس میں حضرت سید صاحب بریلویؒ قدس سرہٗ نے قیام فرمایا

Marfat.com

تھا (یہ دیوبند کی بہت قدیم مسجد ہے اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبۂ مبارک بھی مدتوں تک رہا ہے) حضرت شاہ صاحبؒ کا ابتداء میں اہل دیوبند یا مدرسے والوں میں سے کسی سے تعارف نہ تھا، کئی وقت تک کچھ نہ کھایا نہ اپنا حال کسی سے بتلایا تو متولی مسجد مذکور ممبر احمد حسن صاحب تھے، انہوں نے اس نوعمر صاحبزادے کے چہرۂ انور پر فاقہ کے آثار محسوس کئے، تو پوچھا کہاں سے اور کس غرض سے آنا ہوا، آپ نے فرمایا کہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب سے پڑھنے کے لئے کشمیر سے آیا ہوں، انہوں نے کھانا کھلایا اور حضرت مولانا قدس سرہٗ کی خدمت میں لے گئے، حضرتؒ نے آپ پر بہت شفقت فرمائی اور اپنے پاس ٹھہرایا، آپ نے حضرت شیخ الہندؒ سے بخاری، ترمذی، ابوداؤد اور ہدایہ اخیرین پڑھیں، دارالعلوم سے کامل فراغت کے بعد حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں پہنچے اور سند حدیث کے علاوہ فیوض باطنی سے بھی پوری طرح مستفید اور مجاز بیعت ہوئے، دارالعلوم سے سنۂ فراغت ۱۳۱۲ھ ہے۔

دہلی وغیرہ کا قیام

پھر کچھ عرصہ بجنور میں مولانا مشیت اللہ صاحب مرحوم کے پاس قیام فرمایا، وہاں سے دہلی جا کر مدرسہ امینیہ قائم کیا، اس میں ۴، ۵ سال درس علوم دیا، ۲۰ھ میں اپنے وطن کشمیر تشریف لے گئے اور مدرسہ فیض عام کی تاسیس کی، وہاں بھی درس دیتے رہے، ۲۳ھ میں اعیان کشمیر کے ساتھ حج بیت اللہ وزیارت مقدسہ کے لئے حرمین شریفین حاضر ہوئے اور دونوں جگہ کافی دن قیام فرما کر روحانی برکات وفیوض کے ساتھ وہاں کے علمی کتب خانوں سے کامل استفادہ کیا، وطن واپس ہو کر چند سال افادۂ ظاہر وباطن فرماتے رہے۔

دیوبند تشریف آوری

۱۳۲۷ھ میں بہ عزم ہجرت حرمین شریفین وطن سے روانہ ہو کر دیوبند تشریف لائے کہ ہجرت شیخ الہندؒ اور دیگر اکابر سے مل لیں، مگر حضرتؒ نے آپ کو دارالعلوم کی درسی خدمات انجام دینے کے لئے روک لیا، آپ نے حضرت الاستاذ کے حکم کی تعمیل فرمائی، پہلے چند سال تک بغیر مشاہرہ کے کتب حدیث کا درس دیتے رہے اور ہجرت کا ارادہ اپنے دل میں بدستور محفوظ ومستور رکھا، پھر جب اکابر اصرار سے تاہل کی زندگی اختیار فرمائی تو تنخواہ لینے لگے تھے۔

Marfat.com

صدر نشینی علیحدگی و تعلق جامعہ ڈابھیل (سورت)

۳۴۳ھ میں جب حضرت شیخ الہند نے سفر حجاز کا عزم فرمایا تو اپنی جانشینی کے فخر و امتیاز سے آپ کو مشرف فرمایا، چنانچہ آپ نے یکسوئی کے ساتھ ۱۳ سال صدارت بھی فرمائی اور ہزاروں تشنگان علوم کو سیراب کیا، ۴۶ھ میں آپ نے نظام دار العلوم میں چند اہم اصلاحات چاہیں جن کو اس وقت کے ارباب اقتدار نے منظور نہ کیا تو آپ مع اپنے ہم خیال اصلاح پسند حضرات کے در العلوم کی خدمات سے بطور احتجاج کنارہ کش ہو گئے، ان حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں: حضرت مفتی اعظم شیخ طریقت مولانا عزیز الرحمٰن صاحبؒ، جامع معقول و منقول حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت علامہ سراج احمد صاحب، رشیدیؒ، مولانا سید محمد ادریس صاحب سکھروڈویؒ، حضرت مولانا محمد بدر عالم صاحب دام ظلہم، حضرت مجاہد ملت مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب دام ظلہم، حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی دام ظلہم، مولانا محمد یحییٰ صاحب تھانوی دام ظلہم، ان سب حضرات نے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (سورت) کی علمی سندوں کو زینت بخشی۔ (م ۱۳۵۲ھ)

حضرت شاہ صاحب کے درس حدیث کی خصوصیات

حضرت الاستاذ المحترم مولانا العلام محمد ادریس صاحب کاندھلوی دام ظلہم سابق استاذ دار العلوم حال شیخ الحدیث جامع اشرفیہ لاہور نے تحریر فرمایا کہ حضرتؒ کے درس کی شان عجیب تھی جس کو اب دکھلانا تو ممکن نہیں، البتہ بتلانا کچھ ممکن ہے۔

(۱) درس حدیث میں سب سے اول اور زیادہ توجہ اس طرف فرماتے تھے کہ حدیث نبوی کی مراد باعتبار قواعد عربیت و بلاغت واضح ہو جائے، حدیث کی مراد کو علمی اصطلاحات کے تابع بنانے کو بھی پسند نہ فرماتے تھے، کیونکہ اصطلاحات بعد میں پیدا ہوئیں اور حدیث نبوی زماناً و رتبۃً مقدم ہے، حدیث کو اصطلاح کے تابع کرنا خلاف ادب ہے، چنانچہ اس ناچیز نے ''التعلیق الصبیح'' میں بھی اسی ہدایت کو ملحوظ رکھا اور حافظ تورپشتی و علامہ طیبی کی شروح سے بھی تمام لطائف و نکات اخذ کر کے اپنی شرح میں درج کیے ہیں۔

Marfat.com

(۲) خاص خاص مواضع میں حدیث نبوی کا مآخذ قرآن کریم سے بیان فرماتے اور اسی مناسبت سے بہت سی مشکلات قرآنیہ کو حل فرمادیتے تھے۔

(۳) حسب ضرورت اسماء الرجال پر کلام فرماتے، خصوصاً جن رواۃ کے بارے میں محدثین کا اختلاف ہوتا، تو اس جرح وتعدیل کے اختلاف کو نقل کر کے اپنی طرف سے ایک قول فیصل بتلادیتے کہ یہ راوی کس درجہ میں قابل قبول ہے، اس کی روایت حسن کے درجہ میں ہے یا صحیح کے یا قابل رد ہے، یا قابل اغماض یا لائق مسامحت؟ اور اغماض ومسامحت میں جو فرق ہے وہ اہل علم سے مخفی نہیں، زیادہ تر فیصلہ کا طریقہ یہ بھی رکھتے کہ جب کسی راوی کی جرح وتعدیل میں اختلاف ہوتا تو یہ بتلادیتے کے یہ راوی ترمذی کی فلاں سند میں واقع ہے اور امام ترمذیؒ نے اس روایت کی تحسین یا تصحیح فرمائی ہے۔

(۴) فقہ الحدیث پر جب کلام فرماتے تو اولاً آئمہ اربعہ کے مذاہب نقل فرماتے اور پھر ان کے وہ دلائل بیان فرماتے جو ان مذاہب کے فقہا کے نزدیک سب سے زیادہ قوی ہوتے پھر ان کا شافی جواب اور امام اعظم کے مسلک کی ترجیح بیان فرماتے تھے۔

حنفیت کے لئے استدلال وترجیح میں کتاب وسنت کے تبادر اور سیاق وسباق کو پورا ملحوظ رکھتے اور اس بات کا خاص لحاظ رکھتے کہ شریعت کا منشاء ومقصد اس بارے میں کیا ہے، اور یہ حکم خاص شریعت کے احکام کلیہ کے تو خلاف نہیں، شریعت کے مقاصد کلیہ کو مقدم رکھتے اور احکام جزئیہ میں اگر بے تکلف توجیہ ممکن ہوتی تو کرتے ورنہ قواعد کلیہ کو ترجیح دیتے جو طریقہ فقہا کرام کا ہے۔

(۵) نقل مذاہب میں قدماء کی نقول پیش فرماتے اور ان کو متاخرین کی نقول پر مقدم رکھتے، آئمہ اجتہاد کے اصل اقوال پہلے نقل فرماتے پھر مشائخ کے اقوال ذکر فرماتے تھے۔

(۶) مسائل خلافیہ میں تفصیل کے بعد یہ بھی بتلادیتے کہ اس مسئلہ میں میری رائے یہ ہے، گویا وہ ایک قسم کا فیصلہ ہوتا جو طلبہ کے لئے موجب طمانیت ہوتا۔

(۷) درس بخاری میں تراجم کے حل کی طرف خاص توجہ فرماتے، اولاً بخاری کی غرض ومراد واضح فرماتے بہت سے مواقع میں حل تراجم میں شارحین کے خلاف مراد منقح فرماتے تھے، ثانیاً یہ بھی بتلاتے کے اس اس ترجمۃ الباب میں امام بخاری نے آئمہ اربعہ میں سے

Marfat.com

کس امام کا مذہب اختیار فرمایا اور پوری بخاری آپ سے پڑھنے کے بعد واضح ہوتا کہ سواء مسائل مشہورہ کے اکثر جگہ امام بخاری نے امام ابوحنیفہؒ اور امام مالک کی موافقت کی ہے۔

(۸) حافظ ابن حجر عسقلانی چونکہ امام شافعی کے مقلد ہیں، اس لئے امام شافعی کی تائید میں جابجا امام طحاوی کے اقوال اور استدلال نقل کر کے اس امر کی پوری سعی کرتے ہیں کہ امام طحاوی کا جواب ضرور ہو جائے، بغیر امام طحاوی کا جواب دیئے گزرنے کو حافظ عسقلانی یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے حق شافعیت ادا نہیں کیا، درس میں حضرت شاہ صاحب کی کوشش یہ رہتی تھی کہ مسائل فقیہ میں بغیر حافظ کا جواب دیئے نہ گزریں۔

(۹) اسرار شریعت میں شیخ محی الدین بن عربی اور شیخ عبدالوہاب شعرانی کا کلام زیادہ فرماتے تھے۔

(۱۰) درس کی تقریر موجز و مختصر مگر نہایت جامع ہوتی تھی (جس سے ذی علم مستفید ہوسکتے تھے) ہر کس و ناکس کی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی۔

محدثین سلف کی یاد

خلاصہ یہ کہ آپ کے درس میں بیٹھ کر محدثین سلف کی یاد تازہ ہوتی تھی، جب متون حدیث پر کلام فرماتے تو یہ معلوم ہوتا کہ امام طحاوی یا بخاری و مسلم بول رہے ہیں، فقہ الحدیث میں بولتے تو امام محمد بن الحسن الشیبانی معلوم ہوتے، حدیث کی بلاغت پر گویا ہوتے تو تفتازانی و جرجانی کا خیال گزرتا، اسرار شریعت بیان فرماتے تو ابن عربی و شعرانی کا گمان ہوتا تھا، انتہی ماافادہ الاستاد الجلیل المحدث النبیل الکاندھلوی دامت فیضوہم۔

الشیخ المحدث ابوالعلی محمد عبدالرحمٰن المبارک پوریؒ

علماء اہل حدیث میں سے عالی مرتبت عالم محدث تھے آپ کی کتاب تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی شریف چار جلدوں میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے، نیز "تحقیق الکلام فی وجوب القرأۃ خلف الامام" دو حصوں میں شائع ہو چکی ہے۔

مولاناؒ کی علمی حدیثی خدمات نہایت قابل قدر ہیں، جس طرح شیخ محدث علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ کی حدیثی خدمات شرح ابی داؤد اور تعلیقات دار قطنی وغیرہ عظیم المرتبت ہیں،

Marfat.com

مگر مسائل خلافیہ میں جو بیجا تعصب، تنگ نظری و ناانصافی سے ان دونوں حضرات نے کام لیا ہے وہ ان کے شایان شان نہ تھا، مثلاً مقدمہ تحفۃ الاحوذی فصل سابع میں ''شیوع علم الحدیث فی ارض الہند'' کے تحت لکھا کہ ''حضرت شاہ اسحٰق صاحبؒ نے ہجرت فرمائی تو اپنا جانشین فرد زماں، قطب اداں، شیخ العرب والعجم مولانا نذیر حسین صاحبؒ کو بنایا''۔ (م ۱۳۵۳ھ)

الشیخ المحدث ابوسعید محمد عبدالعزیز بن مولانا محمد نور حنفیؒ

گوجرانوالہ (پنجاب) کے مشہور علامہ محدث تھے، حدیث میں حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ کے تلمیذ تھے، حضرت مرشد مولانا حسین علی صاحب نقشبندیؒ سے تلمذ حدیث و بیعت سلوک دونوں کا شرف حاصل تھا، آپ نے ''نبراس الساری علی الطرف البخاری'' کی تالیفات کی جس کی ابتداء اپنے حدیثی شغف کے تحت کی تھی، مگر تکمیل حضرت پیر مرشد موصوفؒ اور حضرت شاہ صاحب علامہ کشمیریؒ کے ارشاد پر کی کیونکہ اس اہم حدیثی خدمت کی طرف ان دونوں حضرات کو بڑی توجہ تھی۔ آپ نے اس قیمتی تالیف میں صحیح بخاری شریف کا مکمل انڈکس بنادیا ہے جس کے ایک حدیث کے متعدد ٹکڑوں کو جو مظان وغیر مظان میں درج ہوئے ہیں باب وصفحہ سے فوراً دریافت کیا جاسکتا ہے، اور ساتھ ہی فتح الباری وعمدۃ القاری کے حوالے بھی درج کیے ہیں، اس کی کتابت بھی آپ نے خود ہی کی تھی، تاکہ کتاب پیشہ ور کاتبوں کی اغلاط سے محفوظ رہے، افسوس ہے کہ کتاب مذکور اب نادر ونایاب ہے، تقریباً ایک سال کی تلاش کے بعد راقم الحروف کو اس کا ایک نسخہ دستیاب ہوسکا۔

نصب الرایہ للزیلعی (مطبوعہ مصر) شائع کردہ مجلس علمی ڈابھیل کی بھی تصحیح وتحشیہ ابتداء میں آپ نے ہی کیا تھا جس کے لئے راقم الحروف نے گوجرانوالہ حاضر ہوکر گفتگو کی تھی، (متوفی ۱۳۵۹ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

الشیخ حکیم الامۃ مولانا اشرف التھانوی حنفی قدس سرہ

مشہور ومعروف عالم ربانی، علامہ محدث، مفسر، فقیہ وشیخ طریقت تھے، ولادت ماہ ربیع

Marfat.com

الآخرہ ۱۲۸۰ھ میں ہوئی، حفظ قرآن وتکمیل فارسی کے بعد ابتدائی عربی تعلیم حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانویؒ سے حاصل کی جو جامع علوم ظاہری وکمالات باطنی تھے، ان کی صحبت مبارکہ کا ادنیٰ اثر یہ تھا کہ آپ بچپن سے ہی تہجد پڑھنے لگے تھے، تکمیل کے لئے آپ ذی قعدہ ۱۲۹۵ھ میں دارالعلوم دیوبند پہنچے اور پانچ سال وہاں رہ کر ۱۳۰۱ھ میں بعمر بیس سال تمام علوم سے فراغت حاصل کی، آپ نے زیادہ کتابیں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ اور حضرت مولانا شیخ الہندؒ سے پڑھی ہیں لیکن حضرت نانوتوی کے درس جلالین میں بھی کبھی کبھی شرکت کرتے تھے۔

۱۳۰۱ھ کے آخر میں اہل کانپور کی درخواست پر مدرسہ فیض عام کانپور کے صدر مدرس ہوئے، کچھ عرصہ بعد آپ نے مدرسہ جامع العلوم قائم کیا اور اس کی صدارت فرمائی، اس طرح تقریباً ۱۴ سال درس وتدریس میں مشغول رہے، ۱۳۱۵ھ میں ترک ملازمت کر کے تھانہ بھون کی خانقاہ امدادیہ کو آباد کیا ۱۲۹۹ھ میں بحالت قیام دیوبند ذریعہ خط شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے تھے، دو بار حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے اور دوسری بار حج کے بعد ۶ ماہ حضرت حاجی صاحبؒ کی صحبت میں رہ کر کمالات باطنی سے دامن بھرا، حضرت گنگوہیؒ آپ سے فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے حاجی صاحب کا کچا پھل پایا تھا، تم نے پکا پھل پایا اور کامیاب ہوئے۔

غرض نے آپ نے ۴۷ سال تک مسند تلقین وارشاد پر متمکن رہ کر ایک عالم کو اپنے فیوض ظاہری وباطنی سے سیراب کیا، آپ کے بے شمار مواعظ حسنہ لاعداد ملفوظات طیبہ اور کثیر تعداد تصانیف قیمہ کی روشنی سے شرق وغرب روشن ہو گئے، لاکھوں قلوب آپ کے فیض باطن سے جگمگا اٹھے، عوام وخواص، علماء واولیاء سب ہی نے آپ سے فیض پایا، مفصل حالات ومناقب کے لئے آپ کی مطبوعہ سوانح کی طرف رجوع کیا جائے، یہاں تذکرۂ محدثین کی مناسبت سے آپ کی حدیثی تصانیف وخدمات کا ذکر ضروری ہے، جامع الآثار، تابع الآثار، حفظ اربعین، المسلک الذکی، اشواب الحلی، اطفاء الفتن، موخرۃ الظنون، الادرک والتواصل الی حقیقۃ الاشراک والتوسل وغیرہ۔ ''اعلاء السنن'' (احادیث احکام کا نہایت عظیم القدر مجموعہ) ۲۰ جلد میں آپ ہی کے ارشاد پر حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی دام

Marfat.com

ظلہم نے مرتب فرمایا، جس میں سے ایک مقدمہ اور گیارہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

حضرت تھانویؒ قدس سرہ کی زندگی کا ایک نہایت روشن پہلو آپ کے بلند پایہ اصلاحی و تجدیدی کارنامے بھی ہیں، آپ مسلمانوں کے عقائد و عبادات کی تصحیح کے ساتھ ان کے اخلاق، معاملات، معاشرت و عملی زندگی کی اصلاحات پر بھی پوری توجہ صرف ہمت فرماتے تھے جو صرف آپ ہی کا حصہ تھا، اس سلسلہ میں ایک نہایت جامع کتاب "حیات المسلمین" کے نام سے تالیف فرمائی جس میں قرآن مجید احادیث نبویہ کی روشنی میں مسلمانوں کی دینی و دنیاوی فلاح و ترقی کا مکمل پروگرام مرتب فرمایا اور اس کتاب کو آپ اپنی دوسری کتابوں سے زیادہ ذریعۂ نجات ہونے کی امید کرتے تھے۔ (م ۱۳۶۲ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ ومتعنا بعلومہ المھمۃ النافعۃ۔

الشیخ المحدث مولانا حسین علی نقشبندی حنفی قدس سرہ

آپ حضرت مولانا گنگوہیؒ کے تلمیذ حدیث، حضرت مولانا محمد مظہر صاحب نانوتویؒ کے تلمیذ تفسیر، حضرت خواجہ محمد عثمان صاحبؒ کے خلیفۂ مجاز، پنجاب کے مشہور و معروف مقتدا و شیخ طریقت تھے، تقریباً پچاس سال تک اپنی خانقاہ واں بھچراں میں درس قرآن و حدیث اور آفادۂ باطنی کے مبارک مشاغل میں منہمک رہے، دن ورات اکثر اوقات تعلیم و تربیت سے معمور رہتے تھے۔

راقم الحروف کو بھی حضرت الاستاد شاہ صاحب قدس سرہٗ کے ارشاد پر آپ کی خدمت میں حاضری، بیعت اور ۲۲، ۲۳ روز قیام کر کے قرآن مجید کا مکمل ترجمہ پڑھنے اور دوسرے استفادات کا شرف حاصل ہوا ہے، طلبہ و مسترشدین پر حد درجہ شفیق تھے، راقم الحروف نے آپ کے تفسیری فوائد قلمبند کئے تھے اور ملفوظات گرامی بھی۔

یاد پڑتا ہے کہ ایک روز فرمایا کہ خواب میں دیکھا کہ حشر کا میدان ہے، نفسی نفسی کا عالم ہے، سخت اضطراب و پریشانی کا وقت، کہ سامنے سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نمودار ہوئے، میری زبان سے نکلا "ارحم امتی بامتی ابوبکر" کہ ان کی شان رحم و کرم سے استفادہ کروں، اتنے میں حضرت عمرؓ تشریف لائے اور مجھے ساتھ لے کر تمام ہولناک منازل سے بخیر و خوبی گزار دیا"۔ اس کی کوئی تشریح یا تعبیر حضرت نے اس وقت نہیں فرمائی مگر اپنے ذہن نے جو

Marfat.com

مطلب اس وقت تک اخذ کیا اور اب تقریباً ۴۲ سال کے بعد بھی اس کی حلاوت بدستور باقی ہے، یہ کہ تم جیسوں کیلئے عمر بھی ابوبکر ہی کی شان رکھتا ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

ایک روز بعد عشاء، طلبہ حدیث مطالعہ کررہے تھے، رفع سبابہ کے مسئلہ میں ایک طالب علم سے میری بحث ہوگئی اور ''العرف الشذی'' سے میں نے استدلال کیا، اسی اثناء میں حضرتؒ بھی تشریف لے آئے اور ہماری بحث میں بے تکلف شریک ہوگئے، میں بدستور رفع کے دلائل پیش کرتا رہا اور حضرتؒ اسی طالب علم کی امداد کرتے رہے اور اصلاً کسی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا، حضرتؒ کی اس سادگی وشفقت کا جب بھی خیال آجاتا ہے تو بڑی ندامت بھی ہوتی ہے کہ ایسی جرأت کیوں کی تھی۔

جب تک رہا حضرتؒ خصوصی شفقت فرماتے رہے، کھانے کا بھی خاص اہتمام فرمایا تھا، رخصت کے وقت بستی سے کچھ دور تشریف لائے اور اجازت بیعت بھی مرحمت فرمائی، مکاتبت سے بھی ہمیشہ مشرف فرماتے رہے۔

آپ نے حضرت گنگوہیؒ کی تقریر درس مسلم شریف ارو تقریر درس بخاری شریف مرتب فرمائی تھیں جو شائع شدہ ہیں، تلخیص الطحاوی بھی آپ کی نہایت مفید تالیف ہے، وہ بھی چھپ چکی ہے، الحمدللہ یہ تالیفات راقم الحروف کے پاس موجود ہیں اور ان کے افادات قارئین ''انوار الباری'' کی خدمت میں پیش ہوں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (م ۱۳۶۴ھ)

رحمه الله رحمة واسعة و متعنا بعلومه و فيوضه۔

العلامہ المحدث السید اصغر حسین دیوبندی حنفی رحمہ اللہ

حضرت میاں صاحب کے نام سے شہرت پائی، بڑے، محدث، فقیہ عابد وزاہد تھے، ۱۳۱۸ھ میں علوم سے فراغت پائی تھی پھر آخر عمر تک دارالعلوم میں ہی حدیث پڑھاتے رہے، آپ پر شان جلال کا غلبہ تھا، فن عملیات کے بھی ماہر کامل تھے، بہت سی مفید علمی تصانیف کیں، حدیث میں اپنے استاذ حضرت شیخ الہندؒ کی تقریر درس ترمذی شریف کو بہترین اسلوب سے اردو میں مرتب کیا جو ''الورد الشذی علی جامع الترمذی'' کے نام سے شائع ہوگئی ہے۔ (م ۱۳۶۴ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

Marfat.com

العلامۃ المحدث مولانا شبیر احمد العثمانی دیوبندی حنفیؒ

بڑے جلیل القدر محدث، مفسر، جامع معقول ومنقول، سحر بیان متکلم، عالی قدر مصنف و انشاپرداز، میدان سیاست کے بطل جلیل، زاہد، عابد وتقویٰ شعار تھے، آپ نے ۱۳۲۵ھ میں علوم سے فراغت حاصل کی، پہلے مدرسہ عالیہ فتح پوری کے صدر نشین ہوئے، پھر سالہا سال دارالعلوم دیوبند میں درس حدیث دیا، مسلم شریف کے درس کی نہایت شہرت تھی، ۱۳۴۶ھ کی تحریک اصلاح دارالعلوم میں حضرت شاہ صاحبؒ حضرت مفتی صاحبؒ و دیگر اکابر واساتذہ کی پوری ہمنوائی کی، ڈابھیل تشریف لے گئے اور جامعۂ گجرات کی مسند درس حدیث کو زینت بخشی، آپ ہمیشہ جمعیۃ علماء ہند کے مسلک پر گامزن رہے، لیکن آخر زمانہ میں نظریۂ تقسیم میں آپ مسلم لیگ کے حامی ہوگئے تھے، اس لئے پاکستان کی سکونت اختیار فرمالی تھی وہاں بھی گرانقدر علمی، مذہبی وسیاسی خدمات انجام دیں۔

بقول مولانا عبیداللہ صاحب سندھی آپ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی قوت بیانیہ کے مثل تھے، تقریر وتحریر دونوں لاجواب تھیں جس موضع پر قلم اٹھایا اس کا حق ادا کر گئے، بہت سی تصانیف کیں، ان میں سے تفسیری فوائد قرآن مجید اور فتح الملہم شرح صحیح مسلم محققانہ شان کے اعتبار سے شاہکار ہیں۔

راقم الحروف کی قیام مجلس علمی ڈابھیل کے زمانہ میں سالہا سال قرب وحاضری کا شرف رہا ہے اور اس زمانہ میں آپ کے بہت سے مواعظ وملفوظات عالیہ بھی قلمبند کئے تھے، خدا نے ہمت وتوفیق دی تو ان کو کسی وقت شائع کرنے کی بھی سعادت حاصل کی جائے گی۔ (م۱۳۶۹ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ و متعنا اللہ بعلومہ النافعہ۔

العلامۃ الحاشۃ الشہیر الشیخ محمد زاہد الکوثری حنفیؒ

مشہور ومعروف محقق مدقق، جامع العلوم والفنون تھے، ترکی خلافت کے زمانہ میں آپ وکیل المشیخۃ الاسلامیہ، معہد تخصص تفسیر وحدیث میں استاذ علوم

Marfat.com

قرآنیہ، قسم شرعی جامعہ عثمانیہ، استنبول میں استاذ فقہ و تاریخ فقہ اور دار الثقافۃ الاسلامیہ استنبول میں استاذ ادب و عربیت رہے تھے، مصطفیٰ کمال کے لادینی فتنہ کے دور میں استنبول چھوڑ کر مصر آئے اور آخر وقت تک وہیں رہے۔

زمانہ قیام مصر میں بڑے بڑے علمی معرکے سر کئے، صراحت وحق گوئی میں نام کر گئے، مطالعۂ کتب اور وسعت معلومات میں بے نظیر تھے، استنبول کے چالیس بیالیس نوادر مخطوطات کے کتب خانوں کو پہلے ہی کھنگال چکے تھے، پھر دمشق و قاہرہ کے نوادر مخطوطات عالم کو بھی سینہ میں محفوظ کیا تھا، حافظہ و استحضار حیرت انگیز تھا، کثرت مطالعہ، استحضار و تبحر، للّٰہیت و خلوص، تقویٰ و دیانت میں حضرت شاہ صاحب (علامہ کشمیریؒ) کے گویا ثانی تھے۔

جس زمانہ میں راقم الحروف اور محترم فاضل جلیل مولانا محمد یوسف بنوری کا قیام نصب الرایہ اور فیض الباری وغیرہ طبع کرانے کے لئے مصر میں تھا تو علامہ موصوف سے اکثر و بیشتر اتصال رہا، استفادات بھی کئے، ایسی صورتیں اب کہاں؟ حضرت شاہ صاحبؒ کے علامہ کوثری کا مل جانا ہم لوگوں کے لئے نہایت عظیم القدر نعمت غیر مترقبہ تھی۔

حضرت علامہ کے یہاں ہم لوگ حاضر ہوتے تھے اور حضرت بھی کمال شفقت و رأفت سے ہماری قیام گاہ پر تشریف لاتے تھے، نصب الرایہ پر تقدمہ لکھا اور اس کے رجال کی تصحیح فرمائی یہ اور اس قسم کے جتنے علمی کام کئے ہیں، کبھی کسی پر معاوضہ نہیں لیا، حسبۃً اللہ علمی خدمات کرتے تھے، بیسیوں کتابوں پر نہایت گرانقدر تعلیقات لکھ کر شائع کرائیں جس موضوع پر قلم اٹھایا اس کی تحقیق بطور "حرف آخر" کر گئے، اپنی کتابوں میں اکثر حوالے صرف مخطوطات نادرہ کے ذکر کرتے ہیں اور غالباً یہ سمجھ کر کہ مطبوعات تو سب نے ہی دیکھ لی ہوں گی ان کے حوالوں کی کیا ضرورت؟

آپ کی تالیفات و تعلیقات میں سے چند اہم یہ ہیں: ابداء وجوہ التعدی فی کامل ابن عدی، نقد کتاب الضعفاء للعقیلی، التعقب الحثیث لما ینفیہ ابن تیمیہ من الحدیث، البحوث الوفیہ فی مفردات ابن تیمیہ، صفعات البرہان علی صفحات العدوان، الاشفاق علی احکام الطلاق، بلوغ المانی فی سیرۃ الامام محمد الشیبانی، التحریر الوجیز فیما یبتغیہ المستجیز، تانیب الخطیب علیما ساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفۃ من الاکاذیب، احقاق الحق بابطال الباطل، فی مغیث الخلق،

Marfat.com

تذھیب التاج اللجینی فی ترجمہ البدر العینی، الاہتمام بترجمۃ ابن الہمام، الحاوی فی سیرۃ الامام لاطحاوی، النکت الطریفۃ فی التحدث عن رودو ابن ابی شیبہ علی ابی حنیفہ، لحات النظر فی سیرۃ الامام، زفر، الترحیب بنقد التانیب، تقدمہ نصب الرایہ، تعلیق الغرۃ المنیفہ، تعلیق ودفع شبہ التشبیہ لابن الجوزی، تعلیقات علی ذیول طبقات الحفاظ للحسینی وابن فہد والسیوطی، تعلیق الانتصار والترجیح المذہب الصحی بسط ابن الجوزی، التعلیقات المہمۃ علی شروط الائمۃ للمقدسی والحازمی، تعلیق الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء۔

"مقالات الکوثری" کے نام سے آپ کے بلند پایہ علمی مضامین کا مجموعہ بھی چھپ گیا ہے جس کے شروع میں محترم فاضل مولانا محمد یوسف صاحب بنوری دام ظلہم کا مقدمہ بھی ہے، جس میں علامہ کوثری کے علوم و معارف کا بہترین طرز میں تعارف کرایا ہے اور دوسرے حضرات علماء مصر نے علامہ کی زندگی کے دوسرے حالات تفصیل سے نقل کئے ہیں۔

نہایت مستغنی مزاج تھے، شیخ جامع ازہر مصطفیٰ عبدلرزاق نے سعی کی تھی کہ جامع ازہر میں درس حدیث کی قدیم روایات کو زندہ کریں اور شیخ کوثری کو اس خدمت کے لئے آمادہ کرنا چاہا مگر آپ نے منظور نہ فرمایا۔ (م ۱۳۷۱ھ) رحمه الله رحمة واسعة و متعنا بعلومه۔

العلامۃ مفتی کفایت اللہ شاہجہان پوری حنفیؒ

حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ میں سے نہایت بلند پایہ صاحب فضل و کمال محقق محدث اور جامع معقول و منقول تھے، ۱۳۱۴ھ میں آپ نے دار العلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی اور مدرسہ امینیہ دہلی میں آخر عمر تک افتاء و درس حدیث کی خدمات انجام دیتے رہے، جمعیۃ علماء ہند کی تاریخ کا نہایت اہم اور زرین دور آپ کے غیر معمولی سیاسی تفوق و تدبر سے وابستہ ہے، بلا کے ذہین و ذکی، دوررس معاملہ فہم تھے، ہندوستان کی تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کے مقابلے میں جمعیۃ علماء ہند کے عز و وقار کو اونچے سے اونچا رکھنے میں کامیاب ہوئے، حدیث کے ساتھ فقہ پر بڑی گہری نظر تھی اس لئے اپنے وقت کے مفتی اعظم کہلائے، بہت سی مفید تصانیف کیں، زہد و اتقاء اور استغناء الاغنیاء میں بھی بے مثال تھے، (م ۱۳۷۲ھ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

Marfat.com

العلامة محدث ظہیر احسن انیموی عظیم آبادی حنفیؒ

مشہور و معروف جلیل القدر محدث تھے، محدثانہ رنگ میں بلند پایہ کتابیں مختلف فیہ مسائل میں تالیف کیں، جو طبقۂ علماء میں نہایت مقبول ہوئیں، ایک جامع کتاب آثار السنن کے نام سے لکھی جس میں مسلک احناف کی قوی احادیث جمع کیں، آپ نے خود اپنی بعض مؤلفات میں تحریر فرمایا کہ "بلوغ المرام یا مشکوٰۃ شریف جو ابتداء میں پڑھائی جاتی ہیں، ان کے مؤلف شافعی المذہب تھے اور ان کی کتابوں میں زیادہ وہی احادیث ہیں جو مذہب امام شافعی کی مؤید اور مذہب حنفی کے خلاف ہیں اس کی وجہ سے اکثر طلبہ مذہب حنفی سے بدعقیدہ ہو جاتے ہیں، پھر جب صحاح ستہ پڑھتے ہیں تو ان کے خیالات اور بھی بدل جاتے ہیں، علماء حنفیہ نے کوئی کتاب قابل درس ایسی تالیف نہیں کی جس میں مختلف کتب احادیث کی احادیث ہوں جن سے مذہب حنیف کی تائید ہوتی ہو، پھر بیچارے طلبہ ابتداء میں پڑھیں تو کیا؟ اور ان کے عقائد درست رہیں تو کیونکر؟ آخر بیچارے غیر مقلد نہ ہو؟ فقیر نے ان ہی خیالات سے حدیث شریف میں تالیف "آثار السنن" کی بنا ڈالی ہے"۔

آپ نے کتاب صلوٰۃ تک دو جلدیں تالیف فرمائی تھیں جو کئی بار شائع بھی ہو چکی ہیں، دوران تالیف میں حسب مشورہ حضرت شیخ الہند، مسودات حضرت الاستاذ العلامہ کشمیریؒ کے پاس بھیجتے اور حضرت شاہ صاحبؒ بعد اصلاح و اضافہ واپس فرماتے تھے

اس طرح یہ جلیل القدر تالیف دو آتشہ ہو کر تیار ہو رہی تھی مگر افسوس ہے کہ اس کی تکمیل مقدر نہ تھی، کتاب مذکور کے مطبوعہ نسخہ پر بھی حضرت شاہ صاحبؒ نے بہت بڑی تعداد میں تعلیقات لکھیں، جن کی وجہ سے یہ مجموعہ نہایت بیش قیمت حدیثی ذخیرہ بن گیا ہے۔

حدیث نبوی و علوم انوری کے عاشق صادق محترم مولانا محمد بن موسیٰ میاں صاحب افریقی دام ظلہم نے حضرت شاہ صاحبؒ کے نسخہ مذکورہ کو لندن بھیج کر اس کے فوٹو سٹیٹ نسخے تیار کرا کر علماء و مدارس کو بھیج دیئے ہیں، اگر کتاب آثار السنن ان تعلیقات انوری کے ساتھ مرتب و مزین ہو کر شائع ہو جائے تو امید ہے کہ آخر کتاب الصلوٰۃ کے مسائل

Marfat.com

کی محدثانہ تحقیق حرف آخر ہو کر منظر عام پر آجائے گی کام بڑا اہم ہے، کاش! حضرت کے خصوصی تلامذہ اور اصحاب خیر توجہ کریں۔ راقم الحروف بھی اس کے علمی حدیثی نوادر کو انوار الباری میں پیش کرنے کا حوصلہ کر رہا ہے۔ واللہ الموفق المعین۔

علامہ مبارک پوری نے آثار السنن کے مقابلہ میں ابکار المنن لکھی اور اپنے تحفۃ الاحوذی وغیرہ کے طرز خاص سے بہت سی بے جان چیزیں پیش کیں یہاں موقع نہیں ورنہ اس کے کچھ نمونے درج کیے جاتے، والسلام علیٰ من اتبع الہدایٰ۔

العلامۃ مولانا محمد اشفاق الرحمٰن کاندھلوی حنفیؒ

مدرسہ اشرفیہ دہلی کے صدر مدرس، حدیث وفقہ کے فاضل محقق تھے، مدتوں درس حدیث دیتے رہے اور ایک حدیثی تالیف ''الطیب الشذی فی شرح الترمذی'' نہایت محققانہ طرز پر لکھی جس کی جلد اول مطبعہ خیریہ (مصریہ) میرٹھ سے عربی ٹائپ میں چھپ کر شائع ہوئی، اس پر حضرت تھانویؒ، حضرت شاہ صاحبؒ اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے بہت اونچے الفاظ میں تقاریظ لکھیں، افسوس کہ اب یہ قیمتی کتاب نادر و نایاب ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

الشیخ المحدث العلامۃ ماجد علی جونپوری حنفی رحمہ اللہ

حضرت گنگوہیؒ قدس سرہٗ کے تلامذہ حدیث میں سے ممتاز تھے، آپ نے مدتوں دہلی کے وغیرہ کے مدارس عربیہ میں درس حدیث دیا ہے، علوم حدیث میں بڑا پایا تھا، صرف آخر عمر میں حافظہ پر کچھ اثر ہو گیا تھا، حضرت محترم علامہ سید فخر الدین صاحب شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند نے دہلی کے قیام میں آپ سے عرصہ تک پڑھا ہے اور وہ آپ کے علم و فضل و تبحر کے بہت مداح ہیں آپ کے زیادہ حالات کا اس وقت علم نہ ہو سکا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

العلامۃ المحدث مولانا محمد اسحٰق البردوانی حنفی رحمہ اللہ

مشہور و معروف محدث گزرے ہیں، مدتوں کانپور میں قیام فرما کر درس حدیث دیا

Marfat.com

ہے، پھر کلکتہ وغیرہ میں افادۂ علوم حدیث فرمایا، ہزاروں احادیث کے حافظ اور جامع معقول ومنقول تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

العلامۃ السید مرتضیٰ حسن چاندپوری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ میں سے ممتاز شہرت کے مالک، مشہور ومعروف مناظر و مبلغ اسلام، جامع معقول ومنقول تھے، مدتوں دارالعلوم دیوبند میں درس حدیث دیا، ناظم تعلیمات رہے، مطالعہ وجمع کتب کے بڑے دلدادہ تھے، ایک نہایت عظیم الشان کتب خانہ جس میں علوم وفنون اسلامیہ کی بہترین نوادر کا ذخیرہ جمع فرمایا تھا، یادگار چھوڑ گئے، بہت سی مفید علمی تصانیف کیں، جو شائع ہو چکی ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

الشیخ العلامۃ المحدث مولانا عبدالرحمٰن امروہی حنفیؒ

حضرت مولانا احمد حسن امروہوی قدس سرہٗ کے تلامذہ میں سے مشہور محدث ومفسر تھے، آپ نے مدرسہ عربیہ امروہہ، جامعہ ڈابھیل اور دارالعلوم دیوبند میں درس حدیث دیا، اپنی بہت سی عادات وخصائل میں نمونۂ سلف تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

العلامۃ المحدث مولانا السید سراج احمد رشیدی حنفیؒ

حضرت گنگوہیؒ کے فیض یافتہ بلند پایہ محدث، مفسر وادیب تھے، مدتوں دارالعلوم دیوبند میں ادب وحدیث کی کتابیں پڑھاتے رہے، ۴۶ھ میں حضرت شاہ صاحبؒ وغیرہ کے ساتھ دارالعلوم کی خدمت ترک کرکے جامعہ ڈابھیل تشریف لے گئے، چند سال وہاں بھی درس حدیث دیا اور وہیں وفات پائی، نہایت متبع سنت عابد، زاہد، ذاکر و شاغل، کریم النفس اور مہمان نواز تھے، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

العلامۃ المحدث المفتی سعید احمد صاحب لکھنوی حنفیؒ

بلند پایہ محدث وفقیہ، جامع معقول ومنقول تھے، مدتوں کانپور میں درس علوم دیا اور آخر میں

Marfat.com

مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد ضلع مظفر نگر کے شیخ الحدیث رہے، حدیث وفقہ کے متبحر عالم تھے، ایک رسالہ مناسک حج میں اور القول الجازم فی بیان المحارم نیز جامع التصریفات وغیرہ تحقیقی تصانیف کیں، فقہ میں مجموعۂ فتاویٰ چھوڑا، جونہایت گراں قدر علمی ذخیرہ اور لائق طبع واشاعت ہے، مکتبہ نشر القرآن دیوبند سے آپ کی تمام تصانیف شائع ہوتی رہیں گی۔ انشاء اللہ۔

آپ کے والد ماجد حضرت مولانا فتح محمد صاحب تائب لکھنوی بڑے جلیل القدر عالم تھے، جن کے فضل وکمال کے حضرت علامہ کشمیری قدس سرہٗ بھی مداح تھے، ان کی خلاصۃ التفاسیر" چار جلد ضخیم میں اور اردو کی بہت اعلیٰ تالیف ہے، یہ تفسیر عرصہ ہوا شائع ہوئی تھی مگر اب صرف جلد ملتی ہے جو مکتبہ "نشر القرآن دیوبند" سے مل سکتی ہے اور باقی جلدوں کی اشاعت بھی امید ہے اسی ادارہ سے ہوگی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

المحدث الجلیل علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاوی حنفی

مشہور ومعروف محدث، جامع معقول ومنقول، استاذ الاساتذہ، صدر نشین دار العلوم دیوبند ہیں، آپ کی ولادت ۱۳۰۴ھ میں ہوئی مسکن قاضی پورہ (بلیا) ہے ابتدائی کتب فارسی وعربی حضرت مولانا حکیم جمیل الدین صاحب نگینوی دہلوی سے اور اوپر کی کتابیں مولانا فاروق احمد صاحب جریاکوٹی مولانا عبدالغفار صاحب ومولانا ہدایت داماں صاحب تلمیذ مولانا فضل حق خیرآبادی سے پڑھیں۔

۲۵ھ میں دیوبند تشریف لائے، حضرت شیخ الہندؒ کی تجویز ومشورہ سے پہلے سال ہدایہ، جلالین، متنبی وغیرہ پڑھیں، اور دوسرے سال شمائل ترمذی بخاری وبیضاوی (حضرت شیخ الہندؒ سے) طحاوی، ابوداؤد، نسائی وموطائین (حضرت علامہ مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ سے) مسلم وابن ماجہ (حکیم محمد حسن صاحبؒ سے پڑھیں، حضرت شاہ صاحبؒ کے ابتدائی دس سالہ قیام دار العلوم کے زمانہ میں آپ نے دار العلوم میں معقولات اور آخری دس سال میں مشکوٰۃ وغیرہ پڑھائیں، اب تقریباً ۹۵ سال سے درس حدیث ہی دیتے ہیں۔

۱۳۵۸ھ میں جامعہ ڈابھیل تشریف لے گئے اور ۶ ماہ درس حدیث دیا، پھر مدرسہ

Marfat.com

عالیہ فتح پوری دہلی میں دوسال رہے، دوسال چاٹگام قیام فرمایا، اس کے بعد پھر دارالعلوم ہی میں افادات کا سلسلہ جاری ہے۔

آپ نے متعدد تصانیف کیں، جن میں سے شرح ترمذی شریف نہایت اہم ہے جس کی جلد اول باستثناء چند ابواب مکمل ہے اور دوسری زیر تالیف ہے، خدا کرے جلد مکمل و شائع ہو کر طالبین علوم حدیث کے لئے مشعل راہ ہو متعنا الله بول حیاة النافعه۔

۴۶۴-السید محمد مہدی حسن الشاہجہاں پوری حنفی رحمہ اللہ

نہایت بلند پایہ نامور محدث فقیہ، جامع العلوم ہیں، آپ نے علوم کی تکمیل حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ سے کی، تقریباً چالیس سال تک افتاء وتصنیف کتب حدیث کا مشغلہ بزمانہ قیام راندیر وسوات رہا، اب عرصہ سے مسند نشین دارالافتاء دارالعلوم دیوبند ہیں، کبھی کبھی کوئی کتاب دورۂ حدیث کی بھی پڑھاتے ہیں، احادیث ورجال پر بڑی وسیع نظر ہے۔

قوت حافظہ، وسعت مطالعہ، کثرت معلومات ودقت نظر میں امتیازی نشان ہے، غیر مقلدین کی دراز دستیوں کے جواب میں لاجواب تحقیقی کتابیں لکھیں جو شائع ہو چکی ہیں، کتاب الآثار امام محمدؒ کی شرح چار جلدوں میں تالیف کی، جو حدیثی تحقیقات کا بیش قیمت ذخیرہ ہے، افسوس کہ یہ کتاب اب تک شائع نہ ہو سکی۔

دوسری اہم حدیثی تالیفات کتاب الحج امام محمد کی شرح ہے، یہ بھی علماء حدیث کے گراں بہا نعمت ہوگی، حضرت العلامہ مولانا ابو الوفاء صاحب نعمانی مدیر احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد دکن کے خصوصی اصرار وخواہش پر اس کی تالیف ہو رہی ہے اور خدا کا شکر ہے کہ تین ربع سے اوپر ہو چکی ہے، اسی ادارہ کی طرف سے شائع بھی ہوگی۔ انشاء اللہ

طحاوی شریف پر بھی محدثانہ تحقیق سے تعلیقات لکھی ہیں، آپ نے حضرت شاہ صاحبؒ سے بھی بزمانۂ قیام ڈابھیل بکثرت استفادہ فرمایا ہے۔ متعنا اللہ بطول حیاۃ النافعہ۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا الکاندھلوی حنفی رحمہ اللہ

مشہور ومعروف محدث، مصنف، جامع العلوم، شیخ طریقت وشیخ مدرسہ عالیہ مظاہر العلوم

Marfat.com

سہارنپور ہیں، رمضان ۱۳۱۵ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، حفظ قرآن مجید کے بعد اکثر کتابیں حتیٰ کہ دورہ حدیث بھی والد ماجد سے پڑھیں، کچھ کتابیں اپنے عم محترم حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ سے پڑھی تھیں، ایام طفولیت حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے ظل عاطفت میں گزارے۔

حضرت والد صاحبؒ کی وفات کے بعد بخاری و ترمذی حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی سے پڑھیں، حضرت مولاناؒ نے ''بذل المجہود'' کی تالیف میں آپ کو شریک کیا، نیز آپ نے ''اوجز المسالک شرح موطأ امام مالک'' (۶ جلد ضخیم) پوری تحقیق سے لکھی حضرت گنگوہیؒ کی تقریر درس ترمذی شریف کو ''الکوکب الدری'' کے نام سے دو جلدوں میں مع تعلیقات مرتب کیا ہے اسی طرح تقریر درس بخاری شریف کو مع تعلیقات ''لامع الدراری'' کے نام سے مرتب فرمایا ہے، جس کی جلد اول شائع ہو چکی ہے، دوسری زیر طبع ہے، ان کے علاوہ تبلیغ، نماز، روزہ، حج زکوٰۃ وغیرہ کے فضائل پر نہایت مفید کتابیں تالیف کیں، آپ کی تمام تصانیف شروح و تعلیقات گراں قدر علمی جواہر پاروں سے مزین ہیں، بڑے عابد، زاہد، تقی و نقی، صاحب المکارم ہیں، درسی خدمات اپنے والد ماجد کی طرح حسبۃً اللہ (بغیر تنخواہ) انجام دیتے ہیں (متعنا اللہ بطول حیاۃ النافعہ۔

الشیخ الجلیل العلامہ ظفر احمد تھانوی حنفی رحمہ اللہ

مشہور و معروف علامہ محدث ہیں، آپ کی ولادت اپنے جدی مکان واقع محلہ دیوان دیو بند ۱۳ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ کو ہوئی تعلیم دار العلوم دیو بند میں ہوئی، تھانہ بھون پہنچے اور حضرت تھانویؒ کے نصاب ''ضمان التکمیل'' کے مطابق کتابیں پڑھیں، حضرت تھانویؒ سے بھی التلخیصات العشر کے چند سبق پڑھے، باقی اپنے بھائی مولانا سعید احمد صاحب مرحوم سے پڑھا۔

پھر آپ مع بھائی موصوف کے کانپور تشریف لے گئے ہاں رہ کر حضرت مولانا محمد رشید صاحب کانپوری (تلمیذ حضرت تھانویؒ) سے ہدایہ آخرین، جلالین و مشکوٰۃ شریف پڑھی اور حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب بردوانی (تلمیذ حضرت تھانویؒ) سے صحاح ستہ و بیضاوی شریف پڑھی اس طرح ۲۶ھ میں دینیات سے فارغ ہو کر اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہوئے۔

Marfat.com

۲۸ھ میں آپ نے مظاہر العلوم سہارنپور میں منطق وغیرہ فنون کی تکمیل کی اور اس زمانہ میں حضرت مولانا خلیل احمدؒ کے درس بخاری میں بھی شرکت فرماتے رہے، ۲۸ھ کے عظیم الشان جلسۂ دستار بندی دارالعلوم دیوبند میں شریک ہوئے، اسی سال حرمین شریفین کی حاضری سے بھی مشرف ہوئے، ۲۹ھ میں واپس ہوئے تو مدرسہ مظاہر العلوم کی درسی خدمات سپرد ہوئیں، سات سال سے زیادہ وہاں رہے، ۳۹ھ سے ۶۸ھ تک تھانہ بھون قیام فرما کر اعلان السنن کی تالیف، افتاء و درس حدیث وفقہ میں مشغول رہے، اسی دوران دو سال سے کچھ زیادہ رنگون بھی قیام فرمایا اور حضرت علامہ کشمیریؒ رنگون تشریف لے گئے تو ان سے بھی حدیث کی اجازت حاصل کی۔

۵۹ھ سے ۷۴ھ تک ڈھاکہ قیام رہا، ۶ سال ڈھاکہ یونیورسٹی میں حدیث وفقہ کا درس دیا اور مدرسہ اشرف العلوم میں بھی موطائین، بخاری و بیضاوی شریف کا درس دیا جس میں پروفیسران یونیورسٹی بھی شرکت کرتے تھے، ۸ سال مدرسہ عالیہ ڈھاکہ میں مدرس اول رہے، حدیث وفقہ کا درس دیا، اسی زمانہ میں جامع قرآنیہ میں بھی بخاری شریف وغیرہ پڑھائیں آخر ۷۴ھ سے اس وقت تک دارالعلوم ٹنڈو اللہ یار سندھ میں مقیم ہیں، بخاری، مسلم، ترمذی، بیضاوی، موطائین، طحاوی، شرح النخبہ و حجۃ اللہ البالغہ کا درس دیتے ہیں۔

آپ کی تصانیف عالیہ یہ ہیں: (۱) اعلاء السنن (۲۰ جلد) اس کے علاوہ مقدمہ گیارہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں، احادیث احکام کا نہایت گراں قدر مجموعہ ہے، اس کی تالیف حضرت تھانویؒ کے ارشاد خاص سے ہوئی اور دوران تالیف میں آپ دلائل حنفیہ معلوم کرنے کے لئے حضرت علامہ کشمیریؒ کی خدمت میں دیوبند جاتے رہے، حضرت شاہ صاحبؒ اپنی بیاض خاص آپ کو عطا فرما دیتے تھے جس سے آپ دلائل حنفیہ کے حوالے مع تعیین صفحات وغیرہ کر لیتے تھے، اس طرح آثار السنن علامہ نیمویؒ کی طرح یہ تالیف عظیم بھی حضرت شاہ صاحبؒ کے خصوصی افادات کا گنجینہ ہے، کاش! اس کی بقیہ جلدیں بھی جلد شائع ہو سکیں (۲) ''علماء ہند کی خدمت حدیث'' یہ اہم مقالہ رسالۂ معارف اعظم گڈھ کی چند قسطوں میں شائع ہوا تھا (۳) ''خطیب بغدادی اور منکرین حدیث'' منکرین حدیث نے خطیب کی تاریخ سے امام ابوحنیفہ کی احادیث مرویہ کو رد کرنے سے اپنی تائید حاصل کی تھی

Marfat.com

جس کا آپ نے نہایت تحقیقی جواب لکھا، یہ پورا مقالہ رسالہ ''الصدیق'' ملتان میں مسلسل شائع ہوا (۴) مسئلہ ربوا فی دار الحرب یہ بھی ''معارف'' کی کئی اقساط میں شائع ہوا (۵) ''فاتحہ الکلام فی القرأۃ خلف الامام'' (زیر طبع) (۶) شق الغین عن حق رفع الیدین (۷) القول المتین فی الجہر الاخفاء بآمین، یہ دونوں مقالے پیام حق کراچی میں شائع ہوئے ہیں (۸) احکام القرآن، قرآن مجید سے مسائل حنفیہ کا استنباط (غیر مطبوعہ) (۹) رحمۃ القدوس ترجمۂ بہجۃ النفوس (طبع شدہ) (۱۰) القول المنصور فی ابن منصور (شائع شدہ) وغیرہ۔

یہ تمام حالات آپ کے مکتوبات گرامی مورخہ ۲ شعبان ۸۱ھ سے لئے گئے ہیں، آپکی اسانید حدیث وغیرہ بھی گیارہ صفحات کے ایک رسالہ میں شائع ہوگئی ہیں متعنا اللہ بطول حیاۃ النافعہ۔

العلامۃ المحدیث مولانا محمد یوسف کاندھلوی حنفی رحمہ اللہ

مشہور عالم مبلغ اسلام، شیخ طریقت وشریعت حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے خلف ارشد، تبلیغی جماعت بستی نظا الدین دہلی کے امیر عالی مقام، آپ کی ولادت جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ میں ہوئی، حفظ قرآن مجید کے بعد فارسی وعربی کی ابتدائی کتب حضرت والد ماجد اور اپنے ماموں مولانا احتشام الحسن وغیرہ سے پڑھیں، ۵۱ر میں مظاہر العلوم سہارنپور تشریف لے گئے، مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھیں پھر ۵۴ھ میں کتب حدیث بھی اپنے والد بزرگوار ہی سے پوری کیں، ۵۶ھ میں والد صاحب کے ساتھ حجاز کا سفر فرمایا، ۵۷ھ میں واپس ہوکر درس وتصنیف میں مشغول ہوئے، رجب ۶۳ھ میں والد ماجدؒ کی وفات ہوئی، ان کے بعد سے برابر تبلیغی خدمات میں شب وروز انہماک ہے، آپ کی تصانیف میں سے نہایت گراں قدر حدیثی تصنیف ''امانی الاحبار شرح معانی الآثار امام طحاوی'' ہے جس کی ایک جلد شائع ہو چکی ہے اور دوسری زیر طبع ہے۔

اس میں علامہ عینی کی نادر شروح شرح معانی الآثار اور دوسری شروح حدیث وکتب رجال سے مدد لے کر عالی قدر تحقیقی مباحث جمع کر دیئے گئے ہیں، خدا کرے اس کی تکمیل و اشاعت جلد ہو۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز، متعنا اللہ بطور حیاۃ النافعہ۔

Marfat.com

العلامۃ المحدث مولانا ابوالوفا افغانی حنفی رحمہ اللہ

ادارۂ احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد کے بانی وسرپست، بلند پایہ محقق محدث، جامع معقول ومنقول ہیں، آپ نے اپنے ادارہ سے اپنی قیمتی تعلیقات وتصحیح کے ساتھ حسب ذیل نوادر شائع فرما کر علمی حدیثی دنیا پر احسان عظیم فرمایا ہے:

العالم والمتعلم للامام اعظمؒ، کتاب الآثار للامام ابی یوسفؒ، اختلاف ابی حنیفہ وابی لیلیٰ للامام ابی یوسفؒ، الرد علی سیر الاوزاعی للامام ابی یوسفؒ، الجامع الکبیر للامام محمدؒ، شرح النفقات للامام الخصافؒ وغیرہ۔

اس وقت آپ کتاب الآثار امام محمدؒ پر نہایت محدثانہ محققانہ تعلیقات لکھ رہے ہیں، تقریباً نصف کام ہوچکا ہے یہ کتاب مجلس علمی ڈابھیل وکراچی کی طرف سے حیدرآباد دکن میں عمدہ ٹائپ سے اعلیٰ کاغذ پر چھپ رہی ہے، تقریباً ۲ سو صفحات کے مطبوعہ فرمے راقم الحروف کے پاس آئے ہیں یہ بھی حدیث کی ایک عظیم خدمت ہے جو مجلس علمی کے حصہ میں آرہی ہے، اللہ تعالیٰ شرف قبول سے نوازے، امید ہے کہ یہ کتاب دو جلد میں پوری ہوگی، مولانا موصوف نوادر کی تلاش و اشاعت کا بڑا اہم کام انجام دے رہے ہیں مدرسہ نظامیہ حیدرآباد میں درسی خدمات بھی دیتے ہیں بارک اللہ فی اعمالہ المبارکہ و متعنا جمیعا بطول حیاتہ النافعہ۔

العلامۃ مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ

مشہر ومصنف، محقق محدث، جامع معقول ومنقول ہیں، آپ نے نہایت مفید علمی تصانیف فرمائی ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں: لغات القرآن، امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ماتمس الیہ الحاجۃ (مقدمہ ابن ماجہ) التعقبات علی الدراسات، التعلیقات علی ذب ذبابات الدراسات، التعلیق القویم علی مقدمۃ کتاب التعلیم، مقدمۂ موطأ امام محمد (مترجم) مقدمۂ مسند امام اعظمؒ (مترجم) مقدمۂ کتاب الآثار امام محمد (مترجم)۔

آپ کی تمام کتابیں گہری ریسرچ کا نتیجہ اور اعلیٰ تحقیق کی حامل ہیں، مقدمات وتعلیقات میں آپ کے تحقیقی افکار، علامہ کوثریؒ کے طرز سے ملتے جلتے ہیں، اسی لئے آپ کی صراحت

Marfat.com

پسندی اور بے باک تنقید کچھ طبائع پر شاق ہوگئی ہے، لیکن اہل بصیرت اور انصاف پسند حضرات آپ کی تلخ نوائی وجرأت حق گوئی کی مدح وستائش کرتے ہیں، متعنا اللہ بطول حیاۃ النافعہ۔

العلامۃ المحدث مولانا عبید اللہ مبارک پوری رحمہ اللہ

علماء اہل حدیث میں سے اس وقت آپ کی علمی شخصیت بہت ممتاز ہے، آپ ایک عرصہ سے مشکوٰۃ شریف کی شرح لکھ رہے ہیں، جس کے دو حصے شائع ہو چکے ہیں، افسوس ہے کہ راقم الحروف اب تک ان کو نہ دیکھ سکا، اس لئے کوئی رائے بھی قائم نہیں کی جاسکتی، بظاہر جو حالات مولانا موصوف کی خاموشی طبع وسلامت روی کے سنے ہیں ان سے توقعات بھی اچھی ہی ہیں، علامہ موصوف کے دوسرے حالات اور علمی وعملی کمالات کا بھی کوئی علم نہ ہوسکا، متعنا اللہ بطول حیاتہ النافعہ۔

العلامۃ مولانا سید عبد اللہ شاہ حیدر آبادی حنفی رحمہ اللہ

جلیل القدر محدث، محقق ومصنف ہیں، آپ نے مشکوٰۃ شریف کے اسلوب پر حنفیہ کے لئے احادیث نبوی علی صاحبہا الف الف سلام وتحیہ کا نہایت جامع ومستند ذخیرہ ''زجاجۃ المصابیح'' کے نام سے تالیف فرمایا ہے یہ کتاب پانچ ضخیم جلدوں میں مکمل ہوکر عمدہ سفید کاغذ پر اعلیٰ طباعت سے شائع ہوگئی ہے اس کتاب میں باب وعنوان سب مشکوٰۃ ہی کے رکھے گئے ہیں، ان کے تحت احادیث احناف کو جمع کر دیا ہے، نیز عنوان میں جن مقامات پر فقہ شافعی کی رعایت صاحب مشکوٰۃ نے کی تھی، اس کتاب میں ان مقامات پر شاہ صاحب موصوف نے فقہ حنفی کی رعایت فرمائی ہے، اکثر احادیث کے آخر میں تنقید رواۃ بھی کی گئی ہے، پھر فقہ حنفی پر اعتراضات کے مدلل جوابات بھی دیئے ہیں۔

اس عظیم الشان حدیثی تالیف کے مطالعہ کے بعد معترضین، منکرین ومعاندین کو بھی اس امر کے اعتراف سے چارۂ کار نہ ہوگا کہ امام اعظمؒ کے اقوال علاوہ احادیث کے کسی نہ کسی صحابی یا تابعی کے اقوال سے ماخوذ ہیں، اس لئے امام صاحبؒ پر اعتراض کرنا صحابی یا

Marfat.com

تابعی پر اعتراض کرنے کے برابر ہے۔

حضرت مؤلف کی عمر اس وقت تقریباً نوے سال ہے اور خدا کے فضل و توفیق سے آپ کی ہمت و عزم جواں کا یہ حال ہے کہ آج کل کتاب مذکور کے اردو ترجمہ میں شب و روز مصروف رہتے ہیں، خدا کرے ترجمہ کی بھی تکمیل و اشاعت جلد ہو سکے۔ متعنا اللہ بطول حیات النافعہ۔

خادم الحدیث سید احمد رضا بجنوری رحمہ اللہ

احقر کی پیدائش جنوری ۱۹۰۷ء میں بمقام بجنوری میں ہوئی، وادھیال سیتا پوری اور نانہیال جہاں آباد ضلع بجنور ہے، ان دونوں خاندانوں کا مفصل تذکرہ اور سلسلۂ نسب کتاب ''شجرات طیبات'' مصنفہ ظہور الحسن صاحب سیتا پوری میں ص ۶۲۶ و ص ۹۳ پر مذکور ہے یہ کتاب انساب سادات ہند میں غالباً سب سے بڑی تصنیف ہے جو ۹۶۰ صفحات میں امیر المطابع سیتا پور سے چھپ کر ۱۹۱۶ء میں شائع ہوئی تھی، احقر کے والد پیر جی شبیر علی صاحب مرحوم کو انساب کی تحقیق و جستجو کا نہایت شغف تھا، اس لئے ان سے مؤلف کتاب مذکور کی عرصہ تک تحقیق حالات سادات ضلع بجنور کے سلسلہ میں مکاتبت بھی رہی ہے، احقر کی ابتدائی فارسی وغیرہ کی تعلیم بجنور ہوئی، ۱۰ سال کی عمر میں عربی کے لئے سیوہارہ کے مدرسہ فیض عام میں داخل ہوا۔

حضرت مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب دام ظلہم بھی اس وقت وہاں فوقانی تعلیم حاصل کر رہے تھے، مولانا بشیر احمد صاحب بھٹہ مرحوم بھی اس وقت وہیں مقیم تھے، ان دونوں حضرات سے تعلق نیازمندی اسی زمانہ سے حاصل ہوا، وہاں میرا قیام اپنے تائے میر فیاض علی مرحوم کے تعلقات کی وجہ سے جناب چودھری مختار احمد صاحب رئیس سیوہارہ کے در دولت پر رہا جو بڑے علم دوست، نہایت عالی قدر، مرجع عوام و خواص بزرگ تھے، غالباً ۱۸ء تک وہاں رہا، ۱۹ء تا ۲۲ء مدرسہ عربیہ قادریہ حسن پور جا کر تعلیم جاری رکھی، وہاں مولانا ولی احمد صاحب کیملپوری (تلمیذ حضرت شیخ الہندؒ) کی تعلیم و تربیت سے مستفید ہوا، مطالعۂ کتب کا ذوق و شوق بھی جو کچھ حاصل ہوا وہ انہی کا فیض ہے۔

۲۳ء تا ۲۶ء دار العلوم دیوبند میں رہا اس چار سالہ قیام میں زیادہ تعلق حضرت شاہ

Marfat.com

صاحب، حضرت مفتی صاحبؒ اور حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ سے رہا، ۴۵، ۴۶ھ جس میں دورۂ حدیث تھا، اصلاحی تحریک کی تائید میں طلبہ نے دوبار تعلیمی مقاطعہ کیا، حضرت شاہ صاحبؒ چند ماہ ترمذی پڑھا چکے تھے، پھر مستعفی ہو گئے اور دوسرے اکابر اساتذہ نے بھی ترک تعلق کیا تو طلبہ نے مکمل اسٹرائک کی جس میں احقر بھی شریک تھا، حضرت شاہ صاحبؒ کے ترک تعلق پر حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ نے باقی ترمذی شریف و بخاری شریف پڑھائی، دوسری اسٹرائک ہوئی تو احقر نے عدم شرکت اور تعلیم پوری کرنے کو ترجیح دی، جس کے لئے حضرت شاہ صاحبؒ سے بھی اجازت حاصل ہو گئی۔

اس طرح وہ دورہ کا سال پورا کر کے احقر تبلیغ کالج کرنال چلا گیا، وہاں تین سال اور چند ماہ رہ کر تبلیغی ضرورت کے لئے انگریزی پڑھی، ادب عربی کے تخصص کا نصاب پورا کیا اور کتب مذاہب وملل کا مطالعہ، مشق تقریر، تحریر ومناظر کا سلسلہ رہا۔

وہاں سے فارغ ہو کر ۲۹ء میں ڈابھیل پہنچا اور مجلس علمی سے تعلق ہوا جو ۴۵ء تک باقی رہا، اس کے بعد رفتہ رفتہ ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ مجلس کو مستقل طور سے کراچی منتقل کرنا پڑا، حضرت مخدوم ومحترم مولانا محمد بن موسیٰ میاں صاحب بانی وسرپرست مجلس نے احقر کو وہاں بھی بلانا چاہا اور اپنے خصوصی تعلق کی بناء پر مع متعلقین کراچی میں رہنے کی سہولتیں بھی دینا چاہیں، مگر احقر کے لئے بعض وجوہ سے ترک وطن کو ترجیح نہ ہو سکی۔

کرشمۂ غیبی، حق تعالیٰ کی شان کریمی اور فضل وانعام کو دیکھئے کہ ۴۶ء میں دورہ کے سال حضرت شاہ صاحبؒ کے لئے بے نظیر حدیثی درس کی تشنگی سے جو دل شکستگی ہوئی تھی اور حضرت ہی کی اجازت پر تعلیمی سال بادل نخواستہ پورا کر لیا تھا، اس کی تلافی چند سال بعد ڈابھیل کے قیام میں ہوئی کہ آپ کے آخری دو سال کے درس بخاری شریف میں شرکت و استفادہ کی نعمت غیر مترقبہ مل گئی اور چونکہ حضرت کے افادات خصوصی کی قدر ومنزلت بھی دل میں اچھی طرح جاگزیں ہو چکی تھی، اس لئے زیادہ توجہ بھی آپ کے ان ہی افادات پر مرکوز رہی جن کی پوری قدر اب انوار الباری کی ترتیب کے وقت ہو رہی ہے، والحمد والمنہ۔

۳۸ء و ۳۹ء میں فیض الباری ونصب الرایہ وغیرہ طبع کرانے کی غرض سے رفیق محترم

Marfat.com

مولانا المکرّم علامہ بنوری کے ساتھ حرمین ومصروٹرکی کا سفر ہوا ۱۰۰۹ ماہ قیام مصر میں علامہ کوثریؒ سے تعلق واستفادات بھی بڑی نعمت تھے، جس طرح ٹرکی کے کتب خانوں کی بے نظیر مخطوطات عالم اور مصر کے معاہد اسلامیہ کی زیارت قابل فراموش نہیں۔

اس خالص علمی سفر کے اول وآخر جو اپنے محبوب ترین روحانی مراکز مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کی حاضری وحج وزیارات کی نعمت وسعادت اور دونوں بار طویل قیاموں میں علماء حرمین سے تعلق واستفادات، معاہد ومکاتب حرمین کی زیارات، یہ وہ نعمتیں ہیں جن سے اوپر کسی نعمت کا تصور اس دنیوی زندگی میں نہیں ہوسکتا۔

شکر نعمتہائے توچند انکہ نعمتہائے تو عذر تقصیرات ماچند انکہ تقصیرات ما

دارالعلوم سے فراغت کے بعد بیعت سلوک کی طرف رجحان ہوا، حضرت شاہ صاحبؒ قدس سرہٗ سے استشارہ کیا کہ کس سے بیعت ہوں تو حضرتؒ نے حضرت شیخ وقت مولانا حسین علی صاحب میانوالی قدس سرہٗ کا مشورہ دیا، احقر ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوا اور تاحیات استفادات کرتا رہا، چند سال قبل حضرت شیخ ومرشد مولانا عبداللہ شاہ صاحب خلیفۂ حضرت مولانا احمد خان صاحبؒ کندیاں ضلع میانوالی سے پہلے ذریعۂ مکاتبت اور پھر سرہند شریف میں وقت زیارت مشافہۃً شرف بیعت حاصل کیا، آپ کی وفات کے بعد بھی اسی طرح آپ کے جانشین حضرت شیخ ومرشد مولانا خان محمد صاحب دام برکاتہم سے پہلے ذریعہ مکاتبت پھر گذشتہ سال وقت تشریف آوری دیوبند مشافہۃً بیعت سے مشرف ہوا، واللہ الموفق لما یحبہ و یرضی، زمانۂ تعلق مجلس علمی ڈابھیل میں ۵،۴ سال تک کتب درسیہ بھی جامعہ ڈابھیل میں پڑھائیں، یاد رہے کہ البلاغۃ الواضحہ، قدوری، کنز وہدایہ میبذی، وشرح عقائد، دیوان متنبی و سبعہ معلقہ وغیرہ پڑھائیں، حضرت مولانا احمد بزرگ صاحبؒ جس زمانہ میں افریقہ گئے تھے تو اہتمام جامعہ بھی احقر ومولانا مفتی بسم اللہ صاحب کو سپرد کر گئے تھے، دیوبند سے فارغ ہو کر احقر نے "مولوی فاضل" پنجاب یونیورسٹی کے امتحان میں اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی تھی اور چار سال تک مولوی فاضل کے پرچۂ جواب مضمون عربی کا ممتحن بھی رہا۔

۴۶ء سے ۵۲ء تک احقر کا قیام بجنور رہا جس میں مطب کا مشغلہ اور کچھ لکھنے پڑھنے کا

Marfat.com

کام بھی اہتمام یتیم خانہ اسلامیہ بجنور کے ساتھ رہا، ۵۳ء سے ۵۹ء تک دہلی قیام رہا، جس میں دفتر روزنامہ الجمعیۃ اور الجمعیۃ پریس سے انتظامی تعلق رہا۔

یہاں بطور تحدیث نعمت یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ۴۷ء میں احقر کا عقد نکاح حضرت شاہ صاحبؒ کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا (نکاح حضرت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے پڑھایا تھا) ان سے حضرت شاہ صاحبؒ کی زندگی کے بہت سے واقعات خصوصاً گھریلو زندگی کے بہت سے حالات کا علم بھی مجھے ہوا، خدا کرے، حضرت شاہ صاحبؒ کے اس تعلق سے مجھے نفع آخرت بھی حاصل ہو، آمین۔

اب دو سال سے دار العلوم دیوبند کے شعبہ نشر و اشاعت سے تعلق ہے جس میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ کی تصانیف کی تسہیل، عنوان بندی و تصحیح اغلاط مطبعی وغیرہ کا کام سپرد ہے، یہاں کے قیام میں ماہوار پروگرام کے رواج اور قسط وار کتابیں شائع کرنے کی سہولت دیکھ کر خیال ہوا کہ انوار الباری شرح اردو صحیح البخاری کا کام کیا جائے جس کے لئے مقدمہ اور تذکرۂ محدثین کی ضرورت محسوس ہوئی خدا کا شکر ہے کہ پہلی جلد کے بعد مقدمہ کی دوسری جلد بھی شائع ہو رہی ہے، اس کے بعد شرح بخاری کا پہلا پارہ آجائے گا، ان شاء اللہ، اسی طرح اس حدیثی خدمت کی ۴۰ منزلیں پوری کی جائیں گی، واللہ الموفق المیسر۔

حضرت مولانا عبدالرحمان کاملپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ میں سے تھے۔ اور عرصہ تک مظاہر العلوم کے صدر مدرس رہے تھے اور حضرت مولانا حکیم الامت تھانویؒ قدس سرہ کے خلیفہ ارشد تھے۔ ایک تبحر عالم دین، ایک خداشناس بزرگ اور محامد و فضائل انسانی کے جامع انسان تھے۔ طبیعت بہت سادہ، مزاج نرم، اور رو متانت و تمکنت فطری اور علم و وقار خداداد تھا۔ حدیث، علم کلام اصول و منطق، رجوع الی الحق اور اپنے ساتھیوں سے بے حد خوش اخلاقی سے پیش آنا مولانا کی زندگی کا طرہ امتیاز تھا۔ حدیث سے خاص لگاؤ تھا۔ اور تمام علوم و فنون کے جامع تھے۔

Marfat.com

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ سے بھی فیضیاب ہوئے اور پھر پوری عمر شب وروز تدریس علوم کی خدمت میں مصروف رہے۔ مظاہر العلوم سہارنپور، مدرسہ خیر المدارس ملتان اور دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار میں صدر مدرس کے عہدہ جلیلہ پر فائز رہے۔ اس دوران ہزاروں طلباء علم حدیث کو اپنے فیض علمی سے مالا مال کیا ۲۷ شعبان ۱۳۵۸ھ کو انہوں نے رحلت فرمائی۔ ہمیں پاکستان کے روابط ومراسلت کے بند ہونے کی وجہ سے اس حادثہ عظیمہ سے بے خبری رہی۔ اب کوئی چار ماہ بعد پاکستان ڈاک موصول ہوئی تو مولانا کے انتقال کی اطلاع ہوئی۔ اور ہم نے مولانا کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کرائی اور ان کے فضائل ومناقب بیان کئے گئے اور خصوصی دعائے مغفرت کرائی گئی۔ حق تعالیٰ حضرت مولانا کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جید الاستعداد پرانے علماء ایک ایک کر کے اٹھتے جا رہے ہیں اور جو جگہ خالی ہوتی ہے وہ کبھی پر نہیں ہوتی۔ اس دور انحطاط میں یہ بڑا حادثہ ہے کہ ابھی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ کا جدائی کا زخم تازہ تھا کہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۹۴ھ ۸ دسمبر ۱۹۷۴ء کو ریڈیو پاکستان سے یہ اندوہناک خبر آئی کہ پاکستان میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی وفات پا گئے۔ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن"

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے سانحہ ارتحال کی خبر معلوم ہو کر دار العلوم دیوبند کے علمی ودینی حلقوں میں سبھی کو افسوس اور قلق ہوا کہ برصغیر میں علم وعرفان کی ایک شمع فروزاں گل ہو گئی۔ حضرت مولانا عثمانیؒ جماعت دیوبند میں غالباً عمر کے لحاظ سے اس وقت سب سے بڑے تھے اور بزرگوں کی یادگار تھے۔ ان کا سانحہ ارتحال علمی ودینی حلقوں کا ایک زبردست نقصان ہے کہ جس کی تلافی کی بظاہر کوئی بھی صورت نظر نہیں آتی۔ حق تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا عثمانی مرحوم برصغیر پاک وہند کے ممتاز علماء وفضلاء میں بلند مقام پر فائز

Marfat.com

تھے۔ اگرچہ آپ تھانوی مشہور تھے مگر آپ کا اصل وطن دیوبند ہے۔ محلہ دیوان کے رہنے والے تھے۔ دیوان لطف اللہ کی اولاد میں سے تھے جو شاہجہان کے عہد میں دیوان کے منصب جلیل پر فائز تھے۔ دارالعلوم کے قریب دیوان دروازہ اب تک ان کی یادگار موجود ہے۔ حضرت مولانا عثمانیؒ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے حقیقی بھانجے تھے۔ چونکہ بچپن ہی سے ننھیال تھانہ بھون میں قیام رہا اس لئے دیوبندی کے بجائے تھانوی مشہور ہو گئے تھے اور دارالعلوم دیوبند والی موجودہ زمین جس پر دارالعلوم کی عمارت ہے آپ کے جد امجد حضرت شیخ نہال احمد صاحب عثمانی مرحوم نے مدرسے کے لئے وقف کی تھی۔

حضرت شیخ صاحب مرحوم بڑے دیندار اور رئیس تھے اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ قدس سرہ کے بہنوئی اور رفیق خاص تھے۔

حضرت مولانا عثمانی، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس سرہ کے مخصوص اور معتمد علیہ تلامذہ اور خلفاء میں سے تھے۔ حضرت سہارنپوریؒ سے حدیث کی تکمیل کی اور ۱۳۲۹ھ میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرسہ مقرر ہو گئے۔ ۱۳۳۹ھ میں جب آپ حج سے واپس آئے تو حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے تھانہ بھون میں قیام کے لئے ارشاد فرمایا اور بیان القرآن کی تلخیص کا کام آپ کے سپرد کیا۔ بیان القرآن کا یہ خلاصہ تلخیص البیان کے نام سے قرآن شریف کے حاشیہ پر چھپ چکا ہے۔ حضرت حکیم الامتؒ کو آپ کے علم و فضل پر بڑا اعتماد تھا اور صحیح معنوں میں آپ حضرت حکیم الامتؒ کے علمی جانشین اور ترجمان تھے۔ آپ نے حضرت حکیم الامت کے حکم سے ان ہی کی زیرنگرانی کئی عظیم کارنامے سرانجام دیئے اور کئی عظیم الشان تالیفات منظر عام پر آئیں۔ مذہب احناف کے متعلق حدیث کا مجموعہ تیار کرنے کا جب پروگرام بنا تو حضرت حکیم الامتؒ نے اس اہم کام کے لئے مولانا عثمانیؒ کا انتخاب کیا اور آپ نے اس خدمت کو بحسن وخوبی پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ ''اعلاء السنن'' کے نام سے بیس ضخیم جلدوں میں یہ عظیم الشان تالیف اہل علم میں مشہور ہے۔ اور جن اصحاب بصیرت نے آپ کی اس تالیف کا مطالعہ کیا ہے وہ گواہی دیں گے کہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانیؒ نے اس مجموعے کی تیاری میں کتنی محنت کی ہے اور کتنا عجیب وغریب حدیث

Marfat.com

کا ذخیرہ جمع فرما دیا ہے۔ حضرت حکیم الامتؒ کی خدمت اقدس میں جب آپ نے پہلی جلد مکمل کر کے پیش کی تو حضرت نے بیحد پسند فرمایا پھر دوسری جلد مکمل کی اور وہ بھی حضرت کی خدمت میں پیش کی۔ حضرتؒ نے بے حد پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور اتنا خوش ہوئے کہ جو چادر اوڑھے ہوئے تھے وہ اتار کر مولانا عثمانی کو اوڑھا دی اور فرمایا

''علمائے احناف پر امام ابوحنیفہ کا بارہ سو برس سے قرض چلا آرہا تھا۔ الحمدللہ آج ادا ہو گیا۔''

ایک دفعہ ارشاد فرمایا مولانا ظفر احمد اس دور کے امام محمدؒ ہیں اور علوم دین کے سرچشمہ ہیں اور اس طرح سے حضرت حکیم الامت قدس سرہ کے حکم سے مولانا ظفر احمد صاحب کے قلم فیض رقم سے ''احکام القرآن'' کے ابتدائی دو حصے منصۂ شہود پر آئے جس کے بقایا حصے حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی نے مکمل فرمائے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی حضرت مولانا عثمانی نے بہت سی تصانیف اور علمی مقالات لکھے ہیں جو آپ کے علمی کمال کی دلیل ہیں۔ بہر حال آپ اس تاریک دور میں علم و عمل، اخلاص و ہمت، حسن سیرت و صورت اور علوم ظاہر و باطن میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آخر وقت درس و تدریس اور تحریر و تقریر کے ذریعے علم و معرفت کے شمعیں جلاتے رہے۔ مظاہر العلوم سہارنپور، مدرسہ اشرفیہ تھانہ بھون، اور دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ کے علاوہ کئی اور دینی مدارس میں اپنے علم و عمل سے ہزاروں طالبان علم کو سیراب کیا۔

آپ عربی اردو اور فارسی کے بہترین ادیب بھی تھے۔ عربی ادبی قوت بے مثال تھی۔ عربی زبان کے بڑے ماہر اور بے تکان و بے تکلف بولتے تھے اس وقت علم حدیث و فقہ میں امامت کا مرتبہ حاصل تھا۔ اب ایسے جامع علوم اور عمیق علم و فہم کے حامل محدث کہاں پیدا ہوں گے۔ آخر وقت میں دار العلوم اسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ کے شیخ الحدیث رہے۔ اور وفات سے چند روز قبل تک بخاری شریف کا درس دیتے رہے کراچی میں حضرت مولانا عبدالغنی پھولپوریؒ اور حضرت مولانا شبیر احمد علی تھانویؒ کے برابر پاپوش نگر قبرستان میں آپ کا مزار مبارک ہے۔ حق تعالیٰ اس مرد حق کو علمی کارناموں اور خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے اور درجات عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین (پچاس مثالی شخصیات)

Marfat.com

حضرت مولانا محمد سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی رحمہ اللہ

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت مولانا بدر عالم صاحبؒ کی وفات کی خبر سن کر دل کو از حد رنج و قلق ہوا۔ آپ دار العلوم دیو بند کے ممتاز فضلاء میں سے تھے اور حضرت امام العصر علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ میرے ساتھ ان کا بہت قریبی تعلق تھا۔ وہ میرے خاص معاصرین میں سے تھے۔ فراغت تحصیل کے بعد دار العلوم دیو بند کے درجہ ابتدائی کے مدرس رہے۔ فن حدیث میں خاص دلچسپی اور لگاؤ تھا۔ فارغ التحصیل ہو جانے کے بعد کئی بار حضرت شاہ صاحب کے یہاں ترمذی اور بخاری کی سماعت فرمائی۔ آپ حضرت شاہ صاحب کے علوم کے خاص ترجمان تھے۔ فیض الباری شرح بخاری آپ کی تالیفات کا شاہکار ہے۔ حضرت مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمان عثمانیؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاری محمد اسحاق میرٹھیؒ سے بیعت اور ان ہی کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ کا سلسلہ رشد و ہدایت الحمد للہ بہت وسیع ہوا۔ تقسیم ملک کے بعد آپ نے پاکستانی قومیت اختیار کی اور ٹنڈو الہ یار کے دار العلوم الاسلامیہ میں بطور استاذ حدیث اور ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ اور درس حدیث میں مشغول رہے۔ اس سے قبل قیام پاکستان تک دار العلوم دیو بند اور جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں تدریس کا سلسلہ رہا۔ پھر پاکستان سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور آخر دم تک وہیں مقیم رہے۔ اور مسجد نبوی میں درس حدیث کے چراغ جلاتے رہے۔ مسجد نبوی میں روضہ رسولؐ کے سامنے تیرہ سال آپ نے علوم قرآن وحدیث کی جو شمع روشن کر رکھی یہ بہت بڑی سعادت اور بہت بڑا اعزاز ہے۔

آپ کا سلسلہ بیعت وارشاد خصوصیت سے افریقہ میں بہت پھیلا۔ بکثرت افریقی آپ سے بیعت ہوئے۔ زمانہ حج میں جو قافلے ایسٹ یا ساؤتھ افریقہ آتے تھے وہ اکثر و بیشتر آپ کے سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر واپس ہوتے تھے۔ آپ کی تصنیف و تالیف میں "ترجمان السنۃ" علم حدیث میں ایک شاہکار تصنیف ہے۔ جس میں اکابر دار العلوم اور بالخصوص حضرت علامہ محمد انور شاہ

Marfat.com

صاحبؒ کے علوم کو جمع کر کے خود اپنے علم اور علمی مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ اس مبارک کتاب کی تین ضخیم جلدیں ندوۃ المصنفین دہلی سے شائع ہوئی ہیں۔ جو خواص وعوام میں مقبول ہیں۔

الغرض آپ ایک عظیم محدث ومفسر، قابل مدرس، فاضل مقرر اور نہایت مقبول و کامیاب مصنف تھے اور عربی کے ادیب وشاعر بھی تھے۔ صدق وصفا کا مجسمہ اور ورع و تقویٰ اور استغناء کے پیکر تھے اور ایک عارف کامل اور شیخ کامل تھے وللٰہیت میں اسلاف کی یادگار تھے اور اپنے علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں بے نظیر تھے۔

۵ رجب المرجب ۱۳۵۸ھ کو شب جمعہ میں مدینہ منورہ میں رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں امہات المومنین کے عین قدموں میں آخری آرام گاہ بنی۔ حق تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں۔ آمین

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ تعالیٰ

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

آپ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے مخصوص خلفاء میں بلند مقام پر فائز تھے۔ ایک جید عالم دین اور شیخ العصر تھے۔ قدیم بزرگوں کی سادگی کے پیکر اور تواضع وانکساری کا مجسمہ تھے۔ خلوص وللٰہیت میں سلف صالحین کی یادگار تھے۔ رشد وہدایت اور دینی فیضان کا منبع وسرچشمہ تھے۔ اپنے حسن اخلاق اور حسن تدبیر سے ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۲ء میں اپنے شیخ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی زیر سرپرستی میں ایک دینی درسگاہ ''مدرسہ خیر المدارس'' کے نام سے جالندھر میں قائم فرمایا۔ جس نے اپنے حسن تعلیم اور حسن انتظام سے جالندھر میں مرکزیت پیدا کر لی اور اس خطہ اراضی کو علوم نبوت سے سیرابی وشادابی ہوئی۔ تقسیم ہند کے بعد آپ نے پاکستان ہجرت کی اور ملتان جیسے مرکزی شہر میں اسی مدرسہ خیر المدارس کی تجدید کی۔ وہاں بھی یہ مدرسہ ایک دم اسی طرح مقبول ومعروف ہو گیا جتنا اس وقت تھا۔ یہ سب کچھ حضرت مولانا خیر محمد صاحب کی مقبولیت کا ثمرہ ہے۔ اور دراصل حضرت مولانا کا حسن اخلاق، عمق علم اور اس پر حسن انسانیت واخلاق اس مدرسہ کی اساس ہے اور اسی اساس پر خیر المدارس کی جدید عمارت

Marfat.com

قائم ہوئی اور اسی قدیم مقبولیت سے یہ نئی مقبولیت ظہور پذیر ہوئی۔ اور آج الحمدللہ پاکستان میں یہ مدرسہ پنجاب کا علمی مرکز ہے۔ اور حضرت مولانا کا عظیم صدقہ جاریہ ہے۔

حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ ہمیشہ دار العلوم سے وابستہ رہے اور احقر سے نہایت قریبی تعلق اور شفقت و محبت کا معاملہ رہا۔ علم و فضل، زہد و تقویٰ اور دین و دیانت کی عالی صلاحیتیں ان میں بدرجہ اتم جمع تھیں۔ عظیم کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے پاکستان کے مدارس دینیہ کا وفاق بنام ''وفاق المدارس'' قائم فرمایا اور تمام مدارس کو ایک لڑی میں منسلک کر دیا۔ پھر حضرت مولانا ہی اس وفاق کے پہلے صدر تسلیم کیے گئے جس کو انہوں نے کمال دیانت و راست بازی اور اخلاص و صداقت سے انجام دیا۔ اس سے جہاں آپ کا علم و فضل ملک پر واضح ہوا وہیں کمال ذہن و ذکاء کا بھی نمایاں ہوا۔ آج مدرسہ خیر المدارس پاکستان میں مرکزی حیثیت کے ساتھ کتاب و سنت اور فقہ فی الدین کی اشاعت میں امتیازی شان کا حامل ہے۔

افسوس کہ آپ ۲۰ شعبان ۱۳۹۰ھ کو ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی رحلت کی خبر سن کر دل پر ازحد صدمہ ہوا ہے۔ دل تو چاہتا ہے کہ حاضر ہو کر تعزیت پیش کروں مگر ایسا کرنا بہت مشکل ہے۔ پاکستان میں خاص طور پر دو چار بزرگوں پر ہی نظر پڑتی تھی اور ان ہی حضرات کی کشش ہر وقت حاضری کے لئے بے چین کرتی رہتی ہے۔ مگر یہ مخلصین و محبین سب رخصت ہوتے جا رہے ہیں۔ آثار قیامت ہیں۔ حق تعالیٰ ہماری حالت پر رحم فرمائیں۔ حق تعالیٰ حضرت مولانا کو درجات عالیہ نصیب فرمائیں۔ اور صاحبزادوں کو ان کا سچا جانشین بنائیں۔ اور ان کے چشمہ فیض خیر المدارس کو ہمیشہ قائم و دائم سرسبز و شاداب رکھے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت علامہ محمد شریف کشمیری رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

جامعہ خیر المدارس کی تاسیس سے دم تحریر تک اس ادارے کو کل من علیھا فان کے اٹل اور بے لچک ضابطہ فطرت کے تحت جن علمی و دینی نادرہ روزگار شخصیات کی جدائی کے صدموں نے صرف متاثر ہی نہیں کیا ہلا کر رکھ دیا ان میں استاذ العلماء عارف باللہ بانی

Marfat.com

جامعہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہ، کی رحلت کے بعد استاذ الاساتذہ محدث جلیل جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا محمد شریف کشمیری نور اللہ مرقدہ، کا نام سرفہرست ہے۔ خیر المدارس کے ساتھ ان کی طویل وابستگی اور مخلصانہ بے لوث خدمات نے ان کے اسم گرامی اور خیر المدارس کو لازم وملزوم بنا دیا تھا۔ افسوس کہ ۱۱ شوال ۱۴۱۰ھ پیر کی شب کو جامعہ کیساتھ انکی 40 سالہ رفاقت کا زریں باب ہمیشہ کیلئے بند ہو گیا اوران کے علوم وفیوض کا چشمہ صافی ہزاروں تشنگان علوم کی پیاس بجھانے اور بنجر و بے آباد دلوں کی زمین کو سرسبز و شاداب کرنے کے بعد اس عالم فانی کے لحاظ سے خشک ہو گیا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

جامعہ خیر المدارس کو اپنی تاریخ میں تائید ایزدی سے جو عبقری شخصیات میسر آئیں ان میں ایک ممتاز وجود حضرت علامہ کشمیریؒ کا بھی تھا۔ آپ جہاں منطق، فلسفہ، کلام عقائد اور دیگر علوم عقلیہ میں یدطولیٰ رکھتے تھے وہاں حدیث وتفسیر، فقہ اور علوم نقلیہ میں بھی معاصر علماء میں ممتاز اور یگانہ روزگار تھے۔ بے پناہ حافظہ اور بے مثال انداز تدریس کے باعث آپ کا شمار برصغیر کے چوٹی کے شیوخ حدیث میں ہوتا تھا۔ حضرت کشمیریؒ علمی تبحر، جامعیت علوم، سلامتی طبع، وقار وتمکنت، خلوص وللّٰہیت زہد وتقویٰ اور تواضع و بے نفسی ہر لحاظ سے عدیم النظیر اور اسلاف واکابر دیوبند کا جیتا جاگتا نمونہ تھے۔

آپ نے محدث عصر حضرت مولانا علامہ محمد انور شاہ کشمیری، مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی، شمس العلماء حضرت مولانا شمس الحق افغانی اور مولانا حکیم برکات احمد ٹونکی جیسے اساطین علم کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور حقیقت یہ ہے کہ استحضار علوم، رسوخ فی العلم، ذہانت تفقہ فی الدین اور علمی تبحر میں اپنے اساتذہ کرام کے صحیح جانشین ثابت ہوئے۔

آپ ریاست قلات کے نائب وزیر معارف، ازہر الہند دار العلوم دیوبند کے درجہ علیا کے استاذ اور بعد ازاں تاحیات جامعہ خیر المدارس کے صدر مدرس وشیخ الحدیث کے مناصب جلیلہ پر فائز رہے مگر ان جلیل القدر مناصب کے باوجود آپ کے دامن اخلاص واخلاق پر کبر وخود نمائی کا خفیف سے خفیف داغ بھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ تواضع وانکسار کے ساتھ غیرت وخودداری میں ہمیشہ اپنے اسلاف کرام کا نمونہ نظر آتے۔ جامعہ خیر المدارس کے

Marfat.com

شمالی صدر دروازے کے سامنے ایک تنور والے کی چھوٹی سی دکان ہے جس پر اکثر و بیشتر مزدور اور غریب طبقہ کے افراد صبح و شام کھانا کھاتے نظر آتے ہیں۔ احقر نے کئی مرتبہ حضرت الاستاذ کو دوپہر کے وقت اسی معمولی دکان پر کھانا کھاتے دیکھا، حالانکہ حضرت کے ادنیٰ اشارہ پر جامعہ کی طرف سے بہتر اور پر تکلف کھانے کا انتظام ہو سکتا تھا، مگر آپ کی غیور و خوددار طبیعت نے اس قسم کی استدعا یا تذکرہ بھی کبھی پسند نہیں کیا۔

ع   کہ عنقارا بلند است آشیانہ

حضرت الاستاذ 1950ء میں جامعہ خیر المدارس میں بانی جامعہ حضرت مولانا خیر محمد قدس سرہ، کی دعوت پر تشریف لائے اور تا زیست خیر المدارس کے ساتھ عہد وفا نبھایا، اس دوران آپ کو متعدد سرکاری و غیر سرکاری مناصب و مراعات کی پیشکشیں ہوئیں مگر انہوں نے ان کے قبول کرنے سے صاف معذرت کر دی اور اپنے اسلاف کی طرح آخر وقت تک علم ہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ مدارس عربیہ میں وظیفہ یا مشاہرہ کے نام سے جو...... مقدار مدرسین کو دی جاتی ہے اس سے ان کے قریبی حلقے بخوبی واقف ہیں۔ بسا اوقات اس سے جائز معاشی ضروریات بھی پوری نہیں ہو پاتیں۔ ایسے حالات میں پر کشش مناصب اور خطیر مشاہرات کو ٹھکرا کر قوت لایموت کو اختیار کیے رکھنا بے نفسی اور اخلاص و استغناء کی روشن مثال ہے۔

حضرت العلامہ رحمہ اللہ حلم و شفقت اور محبت و رافت میں بھی بے مثال تھے، ان کی تدریسی و علمی خدمات ساٹھ سال پر محیط ہیں جن میں کم و بیش 40 برس جامعہ خیر المدارس میں گزرے اتنے طویل عرصہ میں بیسیوں خلاف طبع امور پیش آ سکتے ہیں اور عملاً ایسا ہوا بھی، بالخصوص بانی جامعہ مولانا خیر محمد صاحب کے سانحہ وفات کے بعد ان کے جانشین مخدوم محترم حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمہ اللہ کا زمانہ اہتمام کچھ عرصہ بعض خارجی عوامل کے زیر اثر آپ رحمہ اللہ کے لئے زیادہ خوشگوار نہیں رہا۔ مگر آپ کے حلم و مروت اور جامعہ کے ساتھ اخلاص و وفا میں کبھی کوئی تغیر نہیں آیا اور آپ کی پوری زندگی عملاً اس شعر کی تصویر رہی

ما قصہ سکندر و دارا نخواندہ ایم   از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

اہل علم عام طور پر اپنے تلامذہ کا تذکرہ فخر سے کرتے ہیں اور اساتذہ اپنے طلبہ کے علم

Marfat.com

وفضل اور مقام وشہرت کو اپنی طرف ہی منسوب سمجھتے ہیں مگر حضرت علامہ کشمیریؒ اس قسم کے پندار میں کبھی مبتلا نہیں ہوئے۔ حالاں کہ اس وقت برصغیر بالخصوص پاکستان میں مشرب دیوبند کے کم اساتذۂ حدیث ایسے ہوں گے جو بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ کے سلسلہ تلمذ میں داخل نہ ہوں۔ مشاہیر میں حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ (صدر جمعیۃ علماء ہند) مولانا محمد سالم قاسمی مدظلہ' مولانا عبیداللہ انور، مولانا مفتی ولی حسن مدظلہ اور مولانا سلیم اللہ خانصاحب (صدر وفاق المدارس) کے نام آپ کے تلامذہ میں آتے ہیں مگر آپ نے کبھی برسبیل تذکرہ بھی یہ ظاہر نہیں کیا کہ یہ شخصیات میری شاگرد ہیں بلکہ ان کا نام ہمیشہ ایسے احترام واکرام سے لیتے کہ سننے والا یہ سمجھتا کہ آپ اپنے کسی بڑے یا کم ازکم ہم مرتبہ عالم کا ذکر کر رہے ہیں۔

اپنے سفر آخرت پر روانہ ہونے سے قبل حضرت والا رحمہ اللہ کو تکوینی طور پر ایک عظیم حادثے سے دوچار ہونا پڑا۔ جوان شاء اللہ آپ کیلئے رفع درجات اور مراتب عالیہ کا سبب ہوا ہوگا۔ یعنی آپکے اکلوتے فرزند صاحب علم وعمل اور مجاہد فی سبیل اللہ مولانا محمد مسعود کشمیری کی شہادت جو آپکی وفات سے دو سال قبل جہاد افغانستان میں خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت الاستاذ نے عالم پیری میں اس عظیم صدمے کو جس ضبط وتحمل سے برداشت کیا وہ رضا بالقضا اور صبر وعزیمت کی عجیب تصویر ہے۔ اس بات کا صرف تصور ہی سخت سے سخت دل کو پگھلا دیتا ہے کہ 35 سال کا جوان کڑیل بیٹا، جو بڑھاپے کا واحد سہارا تھا، 4 معصوم بچوں اور ایک بیوہ کو 85 سالہ والد کے سپرد کر کے آخرت کا رخت سفر باندھ لے اس سانحہ فاجعہ کا آپکی طبیعت پر اثر اور پھر آپکے صبر کا اندازہ کچھ اس سے ہوتا ہے کہ جب صاحبزادہ مولانا محمد مسعود کے رفقاء واحباب میں سے کوئی صاحب حضرت والا سے ملتے تو آپ فرط جذبات سے پوچھتے کہیں مولوی مسعود تو نہیں ملا؟ پھر رو پڑتے اور فرماتے دعا کرو اللہ اسکی شہادت کو قبول فرمالے۔'' اللہ اکبر، صبر ورضا اور خوف ورجاء کو کس طرح جمع فرمادیا؟

حضرت والا گذشتہ دو سال سے صاحب فراش تھے اس علالت کو صاحبزادے کی جدائی کے صدمے نے مزید تکلیف دہ بنا دیا تھا مگر یہ عرصہ آپ نے نہایت صبر وسکوت سے گزارا بالآخر ۱۱ شوال ۱۴۱۰ھ کو اس سفر پر روانہ ہوگئے جو ہر فرد بشر کو جلد یا بدیر پیش آنے والا

Marfat.com

ہے۔ پیر کی شب کو رات ساڑھے بارہ بجے آپ کی روح مبارک نے اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کی۔ خیر المدارس اور ملتان کے علمی حلقوں میں آپ کے سانحۂ ارتحال کی خبر نے ہر علم دوست فرد کو تصویر غم بنا دیا۔ آپ کے دولت کدہ پر جسد اطہر کو غسل دیا گیا، نعش مبارک ظہر کی نماز کے بعد دیدار عام کے لئے جامعہ کے دار الحدیث میں رکھ دی گئی۔ یہ وہی دار الحدیث تھا جہاں چار چار گھنٹے بلا توقف حضرت والا کے درس حدیث سے سامعین مستفید ہوتے تھے، آج اس دار الحدیث میں آپ کا منور چہرہ زبان حال سے نضر اللّٰہ عبداسمع مقالتی فحفظہا واداھا کما سمع (حدیث نبوی، اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تروتازہ رکھیں جس نے میری حدیث سنی پھر اسے یاد کیا اور جیسے سنی تھی آگے پہنچا دی) کی صداقت کی گواہی دے رہا تھا۔ استاذ محترم حضرت مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ نے چہرہ مبارک کو بوسہ دیا اور ہاتھ لگایا تو بے اختیار بول اٹھے کہ ”حضور کی پیشنگوئی سچی ہوگئی۔ دیکھو میرے حضرتؒ کا چہرہ کس طرح تازہ اور نرم ہے“۔ آپ کی وفات کی خبر ملک کے جس جس حصہ میں پہنچی وہاں سے علماء و صلحاء حفاظ اور اہل دین بے تاب ہو کر جامعہ کی طرف امڈ پڑے۔ نماز جنازہ تک ہزاروں افراد جن میں کثیر تعداد اہل علم اور دین دار مسلمانوں کی تھی جامعہ میں حاضر ہو چکے تھے۔ حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم جو ایک دن قبل عمرہ سے تشریف لائے تھے۔ خان پور سے ویگن کا تکلیف دہ سفر طے کر کے ملتان تشریف لائے اور نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔ عصر کے وقت اس یگانہ روزگار فاضل ہزاروں علماء کے استاذ اور محدث جلیل کو سپرد خاک کر دیا گیا ان للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ تدفین آپ کے صاحبزادے مولانا محمد مسعود شہید کے پہلو میں ہوئی جہاں اس سے قبل حضرت العلامہؒ کی والدہ ماجدہ بھی آسودۂ خاک ہیں۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم — تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے

(ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ)

حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

Marfat.com

یوں تو زمانے کی کوئی گھڑی آہ و ماتم کی صدا سے خالی نہیں مگر اس ماہ کا سب سے بڑا علمی حادثہ مجسمۂ علم و اخلاص، نمونۂ صبر و رضا اور فقیرِ گوشہ نشین کی وفات حسرت آیات ہے، یعنی اس ماہ تین جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۵ جنوری ۱۹۸۵ء شب جمعہ کو دو بجے ہمارے استاذ و مخدوم ہزاروں تلامذہ کے استاذ و مربی، سینکڑوں مسترشدین کے شیخ طریقت، شیخ الاسلام حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے محبوب و ممتاز شاگرد اور حضرت مولانا پیر خورشید احمد صاحبؒ کے مجاز، ممتاز عالم دین، حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ قدس سرہٗ سب کو سوگوار چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون.

ملتان، ڈیرہ غازیخان، بہاولپور اور پھر پنجاب بھر میں جن علماء حق پرست اور درویشان باخدا نے ماضی قریب میں دین کی شمع کو روشن کیا اور بالآخر اسی پر اپنے فانی جسم کو نثار کر دیا...... ان میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت آخری تھی۔ چند سال قبل ملتان میں استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ملتانیؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ ایسے حضرات موجود تھے جو دین کی سربلندی اور اعلاء کلمۃ الحق کی راہ میں حضرت مفتی صاحبؒ کے رفیق سفر تھے۔ افسوس کہ ان سب کے بعد ان کی آخری یادگار اور ان کے مشن کا آخری سپاہی بھی اپنے فرائض انجام دے کر اپنی منزل کو سدھار گیا۔

؎ داغ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی   اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

حضرت مفتی صاحبؒ کی ذات گرامی علم و عمل، زہد و کمال، فضل و ورع، علم و معرفت اور طریقت و شریعت کا مجمع البحرین تھی۔ ان کا زہد و اتقاء، حلم و متانت اور صورت و سیرت نمونہ سلف تھی۔ فیاض ازلی نے انہیں گوناں گوں صفات اور منفرد خصوصیات سے نوازا تھا۔ ان کی پوری زندگی دعوت و اشاعت دین کے لئے وقف تھی۔ وہ بیک وقت جامعہ خیر المدارس اور قاسم العلوم کے شیخ الحدیث، تبلیغی جماعت کے کارکن، مکتبہ صدیقیہ کے مالک، ماہنامہ "الصدیق" کے مدیر ادارہ نشر و اشاعت اسلامیات کے بانی، جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس شوریٰ کے رکن رکین، وفاق المدارس العربیہ کے خازن اور تحریک ختم نبوت میں حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی

Marfat.com

جالندھریؒ اور مولانا مفتی محمودؒ کے رفیق سفر تھے۔ خدا نے دین کے تمام شعبوں کی پوری صلاحیتیں اور خوبیاں حضرت مفتی صاحب میں جمع کر دی تھیں۔ عربی کا یہ شعر کئی دفعہ پڑھا اور سنا ہے کہ

لَیسَ من اللّٰہ بمستنکرٍ ان یجمع العالَمَ فی واحدٍ

(خدا سے یہ محال نہیں کہ دنیا کو ایک ذات میں جمع کر دے۔)

مگر دور حاضر میں اس کا کامل اور صحیح تر مصداق حضرت مفتی صاحبؒ کی ذات گرامی ہی نظر آئی۔

حضرت مفتی صاحبؒ کا آبائی وطن ڈیرہ غازیخان تھا، دینی تعلیم برصغیر کی عظیم دینی درسگاہ، دارالعلوم دیوبند میں حاصل کرنے کے بعد تقسیم ملک تک مراد آباد (بھارت) میں تعلیم دی، قیام پاکستان کے بعد ملتان میں ۱۹۴۶ء مطابق ۱۳۶۵ھ سے جامعہ خیر المدارس اور قاسم العلوم سے اپنا تعلق قائم کیا اور حسبۃً لِلّٰہ بلا معاوضہ درس حدیث کا آغاز فرمایا جو انکی وفات سے چند سال پیشتر تک حالات کے تغیر و تبدل، گردش لیل و نہار اور عوارض و موانع کے باوجود کسی انقطاع یا تعطل کے بغیر قائم رہا۔ حدیث کے درس و تدریس کے ساتھ فقہ کی جزئیات پر ان کی وسعت نظر بدرجہ اتم تھی۔ فتاوی کے جوابات حضرت مفتی صاحبؒ کے تبحر علمی، تعمق نظر اور فقہ میں ان کی نگاہ دوررس کا شاہکار ہوتے تھے۔ آپؒ نے تقریباً بتیس برس تک افتاء کی خدمت انجام دی۔ ایسے متقی اور محتاط فقیہ و محدث اب دور دور تک نظر نہیں آتے۔ بانی جامعہ خیر المدارس حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہٗ، مفتی صاحبؒ کے کمال علم و عمل بے نفسی وللّٰھیت، ذاتی اخلاق، تواضع وانکسار، دینی و علمی مناقب اور دین کی راہ میں ان کے مجاہدانہ اخلاص کی بناء پر ان کے ساتھ امتیازی احترام و سلوک فرماتے قیام پاکستان کے بعد تقریباً پورا عرصہ التزام رہا کہ جامعہ خیر المدارس میں نماز عیدین کے لئے حضرت مہتمم صاحبؒ، حضرت مفتی صاحبؒ ہی کا انتخاب فرماتے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے بارے میں حضرت مولاناؒ سے یہاں تک سنا گیا کہ ''جس شخص نے جنتی آدمی کی زیارت کرنی ہو وہ مفتی عبداللہ صاحبؒ کو دیکھ لے۔''

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

جن حضرات کو خیر المدارس میں تعلیم و تعلم کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ وہ حضرت مہتمم

Marfat.com

صاحبؒ کے منفرد حسن اہتمام مخصوص قواعد وضوابط اور طریق تربیت سے آگاہ ہیں کہ حضرت والا زمانہ تعلیم میں اساتذہ اور طلبہ کی غیر نصابی اور غیر تدریسی سرگرمیوں کو قطعاً ناپسند فرماتے تھے۔ خیر المدارس کے در و دیوار بھی سیاست سے نا آشنا ہیں۔ طلبہ اور اساتذہ کو علمی اشتغال وانہماک کے سوا اور کوئی مشغولیت نہیں ہوتی، نہ ہی یہ حضرت بانی قدس سرہٗ کے مزاج کے موافق تھا۔ عملی ہی نہیں فکری طور پر سیاسی اور غیر تدریسی ذہن رکھنے والے حضرات کو بھی آپؒ خیر المدارس میں تدریس کے لئے پسند نہ فرماتے تھے۔ مگر حضرت مفتی صاحب مرحوم اس کلیہ سے مستثنیٰ تھے۔ چنانچہ آپ دار الحدیث خیر المدارس کے شیخ الحدیث ہونے کے باوجود اپنے ذاتی مکتبہ صدیقیہ میں ''التاجر الصدوق الامین'' بھی تھے اور دینی سیاست میں ایک مجاہد اور فعال رضا کار بھی۔ عزت و مقام کی خواہش اور طلب جاہ کی مذموم پرچھائیں بھی آپؒ کی زندگی پر نہ پڑی تھیں۔ صرف اسلام کی سربلندی اور اہل حق کی آواز کو عامۃ الناس تک پہنچانے کے لئے آپؒ نے دو مرتبہ جمعیۃ علمائے اسلام کے ٹکٹ پر قومی انتخابات میں حصہ لیا۔

حضرت مفتی صاحبؒ ذیابیطس کے مریض تھے اس کی وجہ سے ان کے پاؤں میں زخم تھا جو بالآخر جان لیوا ثابت ہوا۔ ابتدائے شوال ۱۴۰۴ھ میں تکلیف بڑھ جانے کی وجہ سے آپؒ تقریباً ۴ ماہ سیال کلینک میں زیر علاج رہے مگر مرض میں کوئی افاقہ نہ ہوا۔ بعد ازاں سانحہ ارتحال تک گھر پر علاج معالجہ کا سلسلہ جاری رہا۔ مفتی صاحبؒ ان آٹھ ماہ میں ہر قسم کی مصیبت اور ہر طرح کی تکلیف جھیلتے رہے۔ مگر اس دوران ایک دفعہ بھی بے صبری کی کوئی آہ اور رضا بالقضاء کے خلاف کوئی کلمہ ان کی زبان سے نہیں نکلا۔ کوئی نماز ترک نہیں ہوئی اور ایک لمحہ کے لئے بھی صبر و شکر کا دامن نہیں چھوٹا، آخری دنوں میں تکلیف بہت زیادہ بڑھ گئی تھی اور زخم کے اثرات پوری ٹانگ پر غالب آچکے تھے حضرت مفتی صاحبؒ کی تکلیف سے دیکھنے والوں کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے، مگر اس مجسمۂ صبر و رضا کی زبان آخر تک شکوہ و شکایت اور آہ و فغاں سے نا آشنا رہی تا آنکہ ۷۳ برس کی عمر میں ۳؍ جمادی الاولیٰ شب جمعہ کو تہجد کے وقت خدا کے حضور پہنچ گئے۔

نماز جنازہ جمعہ کے دن خیر المدارس کے وسیع و عریض احاطہ میں ہزاروں سوگواروں

Marfat.com

نے ادا کی جب حضرتؒ کا جسد خاکی آخری دیدار کے لئے اس دارالحدیث میں رکھا گیا جس نے اس سفر آخرت پر جانے والے سے ۳۲ برس تک ''قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کی صدائے دلآویز سنی تھی تو یہ منظر دیکھ کر لوگوں کے آنسو تھمتے نہ تھے۔ اسی دارالحدیث میں بارہا ایسا بھی ہوا کہ عشاء کی نماز کے بعد حضرت مفتی صاحبؒ درس حدیث کا آغاز فرماتے اور سپیدۂ سحر نمودار ہونے تک یہ مبارک سلسلہ جاری رہتا۔

آج دارالحدیث کی ایک ایک اینٹ سوگوار تھی کہ اس میں گونجنے والی آواز ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاموش ہوگئی ہے۔ حدیث کے اس خادم کی نماز جنازہ کے لئے خدا کی طرف سے خادم حدیث ہی کا انتخاب ہوا۔ اور خیر المدارس کے سابق شیخ الحدیث کی نماز جنازہ اشکبار آنکھوں اور حزیں قلب کے ساتھ جامعہ کے شیخ الحدیث، تلمیذ رشید علامۃ العصر سید محمد انور شاہؒ حضرت مولانا محمد شریف کشمیری نے پڑھائی۔

حضرت مفتی صاحبؒ اس سال ہجرت کر کے مستقل طور پر مکہ مکرمہ، خدا کے شہر میں آباد ہونا چاہتے تھے کہ شہر والے نے اپنے پاس ہی بلا لیا۔ مفتی صاحبؒ تو اس دنیائے فانی سے ہمیشہ کیلئے چلے گئے مگر علم و معرفت، تدین و فقاہت شرافت و متانت، اخلاص وللّٰہیت، زہد و قناعت، رشد و ہدایت اور وعظ و نصیحت کا جو نمونہ وہ دنیا میں چھوڑ گئے ہیں اس کی صدائے بازگشت مدتوں آتی رہے گی۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(فروری 1985ء)

قائد ملت حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت باسعادت

۶ ربیع الثانی سن ۱۳۳۷ھ مطابق جنوری ۱۹۱۹ء حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نور اللہ مرقدہ علم و فضل، ورع و تقویٰ، اصابت رائے اور دور اندیشی میں امتیازی شان کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جرأت و بصیرت، حق گوئی، بے باکی، اخلاص و ایثار، مجاہدانہ جذبات اور قائدانہ افکار سے نوازا تھا۔

Marfat.com

تعلیم وتدریس

آپ نے ابتدائی تعلیم مقامی درسگاہوں میں حاصل کی اور پھر اعلیٰ تعلیم اور درسیات کی تکمیل کے لیے مدرسہ شاہی مراد آباد تشریف لے گئے جہاں وقت کے بڑے بڑے علماء اور محدثین سے استفادہ کرنے کا موقع ملا۔ تکمیل درسیات کے بعد ۱۹۴۱ء میں آپ وطن واپس ہوئے اور مدرسہ معین الاسلام عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں تدریس شروع کی۔

بیعت وسلوک

انہیں ایام میں مولانا سید عبدالعزیز شاہ صاحب سے بیعت وتربیت کا تعلق بھی قائم فرمایا۔ فطرت نے قلب مصفی سے تو نوازا ہی تھا۔ شاہ صاحب کی صحبت بابرکت نے مجلی بھی بنادیا اور بہت جلد سلوک وطریقت کی منازل طے فرما کر شاہ صاحب سے سلاسل اربعہ میں مجاز ہوئے۔ کچھ عرصہ اباخیل اور عبدالخیل میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں۔ ان دور افتادہ علاقوں میں ہونے کے باوجود آپ کی علمی قابلیت اور مہارت کا شہرہ دور دور تک پہنچ چکا تھا۔ چنانچہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان تشریف لے گئے جہاں کچھ ہی عرصہ بعد شیخ الحدیث اور ناظم تعلیمات کے گراں بار عہدے بھی آپ ہی کے سپرد کر دیئے گئے۔

تصانیف

آپ کی ساری زندگی جہد مسلسل سے تعبیر ہے مگر اس کے باوجود آپ ساری زندگی درس وتدریس میں بھی مشغول رہے۔ زندگی کے آخری سالوں میں آپ نے ترمذی شریف کی عربی میں شرح لکھنا شروع کی جس کا بڑا حصہ جیل اور ایام اسیری میں قلم سے قرطاس پر منتقل ہوا۔ یہ شرح ابواب القذور والایمان تک پہنچ چکی تھی کہ پیغام اجل آ گیا۔

ساقی سلام لے میرا پیمانہ بھر گیا

اور یہ علمی شاہکار تشنۂ تکمیل ہی رہ گیا۔

وفات

یہ کوہ وقار وتمکنت اور پیکر حلم زندگی کے اخیر ترین لمحات میں بھی مباحث علمیہ میں

Marfat.com

مصروف تھا کہ داعی حق نے ندا دی اور آپ نے لبیک کہتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ یہ حسرت بھرا واقعہ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کراچی میں پیش آیا اور آپ کی خواہش کے موافق قصبہ عبدالخیل میں تربت بنی۔ اس عالم ربانی اور وزیر اعلیٰ سرحد کا ترکہ جب ایک کچے مکان اور مختصر اثاث البیت کی صورت میں سامنے آیا تو ایک دُنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ ''فرحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃ'' (قرار دل)

استاذ العلماء علامہ رسول خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت باسعادت

آپ ضلع ہزارہ کی تحصیل بٹگرام کے موضع بانہاں میں مولانا محمود علی صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ قومیت کے لحاظ سے سواتی پٹھان تھے۔

تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم سوسل گل اوگی سے حضرت مولانا قاضی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ اور احمد المدارس سکندر پور ہزارہ میں مولانا احمد صاحب فاضل ہزاروی سے پڑھیں۔ اس کے بعد بھوئی ضلع کیمبل پور (اٹک) مین کچھ عرصہ تعلیم حاصل کی۔ پھر سن ۱۳۲۰ھ میں اعلیٰ تعلیم کے لیے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ تین سال کے عرصہ میں باقی ماندہ کتب کی تکمیل سن ۱۳۲۳ھ میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ سے دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغ حاصل کی۔ (ماہنامہ الحسن جامعہ اشرفیہ نمبر ص ۳۸۶)

بیعت وسلوک

پہلے آپ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ اسیر مالٹا سے بیعت ہوئے۔ اس کے بعد حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ سے بیعت کی جس کے متعلق مفتی اعظم پاکستان حضرت اقدس سیدی ومرشدی مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت علامہ مولانا رسول خان صاحب رحمہ اللہ کو حق تعالیٰ نے ہر فن میں ایسا کمال عطا فرمایا تھا کہ ان کے درس سے انسان فن کی حقیقت کو سمجھتا تھا۔ اس کے علاوہ ہر علم وفن کی کتابیں گویا ازبریاد تھیں جب کسی کتاب کے کسی مسئلے میں آپ سے پوچھا گیا تو اس کا علم مستحضر اور جواب شافی پایا گیا۔ ان تمام علمی کمالات کے باوجود مواضع شہرت سے بیگانہ گوشہ نشینی کے عادی اور تواضع کے پیکر تھے۔ جب آپ کا ارادہ یہ ہوا کہ علم ظاہر کے ساتھ باطن کی اصلاح اور تصوف و سلوک کو حاصل کیا جائے اور اس کے لیے حضرت حکیم الامت سیدی حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری کا قصد کیا تھا کیونکہ احقر پہلے سے اس دربار میں حاضری کا اور حضرت رحمہ اللہ کی خصوصی عنایات کا شرف رکھتا تھا اس لیے مجھے ہمراہ تھانہ بھون لے گئے۔ حضرت رحمہ اللہ نے احقر کی درخواست اور حضرت علامہ کی تمنا کو پورا فرمادیا۔ بیعت و تلقین شروع ہوگئی تا آنکہ حق تعالیٰ نے آپ کو وہ کمال عطا فرمایا کہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے خلفاء مجازین میں شامل ہوئے اور ان کی برکت سے ہزاروں بندگانِ خدا کی اصلاح آپ کے ذریعے ہوئی۔

وفات حسرت آیات

آپ نے ۲۴؍اکتوبر ۱۹۷۱ء بمطابق ۳؍رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ کو وفات پائی۔ اور اچھڑیاں ضلع ہزارہ میں مدفون ہوئے۔ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن"

(چند عظیم شخصیات ص ۹۸)

حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت باسعادت: حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے مولانا اللہ داد صاحب رحمہ اللہ کے ہاں ۱۲۹۷ھ بمطابق ۱۸۸۰ء میں مل پور شریف میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت: ابتدائی تعلیم اپنے شفیق والد سے حاصل کی۔ کچھ بڑے ہوئے تو موضع سنگ جانی ضلع راولپنڈی میں قاضی نور محمد صاحب رحمہ اللہ سے قرآن پاک اور فارسی کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ صرف ونحو کی کچھ کتابیں مولانا قاضی گوہر دین صاحب کھوڑوی رحمہ اللہ اور بقیہ کتب مع شرح جامی رحمہ اللہ مدرسہ عربی مکھڈ شریف ضلع اٹک میں پڑھیں۔

Marfat.com

فلسفہ اور منطق کی کتابیں ضلع ہزارہ کے موضع ڈھینڈہ میں مولانا محمد معصوم صاحب رحمہ اللہ سے پڑھیں۔ دورہ حدیث مدرسہ غزنویہ امرتسر میں مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی رحمہ اللہ، مولانا نور احمد صاحب اور مولانا غلام مصطفیٰ صاحب رحمہ اللہم سے پڑھا۔ اس کے بعد حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کے حکم سے دوبارہ دورہ حدیث حضرت مولانا علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ سے دوبارہ پڑھا اور فن قرأت مولانا قاری کریم صاحب رحمہ اللہ سے سیکھا اور سند فراغ حاصل کی۔

بیعت وسلوک: حصول رضائے الٰہی کی خاطر سن ۱۳۴۰ھ میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کو ذریعہ بنانے کے لیے پہلی مرتبہ خانقاہ امدادی اشرفیہ تھانہ بھون حاضر ہوئے تو پہلی یا دوسری رات خواب دیکھا:

سگِ دربار ایشاں شو چو خواہی قرب ربانی

اور خواب ہی میں معلوم ہوا کہ دربار سے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ ہی کا دُربار مراد ہے اور اسی دربار کی ملازمت کا حکم ہو رہا ہے۔ چنانچہ جب اس سلسلہ میں حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ سے درخواست کی۔

غالباً سب سے پہلے جو امتحان ہوا وہ یہ تھا کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو جب علم ہوا کہ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کے دو گھر ہیں تو فرمایا کہ مجھے اطمینان کراؤ کہ دونوں گھر آپ سے خوش ہیں۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اس پر چھ ماہ صرف ہوئے۔ کبھی ایک گھر سے اور ان کے متعلقین سے لکھوا کر لے جاتا تھا، کبھی دوسرے گھر سے کہ ''ہم ان سے خوش ہیں تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے کہ ابھی میری تسلی نہیں ہوئی۔ چھ ماہ بعد اس آزمائش میں کامیابی ہوئی۔''

اس کامیابی کے بعد مزید آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔ کہا گیا ''آپ کا عربی لہجہ درست نہیں ہے۔ کسی قاری کے پاس رہ کر قرآن کی مشق کیجیے۔''

کسی عالم اور فاضل اور ایک مشہور دینی مدرسہ کے صدر مدرس سے ایسی چبھتی ہوئی بات کہہ دینا، دراصل اس کی ''انا'' پر زبردست تازیانہ رسید کرنا ہے لیکن یہاں ''انا'' تھی ہی کہاں؟ وہ سر جس میں خود پسندی اور خود رائی کا کچھ سودا ہو سکتا تھا اپنے لڑکپن ہی میں موضع

Marfat.com

ل پور شریف میں اس وقت چھوڑ آئے تھے' جب دینی تعلیم کے حصول کے لیے اپنا چین' آرام اور سکون مٹا کر نکلے تھے۔ چنانچہ آپ نے حکیم الامت حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ کے ارشاد گرامی پر فوراً سر تسلیم خم کر دیا۔

اس آزمائش کے بعد ایک اور امتحان لیا گیا اور وہ یہ قید تھی کہ: ''حنفی مسلک کے کسی عالم سے دوبارہ حدیث پڑھئے۔''

گویا اب تک جو کچھ پڑھا' بچپن سے اب تک جو جد و جہد کی جو حاصل کیا سب نا تمام ٹھہرا دیا گیا۔ ایسا بھرپور وار تھا جسے حضرت والا مفتی صاحب علیہ الرحمۃ جیسے طالب صادق ہی سہہ سکتے تھے۔ اس وقت یہ کون جانتا تھا کہ ہر ہر وار پر نہ صرف طلب کا امتحان لیا جا رہا ہے بلکہ ساتھ ہی ساتھ دروازے بھی کھولے جا رہے ہیں۔

بے چون و چرا کیے ہوئے دوسری شرط بھی مان لی اور اس امتحان میں بھی نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اب آزمائش وفا کی ایک آخری سخت ترین شرط یہ لگا دی:

''مجھ سے اصلاح کی درخواست بعد میں کریں' پہلے مولانا حکیم محمد مصطفیٰ صاحب بجنوری رحمہ اللہ سے مکاتبت کریں۔ جب کم از کم پچیس مرتبہ خط و کتابت ہو چکے تو سارے خطوط مجھے دکھائیں تاکہ صلاحیت اور مناسبت کا اندازہ لگایا جا سکے۔''

یہ بھی کیسا عجیب و غریب وار تھا۔ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ سچ ہی تو فرماتے تھے:

''حضرت رحمہ اللہ بھی عجیب تھے' عجیب و غریب تھے۔''

حضرت والا مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے شیخ کی تینوں شرائط کو بحسن و خوبی انجام تک پہنچایا۔ تجوید کی مشق کے لیے استاذ القراء قاری کریم بخش صاحب کو منتخب فرما کر با قاعدہ ان کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور اس فن میں ایسی مشق بہم پہنچائی کہ نہ صرف اس کی باریکیوں سے کما حقہ واقف ہو گئے بلکہ حضرت والا کی قرأت سننے والے حضرات بتاتے ہیں کہ اتنے صاف' صحیح اور سادہ لہجہ میں قرآن مجید پڑھتے تھے کہ دل چاہتا تھا کہ

وہ پڑھیں اور سنا کرے کوئی

دوبارہ دورہ حدیث حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ جیسے متبحر حنفی المسلک محدث

Marfat.com

کی خدمت میں جا کر دارالعلوم دیوبند میں پڑھا۔ حضرت مولانا حکیم محمد مصطفیٰ صاحب بجنوری رحمہ اللہ سے اصلاحی خطوط کی تعداد پوری کر لی۔ اس کے بعد پھر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ سے اصلاح کی درخواست پیش کی تو اس کے بعد حضرت اقدس رحمہ اللہ نے بغیر کسی پس و پیش کے قبول فرمالی۔ چنانچہ ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۹۲۶ء کو چار سلسلوں یعنی نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ اور قادریہ میں بیعت عثمانی میں داخل فرمالیا اور دوسری مرتبہ جلال آباد میں جبہ شریف کی زیارت کے موقع پر ۷ / ربیع الثانی سن ۱۳۵۸ھ بمطابق ۲۷ / مئی سن ۱۹۳۹ء کو دوبارہ تجدید بیعت کی سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی۔ اس کے بعد حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ سن ۱۳۴۷ھ سے قبل اجازت بیعت و تلقین عطا فرمائی۔ فالحمد للہ علی ذٰلک۔ اس کے بعد تو بہت جلد آپ کا شمار حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے اکابر خلفاء خاص میں ہونے لگا۔

وفات حسرت آیات

اپنے صاحبزادگان حضرت مولانا عبید اللہ صاحب مدظلہم العالی اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحیم صاحب مدظلہم العالی جو حج پر گئے ہوئے تھے۔ ان کو لینے کراچی تشریف لائے ہوئے تھے کہ ۱۶ ذی الحجہ سن ۱۳۸۰ھ بمطابق یکم جون سن ۱۹۶۱ء اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن"

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور سوسائٹی کراچی کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔ نور اللہ مرقدہ (احسن السوانح)

استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

چہارشنبہ ۲۴ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ کو ظہر کی نماز کے بعد حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مہتمم جامعہ خیر المدارس نے یہ اندوہناک خبر سنائی کہ ہمارے مخدوم و مکرم استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب (مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) بھی ہمیں داغ مفارقت دے گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

Marfat.com

آج کی دنیا میں مدارس اور جامعات کی کثرت نے بہت سے علماء ومدرسین اور شیوخ حدیث پیدا کر دیئے ہیں مگر مسند علم جن سے آراستہ اور علمی محافل جن کے دم سے آباد ہوتی ہیں، مسند تدریس کو جن پر فخر اور دعوت وارشاد کو جن پر ناز ہوتا ہے۔ حکمت کے موتی جن زبانوں اور علوم کے دھارے جن لبوں سے نکلتے ہیں وہ لوگ ہمیشہ خال خال ہی رہے ہیں اور اب تو یہ جنس گرانمایہ نایاب ہو کر ہی رہ گئی ہے۔ اس میں قطعاً کوئی مبالغہ نہیں کہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی ذات گرامی مذکورہ ان چند ہستیوں میں شمار ہوتی تھی جن کے علم وفضل پر امت کو اعتماد اور علمی بصیرت پر اہل فن کو ناز تھا۔ آپؒ نے کم وبیش ۴۰ برس اسلاف کی روایات کے مطابق علوم دینیہ کی خدمت کی۔ اپنے شیخ، شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہٗ کے انتہائی گرویدہ، بلکہ عاشق صادق اور انہی کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔

مجاہدانہ عزیمت واستقلال میں اکابر کی یادگار تھے۔ برصغیر اور پھر پاکستان میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے عمر بھر مضطرب اور بے قرار رہے۔ اسی جذبہ نے مدرسہ وخانقاہ کے پُرامن اور سکون بخش ماحول سے باہر سیاست کی پُرخطر اور پُرخار وادی میں آنے پر مجبور کئے رکھا، تین مرتبہ قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ پاکستان کی قومی اسمبلی کے لئے یہ وجہٗ اعزاز ہے کہ اسے مولانا عبدالحق جیسے سرفروش داعیٔ حق کی صحبتیں میسر آتی رہیں۔

مولاناؒ کے علوم ومعارف اور خطبات وارشادات تو ان شاء اللہ پاکستان اور بیرون ملک ان کے ہزاروں تلامذہ کے ذریعے سے ہمیشہ زندہ رہیں گے، مگر ان کے وجود سے جو برکات اور ان کی ذات سے خیر کے جو چشمے پھوٹتے تھے افسوس وہ بند ہو گئے۔ دارالعلوم حقانیہ ماہنامہ ''الحق'' اور حقانیہ کے ہزاروں فضلاء ان کی روحانی یادگار ہیں، جن کے فیوض و برکات ان شاء اللہ حضرت بانی مرحوم کے لئے صدقات جاریہ ہیں۔

آپؒ کے تمام تلامذہ، دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ وطلبہ کرام، آپؒ کے نسبی اعزہ بالخصوص جانشین محترم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ ہماری خصوصی تعزیت کے مستحق ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ صرف انہی کے سر سے ایک شفیق باپ کا سایہ نہیں اٹھا، پوری ملت ایک غمخوار ہمدرد عالم ربانی کے دست شفقت سے محروم ہو گئی ہے۔ خیر المدارس کی جامع مسجد میں

Marfat.com

ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی اور دلی محبت وعقیدت نے آنسوؤں کی شکل میں بہہ کر حضرت شیخ الحدیثؒ کی عظمتوں کو خراج عقیدت پیش کیا۔ (صفر ۱۴۰۹ھ)

حضرت مولانا سحبان محمود رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

۲۹/ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ ۱۷/اپریل ۱۹۹۹ء دوپہر تقریباً ساڑھے گیارہ بجے برادرم حافظ محمد اسحاق (مدیر تالیفات اشرفیہ ملتان) نے فون پر یہ افسوس ناک اطلاع دی کہ دارالعلوم کراچی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا سحبان محمود رحمۃ اللہ علیہ آج صبح کراچی میں انتقال فرما گئے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون.

بعدازاں ریڈیو پاکستان نے بھی ۲ بجے کے بلیٹن میں حضرت مولاناؒ کی وفات حسرت آیات کی خبر نشر کی۔

حضرت مولانا سحبان محمود رحمۃ اللہ علیہ گزشتہ تعلیمی سال رجب ۱۴۱۹ھ کو جامعہ خیر المدارس میں ختم بخاری شریف کے موقع پر تشریف لائے تو حضرتؒ کے افادات اور زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس آپؒ نے دیا جو قیمتی نصائح کے علاوہ علمی، فقہی اور حدیثی نکات پر مشتمل ایک یادگار عالمانہ درس تھا۔ حضرت مولاناؒ جامعہ خیر المدارس کے مایہ ناز فاضل اور بانی جامعہ عارف باللہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہٗ کے ممتاز تلامذہ میں سے تھے۔ یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مادر علمی میں وفات سے صرف پانچ ماہ قبل خطاب کا موقع عطا فرمایا جبکہ پروگرام کے مطابق دارالعلوم کراچی کے نائب صدر حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہم کا نام تجویز کیا گیا تھا۔ حضرت مولانا کی مصروفیات اور بیرونی سفر کی وجہ سے یہ درخواست حضرت مولانا سحبان محمود رحمۃ اللہ علیہ سے کی گئی جسے آپ نے اپنی پیرانہ سالی اور ضعف کے باوجود قبول فرمالیا۔

حضرت مولانا سحبان محمود رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ اسلاف واکابر کے علم وعمل کا نمونہ اور علماء ربانیین میں سے تھے ان کی رحلت صرف دارالعلوم کراچی ہی کا نقصان نہیں، ملک کے تمام

Marfat.com

علمی و دینی حلقے ایک مخلص و بے لوث خادم دین سے محروم ہو گئے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی دینی وعلمی خدمات کو قبول فرماتے ہوئے انہیں اعلیٰ علیین میں اپنے قرب خاص سے نوازیں۔ احقر نے آج سے ۱۶ سال قبل "تعارف فضلائے خیر المدارس" کے عنوان سے مولانا مرحوم کے بارے میں چند سطور لکھی تھیں۔ حضرت مولانا کی وفات پر دعائے مغفرت کے ساتھ وہی قارئین "الخیر" کی خدمت میں پیش ہیں۔

"دارالعلوم کراچی کے شیخ الحدیث اور ناظم حضرت مولانا سحبان محمود صاحب زید مجدھم کا شمار جامعہ خیر المدارس کے ان ممتاز ترین فضلاء میں ہوتا ہے جن کی علمی و دینی خدمات جامعہ کے لئے باعث افتخار ہیں۔ اور جن سے ایک وسیع علمی حلقہ متعارف ہے۔

علم دین کی عمارت عمل کی بنیاد پر استوار ہوتی ہے اور محض "دانستن" شرعاً قابل مدح وستائش نہیں جب تک علم پر بطیب خاطر عمل اور استقامت حال نصیب نہ ہو وہ کمال نہیں وبال ہے۔

علمی و عملی صلاحیتوں کا جمع ہونا اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات سے ہے جس پر منعم حقیقی کا جس قدر شکر ادا کیا جائے کم ہے...... حضرت مولانا سحبان محمود صاحب مدظلہ کی ذات گرامی بھی بلاشبہ علم وعمل کی ان جامع شخصیات میں ایک ہے جن کا وجود اہل علم کے لئے بجا طور پر وجہ فخر ہے۔

تعلیم و تدریس آپ نے قیام پاکستان کے دوسرے برس ۱۳۶۹ھ میں جامعہ خیر المدارس ملتان سے سند فراغت حاصل کی، اساتذہ میں استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہٗ ولی کامل حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیمل پوریؒ، حضرت مولانا عبدالشکور صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ جیسی نابغۂ روزگار اور متبحر العلوم ہستیوں کے نام آتے ہیں جن کے علوم و معارف سے آپ نے بھرپور استفادہ فرمایا، ہمارے استاذ مولانا محمد صدیق صاحب زید مجدھم (ناظم اعلیٰ و استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس) حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ حضرت مولانا عبدالقیوم "استاذ الحدیث نصرۃ العلوم گوجرانوالہ" اور مولانا عبدالرحیم اشعر "ناظم اعلیٰ تحفظ ختم نبوت" مولانا موصوف کے رفقاء درس تھے۔

مولانا زمانہ طالب علمی ہی میں حلیم الطبع، سلیم الفطرت اور تصوف وسلوک کی طرف راغب تھے۔ مولانا محمد صدیق زید مجدھم کے مطابق حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہٗ نے ان کو ان

Marfat.com

کی صالحیت وصلاحیت کے پیش نظر دوران تعلیم ہی جامع مسجد خیر المدارس کا امام متعین فرمایا تھا۔ یہ اعزاز بلاشبہ مولانا کے لئے سرمایہ سعادت اوران پر اساتذہ کے لئے بے پناہ اعتماد کا مظہر ہے۔

فراغت کے بعد کراچی میں خوشنویسی کی مشق کی اور اسی کو ذریعہ معاش بنانے کا فیصلہ کیا۔ خوشنویسی کے معزز اور باوقار فن کو اکثر علماء واکابرین نے اپنایا ہے۔ یہ فیصلہ مولانا کی نفاست ذوق اور لطافت طبع کا آئینہ دار ہے مگر اللہ تعالیٰ کو ان سے اور خدمت لینا منظور تھی۔ انہی دنوں رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ کو مورخ اسلام مولانا علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے کراچی میں ایک بڑے دارالعلوم کے قیام کا ارادہ فرمایا جس میں مولانا سحبان محمود صاحب بحیثیت صدر مدرس تشریف لائے ڈیڑھ سال بعد حضرت سید صاحبؒ اور آپ کے رفقاء کی مساعی گردش روزگار اور زمانے کی بے حسی کی نذر ہو گئیں اور علامہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو ناگفتہ بہ حالات کی وجہ سے اس سے دستبردار ہونا پڑا۔ مولانا سحبان محمود اس کے بعد بھی کچھ عرصہ اس ادارے سے وابستہ رہے مگر حالات کا رخ نہ بدل سکا چنانچہ موصوف بھی علیحدہ ہو گئے۔

ادھر مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ نے ایک نئے دارالعلوم کی تاسیس فرمائی۔ مولانا سحبان محمود کا تقرر بحیثیت مدرس عربی اسی دارالعلوم میں ہوا۔ یہ ذی قعدہ ۱۳۷۱ھ کا قصہ ہے اور اب اس واقعہ کو چونتیس برس ہونے کو ہیں۔ تادم تحریر وہیں مصروف خدمت ہیں۔ دارالعلوم کی بے پناہ علمی خدمات اور محیر العقول قبولیت اور ارتقائی منازل جہاں حضرت مفتی اعظمؒ کے اخلاص وللٰہیت، شبانہ روز مساعی، بلند ہمتی اور اخلاص وایثار کی مرہون منت ہیں وہیں مولانا سحبان محمود جیسے وفا کیش، سلیم الطبع مخلص اور اطاعت شعار خدام کا بھی اس میں برابر کا حصہ ہے۔ مولانا نے اپنے عالم شباب کی تمام دینی وعلمی صلاحیتوں کو دارالعلوم پر نچھاور کیا اور آج ان کی قربانیوں کا ثمرہ عالم اسلام کی عظیم دینی یونیورسٹی کی صورت میں سب کے سامنے ہے۔ علم کے ساتھ اکابر اہل حق کی پرنور اور مبارک مجالس نصیب ہو جائیں تو وصول الی اللہ کی منازل طے ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ اہل نظر نے تو ان نفوس قدسیہ کی چند لمحوں کی رفاقت کو بھی زندگی کا حاصل قرار دیا ہے۔ کما قیل:

Marfat.com

یہ زندگی زندگی نہ سمجھو کہ زندگی سے مراد ہے بس
وہ عمر رفتہ کی چند گھڑیاں جوان کے قدموں میں کٹ گئیں

خوش قسمت ہیں مولانا سحبان محمود جنہوں نے تقریباً تیس برس مفتی اعظم قدس سرہ کی مبارک محافل کے انوار کو دیکھا اور سمیٹا ہے۔ اس وقت بھی اصلاح باطن کا باضابطہ تعلق حضرت المخدوم ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی مدظلہم العالی سے ہے۔ حضرت موصوف مدظلہم کی طرف سے مجاز بھی ہیں۔

زمانہ تدریس میں سینکڑوں ہزاروں تلامذہ نے آپ سے استفادہ کیا اور کر رہے ہیں۔ دارالعلوم کے موجودہ مہتمم مکرم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی اور سپریم کورٹ شریعت بینچ کے جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی بھی حضرت موصوف کے زمرہ تلامذہ میں داخل ہیں۔

اللہ رب العزت ان کی مساعی جلیلہ کو قبول فرمائیں اور بانی جامعہ خیر المدارس حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نور اللہ مرقدہ اور ان کے جملہ اساتذہ کے رفع درجات کا ذریعہ بنائیں۔ آمین برحمتک یا ارحم الرحمین۔" (محرم الحرام ۱۴۲۰ھ)

حضرت مولانا علی محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کے حالات میں مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

۶ رجنوری ۹۲ء کو پیش آنیوالا دوسرا سانحہ عارف باللہ عالم ومحدث حضرت مولانا علی محمد صاحب رحمہ اللہ مہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا کی وفات حسرت آیات کا ہے۔ حضرت مولانا کافی عرصہ سے شدید علیل تھے۔ ۵ اور ۶ جنوری کی شب کو رات پونے دو بجے کے قریب علم وفضل کا یہ چراغ اپنی ضوفشانیوں کے بعد ہمیشہ کے لئے بجھ گیا۔ حضرت مولانا علی محمد صاحب محدث العصر، حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کے ممتاز تلامذہ میں شمار ہوتے تھے۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد جامعہ قاسم العلوم ملتان میں تدریس کا آغاز کیا۔ بعد ازاں حضرت مولانا عبدالخالق صاحب قدس سرہٗ کی دعوت پر دارالعلوم عیدگاہ کبیر والہ تشریف لے گئے تقریباً ۴۵ برس تک آپ نے تدریس حدیث کی مسند کو رونق بخشی۔ آخر میں مدرسہ کا اہتمام بھی آپ کے سپرد کر دیا گیا۔ مدرسہ کے اموال میں جس احتیاط وتقویٰ

Marfat.com

کے ساتھ آپ تصرف فرماتے تھے۔ وہ اب بہت کم دیکھنے میں آتا ہے۔ مولانا کی تواضع فنائیت، سادگی اور بے نفسی ضرب المثل تھی۔ تمام اوصاف جلیلہ میں اکابر کی یادگار تھے۔

وفات کی خبر سن کر جامعہ خیر المدارس سے حضرت مہتمم صاحب اور دیگر اساتذہ کرام نماز جنازہ میں شرکت کے لئے کبیر والا پہنچے۔ کبیر والا شہر اور قرب وجوار کے ہزاروں علماء، مشائخ، حفاظ اور اہل دل نے عصر سے قبل نماز جنازہ پڑھ کر حدیث رسولؐ کے اس خادم کو سپرد خاک کر دیا۔ خدا تعالیٰ حضرت مولاناؒ کی خدمات کو قبول فرمائیں اور انکی قبر کو جنت کا باغیچہ بنائیں۔ آمین ثم آمین!

(شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ)

حضرت مولانا محمد موسیٰ خان صاحب رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

۲۷ جمادی الاخری ۱۴۱۹ھ، ۱۹ ر ستمبر ۱۹۹۸ء بروز پیر بعد از عصر جامعہ اشرفیہ (لاہور) کے شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد موسیٰ خان صاحب روحانی البازی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کی خبر دل کو تڑپا گئی۔

قحط الرجال کے اس دور میں جب علم میں رسوخ رکھنے والی جامع الصفات شخصیات ناپید ہوتی جارہی ہیں۔ حضرت مولانا محمد موسیٰ خان صاحب کا وجود امت کے لئے بہت بڑا سہارا تھا۔ مولانا کا شمار ملک کی ان چندگی چنی شخصیات میں ہوتا تھا جن کی قوت حافظہ، وسعت مطالعہ، تعمق علم، تمام فنون میں ماہرانہ دسترس، عربی و اردو تحریر پر قدرت اور پاکیزہ شعری مذاق کا اعتراف اہل علم کو بھی تھا۔

حضرت مولانا محمد موسیٰ خان صاحب مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قدس سرہ کے مایۂ ناز شاگرد تھے۔ اپنی خداداد صلاحیتوں کے استعمال کے لئے انہوں نے میدان سیاست کی بجائے تدریس و تحقیق کے میدان کو اختیار کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں تمام علمی حلقوں سے اپنی ذہانت، علمی پختگی اور فنی استعداد کا لوہا منوایا۔ تدریس کے ساتھ تالیف کے میدان میں بھی ان کی صلاحیتیں مسلمہ تھیں انہوں نے جس موضوع پر قلم اٹھایا اپنے قارئین کو

Marfat.com

بحرِ علم کے بے شمار نئے موتی اور جواہرات عطاء کئے۔ آپ کی تمام تالیفات اس دعویٰ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ مولانا مرحوم زمانہ طالب علمی ہی میں ذہن رسا اور غیر معمولی استعداد کے حامل تھے۔ جامعہ خیر المدارس کے بانی استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ ۱۳۷۰ھ کی دھائی میں ایک مرتبہ خرابی صحت کی بناء پر تبدیلی آب و ہوا کے لئے کوئٹہ تشریف لے گئے اور دارالعلوم دیوبند کے فاضل حضرت مولانا عرض محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ مطلع العلوم (کوئٹہ) میں قیام فرمایا۔ مولانا کی اقامت کے دوران ہی مدرسہ کے امتحانات آئے تو مہتمم مدرسہ مولانا عرض محمد صاحب نے حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہ کی خدمت میں کچھ کتابوں کے امتحان لینے کی فرمائش کی۔ حضرت مولانا نے اس فرمائش پر علم نحو کی معروف ومعرکہ راء کتاب ''شرح جامی'' کا امتحانی پرچہ مرتب فرمایا۔ امتحان کے بعد حضرت مولانا نے جوابی پرچوں کا معائنہ فرماتے ہوئے ایک طالب علم کو کل نمبروں سے بھی زائد نمبر عنائیت فرمائے۔ اس زمانہ میں ہر کتاب کے کل نمبر ۵۰ ہوتے تھے، مگر حضرت نے شرح جامی کے اس طالب علم کو نہ صرف پچاس کی بجائے پچپن نمبر عطا فرمائے بلکہ اپنی جیب خاص سے دس روپے بطور انعام بھی دیئے۔ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہ جیسی حقیقت شناس شخصیت سے انعامی رقم اور انعامی نمبر حاصل کرنے والا طالب علم ''محمد موسیٰ'' تھا جو بعد میں اپنے محیر العقول حافظہ اور غیر معمولی علمی استعداد کی بدولت شیخ التفسیر اور شیخ الحدیث کے منصب کمال تک پہنچا۔ اس میں کسی قسم کا کوئی مبالغہ نہیں کہ حضرت مولانا موسیٰ خان صاحب کی رحلت علمی حلقوں کے لئے ایک عظیم نقصان ہے۔ مولانا کی جدائی کا صدمہ صرف ان کے تلامذہ اور جامعہ اشرفیہ ہی کا صدمہ نہیں پورے ملک اور پوری علمی دنیا کا صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کی دینی و علمی خدمات کو قبول فرمائیں انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائیں۔ اوران کے پسماندگان کو اس عظیم سانحہ پر صبر جمیل کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین۔ (رجب ۱۴۱۹ھ)

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نور اللہ مرقدہٗ

حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

Marfat.com

۱۹؍ربیع الاوّل ۱۴۱۵ھ ۲۸؍اگست ۱۹۹۴ء بروز اتوار اس المناک خبر سے ملک کے علمی و دینی حلقوں میں صف ماتم بچھ گئی کہ حافظ الحدیث امیر العلماء حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی (رحمۃ اللہ علیہ) طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

پاکستان کے دینی، سیاسی اور عوامی حلقوں میں حضرت درخواستی قدس سرہٗ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپؒ حضرت امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ، کے اس قافلہ کے فرد تھے جو حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کے جانباز و جاں نثار رفقاء کی صورت میں سرحد و پنجاب کے علاقوں میں اسلام کا پیغام جہاد لے کر پہنچا اور جس نے ہزاروں قلوب کو اسلامی حمیت و غیرت سے نہ صرف آشنا کیا بلکہ گرما دیا۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ کے بعد حضرت درخواستیؒ اس قافلہ کے روح رواں تھے اپنے اسلاف کے طرز پر ان کی زندگی بھی زہد و ورع، قناعت و استغناء جہد و عمل اور دعوت و تبلیغ سے عبارت تھی۔ حضرت درخواستیؒ کا روحانی تعلق سندھ، ریاست بہاولپور اور پنجاب کی ایک عظیم روحانی و دینی شخصیت حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری قدس سرہٗ سے تھا جن کے علو مرتبہ اور قوت نسبت کے تمام علماء و مشائخ قائل تھے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ بھی حضرت خلیفہ صاحبؒ کی زیارت و ملاقات کے لئے دین پور (خانپور) جیسے دور افتادہ گاؤں میں حاضر ہوئے تھے، حضرت درخواستیؒ کو سلوک و تصوف کی تکمیل کے بعد حضرت خلیفہ صاحبؒ کے جانشین حضرت میاں عبدالھادی صاحب دینپوریؒ سے خلافت و اجازت عطاء ہوئی۔

حضرت درخواستیؒ طبعاً ارشاد و تبلیغ کے ماحول کے بزرگ تھے اور مزاج سیاسی نہیں تھا لیکن شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ کی رحلت کے بعد میدان عمل میں نکلے اور سیاست کے خارزار میں مجاہدانہ قیادت کا فرض ادا کیا۔ جمعیۃ علمائے اسلام کی امارت کے ساتھ ساتھ درس و تدریس، مدارس دینیہ کی سرپرستی اور مسترشدین کی اصلاح و تربیت جیسے ہمہ وقتی انہماک طلب امور کو حضرت درخواستیؒ نے ضعف و علالت اور پیرانہ سالی کے باوجود بڑی تندہی سے انجام دیا۔

اپنی زندگی کے آخری تیس سالوں میں انہوں نے طویل ترین تبلیغی و سیاسی اسفار کیے۔

Marfat.com

ملک کا شاید ہی کوئی ایسا قصبہ یا شہر ہو جہاں حضرت درخواستیؒ تشریف نہ لے گئے ہوں، اس کے ساتھ ہر سال پابندی کے ساتھ آخری علالت سے کچھ پیشتر تک شعبان و رمضان میں ''دورۂ تفسیر'' پڑھاتے رہے۔ جس میں ملک کے دور دراز علاقوں کے علاوہ بیرون ملک کے علماء بھی استفادہ کے لئے حاضر ہوتے، آپؒ کے دورۂ تفسیر قرآن میں ولی اللّٰھی علوم کی جھلک نمایاں تھی، اور گو حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور حضرت لاہوریؒ کی طرح آپؒ نے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی شہرہ آفاق تالیف ''حجۃ اللہ البالغۃ'' کا بالاستقلال درس نہیں دیا، لیکن آپؒ کے تفسیری نکات میں ''حجۃ اللہ البالغۃ'' کے مطالب ومباحث کا رنگ صاف نظر آتا تھا......

حضرت درخواستی قدس سرہٗ کو عصر حاضر کے علماء میں ایک خصوصی امتیاز یہ حاصل تھا کہ احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ انہیں نہ صرف مفہوماً بلکہ لفظاً و متناً یاد تھا، اپنے خطبات و مواعظ میں جب آپؒ تسلسل و روانی کے ساتھ احادیث پڑھتے چلے جاتے تو سامعین پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی اکثر ایسے مواقع پر آپؒ عجیب عاشقانہ انداز میں یہ شعر پڑھتے......

ما ہرچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الّا حدیثِ یار کہ تکرار می کنیم

سیاسی میدان میں حضرت درخواستیؒ، دین حق کے ایک داعی اور مناد کی حیثیت سے متعارف تھے، حق گوئی میں کسی قسم کی رو رعایت، مداہنت یا مصلحت اندیشی سے قطعاً کام نہ لیتے تھے۔ بہت سے مواقع پر آپؒ نے اپنی جماعت کی دینی سیاست اور اسلامی تشخص کو بچانے اور برقرار رکھنے کے لئے بنیادی کردار ادا کیا۔ ملک میں نسوانی قیادت کا پہلا اور دوسرا دور حضرتؒ کے لیے بہت تکلیف دہ اور روحانی اذیت و کرب کا باعث رہا، اور آپؒ نے اس کے ناجائز اور ایک اسلامی ملک کے لئے باعث ننگ و رسوائی ہونے کو لومۃ لائم کی پروا کیے بغیر ہمیشہ برملا بیان فرمایا!

موجودہ سیاسی حالات میں حضرتؒ بہت پریشان تھے۔ جب کسی سے ملاقات ہوتی حضرتؒ یہاں کی لادینی طاقتوں کے عروج اور اسلامی قدروں کے زوال پر آنسو بہاتے نظر آتے۔ اور جسے ملتے اسی پریشانی میں کھوئے ہوئے ملتے، افسوس کہ ہم

Marfat.com

حضرتؒ کی زندگی میں ان کے زخموں کو مندمل نہ کر سکے، اور یہاں کے علماء حق کسی اسلامی انقلاب پر ڈٹ نہ سکے، یہاں تک کہ ہم نے حضرتؒ کو کھو دیا۔

اب حضرت درخواستیؒ تو اس جہاں میں جنت آشیاں ہو چکے ہیں، معلوم نہیں ہماری قسمت میں اس ملک کے سیاسی مدّ و جزر کے اور کتنے انقلاب دیکھنا باقی ہیں۔

ذهب الذين يعاش في اكنافهم — بقي الذين حياتهم لا تنفع

حضرت درخواستیؒ کے سانحہ انتقال کی خبر جامعہ خیر المدارس میں ۱۹ ربیع الاوّل ۱۴۱۵ھ کو صبح آٹھ بجے فون پر موصول ہوئی۔ چنانچہ نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت کے لئے اساتذہ کرام اور طلبۂ عزیز پر مشتمل ایک قافلہ خانپور پہنچا۔ خانپور کے قصبہ نے شاید اس سے پہلے کسی جنازہ کا ایسا منظر نہ دیکھا ہو۔

ہزار ہا علماء، صلحا، حفاظ و قراء اور متدین و متشرع مسلمان حضرت درخواستی کی نماز جنازہ اور تجہیز و تکفین میں شرکت کے لئے ملک کے اطراف و اکناف سے جمع ہوئے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ڈیڑھ لاکھ کے لگ بھگ افراد نے جنازہ میں شرکت کی۔ دین کے ایک بے غرض خادم اور سچے داعی کی نماز جنازہ میں خاصانِ خدا کی یہ کثرت قدرت کے اس خاموش حکم کی تعمیل تھی کہ ع عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے اُٹھے

شیخ الحدیث مولانا سید فخر الدین احمد رحمہ اللہ

وطن مالوف ہاپوڑ ہے، آپ کے آباؤ و اجداد میں سید قطب اور سید عالم اپنے دوسرے دو بھائیوں کے ساتھ عہد شاہجہان میں ہرات سے دہلی آئے، یہ حضرات اپنے زمانے کے ممتاز سماء میں سے تھے، شاہ جہان نے ان کے درس و تدریس کے لئے ہاپوڑ میں ایک مدرسہ تعمیر کرا دیا، سید عالم کا سلسلۂ نسب ۲۶ واسطوں سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔

۱۳۰۷ھ بمطابق ۱۸۸۹ء میں آپ کی ولادت اجمیر میں ہوئی، جہاں آپ کے دادا سید عبدالکریم محکمہ پولیس میں تھانیدار تھے، چار سال کی عمر میں تعلیم کا آغاز ہوا، قرآن شریف والدہ ماجدہ سے پڑھا، فارسی کی تعلیم اپنے خاندان کے بزرگوں سے حاصل کی، عمر

Marfat.com

کے بارہویں سال اپنے خاندانی عالم مولانا خالد سے عربی صَرف ونحو شروع کی، اسی دوران میں آپ کے والد ماجد کو اپنے آبائی مدرسہ کے احیاء کا خیال پیدا ہوا جو ۱۸۵۷ء کے ہنگامہٗ انقلاب کی نذر ہو گیا تھا، چند سال اس میں تعلیم پانے کے بعد آپ کو گلاؤٹھی کے مدرسہ منبع العلوم میں بھیج دیا گیا، وہاں مولانا ماجد علی سے مختلف کتابیں پڑھیں، بعدازاں اپنے استاذ مولانا ماجد علی کے ساتھ دہلی چلے گئے، دہلی کے مدارس میں معقولات کی کتابیں پڑھیں ۱۳۲۶ھ بمطابق ۱۹۰۸ء میں دارالعلوم دیوبند میں آئے، حضرت شیخ الہندؒ نے امتحانِ داخلہ لیا، امتحان میں امتیازی نمبروں سے سرفراز ہوئے حضرت شیخ الہندؒ کی ہدایت کے مطابق ایک سال کے بجائے دو سال میں دورۂ حدیث کی تکمیل کی، دارالعلوم کے زمانۂ طالب علمی ہی میں طلباء کو معقولات کی کتابیں پڑھانے لگے تھے۔

۱۳۲۸ھ بمطابق ۱۹۱۰ء میں تعلیم سے فراغت کے بعد دارالعلوم میں مدرس مقرر ہو گئے، کچھ عرصے کے بعد اکابر دارالعلوم نے شوال ۱۳۲۹ھ بمطابق ۱۹۱۱ء میں آپ کو مدرسہ شاہی مرادآباد میں بھیج دیا مرادآباد میں تقریباً ۴۸ سال قیام رہا، تقریباً نصف صدی کی اس طویل مدت میں بہت سے طلباء حدیث نے آپ سے اکتسابِ فیض کیا ہے۔

مولانا ممدوح چونکہ حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کے خاص تلامذہ میں سے تھے، اس لئے آپ کے درس حدیث میں دونوں جلیل القدر استادوں کے رنگ کی آمیزش پائی جاتی تھی، چنانچہ آپ کا درس بخاری نہایت مبسوط اور مفصل ہوتا تھا، جس میں حدیث کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحث ہوتی تھی۔ فقہاء کے مذاہب کو بیان کرنے کے بعد احناف کے فقہی مسلک کی تائید و ترجیح کی وضاحت میں ایسے پرزور دلائل پیش فرماتے تھے جس کے بعد سامع کا ذہن بالکل مطمئن ہو جاتا تھا اور اس میں کوئی ادنیٰ خلجان باقی نہیں رہتا تھا، اثنائے درس میں صحیح بخاری کی مختلف شروح کے ساتھ ساتھ اپنے اساتذہ کے علوم و معارف بھی جابجا پیش فرماتے رہتے تھے، درس حدیث میں آپ کی تقریر مبسوط و مفصل ہونے کے علاوہ سہل اور دل نشین بھی ہوتی تھی، اس لئے کم استعداد کے طلباء کو بھی استفادہ کا پورا پورا موقع مل جاتا تھا اندازِ بیان نہایت پاکیزہ اور شستہ ہوتا تھا، جس میں آپ کے جمال ظاہری کی تمام

Marfat.com

خصوصیات بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں اس بناء پر آپ کے درس بخاری کو شہرت تام اور قبول عام حاصل تھا، چنانچہ ۱۳۹۰ھ بمطابق ۱۹۷۰ء میں پونے تین سو کے قریب طلباء آپ کے درس حدیث میں شریک تھے، اور کم وبیش ہر سال یہی تعداد دورہ حدیث کے طلباء کی رہتی تھی۔

۱۳۷۷ھ بمطابق ۱۹۵۷ء میں حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کے اراکین نے دارالعلوم دیوبند کے منصب شیخ الحدیث کے لئے آپ کا انتخاب کیا، اس سے پہلے بھی دو مرتبہ حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری اور رخصت کے زمانے میں آپ دارالعلوم میں صحیح بخاری کا درس دے چکے تھے۔

تعلیمی مشاغل کے علاوہ ملکی وملی سیاسیات سے بھی آپ کا تعلق تھا، اور اس کے نتیجے میں قید وبند کی صعوبتوں کو بھی انہیں جھیلنا پڑا، حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی جمعیۃ العلماء ہند کی صدارت کے زمانے میں دو مرتبہ نائب صدر رہے، بعدازاں جمعیۃ علماء ہند کی مسندِ صدارت پر فائز ہوئے اور تادم واپسیں صدارت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

آخر عمر میں جب صحت نے جواب دے دیا تو بغرض علاج وتبدیل آب وہوا ان کو مرادآباد لے جایا گیا، جہاں ان کے متعلقین قیام پذیر تھے، مگر وقت موعود آچکا تھا، کچھ عرصہ علیل رہ کر ۲۰ صفر ۱۳۹۲ھ (۵/ اپریل ۱۹۷۲ء) کی تاریخ میں نصف شب کے بعد انتقال فرمایا اور علم وفضل کا یہ آفتاب جہاں تاب سرزمین مرادآباد میں ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند)

شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت بستی ککری کلاں تحصیل میلسی ضلع وہاڑی میں ۱۳۴۶ھ بمطابق ۱۹۲۷ء کو حاجی ہدایت اللہ آرائیں صاحب کے ہاں ہوئی۔ آپ نے قرآن مجید اور ابتدائی کتب کی تعلیم آبائی گاؤں میں حاصل کی پھر ایک سال میلسی دو سال جہانیاں تین سال جامعہ خیر المدارس میں زانوائے تلمذ بچھانے کے بعد ۱۳۷۱ھ، بمطابق ۱۹۵۲ء کو جامعہ ہذا سے سند فراغت حاصل کی۔ آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کے تقریباً تمام اساتذہ فضلاء دارالعلوم دیوبند تھے ان اساتذہ میں سے مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مفتی محمد عبداللہ صاحب ملتانی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد نور میانوالی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ، قاری رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ جیسے باکمال اور باصفات حضرات بھی ہیں فراغت کے بعد آپ نے ۱۱ سال جامعہ ہذا، ۲۵ سال قاسم العلوم اور ۶ سال امداد العلوم میں تدریسی خدمات سرانجام دیں، اس عرصہ میں آپ کو تمام کتب صحاح ستہ کی تدریس کا شرف حاصل ہوا۔ ۸ سال تک صحیح بخاری کی مسند تدریس پر تشریف فرما رہنے کے ساتھ ساتھ مکتبہ امدادیہ پھر مکتبہ حقانیہ کے انتظام کے علاوہ قاسم العلوم پھر امداد العلوم کا اہتمام بھی آپ سے متعلق رہا۔ ان تمام مصروفیات کے ساتھ ساتھ آپ نے چند کتابیں فیض کریم شرح کریما، مقام حدیث، نماز مدلل، مسئلہ جہاد اور حاشیہ بنایہ شرح ہدایہ بھی تصنیف فرمائی ہیں۔ آپ نے ہر دینی تحریک کی دامے درمے، سخنے قدمے بقدر استطاعت حمایت کی تبلیغی جماعت میں دو دفعہ دس دن کا دعوتی سفر بھی کیا۔

اور تحریک قومی اتحاد میں جمعیت علماء اسلام کی طرف سے میلسی کے حلقے میں ایم۔ این۔ اے الیکشن میں بھی حصہ لیا اور معتدبہ ووٹ لے کر بڑے بڑے ظالم جاگیرداروں کے غرور کو خاک میں ملا دیا جن کے مقابلے میں آنے کی کوئی جرأت نہیں کرتا تھا۔ آپ کا اصلاحی تعلق مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ پھر شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پھر مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اکوڑہ خٹک والوں سے رہا ان اکابر کی تربیت کا ثمرہ ہے کہ آپ اس پیرانہ سالی اور چلنے پھرنے سے معذوری، شوگر اور فالج جیسے موذی امراض میں مبتلا ہونے کے باوجود پوری مستعدی اور جانفشانی سے اپنے مربی و محسن کے لگائے ہوئے پودے کی آبیاری میں مصروف رہے۔ ان تمام امراض شدیدہ کے باوجود پورا سال آپ کی وقت کی پابندی نے اکابر کی یاد تازہ کر دی آپ اس سال جامع ترمذی جیسی اہم کتاب کی مسند تدریس پر تشریف فرما ہیں اللہ تعالیٰ ان نفوس قدسیہ کی برکت سے جامعہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے اور ہمیں بھی ان کے اخلاص کا عشر عشیر عطا فرمائے۔ (آمین)

درس نظامی کی شاید ہی کوئی کتاب ایسی ہو جو برسوں حضرت الاستاذ کے زیر درس نہ رہی ہو۔ آپ کا درس حدیث اپنی نوعیت کا واحد درس رہا ہے جس کی مثال ملنا مشکل ہے، یہ درس علوم نبوت کا حسین مرقع ہوتا تھا۔ جنہوں نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے وہ اس درس کی لذت سے خوب آشنا ہیں۔

Marfat.com

شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت باسعادت

آپ مراد بخش کے یہاں ۱۹۳۱ء میں سمندری روڈ فیصل آباد پر بستی روشن والا میں پیدا ہوئے۔ آپ ارائیں برادری اور زمیندارہ پیشہ اختیار کرنے والے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

تعلیم وتربیت

آپ نے میٹرک کا امتحان ایک مقامی ہائی سکول سے پاس کیا۔ آپ کے والدین کا عزم آپ کو انجینئر بنانے کی خاطر اعلیٰ تعلیم کے لیے برطانیہ بھیجنے کا تھا لیکن حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو اس کی بجائے دینی تعلیم کی طرف مائل کردیا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست　　　تانہ بخشد خدائے بخشندہ

جس کا بظاہر یہ سبب بنا کہ آپ کے ماموں جان مولانا کرم الٰہی صاحب مرحوم جو حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ سے بیعت تھے انہوں نے آپ کو مواعظ اشرفیہ پڑھنے کے لیے دینا شروع کیے جسے پڑھ کر آپ کی دنیا بدل گئی اور آپ نے خاندانی مخالفت کے باوجود دینی تعلیم حاصل کرنے کا عزم مصمم کرلیا۔

چنانچہ ابتدائی درجہ ثانیہ میں دارالعلوم ربانیہ پھلور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ اس کے بعد اپنے گاؤں روشن والا آ کر حضرت مولانا مہابت خان سے ہدایہ اور مختصر المعانی پڑھی۔ اس کے بعد ملک کے مشہور مدرسہ جامعہ خیر المدارس ملتان میں داخلہ لیا اور دورہ حدیث مکمل کر کے شعبان ۱۳۶۷ھ بمطابق ۱۹۵۷ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

درس وتدریس

فارغ التحصیل ہونے کے بعد جامعہ نعمانیہ کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تقریباً سات سال تدریس کی۔ اس کے بعد اپنے مادر علمی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳۹۵ھ تک مشکوٰۃ شریف تک درجہ کتب پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد ۱۳۹۵ھ میں حضرت مولانا احتشام الحق صاحب

Marfat.com

تھانوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھانوی رحمہ اللہ کے ارشاد پر تقریباً دو سال دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈ والہ یار تدریس کی خدمات سر انجام دیں۔ اور پھر ۱۳۹۷ھ بمطابق ۱۹۷۷ء میں حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب رحمہ اللہ کی خواہش پر بحیثیت شیخ الحدیث دار العلوم فیصل آباد میں چھ سال خدمات انجام دیں۔ شیخ الحدیث کا لقب سب سے پہلے آپ کو مفتی زین العابدین صاحب رحمہ اللہ نے ہی عطا فرمایا تھا۔ اس کے بعد آپ نے رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۹۸۳ء توکلاً علی اللہ ستیانہ روڈ فیصل آباد پر عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی صاحب رحمہ اللہ کی صدارت اور سرپرستی میں جامعہ اسلامیہ امدادیہ کی بنیاد ڈالی اور شیخ الحدیث کے فرائض بنفس نفیس خود سر انجام دیئے۔

بیعت و سلوک

حضرت شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحب رحمہ اللہ نے سب سے پہلے اپنے محبوب استاذ، عارف باللہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحب قدس سرہ سے اصلاحی تعلق قائم فرمایا اور بیعت کی اور ان کی صحبت بابرکت سے خوب استفادہ فرمایا۔ حضرت شیخ الحدیث نے قیام پاکستان کے بعد میٹرک کا جو پہلا امتحان ہوا۔ اس میں شرکت فرمائی اس کے بعد درجہ اولیٰ سے عربی شروع کی اور درجہ ثانیہ ہی میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ سے ہی اصلاحی خط و کتابت شروع فرمائی۔ حضرت رحمہ اللہ کے وصال کے بعد حضرت ڈاکٹر عبدالمجید صاحب رحمہ اللہ کے مشورہ سے عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفی قدس سرہ سے اصلاحی تعلق قائم فرمایا۔ انہوں نے آپ کو ۱۹۷۹ء میں اجازت بیعت و تلقین سے نوازا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد عارف باللہ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ، حضرت مولانا ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمہ اللہ اور عارف باللہ حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب سکھروی رحمہ اللہ سے خوب استفادہ فرمایا۔

وفات: آپ نے ۳؍جولائی ۲۰۰۴ء کو فیصل آباد میں انتقال فرمایا۔

"اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ"

حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

Marfat.com

شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ ۱۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ مطابق ۳/ جولائی ۲۰۰۴ء کی صبح کو ہزاروں طلباء اور لاکھوں مسلمانوں کو سوگوار چھوڑ کر سفر آخرت پر روانہ ہو گئے۔

علم و عمل اور رشد و ہدایت کے اس چراغ تاباں کے بجھنے سے تاریکی میں اضافہ لازمی تھا، سو ہوا۔ مگر اصل صدمہ اور افسوس اس پر ہے کہ قحط الرجال کے موجودہ دور میں نئے چراغ جلانے کی روایت دم توڑ گئی ہے، ہر طرف تاریکی کا راج ہے، مسندیں اجڑ رہی ہیں مگر روشنی سے ناواقفیت اور تاریکیوں سے موانست کا یہ عالم ہے کہ جب کوئی شمع بجھتی اور جب کوئی چراغ گل ہوتا ہے تو عام حلقوں میں احساس زیاں تک نہیں ہوتا۔ حضرت مولانا نذیر احمد صاحبؒ بلاشبہ ان ہستیوں میں تھے جن کی جدائی کے صدمہ پر ہر دل کو غمگین اور ہر آنکھ کو اشکبار ہونا چاہئے۔ وہ صحیح معنوں میں دنیائے علم کا وقار تھے، علم ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔

تعلیمی و تدریسی حلقوں میں ان کے علم و فضل، تفہیم و تدریس کی شہرت بوئے گل کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔ وہ اپنی تدریسی زندگی میں جس جگہ رہے مرجع اہل علم بن کر رہے، ان کے مخصوص انداز تدریس کی بدولت منطق و فلسفہ جیسے مشکل فن ان کے ہاتھ میں پانی بن جاتے تھے۔

جامعہ خیر المدارس ملتان، دار العلوم ٹنڈو الہ یار، دار العلوم فیصل آباد اور آخر میں ان کے اپنے قائم کردہ ادارے جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد میں ہزاروں تشنگان علم ان کے دریائے علم و فضل سے سیراب اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق فیض یاب ہوئے۔ قحط الرجال کے موجودہ دور میں جس طرح سنجیدہ و متین علماء اور مدرسین کم ہوتے جا رہے ہیں، معیار تعلیم و تدریس گرتا جا رہا ہے، خدمت دین کے تمام شعبوں بالخصوص تدریس کے میدان میں ذی استعداد اور مخلص افراد کا فقدان ایک خوفناک ملی مسئلہ بن چکا ہے۔ مولانا نذیر احمد کا وجود مسعود رہروانِ منزل کے لئے روشن چراغ اور طالبان علم دینیہ کے لئے بہت بڑی ڈھارس تھا۔ آپؒ کے حسن تدریس کا یہ کمال تھا کہ جو کتاب بھی زیر درس ہوتی طلباء یہ محسوس کرتے کہ حضرت الاستاذؒ کو اسی کتاب سے خاص مناسبت ہے۔ آپؒ نے نور الانوار، دیوان حماسہ، دیوان متنبی، سلم العلوم، توضیح تلویح، مسلم الثبوت، شمس بازغہ، مشکوٰۃ شریف،

Marfat.com

بیضاوی شریف اور زندگی کے آخری دور میں ترمذی شریف اور بخاری شریف کا بار ہا درس دیا۔ آپؒ کے منفرد و ممتاز اور مخلصانہ انداز تدریس نے آپؒ کو جلیل القدر اساتذہ اور جامعہ اسلامیہ امدادیہ کو ملک کے دینی اداروں میں ممتاز مقام عطا کیا۔ مولاناؒ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے تلمیذ رشید اور عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفیؒ کے خلیفہ مجاز اور ان دونوں بزرگوں کی علمی و روحانی نسبتوں کے جامع اور امین تھے۔

رسوخ فی العلم کے ساتھ جو دوسرا وصف انہیں معاصر علماء سے ممتاز کرتا تھا وہ ان کا اخلاص و ایثار اور مسلک اعتدال تھا۔ وہ عمر بھر شدت پسندی یا جذباتیت سے کوسوں دور، خاموشی کے ساتھ خدمت دین اور متعلقین کے ظاہر اور باطن کی اصلاح میں مصروف رہے۔ اس ضمن میں ان کے دو واقعات احقر کے ذاتی مشاہدہ میں ہیں جو ان کے وقار و متانت، سنجیدگی، فہم و تدبر اور غیر جذباتی سوچ کے آئینہ دار ہیں۔ پہلا واقعہ شوال ۱۳۹۶ھ کا ہے، جب احقر حضرت مولاناؒ کی تدریس مشکوٰۃ شریف کی شہرت سن کر جامعہ خیر المدارس ملتان میں بغرض داخلہ حاضر ہوا اور آتے ہی اپنے برادر بزرگ حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب کا تعارفی رقعہ مولاناؒ کی خدمت میں پیش کیا جس میں اسلام کے بعد صرف یہ مذکور تھا:

سپردم بتو مایہ خویش را، تو دانی حساب کم و بیش را

مولاناؒ نے رقعہ پڑھنے کے بعد خصوصی شفقت کا معاملہ فرمایا اور مدرسہ میں ٹھہرنے کا حکم فرمایا۔ سوء اتفاق سے اسی سال کچھ ایسی انتظامی تبدیلیاں رونما ہوئیں جن کے نتیجہ میں حضرت مولاناؒ کو خیر المدارس کو خیر باد کہہ کر دار العلوم ٹنڈو الہ یار جانا پڑا۔ احقر کے لئے ان کی روانگی کی خبر ایک صاعقہ سے کم نہ تھی۔ بالآخر بعض دیگر طلباء کی طرح مولاناؒ سے مشکوٰۃ شریف پڑھنے کے شوق میں احقر نے بھی ٹنڈو الہ یار جانے کا ارادہ کیا۔ اہل مدارس جانتے ہیں کہ ایسے مواقع پر مدرسہ چھوڑنے والے اساتذہ بالعموم ان طلباء کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں جو مدرسہ سے تعلق کی بجائے اساتذہ کی رفاقت کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ اصولی طور پر یہ ایک جذباتی ردعمل ہے۔ احقر نے جب مولاناؒ کی خدمت میں ٹنڈو الہ یار جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے کسی ترغیب کی بجائے شفقت آمیز لہجے میں ارشاد فرمایا:...... ''تم خیر المدارس ہی میں

Marfat.com

پڑھو، خیر المدارس میں جو استاذ مشکوٰۃ شریف پڑھائیں گے ان شاء اللہ اچھی پڑھائیں گے۔" حضرتؒ کے منشاء پر عمل کرتے ہوئے احقر نے ارادہ بدل دیا۔ شاید اسی امتثال امر کی برکت ہے کہ تا حال اکابر خیر المدارس کی کفش برداری کی سعادت حاصل ہے۔

مولانا کی غیر جذباتی فکر و نظر کی دوسری مثال اس وقت سامنے آئی جب آج سے چند سال پہلے آپؒ کے جواں سال ہونہار اور صاحب علم و فضل فرزند مولانا مفتی محمد مجاہد صاحبؒ کو دہشت گردوں نے بربریت کا نشانہ بناتے ہوئے انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا تھا۔ ان کی مظلومانہ شہادت پر پورے ملک میں بالعموم اور فیصل آباد میں بالخصوص غم و غصہ اور اشتعال کی فضاء تھی اور کسی قسم کی جذباتی تقریر عوام کے اشتعال کو شعلہ جوالہ بنا سکتی تھی۔ حضرت مولاناؒ نے اس موقع پر پوری زندگی کے دستور العمل کے مطابق کسی جذباتی تقریر یا شعلہ بیانی کی بجائے گلوگیر مگر پرزور الفاظ میں صبر و ضبط کے ساتھ ہزاروں کے مجمع میں مخاطب ہو کر فرمایا:

......" ہم نے اور ہمارے اکابر نے پاکستان کو اپنا خون پسینہ دیا ہے اور ہمیں اس ملک کی سلامتی اپنی جان و، مال اور اولاد سے زیادہ عزیز ہے۔ مجاہدؒ کی عظیم شہادت سے جو نقصان پہنچنا تھا، پہنچ چکا ہے لیکن ہم اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ کوئی شخص اس واقعہ کو بنیاد بنا کر توڑ پھوڑ کا بازار گرم کرے یا ملکی و قومی املاک کو نقصان پہنچائے۔ جو کوئی ایسا کرے گا وہ مرحوم کی روح کو صدمہ اور ہم پسماندگان کو اذیت پہنچائے گا۔" مولاناؒ کی اس تقریر نے جذبات قابو میں رکھے اور نماز جنازہ کے بعد ہزاروں کا مجمع پُر امن طور پر منتشر ہو گیا۔

چند سال قبل فیصل آباد کے وسیع و عریض ڈی گراؤنڈ میں جواں سال صاحبزادے کی شہادت پر تعزیتی خطاب کرنے والے شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحبؒ بھی بالآخر اس سفر پر روانہ ہو گئے جس کے مسافر کبھی لوٹ کر نہیں آتے۔ ملک کے چھوٹے بڑے تمام شہروں کی طرح ملتان سے بھی علماء و صلحاء اور معتقدین مسلمانوں کی کثیر تعداد جنازے میں شرکت کے لئے فیصل آباد پہنچی۔ جامعہ خیر المدارس کے رئیس دار الافتاء فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبد الستار صاحب مدظلہم کی اقتداء میں ہزاروں مسلمانوں نے مولاناؒ کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ جامعہ خیر المدارس ملتان کے اساتذہ کرام کے وفد میں مولانا

Marfat.com

قاری محمود احمد، مولانا مفتی محمد عبداللہ، مولانا محمد یٰسین شاکر، مولانا شمشاد احمد، مولانا مفتی عبدالحکیم، مولانا نجم الحق اور مولانا میمون احمد بھی شامل تھے۔

فیصل آباد کے وسیع و عریض ڈی گراؤنڈ میں تا حد نظر علماء و صلحاء و قراء اور دیندار مسلمانوں کا جم غفیر قدرت کے اس خاموش حکم کی تعمیل تھی کہ

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے اٹھے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا نذیر احمد صاحبؒ اور حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹیؒ کی دینی خدمات کو قبول فرمائیں، انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں اور مولانا نذیر احمد صاحبؒ کے صاحبزادگان مولانا مفتی محمد طیب صاحب اور مولانا محمد زاہد صاحب اور مولانا چنیوٹیؒ کے صاحبزادگان مولانا ثناء اللہ، مولانا محمد الیاس، مولانا محمد ادریس اور مولانا بدر عالم کو نعم الخلف للسلف کا مصداق بنائیں اور دونوں بزرگوں کی باقیات صالحات کو تادیر سلامت با کرامت رکھیں۔ آمین! (جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ

آپ کی ولادت ستمبر ۱۹۲۶ء کو چک نمبر ۲۵۱ گ، ب اُگی تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں حاجی نبی بخش آرائیں کے ہاں ہوئی۔ آپ نے عصری تعلیم مڈل تک حاصل کرنے کے بعد درس نظامی کی ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں میں مولانا عبدالمجید صاحب فاضل مظاہر العلوم سہارنپور کے پاس قدوری اور ہدایۃ النحو تک حاصل کی پھر اپنے استاد محترم کے مشورہ سے ہی ۱۹۴۳ء کو جامعہ خیر المدارس جالندھر میں مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کنز الدقائق اور کافیہ سے تعلیم شروع کی اور چار سال وہاں رہ کر درجہ عالیہ تک تعلیم حاصل کی۔ پھر قیام پاکستان کے بعد خیر المدارس ملتان سے ۱۳۶۸ھ بمطابق ۱۹۴۸ء کو سند فراغت حاصل کی۔

آپ کو تعلیمی سفر میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

سابق صدر مدرس جامعہ خیر المدارس و سابق صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (انڈیا) حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال اور استاد الادب والمیراث مولانا عبد الجمیل صاحب پشاوری مدظلہ جیسے اکابر کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ فراغت کے بعد اپنے ہی مادر علمی میں ۱۳۶۹ھ سے تادم تحریر تقریباً ۵۱ سال سے تدریسی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ اس عرصہ میں آپ کو ابتدائی کتب سے موطین، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، طحاوی، ترمذی اور بخاری شریف تک بتدریج تعلیمی ترقی نصیب ہوئی ویسے تو آپ کو حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں ہی حدیث کے اسباق پڑھانے کی سعادت حاصل ہوگئی تھی ان کے بعد علامہ محمد شریف کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جب صاحب فراش ہوئے تو انہوں نے باصرار آپ کو اپنی مسند پر بٹھایا۔ آپ بخاری شریف جلد ثانی ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۹۷۸ء اور جلد اول از کتاب الوضوء ۱۴۰۳ھ اور مکمل ۱۹۸۸ء بمطابق ۱۴۰۸ھ سے تا حال اس مسند پر تشریف فرما ہیں۔ دورہ کے اسباق کے ساتھ تکمیل کے اسباق بھی ایک عرصہ تک آپ کے زیر درس رہے۔ آپ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ آپ نے جامعہ کے تمام انتظامی شعبہ جات مطبخ، دارالاقامہ، ۱۰ سال جامعہ کے دفتر میں ناظم اعلیٰ اور ۱۰ سال درالافتاء میں نائب مفتی کی حیثیت سے خدمات سر انجام دیں اور ۱۴۱۰ھ سے تا حال رئیس المدرسین کی حیثیت سے اپنے مربی ومحسن کے لگائے ہوئے پودے کی آبیاری میں مصروف ہیں۔ آپ کو یہ بھی سعادت حاصل ہے کہ آپ مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے سفر وحضر میں خادم رہے آپ اکثر تعلیمی وتبلیغی اسفار میں حضرت کے ساتھ رہے آپ کی سادگی اور درویشانہ زندگی سے حقیقتاً اسلاف کی جھلک محسوس ہوتی ہے آپ کا انداز تدریس سادہ دلنشین اور مباحث پر مغز ہوتی ہے اور عہد حاضر کے جدید دینی مسائل پر خصوصیت سے تبصرہ فرماتے ہوئے مختلف فیہ مسائل میں آئمہ مجتہدین کے اقوال ومذاہب اور ان کے مستدلات کو نہایت عام فہم انداز میں بیان فرماتے ہیں کہ جو سنتے ہی طالب علم کے دل میں گھر کرتے چلے جاتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ دور حاضر میں اٹھنے والے فتنوں کی بھی خوب گوشمالی فرماتے ہیں۔

Marfat.com

آپ کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھا ان کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ حاجی فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے رہا اور مؤخر الذکر حضرت نے آپ کو اجازت بیعت بھی عطا فرمائی۔

فقیہ العصر مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ اپنے خودنوشت حالات میں تحریر فرماتے ہیں۔

بندہ کی پیدائش ۲۶ جولائی ۱۹۳۰ء بوقت سحری فیصل آباد کے ایک مضافاتی گاؤں چک نمبر ۲۱۷ تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں ہوئی۔ اصل آبائی وطن ضلع جالندھر ہے۔ جب ضلع فیصل آباد کی زمینیں آبادکاری سکیم کے تحت تقسیم کی گئیں اس دوران دادا جان اور پھر ابا جان اس گاؤں میں تشریف لائے اور حاصل شدہ رقبے کو آباد کر کے یہیں پر رہائش پذیر ہو گئے۔

گاؤں میں دو تین گھر صحیح العقیدہ اپنے اکابر کے معتقد تھے۔ سنا ہے کہ ایک مولوی صاحب جن کا تعلق غالباً حضرت گنگوہیؒ سے تھا ان کا قیام بھی کچھ عرصہ تک ان گھروں میں رہا جس کی وجہ سے دینداری کا رنگ ان لوگوں پر غالب تھا اور باقی سارا گاؤں ان کا مخالف تھا۔

انہی میں ایک گھر میں ایک نابینا حافظ عمر دین سال میں ایک مرتبہ آیا کرتے تھے۔ چند دن تک ان کا قیام رہتا' دادی صاحبہ کو ان کا قرآن پاک سن کر شوق پیدا ہوا کہ ہم بھی اپنے بچے کو قرآن پاک حفظ کرائیں۔ چنانچہ جب میں نے سکول میں تیسری کا امتحان پاس کر لیا تو محترمہ دادی صاحبہ کو منجانب اللہ اس کے شوق کا ایسا غلبہ ہوا کہ سکول سے نکال کر مجھے ایک قریبی چک نمبر ۱۴۸ میں حفظ قرآن پاک کیلئے داخل کرا دیا۔ یہ پورے علاقے میں ایک نئی بات تھی کہ کھاتے پیتے گھرانے کا بچہ سکول چھوڑ کر قرآن پاک یاد کرنے کیلئے باہر کسی مدرسہ میں چلا جائے۔ بڑی ہمشیرہ صاحبہ کی شادی بھی اسی چک میں ہوئی تھی اس لئے ان کے گھر میں قیام ہوا۔

ایک قریبی گاؤں کے تین طالب علم مدرسہ اشاعت العلوم جامع مسجد فیصل آباد میں پڑھتے تھے۔ گاہ گاہ ان میں سے ایک صاحب سے ملاقات ہوتی تو مدرسہ اور پڑھنے پڑھانے

Marfat.com

کے موضوع پر گفتگو ہوتی۔ حق جل شانہ کا خاص انعام ہوا کہ اپنی گمنامی والی طبیعت اور عادات قوم کے بالکل خلاف بندہ نے اسی مدرسہ میں تعلیم دین حاصل کرنے کا عزم صمیم کرلیا۔ خیال ہوا کہ اگر حضرت والد صاحب سے اس کی اجازت طلب کی گئی تو شاید وہ منع فرمادیں کیونکہ ترجمہ اور مجموعہ خوانی تو پڑھ ہی چکا تھا۔ اس لئے پروگرام یہ تجویز ہوا کہ ابتداء بلا اجازت با امید اجازت چلے جانا چاہیے۔ چنانچہ اللہ کا نام لے کر مورخہ ۳ نومبر ۱۹۴۷ء سحری کے وقت ضروری سامان لے کر فیصل آباد کیلئے روانہ ہوگیا۔ جس کی اطلاع صرف اہلیہ کو تھی اور حضرت والد صاحب کی اطلاع کیلئے ایک عریضہ لکھ کر اپنے کرتے کی جیب میں چھوڑ دیا جس میں نہایت معذرت کے ساتھ مودبانہ اجازت کی بھی درخواست کی گئی تھی اور اپنے شوق کا اظہار کیا گیا تھا۔

جب بندہ حسب معمول آٹھ بجے تک مسجد سے نہ آیا تو ادھر ادھر تلاش شروع ہوئی۔ کچھ پریشانی کے بعد بندے کا عریضہ مل جانے سے حقیقت حال کا علم ہوا۔ حضرت والد صاحب نے غضب و رضا کی ملی جلی کیفیت میں فرمایا: ''اچھا! اب گیا ہے تو پڑھ لے جتنا چاہے پڑھ لے'' الحمدللہ! حضرت والد صاحب کی طبیعت بہت ہی حلیم و بردبار تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر مبارک کو باغیچہ جنت بنادیں۔ آمین۔

فیصل آباد جانے کیلئے چھ سات میل کا سفر پیدل چل کر سمندری جانا ہوتا ہے۔ سمندری سے فیصل آباد کیلئے بس ملتی تھی۔ پیدل چلتے ہوئے راستے میں مہاجرین کے لٹے پٹے قافلے بھی ملے۔ اسی سال ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء رمضان کو پاکستان بننے کا اعلان ہوا تھا اور ملک میں فسادات اور انتقال آبادی کے ہنگامے جاری تھے۔ مہاجرین کی آبادکاری کا کام ہورہا تھا۔ خیر دوپہر کو مدرسہ اشاعت العلوم جامع مسجد میں پہنچ گئے' داخلہ ہوگیا۔ مدرسہ ہذا کے مہتمم حکیم حافظ عبدالمجید صاحب نابینا تھے۔ صدر مدرس حضرت مفتی سیاح الدین صاحب کاکاخیل اور دوسرے حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب (فیض محمدی والے) اور حضرت مولانا غلام فرید صاحب تھے۔ اللہ پاک ان سب حضرات کی مغفرت فرمائیں اور ان کے درجات کو بلند فرمائیں۔ بہت شفیق اور مہربان اساتذہ تھے۔

تعلیم شروع ہوگئی۔ گلستان وغیرہ پہلے چونکہ پڑھ چکا تھا اس لئے حضرت مولانا نے

Marfat.com

سکندر نامہ وغیرہ شروع کرادیا۔ صرف ونحو کے اسباق بھی شروع ہو گئے۔ پڑھنا اور مطالعہ کرنا تو اب تک بھی نہیں آیا۔ بس کتابوں پر عبور شروع ہو گیا۔ حضرات اساتذہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ ایسے کیونکر ہوا۔ بہر حال ہوا یہ کہ پہلے سال کے سالانہ امتحان میں فارسی کے علاوہ فقہ میں کنز الدقائق، نحو میں کافیہ وغیرہ کا امتحان دیا۔ ولی کامل حضرت مولانا محمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے امتحان لیا۔ الحمد اللہ! سب کتابوں میں کامیاب ہوا۔ حضرتؒ بھی تعجب فرما رہے تھے کہ یہ کیسا امتحان ہے۔ امتحان کے بعد حضرت اقدس کو واپس گھر سنت پورہ پہنچانے بھی بندہ ہی ساتھ گیا۔ راستے میں بڑی شفقت سے ایسے ہی ارشادات سے شفقت فرماتے رہے۔

یہ ۱۹۴۸ء کا شعبان تھا۔ اسی سال شوال میں دوسرا تعلیمی سال شروع ہوا تو اس میں شرح جامی، مختصر المعانی، دیوان حماسہ، ہدایہ وغیرہ کی کتابیں پڑھیں۔

غالباً تعلیم کا آغاز ۱۲ شوال کو ہوا تھا۔ آغاز تعلیم سے قبل یا کچھ روز بعد حضرت اقدس مولانا عبدالرحمٰن کیمل پوری قدس سرہ کی سابق شیخ الحدیث وصدر مدرس مظاہر العلوم سہارنپور وحال شیخ الحدیث خیر المدارس ملتان کی تشریف آوری ہوئی۔ آپ کا شمار حضرت تھانویؒ کے ممتاز خلفاء میں ہوتا ہے۔ حضرت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ حضرت تھانویؒ سے آپ کی اصلاحی خط وکتابت جامع، مانع اور مفید تر ہے۔ اسی لئے اشرف السوانح میں نمونہ کے طور پر اسے اشاعت کیلئے منتخب کیا گیا۔ اہل بصیرت کا کہنا ہے کہ ہر خط میں گویا ایک مقام باطنی طے کیا گیا۔

کمال علمی کے ساتھ کمال عملی حسن سیرت کے ساتھ آپ کو حسن صورت سے قدرت نے نوازا تھا۔ گویا بلا مبالغہ فرشتہ صورت اور فرشتہ سیرت تھے۔ علم وحلم کے کھلے تھے۔ حضرت اقدس مولانا خیر محمد صاحب اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن قدس اللہ اسرار ہما بلا شبہ ان اولیاء میں سے تھے جنہیں دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔ نہ صرف یہ بلکہ ان کی زیارت سے شعوری یا غیر شعوری طور پر ایمان ویقین میں اضافہ ہوتا تھا۔ دوران سال اسباق بہت اچھے ہوتے رہے۔ مشکوٰۃ شریف کا سبق تو نور علی نور تھا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک احادیث کے مطالعہ وتکرار کے انوار ایک ولی کامل کی صحبت توجہ وعنایت کے انوار دنیا سے فارغ البالی اور یکسوئی کے انوار! یہ سبق مجمع الانوار تھا۔ حکم یہ تھا کہ ہر طالب علم مطالعہ کر کے آئے۔ املائی تقریر ضبط کرے۔ کسی طالب علم میں

Marfat.com

امتیازی شان کا اظہار سخت ناپسندیدہ تھا۔ کبر و خود رائی کسی طالب علم و ماتحت کی طرف سے گوارا نہ تھی۔ فنائیت اور اپنے آپ کو مٹا کر رکھنا طالب علم کیلئے پسند فرماتے تھے۔ کسی طالب علم سے ایسا برتاؤ نہیں فرماتے تھے کہ وہ اپنے آپ کو مطلوب سمجھنے لگ جائے۔ سلیم الطبع، محنتی و مستعد طالب علم کی قدر دانی فرماتے تھے۔ گو اسے معلوم نہ ہو کہ حضرت مجھے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

عصر کے بعد حضرت حکیم الامت قدس سرہ کے ملفوظات کی مجلس ہوتی تھی جس میں منتہی طلبہ اور اکثر حضرات اساتذہ شرکت فرماتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت اقدس مفتی محمد عبداللہ قدس سرہ کی کلائی پر دستی گھڑی بندھی دیکھ کر فرمایا کہ اب تو مفتی صاحبان بھی دستی گھڑی باندھنے لگ گئے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب نے فوراً گھڑی اتار کر جیب میں ڈال لی۔ اس کے بعد عمر بھر کبھی آپ نے گھڑی نہیں باندھی بلکہ اسی دستی گھڑی کو جیبی بنالیا۔ ہمیشہ جیب میں رکھتے تھے۔ خود حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ بھی جیبی گھڑی استعمال فرماتے تھے۔

غالباً ذیقعدہ ۱۳۶۹ھ کی کسی تاریخ کو ہم ٹنڈو الہ یار پہنچے۔ حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی اور دو دوسرے ساتھی بھی ہمراہ تھے۔ نابغہ روزگار شخصیات کو اس دارالعلوم میں جمع کر دیا گیا تھا۔ استاذ الکل حضرت کیمل پوریؒ فخر المحدثین والمتکلمین حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی، خاتم المحدثین حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری، حضرت مولانا اشفاق الرحمٰن صاحب کاندھلوی محشی نسائی، تاریخ و تحقیق کیلئے حضرت مولانا عبدالرشید صاحب نعمانی، فن تجوید و قرأت کیلئے مدرسہ دارالفرقان لکھنو کے صدر مدرس جناب قاری عبدالمالک صاحب لکھنوی مقرر تھے۔

یہ سال بہت ہی برکات کا سال تھا، شب و روز احادیث مبارکہ کے توسط سے صحبت نبویہ علی صاحبہا الوف التسلیمات کے انوارات و فیوضات کے انعکاس و استفادہ کے مواقع مہیا تھے۔ دارالحدیث میں کبھی بدر عالم کی تابانی ہوتی، کبھی یوسف ثانی کے حسن صورت و سیرت اور بحر علم سے درافشانی ہوتی اور کبھی استاذ الاساتذہ جامع شریعت و طریقت حضرت کیمل پوری قدس اللہ اسرارہم کی علم و حلم، وقار و تمکنات، دانش و عرفان سے پر تقاریر کی دھیمی دھیمی بارش ہوتی۔ کبھی مولانا اشفاق الرحمٰن صاحب کاندھلویؒ کی گھن گرج سے دارالحدیث گونج اٹھتا۔

Marfat.com

خصوصی حالات وامتیازی صفات

مولانا آفتاب صاحب مدظلہ لکھتے ہیں حضرت مفتی صاحب مدظلہ علم وعمل، صلاح وتقوی اور زہد وعبادت میں سلف کا نمونہ ہیں۔ تقریر کے ساتھ تحریر میں بھی کامل دستگار رکھتے ہیں۔ پاکستان کے معروف دینی مجلّہ ''الخیر'' میں بالخصوص آپ کے وقیع علمی وتحقیقی مضامین اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان تمام صفات کے ساتھ تواضع اور کسر نفسی آپ کی نمایاں خصوصیت ہے۔ اپنے چھوٹوں اور شاگردوں بلکہ شاگردوں کے شاگردوں کے ساتھ بھی علمی وعملی وتربیتی واصلاحی نگرانی ورہنمائی کے علاوہ فروتنی اور انکساری کا معاملہ فرماتے ہیں۔ عصر حاضر میں نمود وشہرت اور خودنمائی کے مروجہ حیلوں اور طریقوں سے قطعی ناآشنا ہیں۔ (ماخوذ از ماہنامہ ''الخیر'' ببعض ترمیم)

اصلاح وسلسلہ بیعت وسلوک

آپ کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہٗ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہٗ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلویؒ اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحبؒ (چک نمبر۱۱) سے رہا۔ حضرت صوفی محمد اقبال صاحب دامت برکاتہم حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحبؒ اور حضرت مولانا علی مرتضٰی صاحب مدظلہٗ (ڈیرہ غازیخان) کی طرف سے مجاز بیعت بھی ہیں۔ آپ کے اصلاحی مواعظ ونصائح نہایت مفید ونافع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر اہل علم پر قائم رکھیں۔ آمین! اصلاحی تعلق وخلافت کی پوری روئیداد خود حضرت ہی کی زبان سنئے۔

مشکوٰۃ شریف کے سال خیر المدارس میں شیخین کی زیارت سے بندہ نے اپنے اندر ایک انقلاب محسوس کیا۔ مجلس ملفوظات میں بھی حاضری ہوتی۔ اسی دوران حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ سے اصلاحی تعلق قائم ہوا۔ الحمد للہ پہلی زندگی اور تعلق کے بعد والی زندگی میں بین فرق محسوس ہوتا تھا۔ بعد ازاں حضرت مفتی محمد حسن صاحب سے اصلاح کا تعلق ہوا۔ حضرت کی خدمت میں چند دن کیلئے حاضری بھی ہوئی اور اصلاحی مکاتبت بھی جاری رہی۔ غالباً پچیس اصلاحی مکاتیب شریفہ بجواب عریضہ جات بندہ کے نام تحریر فرمائے گئے۔ ایک

Marfat.com

گرامی نامہ میں کسی حال پر تحریر فرمایا: ''مبارک لاکھ ہو''۔

حضرت مفتی صاحبؒ کے وصال کے بعد حضرت شیخ الحدیث (مولانا محمد زکریا) سے رائے ونڈ میں بیعت کا تعلق ہوا لیکن اپنی نااہلی کی وجہ سے کوئی استفادہ نہ کر سکا۔ حضرت شیخ الحدیث کے وصال کے بعد حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب (چک نمبر ۱۱ چیچہ وطنی) سے بیعت ہوا اور کوہ نور مِن میں ایک رمضان حضرت کی خدمت میں گزارا۔ آخر حضرت اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تین مشائخ سے اجازت وخلافت در ۱۴۰۶ھ

حضرت ڈیروی دامت برکاتہم نے بعد ازاں ایک والا نامہ میں تحریر فرمایا ''یہ فقیر آپ کو توکلا علی اللہ اور تبلیغ دین کیلئے اجازت سلاسل اربعہ کی دیتا ہے۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ کے بعد حضرت صوفی محمد اقبال صاحب دامت برکاتہم نے بھی مبشرات کے ساتھ چاروں سلسلوں میں اجازت عنایت فرما دی اور تحریر فرما ''اب تو کلا علی اللہ آپ کو سلاسل اربعہ میں بیعت کرنے کی میری طرف سے اجازت ہے''۔ اس سال اواخر ذیقعدہ ۱۴۰۶ھ میں اچانک استاذ القراء امام وقت سیدی حضرت مولانا قاری مقری فتح محمد صاحب نور اللہ مرقدہ کا گرامی نامہ شرف صدور لایا جس میں تحریر فرمایا ''آپ کو اہلیت کی بناء پر سلسلہ مذکور (اشرفیہ) کی اجازت دیتا ہوں''۔ (ضرورت مرشد)

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی مدظلہم

ولادت باسعادت

حضرت مولانا الحاج محمود اشرف عثمانی صاحب دامت برکاتہم الحاج مولانا محمد ذکی کیفی رحمہ اللہ بن مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ کے ہاں ۱۳۷۰ھ بمطابق ۱۹۵۱ء پیدا ہوئے۔

سلسلہ بیعت وسلوک

پہلی بیعت اپنے جد امجد حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ

Marfat.com

سے مدینہ منورہ روانگی سے تین روز قبل ۲۸ شوال المکرّم ۱۳۹۳ھ بمطابق ۲۴ رنومبر ۱۹۷۳ء بوقت ۱۱ بجے صبح فرمائی۔ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کے وصال کے بعد حضرت حاجی محمد شریف صاحب قدس سرہ نواں شہر ملتان کی پہلی زیارت لاہور میں ۱۹۷۶ء میں ہوئی اور ان سے ۱۹۷۷ء کے وسط میں خط و کتابت شروع فرمائی۔ دسمبر ۱۹۸۱ء میں بیعت عثمانی میں داخل ہوئے اور ۱۰ فروری ۱۹۸۲ء کو دست بدست بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ ۲۰ رمئی ۱۹۸۴ء کو مولانا محمد محترم فہیم عثمانی صاحب رحمہ اللہ کے ہمراہ تجدید بیعت فرمائی۔ حضرت اقدس سیدی و مرشدی مولانا حاجی محمد شریف صاحب قدس سرہ نے آں محترم کو اجازت بیعت و تلقین سے نوازا۔

اس استاذ الحدیث اور عالم ربانی نے اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ حضرت اقدس حاجی صاحب رحمہ اللہ کی وفات کے بعد عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفی قدس سرہ سے ۱۳ اربیع الثانی ۱۴۰۶ھ بروز جمعرات ۲۶ ردسمبر ۱۹۸۵ء سوا آٹھ بجے صبح لاہور میں تجدید بیعت فرمائی۔ اس بیعت میں بطور تجدید بیعت مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم اور عارف باللہ حضرت مولانا مشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم بھی شریک ہوئے۔

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفی قدس سرہ کی وفات حسرت آیات کے بعد مسیح القلوب حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب شیروانی قدس سرہ سے بروز بدھ صبح بوقت اشراق یکم ربیع الاول ۱۴۰۷ھ سے کپڑے کے ذریعے اجتماعی بیعت میں شامل ہوئے۔ اس بیعت میں حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم' حافظ شفقت علی صاحب رحمہ اللہ' حاجی صولت علی صاحب' جناب محمد سالم صاحب اور کچھ دوسرے حضرات شریک ہوئے۔

حضرت مسیح القلوب رحمہ اللہ کے انتقال پُر ملال کے بعد ڈاکٹر مکی صاحب کے مکان پر بروز اتوار ۱۶ رربیع الثانی ۱۴۱۷ھ بمطابق یکم دسمبر ۱۹۹۶ء بمعیت حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی' الحاج محمد کلیم صاحب' عباد اشرف' سلمان سکھروی سلمہٗ' حسان سکھروی مدظلہ اور کچھ دوسرے حضرات کے ہمراہ تجدید بیعت فرمائی اور اصلاح تعلق قائم رکھا۔

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ کے وصال کے بعد حضرت اقدس نواب عشرت علی خان صاحب قیصر مدظلہم و دامت برکاتہم سے

Marfat.com

اصلاحی تعلق قائم فرمایا اور بروز سوموار بعد نماز عصر پیر ۲۲ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ بمطابق ۳۰ ستمبر ۲۰۰۲ء سے بیعت دست بدست فرمائی۔ اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کا مبارک سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھیں۔ آمین

حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم

ولادت باسعادت

فقیہ عصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی قدس سرہ کو شادی کے چھ سال بعد اللہ تعالیٰ نے اولاد نرینہ سے نوازا۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب قدس سرہ نے اس بچے کے چار نام تجویز فرمائے۔ جلیل احمد' امیر احمد' خلیل احمد' شکیل احمد لیکن حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ خاص حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب غوری رحمہ اللہ نے حضرت سے عرض کیا کہ میرا دل چاہتا تھا کہ اگر حضرت کے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو میں اس کا نام مشرف علی رکھ دوں گا۔ آپ کے تو کوئی اولاد ہوئی نہیں اب یہ آپ کی بیٹی کے بیٹا ہوا ہے یہ بھی آپ ہی کا بیٹا ہے اگر منظور فرمائیں تو اس کا نام مشرف علی تھانوی رکھ دیا جائے۔ حضرت رحمہ اللہ نے اس بچے کا نام مشرف علی رکھ دیا۔ خواجہ صاحب نے اس موقع پر یہ شعر بھی کہا تھا:

عمیدہ مفیدہ مشرف علی
یہ تینوں ہیں اولاد اشرف علی

دستار بندی مولانا مشرف علی بدست حکیم الامت تھانوی

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے گھر تو چونکہ کوئی بچہ تھا ہی نہیں اس لیے مشرف علی سب کی توجہ کا مرکز بن گئے۔ حضرت بھی جب گھر میں آتے تو مشرف کا پوچھتے' جب مشرف علی چار سال کے ہوئے تو حضرت تھانوی اکثر اپنے ہمراہ ان کو کھانے ناشتے میں شریک کرلیا کرتے۔ چنانچہ ایک روز حسب معمول کھانے کے وقت حضرت نے مشرف علی کو بلایا۔ یہ جب حضرت کے پاس آئے اس وقت حضرت کی اہلیہ صاحبہ مشرف علی کی نانی کھانا لینے باورچی خانے میں گئیں تو حضرت نے ساتھ ہی پلنگ پر ایک دوپٹہ کا گوٹا پڑا تھا وہ مشرف علی کے سر پر مثل صافہ کے باندھنا شروع کردیا۔ جب پیرانی صاحبہ آئیں اور انہوں نے

Marfat.com

حضرت تھانوی کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ جب یہ بچہ پڑھ کر فارغ ہوگا اور عالم دین بن جائے گا تو اس کے سر پر دستار فضیلت باندھی جائے گی لیکن میں اس وقت نہیں ہوں گا اس لیے میں ابھی یہ دستار اس کے سر پر باندھ رہا ہوں۔ مولانا مشرف علی صاحب تھانوی کو حافظ عبدالولی صاحب والد گرامی حافظ عبدالحئی صاحب نے یہ بات بتائی کہ اگلے روز حضرت تھانوی نے اپنی مجلس میں یہ واقعہ سنایا۔

مولانا مشرف علی کی دستار بندی

مولانا مشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی نے ۱۹۶۱ء میں جامعہ اشرفیہ سے دورہ مکمل کیا تو اس موقع پر علامہ ظفر احمد عثمانی قدس سرہ کو خط لکھا کہ جامعہ اشرفیہ کا جلسہ تقسیم اسناد ہو رہا ہے' میرا دل چاہتا ہے کہ بچپن میں حکیم الامت نے میرے سر پر دستار باندھی تھی اب میں فارغ ہوا ہوں تو آپ میری دستار بندی فرما دیں جس روز جامعہ اشرفیہ میں جلسہ دستار بندی تھا اس کے اگلے روز مدرسہ اشرفیہ سکھر میں دستار بندی کا جلسہ تھا۔ علامہ ظفر احمد صاحب عثمانی کا جواب آیا کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے جب تمہارے سر پر دستار باندھی تھی یہ واقعہ میرے سامنے کا ہے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے جلسہ میں تو میں نہیں آ رہا۔ البتہ مدرسہ اشرفیہ سکھر کے جلسہ میں جاؤں گا تم اپنی دستار لے کر وہاں آ جاؤ تو میں تمہاری دستار بندی کر دوں گا۔ چنانچہ مولانا کی دستار بندی بعد نماز عشاء جامعہ اشرفیہ لاہور میں شیخ التفسیر علامہ مولانا محمد رسول خان قدس سرہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ اور دیگر اکابرین کے دست مبارک سے ہوئی۔ جلسہ سے فراغت کے بعد آپ رات ہی کی ٹرین سے سکھر تشریف لے گئے اور ب... شرفیہ سکھر کے جلسہ تقسیم اسناد و دستار بندی میں شریک ہوئے' رات کو وہاں جلسہ میں حضرت شیخ الاسلام علامہ ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ نے یہ واقعہ سنا کر مولانا کی دستار بندی فرمائی۔

حضرت مولانا مشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی ربیع الاول ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء تھانہ بھون میں پیدا ہوئے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ میں خلیفہ اعجاز احمد صاحب سے قرآن پاک ناظرہ پڑھنے کے بعد حفظ شروع کیا اور حافظ نہال احمد صاحب کے پاس پندرہ پارے حفظ کیے۔ قیام

Marfat.com

پاکستان کے بعد والدین کے ہمراہ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور میں اولاً قاری خدا بخش صاحب مرحوم اور پھر قاری رونق علی صاحب کے پاس قرآن کریم مکمل حفظ کیا اور سالہا سال گنگارام ہسپتال کے پاس مسجد میں تراویح میں سنایا۔

۱۹۵۴ء/۱۳۷۳ھ میں جامعہ اشرفیہ لاہور میں ابتدائی فارسی عربی پڑھنے کے لیے داخل کیے گئے جہاں تیسیر المبتدی کریما اور صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔

۱۹۵۵ء/۱۳۷۴ھ میں آپ کے چچا حضرت مولانا محمد احمد صاحب تھانوی قدس سرہ نے سکھر میں مدرسہ اشرفیہ قائم کیا تو وہاں داخل کر دیئے گئے۔ آپ اس مدرسہ کے اولین طلباء میں سے ہیں۔ یہاں آپ نے میزان سے شرح جامی تک کتابیں پڑھیں۔ خوشخطی اور جلد سازی بھی سیکھی۔ مدرسہ کے کتب خانہ میں بہت سی کتابیں آپ کے ہاتھ کی جلد کردہ موجود ہیں۔ ۱۹۵۷/۱۳۷۶ھ میں دوبارہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں داخلہ لیا۔ مختصر المعانی' شرح وقایہ' نور الانوار وغیرہ اسباق آپ کے تجویز ہوئے اور پھر دورہ حدیث شریف تک اسی مدرسہ میں اپنی تعلیم مکمل کی۔ بخاری شریف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی قدس سرہ سے پڑھی۔ مسلم شریف اور ترمذی استاذ الاساتذہ شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد رسول خان نور اللہ مرقدہ سے پڑھی۔ ابوداؤد شریف حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ سے پڑھی اور طحاوی شریف حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحب مدظلہم العالی مہتمم جامعہ اشرفیہ سے پڑھی۔ دیگر کتب میں آپ کے اساتذہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب مدظلہم العالی' مولانا غلام مصطفیٰ صاحب' غلام محمد صاحب اور مولانا عبد الغنی صاحب ہیں۔

فروری ۱۹۶۱ء/شعبان ۱۳۸۰ھ دورہ مکمل کر کے سند فراغ حاصل کی۔ اسی دوران قرأت قاری عبد العزیز صاحب شوقی قدس سرہ سے پڑھی۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو یہ شوق ہوا کہ مختلف اساتذہ حدیث روایت حدیث کی خصوصی اجازت حاصل کی جائے۔ چنانچہ اس کے لیے آپ نے ملک و بیرون ملک سفر کیے اور صحاح ستہ کے اوائل و اواخر سنا کر اس زمانے کے کبار محدثین سے نقل حدیث کی خصوصی اجازت حاصل کی جن محدثین سے آپ کو خصوصی اجازت حاصل ہے ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

Marfat.com

۱- شیخ الحدیث حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمہ اللہ
خلیفہ مجاز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ۔
۲- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمہ اللہ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند
۳- شیخ الحدیث حضرت مولانا فخر الدین صاحب امروہی رحمہ اللہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند
۴- حضرت شیخ الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ مہتمم دارالعلوم دیوبند
۵- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور
۶- حضرت مولانا جمیل الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ استاذ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور
۷- شیخ المحدثین والمفسرین علامہ ظفر احمد عثمانی قدس سرہٗ شیخ الحدیث دارالعلوم ٹنڈو الہ یار
۸- حضرت مولانا فاروق احمد انبیٹھوی رحمہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور
۹- حضرت مولانا قاری سلطان مسعود صاحب رحمہ اللہ نواسہ
داماد شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارن پوری

آغاز تدریس

۱۹۶۲ء/شوال ۱۳۸۱ھ میں آپ نے اپنے مادر علمی جامعہ اشرفیہ لاہور ہی میں تدریس کا آغاز کیا۔ اس مدرسہ میں تیسیر المبتدی اور کریما و میزان سے لے کر ہدایہ اور مشکوٰۃ شریف تک درس نظامی میں پڑھائی جانے والی تمام کتب کئی کئی مرتبہ پڑھائیں۔ زیادہ تر آپ کے زیر درس شرح جامی، قطبی، مقامات، متنبی، حماسہ، نورالانوار ہدایہ اور مشکوٰۃ شریف کے اسباق رہے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور میں آپ کا یہ سلسلہ درس و تدریس مارچ ۱۹۸۳ء/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ تک بحسن وخوبی چلتا رہا۔

اپریل ۱۹۸۳ء/جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ میں شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ حضرت مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ صدر مجلس منتظمہ دارالعلوم الاسلامیہ نے مہتمم جامعہ اشرفیہ حضرت مولانا محمد عبیداللہ صاحب اور مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی قدس سرہ کے مشورہ سے جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ کا اہتمام آپ کے سپرد کیا۔ (عکس جمیل رحمہ اللہ)

جہاں اب مستقل صحیح بخاری شریف پڑھا رہے ہیں۔

Marfat.com

بیعت وسلوک

احقر ناکارہ کی درخواست پر یہ تفصیل خود تحریر فرمائی:

''میرا سب سے پہلے تعلق حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمہ اللہ سے ہوا۔ حضرت پھولپوری رحمہ اللہ نے حضرت پیرانی صاحبہ کے حکم سے بیعت فرمایا۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت مولانا رسول خان صاحب سے اصلاح کا تعلق قائم کیا۔ بیعت نہیں ہوا ان کے بعد حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب قدس سرہ سے باقاعدہ بیعت ہوکر اصلاح کا تعلق رہا۔ تقریباً آٹھ نو سال تعلق کے بعد حضرت نے بیعت وتلقین کی اجازت عطا فرمائی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بعد حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب سے اصلاحی تعلق رہا۔ خط و کتابت ہوتی رہی۔ ان کے بعد حج کے موقع پر حضرت مولانا شاہ ابرارالحق قدس سرہ سے مکہ معظّمہ میں اصلاحی تعلق قائم کیا۔ یہ تعلق حضرت کی وفات تک جاری رہا۔''

آں محترم مدظلہم سے الحمدللہ اصلاح وتربیت کا سلسلہ بھی جاری وساری ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مدظلہم العالی کے فیوضات کو عام وتام فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ دامت برکاتہم بروز جمعہ یوم عید الفطر بوقت طلوع فجر، یکم شوال ۱۳۴۴ھ بمطابق اپریل ۱۹۲۶ء پیدا ہوئے۔ ۱۳۶۸ھ میں والد صاحب کی وفات کے بعد مفتی صاحب نے منطق وفلسفہ اور حکمت وریاضی کی اکثر کتابیں استاذ العلماء رئیس الاتقیاء شیخ المعقول والمنقول حضرت العلامہ مولانا خان بہادر معروف بہ مارتونگ مولانا صاحب اور حضرت العلامہ شیخ المعقولات والمنقولات مولانا محمد نذیر صاحب چکیسریؒ سے سید وشریف سوات میں پڑھیں۔

اور اسی طرح بعض بڑی کتابیں حضرت العلامہ رئیس الاذکیا مولانا عبدالرازق صاحبؒ (عرف شاہ منصور......) سے مردان میں پڑھیں۔ یہ تمام شیوخ اور اساطین...... و معرفت میں اپنے دور کے رازی وغزالی شمار ہوتے تھے۔ درس نظامی کے جملہ علوم اور درجہ

Marfat.com

تکمیل سے فراغت کے بعد موقوف علیہ اور صحاح ستہ پڑھنے کے لئے اسوۃ الفقھاء زبدۃ الاتقیاء زینۃ المحدثین حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی نور اللہ مرقدہ کی عظیم و مشہور درسگاہ حدیث شریف میں شریک ہوئے۔ اور ۱۳۷۱ھ بمطابق ۱۹۵۲ء میں فارغ التحصیل ہو کر دستار فضیلت حاصل کی۔ دستار بندی کے وقت حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی کی جوہر شناس نگاہوں اور نورانی فراست نے اپنے ہزاروں تلامذہ میں سے تنہا خلاف عادت حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی کی علمی قابلیت، ذہانت و فطانت، ادب واحترام، زہد و تقویٰ کی تعریف فرمائی۔ پاک وہند کے عظیم محدث شیخ اکبر شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری (متوفی ۱۳۸۵ھ) کی شفقتوں کا یہ عالم تھا کہ باوجود کامل متانت محدثانہ وقار اور کم گو ہونے کے، حضرت مفتی صاحب کے ساتھ آزادانہ گفتگو فرماتے تھے۔ آپؒ نے حضرت مفتی صاحب کو افتاء اور درس حدیث دینے کا حکم فرمایا۔ حضرت مفتی صاحب نے حضرت مولانا غورغشتوی صاحب اور حضرت العلامہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب سے تبرکاً استجازہ" کی تو دونوں حضرات نے کتب حدیث پڑھانے کی اجازت فرمائی۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت غورغشتوی صاحب قدس سرہ کی صحبت کی برکت سے خواب کے عالم میں کثرت طواف اور زیارت حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صالحین سے مشرف ہوتا رہتا تھا۔

حضرت مولانا غورغشتوی صاحبؒ اور حضرت مولانا عبدالمالک صدیقی صاحبؒ دارالعلوم حقانیہ کو جانا پسند کرتے تھے۔ تو مفتی صاحب حسب خواہش اکابر ۱۳۸۵ھ کو دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضرت مولانا شیخ الحدیث نصیر الدین غورغشتویؒ کے ارشاد پر اور حضرت مولانا محمد عبدالمالک صدیقیؒ کے امر سے دارالعلوم حقانیہ تدریس کے لئے گیا۔ اور استخارہ کے بعد میں نے بین النوم والیقظۃ (نیند و بیداری کے درمیان) دارالعلوم کے جنوبی طرف میں یہ آیت ومن دخلہ کان آمنا بھی دیکھ لی۔ پس میں دارالعلوم حقانیہ میں دو سال تک مشکوۃ شریف جلد اول اور ترمذی شریف جلد ثانی کا درس دیتا رہا۔ تیسرے سال ابوداؤد شریف مکمل اور بخاری شریف

Marfat.com

جلد اول از کتاب الجہاد کا درس دیا۔

اسی دوران چند بشارات سے بھی مستفید ہوتا رہا۔ اس کے بعد آئندہ سال بخاری شریف از کتاب البیوع اور پھر از کتاب الایمان میرے حوالے کی گئی۔ اسی سال بخاری شریف جلد اول اور ترمذی شریف جلد اول زیر تدریس رہی۔ اس زمانہ میں ھدایۃ القاری شرح صحیح البخاری اور منہاج السنن شرح جامع السنن (پانچ جلدیں) لکھی گئیں تھیں جو مقبول بھی ہوئیں۔

بعض مشائخ کو ان کی فرمائش پر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے فرمایا کہ "چونکہ میں بیمار اور کمزور ہوں اس لئے میں یہ خدمت مفتی صاحب کے حوالے کرتا ہوں چونکہ آپ بھی کمزور اور بیمار ہیں اور طلباء آپ سے اپنی کتب میں مطمئن ہیں اس لئے اس پر صبر کریں" اس کے بعد بعض مشائخ کی بیماری اور کمزوری کی بناء پر صحیح مسلم (مکمل) بھی مجھے حوالہ کی گئی۔

سیاست کے میدان کارزار میں بھی مفتی صاحب ایک دوررس فکر ونظر اور پختہ نظریے کے مالک ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سرپرستوں میں سے ہیں۔ مولانا مفتی محمودؒ سے پہلے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور اکابر جمعیت علماء ہند کے نظریات پر کاربند ہیں۔ پاکستان بلکہ عالم اسلام کی سب سے بڑی سیاسی و مذہبی جماعت جمعیت علماء اسلام کے ضلعی، صوبائی اور مرکزی عمائدین اور قائدین کی ایک کثیر تعداد حضرت مفتی صاحب کے شاگرد اور مرید ہیں۔ اسی طرح امارت اسلامیہ افغانستان کے اکثر وزراء اور مسئولین حضرت مفتی صاحب کے تلامذہ اور خلفاء یا مرید ہیں۔

حضرت مفتی صاحب مدرس ہونے کے علاوہ بلند پایہ مفتی بھی ہیں۔ پاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک میں بھی آپ کے فتوے مقبول ہیں۔ اور باوجود مختصر ہونے کے مدلل ہوتے ہیں۔ مفتی صاحب نے ۳۲ سال میں کم بیش ایک لاکھ فتوے لکھے ہیں۔ بے تکلفی اور کمال شفقت کی وجہ سے مستفتی لوگ مفتی صاحب کے آرام کے اوقات میں اور ایام تعطیل میں بھی ورود کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مفتی صاحب کو فیصلہ کرنے کا عجیب فہم دیا ہے۔ جو مقدمات ناقابل حل معلوم ہوتے مفتی صاحب ان کو چٹکیوں میں حل کر دیتے تھے۔ اور طرفین کو مطمئن کر دیتے تھے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب کو تدریسی فرائض کی شہرہ آفاق مقبولیت کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کے ملکہ راسخہ سے بھی نوازا ہے چند کتب کا ذکر کیا جاتا ہے جن کے دسوں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

(۱)منہاج السنن شرح جامع السنن للترمذی (عربی) یہ مختصر جامع شرح جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے تمام اہم فقہی اور حدیثی مباحث پر حاوی ہے، جس کو بیک وقت شرح حدیث اور فتاویٰ کی حیثیت حاصل ہے۔علماء اور طلباء میں یکساں مقبول ہے۔

(۲)هداية القاری علی صحیح البخاری (عربی) جو بخاری شریف کے مطول اور ضخیم شروح کا ملخص ہے۔اور اکابر محدثین کے امالی کا نچوڑ ہے۔

(۳) فتح المنعم شرح مقدمة المسلم (عربی) یہ صحیح مسلم کے مقدمہ کی محققانہ شرح ہے جو دس اہم مباحث پر مشتمل ہے۔طلبہ حدیث کے لئے مشعل راہ ہے۔

(۴) البشریٰ لارباب الفتویٰ (عربی) یہ مختصر رسالہ افتاء کے اصول وضوابط پر مشتمل ہے۔دس فصلوں پر تقسیم ہے۔آخری فصل میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح حیات اور آپ پر اعتراضات کے جوابات بیان کئے گئے ہیں۔اب اس کو مفتی محمد وہاب منگلوری کے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

(۵)العقائد الاسلامیة باللغة السلیمانیه (پشتو): یہ کتاب چالیس عقائد اور چالیس مہم احکام پر مشتمل ہے۔موجودہ دور میں اس کی اشاعت اور تدریس نہایت ضروری ہے۔اب اس کو مفتی محمد وہاب منگلوری زید مجدہم کے اردو ترجمہ اور ساتھ ہی چہل حدیث شامل کر کے شائع کیا گیا ہے۔

(۶)مقالات (پشتو) اس کتاب میں بعض اختلافی مسائل کے حل کے علاوہ مسئلہ توحید واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے اور آخر میں حضرت مفتی صاحب کے ختم بخاری کی تقریر مسطور ہے جس کو دارالعلوم حقانیہ اور متعدد مدارس میں ختم بخاری شریف کے اجتماعات میں بیان فرمایا ہے۔

(۷)مسائل حج (پشتو): یہ رسالہ حج کے اہم مباحث اور مسائل واحکام پر مشتمل ہے۔

(۸)رسالة التوسل (عربی): اس رسالہ میں مسئلہ توسل پر معتدل انداز میں روشنی

Marfat.com

ڈالی گئی ہے اور توسل کی حقیقت اور اقسام پر سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے۔

(۹) سلسلہ مبارکہ: اس میں تصوف کی تعریف، غرض و غایۃ اور سلسلہ نقشبندیہ کے اسباق کا بیان ہے۔

(۱۰) رسالہ قبریہ (پشتو): اس میں موت سے لے کر کفن دفن تک میت کے تمام مسائل جمع کئے گئے ہیں۔ اب اس کو مولانا خالد عثمان صاحب کرکی کے اردو ترجمہ و تخریج کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

(۱۱) الفرائد البهية الى احاديث خير البرية (عربی): یہ رسالہ اصول حدیث، اقسام، تعریفات، اور آداب علم حدیث پر مشتمل ہے۔

(۱۲) فتاویٰ دیوبند پاکستان معروف بہ فتاویٰ فریدیہ: یہ حضرت مفتی صاحب کے فتاوٰوں کا مجموعہ ہے جو حضرت مفتی صاحب نے دار العلوم حقانیہ کے ۳۰ سالہ دورانیے میں دیئے ہیں۔ اب تک صرف پانچ جلدیں مفتی محمد وہاب منگلوری کی ترتیب وتخریج کے ساتھ منظر عام پر آ گئی ہیں جو عوام وخواص میں یکساں مقبول ہوگئی ہیں۔ چھٹی جلد پر کام جاری ہے تخریج کا کام بہت احتیاط کے ساتھ کیا جارہا ہے، اس لئے وقت زیادہ صرف ہورہا ہے۔ افسوس کہ یہ روشن ستارہ بروز ہفتہ بتاریخ ۱۰ جولائی ۲۰۱۱ء غروب ہوا اور اسی دن نماز جنازہ ادا کی گئی۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا روح الامین صاحب رحمہ اللہ

آپ کا نام روح الامین (کنیت ابوالضیاء) بن مولانا فضل حق بن مولانا محمود بن مولانا سید شیخ مصرؒ۔ آپ خاندانی لحاظ سے افغانستان کے سادات خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا دادا مولانا سید محمود صاحب تقسیم ہند سے پہلے اوائل زمانہ حکومت ظاہر شاہ والی افغانستان سے پاکستان آکر علاقہ دوآبہ کے موضع ترخہ شبقدر ضلع چارسدہ مضافات پشاور میں سکونت اختیار کی۔

ابتدائی حالات

شیخ الحدیث حضرت مولانا روح الامینؒ 1930ء میں اسی گاؤں میں پیدا ہوئے، 1934ء میں میاں فضل احد باچا قاضی خیل قدیم چارسدہ کے پرزور مطالبے پر حضرت شیخ

Marfat.com

المشائخ مولانا مضئ الدین صاحب حق (عرف مشر بابا جی) کے واسطے سے آپ کے والد بزرگوار مولانا فضل حق مرحوم قاضی خیل قدیم کے جامع مسجد میں خطیب اور امام مقرر ہوئے۔آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔والد بزرگوار کی سرپرستی میں دارالعلوم عربیہ رجڑ میں ابتدائی دینی تعلیم حاصل کی۔اس وقت شیخ المشائخ حضرت مولانا مضئ الدین (عرف مشر بابا جی) موجودہ مولانا صبیح الدین صاحب حق صاحب رجڑ کے والد ماجد زندہ تھے۔صرف ونحو کی ابتدائی کتب خود ان سے تبرکاً چند ایام پڑھی۔

1934ء سے 1982ء تک مکمل اڑتالیس سال تک قاضی خیل قدیم چارسدہ میں مقیم رہے۔اور (۱۱) شعبان ۱۴۰۲ھ موافق 3 جون 1982ء بروز جمعرات بوقت صبح صادق قاضی خیل قدیم سے نثار آباد کلاڈھیر مردان روڈ چارسدہ کو منتقل ہوئے،اور تادم مرگ مقیم رہے۔

1947ء تک دارالعلوم عربیہ جڑ میں رہے۔حضرت صاحب حق (مشر بابا جی) کی وفات کے بعد حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب اتمانزئی محلہ شموزئی کے درس میں جو اس وقت سب سے بڑی درسگاہ تھی شریک ہوئے۔تین سال کے بعد جب دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی چارسدہ 1951ء میں قائم ہوا اور ملک بھر کے جید علماء تدریس کے لئے لائے گئے اور تمام علوم متداولہ مروجہ مکمل پڑھ کر دورہ حدیث بھی اسی جامعہ میں حضرت مولانا شیخ الاسلام حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد خاص شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب نوراللہ مرقدہ سے پڑھا۔

1956ء میں دارالعلوم تعلیم القرآن عمرزئی میں فنون عالیہ کی تدریس بمعہ بعض کتب حدیث پورے دس سال (1966ء تک) کی۔

1957ء میں دورہ تفسیر کے لئے مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ لاہور تشریف لے گئے۔وہاں شیخ التفسیر والحدیث قطب الارشاد حضرت احمد علی لاہوریؒ سے دورہ تفسیر پڑھا۔اور اسی دوران ان سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی۔

ماہ نومبر 1966ء دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ میں نائب شیخ الحدیث والمفتی مقرر ہوئے۔
1967ء حضرت مولانا شیخ الحدیث عبدالرؤف صاحب نوراللہ مرقدہ مستعفی ہوئے تو اسی سال آپ کو دورہ حدیث مکمل مفوض ہوا۔اور پورے بارہ سال کے بعد 1977ء میں بعض اسباب و

Marfat.com

دواعی کی بناء پر ضلع مردان میں مدرسہ انوار محمدیہ میں درس حدیث تین سال تک دیتے رہے۔

1980ء میں دوبارہ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ اور 8 سال تک شیخ الحدیث رہے۔ یعنی دارالعلوم اسلامیہ میں پورے بیس (20) سال شیخ الحدیث رہے۔

1989ء میں دارالعلوم نعمانیہ میں شیخ الحدیث اور صدر مدرس مقرر ہوئے اور پورے آٹھ سال اسی عہدے پر رہے۔

1998ء میں مرکز علوم اسلامیہ راحت آباد پشاور میں ایک سال دورہ حدیث پڑھایا۔

1999ء اور 2000ء میں جامعہ البنات الاسلامیہ سرڈھیری میں دورہ حدیث پڑھایا۔

2001ء اور 2002ء میں مدرسہ ام عطیہ چارسدہ میں دو سال میں مکمل تفسیر قرآن کریم پڑھائی۔

ماہ نومبر 2003ء بمطابق شوال ۱۴۲۴ھ میں آپ نے جامعہ تعلیم القرآن والسنہ للبنات گلبہار نمبر 2 مردان روڈ چارسدہ کا اجراء کیا۔ آپ کی سرپرستی میں الحمدللہ آج کل جامعہ میں 300 سے زائد طالبات وفاق المدارس العربیہ کے پانچ سالہ نصاب کے ساتھ ساتھ عصری علوم کی تعلیم اور حنفی مسلک کے موافق علم دین حاصل کر رہی ہیں۔ اور جامعہ سے مختلف درجات کے کثیر تعداد میں حافظات، عالمات و فاضلات نے فراغت حاصل کی جو اپنے اپنے علاقوں میں دین کی شمع روشن کرنے میں کوشاں ہیں۔ اور آپ بذات خود شروع سے لے کر (28 فروری 2010ء تک) صحیح البخاری اور جامع ترمذی کا درس دیتے رہے۔ آپ کے زیر نگرانی اور سرپرستی میں علم دین کا یہ سرچشمہ جاری ہے اور جاری رہے گا۔ (ان شاء اللہ)

تصانیف

آپ کا درس کے ساتھ ساتھ مختصر طریقہ پر تصنیفی اور تالیفی شغل بھی رہا۔ مندرجہ ذیل کتب اور رسالے آپ نے لکھے ہیں۔ جن میں بعض زیر طبع ہیں۔

اللامع الصبیح فی مقدمۃ الجامع الصحیح

جو حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد زکریاؒ کے مقدمہ بخاری شریف المسماۃ لامع الدراری علی جامع البخاری کی تلخیص ہے۔

رسالہ مسک الختام فی تحقیق الفاتحۃ خلف الامام۔

Marfat.com

رساله جلاء العينين فی تحقيق مسئلة رفع اليدين.

رساله القول الثمين فی تحقيق مسئلة التأمين.

رسالہ احکام امراضِ نسواں، الافاضة والا ستفاضه فی مسائل الحيض والاستحاضة.

رساله جامع الذكر و الدعاء فی الصبح والمساء. (طبع شدہ)

تفسير تسهيل البيان فی ترجمة القرآن. پشتو اردو ترجمہ جس کی کتابت جاری ہے۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مختصر کتاب: نفحة المسک والعنبر فی سيرة سيد البشر.

مشہور الہامی دعا حزب البحر بمعہ خواص وترجمہ (اردو) بترتیب خاص۔ جو چار (۴) مرتبہ طبع ہوئی۔ اور بحمد اللہ بہت مقبول ہوئی۔

خلاصة الاصول فی مصطلح احاديث الرسول.

شجرہ طیبہ (نقشبندیہ) روحانی علاج (مستند مختصر اور جامع عملیات)

اسفار حج وعمرہ

حضرت والا نور اللہ مرقدہ نے اپنی زندگی میں دو حج اور تین عمرے کئے۔

(۱) پہلا سفر حج: 1979ء میں آپ حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے حجاز مقدس تشریف لے گئے اور حج کی سعادت حاصل کر کے چالیس دن بعد وطن واپس تشریف لائے۔

(۲) دوسرا سفر حجاز حج مقدس: 16 جنوری ۱۵ رمضان 1998ء بقصد عمرہ روانہ ہوئے۔ عمرہ کی سعادت حاصل کر کے وہاں چار ماہ مقیم رہے۔ اور حج ادا کرنے کے بعد وطن واپس تشریف لائے۔

وفات

2010ء تک حضرت والا نور اللہ مرقدہ نے مکمل 57 سال مختلف مدارس میں تدریس کی۔ زندگی کے آخری ایام تک ضعف اور بیماری کے باوجود اپنے قائم کردہ مدرسہ جامعہ تعلیم القرآن والسنۃ للبنات گلبہار نمبر ۲ مردان روڈ چارسدہ میں بخاری شریف اور ترمذی شریف کا درس مسلسل سات سال دیتے رہے۔ ساتویں سال 28 فروری 2010ء بروز اتوار تک بخاری شریف پڑھاتے رہے۔ اور یہی دن آپ کے درس کا آخری دن ثابت ہوا۔ اور اس

Marfat.com

کے بعد آپ کے قوی جواب دے گئے۔ آپؒ نے ضعف و بیماری کے باوجود بخاری شریف جلد اول صفحہ نمبر ۴۴۲ باب اذا بعث الامام رسولًا فی حاجة او امره بالمقام هل یسهم له تک پڑھائی ۳۶ دن کی علالت کے بعد آپ نے ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ موافق ۶ اپریل ۲۰۱۰ء بروز منگل بوقت ۶ بجے شام ۸۰ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

شیخ الحدیث علامہ عبدالغنی شہید رحمہ اللہ

شیخ الحدیث علامہ عبدالغنی شہیدؒ بروز بدھ ستائیس (۲۷) ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ بمطابق چھبیس اکتوبر ۲۰۱۱ء کو بوقت صبح ۹ بجے حسب معمول درس حدیث نبوی و تخصص کے لئے اپنی درسگاہ دارالحدیث جامعہ اسلامیہ بائی پاس روڈ چمن کے لئے روانہ ہوئے۔ تھوڑا ہی فاصلہ طے ہوا تھا کہ چمن کوئٹہ شاہراہ پر مخالف سمت سے آنے والی موٹر کار آپؒ کی کار سے ٹکرا گئی، چند ہی لمحوں میں شہادت کی سعادت حاصل کر لی اور ہمیں یتیم کر گئے۔ انا للہ وانا الیه راجعون

آپؒ کی شہادت کے خبر پورے پاکستان اور افغانستان میں جنگل کی آگ کی طرح آناً فاناً پھیل گئی۔ آپؒ کے لاکھوں عقیدت مند اور شاگرد دیوانہ وار آہ و زاری کرتے ہوئے جامعہ کے وسیع و عریض میدان میں جمع ہونا شروع ہو گئے۔ ہر آنکھ اشک بار تھی۔ صبح نو ۹ بجے سے سہ پہر چار بجے تک کے قلیل وقت میں آپؒ کے لاکھوں معتقدین کا جمع ہونا آپ کی کرامات میں سے ہیں۔ ہر طبقہ اور جماعت کے لوگ نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ جنازہ گاہ میں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ ساڑھے چار بجے نماز جنازہ ادا کی گئی۔

حضرت شیخ الحدیثؒ ۱۹۴۰ء بمطابق ۱۳۵۹ھ کو چمن اور بولدک کے درمیان ریگستان میں ایک بزرگ رہنما امیر عالمؒ کے گھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد نہایت متقی اور زاہد انسان تھے۔ حضرت شیخؒ نے ابتدائی تعلیم چمن کے مشہور عالم اور قاضی مولوی حنیفیاءؒ سے حاصل کی۔ تیرہ (۱۳) سال کی عمر میں درسی کتب کا آغاز چمن کے مشہور عالم دین اور بزرگ شخصیت مولانا محمد نور صاحبؒ فاضل دیوبند کی سرپرستی میں ان کے مدرسے سے کیا۔ دو سال تک یہاں تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ قندھار چلے گئے۔ وہاں پر مشہور عالم دین

Marfat.com

مولانا محمد صدیقؒ سے قطبی، شرح جامی اور بدیع المیزان وغیرہ پڑھے۔ عمر کے سولھویں سال کے اوائل میں آپ قندھار سے کوئٹہ تشریف لائے اور مولانا عبدالعزیز مرحوم کی زیرِ نگرانی ہدایہ اولین، شرح الوقایہ، ملاحسن، سلم العلوم اور دیگر کتابیں پڑھیں، سترہویں سال میں پھر چمن تشریف لائے اور اپنے استاد مولانا نور محمد صاحب مرحوم کے مدرسہ میں میر زاہد، ملا جلال، مختصر المعانی اور حسامی وغیرہ پڑھے۔

اٹھارہ سال کی عمر تقریباً ۱۳۷۸ھ میں بمطابق ۱۹۵۹ء کی ابتداء میں زیارت حرمین شریفین کا سفر نصیب ہوا۔ حج کے لئے رخصتی کے وقت استاد محترم مولانا محمد نور صاحبؒ نے تلقین فرمائی کہ زم زم کا پانی نوش کرتے وقت ربی زدنی علماً زیادہ پڑھنا۔ اس تلقین کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپؒ قوتِ حافظہ میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ بلاشبہ آپؒ اپنے وقت کے حافظ ابن حجرؒ تھے۔ کم سنی میں حج کی سعادت حاصل کرنے کی وجہ سے اہل چمن میں ''حاجی صاحب'' کے نام سے مشہور ہوئے۔

حج سے واپسی کے بعد اگلے سال تقریباً ۱۹۶۰ء کو بیس سال کی عمر میں اساتذہ کرام کے مشورے سے خصوصاً مولانا محمد نور صاحبؒ اور قاری غلام نبیؒ بانی مدرسہ تجوید القرآن کوئٹہ کے حکم سے جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور تشریف لے گئے۔ دارالعلوم حقانیہ پاکستان کے مدارس میں صفِ اول کا مدرسہ تھا اور علوم عربیہ کے لئے ایک منبع کی حیثیت رکھتا تھا چار سال تک دارالعلوم حقانیہ میں مقیم رہے اور علمی پیاس بجھاتے رہے اس دوران گھر والوں سے بھی رابطہ نہ ہوسکا۔ بقول شاعر۔

آں کس کہ ترا شناخت جہاں راچہ کند　　　فرزند و عیال و خانماں راچہ کند

۱۹۶۵ء میں شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید شیخ الحدیث مولانا عبدالحق حقانیؒ اور مولانا عبدالحلیم صاحبؒ سے دورہ حدیث کیا۔ دوران تعلیم خیالی، قاضی، حمد اللہ وغیرہ مغلق اور مشکل کتابیں طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ جو کتابیں دوران تعلیم رہ گئیں تھیں وہ چار سدہ میں شیخ حسن جان شہیدؒ کے والد گرامی مولانا محمد اکبر جانؒ اور ان کے بھائی مولانا رحمان

Marfat.com

الدینؒ اور خود شیخ حسن جانؒ سے بھی پڑھیں۔ فراغت کے بعد واپس وطن تشریف لائے، پیر علی زئی کی مسجد ملکان میں امامت وخطابت سے ابتدا کی۔ تدریس اور امامت وخطابت کا یہ سلسلہ کچھ عرصہ جاری رہا پھر کوئٹہ شہر میں مدرسہ مظہر العلوم شالدرہ میں ایک سال مدرس رہے۔

۱۹۷۲ء میں آبائی شہر چمن میں مستقبل پیام ہوا اور محلّہ کی مسجد میں امامت و خطابت اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس دوران مختلف فنون کی کتب پڑھاتے رہے۔ ۱۹۹۷ء میں بائی پاس روڈ سے متصل پانچ ایکڑ کے رقبے پر ایک عظیم دینی مدرسہ جامعہ اسلامیہ کی بنیاد رکھی، جس میں ابتدا سے انتہا تک تقریباً ساری درسی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اور خود آپؒ نے دورہ حدیث پڑھانے کی ذمہ داری سنبھالی اور خوب سنبھالی۔ ہر سال آپؒ کے درس میں پانچ سو سے زائد طلبہ دورہ حدیث کرتے اور فیض یاب ہوتے۔ اللہ کرے یہ چمن یوں ہی آباد رہے۔ آمین (ماہنامہ وفاق)

Marfat.com

اسلامی تاریخ سے نامور

محدثات وراویاتِ حدیث

کا مختصر وجامع تذکرہ

Marfat.com

تابعیات میں سے محدثات وراویات کا ذکر

امہات المومنین اوران کے علاوہ دیگر صحابیات رضوان اللہ علیہن کے مدرسہ سے طالبات علم حدیث نبوی کی ایک غیر معمولی جماعت علم حاصل کر کے نکلی جو بعد میں روایت حدیث میں شریک رہیں اور بڑے بڑے محدثین نے ان سے علم حاصل کیا، ان میں سب سے زیادہ مشہور۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ بن عدس انصاریہ نجاریہ مدنیہ فقیہہ جو سیدہ عائشہ کی پروردہ اوران سے تعلیم یافتہ ہیں بڑی عالمہ، فقیہہ، حجۃ اور بہت زیادہ علم کی حامل تھیں، سیدہ عائشہ، ام سلمہ، رافع بن خدیج، ان کی بہن ام ہشام بنت حارثہ سے روایت حدیث کرتی ہیں اوران سے ان کے بیٹے ابوالرجال محمد بن عبدالرحمٰن اوران کے دونوں بیٹے حارثہ و مالک اوران کے بھانجے قاضی ابوبکر بن حزم اوران کے دو بیٹے عبداللہ اور محمد اور زہری ودیگر حضرات حدیث روایت کرتے ہیں۔

ام ہذیل حفصہ بنت سیرین فقیہہ انصاریہ، تابعیات کی بہت بڑی سردار ہیں عبادت فقہ، حدیث اور قرأۃ قرآن میں مشہور تھیں۔

ایاس بن معاویہ فرماتے ہیں کہ میں ان پر کسی اور کو فوقیت نہیں دے سکتا، ان سے کہا گیا کہ حسن بصری اور ابن سیرین کے متعلق کیا فرماتے ہو؟ فرمایا: میں ان سے کسی اور کو نہیں بڑھا سکتا، ابوداؤد کے قول کے مطابق تابعیات کی سردار تین خواتین ہیں۔ حفصہ بنت سیرین، عمرہ بنت عبدالرحمٰن اوران کے بعد ام الدرداء صغریٰ۔

حفصہ، ام عطیہ، ام الرائح اوران کے مولیٰ انس بن مالک اور ابوالعالیہ سے روایت کرتے ہیں ان سے ان کے بھائی محمد، قتادہ، ایوب، خالد حذاء، ابن عون اور ہشام بن حسان روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے ۱۲ برس کی عمر میں قرآن پاک یاد کر لیا تھا، ستر سال عمر

Marfat.com

پائی، نوجوانوں کو خیر کی وصیت فرمایا کرتی تھیں، ان کا ایک قول یہ ہے! نوجوانو! جوانی میں ہی اپنے لئے کچھ کرلو۔ میں نے بھی جوانی میں اعمال کئے ہیں۔ انہوں نے جوانی میں جو عمل کیا وہ یہ تھا کہ ۳۰/ سال تک سونے اور قضائے حاجت کے علاوہ اپنے مصلیٰ سے نہیں ہٹیں تھیں، ۱۰۰ ہجری کے بعد انتقال ہوا۔

ام صہبا معاذ بنت عبداللہ عدویہ بصریہ، مشہور عابدہ اور سید قدوہ صلہ بن اشیم کی اہلیہ ہیں۔ صاحب فصاحت و بلاغت، حامل تفقہ فی الدین اور راویہ روایت سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ اجمعین ہیں، صاحب تقویٰ، عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ علامہ ذہبی نے انہیں " السیدہ العالمۃ" کے لفظ سے ذکر کیا ہے۔ حضرت علیؓ عائشہ اور ہشام بن عامر سے روایت کرتی ہیں۔ اور ان سے ابوقلابہ، یزید رشک، عاصم احول، ایوب سختیانی اور دیگر حضرات روایت کرتے ہیں۔

یہ ساری رات عبادت میں گزارتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں! اس سونے والی آنکھ پر تعجب ہے جسے قبر کی تاریکیوں میں عرصہ دراز تک بیدار رہنے کا یقین ہے۔ اور اپنی رضاعی بیٹی کو بڑے ہونے کے بعد فرمایا:

بیٹی! اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے وقت خوف و امید پر قائم رہنا۔ کیونکہ میں امیدوار کو اللہ کی ملاقات کے وقت نیک نامی اور مرتبے میں گھرا ہوا دیکھتی ہوں اور ڈرنے والے کو جس دن لوگ رب العالمین کے روبرو کھڑے ہوں گے اپنی امید کے موافق پاتی ہوں۔ یہ فرما کر رونے لگی۔

فرمایا کرتی تھیں میں ستر سال دنیا میں رہی ہوں میں نے کبھی اسی میں چین نہیں دیکھا ۸۳ھ میں انتقال ہوا بعض نے سن وفات اور بھی بتایا ہے۔

ام درداء صغریٰ ھجیمہ یا جہیمہ۔ اور صابیہ، ہمیر یہ، دمشقیہ، بہت بڑی فقیہہ اور باعمل عالمہ تھیں، کثرت روایت اور وسعت علم سے مالا مال تھیں، انتہائی ذہین و فطین، حسن و جمال و ملاحت کا پیکر تھیں۔ علامہ ذہبی نے "السیدہ العالمہ الفقیھہ" کے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ سارا علم اپنے شوہر ابوالدرداء سلمان فارسی، کعب بن عاصم اشعری، عائشہ اور ابوہریرہ وغیرہ رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے۔

بچپن ہی میں حضرت ابوالدرداء کو قرآن پاک سنا لیا تھا، بڑی لمبی عمر پائی، علم، عمل اور

Marfat.com

زہد میں شہرت حاصل کی، مشہور رواۃ کی ایک جماعت ان سے روایت حدیث کرتی ہے)۔
ان سے ان کا ایک قول بھی منقول ہے کہ: ”بہترین علم معرفت ہے“ یہ بھی منقول ہے کہ بچپن میں علم وحکمت سیکھو اور بڑے ہو کر اس پر عمل کرو۔ کہ ہر بونے والا اپنے بویا ہی کاٹتا ہے۔ اچھا ہو یا برا۔ ایک شخص نے ان سے کہا کہ میرے قلب میں ایسی بیماری ہے جس کی دوا نہیں ملتی۔ کہ میرے دل میں بہت سختی ہے۔ اور لمبی لمبی امیدیں رکھتا ہوں فرمانے لگیں۔ قبرستان جایا کرو اور جنازوں میں شرکت کیا کرو۔ ۱۸۱ھ ہجری کے بعد انتقال ہوا۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔

دوسری تیسری صدی کی محدثات

دوسری و تیسری صدی کی محدثات اور راویات ۲ھ، ۳ھ میں بھی بے شمار خواتین روایت حدیث میں مشہور ہوئیں، خطیب بغدادی نے اپنی تالیف تاریخ بغدادی میں بعض کا اور ابن حبان نے ”الثقات“ نامی کتاب میں تفصیل سے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں سے چند مشہور محدثات یہ ہیں۔
عابدہ مدنیہ۔ کثرت سے روایت حدیث کرنے والی ہیں۔ مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ اور دیگر علماء مدینہ سے روایت کرتی ہیں۔ بعض حفاظ حدیث نے کہا ہے کہ: یہ دس ہزار حدیث کی راویہ ہیں۔ ابن آیار فرماتے ہیں کہ: یہ کثرت سے حدیث روایت کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک علیہ بنت حسان ہیں۔ انتہائی دانشمند وذکیہ ہیں، مقام عوقہ میں ان کا ایک مکان تھا جس کی نسبت یہ مشہور ہیں، صالح مری دیگر روساء اہل بصرہ اور فقہاء ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ باہر (باپردہ) تشریف لاکر ان سے گفتگو اور مذاکرہ فرماتیں۔
اسی طرح سیدہ، مکرمہ، صالحہ نفیسہ بنت حسن بن زید بن سبط النبی حسن بن علیؓ متوفیہ ۲۰۸ھ قرآن کریم کی حافظہ اور تفسیر، حدیث کی عالمہ تھیں۔ ابن خلکان نے فرمایا ہے کہ جب امام شافعیؒ کا وصال ہوا تو ان کا جنازہ اندر گھر میں لے جایا گیا جس پر ان نفیسہ بنت حسن نے نماز جنازہ پڑھی۔

چوتھی صدی کی محدثات وراویات

اس دوران چونکہ احادیث کی بہت سی اہم کتابیں مؤلف ہو کر معرض وجود میں آچکی

Marfat.com

تھیں اس لئے بے شمار محدثات نے ان کتابوں سے سیرابی حاصل کی اور ان میں مہارت پیدا کی۔ اور ان کی تدریس میں بھی انہیں بڑا ملکہ حاصل ہوا۔ اس سلسلے میں جو ممتاز تھیں ان میں سے سب سے زیادہ مشہور چند خواتین تھیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔

فاطمہ بنت عبدالرحمٰن متوفیہ ۳۱۲ھ، فاطمہ بنت ابوداؤد، امۃ الواحد بنت الحاملی، حسین بن اسماعیل متوفیہ ۳۷۷ھ یہ قاضی محمد بن احمد بن قاسم محاملی کی والدہ ہیں۔ اور جمع بنت احمد اور امۃ السلام بنت قاضی ابوبکر، انہوں نے درس حدیث کو اپنایا اور اسی میں شہرت پائی۔

......امۃ الواحد کا نام روایت حدیث میں ستیۃ ہے، عالمہ فقیہہ اور مفتیہ تھیں خطیب نے ان الفاظ میں ان کی تعریف کی ہے: اپنی ذات کے اعتبار سے بڑی فاضلہ تھیں کثرت سے صدقہ کرتی تھیں۔ خیر کے کاموں سے سبقت کرنے والی تھیں، ان سے حدیث روایت بھی کی جاتی ہے اور لکھی بھی گئی ہے۔ اپنے والد سے فقہ حاصل کی، اپنے والد اور اسماعیل وراق، عبدالغافر حمصی سے روایت کرتی ہیں۔ قرآن کریم اور فقہ شافعی یاد کی۔ فرائض اور عربیت کے مسائل خوب ازبر تھے، دیگر علوم میں بھی مہارت تھی۔ امام برقانی فرماتے ہیں کہ ابوعلی بن ابوہریرہ کے ساتھ فتویٰ دیا کرتی تھیں۔ بعض نے فرمایا کہ انہیں سب سے زیادہ فقہ یاد تھی، حسن بن محمد خلال ان سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

......جمع بنت احمد بن محمد بن عبیداللہ المحمیہ۔ اصلاً یہ نیشاپور سے ہے۔ پھر بغداد چلی آئیں یہاں ابوعمرو بن حمدان۔ ابواحمد حافظ، ابوبکر طرازی، عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رازی اور بشر بن محمد بن یاسین سے روایت حدیث کی۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ مجھے ان ابومحمد خلال، عبدالعزیز بن علی ازجی، ابوالحسن محمد بن محمد شروطی نے حدیث روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ شروطی نے مجھے بتایا کہ انہوں نے ان سے بغداد میں ۳۹۶ھ میں سماع کیا تھا۔ فرماتے ہیں کہ خلال نے مجھے بتایا کہ ابوحامد اسفرائینی ان کی بہت تعظیم و تکریم فرماتے تھے، اور امۃ السلام بنت قاضی ابوبکر احمد بن کامل بن خلف بن شجرہ نے محمد بن اسماعیل بصلائی اور محمد بن حسین بن حمید بن ربیع سے سماع کیا ہے۔

خطیب فرماتے ہیں کہ ہمیں ان سے ازہری، تنوخی، حسین بن جعفر سلماسی، محمد بن احمد

Marfat.com

بن محمد بن حسنون نرسی اور ابو حازم و ابو یعلی محمد حسین بن محمد بن فراء کے بیٹے نے روایت حدیث کی ہے، ۳۰۹ھ میں بغداد میں حدیث پڑھائی تھیں۔

خطیب فرماتے ہیں کہ میں نے ازہری اور تنوخی سے امۃ السلام بنت احمد بن کامل کا تذکرہ سنا۔ وہ ان کی بہت تعریف فرماتے تھے۔ ان کی دیانت، ذہانت اور فضیلت کے معترف تھے، ۳۰۹ھ میں وصال ہوا۔ بعض محدثات اپنی مجلس درس حدیث میں زبانی احادیث کا املاء کرواتی تھیں جیسا کہ فاطمہ بنت ابوبکر بن داؤد سجستانی کرتی تھیں۔

پانچویں صدی کی محدثات وراویات

پانچویں صدی میں بھی ایسی محدثات و فاضلات کثرت سے ملتی ہیں کہ بڑے بڑے حذاق محدثین نے جن کی فضیلت کا اعتراف کیا ہے اور اہل علم نے ان کے تراجم وحالات لکھے ہیں۔ ان میں سے چند کا ذکر درج ذیل ہے۔ فاطمہ بنت استاذ زاہدہ ابوعلی حسن بن علی دقاق، مشہور رسالے کے مصنف ابوالقاسم قشیری کی ہم درس تھیں۔ پانچویں صدی کی مشہور محدثین و محدثات میں سب سے زیادہ مشہور و معروف تھیں۔ ابونعیم اسفرائینی، ابوالحسن علوی، عبداللہ بن یوسف، ابوعبداللہ حاکم، سلمی اور دیگر حضرات سے سماع حدیث کیا ہے۔

علوم اسلامیہ میں سے حظ وافر حاصل تھا، بڑے بڑے محدثین سے تعلق تھا۔ علم حدیث میں اپنی مثال آپ تھی ''مشہور محدثات میں شمار ہوتی تھی'' علو اسناد میں اپنے ہم عصروں پر فائق تھیں علامہ ذہبی نے ان کے متعلق یوں فرمایا ہے کہ شیخہ عابدہ اور عالمہ تھیں۔ نیز فرمایا کہ عابدہ شریعت کی پابند، تہجد گزار اور عظمت شان کی مالک تھیں، ان سے عبداللہ فراوی زاہر شحامی، ابو الاسعد ہبۃ الرحمٰن بن عبدالواحد جوان کے پوتے تھے اور دیگر حضرات نے روایت حدیث کی ہے۔ ۹۰ سال کی عمر میں ذیقعدہ ۴۸۰ھ میں وصال ہوا۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔

ام الفتح عائشہ بنت حسن بن ابراہیم اصفہانیہ ورکانیہ

انہوں نے ابوعبداللہ بن مندہ سے اپنے خط میں املاء کیا محمد بن جشنس راوی عن بن

Marfat.com

صاعد اور عبدالرحمٰن بن شاہ و دیگر جماعت سے سماع کیا۔ سوانح نگاروں نے ان کی بڑی تعریف کی ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ علامہ مندہ تھیں۔ حافظ اسماعیل بن محمدؒ کی پہلی شیخہ تھیں۔ علامہ سمعانی فرماتے ہیں کہ میں نے حافظ اسماعیل سے ان کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔ انتہائی صالحہ، عالم خاتون ہیں۔ عورتوں میں وعظ فرمایا کرتی تھیں۔ ابن مندہ کی امالی لکھی ہیں۔ اور میں نے سب سے پہلے ان ہی سے حدیث سنی ہے، میرے والد نے مجھے ان کے پاس بھیجا تھا بڑی زاہد خاتون تھیں۔

ان سے حسین بن عبدالملک خلال، سعید بن ابی رجاء، محمد بن احمد کبریتی اور اسماعیل حامی المعمر روایت حدیث کرتے ہیں۔ اپنے دور کی آخری محدثہ تھیں ۴۶۶ھ ہجری تک حیات رہیں۔

عائشہ بنت محمد بن حسین بسطامی

یہ ابوالحسن خفاف وغیرہ سے روایت حدیث کرتی ہیں اور ان سے اسماعیل بن موذن، زاہر شحامی، ان کا بھائی وجیہ، اور محمد بن حمویہ جوینی زاہد روایت کرتے ہیں، مذکورہ دونوں خواتین کا تعلق خانوادہ علم و فضل سے تھا۔ ان کے والد بڑے علماء میں سے تھے، ان کے بھائی ابوالمعالی عمر اور موفق ہبۃ اللہ بھی بڑے علماء میں سے تھے ان کے بھتیجے ابوسہل محمد بن موفق بڑی شان والے تھے، ۴۶۵ھ کے قریب انتقال ہوا۔

اس صدی کی محدثات میں سے ایک ام فضل بی بی بنت عبدالصمد بن علی ہرثمیہ بھی ہیں ان کی وفات ۴۷۷ھ ہجری میں ہوئی۔ شیخ وقت، طویل العمر، فاضلہ، مندہ اور محدثہ تھیں۔ حدیث کے ایک جز کی روایت میں مشہور تھیں جسے یہ بروایت عبدالرحمٰن بن ابوشریح اور ان کے مشائخ کی روایت سے نقل کرتی تھیں۔ اور اس کی روایت میں یہ تنہا تھی۔ بے شمار علماء نے ان سے سماع کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے کتاب "اعلام حملة الآثار النبويه الذين سار ذكرهم في الاقطار والامصار" کے ضمن میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ہمارے لئے کسی طرح مناسب نہیں کہ ہم اس صدی کی محدثات کا تذکرہ کرتے ہوئے۔

بمہ بنت احمد بن محمد بن حاتم مروزیہ کو نظر انداز کر دیں۔ علم حدیث کا ایک بہت بڑا رکن

Marfat.com

رکین تھی، بڑے بڑے علماء ان کے درس میں شرکت کرتے تھے جیسے محدث فقیہ جو خطیب بغدادی کے نام سے معروف ہیں۔اور مشہور محدث ابو عبداللہ محمد بن نصر ازدی جو حمیری کے نام سے معروف ہیں اور مشہور مؤرخ ابوالمحاسن مصری، اور مشہور محدث اور تراجم نگار علامہ سمعانی، یہ تمام کے تمام انہیں کے علمی ثمرات چننے والے تھے، علماء وقت جامع صحیح بخاری کی تدریس میں ان کی فوقیت وفضیلت کے معترف تھے، یہاں تک کہ ہرات کے مشہور محدث ابوذرؒ تو طلبہ کو یہ وصیت فرماتے تھے کہ صحیح بخاری انہیں سے پڑھیں۔ابن نقطہ ان کے حالات میں لکھتے ہیں کہ

انہوں نے مکہ مکرمہ میں صحیح بخاری ابوالہیثم محمد بن مکی کشمیہنی کی روایت سے بیان کی۔ اور زاہر بن احمد سرخسی سے سماع کیا۔ جید عالمہ تھیں، ان کی کتابیں محفوظ کی جاتی تھیں۔ حافظ ابوبکر خطیب اور ابو طالب حسین بن محمد زینبی نے ان سے صحیح بخاری کا سماع کیا ہے۔

ابن جوزیؒ ۶۳ھ کے واقعات میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مکہ میں اسی سال کریمہ بنت احمد بن محمد بن ابو حاتم مروزیہ کا انتقال ہوا جس کا تعلق اہل کشمیہن سے تھا جو "مرو" کے قریب ایک بستی تھی بڑی عالم اور نیک سیرت تھیں۔ ابوالہیثم کشمیہنی ودیگر حضرات سے سماع کیا ہے۔ بڑے بڑے ائمہ نے ان سے پڑھا ہے جیسے خطیب بغدادا ابن المطلع سمعانی اور ابو طالب زینبی۔

۶۳ھ کے واقعات میں امام ذہبی نے بھی العبر میں فرمایا ہے کہ اسی سال کریمہ بنت احمد بن محمد بن حاتم ام الکرام موروزیہ جو مکہ کے قریب رہتی تھیں انتقال ہوا۔ کشمیہنی سے صحیح بخاری کی روایت کرتی ہیں۔ زاہر سرخسی سے بھی روایت کرتی ہیں۔ ان کی کتابیں محفوظ کی جاتیں اور ان کے نسخوں سے ان کا موازنہ کیا جاتا۔ انتہائی دانش مندی اور شریف تھیں۔ پوری زندگی شادی نہ کی۔ ۱۰۰/ سال کے قریب عمر پائی۔ بے شمار مخلوق نے ان سے سماع کیا۔

پانچویں صدی کی محدثات

حق بات یہ ہے کہ خواتین کا صحیح بخاری کی تدریس کے متعلق تاریخ میں ایک روشن باب ہے۔ تدریس بخاری میں کریمہ کے علاوہ دیگر خواتین جو اس سلسلے میں شہرت یافتہ تھیں ان کے اسماگرامی مندرجہ ذیل ہیں۔ فاطمہ بنت محمد متوفیہ ۵۳۹ھ، شہدہ بنت احمد متوفیہ

Marfat.com

۵۷۴ھ ہجری اور زینب بنت عبدالرحمٰن متوفیہ ۶۱۵ ہجری، شریفہ بنت احمد نسوی، ست الوزراء بنت عمر متوفیہ ۷۱۶ھ ہجری اس سلسلے میں یہ خواتین قابل ذکر تھیں۔

فاطمہ نے مشہور محدث سعید بن ابی سعید عیار سے علم حدیث حاصل کیا تھا، محدثین انہیں "مسندہ اصفہان" کے نام سے یاد کرتے تھے، اور ان کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ یہ طویل العمر تھیں چند چیزوں میں یکتائے زمانہ تھیں۔

ابن نقطہ نے ان کی سوانح میں تحریر کیا ہے کہ انہوں نے صحیح بخاری کا سماع سعید بن ابی سعید عیار سے کیا اور ان کے بارے میں ابو غائم مہذب بن حسین کا قول نقل کیا کہ یہ سعید عیار سے بخاری روایت کرتی ہیں۔

باقی شہدہ۔ انہیں تو کتابت میں بھی بڑی مہارت حاصل تھی، اور حدیث میں تو سند تھیں، سوانح نگار انہیں خطاطہ، سند الحدیث، فخر النساء اور مسندۃ العراق کے القابات سے یاد کرتے تھے، ان کے دادا اسلائی کا کام کرتے تھے۔ اسی وجہ سے "ابری" کے لقب سے مشہور تھے، ان کے والد کا خاص شغف کا علم حدیث تھا، اپنے زمانے کے مشہور محدثین سے حاصل کیا تھا۔ انہوں نے اپنی تعلیم میں اساس وغزارت کی پختگی کو ملحوظ رکھا۔ ان کا شوہر علی بن محمد انتہائی فیاض وعلم دوست انسان تھے۔ امام مقتفی لامر اللہ کی خاص معتمد تھے۔ انہوں نے ان کی رعایت رکھتے ہوئے دریائے دجلہ کے کنارے اصحاب شافعی کے لئے ایک مدرسہ بھی بنوایا اور دوسرے کنارے زہاد کے لئے ایک سرائے بنوائی جس پر بہت بڑی رقم خرچ کی۔

شیخ موفق جوان سے روایت حدیث کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ بغداد میں ان پر سند کی انتہاء تھی، اتنی طویل عمر پائی کہ ان سے زمانے کے بچے بڑھاپے کو پہنچ گئے، خط نہایت عمدہ تھا مگر بڑھاپے کی وجہ سے کچھ متغیر ہو گیا تھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انہیں علم حدیث میں خوب شہرت حاصل تھی۔ خاص طور پر علو سند میں تو ممتاز تھیں۔ طلبہ کی ایک بڑی جماعت ان کے حلقہ درس میں شریک ہوتی تھی۔ ان کی ہر شہرت اور عام مقبولیت کی وجہ سے بعض نے تو خواہ مخواہ بغیر پڑھے ان سے اپنا رشتہ تلمذ کا دعویٰ کر دیا۔

......زینب بنت عبدالرحمٰن کی موت سے ایک عالی سند ختم ہو گئی، جیسا کہ ابن العماد

Marfat.com

نے فرمایا ہے۔ صحیح بخاری کا سماع وجیہ بن طاہر شحامی اور ابوالفتوح بن شاہ شاز یاخی سے کیا۔ انہیں نیشاپور کے مشائخ و دیگر حضرات سے اجازت حدیث حاصل ہے۔ اور ان کا سماع صحیح ہے۔ شریفہ بنت احمد، انہوں نے صحیح بخاری کشمیھنی سے سنی ہے۔ بقول ابن نقطہ اور فرمایا کہ ان کا سماع صحیح ہے۔

......اس کے بعد خواتین کی ایک اور جماعت تدریس بخاری کی طرف متوجہ ہوئی مثلاً زینب بنت مظفر متوفیہ ۷۰۹ھ ہجری انہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ مل کر صحیح بخاری کا موازنہ اور مقابلہ کیا۔ ام الخیر امۃ الخالق شیخہ معمرۃ اصلیہ متوفیہ ۹۰۲ھ ہجری اہل حجاز میں صحیح بخاری کو روایت کرنے والی سب سے آخری خاتون تھیں۔ ان کی موت سے صحیح بخاری کی روایت کا اہل ارض حجاز سے ایک سلسلہ منقطع ہو گیا۔

اسی وجہ سے یہ ''خاتمۃ محدثات الحجاز'' کے لقب سے معروف تھیں۔

خواتین کا بخاری کے علاوہ دیگر کتب حدیث کے ساتھ اشتغال

کتب رجال کے مطالعے اور مخطوطات کے حواشی اور اسانید حدیث کو دیکھنے سے یہ بات سامنے آئی کہ خواتین نے صرف صحیح بخاری ہی کو اس انداز سے نہیں پڑھا کہ ان کی تعریف کی جائے اور وہ اس کی وجہ سے قابل قدر ہوں بلکہ اس کے علاوہ دیگر کتب حدیث مثلاً صحاح، سنن، مسانید، معاجم اور اجزائے حدیث کو بھی اسی انداز سے پڑھا ہے اور ان میں بھی ایک مقام حاصل کیا ہے۔ دیکھئے۔ ام الخیر فاطمہ بنت علی متوفیہ ۵۳۲ھ اور فاطمہ شہزوریہ نے صحیح مسلم درساً پڑھی ہے۔ اور صفیہ بنت احمد متوفیہ ۷۱۱ھ نے اپنے حقیقی بھائی شمس عبیداللہ کے ابن عبدالدائم کے سامنے پڑھتے ہوئے اس کی سماعت کی ہے۔

اور فاطمہ جوزدانیہ متوفیہ ۵۲۴ھ تو دنیا میں وہ آخری خاتون ہیں جنہوں نے ابن زیدہ سے روایت حدیث کی ہے۔ یہ ان سے کثرت سے روایت حدیث کرتی ہیں۔ یہ اپنے دور میں کتاب ''المعجم الکبیر'' اور ''المعجم الصغیر للطبرانی'' ان سے روایت کرنے میں تنہا تھیں۔ الوادی آشی نے شیخ زین الدین ابوبکر بن یوسف مزی سے ''المعجم الصغیر'' کی

Marfat.com

سماعت حافظ ذہبی کی ان کے سامنے پڑھتے ہوئے کی ہے جنہیں وہ دو شیوخ محمد بن اسماعیلؒ بن احمد مقدسی اور ابو اسحاق ابراہیم بن خلیل الآدمی سے روایت کرتے ہیں اور ان دونوں حضرات نے اس کا سماع ابوالفرج یحییٰ بن محمود ثقفی سے کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابو عدنان محمد بن احمد بن مطہر اور ام ابراہیم فاطمہ بنت عبداللہ جوزدانیہ نے خبر دی، یہ دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں محمد بن عبداللہ بن زیدہ ضبی نے مولف کتاب امام طبرانی سے روایت کر کے خبر دی۔ انہوں نے ابن زیدہ سے نعیم بن حماد کی کتاب الفتن کا بھی سماع کیا ہے۔

عفیفہ بنت احمد فاء فانی متوفیہ ۶۰۶ھ نے بھی فاطمہ جوزدانیہ سے المعجم الکبیر، المعجم الصغیر للطبرانی۔ اور نعیم بن حماد کی کتاب الفتن کا سماع کیا ہے اور عفیفہ سے ابن نقطہ نے ان کی بعض مرویات کا سماع کیا ہے۔ ان کی اجازت ذکر کرنے کے بعد کہ انہیں ابوعلی مراد اور ابو طالب بن یوسف اور اصفہان و بغدادی کی ایک سے اجازت حاصل ہے، یہ بات صراحۃً ذکر کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ربیع الاخر یا جمادی الاولیٰ ۶۰۶ھ میں ہمارے یہاں سے جانے کے کچھ عرصہ بعد ہی یہیں اصفہان میں انتقال ہوا۔ ہم نے ان سے المعجم الکبیر اور نعیم کی کتاب الفتن وغیرہ کا سماع کیا تھا۔

اور فاطمہ بنت استاد ابوعلی دقاق متوفیہ ۵۲۴ھ ان سے ابوالبرکات عبداللہ فرادی نے مسند ابی عوانہ کا کچھ حصہ (ابتدائے فضائل قرآن سے آخر کتاب تک) سماع کیا۔ اور عائشہ بنت معمر متوفیہ ۶۰۷ھ نے سعید بن ابورجاء صیرفی سے "مسند ابویعلی موصلی" کی سماعت کی اور پھر اسے پڑھایا۔

زینب بنت مکی حرانیہ متوفیہ ۶۸۸ھ کے حلقہ درس میں طلبہ کی ایک بڑی جماعت حاضر ہوتی تھی، انہوں نے امام احمد بن حنبلؒ کی مسند احمد پر ایک طویل تقریر فرمائی۔ جویریہ بنت عمر و متوفیہ ۶۸۷ھ اور زینب بنت احمد بن عمر متوفیہ ۷۲۲ھ نے علم حدیث کی طلب میں بڑے طویل سفر کی مشقت برداشت کیں، اور مدینہ منورہ و مصر میں املاء حدیث کی مجالس قائم فرمائی، اور سنن دارمی و مسند عبد بن حمید کا درس دیا، طلبہ اپنی پیاس بجھانے کے لئے دور دراز سے سفر کی تکالیف برداشت کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

اور زینب بنت احمد کمال متوفیہ ۷۴۰ھ ہجری، انہیں بغداد وغیرہ کے بہت سے حضرات سے اجازت حدیث حاصل ہے، یکتائے زمانہ تھیں، عمر بہت دراز تھی، بہت شہرت پائی، امام

Marfat.com

ذہبی نے ان کا یوں تذکرہ کیا ہے کہ شیخہ وقت، پارساہ، انتہائی متواضع، باعث خیر، بہت محبت کرنے والی، انتہائی بامروت تھیں، شادی نہیں کی۔ ۹۴ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ ان کے وصال سے سند حدیث کا ایک درجہ اور کم ہو گیا۔ انہوں نے ''مسند ابی حنیفہ'' اور شمائل ترمذی اور شرح معانی الآثار للطحاوی کا بھی درس دیا۔ انہوں نے معانی الآثار ایک محدثہ سے پڑھی تھی جو ''عجیبہ بنت ابی بکر'' کے نام سے معروف تھیں۔

اس دور کی سب سے زیادہ معروف و مشہور محدثات فاطمہ بنت عبداللہ بن احمد جوزدانیہ متوفیہ ۵۲۴ھ، فاطمہ بنت محمد بن ابوسعید متوفیہ ۵۳۹ھ، فاطمہ بنت ابوالحسن علی بن مظفر بن زعبل متوفیہ ۵۳۳ھ، فاطمہ بنت سعد الخیر متوفیہ ۶۰۰ھ، شہدہ بنت احمد متوفیہ ۵۷۴ھ نجی بنت عبداللہ وہبانیہ، متوفیہ ۵۷۵ھ، خدیجہ بنت احمد نہروانیہ متوفیہ ۵۷۰ھ اور نفسیہ جن کا نام فاطمہ بھی ہے بنت محمد بن علی بزازہ متوفیہ ۵۶۳ھ و دیگر خواتین ہیں۔

ساتویں صدی کی محدثات وراویات کا تذکرہ

چھٹی صدی ہجری کے بعد تو ایک امنڈتا ہوا سیلاب موجزن تھا، ایک طرف تو صلیبی جنگیں ممالک اسلامیہ کو نیست و نابود کرنے اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے تھیں دوسری طرف تاتاریوں نے تباہی و بربادی پھیلا رکھی تھی، اور پر سکون علاقے کے امن و سکون کو تہ و بالا کر رکھا تھا۔ مغرب میں تو نصاریٰ کے پیاسے لشکر خون مسلم سے سیراب ہو رہے تھے اور ان کی شرافت و سیادت کی بنیادوں کا قلع قمع کر رہے تھے اور ادھر مشرق میں ہلاکو خان نے انتہائی سنگین ظلم کے پہاڑ توڑ رکھے تھے۔ وہ مسلمان کے خون کی ندیاں بہا رہا تھا ان کے علاقوں اور شہروں کو تاخت و تاراج کر رہا تھا، اور انسانی دنیا میں جور و ظلم کی کھلبلی مچا رکھی تھی ساتویں صدی کے بعد تو یہ جور و ظلم اپنے عروج پر جا پہنچا ظلم و سرکشی کا یہ موجیں مارتا ہوا سیلاب اور اس کی وحشت ناک مہیب لہروں نے تمام بلاد اسلامیہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور جگہ جگہ تباہی مچا ڈالی، تمام بلاد اسلامیہ اس میں گھرے ہوئے تھے، اور مسلمانوں کے خون سے رنگین تھے، اسلامی تہذیب و تمدن کا بلند و بالا محل زمین بوس ہو چکا تھا۔ نہ اس پر کوئی

Marfat.com

رحم کھانے والا ہے نہ رونے والا۔ انہیں حالات میں جب کہ غارتگری عام تھی اور حرمتیں پامال ہورہی تھیں اس قتل وقتال کے ہجوم اور ماحول میں بھی یہ خواتین مجاہدات علوم اپنے بے پناہ شجاعت بھرے عزائم و جذبات کے ساتھ علوم اسلامیہ کی بقاء کے لئے مردان بہادر کی طرح مصروف جدوجہد تھیں، نہ جنگوں نے ان کے جذبات وعزائم کو ٹھنڈا کیا، نہ ہی حوادث ومصائب نے ان کو مرعوب کیا، ان کی جدوجہد اور مجاہدے کی وجہ سے علوم کے صاف شفاف چشمے اپنی شیریں وآئینے کی طرح نتھری ہوئی سوت کے ساتھ رواں دواں تھے۔ مرد حضرات کہاں چلے گئے؟ ایسے گھٹاٹوپ فتنوں اور شقاوت وپستی کے زمانے میں ان پردہ نشین، کنگن و پازیب پہننے والی خواتین کی سعی بلیغ اور مسلسل جدوجہد کامل شجاعت و جرات عزائم و جذبات سے سرشار تازہ دم تھی۔ ان فتنوں کے ایام میں کتنی خواتین مہینوں سفر پر رہیں، ایک عرصے تک ان کی نیک نامی گم نامی میں رہی۔ کیا کوئی مرد نر ہے؟ خواہ وہ کتنا ہی بڑا علامہ ہو، جوان خواتین کے فضائل و ماثر کو تو درکنار صرف ان کے نام ہی بتا سکے؟ ہرگز نہیں "اللہ کے حضور ہی فریاد ہے کہ اللہ کے علاوہ نہ کوئی قوت ہے نہ طاقت، ہاں اس ہلاکت کے باوجود چند چیدہ چیدہ اسفار نے انہیں محفوظ کرلیا ہے ہمارے لئے کس قدر عار اور شرم کا مقام ہے۔

چنانچہ اس صدی کی قابل ذکر محدثات: شیخہ جلیلہ، مسندہ خراسان زینب بنت شعری متوفیہ ۶۱۵ھ انتہائی صالح، طویل العمر، کثرت سے حدیث کی روایت کرنے والی تھیں۔

انہوں نے صحیح بخاری کا سماع فارسی وجیہ بن طاہر اور مسندہ شام شیخ صالح معمرہ کریمہ سے کیا، علامہ ذہبی ان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انتہائی صالح، جلیل القدر، طلبہ حدیث پر انتہائی شفیق تھیں، روایت حدیث سے اکتاتی نہ تھیں، اور انہوں نے کئی مرتبہ بخاری شریف کا درس دیا ہے۔ زکی الدین برزالی نے آٹھ اجزاء میں ان کے مشائخ کے حالات مرتب فرمائے ہیں جسے ہم نے سنا ہے۔ اور وصفیہ متوفیہ ۶۴۶ھ بنت عبدالوہاب، اور زینب بنت مکی متوفیہ ۶۸۸ھ۔ زینب بن شعری کی فضیلت کے لئے تو اتنی سی بات کافی ہے کہ مشہور فاضل ابن خلکان کو ان سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ اور کریمہ تو مسندۃ الشام نام سے معروف تھیں، اور زینب مکی کے حلقہ درس میں طلبہ فوج درفوج شریک ہوتے تھے۔

Marfat.com

اس صدی کی ایک مشہور محدثہ ام عبدالکریم فاطمہ بنت محدث تاجر ابوالحسن سعد الخیر بن محمد بن سہل انصاری بلنسی متوفیہ ۶۰۰ھ۔

امام ذہبی نے ان کے متعلق یوں فرمایا ہے، شیخہ، جلیلہ اور مسندہ ہیں۔ اور فرمایا کہ فاطمہ جو زدانیہ کی خدمت میں تیسری مرتبہ حاضر ہو کر مکمل "المعجم الکبیر" کا سماع کیا اور ۶۲۵ھ میں بغداد ہبۃ اللہ بن حصین، زاہر بن طاہر اور ابو غالب بن بناء کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس کے بعد اپنے والد، ہبۃ اللہ بن طبر، قاضی ابوبکر، یحییٰ بن حبیش فارقی، یحییٰ ابن بناء، ابو منصور قزاء اور عدہ سے سماع کیا اور بہت سے مشائخ نے انہیں اجازت دی، دمشق اور مصر میں مجلس درس حدیث قائم فرمائی، انیس زین الدین بن نجیۃ مشہور واعظ نے ان سے نکاح فرمایا، کچھ عرصہ دمشق رہنے کے بعد مصر چلے گئے، وہاں بہت اعزاز و اکرام حاصل ہوا۔ بہت سے لوگوں نے ان سے روایت حدیث کی ہے جن میں حافظ ضیا، خطیب مراد، محمد بن محمد بن وزان حنفی اور محمد بن شیخ شاطبی بھی ہیں۔

حافظ منذری کو ان سے اجازت حاصل ہے اور دوسرے شیخ احمد بن ابوالخیر سلامہ ذہبی ہیں جنہیں ان کی طرف سے اجازت حاصل ہے۔

ساتویں صدی کی محدثات میں سے ایک ست الکتبہ نعمت بنت علی بن یحییٰ بن علی بن طراح متوفیہ ۶۰۴ھ ان کے دادا نے ان پر بہت زیادہ توجہ فرمائی۔ بے شمار لوگوں نے ان سے خطیب بغدادی کی کتابیں جیسے الکفایہ، البخلا، الجامع، السابق و اللاحق، اور القنوت و دیگر کتب کا سماع فرمایا۔

انہوں نے ابوشجاع بسطامی سے سماع کیا اور محمد بن علی بن ابوذر صالحانی فراوی نے ان کو اجازت حدیث عطا فرمائی، بے شمار محدثین نے ان سے روایت حدیث کی۔ مثلاً حافظ ضیاء ابن خلیل، والیدانی، منذری، ابن ابی عمر، اور فخر الدین ابن بخاری، ابن ظاہری حنفی کی تخریج کردہ ان کے مشائخ کی سوانح میں ان سے ۶۰۱ھ میں دمشق میں روایت کی گئی ہے۔ امام ذہبی نے انہیں "شیخہ مسندہ" کا لقب دیا ہے۔

جن خواتین کو علم و روایت سے لگاؤ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شغف ہے ان میں سے ام ہانی عفیفہ بنت ابوبکر بن عبداللہ فارفانیہ بھی ہیں۔ ان کی وفات ۶۰۶ھ میں ہوئی، معجم

Marfat.com

کبیر، معجم صغیر للطبرانی اور نعیم بن حماد کی کتاب الفتن کا سماع کیا ہے مشائخ بغداد کی ایک بڑی جماعت سے انہیں اجازت حاصل ہے، ابن نقطہ نے بھی ان سے المعجم الکبیر والفتن" کا سماع کیا ہے، امام ذہبی نے ان کے متعلق فرمایا ہے کہ شیخہ جلیلہ، طویل العمر اور مسندۃ اصفہان ہیں۔

انہیں خواتین میں سے ایک عین الشمس بنت احمد بن ابوالفرج ام النور ثقفیہ اصفہانیہ، اپنے دور کی مسندہ تھیں ۶۱۰ھ میں وفات ہوئی، اسماعیل بن اخشیز اور محمد بن علی بن ابوذر صالحانی سے روایت کرنے میں دنیا میں متفرد ہیں۔ ان سے "جزو ابی الشیخ" کی بھی روایت کی گئی ہے۔ ان کی بے شمار مرویات ہیں۔

مثلاً ابن ابی عاصم کی کتاب "الدیات" اور التوبہ" "عوالی القبات" "احادیث بکر بن بکار" اور جزء ابی الزبیر عن غیر جابر۔ اور اس کے علاوہ چند اور کتب حدیث ہیں۔ انہیں خواتین میں سے ایک ام عبداللہ یاسمین بنت سالم بن علی بن سلامہ بن بیطار حریمیہ متوفیہ ۶۳۴ھ ان کے سوانح نگاروں نے ان کے لئے "شیخہ معمرہ مبارکہ" جیسے القاب استعمال کئے ہیں۔ ابوالمظفر ھبۃ اللہ بن شبلی نے ایک جزء روایت کرنے میں متفرد ہیں۔

اس صدی میں علم حدیث کے ساتھ ساتھ دیگر علوم وفنون کی ماہر خواتین بھی ملتی ہیں۔ مثلاً ام عز بنت محمد بن علی بن ابو غالب عبدری دانی متوفیہ ۶۱۰ھ علم حدیث میں پختگی کے ساتھ ساتھ علم قرأت اور ان کی تدریس میں بھی ملکہ رکھتی تھیں، قرأت سبع کی خوب ماہر تھیں، اپنے والد سے دو مرتبہ صحیح بخاری پڑھی۔ اس طرح امۃ اللطیف بنت عبدالرحمٰن متوفیہ ۶۴۳ھ تقریباً۔ بہت ماہر مصنفہ تھیں، عبدالقادر بدران کو ان کے تفصیلی حالات معلوم نہ ہو سکے جس پر انہیں افسوس تھا، تاہم انہیں "عالمہ فاضلہ صاحب تصانیف" جیسے القاب دیئے ہیں۔ ان کی تصانیف میں "التسدید فی شهادة التوحید" اور "برالوالدین" قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے ایک دارالحدیث بنوایا تھا جس میں پڑھاتی تھیں۔

آٹھویں ونویں صدی کی محدثات

آٹھویں ونویں صدی میں تو محدثات کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا جیسا کہ حافظ

Marfat.com

ابن حجر عسقلانیؒ کی کتاب "الدر الکامنه فی احوال رجال المئة الثامنة" اس بات پر شاہد عدل ہے کہ انہوں نے اس میں ۱۷۰/ محدثات کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی فاضلات ہیں جن کا تذکرہ حافظ ہی نے اپنی کتاب "انباء الغمر" میں کیا ہے جن سے بے شمار خواتین نے اور محدثین حضرات نے استفادہ کیا جن میں حافظ بھی ہیں۔ چنانچہ ان کی سینکڑوں کتب، اجزاء مسانید اور صحاح ایسی ہیں کہ جن کی سند میں خواتین کا تذکرہ ہے۔ جیسا کہ ان کی کتاب "المجمع الموسس للمعجم المفهرس" کے مطالعے سے بالکل واضح ہے۔ حافظ ابن حجرؒ کا تو یہ حال ہے کہ انہوں نے جن خواتین سے علم حاصل کیا ہے ان میں سے بعض کے مشائخ کا انفراداً ذکر کیا ہے اس لئے کہ ان کے مشائخ اور ان کی مرویات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس پر حافظ نے دو کتابیں لکھی ہیں، ایک "المعجم للحرة مريم" یا "معجم الشيخه مريم" جس میں انہوں نے محدثہ مشہور مریم بنت اذرعی متوفیہ ۸۰۵ھ کے شیوخ کا تذکرہ کیا ہے۔ سند متصل کے ساتھ حدیث سلفی کی روایت کرنے میں یہ شیخہ منفرد رہی ہیں، اور یہ امام دبوسی سے متصل سند کے ساتھ روایت کرنے والی آخری محدثہ ہیں۔ دوسری: "المشيخة الباسمة للقبابی و فاطمه" اس میں حافظ ابن حجرؒ نے، مسند وقت شیخ نجم الدین عبدالرحمٰن بن عمر القبابی مقدسی متوفی ۸۳۸ھ کے شیوخ کی فہرست تیار کی ہے اور ان کی ساتھ مسندہ وقت معمرہ فاطمہ بنت خلیل بن احمد مقدسی کی کنانی متوفیہ ۸۳۸ھ کے ان شیوخ کو بھی ذکر کیا ہے جنہوں نے ان کو اپنی تمام مرویات کی اجازت مرحمت فرمائی۔

نویں صدی کی محدثات کا تذکرہ حافظ ابن حجرؒ کے تلمیذ امام سخاویؒ نے اپنی تالیف "الضوء اللامع، کے بارہویں جزء میں کیا ہے، اسی مبارک زمانے میں علامہ ابن فہد نے ۱۳۰/ محدثات سے علم حدیث حاصل کیا جن کا تذکرہ انہوں نے اپنی تالیف "معجم الشيوخ" میں کیا ہے۔

آٹھویں اور نویں صدی کی اکثر محدثات کا شمار کبار محدثین میں ہوتا ہے۔ مثلاً شیخہ صالحہ مسندہ وقت، کثیر الروایت ست العرب بنت محمد ابن الشیخ فخر الدین ابوالحسن علی بن احمد بن عبدالواحد (جن کے دادا ابن البخاری کے نام سے معروف تھے) مقدسیہ صالحیہ متوفیہ ۷۶۷ھ انہوں نے اپنے دادا کی خدمت میں حاضر ہو کر کثرت سے روایت لیں اور پھر

Marfat.com

انہیں آگے روایت کیا اور بڑے وسیع پیانے پر یہ کام ہوا جس کی وجہ سے ان سے حدیث کی بہت زیادہ نشر و اشاعت ہوئی۔ جن سے ائمہ کبار اور سیاحوں نے بھی استفادہ کیا، انہوں نے بڑی لمبی عمر پائی، اور لوگوں نے خوب نفع اٹھایا۔ ابوزرعہ ولی الدین عراقی فرماتے ہیں کہ میں ان کی بہت سی مرویات میں شریک رہا، میرے والد اور ہیثمی نے ہم سے کئی مرتبہ ان کی سند سے حدیث بیان کی۔ اور جیسے شیخہ صالحہ، مسندہ وقت جویریہ بنت شیخ امام محدث شہاب الدین احمد بن احمد بن حسین ہکاری متوفیہ ۷۸۳ھ ان کی کنیت ان کی والدہ نے ''ام ابیہا'' رکھی تھی اور بعض نے کنیت ام البر بیان کی ہے۔ انہوں نے اپنے والد کے تلمیذ ابوالحسن علی بن نصر اللہ بن صواف سے سماع کیا انہوں نے ان کے والد سے سنن نسائی کا اکثر حصہ اور مسند حمیدی کا سماع کیا تھا اور ابوالحسن علی بن عیسیٰ ابن القیمؒ سے صحیح اسماعیلی کا کچھ حصہ اور سفیان بن عیینہ کی حدیث اول کا سماع کیا۔ اور وزیرہ بنت عمر تنوخیہ۔ اور ابوالعباس حجاز سے صحیح بخاری اور ابوالحسن علی بن ہارون ثعلبی سے ایک ہی مجلس میں نصر مقدسی کی امالی وغیرہ سنی، تیسری مرتبہ شریف عزالدین موسیٰ بن علی بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوکر ''مشیخہ الاربلی'' کا سماع کیا۔

اور محمد بن محمد بن عیسیٰ طباخ سے ابن ابی الدنیا کی کتاب ''الفرج بعد الشدۃ'' کا سماع کیا اور زینب بنت شکر سے ''حدیث بن سماک'' ثانی کا سماع کیا اور منتقال اشرفی سے ''جزء فیہ مجلسا الجبری واللشافعی'' اور حسن بن عمر کردی سے ''مسند دارمی و مسند عبد بن حمید'' اور امام کمال الدین احمد بن محمد بن محمد شریشی سے ''جزء حسن بن عرفہ'' کا سماع کیا۔

ابوزرعہ ولی الدین عراقی فرماتے ہیں کہ مذکورہ تمام کتب کا سماع مجھے ان سے حاصل ہے۔ اور انہیں مذکورہ کتب کے علاوہ دیگر کتب کا سماع بھی دیگر مشائخ سے حاصل ہے، ان سے بہت سے محدثین نے سماع کیا ہے۔ انہوں نے طویل عمر پائی جس سے بہت نفع ہوا، انتہائی پارسا فاضلہ تھیں رحمہما اللہ۔

اس صدی کی محدثات میں سے مشیخہ مسندہ ام الحسن فاطمہ بنت امام شہاب الدین احمد بن قاسم بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر عمری حرازی ام نجم الدین مکیہ بھی ہیں۔ جن کی وفات ۷۸۳ھ میں ہوئی۔ زیارت کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوئیں تو وہیں انتقال ہوگیا اگلے روز بقیع میں

Marfat.com

دفن ہوئیں، دو بھائیوں، صفی احمد اور رضی ابراہیم طبری وغیرہ سے بہت کثرت سے سماع کیا تھا۔ پھر روایت حدیث کی ابوزرعہ عراقی سے ان سے سماع کیا بڑی طویل عمر پائی، مسندہ مکہ مشہور ہوئیں۔ انتہائی، متدینہ، خیر وصلاح والی خاتون تھیں ان میں سے ایک شیخہ مسندہ ام الحسن فاطمہ بنت امام شہاب الدین احمد بن امام رضی الدین ابراہیم بن محمد بن ابوبکر طبری مکیہ متوفیہ ۸۴۳ھ بھی ہیں۔ ان کے والد، دادا اور دو بھائی وقت کے امام تھے، اپنے دادا سے کئی اجزاء کی سماعت کی مثلاً ''الاربعون المختار'' لابن مسدی اور ''التساعیات''جس کی تخریج رضی طبری نے اپنے لئے کی تھی۔ درس حدیث بھی دیا، ابوزرعہ عراقی نے ان سے سماع کیا۔

اس صدی کی محدثات میں سے ایک سلمیٰ بنت محمد بن جزری مشہور قاری کی بیٹی بھی ہیں، ان کے والد نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ! یہ میری بیٹی ہیں، اللہ ان کے ذریعے نفع پہنچائے اور اسے ان کاموں کی توفیق عطا فرمائے جن میں اس کے دین ودنیا کی بھلائی ہو، اس کے بعد ان کی طلب علمی اور علم میں مہارت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ۸۱۳ھ میں قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا، مقدمۃ التجوید اور اس کی تفصیلات یاد کیں اور مقدمہ کو یاد کیا۔ اس کے بعد طیبہ النشر، الفیہ اور قرأت عشر یاد کرنا شروع کیں اور ۱۲ ربیع الاول ۸۳۲ھ تک یہ تمام چیزیں مکمل کرلیں، انہیں جملہ وجوہ قرأت صحیح قرأت اور تجوید کے ساتھ اس طرح مستحضر تھیں کہ اس زمانے میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا، علم عروض اور عربی ادب بھی پڑھا۔ خط نہایت عمدہ تھا۔ عربی، فارسی میں خوب اشعار کہتی تھیں، اسی پر اکتفاو بس نہیں بلکہ علم حدیث میں بھی خوب مہارت حاصل کی فرمایا: علم حدیث خود ہی پڑھا۔ مجھ سے سنا بھی اور میرے سامنے بھی پڑھا۔ اس میں انہیں خوب عروج نصیب ہوا، اللہ ان کی مساعدت فرمائے اور دنیا وآخرت کی بھلائی کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ان میں سے ایک ام ہانی مریم بنت فخر الدین محمد الہورینیہ متوفیہ ۸۷۱ھ ہیں۔ بچپن ہی میں قرآن کریم یاد کرلیا تھا، علوم متداولہ میں پختگی پیدا کرنے کے بعد مصر ومکہ مکرمۃ کا سفر کیا، وہاں حذاق محدثین سے علم حدیث حاصل کیا، عراقی، ہیثمی اور ابن الملقن نے انہیں اجازت حدیث مرحمت فرمائی، تکمیل علوم کے بعد حدیث پڑھانا، شروع کی اور بے شمار محدثین نے ان سے سند حدیث حاصل کی، خط میں انتہائی مہارت رکھتی تھیں، نظم ونثر میں بڑا ملکہ تھا،

Marfat.com

محدثین نے ان کی مہارت فی الحدیث کی تصدیق کی جس کی تائید کے لئے یہی بات کافی ہے کہ علامہ ابن فہد جیسا شخص ان کا شاگرد تھا، بڑے تقوے والی، کثرت سے روزہ رکھنے والی انتہائی صالح تھیں، تیرہ حج کیے۔

اس طرح بای خاتون بنت ابوالحسن متوفیہ ۸۶۴ھ نے ابوبکر مزی اصغر و اکبر سے علم حدیث حاصل کیا بہت سے محدثین و محدثات سے سند حدیث حاصل کی، مصر و شام میں درس حدیث دیا۔

ان کے علاوہ اور بے شمار خواتین ہیں جنہیں ابن فہد نے معجم الشیوخ میں اور ابوزرعہ عراقی نے "الذیل علی العبر" میں بیان کیا ہے۔

ان دو صدیوں میں بے شمار خواتین تھیں جنہیں جملہ علوم وفنون میں مہارت حاصل تھی، پھر ان میں سے بعض کو تو جملہ علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل تھی مثلاً عائشہ بنت علی بن ابو الفتح جنہیں ست العیس کے لقب سے پکارا جاتا تھا، ۸۴۰ھ میں وفات پائی بڑی عالمہ فاضلہ تھیں، تمام علوم متداولہ میں دسترس حاصل تھی، مگر حدیث و روایت سے خصوصی شغف تھا، اپنے نانا سے پانچ مجلسوں میں الفوائد الغیلانیات پڑھی، دیگر حضرات سے "فوائد ابن بشران" پڑھی، اس کے ساتھ ساتھ ادب عربی کے ساتھ خصوصی لگاؤ تھا کتب ادب، لغت و شعر میں انتہائی فائق تھیں، ان کی مرویات میں سے ایک "فضل الخیل" للدمیاطی بھی ہے اشعار کثرت سے یاد تھے خصوصاً "دیوان بہاء زہیر" تو ازبر تھا، سیرۃ نبویہ بھی مستحضر تھی، پورا پورا واقعہ حفظ بیان کرتی تھیں، انتہائی سریع الحفظ تھیں، جو عبارت یا قصیدہ ان کے سامنے ایک مرتبہ پڑھا جاتا وہ یاد ہو جاتا تھا، اس کے ساتھ ساتھ فقہ میں بھی اچھی افہام وتفہیم تھی۔

امام بقاعی فرماتے ہیں کہ خط نہایت عمدہ لکھتی تھیں، انتہائی ذکی تھیں مطالعہ سرعت سے کرتیں اور سمجھ لیتیں۔ اشعار کثرت سے یاد تھے۔ دیوان بہاء زہیر، مصارع العشاق، سیرۃ نبویہ لابن فرات، سلوان المطاع لابن ظفر کا سرسری مطالعہ کیا تو ان کا اکثر حصہ یاد ہو گیا، اور اس کا مذاکرہ کر لیا، بچپن سے لے کر وفات تک ایک ہی نہج پر صوم وصلوٰۃ، اذکار وعبادت کی پابند اور انتہائی مخیّر ومتدینہ تھیں، میری معلومات کے مطابق نویں صدی کے بعد خواتین کا شغف فی علم الحدیث آہستہ آہستہ ختم ہونے لگا، کیونکہ عیدروسی نے "النور السافر" میں اور

Marfat.com

مجی نے "خلاصۃ الاثر" میں، محمد بن عبداللہ نجدی نے "السحب الوابلہ" میں دسویں صدی سے تیرہویں صدی تک چند خواتین کا تذکرہ کیا ہے جو علم حدیث میں نمایاں مقام رکھتی تھیں، محدثین کبار کے زمرے میں تین سے زیادہ نہیں آتیں ہماری مندرجہ بالا بات کا یہ مطلب نہیں کہ اس زمانے میں خواتین کا حدیث نبوی سے بالکلیہ تعلق ختم ہو چکا تھا۔ بلکہ بعض چیدہ چیدہ خواتین ابھی ایسی موجود تھیں جنہیں علم حدیث کے ساتھ خصوصی شغف تھا۔ مثلاً اسماء بنت کمال الدین موسیٰ اضجاعی زبیدیہ یمنیہ متوفیہ ۹۰۴ھ عموماً علوم اسلام اور خصوصاً علم حدیث پڑھاتی تھیں، یمن کے وزراء اور گورنروں پر ان کا پورا حکم چلتا تھا اور ان کی نظروں میں ان کا بہت بلند مقام تھا، حتیٰ کہ اگر کسی کی سفارش کرتیں تو ان کی تعظیم وحرمت کے پیش نظر اسے قبول کرلیا جاتا تھا، العیدروسی فرماتے ہیں کہ، عابدہ، صالحہ وقاریہ قرآن تھیں، تفسیر کتب حدیث خواتین کو پڑھائی اور انہیں وعظ ونصیحت کرتی تھی، ان کی بات قلوب پر اثر انداز تھیں، جب کبھی کسی امیر، قاضی، بادشاہ کے نام کسی کی سفارش کرتیں تو قبول ہوتی تھی، کوئی بھی رد نہ کرتا تھا۔ ان کے بعد خواتین میں ان جیسی صلاح وتقویٰ والی خواتین دیکھنے میں نہ آئی۔

اس طرح امۃ الخالق معمرۃ، شیخ، مسندہ، سیاحہ ام الخیر دمشقیہ صالحیہ متوفیہ ۹۰۲ھ میں یہ اہل حجاز سے صحیح بخاری کی روایت کرنے والی آخری خاتون ہیں۔ ان کے انتقال سے روایت بخاری میں اہل حجاز کا ایک درجہ کم ہو گیا۔

اس طرح عائشہ بنت محمد بن احمد مصلح الدین کی ہم سبق متوفیہ ۹۰۶ھ میں، انہوں نے بھی بے شمار طلبہ حدیث کو پڑھایا ان میں امیر مصر ابن طولون بھی ہیں، اس کے بعد مدرسہ صالحیہ دمشق کی تدریس ان کے حوالے کردی گئی۔

اس طرح اپنے دور کی فاضل خواتین اور بھی ہیں جنہیں علم حدیث کی روایت بھی حاصل تھی، مثلاً ام النہا بنت محمد البدرانی مصریہ متوفیہ ۹۱۱ھ، خدیجہ بنت محمد بن ابراہیم مقری العامریہ متوفیہ ۹۳۵ھ بڑی فقیہہ فاضلہ تھیں، دیندار اور باصلاح تھیں۔ بہت سے مشائخ سے حدیث حاصل کی، صحیح بخاری کی بھی راویہ تھیں، اور بای خاتون بنت ابراہیم بن احمد حلبیہ شافعیہ متوفیہ ۹۴۲ھ۔ اور بوران بنت محمد قاضی ابن الشحنہ متوفیہ ۹۳۸ھ۔ فاطمہ بنت

Marfat.com

یوسف قاضی جمال سے الدین تادفی حنبلی حنفی۔ متوفیہ ۹۲۵ھ انہیں شیخ محدث برہان الدین حلبی سے سماع حاصل تھا۔ اور فاطمہ بنت عبدالقادر بن محمد بن عثمان جو بنت قریمزان کے نام سے معروف تھیں، متوفیہ ۹۶۶ھ اپنے زمانے کے تمام فضلا میں سب سے افضل شمار کی جاتیں تھیں، ریاست عادلیہ اور دجاجیہ دونوں کی حکمرانی تھی خط نہایت عمدہ تھا، بہت سی کتابیں اپنے ہاتھ سے لکھیں، ان کی عبارت انتہائی فصیح ہوتی تھی، انتہائی پاک دامن اور سادہ طبیعت تھیں، بیماری میں بھی کبھی نماز نہ چھوڑتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے اپنے شوہر کمال الدین مہمند بن میر جمال الدین اردبیلی شافعی سے علم حاصل کیا ہے۔

دسویں صدی کی مشہور محدثات

زینب بنت محمد بن محمد بن احمد غزلی شافعیہ متوفیہ ۹۸۰ھ، ان کے بھتیجے نجم الدین غزلی نے ان کے حالات بیان کئے ہیں اور ان کے عمدہ اشعار نقل کئے ہیں اور ان کے متعلق فرمایا ہے کہ اہل علم اور صلاح وتقویٰ والی خواتین میں سب سے زیادہ علم، صلاح وتقویٰ والی تھیں، میں نے ان کے حقیقی بھائی اور اپنے والد سے بہت علم حاصل کیا ہے، انہیں کتاب تنقیح اللباب" اور "المنہج" کا ایک حصہ پڑھا۔ انہوں نے اپنے خط میں ان کے لئے ایک کتاب بھی لکھی ہے، ان کے نصیحت بھرے اشعار انتہائی سنجیدہ اور رقت آمیز ہیں زمانے کا ایک عجوبہ اور دریکتا تھیں۔

گیارہویں صدی کی محدثات

گیارہویں صدی میں خواتین کا اشتغال بالحدیث کم ہوتا گیا۔ بہت کم ایسی خواتین ہیں ہمیں جن کے متعلق حدیث نبوی کا اشتغال معلوم ہوا ہے۔ مثلاً بنت علی الشار عاملی متوفیہ ۱۰۳۱ھ، عالمہ فقیہ اور محدثہ تھیں، حدیث وفقہ کا درس دیتی تھیں، خواتین ان سے پڑھتی تھیں، کتابوں سے خاص شغف تھا انہیں اپنے والد سے وراثت میں چار ہزار انتہائی نادر ونایاب کتابیں ہاتھ لگیں تھیں۔

بارہویں صدی کی محدثات

بارہویں صدی کی طرف ایک خاتون قریش بنت عبدالقادر طبریہ مکیہ متوفیہ ۱۱۰۷ھ

Marfat.com

معلوم ہوسکیں اہل مکہ کی فقیہ اور عالم بالحدیث تھیں، اپنے گھر میں ہی درس حدیث دیتی تھیں، انہوں نے اپنے والد وغیرہ سے علم حاصل کیا تھا۔

تیرہویں صدی کی محدثات

تیرہویں صدی میں بھی بہت سی ایسی فاضلات کا علم ہوا ہے جنہیں علم حدیث کے ساتھ طلبا، قراءۃ اجازتاً یا تدریساً کسی نہ کسی درجے میں تعلق اور لگاؤ رہا ہے۔ جیسے وہ خاتون جسے اس فضل سے وافر حصہ ملا ہے۔ جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، اس نے علوم اسلامیہ سے خوب سیرابی حاصل کی اور بہت سے قلمی نسخے اپنے ہاتھ سے لکھے، اور ایک بڑا کتب خانہ بنایا، حدیث میں اسے بڑی مہارت، گہری نظر اور بڑی بلند تحقیق حاصل تھی، اس زمانے کے مشہور محدثین سے سند حدیث حاصل کی، اور محدثہ ہونے کی وجہ سے انہیں بڑی شہرت ملی، آخری عمر میں مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کی طرف ہجرت کر کے وہیں رہائش اور سکونت اختیار کی، وہاں بھی ایک عام کتب خانہ قائم فرمایا جہاں ان کے پاس بڑے بڑے محدثین حاضر خدمت ہوئے اور ان سے سند حدیث حاصل کی، جن کی قابل ذکر شیخ عمر حنفی اور شیخ محمد صالح ہیں، کچھ عرصے بعد یہ کتب خانہ اللہ کے لئے وقف کر دیا، اور مدینۃ الرسول ﷺ کی طرف ہجرت کی، ۱۲۴۷ھ کے بعد انتقال ہوا، اللہ ان نیک بندوں کی طرح رحمت نازل فرمائے، اور ایسے باغات میں بسائے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں یہ تھے مختصر حالات فاطمہ بنت محمد فضیلی حنبلی زبیریہ کے جو شیخہ فضیلیہ کے نام سے معروف تھیں، انتہائی پارسا، شیخہ، عالمہ، عابدہ اور زاہدہ تھیں، ۱۲۰۰ھ سے قبل سیدنا زبیرؓ کے شہر اور علاقے میں پیدا ہوئی تھیں، وہیں نشو ونما ہوئی، وہاں کے مشائخ سے علم حاصل کیا، زیادہ تر علم شیخ ابراہیم بن جدید سے حاصل کیا، ان ہی سے تفسیر وحدیث کے علاوہ فقہ اور تصوف بھی حاصل کیا، ان کے علاوہ بھی بہت سے مشائخ سے علم حاصل کیا، انتہائی یکسوئی کے ساتھ علم کے حصول پر توجہ دی۔ بچپن ہی سے خط بھی سیکھ لیا تھا اور اس میں بھی خوب مہارت پیدا کی، مختلف علوم وفنون میں کئی کتابیں تالیف کیں، نہایت عمدہ خط تھا، بڑے حوصلے کے ساتھ کتابیں جمع فرمائیں، تمام

Marfat.com

علوم کی معتبر اور بڑی کتابیں جمع کی تھیں، حدیث اور اہل علم سے بہت محبت تھی، بے شمار مسلسلات کا سماع کیا، اور بے انتہاء کتب حدیث پڑھیں، علماء و مشائخ کی ایک بڑی جماعت نے انہیں اجازت حدیث عطا فرمائی، اپنے شہر کے علاوہ اپنے دور میں بہت شہرت حاصل کی، پوری دنیا سے فضلاء مراسلت کرتے تھے، ان سے نہایت بلیغ اور عمدہ تعریف میں خط و کتابت فرماتی تھیں، اس کے بعد حج کیا اور زیارت رسول فرمائی، اور واپس مکہ مکرمہ آکر اقامت اختیار فرمائی، مسجد حرام کے قریب ہی باب زیارت میں اقامت پذیر ہوئی کہ وہاں سے بیت اللہ صاف نظر آتا تھا، اور موت تک وہیں اقامت کا عزم رکھا، علماء مکہ کی کثرت سے آمد و رفت ہوتی تھی۔ ایک دوسے سماع اور اجازت حدیث کا تبادلہ فرمایا۔ چنانچہ ان کی خوب نیک نامی اور بڑی شہرت ہوئی۔ بے شمار مسلسلات کی اجازت دی، اور خلق کثیر کی رہنمائی فرمائی، بالخصوص خواتین کی، کہ وہ تو ہر وقت حاضر باش رہتیں اور خوب منتفع ہوتیں، جن میں سے بہت سی خواتین کے حالات سدھر گئے، جن خواتین کی ان کے پاس آمد و رفت تھی وہ دینداری تقویٰ، پرہیز گاری، فرائض اسلامیہ کی مواظبت، قناعت، صبر اور حسن سلوک میں مشہور و ممتاز تھیں، بڑی اچھی شہرت پائی کہ اس زمانے میں ایسی خاتون نہ دیکھی نہ سنی گئی، عمل و صلاح، زہد و ورع اور دیگر فضائل میں کوئی خاتون ان کے قریب قریب بھی نہ تھی، تمام کتابیں فقہ حنبلی پڑھنے والے طلبہ پر وقف کر دیں۔ بہت کم اپنے پاس رکھیں، ۱۲۴۷ھ میں وصال ہوا معلات شعبہ نور میں دفن ہوئیں، رحمہا اللہ تعالیٰ۔

اور جیسے فاضلہ فاطمہ شمس جہاں جرکسیہ مدنیہ، بڑی عالمہ تھیں، مدینہ میں قیام رہا، عبدالحی کتانی کو اپنے شوہر شیخ الاسلام عارف حکمت کی سند سے اجازت مرحمت فرمائی، جن کی وفات ۱۲۷۲ھ میں ہوئی۔

اور ایک خاتون: خاتمۃ المحد ثات جس کی اطلاع مجھے "اعلام النبلاء بتاریخ حلب الشھبا" کے ذریعے ہوئی جو شیخ محمد راغب طباخ کی تالیف ہے۔ وہ شیخ مریم بنت محمد بن طہ العقاد، حلبیہ شافعیہ ام عمران مقریۂ، مسندۃ وقت، کاملہ، عاملہ اور عالمہ تھیں جن کی وفات ۱۲۲۰ھ کے قریب قریب ہوئی ان کی پیدائش ۱۱۵۶ھ حلب میں ہوئی، قرآن کریم اور

Marfat.com

چند ابتدائی کتابیں اپنے والد سے پڑھیں، اور انہیں کی تربیت میں رہیں، محدثین کرام کی ایک بڑی جماعت نے انہیں اجازت حدیث عطا فرمائی۔ جن میں ان کے والد، مسند کبیر، علامہ زمان بڑے عالم شیخ ابوسلیمان صالح بن ابراہیم جینینی بھی ہیں جن کی طرف سے انہیں عام اجازت تھی، ۱۲۰۵ھ میں جب علامہ خلیل مرادی حلب تشریف لے گئے تو وہاں ان کی ان سے ملاقات ہوئی، انہوں نے ان کے علم وفضل کی شہادت دی۔ ان کے علاوہ اور بہت سی مثالیں خواتین کے ان آخری صدیوں میں علوم اسلامیہ کے ساتھ اشتغال وانہماک پر شاہد عدل ہیں۔ جیسا کہ صاحب ''التراتیب والادارۃ'' نے ذکر کیا ہے کہ شیخ مشہور مختار کنتی نے ''مختصر خلیل'' پڑھائی اور ان کی اہلیہ نے خواتین کو پڑھائی، وفایہ نامی ایک اور عالمہ فاضلہ ہیں، جو لیبیا کے کسی شہر میں رہتی تھیں، بڑے بڑے علماء ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، اور کہا کرتے تھے کہ آؤ! وقایہ سے مشورہ کریں، ان کی رائے لیں کیونکہ ان کی جماعت ہمارے علماء سے کہیں بہتر ہے۔ شیخ عطیہ محمد سلام رحمہ اللہ (موصوف تالیف کتاب کے وقت حیات تھے اب وفات پاچکے ہیں)۔ فرماتے ہیں کہ جب میں ''احساء'' میں مدرس تھا میں نے ال مبارک کے ہاں سنن ابی داؤد کا ایک نسخہ دیکھا جس پر صلاح الدین ایوبی کی ہمشیرہ کا حاشیہ تحریر تھا، صاحب ''التراتیب والادارۃ'' نے ذکر کیا ہے کہ: صحرائے افریقہ کی بہت سی خواتین بالخصوص مقام ''شنقیط'' (سنجط) کی رہنے والی جو آج کل موریتانیہ کے نام سے معروف ہے اور تیلتیکو اور قبیلہ ''کنت'' کی خواتین کا علوم اسلامیہ کے ساتھ اشتغال رہا ہے عجیب بات تو یہ ہے کہ شیخ مختار جو کنتی کے نام سے معروف ہیں انہوں نے ''مختصر خلیل'' مردوں کو پڑھائی اور ان کی اہلیہ نے خواتین کو۔

ہماری بات کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ جب ہم جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی طرف سے بلاد افریقہ میں مبعوث تھے، تو ہم ایک شہر ''اطار'' جو موریتانیہ سے قریب ہے میں رہائش پذیر تھے، ہم نے وہاں کے بڑے بوڑھوں سے سنا کہ کچھ عرصہ قبل یہاں ۲۰۰ خواتین مکمل ''المدونۃ الکبریٰ'' کی حافظہ تھیں، آخر میں یہ بات بھی سننے میں آئی کہ اب بھی ایک موریتانی خاتون مسجد نبوی میں حدیث، سیرت اور لغۃ عربیہ کا درس دیتی ہے۔

استاذ عبداللہ عفیفی فرماتے ہیں کہ: مغرب اقصیٰ کی خواتین عموماً حفظ قرآن کریم مع قرأت

Marfat.com

عشرہ روایت حدیث درس فقہ اور اصول و دیگر علوم دینیہ میں ممتاز و معروف ہیں، اس علاقے کے لوگ بتاتے ہیں کہ یہاں ۸۰/ خاتون ایسی تھیں جو ان تمام علوم میں جامعیت کے ساتھ ساتھ مدونۃ الامام مالکؒ جو حدیث وفقہ پر مشتمل سب سے بڑی کتاب ہے کی حافظہ تھیں۔

علوم دینیہ کی فاضلات میں سیدہ شریفہ فاطمۃ الزہراء بنت سید محمد بن احمد ادریسی کا بھی شمار ہے قرآن کریم مع قرأت عشرہ کی حافظہ تھیں، حدیث وفقہ کی اکثر کتابیں یاد تھیں، جدید علوم میں بھی بڑی مہارت تھی، کبھی اپنے والد کے گھر سے باہر نہیں نکلیں، اپنے والد اور دادا سے علوم حاصل کئے۔

یہ ۱۳۰۰ھ تک کی ان خواتین کا مختصر تذکرہ تھا جنہیں علم حدیث نبوی سے کسی درجے شغف تھا۔ میرے لئے بڑی خوش نصیبی کی بات ہوگی اگر مزید دو صدیوں کی ان خواتین کو شمار کر سکا جن کو اس علم کے ساتھ تعلق ہے۔ اگر انہیں بھی فاضلات، عالمات اور مصلحات کے اس قافلے میں درج کر سکا تو زہے نصیب۔

آخر میں مجھے اس پر روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں کہ کامل و کثیر کو چھوڑ کر ناقص و قلیل کا ذکر کیا ہے، جو رہ گیا ہے وہ بھی مذکور سے کم نہیں۔ کیونکہ کتب حدیث کے مخطوطات، حواشی، کتب اسانید حدیث، کتب برامج و اثبات، مشیخات و تراجم خواہ ان کی ترتیب زمانی ہو یا علاقائی، ان خواتین کے ناموں سے بھری ہوئی ہیں جن کا مشغلہ تعلیم و تعلم حدیث رہا ہے، مذکورہ کتب کا مطالعہ کرنے والا اسانید و حواشی میں ان خواتین کے سینکڑوں نام دیکھے گا جو روایات حدیث ہے اور درس و تدریس کتب حدیث میں مردوں کی ہمسر ہیں، بعض تو ان کی تدریس میں مرد حضرات پر بھی فائق ہیں۔

Marfat.com

اضافہ مفیدہ

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

معارف الحدیث اردو زبان میں احادیث مبارکہ کا عظیم ذخیرہ ہے جو ایک مسلمان کی شب و روز کی ضروریات پر مشتمل ہے اور اس کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں احادیث مبارکہ کی عام فہم تشریح نے اس مجموعہ کی افادیت کو دوچند کر دیا ہے۔

معارف الحدیث حضرت مولانا منظور نعمانی رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔ حدیث شریف کی اس عظیم خدمت کے پیش نظر محدثین کے تذکرہ میں آپ کا وہ مختصر تعارف دیا جاتا ہے جو آپ کی وفات کے بعد شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے البلاغ کیلئے تحریر فرمایا یہ مکمل مضمون نقوش رفتگاں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ (مرتب)

شیخ الاسلام مدظلہ تحریر فرماتے ہیں .... جب سے شعور کی آنکھ کھلی، اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بدولت گھر میں روزانہ آنے والی ڈاک کا ایک پلنڈا اڈاکئے سے وصول کرنا روزمرہ کے معمول میں شامل دیکھا۔ اس ڈاک میں خطوط کے علاوہ ماہانہ اور ہفتہ وار جرائد و رسائل بھی اچھی خاصی تعداد میں ہوتے تھے۔ جب یہ جرائد و رسائل آتے تو انہیں اُلٹ پلٹ کران کی کم از کم ورق گردانی کا شوق مجھے اس وقت سے تھا جب ان جرائد و رسائل کے مندرجات کا تقریباً اسّی فیصد حصہ میری سمجھ سے بالاتر ہوتا تھا۔ انہی رسائل میں ایک ماہنامہ ''الفرقان'' لکھنؤ بھی تھا جس پر حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی متواتر دیکھ دیکھ کر یہ نام دل میں بیٹھ گیا تھا اور بچپن میں یہ بات ذہن میں جم گئی تھی کہ یہ بزرگ ایسے اہل قلم میں سے ہیں جن کی نگارشات اپنی فہم کی سطح سے بالاتر ہوتی ہیں۔

Marfat.com

جب رفتہ رفتہ حرف شناسی میں اضافہ ہوا تو یہ نگارشات کچھ کچھ سمجھ میں بھی آنے لگیں، بالخصوص ''الفرقان'' میں ''معارف الحدیث'' کے مسلسل عنوان کے تحت احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو عام فہم تشریح حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ کے قلم سے شائع ہو رہی تھی، اس کا بیشتر حصہ فہم سے بالاتر نہ رہا اور اس طرح مولانا رحمتہ اللہ علیہ سے غائبانہ ایک اُنسیت پیدا ہونے لگی۔

پھر طالب علمی کے دوران علمائے دیوبند اور علمائے بریلی کے مسلکی اختلافات پر متعدد کتابیں پڑھنے کی نوبت آئی۔ اکابر علمائے دیوبند رحمتہ اللہ علیہ کی جن بعض تحریروں پر علمائے بریلی کی طرف سے سخت اعتراضات کیے گئے تھے، ان کے بارے میں حقیقت حال کی وضاحت بہت سے حضرات نے کی لیکن اس موضوع پر جس کتاب نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا، وہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ''فیصلہ کن مناظرہ'' تھی۔ اس کتاب میں حضرت مولانا نے جس مدلل، دلنشین اور مستحکم انداز میں ان تحریروں کی وضاحت فرمائی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اسے پڑھنے کے بعد کسی بھی انصاف پسند انسان کے دل میں ان اکابر کے عقائد کے بارے میں کوئی ادنیٰ شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔ کتاب کا نام تو اگرچہ ''فیصلہ کن مناظرہ'' ہے جس سے تاثر یہ ہوتا ہے کہ یہ کوئی عام قسم کی مناظرانہ کتاب ہوگی اور ہماری شامت اعمال سے مناظرے کے بارے میں یہ تاثر بن گیا ہے کہ یہ ایک فرقہ وارانہ اکھاڑے کا نام ہے جس میں دو منہ زور پہلوان ہر حق و ناحق حربے سے ایک دوسرے کو زیر کرنے کے داؤ استعمال کرتے ہیں اور اس داؤ پیچ میں حق طلبی کا جذبہ کچل کر رہ جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مولانا کی یہ کتاب اس قسم کی مناظرانہ فضا سے کوسوں دور ہے بلکہ اس کو پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نیک نیتی والا مناظرہ کیا ہوتا ہے؟ اصل میں ''مناظرہ'' عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں ''مل جل کر کسی مسئلے پر غور کرنا''۔ مولانا نے اس کتاب میں مناظرے کی اسی حقیقت کی عملی تفسیر پیش کی ہے، ان کا انداز و اسلوب عامیانہ مناظرے کا اسلوب نہیں، خالص علمی، مثبت، معروضی اور مدلل انداز بیان ہے جس کا مطمح نظر حق کی تفہیم ہے، نہ کہ مخالف کی تذلیل۔

Marfat.com

پھر ۱۹۶۰ء کے لگ بھگ پاکستان اور ہندوستان کے علماء نے مل کر غلام احمد پرویز صاحب کی کتابوں کا جائزہ لیا اور ایک متفقہ فتویٰ مرتب کیا جس میں کہا گیا تھا کہ پرویز صاحب اپنے بعض گمراہانہ عقائد و افکار کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ یہ فتویٰ پرویز صاحب کی کتابوں کی چھان بین کے بعد مرتب کیا گیا تھا اور اس پر تمام مسلم مکاتب فکر کے علماء کے دستخط تھے۔

اس موقع پر پرویز صاحب کے حلقے نے یہ کہہ کر آسمان سر پر اُٹھالیا کہ علماء کرام کا تو مشغلہ ہی یہ ہے کہ وہ لوگوں کو کافر بناتے رہتے ہیں، اسلامی عقائد و اُصول سے ناواقف بہت سے دوسرے حضرات بھی اس پروپیگنڈے کا شکار ہو کر اس فتوے کو اعتراضات کا نشانہ بنانے لگے۔ اس موقع پر فتویٰ کی تائید اور اس پروپیگنڈے کی تردید میں بھی متعدد مضامین و مقالات منظر عام پر آئے لیکن اس موضوع پر سب سے زیادہ مدلل، زوردار اور دل میں اُتر جانے والی تحریر حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تھی جو ''الفرقان'' میں شائع ہوئی اور اسے پاک و ہند کے بہت سے علمی مجلات نے نقل کیا۔ مولانا کے مستحکم انداز تحریر کا قائل تو میں پہلے بھی تھا لیکن اس تحریر سے اندازہ ہوا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے قاری کو اپنے ساتھ بہالے جانے کی کس غیر معمولی صلاحیت سے مالا مال فرمایا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کے اس مضمون نے ''تکفیر'' کے بارے میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کی دُھند صاف کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

بعد میں مولانا رحمتہ اللہ علیہ کی بہت سی تحریریں پڑھنے کا موقع ملتا رہا اور ان سے غائبانہ عقیدت و محبت پیدا ہوتی گئی لیکن پاک و ہند کے تباین دارین کی وجہ سے ان کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔ بالآخر پہلی بار مکہ مکرمہ میں ان کی زیارت ہوئی اور اس کے نتیجے میں مراسلت کا سلسلہ بھی قائم ہوا۔ کوئی نئی کتاب آتی تو مولانا رحمتہ اللہ علیہ شفقت فرما کر احقر کو ارسال فرماتے اور مختلف مسائل پر خط و کتابت کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ افسوس ہے کہ مولانا کے ابتدائی کچھ خطوط میرے پاس محفوظ نہ رہے لیکن بعد میں میں نے اکثر خطوط محفوظ بھی رکھے۔ اس کے بعد مولانا رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ پاکستان تشریف

Marfat.com

لائے اور دارالعلوم میں خطاب بھی فرمایا۔ اس وقت حضرت والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی وفات ہو چکی تھی اور ان کے ذکر مبارک کے لیے البلاغ کا مفتی اعظم نمبر زیر ترتیب تھا، مولانا نے احقر کی فرمائش پر اس کے لیے مضمون لکھنے کا وعدہ فرمایا اور ہندوستان جا کر مضمون بھیجا جو مفتی اعظم نمبر کی زینت بنا۔

مولانا رحمتہ اللہ علیہ نے اگرچہ "الفرقان" کی ادارت اپنے فاضل صاحبزادے جناب مولانا عتیق الرحمٰن صاحب سنبھلی کے سپرد کردی تھی لیکن وقت کی تقریباً ہر اہم ضرورت پر ان کی تحریریں "الفرقان" میں شائع ہوتی رہتی تھیں۔ اسی دوران سعودی عرب میں علمائے دیوبند کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والوں نے وہاں یہ تاثر پھیلانا شروع کیا کہ علمائے دیوبند علمائے نجد کے سرخیل شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں معاندانہ رائے رکھتے ہیں اور ان کے بارے میں توہین آمیز رویہ اختیار کرتے رہے ہیں۔ مولانا نے اس تاثر کے ازالے کے لیے "الفرقان" میں ایک سلسلہ مضامین شروع کیا جس میں شیخ محمد بن عبدالوہاب اور علمائے دیوبند کے درمیان وجوہ مماثلت شرح وبسط کے ساتھ بیان کی گئی تھی اور شرک وبدعت کی تردید میں دونوں کے درمیان جو قدر مشترک تھی، اس پر زور دیا گیا تھا۔ اگرچہ یہ مضمون بھی مولانا کی عام عادت کے مطابق مدلل اور مفید تھا لیکن اس کی چند قسطیں پڑھنے کے بعد مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں وہ تصویر کے صرف ایک رُخ ہی پر ختم نہ ہو جائے اور علمائے دیوبند کو شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ کے بعض نظریات سے جو واقعی اختلاف رہا ہے۔ اس کے تذکرے سے خالی نہ رہ جائے۔ چنانچہ میں نے حضرت مولانا کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں اپنے اس طالب علمانہ اندیشے کا اظہار کرتے ہوئے یہ درخواست کی کہ مضمون کا تاثر یہ ہرگز نہ ہونا چاہیے کہ علماء دیوبند اور شیخ محمد بن عبدالوہاب کے نظریات میں کوئی اختلاف ہی نہ تھا۔ اس کے بجائے جس حد تک اور جتنا اختلاف تھا، اس کا اظہار بھی ریکارڈ درست رکھنے کے لیے ضروری ہے جس کے بغیر یہ سلسلہ مضامین ادھورا بھی رہے گا اور اس سے مزید غلط فہمیاں پیدا ہوں گی۔

میں نے لکھنے کو تو یہ خط لکھ دیا تھا لیکن بار بار یہ احساس ہو رہا تھا کہ مولانا کے مقام بلند

Marfat.com

کے لیے آگے میری حیثیت ان کے ایک ادنیٰ شاگرد کی بھی نہیں ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ جسارت کر کے میں نے اپنی حدود سے تجاوز کیا ہو لیکن میرے خط کے جواب میں مولانا کا جو گرامی نامہ آیا، اس میں انہوں نے اپنی بڑائی کی انتہا کر دی۔ میری گزارش پر کسی ناگواری کا اظہار تو کجا، میری اتنی ہمت افزائی فرمائی کہ میں پانی پانی ہو گیا۔

آخر میں شیخ الاسلام مدظلہ تحریر فرماتے ہیں مولانا کی ''سرگزشت حیات'' خود انہی کے قلم سے لکھی ہوئی شائع ہو چکی ہے جو مجھ جیسے ہر طالب علم کے لیے موعظت و نصیحت کے نہ جانے کتنے باب کھولتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو مقعد صدق میں اپنے مقامات قرب سے نوازے۔ ان کی زلات کی مکمل مغفرت فرمائی اور ان کے فیوض کو اُمت کے لیے جاری وساری رکھے۔ آمین (نقوش رفتگاں کے تفصیلی مضمون سے انتخاب)

استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ

حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ کے افادات سے مرتب شدہ خیر الباری اردو شرح صحیح بخاری زیر طبع ہے اور ان شاء اللہ چند دنوں میں منظر عام پر آجائے گی۔ حضرت کی دیگر خدمات کے علاوہ حدیث شریف پر گراں قدر خدمات کے پیش نظر طبقہ محدثین میں آپ کا نام نامی شامل کیا جا رہا ہے۔ (مرتب)

آپ کے مختصر و جامع حالات سے متعلق حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔ آپ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے مخصوص خلفاء میں بلند مقام پر فائز تھے۔ ایک جید عالم دین اور شیخ العصر تھے۔ قدیم بزرگوں کی سادگی کے پیکر اور تواضع وانکساری کا مجسمہ تھے۔ خلوص وللّٰہیت میں سلف صالحین کی یادگار تھے۔ رشد و ہدایت اور دینی فیضان کا منبع و سرچشمہ تھے۔ اپنے حسن اخلاق اور حسن تدبیر سے ۱۳۴۹ھ ۱۹۳۲ء میں اپنے شیخ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی زیر سرپرستی میں ایک دینی درسگاہ ''مدرسہ خیر المدارس'' کے نام سے جالندھر میں قائم فرمایا۔ جس نے اپنے حسن تعلیم اور حسن انتظام سے جالندھر میں مرکزیت پیدا کر لی اور اس خطہ اراضی کو علوم نبوت سے سیرابی وشادابی ہوئی۔ تقسیم ہند کے بعد آپ نے

Marfat.com

پاکستان ہجرت کی اور ملتان جیسے مرکزی شہر میں اسی مدرسہ خیر المدارس کی تجدید کی۔ وہاں بھی یہ مدرسہ ایک دم اسی طرح مقبول و معروف ہو گیا جتنا اس وقت تھا۔ یہ سب کچھ حضرت مولانا خیر محمد صاحب کی مقبولیت کا ثمرہ ہے۔ اور دراصل حضرت مولانا کا حسن اخلاق، عمق علم اور اس پر حسن انسانیت و اخلاق اس مدرسہ کی اساس ہے اور اسی اساس پر خیر المدارس کی جدید عمارت قائم ہوئی اور اسی قدیم مقبولیت سے یہ نئی مقبولیت ظہور پذیر ہوئی۔ اور آج الحمدللہ پاکستان میں یہ مدرسہ پنجاب کا علمی مرکز ہے۔ اور حضرت مولانا کا عظیم صدقہ جاریہ ہے۔

حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ ہمیشہ دارالعلوم سے وابستہ رہے اور احقر سے نہایت قریبی تعلق اور شفقت و محبت کا معاملہ رہا۔ علم و فضل، زہد و تقویٰ اور دین و دیانت کی عالی صلاحیتیں ان میں بدرجہ اتم جمع تھیں۔ عظیم کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے پاکستان کے مدارس دینیہ کا وفاق بنام ''وفاق المدارس'' قائم فرمایا اور تمام مدارس کو ایک لڑی میں منسلک کر دیا۔ پھر حضرت مولانا ہی اس وفاق کے پہلے صدر تسلیم کیے گئے جس کو انہوں نے کمال دیانت و راست بازی اور اخلاص و صداقت سے انجام دیا۔ اس سے جہاں آپ کا علم و فضل ملک پر واضح ہوا وہیں کمال ذہن و ذکاء بھی نمایاں ہوا۔ آج مدرسہ خیر المدارس پاکستان میں مرکزی حیثیت کے ساتھ کتاب و سنت اور فقہ فی الدین کی اشاعت میں امتیازی شان کا حامل ہے۔

افسوس کہ آپ ۲۰ شعبان ۱۳۹۰ھ کو ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کی رحلت کی خبر سن کر دل پر از حد صدمہ ہوا ہے۔ دل تو چاہتا ہے کہ حاضر ہو کر تعزیت پیش کروں مگر ایسا کرنا بہت مشکل ہے۔ پاکستان میں خاص طور پر دو چار بزرگوں پر ہی نظر پڑتی تھی اور ان ہی حضرات کی کشش ہر وقت حاضری کے لئے بے چین کرتی رہتی ہے۔ مگر یہ مخلصین و محبین سب رخصت ہوتے جا رہے ہیں۔ آثار قیامت ہیں۔ حق تعالیٰ ہماری حالت پر رحم فرمائیں۔ حق تعالیٰ حضرت مولانا کو درجات عالیہ نصیب فرمائیں۔ اور صاحبزادوں کو ان کا سچا جانشین بنائیں۔ اور ان کے چشمہ فیض خیر المدارس کو ہمیشہ قائم و دائم سرسبز و شاداب رکھے۔ آمین ثم آمین۔ (پچاس مثالی شخصیات)

Marfat.com

استاذ الحدیث

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

ماہنامہ الخیر ملتان کے مدیر حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں

یَاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ

واسفاہ! اہل دل و اہل عزیمت، نمونہ اسلاف و رہنمایان ملت، حاملین شریعت و پیکر سنت جس سرعت سے اس دنیا سے اٹھتے جا رہے ہیں دنیا ایک وحشت کدہ معلوم ہونے لگی ہے۔ ابھی عالم اسلام کی محبوب شخصیت نادرۂ روزگار اور جامع کمالات ہستی حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی قدس اللہ سرہ کی دردناک جدائی پر آنسو خشک نہیں ہوئے تھے کہ ایک اور المناک سانحہ اور جان گداز المیہ نے پوری ملت اسلامیہ کو سوگوار کر دیا ہے۔

مادر علمی جامعہ خیر المدارس کے مایہ ناز فرزند اور استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ کے تلمیذ رشید، صلابت و ثقاہت کے امام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کسی شقی القلب کے ہاتھوں خلعت شہادت پا کر رب کے حضور سرفراز ہو گئے۔

یاایتها النفس المطمئنة ارجعي الیٰ ربک راضیة مرضیة. اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون

یوں لگتا ہے جیسے زمانہ نے زبردست کروٹ لی ہے۔ ۱۳ر صفر ۱۴۲۱ھ، ۱۸ر مئی ۲۰۰۰ء جمعرات کا دن مسلمانان برصغیر بلکہ پوری اسلامی دنیا کو ایک المناک حادثہ کی یاد دلاتا رہے گا۔ حریم نبوت کا پاسبان، اسرار شریعت کا نکتہ رس اور علم و معرفت کا آفتاب دنیا کے افق

Marfat.com

سے غائب ہو گیا۔ علم و فقاہت کی مجلس اجڑ گئی، ملت ایک صاحب بصیرت اور متاع دین و دانش سے محروم ہو گئی، یوسف کارواں رخصت ہو گیا، محدث وقت علامہ بنوری رحمہ اللہ کی روایات کا امین اور ان کی یادگار ''بینات'' کا سرپرست محتشم پوری ملت کو اداس و بے یار و مددگار کر گیا۔ مسلمان اس یوسف گم گشتہ پر مدتوں آنسو بہائیں گے۔

الکرب مجتمع والصبر مفترق القلب محترق والدمع مستبق

کسی ایسی ہستی کے بارے میں قلم اٹھانا جو میراث نبوت سے سرفراز اور بے شمار خصائص کی حامل ہو اور جس سے اللہ رب العزت نے اپنے دین کا غیر معمولی کام لیا ہو، نہایت مشکل مرحلہ ہے۔ مولاناؒ ایسی جامع صفات شخصیت کے مالک تھے جو بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں۔ اپنے اعلیٰ اوصاف اور بزرگانہ کمالات کی وجہ سے ملک کے جید علماء کرام کے حلقہ میں یکساں محبوب و محترم اور صائب الرائے سمجھے جاتے تھے۔ نسل نو کی اسلامی خطوط پر فکری و ذہنی تربیت کے لئے مولاناؒ نے زندگی کا ایک بڑا حصہ صرف کیا۔ وہ طبقہ علماء میں اپنی محبوب و ہردلعزیز شخصیت کے باعث اپنی الگ پہچان رکھتے تھے۔

مولاناؒ کی علمی خدمات کا دائرہ زمان کے اعتبار سے نصف صدی کو محیط ہے، جس میں انہوں نے مسند تدریس کو رونق بخشنے کے علاوہ عصر حاضر کو چکا چوند کرنے والی زندگی میں راستہ بھٹکنے والے بے شمار خاندانوں اور ہزارہا نوجوانوں کو اسلامی احکامات اور تعلیمات سے آگاہ کیا، فکری تعصبات کو رفع کیا اور نظریاتی و تحقیقی تضادات کا ازالہ کیا۔ حق تعالیٰ شانہ نے انہیں اسلامی تعلیمات کو سہل و دلنشین انداز میں بیان کرنے کی حیرت انگیز صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ مولاناؒ کی تصنیفات و تالیفات کا عدد ۱۰۰ تک پہنچتا ہے۔

جن میں چند صفحات کے پمفلٹ سے لے کر نو نو جلدوں تک کی ضخیم کتابیں بھی ہیں۔ عصر حاضر میں مولاناؒ کے قلم نے کفر و الحاد اور دجالی فتنوں کے خلاف ایک مجاہد کی تلوار کا کام کیا۔ وہ مسلمانوں کے فروعی اختلافات پر نہایت دلسوزی کے ساتھ ناصحانہ انداز میں لکھتے تھے جس میں کسی کی تحقیر و تضحیک یا دل آزاری کا شائبہ بھی نہ ہوتا تھا۔ مگر باطل فرقوں بالخصوص ختم نبوت اور عظمت و ناموس صحابہؓ کے منکرین کے خلاف ان کا قلم

Marfat.com

سیف بے نیام تھا۔ دشمنان دین کو ان کے مقابلہ میں ہمیشہ شکست و ہزیمت اٹھانا پڑتی تھی اور شاید انہی قوتوں نے علم وعمل کے اس روشن مینار کو زمین بوس کر کے اپنی ذلت و رسوائی کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔

مولانا مرحوم نے ابتدائی تعلیم جامعہ خیر المدارس میں شروع کی اور تکمیل بھی یہیں ہوئی۔ تدریسی کام کا آغاز مدرسہ احیاء العلوم ماموں کانجن اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے کیا۔ پہلے استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور بعد ازاں مخدوم العلماء حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور مؤخر الذکر دونوں بزرگوں کی طرف سے اجازت بیعت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ آخر دم تک ان اکابر سے گہرا تعلق رہا۔

اکابر کے گرویدہ تھے اور ان کی کفش برداری کو باعث فخر وسعادت سمجھتے تھے۔ محدث عصر حضرت علامہ بنوریؒ سے باقاعدہ تلمذ تو حاصل نہیں تھا لیکن شاگردوں سے بڑھ کر ان کی صحبت اٹھائی اور خوب مستفیض ہوئے۔ ''میرے حضرت بنوریؒ کی چند حسین یادیں'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''چار بزرگوں کے ساتھ اس ناکارہ کو بچپن ہی سے عشق کی حد تک عقیدت ومحبت تھی۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ، حضرت امام التبلیغ مولانا محمد یوسف دہلوی نور اللہ مرقدہ، حضرت محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ اور حضرت سلطان القلم مولانا مناظر احسن گیلانی نور اللہ مرقدہ۔

اپنے چار اکابر کے لئے یہ ناکارہ ہر نماز کے بعد التزاماً ایصال ثواب کرتا ہے اور ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کرتا ہے۔

(۱) سیدی ومرشدی حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ بانی خیر المدارس ملتان۔

(۲) سیدی ومرشدی قطب العالم حضرت شیخ مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ۔

(۳) سیدی ومرشدی حضرت عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ۔

Marfat.com

(۴) سیدی وسندی حضرت شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ۔ اول الذکر میرے استاذ حدیث بھی ہیں اور شیخ اول بھی۔ ثانی الذکر میرے شیخ ثانی ہیں۔ حضرت ڈاکٹر صاحب میرے رہبر طریقت ہیں اور حضرت اقدس بنوریؒ سے نہ اس ناکارہ کو باقاعدہ تلمذ حاصل تھا اور نہ وہ اس ناکارہ کے باقاعدہ شیخ طریقت تھے۔ لیکن اس ناکارہ کی شخصیت کی تکوین میں ان کا حصہ سب سے زیادہ ہے اور علمی و روحانی استفادہ سب سے زیادہ انہیں سے کیا۔ اس لئے یہ ناکارہ ان کو اپنا سب سے بڑا محسن سمجھتا ہے۔ بعد میں حضرت بنوریؒ نے اس ناکارہ کو حدیث کی اجازت بھی عطا فرمائی تھی۔ اس لئے ان کو بھی اپنا شیخ و مرشد سمجھتا ہوں۔''

یوں تو مولاناؒ ایک جید محقق اور فقیہ وقت کی حیثیت سے معروف و مقبول تھے۔ علمی موضوعات پر ان کی بیش قیمت آراء، محققانہ مقالے اور فتاویٰ پر مشتمل کتب اس کی شاہد عدل ہیں، لیکن ''اختلاف امت اور صراط مستقیم'' معرکۃ الآراء عنوان ہے، جس میں مولاناؒ کے اشہب قلم نے اپنی جولانی دکھائی ہے۔

حیران و تشنہ کام عوام کے لئے ان کا سلسلہ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' چشمۂ فیض تھا، جس سے کتنی ہی خلق خدا فیض یاب ہوئی۔ مولاناؒ صرف فقہی اور تحقیقی میدان ہی کے شہسوار نہ تھے بلکہ اس کے ساتھ وہ ایک مرد مؤمن عارف باللہ اور محدث بھی تھے جنہوں نے ایک عرصہ تک جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں درس حدیث کی مسند کو رونق بخشی اور سینکڑوں طلباء ان سے مستفید ہوئے۔ وہ ایک ادیب شہیر بھی تھے جن کی تحریریں خشک اور ادق نہیں بلکہ روانی اور سلاست کے موتی رولتی تھیں۔ روحانیت اور ادبیت کا حسین امتزاج لئے ہوئے تھیں۔ اپنا ایک واقعہ سناتے ہیں جس میں حضرت بنوریؒ نے رمضان المبارک بنوری ٹاؤن میں آ کر گزارنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا، جبکہ مولاناؒ اپنے گھریلو تقاضوں کی بناء پر بجائے رمضان شعبان میں ہی چلے گئے تھے۔

مولانا مرحومؒ، آج ہم سے جدا ہو چکے ہیں لیکن انہوں نے اس دور کی جاہلیت

Marfat.com

جدیدہ کی تاریکیوں میں علم وفضل کی جو قندیل روشن کی ہے وہ مدتوں فروزاں رہے گی اور نشان منزل کا پتہ دیتی رہے گی۔ مولانا مرحومؒ بلند قامت دینی شخصیت، بے مثال محقق اور عدیم النظیر مصنف ہونے کے باوجود تواضع وانکسار کا پیکر تھے۔

احقر کو یاد ہے کہ جب جامعہ خیر المدارس سے ماہنامہ ''الخیر'' کے اجراء کا فیصلہ ہوا اور اس کی ذمہ داری احقر کو سونپی گئی تو راقم حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری زید مجدہم مہتمم جامعہ خیر المدارس کے حکم سے رہنمائی ومشاورت کے لئے مولانا مرحومؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مولاناؒ نے اپنی مادر علمی سے ایک دینی جریدے کے اجراء کے فیصلہ پر بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔

اپنی ہر طرح سے معاونت کا وعدہ فرمایا اور احقر کی پوری پوری رہنمائی فرمائی۔ تحریر میں پختگی پیدا کرنے کے لئے مولانا مرحومؒ نے فرمایا کہ پرانے اردو ڈائجسٹ مہیا کر کے ناموراد یبوں کی تحریریں پڑھو، اس سے تعبیر کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے۔''

تحریر میں پختگی اور تعبیر کا سلیقہ مجھ ایسے مدرسہ کے طالبعلم کو کیا حاصل ہونا تھا مگر مولانا عبدالرشید صاحب ارشد کی مرتبہ ''بیس مردان حق'' میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ پر مولانا لدھیانویؒ کا ایک مضمون دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی جس میں مولانا مرحوم نے بہ کمال بے نفسی وخورد نوازی احقر کے ایک مضمون کو اپنی تحریر کا جزو بنایا۔ اس سے پہلے مولانا مرحومؒ نے یہ الفاظ تحریر فرمائے:

''مولانا محمد ازہر (مدیر الخیر) نے حضرت والاؒ کی خصوصیاتِ درس بہت دلنشین انداز میں بیان فرمائی ہیں وہ لکھتے ہیں'' الخ

ایک ادنیٰ طالب علم کی، جس نے قلم پکڑنے کا طریقہ مولانا مرحوم سے سیکھا ہو اس قدر حوصلہ افزائی، مولانا مرحومؒ کی عظمت وسطوت اور تواضع وبے نفسی کی بہت بڑی دلیل ہے جبکہ احقر کے لئے سند اور سعادت۔

مولانا لدھیانویؒ کی شہادت سے اس وقت تمام دینی حلقے غم واضطراب کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ ان لاکھوں انسانوں کے اجتماعی غم کو نظر انداز کرتے

Marfat.com

ہوئے اگر انتظامیہ نے مولاناؒ کے خون ناحق کو روایتی انداز میں چھپانے کی کوشش کی تو یہ ایک سنگین غلطی ہوگی۔ ملک کے تمام دینی حلقے بجا طور پر سراپا احتجاج ہیں اس لئے حکومت ان کے اضطراب اور غم وغصہ کا حقیقی ادراک کر کے بلاتاخیر قاتلوں کو قوم کے سامنے پیش کرے۔ یہ عظیم سانحہ حکومت وقت کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ اگر وہ مولاناؒ کے قاتلوں اور دہشت گردوں کو پکڑنے میں کامیاب نہ ہوئی تو دہشت گرد یہ پیغام دینے میں کامیاب متصور ہوں گے کہ اب ملک کی کوئی نابغہ روزگار ہستی یا دینی سکالر ان کی دسترس سے باہر نہیں، وہ جس کی زندگی کا چاہیں چراغ گل کر دیں۔ اگر خدانخواستہ یہی صورت حال پیدا ہوگئی تو پھر پورے ملک پر مایوسی، خوف اور بے حسی کا دور دورہ ہوگا۔ ولا فعلہا اللہ۔ (ربیع الاول ۱۴۲۱ھ) (مسافران آخرت)

Marfat.com

شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرور

دامت برکاتہم

موجودہ اکابر میں حضرت کا نام محتاج تعارف نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نمونہ اسلاف بنایا ہے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کی مسند حدیث آپ کے جلوؤں سے رونق افروز ہے۔ الخیر الجاری، شرح ترمذی، حسن المعبود جیسی شروحات حدیث آپ کی محدثانہ صلاحیتوں کا نمونہ ہیں۔ اس لئے اس کتاب میں طبقہ محدثین میں آپ کا اسم گرامی شامل کیا گیا ہے۔ آپ کے مختصر حالات درج ذیل ہیں۔ اگرچہ ان میں آپ کے تصوف وطریقت کے سلسلہ میں خدمات کو اجاگر کیا گیا ہے۔

ولادت باسعادت

آپکی ولادت باسعادت فیصل آباد میں محمد رمضان صاحب کے ہاں 1933ء میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت

آپ نے 1949ء میں گورنمنٹ ہائی سکول جہلم سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ آپ کے ماموں جان مولانا کرم الٰہی صاحب حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ سے بیعت ہے وہ مواعظ اشرفیہ آپ کے گھر بھیجتے رہتے تھے جب حضرت حکیم الامت کے تقریباً ایک سو وعظ پڑھ چکے تو دین کا شوق شدت اختیار کر گیا اور دینی تعلیم حاصل کرنے کا مستحکم عزم فرمالیا اور جامعہ خیر المدارس ملتان میں تقریباً ساڑھے پانچ سال دینی تعلیم حاصل کی اور اساتذہ کرام کے مشورہ سے دورہ حدیث کے لیے جامعہ

Marfat.com

اشرفیہ نیلہ گنبد لاہور سے حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری قدس سرہ سے دستار فضیلت حاصل کی۔ احادیث میں آپ کے مشہور اساتذہ کرام حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی، حضرت استاذ العلماء مولانا رسول خاں صاحب، حضرت مولانا ضیاء الحق صاحب اور عارف باللہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ دورہ حدیث شریف کے بعد ایک سال 1955ء تکمیل کا لگایا۔ اس کے بعد دو سال 1957ء تک جامعہ اشرفیہ لاہور میں تدریس فرمائی۔ اس کے بعد 1957ء تا 1960ء خیر المدارس ملتان میں تدریس فرمائی۔ پھر 1960ء تا 1970ء دار العلوم کبیر والا ضلع خانیوال میں پڑھایا اور 1970 سے تا حال جامعہ اشرفیہ لاہور میں پڑھا رہے ہیں۔

بیعت و سلوک

دینی تعلیم کے آغاز کے ساتھ ہی 1949ء ہی میں عارف باللہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری قدس سرہ سے باقاعدہ اصلاحی تعلق کا آغاز فرمایا۔ بارہ سال مسلسل حضرت امرتسری قدس سرہ سے فیض حاصل کیا۔

انہوں نے آپ کو اجازت بیعت و تلقین سے بھی نوازا۔ حضرت مفتی صاحب کے وصال کے بعد پورے چوبیس سال عارف باللہ سیدی و مرشدی حضرت مولانا حاجی محمد شریف صاحب قدس سرہ نواں شہر ملتان سے اصلاحی تعلق قائم رکھا اور برابر حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ سے فیض حاصل کرتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد 1986ء میں جب حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب قدس سرہ لاہور تشریف لائے تو ماڈل ٹاؤن لاہور حاضر ہو کر باقاعدہ اصلاحی تعلق قائم فرمایا۔ اور ان کی خدمت اقدس میں چار مرتبہ جلال آباد بھی تشریف لے گئے۔ (ماخوذ حیات سرور مد ظلہم ملخصاً)

Marfat.com

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ العالیٰ

کشف الباری صحیح بخاری کی شروح میں

ایک گراں قدر اضافہ

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحب شہید رحمہ اللہ
(شیخ الحدیث جامعہ بنوریہ کراچی) تحریر فرماتے ہیں۔

موجودہ دور میں علم حدیث اور خصوصاً صحیح بخاری کی خدمت وتشریح کے سلسلے میں ایک گراں قدر، قیمتی اور بے مثال اضافہ سیدی وسندی، مسند العصر، استاذ العلماء، شیخ الحدیث وصدر وفاق المدارس پاکستان حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہ وفیوضہ وادام اللہ علینا ظلہ کی صحیح بخاری پر تقریر "کشف الباری عما فی صحیح البخاری" ہے۔ یہ کتاب حضرت کی ان تقاریر پر مشتمل ہے جو صحیح بخاری پڑھاتے وقت حضرت نے فرمائیں۔ یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ بندہ نے ایک طویل عرصے تک حضرت کے زیر سایہ جامعہ فاروقیہ میں تدریس کے فرائض انجام دیئے اور اب تقریباً دس بارہ سال سے جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں درس دے رہا ہے۔ اِس وقت دام ظلہ سے میرا کوئی دنیوی مفاد وابستہ نہیں ہے، یہ تمہید میں نے اس لیے لکھی کہ آئندہ جو بات میں لکھنا چاہتا ہوں، شاید کچھ حضرات اس کو مبالغہ اور تملق پر محمول کریں گے۔

وہ بات یہ کہ بندہ نے اپنی مختصری طالب علمی کی زندگی میں اور اس کے بعد تقریباً ستائیس اٹھائیس سالہ تدریسی زندگی میں حضرت جیسا مدرس اور اُستاذ نہیں دیکھا جس کی تقریر ایسی مرتب جامع اور واضح ہو کہ اعلیٰ، متوسط اور ادنیٰ درجے کا ہر طالب علم اس سے استفادہ کرسکتا ہو، اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ کو جو تحقیقی ذوق عطا فرمایا، اس کے ساتھ مرتب اور جامع طرزِ تدریس عموماً بہت کم ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات گرامی میں یہ تمام صفات

Marfat.com

جمع فرمائی ہیں۔ بندہ تقریباً تین سال سے جامعہ علوم اسلامیہ میں صحیح بخاری پڑھاتا ہے اور الحمدللہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کہتا ہوں کہ مجھے مطالعہ کرنے کا ذوق اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے عطا فرمایا ہے۔ صحیح بخاری کی مطبوعہ ومتداول شروح، حواشی اور تقاریر اکابر میں سے شاید کوئی شرح، حاشیہ یا تقریر ایسی ہوگی جو بندہ کی نظر سے نہیں گزری لیکن میں نے ''کشف الباری'' جیسی ہر لحاظ سے جامع، مرتب اور تحقیقی شرح نہیں دیکھی۔ اگرچہ علماء کا مشہور مقولہ ''لایغنی کتاب عن کتاب'' لیکن ''ما من عام الا وقد خص عنه البعض'' کے قاعدے کے مطابق ''کشف الباری'' اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے۔ بلامبالغہ حقیقتاً وواقعتہً یہ ایسی شرح ہے کہ انسان کو دوسری شروح سے مستغنی کردیتی ہے۔

میں ان لوگوں کی بات تو نہیں کرتا جو کسی خاص تقریر کا مطالعہ کر کے سبق پڑھاتے ہیں البتہ وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے تحقیقی ذوق دیا ہے اور متقدمین شارحین جیسے خطابی، ابن بطال، کرمانی، عینی، ابن حجر، قسطلانی، سندھی وغیرہم کی شروح کا مطالعہ کرتے ہیں اور متاخرین میں تیسیر القاری، لامع الدراری، کوثر المعانی اور فیض الباری کو دیکھتے ہیں، وہ اس بات کی گواہی دیں گے۔ حضرت کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے تدریس کا طویل موقع عنایت فرمایا، اس کتاب میں آپ کی پوری زندگی کی تدریس کا نچوڑ موجود ہے، بندہ کی رائے یہ ہے کہ اس دور میں صحیح بخاری پڑھانے والا کوئی بھی اُستاذ اس کتاب کے مطالعہ سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ حضرت کا سایہ تادیر ہم پر قائم رہے۔ (کشف الباری جلد اول پر تاثرات سے انتخاب)

مفتی اعظم حضرت مولانا
مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم

ولادت باسعادت

آپ حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت اقدس سیدی ومرشدی مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ کے ہاں بمقام دیوبند یکم یا ۲ یا ۳ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

Marfat.com

شب جمعہ پیدا ہوئے۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ نے ایک سجع میں محمد رفیع تجویز فرمایا۔ ''زجملہ خلائق محمد رفیع'' حضرت اقدس مفتی صاحب رحمہ اللہ کا سجع ''بروز قیامت محمد شفیع'' ہے۔ دونوں سجعوں کا وزن اور قافیہ برابر ہونے سے شعر مکمل ہو گیا جو آپ کے حق میں نیک فال ہے۔

بروز قیامت محمد شفیع زجملہ خلائق محمد رفیع

تعلیم وتربیت

حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ نے قاعدہ بغدادی خود پڑھایا اور پانچ سال کی عمر میں دارالعلوم دیوبند کے شعبہ حفظ میں داخل ہوئے۔ پندرہ پارے حفظ کیے تھے کہ پاکستان آ گئے۔ پھر حفظ کی تکمیل کراچی میں ہوئی۔ ختم قرآن پاک مفتی اعظم پاکستان الحاج امین الحسینی سے کرایا۔ پھر دارالعلوم کراچی میں اردو اور عربی فارسی تعلیم کے بعد ۱۳۷۲ھ بمطابق ۱۹۵۲ء میں باقاعدہ درس نظامی کا آغاز ہوا اور ۱۳۷۹ھ بمطابق ۱۹۵۹ء میں فراغت حاصل کی۔ مؤطا امام مالکؒ، شمائل ترمذی، درمختار، شرح عقود رسم المفتی درساً پڑھنے کی سعادت حضرت اقدس سیدی ومرشدی مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ سے حاصل ہوئی۔ نیز فتاویٰ نویسی کی مشق بھی کی۔ ہزاروں فتاویٰ آپ کی زیرنگرانی تحریر کیے۔ ۱۹۵۸ء میں فاضل عربی کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے، مولوی عالم کا امتحان امتیازی نمبرات سے پاس کیا۔

اجازت حدیث آپ کو حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کے علاوہ شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ، شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب رحمہ اللہ، شیخ محمد حسن صاحب بن المشاط مالکی رحمہ اللہ سے بھی حاصل ہے۔ (ماہنامہ البلاغ)

بحمد اللہ تعالیٰ

Marfat.com